لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ (القرآن)

امام حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا ہدایت اللہ ندوی

جلد دوم

مکتبہ قدوسیہ
غزنی سٹریٹ
اردو بازار۔ لاہور

غزوہ نجد یا ذی امر

۳ھ : تین ہجری کے آغاز میں غزوہ نجد پیش آیا' یہ غزوہ "ذی امر" کے نام سے بھی معروف ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ سویق سے واپس آئے تو مدینہ میں ذوالحج کے باقی ایام قیام فرمایا پھر نجد کی جانب غطفان پر حملہ کے ارادے سے روانہ ہوئے' بقول ابن ہشام' حضرت عثمان بن عفانؓ کو امیر مدینہ مقرر کیا اور بقول ابن اسحاق' غزوہ نجد میں قریباً ایک ماہ قیام فرمایا اور لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

غورث کا معجزانہ واقعہ : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ غطفان از بنی ثعلبہ بن محارب کا ایک گروہ "ذی امر" میں جمع ہو چکا ہے وہ مدینہ پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بروز جمعرات ۱۲۔ ربیع الاول ۳ھ کو روانہ ہوئے۔ عثمان بن عفانؓ کو امیر مدینہ مقرر کیا آپ کے ہمراہ ساڑھے چار سو افراد پر مشتمل لشکر تھا۔ آپ کو دیکھ کر' وہ گروہ گھبرا کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر منتشر ہو گیا' آپ چلتے چلتے چشمہ "ذوامر" پر پہنچے اور وہاں فروکش ہوئے پھر وہاں خوب بارش ہوئی اور آپؐ کا لباس بھیگ گیا آپ وہاں ایک درخت کے نیچے آئے اور اپنا لباس خشک ہونے کے لئے پھیلا دیا یہ منظر مشرکین کے سامنے تھا چنانچہ انہوں نے ایک بہادر اور جرات مند آدمی غورث بن حارث یا دعثور بن حارث روانہ کیا کہ اللہ نے تیرے لئے محمدؐ کو قتل کرنے کا موقعہ فراہم کیا ہے چنانچہ وہ آدمی شمشیر بکف آیا اور آپ کے سر پر تلوار تول کر بولا' اے محمدؐ! آج تجھے میری تلوار سے کون بچا سکتا ہے؟ تو آپ نے بے ساختہ فرمایا اللہ! اور جبرائیل نے اس کے سینہ پر مارا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی پھر رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ کر فرمایا۔ اب تجھے کون بچا سکتا ہے تو اس نے "کوئی نہیں" اور میں اب اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت کا اقرار کرتا ہوں' واللہ! آئندہ کبھی آپ کے خلاف لشکر کشی نہ کروں گا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تلوار واپس کر دی وہ اپنے رفقاء کے پاس واپس گیا تو انہوں نے کہا' افسوس! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے ایک دراز قامت انسان دیکھا' اس نے میرے سینے میں مارا اور میں سر کے بل چت گر پڑا' تو میں سمجھا کہ وہ فرشتہ ہے اور میں تہہ دل سے قائل ہو گیا کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں واللہ! میں آپ کے خلاف کوئی گروہ اکٹھا نہ کروں گا اور وہ اپنی قوم کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرنے لگا' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرتے رہو" (۵/۱۱) (واضح رہے اس سفر میں آپ دس روز مدینہ سے غائب رہے)

بیہقی کا بیان ہے کہ اس سے ملتا جلتا ایک قصہ "غزوہ ذات الرقاع" میں بھی بیان ہو گا ممکن ہے یہ دو واقعات ہوں' میں --- ابن کثیر --- کہتا ہوں اگر یہ واقعہ درست ہے تو ذات الرقاع والا واقعہ یقیناً اور ہے

کیونکہ اس آدمی کا نام بھی غورث بن حارث ہے مگر وہ مسلمان نہیں ہوا بلکہ وہ برابر اپنے دین پر قائم رہا اور نہ ہی اس نے رسول اللہ ﷺ سے لڑائی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا تھا' واللہ اعلم۔

غزوہ فرع جانب بحران : امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پورا ربیع الاول ۳ھ یا اس سے کم عرصہ مدینہ میں قیام فرمایا پھر قریش پر حملہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ (بقول ابن ہشام' ابن ام مکتوم کو امیرمدینہ مقرر فرمایا) آپ چلتے چلتے "بحران" میں پہنچ گئے جو حجاز میں "فرع" کی جانب ایک معدن اور کان ہے بقول واقدی' رسول اللہ ﷺ مدینہ سے دس روز غائب رہے۔

مدینہ میں یہود بنی قینقاع کا واقعہ : بقول واقدی' یہ واقعہ بروز ہفتہ ۱۵۔ شوال ۲ھ میں پیش آیا اور اس آیت (۵۹/۱۵) کا مصداق یہی لوگ ہیں۔ "ان کا حال تو پہلوں جیسا ہے کہ جنہوں نے ابھی اپنے کام کی سزا پائی ہے اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے" (۵۹/۱۵) بقول امام ابن اسحاق' بنی قینقاع کے ساتھ جنگ کا معاملہ اسی عرصہ کے درمیان پیش آیا۔ واقعہ یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک بازار میں اکٹھے کر کے فرمایا' اے گروہ یہود! تم اللہ کے عذاب سے ڈرو جیسا کہ قریش پر نازل ہوا ہے تم بخوبی جانتے ہو کہ میں "نبی مرسل ہوں اور یہ بات تم اپنی کتابوں میں تحریر پاتے ہو۔ اور اللہ نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے یہ سن کر وہ کہنے لگے' اے محمد! تو ہمیں اپنی قوم کی طرح گاؤدی اور ناتجربہ کار سمجھتا ہے یہ خام خیال تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہارا مقابلہ ان لوگوں سے ہوا ہے جو فنون حرب سے ناواقف تھے تو تجھے ان سے ایک موقعہ میسر آگیا سنو! واللہ! اگر ہمارا تم سے پالا پڑا تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم جنگ جو لوگ ہیں۔

ابن اسحاق از غلام زید بن ثابت اور از عکرمہ از ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آیت (۱۲'۱۳/۳) بھی قینقاع کے بارے نازل ہوئیں' "کافروں کو کہہ دو کہ اب تم مغلوب ہو اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے تمہارے سامنے ابھی ایک نمونہ دو فوجوں --- اہل بدر اور قریش --- کا گزر چکا ہے جو آپس میں ملیں ایک فوج اللہ کی راہ میں لڑتی ہے اور دوسری فوج کافروں کی ہے وہ کافر مسلمانوں کو اپنے سے دوگنا دیکھ رہے ہیں' آنکھوں کے دیکھنے کے ساتھ اور اللہ جسے چاہے اپنی مدد سے قوت دیتا ہے۔ اس واقعہ میں دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔" (آل عمران ۱۲۔۱۳)

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ یہود میں سے بنی قینقاع نے سب سے پہلے عہد شکنی کی' بدر اور احد کے درمیانی عرصہ میں وہ رسول اللہ ﷺ سے برسرپیکار ہوئے۔

خاتون کی بے حرمتی : ابن ہشام' عبداللہ بن جعفر بن عبدالرحمان بن مسعود بن مخرمہ کی معرفت ابوعون سے بیان کرتے ہیں کہ ایک عرب خاتون کچھ سامان لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں فروخت کر کے وہاں ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی۔ وہ لوگ اس کا نقاب اور چہرے کا پردہ اتروانا چاہتے تھے مگر اس نے پردہ اتارنے سے انکار کیا تو سنار نے کسی طرح اس کے تہ بند کا کنارہ' پشت والے کپڑے کے ساتھ باندھ دیا' وہ اٹھی تو بے پردہ ہو گئی۔ یہ منظر دیکھ کر سنار وغیرہ نے اس کا مذاق اڑایا تو وہ چلا اٹھی چنانچہ ایک مسلمان نے کود کر یہودی سنار کو قتل کر دیا اور یہودیوں نے حملہ کر کے اس مسلمان کو شہید کر دیا اس پر مقتول کے ورثاء نے اسلام

سے داد رسی کی فریاد کی تو مسلمان طیش میں آگئے چنانچہ مسلمانوں اور بنی قینقاع کے درمیان فتنہ فساد برپا ہو گیا۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا بالاخر وہ آپ کے فیصلہ پر قلعوں سے اتر آئے اور قدرت نے ان کے خلاف آپؐ کے ہاتھ مضبوط کردیئے تو عبداللہ بن ابی' ابن سلول' رئیس المنافقین نے استدعا کی اے محمد! آپ میرے حلیفوں کے بارے احسان فرما دیں۔ (یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے) رسول اللہ ﷺ نے کوئی توجہ نہ دی تو اس نے پھر کہا تو یہ سن کر آپ نے اس سے منہ پھیر لیا تو اس نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی زرہ (بقول ابن ہشام ذات الفضول زرہ) کی گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ناراض ہو کر فرمایا مجھے چھوڑ دے یہاں تک کہ ناراضگی کے اثرات بھی آپ کے چہرہ مبارک پر ہویدا تھے۔ آپ نے دوبارہ فرمایا' افسوس! تو مجھے چھوڑ دے (اتنی منت سماجت نہ کر) اس نے پھر عرض کیا واللہ! میں آپ کو چھوڑنے کا نہیں تاوقتیکہ آپ میرے حلیفوں پر احسان فرما دیں وہ تین سو زرہ پوش ہیں اور چار سو بغیر زرہ کے' وہ عرب و عجم سے میری حفاظت کرتے ہیں' آپ ان کو آج ہی گاجر مولی کی طرح کاٹنا چاہتے ہیں' واللہ میں ایسا آدمی ہوں کہ مجھے حوادثات دہر کا خطرہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کا فیصلہ تیرے سپرد ہے۔ (پھر ان کو قتل کی بجائے جلاوطن کر دیا)

بقول ابن ہشام' محاصرہ کے دوران ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر کو امیر مدینہ مقرر کیا اور یہ محاصرہ پندرہ روز تک جاری رہا۔

عبادہؓ اور ابن ابی سلول : ابن اسحاق (ابوہ' عبادہ بن ولید) عبادہ بن صامتؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بنی قینقاع سے جنگ ہوئی تو عبداللہ بن ابی ابن سلول ان کے معاملے میں آڑے آیا اور ان کی حمایت کی۔ نیز عبادہ بن صامتؓ جو ابن سلول کی طرح ان کا حلیف تھا وہ بھی ان کے معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرتا رہا مگر وہ تو ان کے حلیفانہ تعلقات سے دست بردار ہو گیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی محبت و الفت سے سبکدوش ہوتا ہوں چنانچہ عبادہ بن صامت اور ابن سلول راس المنافقین کے بارے سورہ مائدہ کی یہ (۵۱-۵۲/۵) آیات نازل ہوئیں۔ ''اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا' پھر تو ان لوگوں کو دیکھے گا جن کے دلوں میں بیماری ہے ان میں دوڑ کر جا ملتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ ہم پر زمانہ کی گردش نہ آجائے۔'' اور فرمایا (۵۵/۵) ''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ایمان داروں کو دوست رکھے تو اللہ کی جماعت ہے وہی غالب ہونے والی ہے۔''

زید بن حارثہ کے فوجی دستہ کی ابوسفیان یا صفوان کے تجارتی قافلہ کی طرف روانگی

یونس' بکیر کی معرفت' ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگ بدر سے چھ ماہ بعد پیش آیا۔
بقول ابن اسحاق' کہ جنگ بدر کے بعد قریش نے ڈر کے مارے شام کا راستہ تبدیل کر لیا تھا اور عراق کے

راستہ سے آمد و رفت شروع کر دی تھی چنانچہ چند تاجر سامان تجارت لے کر روانہ ہوئے ان میں ابوسفیان بھی تھا ان کے پاس سامان تجارت میں کافی چاندی تھی اور یہی ان کا عظیم تجارتی سرمایہ تھا۔ انہوں نے قبیلہ بکر بن وائل کا ایک شخص فرات بن حیان عجلی حلیف بن سھم اجیر رکھ لیا کہ راستہ میں راہنمائی کرے۔ بقول ابن اسحاق، رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو روانہ کیا اور چشمہ "قردہ" پر زیدؓ نے ان کو جا لیا اور ان کے تمام تجارتی سامان پر قبضہ کر لیا قافلہ والے لوگ بھاگ گئے اور یہ سارا مال غنیمت زیدؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے اس کے بارے حضرت حسانؓ نے کہا۔

دعوا فلجات الشام قد حال دونها　　جلاد کافواه المخاض الاوارك
بايدي رجال هاجروا نحو ربهم　　وأنصاره حقاً وأيدي للملائك
اذا سلكت للغور من بطن عالج　　فقولا لها ليس الطريق هنالك

(شام کے چشموں کا خیال چھوڑ دو۔ اس کے ورے پیلو کے درخت کھانے والے اونٹوں کے منہ کی طرح مضبوط کوڑے حائل ہو چکے ہیں۔ جو ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے اپنے رب کی طرف ہجرت کی نیز انصار اور ملائکہ کے ہاتھوں میں ہیں۔ جب وہ قافلہ عالج کے مقام سے "غور" کی طرف روانہ ہو تو اسے کہہ دو یہاں راستہ نہیں ہے)

سریہ ارسال کرنے کا سبب اور فرات کا مسلمان ہونا : واقدی کا بیان ہے کہ اس فوجی دستہ میں زید بن حارثہ، ہجرت سے ۲۸ ماہ بعد آغاز جمادی اولیٰ ۳ھ میں روانہ ہوئے، تجارتی قافلہ کا رئیس، صفوان بن امیہ تھا۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ کو روانہ کرنے کا باعث یہ ہوا کہ نعیم بن حارثہ (جس نے ابھی اسلام قبول نہ کیا تھا) مدینہ آیا اور اس کے پاس اس تجارتی قافلہ کی معلومات تھیں وہ اور سلیط بن نعمان اسلمی کنانہ بن ابی الحقیق کے ہمراہ بنی نضیر میں اکٹھے ہوئے اور شراب نوشی کا دور چلا۔ (یہ حرمت شراب سے قبل کا واقعہ ہے) تو نعیم نے مدہوشی کے عالم میں قافلے کے سارے معلومات اگل دیئے چنانچہ سلیط نے فوراً یہ سارے معلومات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کر دیئے تو آپؐ نے زید بن حارثہ کو فوری روانہ کر دیا چنانچہ اس نے سارے مال و متاع پر قبضہ کر لیا اور قافلے کے آدمی بھاگ نکلے صرف ایک یا دو آدمی ہاتھ آئے۔ حضرت زیدؓ سارا مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپؐ نے اس سے پانچواں حصہ لے لیا جس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی اور باقی ماندہ چار حصے فوجی دستہ پر تقسیم کر دیئے۔ ان گرفتار شدگان میں دلیل راہ، فرات بن حیان بھی تھا، وہ مسلمان ہو گیا۔

حضرت ام کلثومؓ کی شادی : واقدی کا بیان ہے کہ ربیع ۳ھ میں حضرت عثمانؓ بن عفان نے حضرت ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ سے شادی کی اور جمادی اخریٰ ۳ھ میں رخصتی عمل میں آئی۔

گستاخ رسول کعب بن اشرف کا قتل : یہ قبیلہ طی کے بنی بنہان کے خاندان میں سے تھا اس کی والدہ بنی نضیر میں سے تھی۔ ابن اسحاق نے یہ قتل کا واقعہ، بنی نضیر کی جلاوطنی سے قبل بیان کیا ہے اور یہی درست ہے کیونکہ یہ واقعہ بنی نضیر کی جلاوطنی سے قبل کا ہے [illegible] شراب

نوشی حرام ہوئی۔ واضح رہے کہ امام بخاری اور بیہقی نے یہ واقعہ بنی نضیر کی جلاوطنی کے بعد بیان کیا ہے۔ قتل کعب بن اشرف کے عنوان سے امام بخاری (علی بن عبداللہ' سفیان' عمرو) جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کا کون کام تمام کرتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں' آپ نے "ہاں" میں جواب دیا تو اس نے استفسار کیا کہ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں کعب کو خوش کرنے کے لئے کچھ کہوں' آپ نے اجازت مرحمت فرمادی۔

چنانچہ محمد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہنے لگے' جناب اس شخص (یعنی محمدؐ) نے ہم سے صدقہ و خیرات طلب کیا ہے اور جان جوکھوں میں ڈال دی ہے۔ میں آپ سے قرض لینے کی خاطر آیا ہوں۔ یہ سن کر کعب نے کہا ابھی کیا ہے' بخدا تم اس کی وجہ سے رنج و ملال میں مبتلا ہو جاؤ گے تو محمد بن مسلمہ نے کہا ہم اس کی پیروی اختیار کر چکے ہیں اب انجام دیکھے بغیر اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتے ہمارا خیال ہے کہ تم ہمیں قرض دے دو۔ اس نے کہا ہاں' دے دیتا ہوں' مگر تم میرے پاس کوئی چیز گروی رکھ دو' پوچھا کیا گروی رکھیں؟ اس نے کہا اپنی بیویاں گروی کر دو' عرض کیا' بیویوں کو کیونکر گروی رکھ سکتے ہیں' آپ عرب کے حسین ترین نوجوان ہیں۔ (آپ کو دیکھ کر ہماری بیویاں فریفتہ ہو جائیں گی) پھر اس نے کہا چلو' بچوں کو گروی کر دو' عرض کیا بچوں کو کیوں کر گروی رکھیں' لوگ ساری عمران کو طعنہ دیتے رہیں گے کہ یہ ایک یا دو وسق کھجور کے عوض گروی رہا ہے۔ یہ بڑی شرم کی بات ہے البتہ ہم آپ کے پاس اسلحہ گروی کر سکتے ہیں۔

اس بات چیت کے بعد محمد بن مسلمہؓ رات کو آنے کا وعدہ کر کے چلے آئے چنانچہ وہ رات کو آیا اور ابونائلہ' کعب کا رضاعی بھائی بھی اس کے ہمراہ تھا۔ کعب نے ان کو قلعہ کے پاس بلا لیا اور خود قلعہ سے اتر کر ان کے پاس چلا آیا اترتے وقت اس کی بیوی نے کہا' اتنی رات ہو چکی ہے کہاں جاتا ہے؟ اس نے مزید کہا اس آواز سے تو گویا خون ٹپک رہا ہے۔ کعب نے کہا' یہ تو میرا بھائی محمد بن مسلمہ ہے اور ابونائلہ میرا رضاعی بھائی ہے' اگر معزز شخص کو رات کے وقت بھی نیزہ زنی کیلئے بلایا جائے تو وہ حاضر ہوتا ہے۔

محمد بن مسلمہؓ اپنے ساتھ دو آدمی اور لائے اور اس نے ان کو کہا جب کعب آجائے میں اس کے سر کے بال تھام کر سونگھوں گا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا ہے تو اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالنا۔ ایک بار محمد نے یہ بھی کہا کہ میں تم کو سونگھاؤں گا۔ چنانچہ کعب چادر کندھوں پر ڈالے نیچے اترا' اس کے بدن سے خوشبو مہک رہی تھی تو محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج کی طرح کبھی خوشبو نہیں سونگھی تو کعب نے کہا' میری بیوی عرب کی سب عورتوں سے زیادہ عطر استعمال کرنے والی ہے اور عرب کی حسین ترین عورتوں سے ہے۔ ایسا معطر منظر دیکھ کر محمد بن مسلمہؓ نے کہا کیا مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتے ہو؟ اس نے کہا اچھا سونگھ لو' محمد بن مسلمہؓ نے خود سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سونگھایا۔ اس نے دوبارہ کہا میں آپ کا سر سونگھوں' تو اس نے کہا ہاں' سونگھ لو جب محمد بن مسلمہؓ نے سر مضبوطی سے تھام لیا تو اس نے کہا

س کو پکڑ لو' چنانچہ انہوں نے اس کو تہ تیغ کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو سارا ماجرا سنایا۔

بقول محمد بن اسحاق' کعب بن اشرف کے قتل کا واقعہ یہ ہے کہ وہ طی قبیلہ کے بنی نبہان کے خاندان میں سے تھا اس کی والدہ بنی نضیر میں سے تھی۔ زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ غزوہ بدر کی فتح کی بشارت لے کر آئے تو اس نے کہا بخدا اگر محمدؐ اس قوم کو قتل کر چکا ہے تو موت زندگی سے بہتر ہے۔ جب اس نے واقعہ کی تصدیق کر لی تو مکہ کی طرف روانہ ہو گیا اور مکہ میں مطلب بن ابی وداعہ سہمی کا مہمان ہوا اور ابن ابی وداعہ کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس تھی' اس نے کعب کی خوب مدارات کی' اور حسن سلوک سے پیش آئی اور یہ اہل مکہ کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف خوب اشتعال دلاتا مرثیہ پڑھتا اور مقتولین بدر کے اوصاف و خصائص بیان کر کے روتا۔ اس نے ایک قصیدہ کہا جس کا مطلع ہے ۔

صحنت رحی بدر لمهلك أهله ولمثل بدر تستهل وتدمع

اس کے جواب میں حضرت حسان بن ثابتؓ وغیرہ نے بھی قصیدے کہے۔ پھر جب مدینے چلا آیا تو مسلمان خواتین کی تشبیب کرنے لگا۔ ان کے اوصاف بیان کر کے عشق و محبت کا اظہار کرنے لگا۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ کی اذیت ناک ہجو بیان کرنے لگا۔

کعب کا فتویٰ : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ کعب بن اشرف یکے از بنی نضیر رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا اور ہجویہ اشعار کہتا اور قریش کو ورغلاتا۔ مکہ میں ابوسفیان نے اس سے پوچھا خدارا بتایئے! کیا ہمارا دین اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے یا محمد اور اس کے صحابہ کا دین؟ آپ کے نزدیک ہم میں سے کون بہتر ہدایت یافتہ اور حق و صداقت کے زیادہ کے زیادہ قریب ہے' ہم کوہان والے عمدہ اونٹوں کو ذبح کر کے کھلاتے ہیں' گھاٹ پر لوگوں کو دودھ پلاتے ہیں اور خشک سالی میں محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں' یہ سن کر کعب بن اشرف نے کہا تم ان سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو' اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے وحی اتاری'' کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو اس کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔'' (نساء۔ ۵۱۔ ۴/۵۲)

رسول اللہ ﷺ کی مخالفت : موسیٰ اور محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ مدینہ واپس آیا۔ برملا عداوت اور مخالفت کا اظہار کرنے لگا لوگوں کو جنگ پر اکسانے لگا اور مکہ میں بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کا منصوبہ تیار کر کے دے آیا تھا۔ ام فضل بن حارث وغیرہا مسلمانوں کی نیک خواتین کی وہ اشعار میں تشبیب بیان کرتا ان کے حسن و جمال کی اعلانیہ تشہیر کرتا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن مغیث بن ابی بردہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرتا ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ برادر بنی عبدالاشہل نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں یہ کام انجام دوں گا۔ میں اس کو قتل کر دوں گا آپ نے فرمایا اگر قدرت ہو تو ایسا کر چنانچہ وہ واپس چلا آیا

اور تین روز اس نے کچھ نہ کھایا پیا مگر برائے نام' رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ؐ نے اس کو بلا کر پوچھا تم نے خورد ونوش کیوں ترک کر دیا ہے اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ سے ایک وعدہ کیا ہے معلوم نہیں کہ میں اس کو پورا کر سکوں یا نہ' یہ سن کر آپ نے فرمایا تمہارا کام کوشش کرنا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں کچھ اول فول کہنا پڑے گا۔ آپ نے فرمایا جو مناسب سمجھو' کہو' تمہیں اجازت ہے۔ چنانچہ اس کے قتل کے منصوبہ میں (۱) محمد بن مسلمہ (۲) سلکان بن سلامہ بن و قش ابو نائلہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی (۳) عباد بن بشر بن و قش (۴) حارث بن اوس بن معاذ (یہ تینوں اشہلی ہیں) اور (۵) ابو عبس بن جبیر برادر بنی حارثہ شامل ہوئے۔ کعب بن اشرف کے پاس پہلے انہوں نے سلکان ابو نائلہ کو روانہ کیا اس نے کچھ دیر اس کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر باتیں کیں اور اشعار سنائے' ابو نائلہ شاعر بھی تھا۔ پھر اس نے کہا اے ابن اشرف! افسوس! کہ میں آپ کے پاس ایک ضرورت کے لئے حاضر ہوا ہوں میں آپ کو بتاتا ہوں مگر راز رہے کسی کو بتانا نہیں۔ اس نے کہا بالکل! اس نے رازدارانہ لہجہ میں کہا اس آدمی --- محمدؐ --- کا ہمارے پاس آنا زحمت ہے اور مصیبت' سارا عرب ہمارا دشمن ہے' ہمارے خلاف جنگ پر آمادہ ہے' کاروباری ذرائع سب بند ہو چکے ہیں بڑی عسرت اور تنگی میں مبتلا ہیں اہل و عیال آزردہ حال ہیں۔

یہ سن کر کعب نے فاخرانہ لہجہ میں کہا میں ابن اشرف ہوں بخدا! اے ابن سلامہ! میں تجھے آگاہ کرتا ہوں کہ یہ معاملہ تمہاری تنگ دستی اور بدحالی پر منتج ہو گا۔ پھر سلکان ابو نائلہ نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں غلہ دیں اور ہم آپ کے پاس کچھ گرو کر دیتے ہیں اور پختہ وعدہ کرتے ہیں' آپ احسان فرمائیں۔ اس نے کہا اپنے بچے گرو کر دو یہ سن کر سلکان نے کہا' تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ سنو! میرے ساتھ میرے ہم خیال اور دوست بھی ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں ان کو بھی ساتھ لے آؤں اور آپ ان کو بھی غلہ فروخت کریں اور مروت سے پیش آئیں ہم آپ کے پاس اسلحہ گرو کر دیتے ہیں جو تمہارے غلہ کی قیمت کے برابر ہو گا --- سلکان نے اسلحہ کا ذکر اس لئے کیا کہ اسلحہ دیکھ کر وہ بدک نہ جائے --- چنانچہ کعب نے کہا واقعی اسلحہ غلہ کی قیمت کے مساوی ہے۔

ابو نائلہ سلکان نے واپس آکر اپنے ساتھیوں کو مطلع کیا اور ان کو کہا کہ اسلحہ لے کر میرے پاس آجاؤ' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے --- ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ثور بن زید نے عکرمہ کی معرفت ابن عباس سے نقل کیا ہے --- اور رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ "بقیع الغرقد" تک آئے پھر ان کو روانہ کر کے دعا فرمائی اللہ کا نام لے کر چلو' یااللہ! ان کی اعانت کر۔

آپ واپس چلے آئے اور وہ چلتے چلتے کعب کے قلعہ تک پہنچ گئے' رات چاندنی تھی' اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ابو نائلہ نے اس کو آواز دی تو وہ چادر اوڑھے فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی نے چادر کا دامن پکڑ کر کہا' تو آزمودہ کار جنگ جو آدمی ہے۔ ایسے وقت جنگ جو لوگ گھر سے باہر نہیں نکلا کرتے۔ کعب نے کہا' یہ ابو نائلہ ہے۔ اگر میں نیند میں ہوتا تو مجھے نہ بلاتا۔ بیوی نے کہا بخدا! مجھے اس کے آواز سے

شروفساد محسوس ہو رہا ہے۔ کعب نے اس کو جواب دیا اگر مرد میدان کو نیزہ زنی کی طرف بلایا جائے تو وہ بصد خوشی قبول کرتا ہے' یہ باتیں کرتا ہوا وہ نیچے چلا آیا۔ انہوں نے کچھ دیر باہمی گفتگو کی' پھر ابونائلہ وغیرہ نے کہا چلو! "شعب عجوز" تک چلتے ہیں وہاں رات بھر خوب باتیں ہوں گی۔ کعب نے کہا تمہاری مرضی ہے۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر چلے تو ابونائلہ نے اس کے سر کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر سونگھا اور کہا' میں نے ایسی عمدہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی پھر چلتے چلتے اس نے دوبارہ سر پر ہاتھ رکھ کر سونگھا اور وہ مطمئن رہا۔ پھر اس نے سر کے بال مضبوطی سے پکڑ کر کہا "مارو" اللہ کے دشمن کو" چنانچہ ادھر ادھر سے اس پر تلواریں پڑیں اور اس نے کوئی مزاحمت نہ کی۔

محمد بن سلمہ کا بیان ہے۔ مجھے یاد آیا کہ نیام میں خنجر ہے۔ میں نے وہ پکڑ کر اس کے پیڑو میں گھونپ دیا اور اپنا سارا وزن اس پر ڈال دیا' کہ خنجر نیچے تک پہنچ گیا' اور اس کا کام تمام ہو گیا۔ خنجر پڑتے ہی کعب اتنا زور سے چیخا کہ گردونواح سب قلعوں پر آگ کے الاؤ روشن ہو گئے۔ ہماری اپنی ہی تلوار سے حارث بن اوس بن معاذ کا سر یا پیر زخمی ہو گیا اور ہم وہاں سے نکل آئے۔ بنی امیہ بن زید' بنی قریظہ اور بعاث کی بستیوں سے ہوتے ہوئے "حرۃ العریض" میں آکر رک گئے اور حارث کا انتظار کرنے لگے' اس کے زخم سے خون بہنے لگا' اور وہ آہستہ آہستہ ہمارے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا وہ ہمارے پاس پہنچا تو ہم نے اس کو اٹھا لیا۔ رات کے آخری پہر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نماز میں مصروف تھے ہم نے سلام عرض کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ باہر تشریف لائے' ہم نے کعب کے قتل کی نوید سنائی اور آپ نے حارث کے زخم پر لعاب دہن لگایا اور ہم اپنے گھروں میں چلے آئے۔

اس واقعہ کے بعد' یہودی ہم سے خوف کھانے لگے اور ہر یہودی اپنے آپ کو خطرہ میں محسوس کرتا تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کعب کا سر کاٹ کر لے آئے تھے۔

کعب بن مالکؓ نے اس کے بارے میں کہا۔

فغودر منهمُ كعب صريعاً فذلت بعد مصرعه النضير
على الكفين ثم وقد علته بأيدينا مشهرة ذكور
بأمر محمد إذ دس ليلا الى كعب أخا كعب يسير
فما كره فأنزله بمكر ومحمود أخو ثقة جسور

(کعب ان میں سے قتل کر کے چھوڑ دیا گیا ہے اس کے قتل اور ہاتھوں کے بل گرنے کے بعد بنی نضیر ذلیل ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جب آپ نے رات کو کعب بن اشرف کے پاس اس کا رضاعی بھائی بھیجا۔ اس نے خوب تدبیر کی اور اس کو بڑے سلیقے سے قلعہ سے اتارا پختہ عزم والا مرد محمود اور جرات مند ہوتا ہے)

بقول امام ابن کثیر' کعب بن اشرف جنگ بدر کے بعد اوس کے قبیلہ کے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ بعد ازاں خزرج نے جنگ احد کے بعد' ابو رافع بن ابی الحقیق کو قتل کیا۔ ابن اسحاق نے حضرت حسانؓ کے اشعار نقل کئے ہیں۔

لله درّ عصابـــة لاقيتهـــم يا ابن الحُقيق وأنت يا ابن الاشرف
يسرون بالبيض الخفاف اليكـم مرحاً كأسد في عرين مغرف
حتى أتوكـم في محل بلادكـم فسقوكم حتفاً ببيض ذفـف
مستبصرين لنصـر ديـن نبيهـم مستصغرين لكل أمـر مجحف

(اے ابن حقیق اور اے ابن اشرف اللہ ہی کے لئے ہے اس گروپ کی خوبی اور بھلائی جن سے تم ملے۔ وہ تیز دھار تلواریں لے کر تمہاری طرف خوشی و خرم چلے گویا وہ کچھار میں شیر ہیں۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے علاقے میں آئے اور تم کو موت کا پیالہ مہلک تلوار سے پلایا۔ اپنے نبی کے دین کی مدد کی خاطر اور ہر خوفناک امر کو حقیر جانتے ہوئے)

حویصہ کا مسلمان ہونا اور یہود کے قتل کا حکم : بقول ابن اسحاق' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس یہودی پر تمہیں دسترس ہو اسے قتل کر دو' یہ سن کر محیصہ بن مسعود اوسی نے ایک یہودی تاجر' ابن سینہ پر حملہ کر کے قتل کر دیا جو ان سے میل جول رکھتا تھا اور کاروبار کرتا تھا۔ اس کا بڑے بھائی **حویصہ** "غیر مسلم" اس کو زدوکوب کرنے اور ملامت کرنے لگا۔ اے اللہ کے دشمن تم نے اس کو قتل کر دیا ہے واللہ تیرے پیٹ میں اکثر چربی اس کی خوراک سے پیدا ہوئی ہے۔ محیصہ کا بیان ہے واللہ! اس کے قتل کا حکم مجھے ایسی ذات نے دیا تھا وہ اگر مجھے تیرے قتل کا حکم بھی دیتے تو تیرا سر قلم کر دیتا۔ یہ دھمکی **حویصہ** کے دل میں اتر گئی اور اس نے حیرت کے عالم میں پوچھا' واللہ! اگر محمدؐ تجھے میرے قتل کا حکم دیں تو تو مجھے قتل کر دے گا؟ اس نے کہا "جی ہاں" واللہ! اگر آپؐ مجھے تیرے قتل کا حکم دیں تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ یہ جواب سن کر اس نے کہا اس دین پر تو اس قدر فریفتہ ہے یہ عجب بات ہے' چنانچہ وہ متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے یہ حدیث مجھے بنی حارثہ کے غلام نے بنت محیصہ کی معرفت محیصہ سے بتائی اور محیصہ نے اس بارے کہا۔

يلوم ابن أم لو أمرت بقتله لطبقت ذفراه بأبيض قارب
حسام كلون الملح أخلص صقلة متى ما أصوبه ليس بكاذب
وما سرني أني قتلتك طائعاً وأن لنا ما بين بُصرى ومارب

(بھائی مجھے ملامت کرتا ہے اگر مجھے اس کے قتل کا حکم ہو جائے تو میں اس کے کان کی ہڈی پر صیقل شدہ نمک کی طرح سفید تلوار سے وار کر دوں گا۔ جب میں اس کو جھکاؤں تو وہ کند نہیں ہے۔ اور مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں تجھ کو رضامندی سے قتل کروں گو ہمیں بصریٰ اور مارب کا درمیانی علاقہ مل جائے)

تعاقب : ابن ہشام نے ابوعبیدہ کی معرفت ابو عمرو مدنی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہود کو قتل کرنے کا حکم دینا' محیصہ کا کعب بن یہوذا یہودی کو قتل کرنا اور **حویصہ** کا اپنے بھائی کو لعن طعن کرنا اور اس کا مسلمان ہونا' **بنی قریظہ** کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔

نوٹ : امام بیہقی اور امام بخاری نے بنی نضیر کا واقعہ جنگ احد سے قبل بیان کیا ہے اس کو جنگ احد کے

بعد بیان کرنا درست ہے جیسا کہ ائمہ مغازی محمد بن اسحاق وغیرہ نے بیان کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ بنی نضیر کے محاصرے کے دوران شراب کی حرمت نازل ہوئی اور صحیح بخاری میں ہے کہ بعض شہدائے احد نے شراب پیا تھا تو معلوم ہوا جنگ احد میں مے نوشی حلال تھی۔ اس کی حرمت بعد میں نازل ہوئی تو معلوم ہوا کہ بنی نضیر کا قصہ جنگ احد کے بعد رونما ہوا۔

نوٹ : بنی قینقاع کا واقعہ جنگ بدر کے بعد واقع ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ اسی طرح کعب بن اشرف کا قتل' اور بنی نضیر کا واقعہ جنگ احد کے بعد رونما ہوا۔ اسی طرح ابو رافع یہودی کے قتل کا واقعہ اور بنو قریظہ کا قصہ غزوۂ خندق اور احزاب کے بعد وقوع پذیر ہوا جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔

غزوہ احد شوال ۳ھ

"احد" کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دیگر پہاڑوں سے الگ تھلگ اور تنہا ممتاز ہونے کی وجہ سے اس کو احد کہتے ہیں۔

حدیث احد : بخاری شریف میں ہے کہ جبل احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے پیار کرتے ہیں' اس سے مراد احد کے لوگ ہیں یعنی انصار' یا اس سے مراد مدینہ ہے کہ جب کوئی سفر سے واپس آتا ہے تو یہ اس کو اپنے اہل و عیال کے قریب ہونے کا مژدہ سناتا ہے جیسا کہ دوست خوش آمدید کہتا ہے۔ یا ظاہری مفہوم پر محمول ہے جیسے "منها لما يهبط من خشية الله (۲/۷۴) بعض پتھر ایسے بھی ہوتے ہیں جو اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں۔ ابو عبس بن جبر سے مروی ہے کہ جبل احد ہم سے پیار کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ قیامت کے روز جنت کے دروازے پر ہو گا اور جبل عیر ہم کو برا سمجھتا ہے ہم اس کو برا سمجھتے ہیں اور یہ دوزخ کے دروازے پر ہو گا۔ امام سہیلی نے اس مفہوم کی تائید میں "المرء مع من احب" بشر اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے سے استدلال کیا ہے اور یہ سہیلی کا عجیب و غریب استدلال ہے کیونکہ حدیث سے بشر مراد ہے اور جبل بشر نہیں ہوتا۔

بقول زہری' قتادہ' موسیٰ بن عقبہ' مالک اور محمد بن اسحاق غزوہ احد ۳ھ شوال میں ہوا اور بقول ابن اسحاق پندرہ شوال کو اور بقول قتادہ بروز ہفتہ گیارہ شوال کو اور بقول امام مالک صبح سویرے اور یہ صبح کا وقت' مشہور قول کے مطابق ہے قرآن پاک میں ہے (۳/۱۲۱) "اور جب تو صبح کو اپنے گھر سے نکلا مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانے پر بٹھا رہا تھا" سورہ آل عمران (۱۲۱۔۳/۱۷) کی متعدد آیات میں غزوہ احد کا تذکرہ ہے۔ ہم نے تفسیر میں خوب بحث کی جو کافی شافی ہے' لله الحمد والمنة علماء مغازی محمد بن اسحاق وغیرہ نے جو غزوہ احد کے بارے بیان کیا ہے ہم اس کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

انتقامی جذبہ : محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ امام زہری' محمد بن یحییٰ بن حبان' عاصم بن عمر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمان بن عمرو بن سعد بن معاذ وغیرہ اہل علم نے جنگ احد کے بارے بتایا (قریباً سب کا

مشترکہ بیان ہے) کہ جنگ بدر میں قریش کی شکست فاش کے بعد جب شکست خوردہ لوگ واپس مکہ چلے آئے اور ابو سفیان کا تجارتی قافلہ بھی صحیح سلامت پہنچ گیا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ ' عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ دیگر اشخاص کے ہمراہ جن کے عزیز و اقارب بدر میں قتل ہو چکے تھے۔ ابو سفیان اور تجارتی قافلہ کے حصہ داران کی خدمت میں آئے اور درخواست کی اے قریشیو! محمدؐ نے تم پر ظلم و ستم کیا ہے اور تمہارے رؤسا کو قتل کیا ہے۔ اس مال تجارت سے ہماری مدد کرو کہ ہم اس سے انتقام لے سکیں یہ درخواست سب نے فوراً قبول کر لی۔ بقول ابن اسحاق ان کے بارے یہ آیت (۳۶/انفال) نازل ہوئی ''بے شک جو لوگ کافر ہیں وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے پھر وہ ان کے لئے حسرت ہو گا پھر مغلوب کئے جائیں گے۔''

ابو عزہ اور نافع شاعر : ابو سفیان اور تجارتی قافلہ کے حصہ داران نے یہ درخواست منظور کر لی تو سب قریش اپنے قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے خلاف لڑائی کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ ابو عزہ عمرو بن عبداللہ جمحی اسیران بدر میں شامل تھا۔ مفلوک الحال اور عیال دار تھا' رسول اللہ ﷺ نے بہ تقاضائے رحمت اس کو رہا کر دیا تھا۔ اس کو صفوان بن امیہ نے کہا جناب ابوعزہ! آپ قادر الکلام معروف شاعر ہیں' اپنی آتش بیانی سے ہماری مدد کیجئے۔ ہمارے ساتھ قبائل ہیں' چلئے۔ تو اس نے کہا محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا تھا۔ میں ان کے خلاف' کسی کی مدد کرنا نہیں چاہتا۔ تو صفوان نے پھر کہا ارے! آپ معروف شاعر ہیں ہمارا تعاون کیجئے' اللہ ضامن ہے اگر تو صحیح سلامت واپس چلا آیا تو تجھے مستغنی کر دوں گا اگر میدان جنگ میں کام آگیا تو تمہاری لڑکیوں کو اپنی لڑکیوں کی طرح پالیں گے' وہ ہر حال میں ہماری زیر کفالت ہوں گی۔ چنانچہ ابو عزہ قبائل کنانہ اور اہل تہامہ میں مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلانے لگا۔

أیا بنی عبد مناۃ الرزام　أنتم حماۃ وأبوکم حام
لا یعدونی نصرکم بعد العام　لا تسلمونی لا یحل اسلام

(اے ثابت قدم رہنے والے' عبد مناۃ کی اولاد! تم لوگوں کے حامی و ناصر ہو اور تمہارا والد حام ہے۔ اس سال کے بعد تمہاری مدد سے محروم نہ رہوں' مجھے بے سہارا نہ چھوڑ دو' اسلام نہ آجائے)

نافع بن عبد مناف بن وہب' شعلہ بیان شاعر' بنی مالک بن کنانہ کے پاس گیا اور ان کو جنگ پر اکسانے لگا

یا مال مال الحسب المقدم　أنشد ذا القربی وذا التذمم
من کان ذا رحم ومن لم یرحم　الحلف وسط البلد المحرم
عند حطیم الکعبۃ المعظم

(اے مالک! قدیم حسب و بزرگی کے مالک! میں عزیز و اقارب اور پختہ عزم والے کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ دردمند اور بے درد کو دوستی کا بلد حرام کے وسط میں' قابل احترام کعبہ کے حطیم کے پاس)

وحشی : جبیر بن مطعم بن عدی اپنے حبشی غلام' وحشی نامی کو (جو بلا کا تیرانداز تھا اس کا نشانہ کم ہی خطا

جاتا تھا) بلا کر کہا تو جنگ میں لوگوں کے ساتھ جا۔ اگر تو نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کے عوض حمزہ محمدؐ کے چچا کو قتل کر دیا تو تو آزاد ہے۔ چنانچہ قریش بڑے کرو فر اور پوری تگ و دو سے بنی کنانہ اور تہامہ کے حوالی موالی لے کر روانہ ہوئے' جنگ میں جوش پیدا کرنے اور ثابت قدمی کی خاطر خواتین کو بھی ہمراہ لائے۔

خواتین : ابو سفیان' سپہ سالار اور قائد عوام کے ہمراہ اس کی بیوی (۱) ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھی' (۲) عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام کے ساتھ اس کی رفیق حیات بنت عم ام حکیم بنت حارث بن ہشام بن مغیرہ تھی' (۳) حارث بن ہشام کی معیت میں اس کی زوجہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ ہمشیرہ خالد بن ولید تھی (۴) صفوان بن امیہ کی رفاقت میں اس کی بیوی برزہ بنت مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفیہ تھی (۵) عمرو بن عاص کے ساتھ اس کی بیوی ام عبداللہ ریطہ بنت منبہ بن حجاج تھی علاوہ ازیں متعدد خواتین اپنے شوہروں کے ساتھ میدان جنگ میں آئیں۔

وحشی کی تحریض : وحشی جب بھی ہند بنت عتبہ کے پاس سے گزرتا یا ہند اس کے پاس سے گزرتی تو اس کو حمزہؓ کے قتل پر آمادہ کرتی۔ شاباش اے وحشی ابو دسمہ! ہمارا جوش انتقام ٹھنڈا کر اور آزاد ہو جا۔ وہ لشکر چلتے چلتے "کوہ عینین" کے پاس کھاری زمین میں قناۃ وادی کے کنارے پر فروکش ہوا۔

خواب : مسلمانوں کو کنانہ کی آمد کے بارے معلوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' واللہ میں نے ایک اچھا خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار میں رخنہ پڑ گیا ہے اور میں نے خواب دیکھا کہ اپنا ہاتھ مضبوط زرہ میں ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر لگائی کہ یہ مدینہ ہے۔

یہ متفق علیہ روایت (ابی کریب از ابو اسامہ از یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ از بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر کے نخلستان والے علاقے میں جا رہا ہوں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر تو معلوم ہوا کہ یہ ہے مدینہ "یثرب" میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو جنبش دی تو اس کی نوک ٹوٹ گئی تو معلوم ہوا کہ جنگ احد میں مسلمان شہید ہوں گے پھر میں نے اس کو دوبارہ جنبش دی تو وہ بہترین بن گئی تو اس کی تعبیر یہ تھی کہ اللہ نے آخر کار مسلمانوں کو فتح دی اور ان میں اتحاد ہو گیا اور میں نے اس خواب میں گائیں دیکھیں واللہ یہ خواب بھی اچھا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ جنگ احد میں مسلمان شہید ہوں گے۔

خواب اور اس کی تعبیر : امام بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' اصم' محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم' ابن وھب' ابن ابی الزناد' ابیہ' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں ذوالفقار تلوار اپنے لئے مختص کر لی اور اسی کے بارے جنگ احد میں خواب آیا' یہ کہ جنگ احد میں مشرکین جب مقابلہ کے لئے آئے تو آپ کی رائے تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر ان سے مقابلہ کیا جائے وہ صحابہؓ جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے ان کی رائے تھی کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان کی طرف پیش قدمی کر کے "احد" میں لڑائی لڑیں۔ ان کا اصل خیال تھا کہ جو فضیلت و بزرگی اہل بدر کو حاصل ہے وہ ہمیں بھی

میسر ہو جائے' رسول اللہ ﷺ کو یہ مشورہ بار بار دیتے رہے تا آنکہ آپؐ اسلحہ سے لیس ہو گئے۔ یہ صورتحال دیکھ کر نادم و پشیمان ہوئے (ہم نے خواہ مخواہ رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا) اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں' آپ کی رائے ہی درست ہے پھر آپ نے ان کو بتایا کہ کسی نبی کی شان یہ نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نبیؐ اور اس کے مخالفوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔

آپ نے ہتھیار پہننے سے قبل اس روز بتایا تھا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں' میں نے اس کی تعبیر مدینہ کے قیام سے کی ہے۔ اور میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے مینڈھے کو اپنا ردیف بنایا ہوا ہے اس کی تعبیر میں نے لشکر کے مینڈھے سے کی ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار میں رخنہ اور شکستگی ہے۔ میں نے اس کی تعبیر' تمہاری شکست و ریخت سے کی ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ گائے ذبح کی جا رہی ہے واللہ گائے کے ذبح ہونے میں خیرورشد ہے۔ اس روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ نے عبدالرحمان بن ابی الزناد از ابیہ بیان کیا ہے۔

امام بیہقی نے (حماد بن سلمہ از علی بن زید از انسؓ) مرفوع بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا ہے گویا میں بکری اور مینڈھے کو ردیف بنائے ہوئے ہوں اور میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ میں رئیس قوم کو قتل کروں گا اور دھار ٹوٹنے کی تعبیر یہ کی ہے کہ میرے خاندان سے ایک آدمی شہید ہو گا چنانچہ حمزہؓ شہید ہوئے' رئیس قوم اور علم بردار طلحہ کو آپ نے قتل کیا ہے۔

خواب کی مزید تفصیل : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ قریش جنگ بدر سے شکست کے بعد واپس آئے انہوں نے مشرکین عرب کا اجتماع کیا اور ابوسفیان بن حرب قریش کی جمعیت کو لے کر روانہ ہوا' غزوہ بدر سے ایک سال بعد ماہ شوال میں وہ چلتے چلتے احد کے بالمقابل وادی میں فروکش ہوئے۔ ------ جو صحابہؓ جنگ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے وہ اس محرومی پر نادم تھے اور دشمن سے جہاد کرنے کے آرزومند تھے کہ وہ بھی اہل بدر کے سے فضائل سے بہرہ ور ہوں ------ ابوسفیان اور اس کے لشکر نے کوہ احد کے دامن میں پڑاؤ ڈالا تو وہ صحابہؓ جو جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے تھے وہ دشمن کی آمد سے شاداں و فرحاں تھے کہ اللہ نے ہماری خواہش کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جمعہ کی رات خواب آیا اور آپ نے صبح صحابہؓ کو بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گائیں ذبح کی جا رہی ہیں واللہ! یہ خواب بہتر ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ میری ذوالفقار تلوار دھار کے پاس سے ٹوٹ گئی ہے (یا فرمایا اس میں "دندانے" ہیں) میں نے اس کو ناگوار سمجھا اور یہ مصائب کی علامت ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میں مضبوط زرہ میں ہوں اور ایک مینڈھے کو ردیف بنائے ہوئے ہوں بعد ازاں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے۔ فرمایا گائے کا ذبح ہونا ہماری قوم میں چیر پھاڑ ہے۔ اور میں نے تلوار والے خواب کو ناگوار محسوس کیا ہے۔

اہل علم کا بیان ہے کہ آپ نے وہ خواب جو تلوار کے بارے دیکھا' اس کی تعبیر آپؐ کے چہرہ مبارک کا زخم ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کے چہرہ مبارک پر تیر مارا' کفار نے آپ کا دانت شہید کر دیا اور آپ

کے ہونٹ میں شگاف کر دیا اور گائے کے ذبح ہونے کی تعبیر جنگ احد میں مسلمانوں کی شہادت ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے مینڈھے کی تعبیر یہ کی ہے کہ وہ دشمن کے لشکر کا رئیس ہے اللہ اس کو ہلاک کرے گا اور مضبوط زرہ کی تعبیر "مدینہ" ہے اس میں ٹھہرو اور بال بچوں کو محلات میں محفوظ رکھو' اگر دشمن کا لشکر گلیوں میں حملہ آور ہو گا تو ہم ان سے لڑیں گے اور اوپر سے بال بچے ان پر پتھر پھینکیں گے (یاد رہے) کہ مدینہ کی گلیوں اور بازاروں کو دیوار اور دروازے لگا کر قلعے کی طرح محفوظ کر لیا تھا۔

صحابہ کے جذبات : جنگ بدر میں شرکت سے محروم لوگوں نے کہا' ہم تو اس روز کے آرزومند تھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے چنانچہ اللہ نے ان کو ہماری طرف بھیجا ہے اور مسافت کو قریب کر دیا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنی وادی میں ان سے جہاد نہ کر سکے تو کب کریں گے؟ بعض نے کہا' ان حالات میں ہم دفاع نہ کر سکے تو آئندہ کیسے کر سکیں گے؟ ان لوگوں نے رائے پیش کی اور اس پر عمل درآمد کر کے عملی جامہ پہنا دیا۔ ان میں سے حضرت حمزہؓ تھے جنہوں نے کہا اس ذات منزہ کی قسم جس نے آپؐ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ ہم ان سے ضرور جنگ و جہاد کریں گے۔

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ : حضرت نعیمؓ بن مالک بن ثعلبہ یکے از بنی سالم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے جنت سے محروم نہ فرمائیں' واللہ! میں اس میں ضرور داخل ہوں گا۔ آپ نے پوچھا کیسے؟ اس نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور میں جہاد سے فرار نہ کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا ہے اور وہ جنگ میں شہید ہو گیا۔ اکثر لوگوں نے مدینہ سے باہر نکل کر دفاع کی رائے پیش کی اور رسول اللہ ﷺ کی رائے اور تجویز پر اکتفا نہ کیا اگر وہ آپؐ کی رائے کو پسند کرتے تو بہتر تھا لیکن قضا و قدر اور مرضی مولا' از ہمہ اولیٰ۔

مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی خواہش کا اظہار عموماً ان لوگوں کی طرف سے تھا جو غزوہ بدر میں شمولیت سے محروم تھے اور اہل بدر کے فضائل و مناقبت سے آشنا تھے۔ جمعہ کے خطاب میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی' جدوجہد اور جہاد کی تلقین فرمائی' نماز جمعہ سے فراغت کے بعد' لباس جنگ پہنا اور لوگوں کو باہر نکل کر مقابلہ کرنے کی اجازت فرمائی' معاملہ فہم لوگوں اور ارباب بست و کشاد نے اس منظر کو دیکھا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مدینہ کے اندر رہ کر مقابلہ کرنے کا حکم دیا تھا اور آپ ہی اللہ اور اس کی رضا سے زیادہ آگاہ ہیں اور آپ پر شب و روز آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم اپنی رائے سے باز آئے' آپ اپنی رائے کے مطابق مدینہ میں ہی تشریف رکھیئے تو آپ نے فرمایا۔ کسی نبی کو زیبا نہیں کہ لوگوں کو سفر جہاد کا حکم دے کر اور ہتھیار پہن کر اتار دے یہاں تک کہ وہ جنگ سے فارغ ہو جائے' میں نے تمہیں اسی بات کی طرف متوجہ کیا تھا لیکن تم نے باہر نکل کر مقابلہ کرنے پر اصرار کیا۔

سات سو مجاہدین اور کفار کی تعداد : اب تقویٰ اور خوف خدا کو شعار بناؤ' جنگ کے وقت صبر و ثبات سے کام لو اور جس بات کا اللہ نے حکم فرمایا اسی کو بجا لاؤ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور مجاہد "بدائع" کے

راستہ پر چلے' مسلمان ایک ہزار تھے اور غیر مسلم تین ہزار تھے۔ آپ چلتے چلتے کوہ احد کے پاس فروکش ہوئے' عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تین سو کی جمعیت لے کر واپس چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف سات سو مجاہد باقی رہ گئے۔ بقول امام بیہقی علماء مغازی کے ہاں مشہور قول یہی ہے کہ سات سو مجاہد باقی رہ گئے اور امام زہری سے منقول ہے کہ چار سو باقی رہ گئے نیز امام زہری سے اس سند کے ساتھ منقول ہے کہ وہ سات سو تھے' واللہ اعلم۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مشرکین کے پاس ایک سو گھوڑے کا دستہ تھا اور اس کا امیر خالد بن ولید تھا اور عثمان بن طلحہ علم بردار تھا اور مسلمانوں کے پاس ایک گھوڑا بھی نہ تھا۔ (مفصل آئندہ بیان ہو گا)

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو خواب سنا کر فرمایا تمہاری رائے ہو تو مدینہ کے اندر پناہ گزین ہو کر مقابلہ کرو' اور وہ جہاں اترے ہیں ان کو وہیں رہنے دو' اگر وہ وہیں ٹھہرے رہے تو بدترین حالت میں ہوں گے اگر انہوں نے پیش قدمی کی تو ہم مدینہ میں رہتے ہوئے ان کا مقابلہ کریں گے عبداللہ بن ابی بن سلول کی رائے بھی رسول اللہ ﷺ کی رائے کے ہم آہنگ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے۔ غزوہ احد میں شہادت کا درجہ پانے والوں اور غزوہ بدر میں شمولیت سے محروم رہنے والوں کی رائے یہ تھی یارسول اللہ ﷺ! آپ مجاہدوں کو دشمن کے آمنے سامنے لے چلیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ مسلمان بزدل اور کمزور ہیں۔ ابن سلول نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ان کے سامنے نہ آئیں واللہ! ہمارا تجربہ ہے کہ ہم نے مدینہ سے باہر نکل کر مقابلہ کیا تو دشمن غالب آیا اگر اندر پناہ گزین رہے اور دشمن نے پیش رفت کی تو دشمن مغلوب ہوا' صحابہؓ رسول اللہ ﷺ سے برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپؐ گھر کے اندر گئے اور ہتھیار پہن کر باہر آئے۔

مالک نجاری کی وفات : یہ جمعہ کے روز ماہ شوال ۳ھ کا واقعہ ہے' اسی روز مالک بن عمرو نجاری فوت ہوا اور آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

مسلمانوں کی پشیمانی : رسول اللہ ﷺ کو ہتھیار پہنے ہوئے دیکھ کر لوگ پشیمان ہوئے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو خلاف مرضی نکلنے پر مجبور کیا ہمیں یہ سزاوار نہ تھا چنانچہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپؐ کی مرضی ہو تو آپ یہیں تشریف رکھیں' یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ پیغمبر کو زیبا نہیں کہ ہتھیار پہن کر اتار دے حتیٰ کہ وہ دشمن سے برسرپیکار ہو' چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک ہزار کی فوج لے کر روانہ ہوئے۔ بقول ابن ہشام' ابن ام مکتوم کو امیر مدینہ مقرر کیا۔

ابن سلول کا علیحدہ ہونا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ چلتے چلتے مدینہ اور احد کے درمیان "مقام شوط" میں پہنچے تو ابن سلول قریباً ایک تہائی فوج لے کر الگ ہو گیا اور اس نے اعتراض کیا کہ ان کی بات مان لی گئی ہے اور میری رائے کو ٹھکرا دیا گیا ہے۔ اے لوگو! ہم اپنی جانوں کو کیوں ہلاکت میں ڈالیں۔ چنانچہ وہ اپنے ہم نوا لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ آیا۔ جابرؓ کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام سلمی نے ان کے پاس جا کر عرض کیا خدارا' خیال کرو' دشمن سر پر بیٹھا ہے' نبیؐ اور اپنے لوگوں کو رسوا نہ کرو اور ان کو بے سہارا نہ

چھوڑو۔ یہ سن کر انہوں نے کہا' اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ تم لڑو گے تو ہم تم سے الگ نہ ہوتے مگر ہم نہیں سمجھتے کہ لڑائی ہو گی جب انہوں نے بہرحال واپس جانے پر اصرار کیا تو جابرؓ کے والد نے کہا اے اللہ کے دشمنو! اللہ تم کو تباہ کرے' اللہ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کر دے گا' بقول امام ابن کثیر اس آیت (۳/۱۶۷) کا مصداق اور محور یہی لوگ ہیں "اور تاکہ منافقوں کو ظاہر کر دے اور انہیں کہا گیا تھا کہ آؤ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کا دفاع کرو تو انہوں نے کہا اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہو گی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے۔ وہ اس وقت بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب تھے وہ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ اس کو خوب جانتا ہے" ـــ یعنی اگر لڑائی کی توقع ہوتی تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیتے وہ اس طفل تسلی میں محض دروغ گو ہیں کہ میدان جنگ سامنے صاف ظاہر ہے' جس میں کسی قسم کا شک و ارتیاب نہیں' ـــ ان ہی کے بارے اللہ نے فرمایا (۴/۸۸) "پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے معاملہ میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ نے ان کے اعمال کے سبب سے انہیں الٹ دیا ہے کہ ایک گروہ نے کہا ہم ان سے جہاد کریں اور دوسرے گروہ نے کہا ہم ان سے جہاد نہ کریں" جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

غیر مسلم سے تعاون نہ کرنا : امام زہری کا بیان ہے کہ اس وقت انصار نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے "حلیف یہود" سے تعاون حاصل کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ہمیں انکی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت جابرؓ کے قبیلہ کا شکستہ دل ہونا : عروہ بن موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول' مع اپنے ہم خیال لوگوں کے واپس چلا آیا تو بنی سلمہ اور بنی حارثہ نے بزدلی اور کمزوری کے مظاہرہ کا ارادہ کیا۔ پھر اللہ نے ان کو ثابت قدم رکھا بنابریں اللہ نے فرمایا ہے (۳/۱۲۲) "جب تم میں سے دو جماعتوں نے قصد کیا کہ نامردی کریں اور اللہ ان کا مددگار تھا" ـــ اس نے ان کو سنبھال لیا اور مضبوط کر دیا ـــ حضرت جابر بن عبداللہ سلمی کا بیان ہے کہ ہماری خواہش نہ تھی کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کہ اللہ نے فرمایا وہ ان کا مددگار ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے "حرہ بنی حارثہ" میں پہنچے تو ایک گھوڑے نے اپنی دم سے مکھیاں ہٹائیں اتفاقاً اس کی دم تلوار کے چھلے پر پڑی تو تلوار نیام سے نکل پڑی۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے تلوار والے کو فرمایا تلوار کو میان میں ڈال لو میں دیکھ رہا ہوں کہ آج تلواریں نیام سے باہر ہوں گی۔

مختصر راستہ اور ایک منافق کا سلوک : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کے پاس ایسے مختصر راستے سے کون لے جائے گا جو ان کے قریب سے نہ گزرتا ہو' تو ابو خیثمہ حارثی نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ کام میں انجام دیتا ہوں چنانچہ وہ آپ کو حرہ بنی حارثہ اور ان کے کھیتوں کے درمیان سے چلتا ہوا صربع بن قیظی کے نخلستان میں لے گیا' وہ اندھا اور منافق تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اور مجاہدین کی آہٹ سنی تو وہ کھڑا ہو کر مٹی اڑانے لگا اور کہنے لگا اگر تو اللہ کا رسول ہے تو میں اپنے نخلستان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتا۔ (بقول ابن اسحاق) اس نے مٹھی میں خاک اٹھا کر کہا اے محمدؐ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ خاک

صرف تیرے چہرے پر پڑے گی تو میں ضرور تیرے چہرے پر پھینک دیتا۔ یہ گستاخانہ بات سن کر مجاہد اسے مارنے کو دوڑے تو آپ نے فرمایا اسے مت قتل کرو' یہ بصارت اور بصیرت دونوں سے اندھا ہے' رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے سے قبل سعد بن زید از بنی عبدالاشہل نے اس کے سر پر کمان ماری اور اس کو زخمی کر دیا۔

الگ میدان کا نقشہ : رسول اللہ ﷺ جبل احد کی وادی اور اس کے دامن میں فروکش ہوئے اور جبل احد کی طرف اپنی پشت کی اور لشکر کو ہدایت فرمائی کہ میرے حکم کے بغیر کوئی مجاہد لڑائی کا آغاز نہ کرے۔ قریش نے اپنی سواریاں اور مال مویشی آزاد چھوڑ کر گرد و نواح کی کھیتی باڑی برباد کر دی تھی۔ ایک انصاری نے رسول اللہ ﷺ کا مذکور بالا فرمان سن کر عرض کیا' کیا بنی قیلہ کے کھیت اجاڑے جا رہے ہوں اور ہم ان کو نہ روکیں؟

درے پر تیر اندازوں کا تقرر : رسول اللہ ﷺ نے سات سو مجاہدین کی صف آرائی کی' عبداللہ بن جبیر برادر بنی عمرو بن عوف کو "جو سفید پوش تھا کہ پچاس تیر اندازوں کے دستہ پر امیر مقرر کیا اور اس کو نصیحت کی کہ تیروں سے ہمارا دفاع کرو' پیچھے سے ہم پر کوئی حملہ آور نہ ہو' اپنی جگہ پر قائم رہو خواہ فتح ہو یا شکست۔

ایک فوجی کی عمر : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوپر تلے دو زرہیں پہنیں اور حضرت مصعبؓ بن عمیر بدری کو علم عنایت کیا اور کم سن نوخیز لڑکوں کو میدان جنگ سے واپس لوٹا دیا' ان میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی شامل تھے جیسا کہ متفق علیہ روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا' آپؐ نے مجھے جنگ کی اجازت نہ فرمائی اور غزوہ خندق ۵ھ میں مجھے پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے اجازت فرما دی میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔

اسی طرح اسامہ بن زید' زید بن ثابت' براء بن عازب' اسید بن ظہیر' ابن اسید بن خیثمہ اور عرابہ بن اوس بن قیظی کو واپس لوٹا دیا گیا۔ (ذکرہ ابن قتیبہ و اوردہ السہیلی) اور غزوہ خندق میں سب کو جنگ میں شمولیت کی اجازت دے دی۔ عرابہ کے بارے شماخ شاعر نے کہا

اذا مــا رايــة رفعــت لمجــد تلقاهــا عرابــة بــاليمين

سمرہ اور رافع کی عمر : سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو پندرہ سال کی عمر کے باوجود لڑائی میں شمولیت کی اجازت نہ ملی تو کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! رافع تو بڑا تیر انداز ہے' پھر آپ نے اس کو اجازت مرحمت فرما دی پھر کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کہ سمرہؓ تو رافع کو کشتی میں پچھاڑ دیتا ہے پھر آپ نے اس کو بھی اجازت فرما دی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قریش لشکر تین ہزار پر مشتمل تھا۔ ان کے ہمراہ دو سو گھوڑے تھے جن کو میمنہ اور میسرہ تعینات کر دیا پھر میمنہ پر خالد بن ولید کو اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو مقرر کیا۔

ابو دجانہ : رسول اللہ ﷺ نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ اس تلوار کا کون حق ادا کرے گا؟ اس

سعادت کے لئے بہت سے لوگ آگے آئے مگر آپؐ نے کسی کو نہ دی یہاں تک حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ ساعدی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا دشمن پر اس قدر وار کرو کہ یہ ٹیڑھی ہو جائے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اس کے حق کی ادائیگی کا اقرار کرتے ہوئے اس کو لیتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے یہ ان کو عطا فرمادی۔ ابن اسحاق نے اس روایت کو منقطع بیان کیا ہے۔

امام احمد (یزید اور عفان' حماد بن سلمہ' ثابت) رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے جنگ احد میں تلوار پکڑ کر فرمایا "اس تلوار کو کون لیتا ہے" یہ سن کر لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا "اس تلوار کو لے کر کون اس کا حق ادا کرے گا" تو سب لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضرت ابو دجانہؓ نے کہا میں اس کے حق کی ادائیگی کا اقرار کرتے ہوئے لیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے یہ تلوار لے لی اور مشرکین کے سر قلم کر دیئے۔ اس کو امام مسلم نے ابوبکر از عفان بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابودجانہ بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ لڑائی کے وقت فخر و غرور کا مظاہرہ کرتے تھے اور سر پر سرخ رومال باندھا کرتے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے یہ تلوار حاصل کی' تو اپنا یہ رومال نکال کر سر پر باندھا اور میدان جنگ میں مٹک کر فخر و ناز سے چلنے لگے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو اکڑ کر فخر و غرور سے چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا یہ چال اللہ تعالیٰ کو سخت ناگوار ہے مگر اس وقت یہ پسندیدہ عمل ہے۔

ہند کے اشعار اور علم برداری : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سفیان نے "بنی عبدالدار" کو قتل و قتال اور جنگ و جدال پر آمادہ و تیار کرنے کی خاطر کہا' اے فرزندان عبدالدار! جنگ بدر میں علم بردار تم تھے۔ سب کو معلوم ہے کیا انجام ہوا' جنگ میں شکست علم کی بدولت ہوتی ہے۔ جب علم سرنگوں ہو جاتا ہے تو لشکر تتر بتر ہو جاتا ہے یا تو تم علم کی ذمہ داری محسوس کرو' یا اس منصب سے دست بردار ہو جاؤ' ہم خود اسکا اہتمام کر لیں گے۔ انہوں نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا' کیا یہ علم برداری کا منصب تیرے سپرد کر دیں۔ کل جب جنگ شروع ہوگی تو واضح ہو جائے گا ہم شجاعت و جسارت کے کیسے جوہر دکھاتے ہیں؟ اور ابوسفیان کا بھی یہی منشا تھا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا اور ایک فریق دوسرے پر حملہ آور ہونے لگا تو ہند بنت عتبہ دیگر خواتین کے ہمراہ فوج کے پچھلے حصہ میں دف بجاتی تھیں' انکو قتل و قتال پر ابھارنے کیلئے یہ اشعار پڑھتی تھیں ؎

ویھاً بنی عبد الدار ویھا حماۃ الادبار ضرباً بکل بتار

ان تُقبلوا نُعانق ونفرش النمارق

أو تدبروا نفارق فراق غیر وامق

(بہت خوب اے فرزندان عبدالدار! واہ واہ' لشکر کے عقب کے محافظ قاطع تلوار کے ساتھ حرب و ضرب کے ساتھ۔ اگر تم پیش رفت کرتے ہوئے لڑو گے تو ہم تم سے گلے ملیں گے۔ اور قالینوں کے بستر بچھائیں گے۔ اگر پیچھے قدم ہٹایا تو ہم تم سے ایسا فراق ہو جائے گا جو وصال کا محتاج نہ ہوگا)

ابو عامر والد حضرت حنظلہ غسیل ملائکہ : ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے

کہ ابو عامر عبدود بن صیفی بن مالک بن نعمان ضبیعی، رسول اللہ ﷺ کا مخالف تھا، مدینہ چھوڑ کر اپنے پچاس یا پندرہ غلاموں سمیت مکہ میں آباد ہو گیا تھا اور قریش سے کہتا تھا اگر وہ انصار کے پاس چلا گیا تو بالاتفاق سب اس کے پاس چلے آئیں گے چنانچہ جب لڑائی کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے میدان جنگ میں مختلف اقوام کے لوگوں اور مکہ کے غلاموں کے ہمراہ میدان جنگ میں آیا اور اس نے تعارف کرایا اے قبیلہ اوس کے لوگو! پہچانتے ہو میں ابو عامر ہوں یہ سن کر سب نے کہا خدا تیری آرزو بر نہ لائے! اے فاسق (اس کو جاہلی دور میں "راہب" کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھ دیا تھا) اوس کا جواب سن کر اس نے کہا میرے بعد، میری قوم بگڑ گئی ہے، پھر وہ خوب لڑا، اور ان کو پتھر مارتا رہا۔

ابو دجانہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عام جنگ شروع ہوئی اور گھمسان کا رن پڑا اور ابودجانہ دشمن کے دل میں گھس گیا۔ ابن ہشام نے اکثر اہل علم سے بتایا کہ زبیر بن عوام نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلوار کی درخواست کی اور آپ نے مجھے عطا نہ فرمائی حالانکہ میں رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی صفیہ کا بیٹا اور قریشی ہوں، آپ نے مجھے نظر انداز کر کے ابو دجانہ کو عطا کر دی، واللہ! میرے دل میں خیال آیا کہ میں دیکھوں وہ کیا کارنامہ انجام دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے سرخ رومال نکال کر سر پر باندھ لیا تو انصار نے کہا ابودجانہؓ نے موت کا پیغام لانے والا رومال نکال لیا ہے۔ (جب کوئی سرخ رومال باندھ کر نکلتا تو انصار اسی طرح کہا کرتے تھے) اور وہ یہ اشعار پڑھتا ہوا حملہ آور ہوا۔

أنـــا الـــذى عـــاهدنى خليلـــى   ونحـــن بالســـفح لـــدى النخيـــل
أن لا أقـــوم الدهـــر فـــى الكيـــول   أضـــرب بســـيف ا الله والرســـول

(میں وہ شخص ہوں جس سے میرے خلیل نے نخلستان کے دامن میں عہد لیا تھا۔ کہ میں کبھی آخری صف میں نہ رہوں اللہ اور اس کے رسول کی تلوار کے ساتھ دشمنوں کو ماروں)

کیول : اموی نے ابو عبید سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک آدمی آیا اور آپ میدان جنگ میں تھے۔ آپ نے فرمایا اگر میں تجھے یہ تلوار عطا کر دوں تو تو "کیول" اور آخری صف میں رہ کر جہاد کرے گا؟ اس نے عرض کیا جی نہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کو تلوار عطا فرما دی اور وہ یہ شعر پڑھنے لگا۔

أنـــا الـــذى عـــاهدنى خليلـــى   ان لا أقـــوم الدهـــر فـــى الكيـــول

یہ حدیث شعبہ سے مروی ہے۔ شعبہ اور اسرائیلی دونوں ابو اسحاق کی معرفت ہند بنت خالد سے بیان کرتے ہیں اور بعض مرفوع بھی بیان کرتے ہیں، کیول بمعنی آخری صف متعدد اہل علم سے مسموع ہے اور صرف اسی حدیث میں منقول ہے۔

ابو دجانہ : زبیر نے کہا ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت ابو دجانہؓ کے سامنے جو آتا وہ اس کو موت کی نیند سلا دیتے۔ مشرکین کے لشکر میں ایک آدمی تھا وہ جس مجاہد کو زخمی پاتا، موت کے گھاٹ اتار دیتا، ابودجانہ اور

وہ دونوں میدان جنگ میں قریب قریب ہونے لگے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ ان دونوں کو اکٹھا کر دے چنانچہ وہ اکٹھے ہوئے تو آپس میں ٹکرا گئے' مشرک نے ابودجانہ پر حملہ کیا تو ابودجانہ نے اس کا وار ڈھال پر روک لیا اور ڈھال کٹ گئی' ابودجانہ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو تہ تیغ کر دیا۔ پھر میں نے حضرت ابودجانہ کو دیکھا کہ انہوں نے ہند بنت عتبہ کے سر پر تلوار جھکائی اور اٹھائی' یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ واقعی انہوں نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔ اس روایت کو دلائل میں بیہقی نے (ہشام بن عروہ از ابیہ از زبیر) بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابودجانہ نے کہا میں نے کسی کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو بری طرح نوچ رہا ہے اور اعضا کاٹ رہا ہے۔ میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ بلبلا اٹھا' دیکھا تو وہ عورت ہے۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی تلوار کو عورت کے خون سے محفوظ رکھا۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک تلوار کسی کو عطا کرنے کے لئے فرمایا تو حضرت عمرؓ نے درخواست کی' آپ نے ان کو نہ دی۔ پھر حضرت زبیرؓ نے طلب کی تو آپ نے ان سے اعراض کیا چنانچہ یہ دونوں اس وجہ سے دلگیر ہوئے۔ پھر حضرت ابودجانہ نے مانگی تو ان کو عطا کر دی اور انہوں نے تلوار کا حق ادا کر دیا۔

حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں مسلمانوں کے لشکر میں شامل تھا۔ میں نے دیکھا کہ مشرکوں نے شہداء کی لاشوں کا "مثلہ" کر دیا ہے۔ میں وہاں کھڑا ہو گیا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک مشرک اسلحہ جمع کر کے شہداء کی لاشوں پر سے گزر رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اکٹھے ہو جاؤ جیسے "خارشتی بکریاں" اکٹھی ہو جاتی ہیں اور ایک زرہ پوش مجاہد اس کے انتظار میں ہے' میں بھی اس کی اوٹ میں ہو گیا پھر میں نے مجاہد اور کافر کا موازنہ کیا تو کافر کا اسلحہ زیادہ تھا' میں ان کو مسلسل دیکھتا رہا تاآنکہ وہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے اور مجاہد نے کافر کے کندھے پر تلوار کا وار کیا وہ چیرتی ہوئی سرین تک چلی گئی اور لاش دو ٹکڑے ہو گئی اور مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ کر کہا' جناب کعب! کیسا دیکھا' میں ہوں ابودجانہؓ۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حمزہؓ نے قریش کے علم بردار ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کو قتل کیا اسی طرح عثمان بن ابی طلحہ علم بردار کو بھی جو یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

ان علــى أهــل اللــواء حقــا   أن يخضبــوا الصعــدة أو تندقــا

(علم برداروں کا فرض ہے کہ وہ نیزے کو خون میں رنگ دیں یا وہ ٹوٹ جائے)

حضرت حمزہؓ کے پاس سے سباع بن عبد العزیٰ غبشانی ابونیار گزرا تو حضرت حمزہؓ نے کہا ادھر آ او ختنے کاٹنے والی کے بیٹے! اس کی والدہ ام انمار شریق ثقفی کی لونڈی مکہ میں یہ پیشہ کرتی تھی۔ جب یہ دونوں آمنے سامنے آئے تو حضرت حمزہؓ نے اس کو تلوار مار کر ڈھیر کر دیا۔

وحشی اور حضرت حمزہؓ : جبیر بن مطعم بن عدی کے غلام وحشی نے کہا واللہ! میں حضرت حمزہؓ کو دیکھ رہا تھا گندم گوں اونٹ کی طرح دراز قامت' وہ لوگوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے تھے' جو سامنے آتا دو نیم ہو جاتا۔ ابونیار' سباع سامنے آیا تو حضرت حمزہؓ نے کہا اے ختنے کاٹنے والی کے بیٹے! ادھر آ۔ حضرت حمزہؓ

نے ایک ہی وار میں اس کا سر قلم کر دیا۔ میں نے اپنے "حربہ" اور تیر کو جنبش دی جب میں اس کے نشانہ پر مطمئن ہو گیا تو پھینک کر مارا جو ناف میں لگا اور پار ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ نے حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے۔ میں نے انتظار کیا جب ان کی روح پرواز ہو گئی تو میں نے اپنا "حربہ" نکال لیا اور لشکر کی طرف واپس لوٹ آیا' علاوہ ازیں میرا کوئی کام نہ تھا۔

ابن اسحاق' جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبیداللہ بن عدی بن خیار' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں روم کے علاقہ میں گئے۔ جب ہمارا گزر شہر "حمص" کے قریب سے ہوا' جہاں جبیر بن مطعم کا غلام وحشی رہائش پذیر تھا تو عبیداللہ بن عدی نے کہا کیا خیال ہے؟ وحشی سے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا قصہ دریافت کریں' میں نے کہا آپ کی مرضی ہے' چنانچہ ہم اس کی تلاش میں نکلے اور ایک آدمی سے دریافت کیا تو اس نے بتایا وہ اپنی رہائش گاہ میں ہو گا۔ وہ اکثر و بیشتر شراب میں مست اور مخمور رہتا ہے اگر وہ شراب میں مدہوش ہو' تو واپس چلے آنا' اگر وہ ہوش میں ہو تو وہ ایک سلیقہ مند عرب ہے۔ تم اپنے گوہر مقصود کو پا سکو گے چنانچہ تلاش کرتے کرتے آئے تو اس کو اپنے گھر میں کمبل پر بیٹھا ہوا موجود پایا۔ عمر رسیدہ اور کرگس جیسا ہے اور باہوش ہے۔ ہم نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا' تو اس نے عبیداللہ بن عدی کو مخاطب کر کے کہا' تم عدی بن خیار کے فرزند ہو' اس نے کہا "جی ہاں" یہ سن کر وحشی نے کہا' میں نے "ذی طویٰ" میں تیرے بازو پکڑ کر تیری رضاعی ماں سعدیہ کو سواری پر تھمایا تھا اور تیرے پاؤں ننگے ہو گئے تھے' اس وقت سے لے کر تا ایں دم میں نے تجھے دیکھا نہیں اور اب پہچان لیا ہے۔ چنانچہ ہم اس کے پاس بیٹھ گئے اور آمد کی وجہ بتائی تو اس نے کہا' میں آپ کو اسی طرح بتاؤں گا جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تھا جب آپ نے مجھ سے اس کی تفصیل پوچھی تھی۔

میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا' اس کا چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں قتل ہو گیا تھا' قریش "احد" کی طرف چلے تو مجھے جبیر نے کہا اگر تو میرے چچا طعیمہ کے بدلے محمد (ﷺ) کے چچا حمزہؓ کو قتل کر دے تو' تو آزاد ہے۔ چنانچہ میں بھی لوگوں کے ہمراہ احد کی جانب روانہ ہوا میں حبشی طرز سے تیر پھینکتا تھا۔ اس کا نشانہ کم ہی خطا ہوتا تھا جب جنگ کا آغاز ہوا تو میں حمزہ کی تلاش میں تھا' یہاں تک کہ میں نے اس کو لوگوں میں چلتا دیکھ لیا۔ وہ دراز قامت خاکستری اونٹ ایسا تھا تلوار مارتا جاتا تھا کوئی اس کے سامنے نہ نکلتا تھا۔ واللہ! میں اس کو تیر مارنے کے لئے تیار ہوا' درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپ گیا کہ وہ میرے قریب آ جائے۔ اچانک سباع بن عبدالعزیٰ اس کے سامنے آیا' حضرت حمزہؓ نے اس کو دیکھ کر کہا ادھر آ' کہاں جاتا ہے اے ختنے کاٹنے والی کے بیٹے! یہ کہہ کر تلوار ماری وہ خاک پر ڈھیر تھا' پھر میں نے اپنے تیر کو جنبش دی اور ان کی شست باندھ لی تو ان پر پھینک دیا۔ وہ ان کی ناف میں لگا اور پار ہو گیا' وہ میری طرف آنے لگے' لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے۔ جب ان کی روح پرواز ہوئی تو میں ان کے جسم سے اپنا تیر نکال کر لشکر میں واپس چلا آیا اور آرام سے بیٹھ گیا کہ اس کے علاوہ میرا کوئی کام ہی نہ تھا۔ میں نے آزادی کی خاطر ان کو قتل کیا۔

میں مکہ واپس چلا آیا حسب وعدہ آزاد ہوا اور مکہ میں ہی مقیم رہا فتح مکہ کے دوران طائف بھاگ آیا

وہاں مقیم رہا جب طائف کا وفد اسلام قبول کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہوا تو سارے راستے مجھ پر تنگ ہو گئے۔ میرے دل میں آیا شام چلا جاؤں' یا یمن یا اور کسی علاقے میں' میں اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ کسی نے مجھے کہا' افسوس! تو کس خیال میں ہے واللہ! جو انؐ کے دین میں داخل ہو جائے اور توحید و رسالت کا اقرار کر لے وہ اسے قتل نہیں کرتا۔ یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کو اس وقت پتہ چلا جب میں یکایک آپ کے پاس کھڑا کلمہ توحید پڑھ رہا تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر پوچھا' تو وحشی ہے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا بیٹھ جا بتاؤ تو نے حمزہؓ کو کس طرح قتل کیا تھا؟ چنانچہ میں نے انہیں اسی تفصیل سے بتایا جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ جب میں بتا چکا تو آپ نے فرمایا تو میری نگاہ سے دور رہ' میں تجھے دیکھ نہ پاؤں' چنانچہ میں تاحیات رسول اللہ ﷺ کی نگاہ سے اوجھل رہا کہ مجھے دیکھ نہ پائیں۔

مجاہدین جب مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ہمراہ وہی تیر لے کر نکلا جس سے میں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا جب لڑائی کا آغاز ہوا تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ شمشیر بکف کھڑا ہے۔ میں اس کو پہلے نہ جانتا تھا چنانچہ میں اور ایک انصاری --- ابودجانہ سماک بن خرشہ --- اس کی تاک میں تھے۔ میں نے اپنے تیر کا نشانہ باندھ کر اس کی طرف پھینکا تو وہ اس پر جا لگا اور انصاری نے اس پر تلوار کا وار کر دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم دونوں میں سے اس کو کس نے قتل کیا ہے اگر میں نے اس کو جہنم رسید کیا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد بہتر شخص (حضرت حمزہؓ) کو شہید بھی تو کیا ہے۔

انصاری کون تھا؟ : بقول امام ابن کثیرؒ مسیلمہ کا انصاری قاتل' ابودجانہ سماک بن خرشہ ہے جیسا کہ جنگ یمامہ میں بیان ہو گا اور بقول واقدی' عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہے۔ اور بقول سیف بن عمرو' عدی بن سہل ہے' اسی نے کہا تھا۔

أ لم تـــر أنـــي ووحشـــيهم قتلـــت مســـيلمة المعـــن
ويســـأل النـــاسُ عـــن قتلـــه فقلـــت ضربـــت وهـــذا طعـــن

(کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نے اور وحشی نے موٹے مسیلمہ کو قتل کیا ہے۔ لوگ مجھ سے اس کے قتل کے بارے پوچھتے ہیں میں نے کہا میں نے تلوار ماری اور اس نے نیزہ)

مشہور بات یہی ہے کہ وحشی نے اس پر پہلے وار کیا اور ابودجانہ نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جیسا کہ ابن اسحاق نے اس کو ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ میں نے جنگ یمامہ میں اعلان سنا کہ اس کو حبشی غلام نے قتل کر دیا ہے۔

قیافہ : امام بخاری نے شہادت حضرت حمزہؓ کا قصہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ ماجشون' عبداللہ بن فضل' سلیمان بن یسار' جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری سے بیان کیا جیسا کہ مذکور بالا درج ہے۔ اس میں بیان ہے کہ عبیداللہ بن عدی کے سر پر عمامہ تھا' اس کی صرف آنکھیں اور پیر ننگے تھے۔ وحشی نے صرف پاؤں دیکھ کر پہچان لیا جیسا کہ مجزز مدلجی نے زید اور اسامہ بن زید کو صرف پاؤں دیکھ کر پہچان لیا تھا حالانکہ ان کے

رنگ میں تفاوت تھا۔ اس میں مزید اضافہ ہے کہ جب فریقین نے لڑائی کے لئے صف آرائی کی تو سباع نے صف سے نکل کر للکارا' کوئی ہے دست بدست لڑنے والا' یہ سن کر حضرت حمزہؓ نے سامنے آکر کہا اے ام انمار کے بیٹے! اوٹنے کاٹنے والی کے بیٹے! کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت و معاندت کرتا ہے پھر اس پر حملہ کیا تو وہ نابود ہو گیا۔ وحشی نے کہا میں ایک پتھر کی اوٹ میں حمزہ کے لئے گھات لگا کر چھپ گیا۔ جب وہ میرے قریب آگئے تو میں نے ان کی ناف میں تیر مارا اور وہ پار ہو گیا اور یہ ان کا آخری وقت تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میرے دل میں آیا شاید میں اس کو قتل کر کے حمزہ کا بدلہ اتار سکوں۔ چنانچہ لوگوں کے ہمراہ جنگ یمامہ ۱۲ھ میں گیا' معلوم ہوا کہ وہ دیوار کے روزن میں کھڑا ہے۔ اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں' خاکستری اونٹ کی طرح لمبا تڑنگا ہے' میں نے اس کی طرف نیزہ پھینکا وہ اس کی چھاتی میں لگا اور پار ہو گیا اور ایک انصاری نے بڑھ کر تلوار سے سر پر حملہ کیا اور اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عبداللہ بن فضل نے سلیمان بن یسار کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ منظر دیکھ کر چھت کے اوپر سے ایک لونڈی نے پکارا ہائے! امیر المومنین کو حبشی غلام نے قتل کر دیا۔

حبشی : ابن ہشام کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ مے نوشی کے جرم میں حبشی کو حد لگتی رہی تاآنکہ وظیفہ خواروں کے رجسٹر سے اس کا نام خارج کر دیا گیا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت حمزہؓ کے قاتل کو ایسے ہی نہ چھوڑے گا' بقول امام ابن کثیرؒ وحشی بن حرب ابو دسمہ یا ابو حرب حمص میں فوت ہوا اور اس نے سب سے اول مدلوکہ اور سفری لباس پہنا تھا۔

حضرت مصعبؓ کی شہادت اور علم : حضرت مصعب بن عمیر بدریؓ رسول اللہ ﷺ کے ورے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ انکو جام شہادت پلانے والا' ابن قمیہ لیثی تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اسنے رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ اس نے قریش کو بتایا کہ میں نے محمدؐ کو شہید کر دیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے "مغازی" میں سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ مصعبؓ کا قاتل ابی بن خلف ہے' واللہ اعلم۔

بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے مصعب کی شہادت کے بعد علم حضرت علیؓ کے سپرد کر دیا' مگر یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ ابتداء میں علم حضرت علیؓ کے پاس تھا جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش کا علم بردار عبدری ہے تو آپ نے فرمایا ہم قومی مناصب کے قریش سے زیادہ پاسداری اور وفاداری کرنے والے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت علیؓ سے علم لے کر حضرت مصعب بن عمیر کے سپرد کر دیا۔ جب مصعبؓ شہید ہوئے تو یہ علم حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔ حضرت علیؓ اور دیگر مجاہدین سب اس علم کے تلے لڑتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے علم تلے آنا اور حضرت علی کا کردار : ابن ہشام نے مسلمہ بن علقمہ مازنی سے بیان کیا ہے کہ غزوہ احد میں جب گھمسان کا رن پڑا تو رسول اللہ ﷺ انصار کے علم تلے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علیؓ کو پیغام بھیجا کہ علم کو آگے بڑھاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؓ "انا ابو القصم" کہتے

ہوئے آگے بڑھے تو ابو سعد بن ابی طلحہ قریش کے علم بردار نے ان کو مخاطب کر کے کہا' کیا رو در رو اور جنگ مبارزت کی خواہش رکھتے ہو؟ تو حضرت علیؓ نے اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ وہ دونوں میدان جنگ میں اترے' ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے تو حضرت علیؓ نے اس پر وار کر کے گرا دیا اور موت کے گھاٹ نہ اتارا تو کسی نے پوچھا آپ نے اس کو تہ تیغ کیوں نہ کیا؟ تو بتایا کہ اس نے اپنا ستر کھول دیا اور مجھے رحم آگیا اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنگ صفین ۳۷ھ میں حضرت علیؓ نے بسر بن ارطاۃ پر وار کیا تو اس نے بھی اپنا ستر کھول دیا تو انہوں نے اس کو قتل نہ کیا۔ اسی طرح حضرت عمرو بن عاصؓ نے بھی جنگ صفین کے دوران حضرت علیؓ کو حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھ کر اپنا ستر کھول دیا تھا۔ اس سلسلہ میں حارث بن نضر نے کہا۔

أفي كل يوم فارس غير منته وعورته وسط العجاجة باديه
يكف لها عنه عليٌّ سنانه ويضحك منها في الخلاء معاويه

(ہر جنگ میں پسپا نہ ہونے والا شاہ سوار سامنے آیا اور اس کا ستر میدان جنگ میں کھلا ہوا برہنہ تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے باعث اپنا نیزہ اس سے روک لیا اور حضرت معاویہؓ بنا بریں خلوت میں ہنس رہے تھے)

"زبیر میرا حواری ہے" کا شان ورود : یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ طلحہ بن ابی طلحہ عبدری قریش کے علم بردار نے جنگ مبارزت کی پیش کش کی اور لوگ اس کے مقابلہ سے ٹھٹکے تو حضرت زبیر بن عوامؓ کود کر اس کے اونٹ پر چڑھ گئے اور اس کو نیچے گرا کر تہ تیغ کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا ایک حواری اور خاص دوست ہوتا ہے اور میرا دوست و مددگار زبیر ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس کے مقابلہ میں نہ آتا تو میں خود اس کے روبرو' جنگ مبارزت کرتا کیونکہ عام لوگ اس کے مقابلہ سے جھجک محسوس کر رہے تھے۔ نیز ابن اسحاق سے یہ بھی مروی ہے کہ اس کو حضرت سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

حضرت عاصمؓ کا کارنامہ اور عہد : حضرت عاصم بن ثابت بن ابو الا قلح نے نافع بن ابو طلحہ اور اس کے بھائی جلاس کے جسم میں یکے بعد دیگر نیزہ پیوست کر دیا (جو جان لیوا ثابت ہوا) چنانچہ وہ اپنی والدہ سلافہ کے پاس آئے اور اپنا سر آغوش مادر میں رکھ دیا تو اس نے پوچھا اے پیارے بیٹے! یہ کس نے تمہیں پیوست کیا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ جب عاصم نے نیزہ مارا تو اس نے کہا اس وار کو سنبھال' میں ہوں ابو ا قلح کا فرزند ارجمند! یہ سن کر اس عورت نے منت مانی کہ اگر اس کو میسر ہوا تو وہ عاصم کے سر کی کھوپڑی میں شراب نوش کرے گی۔ حضرت عاصمؓ نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ وہ مشرک کو کبھی نہ چھوئیں گے اور نہ ہی مشرک ان کو ہاتھ لگائے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے "یوم رجیع" میں ان کے جسد خاکی کو محفوظ رکھا۔

ابو عامر اور حنظلہ باپ اور بیٹے کا کردار : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو عامر عبد عمرو بن صیفی جاہلی دور میں اپنی ریاضت و عبادت کی بدولت "راہب" کے نام سے معروف تھا جب اس نے اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی اور مدینہ چھوڑ کر مکہ میں آباد ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام "ابو عامر فاسق"

رکھ دیا' اس کا بیٹا "حنظلہ غسیل ملائکہ" کے نام سے معروف ہے میدان جنگ میں ابوسفیان اور اس کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت حنظلہؓ نے وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو اچانک شداد بن اوس عرف ابن شعوب نے اس پر وار کر کے شہید کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے شہید کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ اس کے اہل خانہ سے دریافت کرو کیا بات ہے؟ تو اس کی بیوی (بقول واقدی' جمیلہ بنت ابی ابن سلول رئیس منافقین' جس کی اس رات تازہ شادی ہوئی تھی) نے کہا کہ وہ جنبی تھا اور جنگ کا اعلان سنتے ہی وہ جنگ میں شریک ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس لئے اس کو فرشتوں نے غسل دیا۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ اس کے والد ابو عامر نے سینے پر پیر مارتے ہوئے کہا تم نے دو جرم کئے ہیں میں نے تم کو اس میں حاضر ہونے سے روکا تھا۔ واللہ! تو صلہ رحمی کرنے والا اور باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

ابن شعوب نے کہا

لأحمين صاحبی ونفسی بطعنة مثل شعاع الشمس

ولولا دفاعی یا ابن حرب ومشهدی لألفيتَ يوم النعف غير مجيب

ولولا مكری المهر بالنعف فرفرت عليه ضباع أو ضراء كليب

(میں اپنی اور ساتھی کی حفاظت کرتا ہوں ایسے نیزے کے ساتھ جو سورج کی شعاع کی طرح چمکتا ہے۔ اے ابوسفیان! اگر میں اور میرا دفاع نہ ہوتا' تو جنگ احد میں "مرکز" خاموش ہو جاتا۔ اگر میں جنگ احد میں گھوڑے کے ساتھ حملہ آور نہ ہوتا تو اس کو بجو اور خونخوار کتے کھا جاتے)

ابوسفیان نے کہا۔

ولو شئت نجتنی كميت طمرَّة ولم أحمل النعماء لابن شعوب

وما زال مهری مزجر الكلب منهم لدن غدوة حتى دنت لغروب

أقاتلهم وأدّعی یالغالب وأدفعهم عنی بركن صليب

فبكی ولا ترعی مقالة عاذل ولا تسأمی من عَبرة ونحيب

(اگر میں چاہتا تو کمیتی تیز رفتار گھوڑا مجھے نجات سے ہمکنار کر دیتا اور میں ابن شعوب کے احسان کا زیر بار نہ ہوتا۔ میرا گھوڑا صبح سے شام تک ان سے معمولی فاصلہ پر رہا۔ میں ان سے لڑتا رہا اور غالب کی جے پکارتا رہا اور میں اپنا دفاع مضبوط تلوار سے کرتا رہا۔ اے ہند! تو آہ و بکا کر اور ملامت گر کی بات کا دھیان نہ کر' آنسو بہانے اور واویلا سے نہ اکتا)

أباك واخوانا له قد تتابعوا وحق لهم من عبرة بنصيب

وسلی الذی قد كان فی النفس اننی قتلت من النجار كل نجيب

ومن هاشم قرما كريما ومصعبا وكان لدى الهيجاء غير هيوب

فلو أننی لم أشف نفسیَ منهم لكانت شجی فی القلب ذات ندوب

(اپنے والد اور اس کے بھائیوں پر جو پے در پے قتل ہو گئے' ان پر اشکبار ہونا ضروری امر ہے۔ میرے دل کے رنج و

الم کو اس بات نے تسکین بخشی ہے کہ میں نے نجار خاندان کے رئیس لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اور بنی ہاشم سے حمزہ اور مصعب کو جو لڑائی کے وقت نذر تھا۔ اگر میرے دل کو ان سے تسکین نہ ہوتی تو دل میں رنج و الم کے زخم باقی رہتے)

فآبوا وقد أودى الجلابيب منهم   بهم خدب من مغبط وكئيب

أصابهم من لم يكن لدمائهم   كفاء ولا في خطة بضريب

(وہ واپس ہوئے اور ان میں سے کئی افراد ہلاک ہو گئے' بعض کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا اور بعض غمناک تھے۔ ان کو مصیبت سے ایسے شخص نے دوچار کیا ہے جس کا خون ان کے مساوی نہیں ہے اور نہ وہ کسی اچھی خصلت میں اس کے مشابہ ہیں)

حضرت حسانؓ نے اس کے جواب میں کہا۔

ذكرتَ القروم الصيد من آل هاشم   ولستَ لزور قلته بمصيب

أتعجب أن أقصدت حمزة منهم   نجيباً وقد سميته بنجيب

ألم يقتلوا عمراً وعتبة وابنه   وشيبة والحجاج وابن حبيب

غداة دعا العاصي علياً فراعه   بضربة عضب بله بخضيب

(تو نے آل ہاشم کے رؤسا کا ذکر کیا ہے اور تو اس دروغ گوئی میں حق بجانب نہیں ہے۔ کیا تو تعجب کرتا ہے کہ تو نے حمزہؓ کو تہ تیغ کر دیا ہے حالانکہ تم نے اس کو شریف اور بزرگ انسان قرار دیا ہے۔ کیا اہل اسلام نے عمرو' شیبہ' ولید' شیبہ' حجاج اور ابن حبیب کو موت کے گھاٹ نہیں اتارا۔ جب عاص نے علی کو پکارا اور اس نے عاص کو تلوار کے وار سے خون آلود کر دیا)

شکست کا سبب : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت کی اور ان سے وعدہ وفا کیا چنانچہ مسلمان ان کو تلواروں سے تہ تیغ اور قتل کر رہے تھے اور میدان جنگ سے حریف کے پاؤں اکھڑ چکے تھے اور بلاشک و ارتیاب وہ شکست و ہزیمت سے دوچار تھے۔

درہ کا خالی ہونا : ابن اسحاق (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر' ابوہ عباد' عبداللہ بن زبیر) حضرت زبیر سے بیان کرتے ہیں واللہ! میں نے ہند بنت عتبہ اور اس کی سہیلیوں کے پازیب دیکھے وہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے بھاگ رہی تھیں' ان کو گرفتار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا۔ درہ چھوڑ کر جب ہم نے دشمن کے پاؤں اکھاڑ دیئے تو تیرانداز "درہ چھوڑ کر" یکایک لشکر میں چلے آئے اور ہماری پشت کو دشمن کے لئے خالی چھوڑ دیا اور وہ پیچھے سے ہم پر حملہ آور ہوئے اور کسی نے چلا کر کہا' سنو! محمدؐ قتل ہو گئے ہیں! یہ سن کر ہم "بدحواسی" کے عالم میں پلٹے اور دشمن ٹوٹ کر ہم پر حملہ آور ہوا حالانکہ "لڑائی میں مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا" اور ہم کئی ایک علم برداروں کو ہلاک کر چکے تھے' یہاں تک کہ کوئی بھی ہمارے نزدیک نہ پھٹکتا تھا۔

قریش کا علم : بعض اہل علم کا بیان ہے کہ قریش کا علم گر کر زمین پر پڑا رہا حتیٰ کہ عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے پکڑ کر قریش کے سامنے اس کو بلند کیا اور وہ اس کے آس پاس جمع ہو گئے اور یہ علم بنی ابی طلحہ کے حبشی

غلام "صواب" نامی کے پاس تھا۔ سب سے آخر میں اس نے یہ علم ہاتھ میں لیا تھا وہ لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹ گئے پھر وہ علم پر سینے کے بل گرا' سینے اور گردن کے سہارے سے علم کو تھام لیا یہاں تک کہ تہ تیغ کر دیا گیا اور وہ کہہ رہا تھا یااللہ! کیا میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا ہوں اس سلسلے میں حضرت حسانؓ نے کہا

فخرتم باللواء وشر فخر ... لواء حين رد الى صواب
جعلتم فخركم فيه لعبد ... وألأم من يطا عفر التراب
ظننتم والسفيه له ظنون ... وما ان ذلك من أمر الصواب
بأن جلادنا يوم التقينا ... بمكة بيعكم حمر العياب
أقر العين ان عصبت يداه ... وما ان تعصبان على خضاب

(تم نے علم پر فخروغرور کا اظہار کیا ہے بدترین فخروہ علم ہے جو غلام صواب کے سپرد کر دیا جائے۔ تم نے اپنا یہ فاخرانہ منصب غلام کے سپرد کر دیا اور روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے کمینے کے۔ تم نے گمان کیا (اور بے وقوف کے مختلف وہم و گمان ہیں) اور یہ کوئی درست بات نہیں۔ کہ بروز جنگ ہماری حرب و ضرب مکہ میں تمہارے سرخ تھیلوں کی فروخت کے لئے ہے۔ اس کے ہاتھوں کی بندش نے آنکھ کو خشک کر دیا وہ خضاب اور مہندی پر ان کی بندش نہ تھی)

حضرت حسانؓ نے عمرہ بنت علقمہ حارثیہ کی علم برداری کے بارے کہا۔

اذا عضل سيقت الينا كأنها ... جداية شرك معلمات الحواجب
أقمنا لهم طعناً مبيراً منكلا ... وحزناهم بالضرب من كل جانب
فلولا لواء الحارثية أصبحوا ... يباعون فى الاسواق بيع الجلائب

(جب عضل قبیلہ کے لوگ ہماری طرف لائے گئے گویا وہ مقام شرک کے آہو کے بچے ہیں جن کی ابرو نشان زدہ ہیں۔ ہم نے ان کے لئے مہلک اور قلع قمع کرنے والی تیر اندازی اختیار کی اور ہم نے ان کو ہر سمت سے مار کر اکٹھا کر لیا۔ اگر عمرہ حارثیہ علم کو نہ اٹھاتی تو وہ بازاروں میں درآمدی مال کی طرح فروخت ہوتے)

رسول اللہ ﷺ کے زخم اور دانت : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے اور دشمن نے مہلک وار کیا۔ یہ وقت مسلمانوں کے لئے بڑا جانکاہ اور آزمائش کا تھا' اللہ تعالیٰ نے بہت سے مسلمانوں کو شہادت کے درجہ پر فائز کیا یہاں تک کہ دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور آپ پر پتھر پھینکے گئے آپؐ پہلو کے بل گر گئے۔ آپ کا دانت مبارک شہید ہو گیا' چہرہ مبارک زخمی ہو گیا اور ہونٹ سے خون بہنے لگا' اس جرم کا مرتکب ہے عتبہ بن ابی وقاص۔ ابن اسحاق' حمید طویل کی معرفت حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹ گیا اور چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ خون صاف کرتے ہوئے فرما رہے تھے وہ قوم کیا فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگ دیا اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے' اللہ تعالیٰ نے اس بارے یہ آیت (۲/۱۲۸)

نازل فرمائی ''آپ کو اس کام میں کوئی دخل نہیں یا ان کو توبہ نصیب کردے یا ان کو عذاب کرے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں۔''

ابن تمیہ : تاریخ میں ابن جبیر نے (محمد بن حسین' احمد بن فضل' اسباط) سدی سے نقل کیا ہے کہ ابن تمیہ حارثی نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر پتھر مارا آپ کی ناک' دانت مبارک اور چہرہ زخمی ہو گیا اور آپ نڈھال ہو گئے اور ''اکثر'' مجاہدین آپ سے متفرق اور منتشر ہو گئے' بعض مدینہ میں چلے گئے اور بعض پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور رسول اللہ ﷺ مجاہدین کو آواز دے رہے تھے ادھر آؤ اے اللہ کے بندو! میری طرف لوٹو اے اللہ کے بندو! یہ آواز سن کر تیس مجاہد اکٹھے ہو گئے اور یہ آپ کے روبرو اور سامنے تھے۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت سہل بن حنیفؓ کے علاوہ کوئی بھی نہ ٹک سکا۔ طلحہ کے ہاتھ پر تیر برسے وہ شل اور ناکارہ ہو گیا۔

ابی بن خلف کا قتل : ابی بن خلف ادھر آنکلا اور اس نے حلف اٹھا رکھا تھا کہ وہ ''معاذ اللہ'' نبی علیہ السلام کو قتل کرے گا۔ چنانچہ وہ آیا تو آپ نے فرمایا بلکہ میں اس کو قتل کروں گا اور آپ نے اس کو مخاطب کر کے للکارا' اے کذاب! کہاں بھاگتا ہے۔ پھر آپ نے اس کی زرہ کی گریبان میں تیر مارا اور اس کو معمولی زخم آیا وہ زخم کی تاب نہ لا کر گر پڑا اور بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کو اٹھا لیا اور تسلی دی کہ تجھے زخم تو کوئی نہیں چلاتا کیوں ہے؟ تو اس نے کہا' کیا محمدؐ نے کہا نہ تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' اگر اس کے سامنے ربیعہ اور مضر قبائل بھی آجائیں تو وہ ان کو بھی موت کے گھاٹ اتار دے۔ چنانچہ وہ ایک آدھ روز کے بعد اس زخم کی تاب نہ لا کر ہلاک ہو گیا۔

حضرت انس بن نضر کا روح افزا قول : لوگوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو بعض لوگوں نے کہا کاش! کوئی ہمارا نمائندہ عبداللہ بن ابی کے پاس جاتا اور وہ ابوسفیان سے ہمارے لئے پروانہ امن حاصل کر لیتا۔ اے قوم! محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں' تم اپنے وطن اور قوم کی طرف لوٹ چلو۔ مبادا قریش آئیں اور تمہیں تہ تیغ کر دیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت انس بن نضرؓ نے کہا اے قوم! اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو ہمت نہ ہارو' ان کا رب تو زندہ جاوید ہے۔ اس دین کی خاطر تم جہاد کرو' جس کی خاطر محمد ﷺ جہاد کرتے رہے ہیں۔ یااللہ! میں ان کی بات سے تیری طرف معذرت خواہ ہوں اور ان کے کردار سے بیزار ہوں پھر وہ اپنی تلوار سے حملہ آور ہوا اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو آواز دیتے دیتے پہاڑ والوں کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے آپ کو دیکھا تو ایک مجاہد نے کمان پر تیر چڑھا کر پھینکا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی یہ منظر دیکھ کر شاداں و فرحاں ہوئے کہ صحابہؓ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو آپ کی حفاظت کا باعث ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ اکٹھے ہو گئے تو سب کا غم و اندوہ دور ہو گیا وہ فتح اور شکست کی باتیں کرنے لگے اور شہداء کا تذکرہ کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے یہ آیت نازل فرمائی جن لوگوں نے کہا تھا کہ محمد (ﷺ) شہید ہو چکے ہیں اس لئے

اپنے وطن اور قوم کی طرف واپس چلے چلو وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (۳/۱۴۴)

ابو سفیان کا اترانا : ابو سفیان پہاڑ پر چڑھ کر مسلمانوں کی طرف جھانکا' جب مسلمانوں نے اس کی طرف دیکھا اور وہ اس کے خوف سے بے فکر ہو چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی مجال نہیں ہے کہ وہ ہم پر غالب آئیں۔ یااللہ! اگر مسلمانوں کی یہ معمولی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو کرہ ارض میں تیری پرستش نہ ہو گی۔ پھر آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا انہوں نے پتھر مار کر ابو سفیان وغیرہ کو نیچے اترنے پر مجبور کر دیا اس روز ابو سفیان نے کہا تھا ہبل کی جے! حنظلہ بن ابو سفیان کے عوض حنظلہ بن ابو عامر قتل کر دیا گیا ہے' غزوہ بدر کے عوض غزوہ احد ہے یہ روایت نہایت غریب ہے اور اس میں نکارت اور عجوبہ پن ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے زخموں کی تفصیل : ابن ہشام (ربیع بن عبدالرحمان بن ابی سعید' ابیہ) ابو سعید سے بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا اور آپ کا نیچے والا دائیں طرف کا دانت توڑ دیا اور زیریں ہونٹ زخمی کر دیا' عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ کی پیشانی مبارک کو زخمی کر دیا اور عبداللہ بن قمیہ نے آپ کے رخسار کو گھائل کر دیا اور خود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں پیوست ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک گڑھے میں گر گئے جو ابو عامر نے کھودے تھے کہ مسلمان اس میں گر پڑیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے آپ کو پیچھے سے اٹھایا حتیٰ کہ آپ بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے۔ ابو سعید کے والد مالک بن سنان نے آپ کے چہرہ مبارک کا خون چوس کر نگل لیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے خون میں میرا خون مخلوط ہو جائے وہ آگ سے محفوظ ہو گا۔

قتادہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پہلو کے بل گرے اور بے ہوش ہو گئے تو سالم مولی ابی حذیفہ نے آپ کو اٹھا کر بٹھایا اور چہرہ مبارک سے خون صاف کیا اور آپ ہوش میں آئے اور فرما رہے تھے کہ وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جس نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو خون سے لت پت کر دیا اور وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے نازل فرمایا لیس لک من الامر شئی (۳/۱۲۸) اس روایت کو ابن جریر نے بیان کیا ہے اور یہ مرسل ہے اسکی تفصیل آئندہ ایک باب میں بیان ہو گی۔

امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ پہلے پہر مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے (۳/۱۵۲) "اور اللہ تو اپنا وعدہ تم سے سچا کر چکا ہے جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرنے لگے یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی' بعد اس کے کہ تم کو دکھا دی وہ چیز جسے تم پسند کرتے تھے بعض تم سے دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور البتہ تحقیق تمہیں اس نے معاف کر دیا اور اللہ ایمان داروں پر فضل والا ہے۔ جس وقت تم چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہیں تمہارے پیچھے سے پکار رہا تھا سو اللہ نے تمہیں اس کی پاداش میں غم دیا بہ سبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہو' اس پر جو ہاتھ سے نکل گئی اور نہ اس پر جو تمہیں پیش آئی۔" (۳/۱۵۳)

جنگ کا نقشہ : امام احمد (عبداللہ' ابی' سلیمان بن داؤد' عبدالرحمان بن ابی الزناد' ابوہ' عبیداللہ) حضرت ابن

عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنگ احد میں جیسی امداد کی ہے ایسی کسی جنگ میں نہیں کی۔ عبیداللہ راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس بات کا انکار کیا تو ابن عباس نے کہا میرے اور آپ کے درمیان قرآن حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے بارے فرمایا ہے۔ (۳/۱۵۲) اور اللہ تو اپنا وعدہ تم سے سچا کر چکا ہے جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرتے تھے یہاں تک کہ تم نے نامردی کی۔ پھر فرمایا "تمہیں اس نے معاف کر دیا" یعنی ان تیر اندازوں کو جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک درہ میں قائم فرمایا تھا کہ تم ہماری پشت کی حفاظت کرو' اگر تم دیکھو کہ ہم تہ تیغ کئے جا رہے ہیں تو ہماری مدد کو نہ آنا' اور اگر تم دیکھو کہ ہم مال غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں تو ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا جب نبی علیہ السلام مال غنیمت پر کامیاب ہو گئے اور مسلمانوں نے قریش کے لشکر کو تتر بتر کر دیا۔ تو تیر انداز لشکر میں شامل ہو کر مال غنیمت کو جمع کرنے لگے اور صحابہ کے دونوں گروہ آپس میں مخلوط ہو گئے وہ تشبیک (ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے میں داخل کر دینا) کی طرح باہم پیوست ہو گئے۔ تیر اندازوں کے چلے آنے سے وہ درہ خالی ہو گیا جس کے وہ محافظ تھے تو قریش کا گھوڑوں کا دستہ اسی درہ سے داخل ہوا اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے قریش اور مسلمانوں کا لشکر باہم مخلوط ہو گیا اور بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔

پہلے پہل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا پلہ بھاری تھا یہاں تک قریش کے سات یا نو علم بردار تہ تیغ کر دیئے گئے۔ مسلمان پہاڑ کی طرف گھومے اور "غار" تک نہیں پہنچے' جہاں لوگ کہتے ہیں بلکہ صرف "مہراس" کے دامن تک گئے اور شیطان نے چلا کر کہا' محمدؐ شہید ہو گئے ہیں۔ سب نے اس بات کو سچ سمجھا اور ہم اس بات کو حقیقت پر ہی محمول کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے درمیان نمودار ہوئے اور ہم نے آپ کو رفتار اور چلنے کے انداز سے پہچان لیا ہم آپ کو دیکھ کر ایسے مسرور ہوئے گویا ہمیں کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرف تشریف لا رہے تھے اور فرما رہے تھے اس قوم پر اللہ کا شدید غضب ہے جس نے اپنے پیغمبر کے چہرے کو خون آلود کر دیا اور کبھی فرماتے ان شاء اللہ! وہ ہم پر غالب نہ آئیں گے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ہمارے پاس پہنچ گئے تو معمولی دیر بعد پہاڑ کے دامن سے ابوسفیان نے بہ آواز بلند دو بار کہا اے ہبل تیری فتح ہے' اے ہبل تیری تو کامیابی ہے' بتاؤ ابن ابی کبشہ' یعنی محمدؐ کہاں ہیں؟ ابن ابی قحافہؓ کہاں ہے؟ ابن خطابؓ کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اجازت طلب کی کہ میں اس کو جواب دوں۔ تو فرمایا کیوں نہیں۔ جب ابوسفیان نے "اعلیٰ ہبل" اے ہبل! تو اونچا ہو یا غالب رہ' کہا تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ اعلیٰ اور برتر ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا اے ابن خطاب! ہبل نے اچھا کیا' اب اس کا ذکر نہ کر۔ اس نے پھر پوچھا ابن ابی کبشہ' محمدؐ کہاں ہیں' ابن ابی قحافہؓ کہاں ہے' ابن خطابؓ کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا' وہ ہیں رسول اللہ ﷺ' یہ ہیں ابوبکرؓ اور میں عمرؓ بول رہا ہوں۔ تو ابوسفیان نے کہا جنگ احد جنگ بدر کا جواب ہے۔ زمانہ انقلاب کا نام ہے اور جنگ کبھی اس کی فتح کبھی اس کی۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے جواب دیا یہ بات مساوی نہیں ہمارے شہید جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ تو ابوسفیان نے کہا یہ تمہارا محض زعم ہے۔ اگر درست ہے

جب تو ہم خائب و خاسر ہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا تم اپنے شہیدوں میں' مثلہ اور لاش کی بے حرمتی پاؤ گے یہ ہمارے حکم سے نہیں ہوا۔ پھر اسے جاہلیت کا جوش آیا اور اس نے کہا اگر لاشوں کے ناک کان کاٹ کر مثلہ کر دیا گیا ہے تو مجھے یہ ناپسند نہیں۔ اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے اور مستدرک میں حاکم نے نقل کیا ہے اور دلائل میں بیہقی نے درج کیا ہے بہ روایت سلیمان بن داؤد ہاشمی یہ حدیث غریب ہے اور حضرت ابن عباسؓ کی مرسل روایات میں سے ہے' اس کے شواہد متعدد اسناد سے موجود ہیں' ان میں سے کچھ ان شاء اللہ ہم بیان کریں گے۔ **وبه الثقة وعليه التكلان وهو المستعان**

تیر اندازوں کی جلد بازی : امام بخاری' حضرت براءؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں مشرکین سے ہمارا مقابلہ ہوا اور نبی علیہ السلام نے تیر اندازوں کی ایک جماعت کو درہ پر مقرر کر دیا اور حضرت عبداللہ بن جبیر کو ان کا امیر مقرر کر دیا اور نصیحت کی۔ یہاں سے ہٹنا نہیں' اگر تم دیکھو کہ ہم کامیاب ہیں تو بھی یہاں سے نہ ہٹو۔ اگر تم محسوس کرو کہ ہم مغلوب ہیں تو بھی ہماری مدد کو نہ آنا۔ جب ہم نے جنگ شروع کی تو قریش پسپا ہو گئے' میں نے ان کی خواتین کو پہاڑ کے اندر بھاگتے دیکھا' اپنی پنڈلیوں سے شلواریں اٹھائے ہوئے ہیں' ان کی پازیبیں ننگی ہو رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر درہ والے تیر انداز کہنے لگے' مال غنیمت اکٹھا کر لو' تو حضرت عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ تم یہاں سے نہ ہٹو' مگر سب نے انکار کر دیا۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو ان کے چہرے پھر گئے اور بھاگ نکلے تو ستر شہید ہوئے اور ابوسفیان نے پہاڑ پر چڑھ کر کہا' کیا قوم میں محمدؐ زندہ ہیں' آپؐ نے فرمایا اس کو جواب نہ دو' خاموش رہو' پھر اس نے پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہؓ موجود ہیں؟ آپ نے پھر فرمایا چپ رہو' پھر اس نے سوال کیا کیا تم میں ابن خطابؓ ہیں؟ جواب نہ پا کر اس نے کہا یہ تینوں شہید ہو چکے ہیں' اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ سے رہا نہ گیا اور بے ساختہ جواب دیا اے اللہ کے دشمن! تو دروغ گو ہے۔ اللہ نے ابھی ان کو تیرے رسوا کرنے کے لئے بقید حیات رکھا ہے۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا "اعلیٰ ہبل" اے ہبل! تو اونچا رہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب دو۔ پوچھا کیا جواب دیں تو فرمایا تم کہو' اللہ سب سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا مددگار عزیٰ ہے اور تمہارا عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو جواب دو۔ صحابہ نے دریافت کیا' کیا کہیں تو آپ نے فرمایا تم کہو اللہ ہمارا مولیٰ اور معاون ہے اور تمہارا مولیٰ اور مددگار نہیں ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا جنگ بدر کا جواب جنگ احد ہے۔ اور لڑائی کنوئیں کا ڈول ہے کبھی ادھر' کبھی ادھر۔ بعض لاشوں کے تم ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے میں نے ایسا حکم نہیں دیا اور نہ ہی یہ بات مجھے ناگوار ہے۔ اس روایت میں بخاری منفرد ہیں' مسلم میں مذکور نہیں۔

مزید تفصیل : امام احمد (موسیٰ' زہیر' ابواسحاق) براء بن عازب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں پچاس تیر اندازوں پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا اور فرمایا اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت نوچ رہے ہیں تب بھی یہاں سے نہ ہٹنا تاوقتیکہ میں تمہیں پیغام بھیجوں۔ اگر تم محسوس کرو کہ ہم

غالب آچکے ہیں اور ہم نے ان کو پامال کر کے رکھ دیا ہے تب بھی اس مقام سے الگ نہ ہونا تاوقتیکہ میں تم کو پیغام بھیج کر بلا لوں۔ چنانچہ مسلمانوں نے قریش کو ہزیمت سے دوچار کر دیا اور ہم نے دیکھا کہ خواتین پہاڑ پر دوڑ رہی ہیں ان کی پنڈلیاں اور پازیبیں ننگی ہو رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت عبداللہ بن جبیر کے رفقا نے کہا اے قوم غنیمت کا مال حاصل کرو' تمہارے لوگ غالب آچکے ہیں اب کس بات کا انتظار ہے؟ یہ سن کر انہوں نے کہا' کیا تم رسول اللہ ﷺ کا فرمان فراموش کر چکے ہو' تو انہوں نے کہا واللہ! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے اور مال غنیمت کے حصول میں شامل ہوں گے۔

جب وہ مال غنیمت کے حصول میں مصروف ہو گئے تو ان کے چہرے پھر گئے اور شکست کھا کر بھاگے اور رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے بلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف بارہ افراد باقی رہ گئے اور قریش نے ستر مسلمان شہید کر دیئے۔ یاد رہے کہ جنگ بدر میں اہل اسلام نے ایک سو چالیس افراد پر گرفت کی ستر کو اسیر بنایا اور ستر کو جہنم رسید کیا۔ ابوسفیان نے تین بار کہا کیا تم میں محمدؐ موجود ہیں؟ آپ نے ان کو جواب دینے سے روک دیا پھر اس نے دوبار پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہؓ باقی ہیں؟ پھر اس نے دو دفعہ دریافت کیا کیا تم میں ابن خطابؓ زندہ ہیں؟ پھر اس نے اپنے رفقاء کو مخاطب کر کے کہا یہ سب قتل ہو چکے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار بول اٹھے اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹا ہے جن کا تو نے نام لیا وہ بقید حیات ہیں اللہ نے تیری رنجش کا سامان باقی رکھا ہے۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا' یہ جنگ' جنگ بدر کا جواب ہے' اور لڑائی کا پانسہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔ تم مقتولوں میں بعض ایسے لاشے پاؤ گے جن کے ناک کان کاٹ دیئے گئے ہیں نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی یہ مجھے ناپسند ہے۔ پھر اس نے دو دفعہ کہا اعلیٰ ہبل' اے ہبل! تو بلند رہ' بلاشبہ ہمارا معاون عزیٰ ہے اور تمہارا عزیٰ نہیں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا جواب کیوں نہیں دیتے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا جواب دیں تو آپ نے فرمایا تم کہو' اللہ ہمارا مولا اور مددگار ہے' تمہارا مولیٰ اور دوست نہیں ہے۔

اس روایت کو امام بخاری نے زہیر بن معاویہ سے مختصر بیان کیا ہے اور یہ مطول روایت اسرائیل از ابواسحاق قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔

سات انصاری شہید ہوئے : امام احمد (عفان' حماد بن سلمہ' ثابت اور علی بن زید) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کا محاصرہ کر لیا تو آپ کے ہمراہ صرف سات انصاری اور ایک مہاجر تھا۔ آپ نے فرمایا جو شخص دفاع کرے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہو گا چنانچہ ایک انصاری آگے بڑھ کر لڑتا رہا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا جب کفار نے گھیرا مزید تنگ کر دیا تو آپ نے فرمایا جو مجاہد دفاع کرے گا وہ جنت میں میرے ہمراہ ہو گا۔ حتیٰ کہ سات کے سات ہی شہید ہو گئے تو آپ نے فرمایا ہم نے اپنے رفقا سے انصاف نہیں کیا اس روایت کو امام مسلم نے ھدبہ بن خالد کی معرفت حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے۔

آپ کے محافظ گیارہ انصاری اور طلحہ : دلائل میں امام بیہقی نے (عمارہ بن غزیہ از ابو الزبیر از جابرؓ) بیان کیا ہے کہ جب جنگ احد میں مسلمان پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پاس صرف گیارہ

انصاری اور ایک مہاجر باقی رہ گیا۔ آپؐ پہاڑ پر جانا چاہتے تھے کہ مشرکوں نے آپ کو حصار میں لے لیا تو آپ نے فرمایا ان کا کوئی مقابلہ کرے گا؟ تو حضرت طلحہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو آپ نے فرمایا اے طلحہ ٹھہرو۔ یہ سن کر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ چنانچہ وہ انصاری آپ کا دفاع کرتا رہا' رسول اللہ ﷺ اور آپ کے باقی ماندہ رفقاء پہاڑ پر چڑھ گئے اور اس انصاری نے آپ کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا' کفار نے پھر آپ کا محاصرہ کر لیا تو آپ نے فرمایا کوئی ہے جو ان کا مقابلہ کرے تو حضرت طلحہؓ نے پھر پیش کش کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو پہلے جیسا جواب دیا یہ سن کر ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں چنانچہ وہ دفاع کرتا رہا اور باقی ماندہ لوگ پہاڑ پر چڑھتے رہے پھر وہ لڑتا لڑتا شہید ہو گیا تو مشرکین نے پھر آپ کو گھیرے میں لے لیا آپؐ نے پھر فرمایا' حضرت طلحہؓ پیش کش کرتے رہے اور آپ اس کو ٹالتے رہے حتیٰ کہ سب انصاری شہید ہو گئے' آپ کے ہمراہ صرف طلحہؓ باقی رہ گئے اور کفار نے آپ کا حصار مزید تنگ کر دیا تو آپ نے فرمایا ان کا مقابلہ کون کرے گا تو طلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں' وہ اس قدر جوش و جذبہ سے لڑے کہ سب رفقا سے فوقیت لے گئے۔ اور آپ کی انگلیاں زخمی ہو گئیں اور درد کی وجہ سے "حس" اور اف کہا تو آپؐ نے فرمایا اگر تو بسم اللہ کہتا تو ملائکہ تجھے فضا میں اٹھا لیتے اور لوگ دیکھ رہے ہوتے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ پہاڑ پر چڑھ کر اپنے رفقاء کے پاس چلے گئے۔ امام بخاری نے قیس بن ابی حازم سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت طلحہؓ کا بیکار ہاتھ دیکھا ہے جس سے وہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہے۔ ابو عثمان نہدی سے ایک متفق علیہ روایت میں مروی ہے کہ بعض غزوات جن میں لڑائی کا موقعہ آیا نبی علیہ السلام کے ہمراہ صرف حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ ہی باقی موجود رہے۔ ابو عثمان نے یہ بات حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ سے سنی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ : حسن بن عرفہ (مروان بن معاویہ' ہاشم بن ہاشم سعدی' سعید بن مسیب) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے میرے سامنے اپنا تیر دان ڈال دیا اور فرمایا اے سعد! تم پر میرے ماں باپ قربان! تیر چلاتے جاؤ' اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن محمد از مروان بیان کیا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد کے علاوہ کسی اور سے یوں فرمایا ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں فرمایا اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان! تیر چلاؤ۔

محمد بن اسحاق (صالح بن کیسان' بعض آل سعد) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ورے تیر اندازی کی۔ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر دے کر فرماتے تھے' اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان' تیر چلاؤ۔ رسول اللہ ﷺ مجھے بغیر پھل کے بھی تیر دیتے اور میں چلاتا۔ صحیحین میں حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ جنگ احد میں' میں نے نبی علیہ السلام کے دائیں بائیں دو سفید پوش آدمیوں کو دیکھا' وہ خوب لڑ رہے تھے۔ میں نے ان کو قبل ازیں کبھی نہیں دیکھا' یہ جبرائیلؑ اور میکائیلؑ ہیں۔

حضرت ابو طلحہؓ انصاری : امام احمد (عفان' ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں ابو طلحہ نبی علیہ السلام کے سامنے تیر چلا رہے تھے' آپؐ بلا کے تیر انداز تھے۔ نبی علیہ السلام اس کی پشت کو ڈھال بنائے ہوئے تھے' جب وہ تیر پھینکتا تو رسول اللہ ﷺ سر اٹھا کر دیکھتے کہ تیر کہاں گر رہا ہے اور ابو طلحہ اپنا سینہ اٹھا کر عرض کرتا ایسے نہ دیکھئے یارسول اللہ ﷺ' مبادا آپ کو تیر لگ جائے' میرا سینہ آپ کے سینے کے ورے ہے۔ ابو طلحہ اپنے جسم کو آپ کے سامنے دیوار بنا دیتے تھے اور عرض کرتے یارسول اللہ ﷺ! میں طاقتور آدمی ہوں آپ مجھے اپنی ضروریات کے سلسلہ میں جہاں چاہیں روانہ کریں۔

امام بخاری' حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد میں لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے مگر ابو طلحہ انصاری آپ کے سامنے ڈھال بن کر آڑ بنے ہوئے تھے۔ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ غضب کے تیر انداز تھے اور زور سے کمان کھینچنے والے تھے جنگ احد میں ۲ یا ۳ کمانیں توڑیں' جو بھی مجاہد تیر دان لئے سامنے سے گزرتا' آپؐ فرماتے اس کو ابو طلحہ کے سامنے ڈال دے۔ آپ گردن اٹھا کر دشمن کی فوج کی طرف دیکھتے تو ابو طلحہ عرض کرتے' میرے ماں باپ قربان! آپ گردن نہ اٹھائیں ایسا نہ ہو کہ کوئی تیر لگ جائے' میرا سینہ آپ کے سامنے ہے۔ میں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ کو دیکھا کہ وہ پائینچے چڑھائے ہوئے ہیں' پازیب نظر آ رہے ہیں' مشکیں بھر بھر کر لاتی ہیں اور زخمیوں کو پلاتی ہیں' مشک خالی ہو جاتی تو جا کر بھر لاتیں اور پیاسوں کو پلاتیں' جنگ میں ابو طلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گری۔

اونگھ : امام بخاری' حضرت ابو طلحہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جن پر جنگ احد میں نیند طاری ہوئی تھی یہاں تک کہ میرے ہاتھ سے تلوار کئی بار گری' وہ گر جاتی میں اٹھا لیتا پھر گر جاتی اور اٹھا لیتا۔ امام بخاری نے اس کو معلق بیان کیا ہے اور اس کی تائید قرآن پاک کی اس آیت (۳/۱۵۴) سے ہوتی ہے۔ ''پھر اللہ نے اس غم کے بعد تم پر امن و چین کی اونگھ طاری کی' اس نے بعض کو تم میں سے ڈھانک لیا اور بعض کو اپنی جان کا فکر پڑ رہا تھا۔ اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں جیسے کر رہے تھے' کہتے تھے ہمارے ہاتھ میں کچھ کام اور بات ہے' کہہ دو کہ سب کام اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ اپنے دل میں چھپاتے ہیں جو تیرے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کچھ کام ہوتا تو ہم اس جگہ مارے نہ جاتے کہہ دو اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن کی قسمت میں قتل ہونا لکھا تھا وہ کسی بہانے قتل گاہ میں آ موجود ہوتے (اور یہ اس لئے ہو') کہ اللہ آزمائے اور جو تمہارے دلوں میں ہے اس کو صاف کرے اور اللہ دلوں کے بھید جاننے والا ہے' بے شک وہ لوگ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے جس دن دو فوجیں ملیں' شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے انہیں بہکا دیا تھا اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا تحمل کرنے والا ہے۔'' (۳/۱۵۵)

جنگ احد سے فرار کو اللہ نے معاف کر دیا : امام بخاری' عثمان بن موہب سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی (یزید بن بشر سکسکی) آیا اس نے حج کیا اور چند لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھ کر پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا یہ قریش کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا یہ شیخ کون ہے' تو اس کو بتایا یہ حضرت ابن عمرؓ ہیں۔

چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں' کیا آپ بتا دیں گے؟ اس نے کہا میں آپ کو کعبہ کی حرمت کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمانؓ جنگ احد میں سے بھاگ گئے تھے؟ آپ نے فرمایا "جی ہاں" پھر اس نے کہا آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ جنگ بدر میں نہ تھے آپ نے فرمایا بالکل' اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں موجود نہ تھے۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے نعرہ تکبیر مارا۔

حضرت عثمانؓ کی بریت : تو حضرت ابن عمر نے فرمایا آؤ میں تمہیں یہ بتاتا ہوں اور صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کا جنگ احد سے بھاگنا تو اللہ نے آپ کو معاف فرما دیا اور جنگ بدر سے اس وجہ سے غائب رہے کہ آپؓ کی بیوی دختر رسول اللہ ﷺ بیمار تھیں (آپ تیمارداری میں مصروف تھے) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ کو ایک بدری ایسا ثواب ہوگا اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو مال غنیمت میں سے حصہ بھی دیا باقی رہا بیعت رضوان سے غائب ہونا تو سنو! اگر کوئی حضرت عثمانؓ سے زیادہ مکہ میں محترم اور معزز ہوتا تو آپ اسے بھیجتے۔ چنانچہ آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا اور بیعت رضوان ان کے مکہ چلے جانے کے بعد' واقع ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو نکال کر فرمایا یہ ہے عثمان کا ہاتھ۔ چنانچہ آپؐ نے وہ ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر مار کر کہا یہ ہے عثمان کا ہاتھ۔ جا اور یہ جوابات بھی یاد رکھ۔

اس روایت کو امام بخاریؒ نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو (از ابی عوانہ از عثمان بن عبداللہ بن موھب) بیان کیا ہے۔ "مغازی" میں اموی (ابن اسحاق' یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر' ابیہ' جدہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ جنگ احد سے بھاگے اور مقام اعوص سے متصل منقیٰ تک پہنچ گئے۔ حضرت عثمانؓ اور سعد بن عثمان انصاری بھاگتے بھاگتے جبل جلعب تک پہنچ گئے جو مدینہ کی سمت مقام اعوص کے متصل ہے اور وہاں سے تین روز کے بعد واپس ہوئے اور ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا (**لقد ذھبتم فیھا عریضۃ**) تم تو اس میں دور دراز چلے گئے۔

احد میں بدر ایسے واقعات ہوئے : الغرض غزوہ احد میں بھی غزوہ بدر سے ملتے جلتے حالات و واقعات رونما ہوئے مثلاً دوران جنگ اونگھ کا طاری ہو جانا' یاد رہے کہ اونگھ کا طاری ہو جانا اللہ کی نصرت و مدد پر اطمینان اور کمال توکل کی علامت ہے' جیسا کہ ابن مسعود وغیرہ اسلاف سے منقول ہے کہ جنگ میں اونگھ ایمان و اطمینان قلب کی علامت ہے۔ اور نماز میں نفاق کی' بنابریں اس کے بعد ارشاد ہوا "اور بعض کو جان کی فکر لگ گئی" (۳/۱۵۴) نیز نبی علیہ السلام جنگ بدر کی طرح جنگ احد میں بھی "نصرت الٰہی" کے طلب گار ہوئے' جیسا کہ امام احمد نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد میں دعا کی یااللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ تیری دنیا میں پرستش نہ ہو --- اس روایت کو امام مسلم نے (حجاج بن شاعر' عبدالصمد' حماد بن سلمہ' ثابت از انس) بیان کیا ہے۔

امام بخاری' حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں ایک مجاہد نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا فرمائیے' اگر میں شہید ہو گیا تو کہاں ہوں گا؟ آپ نے فرمایا جنت میں (اس بشارت سے بے خود

ہو کر) اس نے اپنے ہاتھ میں باقی ماندہ کھجوروں کو بے اعتنائی سے پھینکا اور لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ اس روایت کو امام مسلم اور نسائی نے سفیان بن عینیہ سے بیان کیا ہے۔ یہ واقعہ عمیر بن حمامؓ شہید بدر کے واقعہ کے بالکل مشابہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا احد میں مشرکین کے ہاتھوں زخمی ہونا : امام بخاری "جنگ احد میں جو رسول اللہ ﷺ کو زخم پہنچے" کے عنوان میں حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا سخت غیظ و غضب ہے اس قوم پر جس نے اپنے پیغمبر کے ساتھ یہ کیا آپ نے دست مبارک سے دانت کی طرف اشارہ کیا "اللہ اس شخص سے سخت ناراض ہے جس کو رسول اللہ ﷺ اللہ کی راہ میں قتل کریں" اس روایت کو امام مسلم نے عبدالرزاق سے بیان کیا ہے۔ مخلد بن خالد، حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہے جس کو اللہ کا پیغمبر اللہ کی راہ میں قتل کرے، اللہ تعالیٰ کا سخت غیظ و غضب ہے اس قوم پر جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔

امام احمد (عفان، حماد، ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں چہرہ مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا دانت توڑ دیا حالانکہ وہ ان کو اللہ کی طرف بلاتا ہے، تو اس وقت اللہ نے نازل فرمایا (۳/۱۲۸) آپ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں۔

خون نہ تھمنے کی دوا : امام بخاری، حضرت سہل بن سعدؓ سے بیان کرتے ہیں واللہ میں خوب جانتا ہوں جس نے رسول اللہ ﷺ کا زخم دھویا اور جس نے پانی ڈالا، اور جو دوا استعمال کی گئی۔ حضرت فاطمہ زہراؓ زخم دھوتیں تھیں اور حضرت علیؓ سر پر پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے محسوس کیا کہ خون تھمتا نہیں تو چٹائی کا ایک ٹکڑا جلا کر اس کی راکھ کو زخم پر ڈال دیا اور خون تھم گیا جنگ احد میں آپ کا دانت مبارک شہید ہوا چہرہ زخمی ہوا اور خود کی کڑیاں آپ کے سر میں پیوست ہو گئیں۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ : اپنی "مسند" میں ابوداؤد طیالسی (ابن مبارک، اسحاق، یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ، عیسیٰ بن طلحہ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جب جنگ احد کا ذکر کرتے تو فرماتے جنگ احد تمام تر طلحہؓ کا کارنامہ ہے۔ پھر فرماتے کہ جنگ احد میں، میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی آپ کی حفاظت کی خاطر آپ کے سامنے لڑ رہا ہے میں نے دل میں کہا "طلحہ ہو" جبکہ میں آپؐ کی حفاظت و صیانت سے محروم رہا ہوں تو مجھے اپنے قوم کا فرد اس منصب پر زیادہ محبوب تھا، میرے اور مشرکین کے درمیان ایک آدمی حائل تھا جس کو میں نہ جانتا تھا اور میں اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب تھا اور وہ بلا کی تیز رفتاری سے چلا آ رہا ہے دیکھا تو وہ ابوعبیدہ بن جراح ہے چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کا دانت ٹوٹ چکا تھا، چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور چہرے میں خود کی دو کڑیاں پیوست ہو چکی تھیں۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہؓ کا خیال کرو اس کے جسم سے خون بہہ رہا ہے، ہم نے آپ کی بات کا دھیان نہ کیا اور میں آپ کے چہرے

سے کڑیوں کو نکالنے لگا تو ابوعبیدہ نے کہا اللہ یہ کڑیاں مجھے نکالنے دیجئے۔ چنانچہ اس نے ہاتھ کی بجائے منہ سے کڑی نکالی مبادا آپ کو تکلیف ہو اور کڑی کے ساتھ اس کا دانت بھی منہ سے گر پڑا۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ میں دوسری کڑی نکالنے کی فکر میں تھا کہ اس نے پھر اللہ کا واسطہ دیا تو اس نے پہلے طریقے سے ہی دوسری کڑی نکالی اور اس کا دوسرا دانت بھی گر پڑا چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ دانت اکھڑنے کی وجہ سے سب سے زیادہ خوبرو تھے' ہم رسول اللہ ﷺ کی دیکھ بھال سے فارغ ہو کر طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ ایک گڑھے میں پڑے ہیں دیکھا تو ان کو نیزے اور تیغ و سنان کے کچھ اوپر ستر زخم لگے ہیں اور ان کی ایک انگلی کٹ چکی ہے پھر ہم نے ان کا علاج کیا۔

اللہ کی حفاظت و نگہداشت : واقدی (ابن ابی سبرہ' اسحاق بن عبداللہ بن ابی ضرہ' ابو الحویرث) نافع بن جبیر سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مہاجر سے سنا جو جنگ احد میں موجود تھا اس نے کہا میں نے دیکھا کہ ہر طرف سے تیر برس رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے وسط میں محفوظ ہیں اور آپ سے تیر ادھر ادھر گزر جاتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن شہاب زہری کو اس روز کہتے ہوئے سنا مجھے بتاؤ محمدؐ کہاں ہے اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں نہ زندہ رہوں گا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ تن تنہا اس کے پہلو میں موجود تھے۔ صفوان بن امیہ نے اس سلسلہ میں ڈانٹ کر بتایا تو اس نے کہا واللہ! میں نے اس کو نہیں دیکھا' میں حلفاً کہتا ہوں وہ محفوظ اور ہماری دسترس سے بالا ہیں۔ ہم چار آدمی اسؐ کے قتل کا معاہدہ کر کے آئے تھے مگر ہم ان تک نہ پہنچ سکے۔

زخموں کی تفصیل اور عتبہ کے بارے بددعا : واقدی کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات بہ تحقیق معلوم ہوئی ہے کہ رخسار پر تیر مارنے والا ابن قمیہ ہے۔ ہونٹ کو زخمی اور دانت توڑنے والا عتبہ بن ابی وقاص ہے۔ (ابن اسحاق کا بھی اسی قسم کا بیان' قبل ازیں بیان ہو چکا ہے) اور یہ رباعی دانت نیچے والے جبڑے میں دائیں طرف تھا۔ ابن اسحاق' حضرت سعد بن ابی وقاص سے بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا میرا پختہ عزم تھا اور وہ اپنی قوم میں نہایت بداخلاق اور ناپسندیدہ شخص تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کا فرمان --- جس نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خون آلود کیا اس پر اللہ کا شدید غیظ و غضب ہے --- مجھے کفایت کر گیا۔ اور عبدالرزاق نے مقسم سے نقل کیا ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے رسول اللہ ﷺ کا دانت توڑا اور چہرہ خون آلود کیا تو آپ نے بددعا فرمائی' یااللہ! یہ ایک سال سے قبل ہی' بہ حالت کفر مرجائے چنانچہ سال سے قبل ہی جہنم رسید ہو گیا۔

بوسیدہ ہڈی سے علاج : ابو سلیمان جوزجانی (محمد بن حسن' ابراہیم بن محمد' ابن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن حزم' ابیہ) ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں اپنے چہرے کا علاج بوسیدہ ہڈی سے کیا۔ یہ حدیث غریب ہے' اموی کی کتاب "مغازی" میں' میں نے جنگ احد کے بیان میں دیکھی ہے۔

افواہ : ابن قمیہ رسول اللہ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے بعد' یہ کہتا ہوا واپس آرہا تھا کہ میں نے محمدؐ کو

(معاذ اللہ) قتل کر دیا ہے اور عقبہ کے شیطان "ازب" نے بہ آواز بلند کہا سنو! محمدؐ قتل ہو چکا ہے یہ افواہ سن کر مسلمان بدحواس ہو گئے اور اکثر نے پختہ عزم کر لیا کہ وہ مرکز اور اسلامی حدود و نواحی کی حفاظت کرتے ہوئے' اس طریقہ پر جان قربان کر دیں گے جس پر رسول اللہ ﷺ نے جام شہادت پیا ہے۔ ان میں سے حضرت انس بن نضر وغیرہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ اس حادثہ فاجعہ کے بالفرض وقوع پذیر ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے بطور تسلی اور دل جمعی یہ آیات (۱۴۴-۱۵۱/۳) نازل فرمائیں "اور محمدؐ ایک رسول ہیں' ان سے پہلے بہت سے رسول گزرے ہیں پھر کیا اگر یہ مرجائیں یا مارے جائیں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا" الخ (۱۵۱/۳)

رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے پہلے خطاب میں فرمایا' اے لوگو! جو شخص محمدؐ کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ محمدؐ فوت ہو چکے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی پرستش اور عبادت کرتا تھا تو وہ بھی سن لے کہ اللہ زندہ جاوید ہے' پھر یہ آیت (۱۴۴/۳) تلاوت کی' **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم** --- لوگوں کی بدحواسی اور وارفتگی کا یہ عالم تھا گویا کہ یہ آیت قبل ازیں انہوں نے سنی ہی نہیں چنانچہ یہ آیت ہر شخص کی زبان پر تھی۔

حضرت انس بن نضرؓ : دلائل میں بیہقی نے ابو نجیح سے بیان کیا ہے کہ ایک مہاجر نے انصاری کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا جو خون میں تڑپ رہا تھا' جناب! کیا معلوم ہے کہ محمدؐ قتل ہو گئے ہیں تو انصاری نے کہا' اگر محمدؐ شہید ہو چکے ہیں اور انہوں نے ادائے رسالت کا اپنا فریضہ انجام دے دیا ہے تو تم اپنے دین کا دفاع کرو۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی **وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل** (۱۴۴/۳) غالباً یہ انصاری حضرت انسؓ خادم رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت انس بن نضر ہیں۔

امام احمد (یزید' حمید) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کے چچا جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے اور انہوں نے کہا' کہ میں جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہونے سے قاصر رہا' اگر مجھے آئندہ مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے کا موقعہ میسر ہوا تو میرا کارنامہ قابل دید ہو گا۔ جنگ احد میں جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا یااللہ! میں ان کے فرار سے معذرت خواہ ہوں اور میں مشرکین کے کردار سے بیزار ہوں' پھر وہ جبل احد کی طرف آگے بڑھے تو سعد سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت سعدؓ نے کہا میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں چنانچہ سعد کا بیان ہے کہ میں ان کی طرح بے باکانہ نہ لڑ سکا اور ان کے جسم پر برچھے اور تیغ و سنان کے اسی سے زائد زخم تھے۔ ایسے کردار کے حامل مجاہدوں کے بارے آیت (۲۳/۳۳) نازل ہوئی "پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے ہیں اور بعض منتظر ہیں۔"

اس روایت کو ترمذی نے عبد بن حمید سے بیان کیا ہے اور نسائی نے اسحاق بن راھویہ سے اور یہ دونوں یزید بن ہارون سے بیان کرتے ہیں' امام ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا' بقول امام ابن کثیر' بلکہ یہ سند تو صحیحین کی شرط کی حامل ہے۔ امام احمد (بہز اور ہاشم' سلیمان بن مغیرہ' ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میرا چچا جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر نہ ہو سکا تھا اور اس کو یہ غیر حاضری سخت ناگوار تھی کہ

پہلی جنگ میں ہی' میں رسول اللہ ﷺ کے دوش بدوش نہ لڑ سکا' واللہ! اگر آئندہ کسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موقعہ ملا تو قدرت دیکھے گی میں کیا کام سرانجام دیتا ہوں چنانچہ وہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گیا' راستہ میں حضرت سعد سے ملاقات ہوئی تو اس نے سعد کو کہا سعد کہاں جا رہے ہو! چہ خوب مجھے تو جبل احد کے ورے جنت کی مہک آ رہی ہے۔ اور وہ جنگ کرتا کرتا شہید ہو گیا اور اس کے جسم پر تلوار' تیر اور برچھے کے اسی (۸۰) سے زائد زخم پائے گئے۔ اس کی ہمشیرہ ربیع نے کہا میں نے اپنے بھائی کی لاش صرف ایک پورے سے پہچانی اور (۲۳/۳۳) آیت نازل ہوئی' "ایمان والوں سے ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اسے سچ کر دکھایا پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں۔"

لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیت ایسے ہی کردار کے حامل لوگوں کے بارے نازل ہوئی۔ اس روایت کو امام مسلم نے محمد بن حاتم از بہز بن اسد بیان کیا ہے' ترمذی اور نسائی نے عبداللہ بن مبارک سے' نیز امام نسائی نے ابو داؤد اور حماد بن سلمہ سے اور ان چاروں راویوں نے سلیمان بن مغیرہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔

ابی بن خلف جمحی مقتول : ابوالاسود نے عروہ سے بیان کیا ہے کہ ابی بن خلف جمحی نے مکہ میں حلف اٹھا کر کہا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی قسم کے بارے معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا وہ نہیں بلکہ میں اس کو قتل کروں گا' ان شاء اللہ۔ جنگ احد میں ابی مسلح ہو کر نکلا اور وہ کہہ رہا تھا اگر محمدؐ زندہ بچ رہا تو میں نہ زندہ رہوں گا' چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ پر قاتلانہ حملہ کیا تو حضرت مصعب بن عمیر بدری آڑے آئے اور وہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی زرہ اور خود کے درمیان ہنسلی پر برچھا مارا اور وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر پڑا مگر زخم سے خون جاری نہ تھا' اس کے رفقا آئے اور اس کو اٹھا کر لے گئے اور وہ بیل کی طرح آواز نکال رہا تھا لوگوں نے اس سے کہا' کیا تکلیف ہے یہ تو معمولی سی خراش ہے۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا کہ میں ابی کو قتل کروں گا' واللہ یہ درد اگر "اہل حجاز" کو لاحق ہو جائے تو سب مرجائیں چنانچہ وہ جہنم رسید ہوا۔ اس روایت کو "مغازی" میں موسیٰ بن عقبہ نے زہری از سعید بن مسیب اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جبل احد کے شعب میں آئے تو ابی بن خلف نے آپ کو موجود پا کر کہا اگر تو زندہ نجات پا گیا تو میں زندہ نہ رہوں گا' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی ہم میں سے اس پر حملہ آور ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانے دو' جب وہ آپؐ کے مزید قریب ہو گیا تو آپؐ نے حارث بن صمہ سے برچھا پکڑا' موقع پر حاضرین میں سے کسی کا بیان ہے کہ جب آپ نے برچھا پکڑ کر جنبش دی تو ہم آپ کے پاس سے مکھیوں کی طرح اڑ گئے' جیسے اونٹ کی پشت سے جنبش کے وقت کھیاں اڑ جاتی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن پر نیزہ مارا اور وہ گھوڑے سے لڑکھڑاتا ہوا گر پڑا۔

عجب واقعہ : واقدی نے کعب بن مالک سے اسی طرح بیان کیا ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ حضرت ابن

عمر نے بیان کیا کہ ابی بن خلف بطن رابغ میں فوت ہو گیا۔ میں رابغ میں کچھ رات گئے سفر کر رہا تھا کہ میں نے روشن آگ دیکھی اور میں ڈر گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اس سے نمودار ہوا جو زنجیر کھینچتے کھینچتے پیاس سے ہلکان ہو رہا ہے اچانک ایک اور آدمی نظر آیا جو کہہ رہا ہے' اس کو پانی مت پلا' یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا ہے' یہ ابی بن خلف ہے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو راہ خدا میں اللہ کا رسول قتل کرے اس پر اللہ کا غضب شدید ہوتا ہے اور بخاری میں ہے "اشد غضب اللّٰہ علی من قتلہ رسول اللّٰہ بیدہ فی سبیل اللّٰہ"

حضرت جابر کے والد عبداللہ کی فضیلت : امام بخاری' حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد شہید ہو گئے تو میں ان کی لاش دیکھ کر رو رہا تھا اور بار بار چہرے سے کپڑا اٹھا رہا تھا۔ صحابہؓ مجھے منع کر رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ خاموش تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لا تبکہ" تو اس پر مت رو' یا "ما تبکیہ" فرمایا اے فاطمہ (جابر کی پھوپھی) تو اس پر نہ رو' اس پر تو فرشتے جب تک اس کا جنازہ اٹھایا گیا سایہ کئے رہے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ : امام بخاری نے یہ روایت کتاب المغازی میں معلق بیان کی ہے اور کتاب الجنائز میں (بندار از غندر از شعبہ) پوری سند سے بیان کی ہے۔ امام بخاری' ابراہیم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمان بن عوف روزہ سے تھے کہ ان کے سامنے کھانا رکھا گیا تو کہنے لگے مصعب بن عمیرؓ شہید ہوئے وہ مجھ سے بہتر تھے' ان کو ایک ایسے تنگ اور چھوٹے کپڑے میں کفن پہنایا اگر سر ڈھانپتے تو پیر ننگے ہو جاتے پیر ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ ابراہیم کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمانؓ نے یہ بھی کہا کہ حمزہؓ شہید ہوئے۔ وہ بھی مجھ سے افضل تھے' پھر ہم پر دنیا کی فراوانی کر دی گئی اور ہمیں بہ فراغت دنیا فراہم کر دی گئی' ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا صلہ دنیا میں نہ دے دیا گیا ہو' پھر آپ دیر تک روتے رہے حتیٰ کہ کھانا ٹھنڈا ہو گیا۔ انفرد بہ البخاری۔

امام بخاری' حضرت خباب بن ارتؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ کی خوشنودی کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ (ان شاء اللہ) ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہو گیا' بعض مہاجر دنیا سے رخصت ہو گئے' انہوں نے دنیا میں کچھ بدلہ نہ لیا۔ من جملہ ان کے مصعب بن عمیر تھے وہ جنگ احد میں شہید ہوئے ان کا ترکہ صرف ایک چھوٹا سا کپڑا تھا سر ڈھانپتے تو پیر کھل جاتے پیر ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سر ڈھانپ دو اور پیروں پر اذخر اور کھوی ڈال دو۔ بعض ہم میں سے ایسے ہیں جن کو دنیا بہ افراط میسر ہے اور وہ محظوظ ہو رہے ہیں۔ اس روایت کو ابن ماجہ کے علاوہ سب اصحاب صحاح ستہ نے اعمش سے بیان کیا ہے۔

حضرت یمانؓ کی شہادت : امام بخاری' حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں مشرکین شکست و ہزیمت سے دوچار ہو گئے تو ابلیس لعین نے "دھوکے کی خاطر" کہا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے آنے والوں سے ہوشیار ہو جاؤ' یہ سن کر اگلے پچھلوں پر ٹوٹ پڑے اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ چنانچہ

حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ ان کا والد "یمانؓ" تلواروں کی زد میں ہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے بندو! یہ تو میرا والد ہے یہ میرا والد' لوگ نہ رکے حتیٰ کہ اس کو شہید کر دیا اور حضرت حذیفہ نے کہا' اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے۔ عروہ کا بیان ہے بخدا' جب تک حذیفہ زندہ رہے ان کے دل میں نیکی ہی رہی۔

بقول امام ابن کثیرؒ کہ یمان اور ثابت بن وقش اپنے ضعف اور پیرانہ سالی کی وجہ سے خواتین کے ہمراہ محلات اور قلعوں میں تھے۔ ان کا خیال ہوا کہ ہم چراغ سحری ہیں' قریب المرگ لوگ ہیں۔ (یہاں محفوظ مقام میں رہنے سے کیا حاصل) چنانچہ وہ محل سے اترے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ راستہ مشرکوں کی طرف سے تھا چنانچہ حضرت ثابتؓ کو مشرکوں نے شہید کر دیا اور حضرت یمانؓ غلطی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ حضرت حذیفہؓ نے یمانؓ کی دیت معاف کر دی' کوتاہی اور غلط فہمی کی بنا پر کسی کو برا بھلا نہیں کہا۔

حضرت قتادہؓ کی آنکھ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جنگ احد میں حضرت قتادہ بن نعمانؓ کی آنکھ کی پتلی رخسار پر ڈھلک پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست شفا سے واپس لوٹا دی چنانچہ وہ پہلے سے بھی خوبصورت ہو گئی اور اس کی بینائی تیز ہو گئی۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی حدیث میں ہے کہ جنگ احد میں قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کر رخسار پر لٹک گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے دست شفاء سے واپس لوٹا دیا اور وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی اور اس کی بینائی بھی تیز ہو گئی اور یہ آنکھ کبھی دکھتی بھی نہ تھی۔ دار قطنی رحمہ اللہ بہ سند غریب (مالک' محمد بن عبداللہ بن ابی صعصعہ' ابیہ' ابو سعید) حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں میری دونوں آنکھیں نکل کر رخساروں پر لٹک گئیں اس حالت میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا آپ نے ان کو واپس لوٹا کر لعاب دہن ڈالا اور وہ منور ہو گئیں۔ مگر مشہور یہی ہے کہ ان کی ایک آنکھ زخمی ہوئی تھی' بنا بریں خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس جب حضرت قتادہؓ کا بیٹا ایک وفد میں حاضر ہوا تو خلیفہ عمرؒ بن عبدالعزیزؒ نے پوچھا تو کون ہے تو اس نے بے ساختہ کہا۔

أنا ابن الذی سالت علی الخد عینه فرُدت بکف المصطفی أحسن الرد
فعادت کما کانت لأول أمرها فیاحسنها عیناً ویاحسن ماخد

(میں اس مجاہد کا فرزند ہوں جس کی آنکھ رخسار پر لٹک گئی تھی اور وہ مصطفیٰ ﷺ کے دست شفا سے اچھی طرح سے واپس لوٹا دی گئی۔ وہ پہلے کی طرح ہو گئی اس آنکھ اور رخسار کے حسن و جمال کا کیا کہنا)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسی وقت کہا اور اس کو خوب عطیات سے نوازا۔

تلك المكارم لاقعبان من لبن شیبا بماء فعادا بعدُ أبوالا

(یہ ہیں سدا بہار فضائل و محاسن' لسی کے دو پیالے نہیں کہ ادھر پیے ادھر پیشاب کے راستے نکل گئے)

ام عمارہ نسیبہ بنت کعب نے جنگ احد میں جہاد کیا : ابن ہشام کا بیان ہے کہ سعید بن ابی زید انصاری نے ذکر کیا کہ ام سعد بنت سعد بن الربیع' ام عمارہؓ کے پاس گئیں اور ان سے پوچھا خالہ! مجھے اپنا جنگ احد کا واقعہ تو بتائیے' تو ام عمارہؓ نے فرمایا' کہ میں صبح سویرے میدان احد کی طرف روانہ ہوئی۔ دیکھوں

کہ لوگ کیا کر رہے ہیں' میرے پاس پانی کا مشکیزہ تھا' میں چلتے چلتے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی آپ صحابہ میں تشریف فرما ہیں' مسلمان غالب اور فتح سے سرشار ہیں۔ پھر جب مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی آئی' جہاد میں شریک ہو گئی' تلوار اور کمان سے آپ کا دفاع کرنے لگی یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی' ام سعد کا بیان ہے کہ میں نے اس کے کندھے پر ایک گہرا زخم دیکھا پوچھا یہ زخم کس نے لگایا تو اس نے کہا ابن قمیہ نے' اللہ اس کو ذلیل و رسوا کرے۔

جب لوگ رسول اللہ ﷺ کے آس پاس سے بھاگ گئے' ابن قمیہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ مجھے محمد کی نشان دہی کرو' وہ زندہ بچا تو میں نہ زندہ رہوں گا چنانچہ میں اور مصعب بن عمیر وغیرہ جو رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اس کے آڑے آئے اس نے مجھے یہ ضرب لگائی میں نے بھی اس کو مارا لیکن اللہ کے دشمن ابن قمیہ نے اوپر تلے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔

ابودجانہ ڈھال بن گئے : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت ابودجانہؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سپر بن گئے۔ جو تیر آتا تھا ان کی پشت میں پیوست ہو جاتا تھا یہاں تک کہ ان کی پشت میں کافی تیر چبھ گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی کمان : ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کمان سے اس قدر تیر چلائے کہ اس کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا پھر اس کو قتادہ بن نعمان نے پکڑ لیا اور وہ اس کے پاس تھی۔

حضرت انس بن نضرؓ : ابن اسحاق نے قاسم بن عبدالرحمان بن رافع انصاری سے بیان کیا ہے کہ انس خادم رسول اللہ ﷺ کے چچا انس بن نضر جنگ احد میں عمرؓ' طلحہ بن عبیداللہ وغیرہ مہاجر اور انصاری صحابہ کے پاس آئے' انہوں نے مایوس ہو کر ہتھیار ڈال دیئے تھے' ان سے پوچھا کیوں بیٹھے ہو؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ تو شہادت پا چکے ہیں۔ (اب لڑ کر کیا کریں گے) تو ابن نضر نے کہا ان کے بعد تم زندہ رہ کر کیا کرو گے' اٹھو اور اسی دین پر جان دے دو جس پر رسول اللہ ﷺ نے جان نثار کی ہے پھر وہ دشمن کی طرف آگے بڑھے اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گئے۔ ان کے نام پر حضرت انس خادم رسول اللہ ﷺ کا نام رکھا گیا تھا۔ حضرت انس بن مالک خادم رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ چچا انس کو ستر زخم لگے تھے۔ ان کی ہمشیرہ نے ان کے پورے کی وجہ سے ان کو پہچانا۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف : ابن ہشام کا بیان ہے کہ بعض اہل علم نے بتایا کہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے جنگ احد میں دانت گر گئے تھے اور ان کو بیس یا اس سے زیادہ زخم آئے تھے' پیر زخمی ہونے کی وجہ سے لنگڑے ہو گئے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کا اعلان کرنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کے اعلان اور لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد' سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر حضرت کعب بن مالکؓ کی نگاہ پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے خود کے درمیان میں سے آپ کی آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر بلند آواز سے پکارا "او مسلمانو! خوش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ

خاموش رہ۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر لیا تو آپؐ ان کے ہمراہ شعب کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت حارث بن صمہؓ وغیرہ صحابہ کرام تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ شعب میں پہنچے تو ابی بن خلف بھی وہاں آدھمکا۔

ابی بن خلف کا ہلاک ہونا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بقول صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمان بن عوف، مکہ میں ابی بن خلف کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوتی تو دھمکی دیتا کہ میرے پاس گھوڑا ہے، میں روزانہ اس کو ایک وسق --- پیمانہ --- جوار کھلاتا ہو، میں اس پر سوار ہو کر تجھے قتل کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرماتے تم نہیں بلکہ میں تجھے قتل کروں گا، ان شاء اللہ، جب رسول اللہ ﷺ کے حملہ کے بعد، قریش کے پاس آیا (اور آپ کے تیر کی وجہ سے گردن پر معمولی سی خراش آئی تھی اور خون نہ نکلا تھا) تو اس نے کہا واللہ! مجھے محمدؐ نے ہلاک کر ڈالا ہے، اس کے رفقاء نے کہا، واللہ! تو ہمت ہار گیا ہے، کوئی زخم وخم نہیں تو اس نے کہا کہ محمدؐ نے مجھے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا۔ واللہ! وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو مجھے ہلاک کر ڈالتا چنانچہ وہ واپس آتا ہوا مکہ کے قریب سرف میں ہلاک ہو گیا۔ حضرت حسانؓ نے اس کے بارے کہا۔

لقد ورث الضلالةَ عن أبيه   أبيٌّ يوم بارزه الرسولُ
أتيتَ اليه تحمل رم عظم   وتوعده وأنت به جهول
وقد قَتلتْ بنو النجار منكم   أميةَ اذ يغوّث ياعقيل
وتبَّ أبنا ربيعة اذ أطاعا   أبا جهل لأمهما الهبول
وأفلت حارث لما شغلنا   بأسر القوم اسرته فليا

(ابی بن خلف اپنے باپ سے ضلالت و رذالت کا وارث ہوا جب اس سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ مبارزت کی۔ تو بوسیدہ ہڈی ان کے پاس لے کر آیا اور تو ان کو دھمکی دیتا تھا حالانکہ تو ان کی قدر و منزلت سے بے خبر تھا۔ بنی نجار نے تم میں سے امیہ کو تہ تیغ کیا جب وہ عقیل سے مدد کا طلب گار تھا۔ عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ ہلاک ہو گئے جب انہوں نے ابوجہل کی بات تسلیم کی، ان کی والدہ ان کو گم پائے۔ حارث بچ کر نکل گیا جب ہم اس کی قوم کی گرفتاری میں مصروف تھے اور اس کا خاندان شکست خوردہ ہے)

ألا من مبلغ عنى أبياً   فقد ألقيتَ فى سحق السعير
تمنى بالضلالة من بعيد   وتُقسم ان قدرت مع النذور
تمنيك الامانى من بعيد   وقول الكفر يرجع فى غرور
فقد لاقتك طعنة ذى حفاظ   كريم البيت ليس بذى فجور
له فضل على الأحياء طرا   اذا نابت ملمات الامور

(میرا پیغام ابی کو کون پہنچائے گا بے شک تو گہرے دوزخ میں پھینک دیا گیا ہے۔ تو ضلالت و ذلت کے زمانہ کا بعید سے خواہش مند تھا اور تو اپنی نذر کے ساتھ حلف اٹھاتا تھا اگر تجھے قدرت ہو۔ تو زمانہ قدیم سے ہی خواہشات کا متمنی

اور آرزو مند تھا۔ اور کافرانہ قول کا انجام غرور فریب ہے۔ تجھے ایک غضبناک خاندانی نیک مرد کا نیزہ لگا۔ وہ سب ذی روح سے افضل و برتر ہے جب اہم امور درپیش ہوں)

زخم کی صفائی کے لئے پانی علیؓ لائے : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعب کے دھانے پہنچے تو حضرت علیؓ چشمہ مہراس سے سپر میں پانی بھر کر لائے کہ رسول اللہ ﷺ نوش فرمائیں۔ وہ پانی بدبودار تھا اس لئے آپ نے اس کو پینا پسند نہ کیا۔ اس سے آپ کے چہرے کا خون دھو دیا گیا اور آپ کے سر پر ڈال دیا گیا۔ دریں اثنا آپؐ فرما رہے تھے' اس شخص پر اللہ کا غیظ و غضب شدید ہے جس نے نبیؐ کے چہرے کو خون سے لت پت کیا۔ ایسی روایات قبل ازیں بیان ہو چکی ہیں جو اس باب میں کافی ہیں۔

کفار کو چوٹی سے اتارا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام' صحابہ کرام کے ہمراہ شعب میں تشریف فرما تھے کہ قریش کا ایک گروہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھا' بقول ابن ہشام' ان میں خالد بن ولید بھی تھے ان کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یااللہ! ان کو مناسب اور لائق نہیں کہ وہ ہم سے بلند مقام پر ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ اور دیگر مہاجرین نے ان کو نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔

حضرت طلحہؓ : پھر نبی علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے لگے اور آپ اوپر تلے دو زرہیں پہنے ہوئے تھے تو بوجھل ہونے کی وجہ سے اوپر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ آپ کے نیچے بیٹھے اور آپ اوپر چڑھ گئے۔ ابن اسحاق' حضرت زبیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اس روز جب طلحہ نے یہ کام انجام دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طلحہ نے جنت حاصل کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی : بقول ابن ہشام' عمر مولیٰ عفرہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ احد میں نماز ظہر زخموں کے باعث بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی۔

قومی اور وطنی مجاہد کا انجام : "قزمان" نامی ایک نووارد اور اجنبی آدمی تھا جب اس کے جنگی کارناموں کا ذکر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ احد میں وہ خوب جوش و خروش اور جذبے سے لڑا' تنہا اس نے سات یا آٹھ مشرکوں کو جہنم رسید کیا۔ بڑا شجاع اور بلا کا مرد میدان تھا زخموں نے اس کو لاچار اور بے تاب کر دیا تو اسے بنی ظفر کے محلہ میں پہنچا دیا مسلمان اس کو تسلی اور ہمدردی کے لئے کہتے' واللہ! اے قزمان! تو نے آج بڑا کارنامہ انجام دیا ہے مبارک ہو' یہ سن کر اس نے کہا مجھے کیا مبارک باد دیتے ہو؟ بخدا! میں نے اپنے قومی جذبہ سے سرشار ہو کر جہاد کیا ہے ورنہ میں جنگ میں شرکت نہ کرتا جب درد شدید ہوا تو اس نے اپنے تیردان سے تیر نکال کر خودکشی کر لی' اس قسم کا واقعہ جنگ خیبر میں بھی رونما ہوا' جو آئندہ بیان ہو گا ان شاء اللہ

فاسق کے ذریعہ دین کی امداد : امام احمد (عبدالرزاق' معمر' زہری' مسیب) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہم خیبر میں حاضر ہوئے آپؐ نے ایک مجاہد کے بارے فرمایا جو اسلام

کا مدعی تھا یہ دوزخیوں میں سے ہے۔ جب جہاد شروع ہوا تو وہ مردانہ وار لڑا اور زخمی ہو گیا' رسول اللہ ﷺ کو کسی نے بتایا کہ جس آدمی کے بارے آپ نے بتایا تھا کہ وہ جہنمی ہو گا اس نے تو آج خوب جنگ لڑا اور کمال کر دیا ہے اور فوت ہو گیا ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم رسید ہوا قریب تھا کہ بعض لوگ آپ کی بات میں تردد اور شک شبہ کا اظہار کرتے' اسی اثناء میں کسی نے کہا کہ وہ مرا نہیں لیکن زخموں سے گھائل ہے رات کو زخموں کی شدت کو برداشت نہ کر سکا' تو اس نے خودکشی کر لی' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر مار کر کہا' میں شاہد ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' بعد ازاں آپؐ نے بلال کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ جنت میں مسلمان ہی داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ فاسق و فاجر کے ذریعہ دین کی مدد کرتا ہے۔ یہ واقعہ صحیحین میں عبدالرزاق سے مروی ہے۔

مخیریق اور مدینہ میں پہلا وقف : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مخیریق یکے از بنی ثعلبہ بن غیطون نے جنگ احد کے وقت کہا اے یہودیو! واللہ! تم خوب جانتے ہو کہ محمدؐ کی مدد و نصرت تم پر ضروری امر ہے تو انہوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے تو اس نے کہا ہفتہ کا احترام کوئی مسئلہ نہیں ہے پھر اس نے مسلح ہو کر کہا' اگر میں جنگ میں کام آگیا تو میرے باغات محمدؐ کے سپرد ہیں وہ جو چاہیں کریں۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس احد میں گیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ قتل ہو گیا ہمارے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مخیریق اچھا یہودی تھا" بقول سہیلی' رسول اللہ ﷺ نے اس کے باغات کو جو سات عدد تھے مدینہ میں وقف قرار دے دیا اور بقول محمد بن کعب قرظی' مدینہ میں یہ پہلا وقف تھا۔

ایسا جنتی جس نے کوئی نماز نہ پڑھی ہو : ابن اسحاق' حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ایسا مسلمان بتاؤ جس نے کبھی نماز نہ پڑھی ہو اور جنتی ہو؟ جب لوگ نہ بتا سکتے تو پوچھتے وہ کون ہے؟ بتاتے وہ ہے اصیرم یکے از بنی عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن وقش' حصین کا بیان ہے کہ میں نے محمود بن اسد سے پوچھا؟ اصیرمؓ کا کیا قصہ ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا تھا جنگ احد کے روز اس کے دل میں آیا اور وہ مسلمان ہو گیا پھر وہ مسلح ہو کر میدان جنگ میں چلا آیا لڑتا رہا حتیٰ کہ زخموں سے چور ہو کر گر پڑا' بنی عبدالاشہل کے لوگ میدان جنگ میں اپنے شہداء کو تلاش کر رہے تھے' کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں اصیرم موجود ہے' انہوں نے حیرت و استعجاب سے کہا یہ اصیرم ہے۔ وہ کیونکر آیا ہم تو اس کو مدینہ میں چھوڑ کر آئے تھے اور وہ اسلام کا منکر تھا چنانچہ لوگوں نے اس سے دریافت کیا اے عمرو! کیونکر آیا کیا قومی محبت سے سرشار ہو کر یا مسلمان ہو کر؟ تو اس نے کہا میں تو صرف اسلام کی خاطر آیا ہو' اللہ اور اس کے رسول پر ایمان اور مسلمان ہو کر' ہتھیاروں سے لیس ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلا آیا اور لڑتا رہا یہاں تک کہ میں زخموں سے نڈھال ہو گیا اور اسی دوران اس کی روح پرواز کر گئی اور انہوں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کیا تو آپ نے فرمایا وہ جنتیوں میں سے ہے۔

عمرو بن جموح اعرج کا جہاد پر اصرار : ابن اسحاق نے اپنے والد کی معرفت شیوخ بنی سلمہ سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن جموح کافی لنگڑا کر چلتا تھا اور اس کے چار بیٹے شیر جیسے بہادر اور دلاور تھے۔ رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ غزوات میں شامل ہوا کرتے تھے۔ جنگ احد کے روز ان کا خیال ہوا کہ وہ اس کو جنگ میں نہ جانے دیں کہ وہ ایک معذور شخص ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ اس کے بیٹے اس کو جنگ میں جانے سے منع کر رہے ہیں اور آپ کی رفاقت سے روک رہے ہیں واللہ! میں خواہش مند ہوں کہ اس لنگڑے پن کے باوجود میں جنت میں داخل ہوں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں معذور قرار دیا ہے' تم پر جہاد فرض نہیں اور اس کی اولاد کو کہا' تم اس کو منع نہ کرو' ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کو منصب شہادت پر فائز کر دے چنانچہ وہ جنگ احد میں شامل ہوا اور شہید ہو گیا۔

ابن اسحاق نے صالح بن کیسان سے بیان کیا ہے ہند بنت عتبہ اور دیگر خواتین قریش نے شہداء کی لاشوں سے ناک کان کاٹے اور ان "پھولوں" کے ہار اور پازیب بنائے پھر انہوں نے ہار' پازیب اور بالیاں وحشی کو تھما دیں اور ہند حضرت حمزہؓ کا جگر نکال کر کھا گئی مگر نگل نہ سکی اور اس کو اگل دینا پڑا۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ حضرت حمزہ کا پیٹ وحشی نے چاک کیا اور جگر نکال کر ہند کو دیا اس نے چبایا مگر نگل نہ سکی' واللہ اعلم۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ہند نے بلند چوٹی پر چڑھ کر باآواز بلند یہ اشعار کہے۔

نحن جزيناكم بيوم بدر ۔۔۔ والحرب بعد الحرب ذات سعر
ما كان لى عن عتبة من صبر ۔۔۔ ولا أخى وعمه وبكر
شفيت نفسى وقضيت نذرى ۔۔۔ شفيتَ وحشىُّ غليل صدرى
فشكر وحشى علىَّ عمرى ۔۔۔ حتى ترمَّ أعظمى فى قبرى

(جنگ بدر کا ہم نے بدلہ چکا دیا ہے اور جنگ کے بعد جنگ بھڑکتی ہے۔ میں عتبہ شیبہ ولید اور بکر کے قتل پر صبر نہ کر سکی۔ میں نے اپنے دل کی کدورت نکال لی ہے اور نذر پوری کر لی ہے۔ اے وحشی! تو نے میرے سینے کی سوزش کو شفا بخشی۔ وحشی کا تاحیات مجھ پر شکر واجب ہے اور قبر میں ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے تک)

ہند بنت اثاثہ بن عباد بن مطلب نے جواب آں غزل کے طور پر کہا۔

حزيتِ فى بدر وبعد بدر ۔۔۔ يا بنت وقاع عظيم الكفر
صبّحك الله غداة الفجرِ ۔۔۔ الهاشميين الطوال الزُهر
بكل قطاع حُسام يفرى ۔۔۔ حمزةُ ليثى وعلى صقرى
اذ رام شيب وأبوك غدرى ۔۔۔ فخضّبا منه ضواحى النحر
ونذركِ السوءَ فشرُّ نذر

(اے ہند! تو بدر اور بدر کے بعد بھی رسوا ہوئی' اے ہلاک ہونے والے اور عظیم کفر والے کی بیٹی! صبح سویرے اللہ تجھے سفید فام دراز قامت ہاشمیوں کی تلوار سے ہلاک کرے۔ حمزہ میرا شیر ہے اور علیؓ میرا شاہین ہے۔ جب شیبہ اور عتبہ نے مجھ سے غدر اور بدعہدی کی اور اس سے انہوں نے سینہ رنگین کر دیا۔ اور تیری نذر بدترین نذر ہے)

ابوسفیان کی کدورت : ابوسفیان' حضرت حمزہؓ کے کلے اور رخسار پر تیر مار کر کہہ رہا تھا اے عاق اور

نافرمان یہ سزا برداشت کر۔ حلیس بن آبان حارثی نے دیکھ کر کہا' اے بنی کنانہ یہ رئیس قریش! اپنے مردہ ابن عم سے نہایت قبیح حرکت کر رہا ہے۔ یہ سن کر ابو سفیان نے کہا افسوس! یہ بات کسی کو بتانا نہیں' یہ میری لغزش ہے۔

الوداعی گفتگو : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سفیان نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر بہ آواز بلند کہا' تو نے اچھا کیا' جنگ دو سر دارد' جنگ احد' جنگ بدر کا جواب ہے۔ اے ہبل تیرا دین غالب ہو' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو کہا اس کے جواب میں یہ کہہ اللہ بزرگ و برتر ہے ہمارا تمہارا معاملہ مساوی نہیں ہمارے شہید جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ ابو سفیان نے کہا اے عمرؓ بات سنو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ دیکھو! سنو! کیا بات ہے؟ تو ابو سفیان نے پوچھا خدارا بتاؤ کیا ہم نے محمدؐ کو قتل کر ڈالا ہے' تو عمرؓ نے کہا بالکل نہیں' اب وہ تیری بات سن رہے ہیں' تو ابو سفیان نے کہا آپ میرے نزدیک ابن قمیہ سے زیادہ قابل اعتبار اور راست گو ہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو سفیان نے اعلان کیا کہ تمہاری لاشوں میں مثلہ بھی ہیں واللہ! نہ میں اس کو پسند کرتا ہوں اور نہ اس سے ناراض ہوں' نہ میں نے اس سے منع کیا ہے اور نہ ہی میں نے اس بات کا حکم دیا ہے اور روانگی کے وقت ابو سفیان نے بلند آواز سے کہا آئندہ سال بدر میں معرکہ ہو گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو کہا' کہو منظور ہے یہ ہمارا تمہارے ساتھ وعدہ ہے۔

نقل و حرکت کا جائزہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ابو سفیان کے پیچھے روانہ کیا اور فرمایا دیکھو وہ کیا کرتا ہے اور اس کا کیا عزم و ارادہ ہے۔ اگر وہ اونٹوں پر سوار ہو کر چل دیئے اور گھوڑوں کو خالی ساتھ لیتے گئے تو (سمجھو!) ان کا ارادہ مکہ جانے کا ہے۔ اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو ان کا مقصد "مدینہ" ہے بخدا! اگر ان کا ارادہ مدینے جانے کا ہوا تو ہم بھی ان کی طرف چلیں گے اور ان سے مقابلہ کریں گے۔ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں ان کے پیچھے ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لینے کے لئے روانہ ہوا تو دیکھا وہ اونٹوں پر سوار ہیں اور گھوڑوں کو ساتھ لئے ہوئے ہیں اور مکہ کی طرف متوجہ ہیں۔

جنگ کے بعد اجتماعی دعا : امام احمد (مروان بن معاویہ فزاری' عبدالواحد بن ایمن مکی' ابن رفاعہ زرقی) رفاعہ زرقی سے بیان کرتے ہیں اتوار کے روز مشرک روانہ ہو گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' برابر صف باندھ کر کھڑے ہو جاؤ میں اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرنا چاہتا ہوں' چنانچہ صحابہ کرام آپ کے پیچھے صف بستہ ہو گئے تو آپؐ دعا گو ہوئے۔

اللھم لک الحمد کلہ یا اللہ تمام تعریف تیرے لئے ہے۔ **اللھم لا قابض لما بسطت** یا اللہ جس کو تو فراخ کرے اس کو کوئی تنگ نہیں کر سکتا **ولا باسط لما قبضت**' اور کوئی فراخ نہیں کر سکتا جس کو تو تنگ کرے۔ **ولا ھادی لمن اضللت**' اور جس کو تو گمراہ کرے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ **ولا مضل لمن ھدیت** جس کو تو ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا **ولا معطی لما منعت** جس چیز کو تو روک لے

اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ **ولا معطی لما منعت** جس چیز کو تو روک لے اس کو کوئی دے نہیں سکتا۔ **ولا مانع لما اعطیت** اور جو چیز تو عطا کرے کوئی روک نہیں سکتا **ولا مقرب لما باعدت** جس چیز کو تو بعید کرے اس کو کوئی قریب نہیں کر سکتا **ولا مبعد لما قربت** اور جس چیز کو تو قریب کرے اس کو کوئی بعید نہیں کر سکتا **اللّٰھم ابسط علینا من برکاتک ورحمتک وفضلک ورزقک** یااللہ تو اپنی برکت و رحمت اور فضل و رزق کی ہم پر کشادگی اور فراخی کر۔

اللّٰھم انی اسئلک النعیم المقیم الذی لا یحول ولا یزول یااللہ! میں تیری ذات سے پائدار نعمت کا سوال کرتا ہوں جو زوال پذیر اور تبدیل نہ ہو۔ **اللّٰھم انی اسئلک النعیم یوم العیلہ والا من یوم الخوف** یااللہ! میں تجھ سے تنگ دستی اور محتاجی کے روز نعمت کا سوال کرتا ہوں اور خوف کے روز امن کا' **اللّٰھم انی عائذبک من شر مااعطیتنا و شرما منعتنا** یااللہ میں تیری ذات سے' تیری عطا کردہ چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری محروم کردہ چیز کے شر سے **اللّٰھم حبب الینا الایمان وزینہ فی قلوبنا** یااللہ! تو ہمیں ایمان کو محبوب بنا دے اور اس کو ہمارے دلوں میں استوار اور مزین کر دے **وکرہ الینا الکفر و الفسوق والعصیان** کفر' فسق اور نافرمانی کو ہمارے لئے ناگوار بنا دے **واجعلنا من الراشدین** اور ہم کو رشد و خیر پانے والوں سے کر دے **اللّٰھم توفنا مسلمین** یااللہ ہم کو مسلمان ہوتے ہوئے فوت کر **واحینا مسلمین** اور اسلام پر زندہ رکھ **والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولا مفتونین** ہمیں بغیر رسوائی اور فتنہ فساد کے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے **اللّٰھم قاتل الکفرۃ الذین یکذبون رسلک و یصدون عن سبیلک واجعل علیھم رجزک وعذابک** یااللہ ان کافروں کو ہلاک کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے راہ سے روکتے ہیں اور تو ان پر اپنا قہر اور عذاب مسلط کر **اللّٰھم قاتل الکفرۃ الذین اوتوالکتاب الہ الحق** یااللہ تو ان کافروں کو تباہ کر جو اہل کتاب ہیں اے سچے معبود۔

اس روایت کو "الیوم واللیہ" میں امام نسائی نے (زیاد بن ایوب' مروان بن معاویہ' عبدالواحد بن ایمن' عبید بن رفاعہ زرقی' رفاعہ زرقی) بیان کیا ہے۔

حضرت سعد بن ربیع کا پیغام : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی صعصعہ مازنی نجاری نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن ربیع کو کون تلاش کرے گا؟ کیا وہ زندہ ہے یا شہید' ایک انصاری نے عرض کیا "جی میں جاتا ہوں" چنانچہ اس نے سعدؓ کو دیکھا کہ اس کے آخری سانس تھے۔ انصاری نے کہا' مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ معلوم کروں کیا تو زندہ ہے یا شہید' اس نے کہا میری جان کنی کی حالت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو میرا سلام پہنچا کر عرض کرنا کہ سعد بن ربیع گزارش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو وہ بہترین جزائے خیر عطا کرے جو کسی نبی کو امت کی طرف سے اس نے دی ہے اور قوم کو بھی میرا سلام عرض کرنا اور ان کو میرا یہ پیغام دینا کہ سعد بن ربیع تمہیں بتا رہا ہے کہ تمہاری زندگی میں اگر کوئی دشمن رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے ہاں تمہارا عذر قابل قبول نہ ہو گا۔ انصاری کا بیان ہے کہ میں وہاں کھڑا تھا کہ اس کی روح پرواز کر گئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو سارا قصہ عرض کر دیا۔

بقول امام ابن کثیرؒ واقدی کے مطابق حضرت سعدؓ کو محمد بن مسلمہ نے تلاش کیا اس نے دو دفعہ آواز دی تو کوئی جواب نہ آیا پھر اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کو تلاش کروں پھر اس نے دھیمی آواز میں جواب دیا' مگر استیعاب لابن عبدالبر میں ہے کہ ابی بن کعب نے سعد کو تلاش کیا' واللہ اعلم۔ حضرت سعد بن ربیع لیلتہ عقبہ میں نقیبوں میں سے تھے۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف اور ان کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے اسلامی اخوت قائم کی تھی۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہؓ کی تلاش میں گئے تو ان کو وادی احد میں اس حال میں پایا کہ ان کے ناک کان کاٹ لئے گئے ہیں اور پیٹ چاک کر کے جگر نکال لیا گیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی لاش کی حالت دیکھ کر فرمایا' اگر صفیہ کے غم و اندوہ اور مردہ کو نہ دفن کرنے کا سنت بن جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کو بے گور چھوڑ دیتا اور وہ درندوں پرندوں کی خوراک بن جاتا۔ اگر اللہ نے مجھے کسی جنگ میں کامیاب فرمایا تو میں تیس لاشوں کو مثلہ کروں گا۔

مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کا حضرت حمزہؓ کی لاش پر رنج و الم کا اظہار دیکھ کر کہا واللہ! اگر ہمیں اللہ نے کبھی کامیابی بخشی تو ہم ان کو ایسا مثلہ کریں گے جس کی عرب میں مثال نہ ہو۔ ابن اسحاق نے بریدہ بن سفیان بن فروہ اسلمی کی معرفت محمد بن کعب سے اور کسی ثقہ راوی کی معرفت حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے نازل فرمایا (۱۶/۱۲۶) "اگر تم بدلہ لو تو اتنا بدلہ لو جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر صبر کرو تو یہ صبر والوں کے لئے بہتر ہے۔" چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے معاف فرما دیا۔ صبر کیا اور مثلہ کرنے سے روک دیا۔

تعاقب : بقول امام ابن کثیرؒ یہ آیت (۱۶/۱۲۶) مکی ہے اور غزوہ احد ۳ھ میں واقع ہوا تو یہ روایت کیسے درست ہو گی' واللہ اعلم۔ حمید طویل از حسن از سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جہاں بھی جاتے وہاں سے رخصت ہونے سے قبل صدقہ و خیرات کی تلقین کرتے اور مثلہ کرنے سے منع فرماتے۔ بقول ابن ہشام' رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہؓ کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا تجھ پر رنج و غم جیسا صدمہ مجھے کبھی نہ پہنچے گا اور میں اس سے زیادہ کسی رنجیدہ اور غمناک مقام پر کبھی کھڑا نہیں ہوا پھر آپؐ نے فرمایا کہ جرائیلؑ نے مجھے بتایا ہے کہ سات آسمانوں میں حضرت حمزہؓ کا نام اس طرح مکتوب ہے۔ حمزہ بن عبدالمطلب' اسد اللہ ورسولہ' اللہ اور اس کے رسول کا شیر۔ بقول ابن ہشام' حضرت حمزہؓ اور حضرت ابوسلمہ بن عبد اللہ' رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں' ان تینوں کی رضاعی ماں ثوبیہ' ابولہب کی کنیز ہے۔

حضرت حمزہؓ اور شہدائے احد پر نماز جنازہ : ابن اسحاق' ایک ثقہ راوی سے مقسم کی معرفت حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت حمزہ کی لاش کو کپڑے میں لپیٹ دیا گیا پھر آپ نے سات تکبیر سے نماز جنازہ پڑھائی پھر دیگر شہداء کو باری باری لا کر حمزہ کی لاش کے برابر رکھ دیا جاتا چنانچہ آپ نے حضرت حمزہ کے ساتھ سب کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس طرح حضرت حمزہ کی ۷۲

بار نماز جنازہ پڑھی' یہ حدیث غریب ہے اور اسکی سند ضعیف ہے۔ بقول سہیلی' اسکا کوئی عالم بھی قائل نہیں۔

امام احمد' ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ مجاہدین کے پیچھے مسلمان خواتین' مشرکوں کے زخمیوں کا کام تمام کر رہی تھیں' اس روز اگر میں حلفاً کہتا کہ ہم میں سے دنیا کا طالب کوئی نہ تھا تو میرا خیال تھا کہ میں اپنی قسم میں سچا ہوتا مگر جب منکم من یرید الدنیا (۱۵۲/۳) آیت نازل ہوئی تو صورت حال کا علم ہوا۔ صحابہؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت اور معصیت کی تو رسول اللہ ﷺ صرف نو صحابہ --- (۷ انصاری اور ۲ مہاجر) کے مختصر سے گروہ میں تنہا رہ گئے جب کفار نے آپ کو گھیرے میں لے لیا تو آپ نے فرمایا اللہ اس مجاہد پر رحمت نازل کرے گا جو ان کو ہم سے واپس لوٹا دے' آپ مسلسل یہ بات دہراتے رہے حتیٰ کہ سات کے سات شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین کو مخاطب کر کے فرمایا ہم نے ان سے انصاف نہیں کیا۔

پھر ابوسفیان نے کہا اے ہبل تیرا دین غالب ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم "اللہ اعلی و اجل" کہو تو صحابہ نے کہا اللہ' اعلیٰ اور بزرگ و برتر ہے پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا معبود و مددگار عزیٰ ہے اور تمہاری کوئی "عزیٰ" نہیں۔ آپ نے فرمایا تم کہو' اللہ ہمارا مولیٰ و مددگار ہے اور تمہارا مولیٰ نہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا جنگ احد جنگ بدر کا جواب ہے ایک میں ہماری فتح اور دوسرے میں شکست' یوم نساء اور یوم نسر ہے حنظلہ بن ابوسفیان کے بدلے حنظلہ بن ابی عامر۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ معاملہ یکساں نہیں' ہمارے شہید زندہ ہیں ان کو رزق مہیا کیا جا رہا ہے اور تمہارے مقتول جہنم میں عذاب دیئے جا رہے ہیں۔" ابوسفیان نے کہا تمہارے مردوں میں بعض مثلہ ہیں۔ یہ ہمارے رؤسا کے حکم سے عمل میں نہیں آیا نہ میں نے حکم دیا اور نہ منع کیا نہ پسند کیا نہ برا محسوس کیا' نہ مجھے ناگوار ہے نہ خوشگوار۔ چنانچہ صحابہ نے شہداء کی لاشیں دیکھیں تو معلوم ہوا کہ حضرت حمزہ کا پیٹ چاک کیا گیا ہے۔ ہند بنت عتبہ نے ان کا جگر نکال کر چبایا ہے اور اس کو نگل نہ سکی۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے کچھ کھایا صحابہ نے کہا جی نہیں' تو آپ نے فرمایا اللہ کو پسند نہ تھا کہ حمزہ کے جسم کا کوئی حصہ آگ میں جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت حمزہؓ کا جنازہ رکھا گیا آپ نے نماز جنازہ پڑھائی پھر ایک انصاری کا جنازہ لایا گیا وہ حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھ دیا گیا تو آپ نے اس کا جنازہ پڑھایا اور اس کو اٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہؓ کے جنازہ کو وہیں رہنے دیا' پھر اور جنازہ لایا گیا اور اس کا جنازہ پڑھایا اس طرح بدستور نماز جنازہ پڑھائی جاتی رہی حتیٰ کہ حضرت حمزہؓ کی ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ امام احمد اس روایت میں منفرد ہیں' اس سند میں بھی عطاء بن سائب کی وجہ سے ضعف ہے' واللہ اعلم۔ اور امام بخاری کی روایت ہی صحیح ہے۔

امام بخاری' حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہداء احد میں سے دو دو کو ایک ہی کفن میں لپیٹ دیتے' پھر پوچھتے کس کو قرآن زیادہ یاد تھا' جب معلوم ہو جاتا تو اس کو لحد میں رکھتے اور آپ نے فرمایا بروز قیامت میں ان پر گواہ ہوں گا' اس طرح آپ نے شہدا کو خون سمیت دفن کرنے کا

حکم دیا نہ ان کی نماز جنازہ پڑھائی' اور نہ غسل دیا' یہ روایت صرف بخاری میں ہے۔

اس روایت کو اصحاب سنن نے لیث بن سعد سے بیان کیا ہے۔ امام احمد' جابر بن عبداللہ ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے شہداء احد کے بارے فرمایا ان کا ہر زخم قیامت کو کستوری کی طرح مہکے گا۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی ہاں یہ ثابت ہے کہ وفات سے کچھ دیر پہلے آپ نے ان کی نماز جنازہ کئی سال بعد پڑھی جیسا کہ امام بخاری' عقبہ بن عامرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد' شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی جیسے زندوں اور مردوں سے رخصت ہوتے ہیں پھر آپؐ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا "میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تم پر گواہ ہوں اور ملاقات کا وعدہ حوض کوثر ہے اور میں تو اس جگہ کھڑا ہوا حوض کوثر دیکھ رہا ہوں' مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ مگر مجھے یہ خطرہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو اور اس میں پھنس جاؤ۔" میں (عقبہ) نے منبر پر آخری مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے' امام مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے یزید بن ابی حبیب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

اموی' حبیب بن ثابت سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ حالات معلوم کرنے کی خاطر جبل احد کی طرف سحری کے وقت ہی روانہ ہوئیں چلتے چلتے صبح صادق ہو گئی تو دیکھا ایک مرد دوڑتا ہوا یہ گنگنا رہا ہے۔ **لیث قلیلا یشهد الهیجا حمل** پھر معلوم ہوا کہ وہ اسید بن حضیرؓ ہیں پھر تھوڑی دیر بعد ایک اونٹ نظر آیا اس پر ایک عورت دو وسق کے درمیان سوار ہے ہم اس کے قریب ہوئیں تو وہ ہے عمرو بن جموح کی بیوی' ہم نے اس سے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع فرمایا ہے اور مومنوں کو شہادت کا درجہ نصیب فرمایا ہے اور اللہ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹایا ہے انہیں کچھ بھی ہاتھ نہ آیا اور اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اپنے ذمہ لے لی ہے (اور وہ کافی ہے) اللہ طاقت ور غالب ہے۔ پھر وہ اپنی سواری بٹھا کر نیچے اتری تو ہم نے پوچھا یہ کیا ہے' تو اس نے بتایا یہ میرے بھائی اور خاوند کی لاش ہے۔

حضرت صفیہ کا صبر و ثبات اور حمزہ کا دفن : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب' حضرت حمزہؓ کو دیکھنے آئیں' وہ ان کے حقیقی بھائی تھے' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے زبیر بن عوام کو کہا' جاؤ اس کو واپس کر دو اپنے بھائی کی لاش کو دیکھنے نہ پائیں' تو اس نے عرض کیا اماں جی! رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ آپ واپس چلی جائیں اس نے کہا کیوں' میں اپنے بھائی کا ماجرا سن چکی ہوں اور یہ اللہ کے راہ میں کوئی بڑی قربانی نہیں ہے۔ واللہ! میں اللہ کی رضا ملحوظ رکھوں گی اور ان شاء اللہ صبر کروں گی' پھر حضرت زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ساری بات بتا دی تو آپ نے اجازت فرما دی چنانچہ وہ لاش پر گئیں دعاء مغفرت کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر واپس آگئیں پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کے دفن کا حکم فرمایا ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن جحش دفن ہوئے جو امیمہ بنت عبدالمطلب کے فرزند اور حضرت حمزہ کے بھانجے تھے' ان کا بھی مثلہ کیا گیا تھا مگر ان کا پیٹ نہ چاک کیا گیا تھا بقول سہیلی یہ "مجدع فی اللہ" کے نام

سے مشہور ہے۔

عبداللہ بن جحشؓ کی دعا مستجاب : سعد اور عبداللہ بن جحش نے دعا مانگی اور دونوں کی دعا قبول ہو گئی۔ حضرت سعدؓ نے دعا مانگی کہ وہ ایک مشرک شاہ سوار سے بر سرپیکار ہو' وہ اسے قتل کر کے "سلب" اور جنگی لباس لے جائے چنانچہ اسی طرح ہوا۔ عبداللہ نے دعا کی کہ وہ ایک شاہ سوار سے نبرد آزما ہو' اور وہ شاہ سوار اس کو قتل کر کے اس کا ناک کاٹ دے' چنانچہ اسی طرح دعا قبول ہوئی۔

شاخ کا آہنی تلوار بن جانا : زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں عبد اللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک شاخ عطا فرما دی اور وہ ان کے ہاتھ میں آہنی تلوار میں تبدیل ہو گئی پھر وہ دو سو دینار کے عوض ان کے بیٹے نے فروخت کی اور یہ واقعہ حضرت عکاشہ کے جنگ بدر کے واقعہ کے مشابہ ہے۔

ایک قبر میں دو دو : رسول اللہ ﷺ ایک قبر میں دو دو تین تین شہید دفن فرما دیتے تھے' بلکہ ایک کفن بھی دو شہیدوں کو پہنا دیتے تھے اور لحد میں پہلے اس کو اتارتے جس کو قرآن زیادہ یاد ہوتا اور دو دوستوں اور مصاحبوں کو ایک قبر میں دفن کرتے جیسا کہ عبداللہ بن عمرو والد جابر اور عمرو بن جموح کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا کہ وہ آپس میں مصاحب اور دوست تھے اور ان کو بغیر غسل کے خون میں لت پت ہی دفن کر دیا گیا۔ ایک قبر میں دو تین شہیدوں کو اس وجہ سے دفن کی رخصت عطا فرمائی کہ مجاہدین زخموں سے چور تھے' ہر ایک کے لئے علیحدہ قبر کھودنا دشوار تھا۔

شہید کا خون : ابن اسحاق' عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں شہداء کے دفن سے فارغ ہو کر آپؐ نے فرمایا "میں ان شہداء پر شاہد ہوں راہ خدا میں جو شخص مجروح ہوا' اللہ اس کو قیامت کے روز اس حالت میں اٹھائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو گا' خون کا رنگ سرخ ہو گا اور کستوری کی طرح مہکتا ہو گا۔" ابن اسحاق اپنے چچا موسیٰ بن یسار کی معرفت حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**ما من جريح يجرح فى الله الا والله يبعثه يوم القيامة وجرحه يدمى اللون لون الدم والريح ريح المسك**" یہ حدیث صحیحین میں متعدد اسناد سے مروی ہے۔

امام احمد (علی بن عاصم' عطاء بن سائب' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "شہداء کا سامان حرب اتار لیا جائے اور لباس میں خون سمیت دفن کر دیا جائے۔" اس روایت کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے علی بن عاصم سے بیان کیا ہے۔

قبر گہری اور فراخ ہو : سنن میں ابوداؤد' (قعنبی' سلیمان بن مغیرہ' حمید بن ہلال) ہشام بن عامر سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں انصار نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا ہم زخموں سے چور ہیں قبر کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے ان کو بتایا کہ قبر کھلی اور فراخ کھودو' ایک قبر میں دو دو' تین تین' دفن کر دو' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے کس کو لحد میں رکھیں تو فرمایا جس کو قرآن زیادہ یاد ہو --- ثوری از ایوب از حمید کی سند میں "اعمقوا" کا اضافہ ہے کہ گہری بھی کرو۔

شہید کو مقتل میں دفن کرو : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ لوگوں نے اپنے شہداء کو مدینہ میں لے جا کر دفن کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا اور ہدایت کی کہ ان کو جائے شہادت میں دفن کرو۔

حضرت جابر کے والد کا واقعہ : امام احمد (علی بن اسحاق' عبداللہ اور عتاب' عبداللہ' عمر بن سلمہ بن ابی یزید مدنی' ابوہ سلمہ بن یزید) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے' میری ہمشیرگان نے ایک سواری بھیجی کہ اس پر "اباجی" کو لاد کر لے آؤ اور بنی سلمہ کے قبرستان میں دفن کر دو چنانچہ میں اپنا انتظام کر کے وہاں پہنچا اور نبی علیہ السلام کو بھی اس بات کا علم ہو گیا۔ آپ احد میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے فرمایا واللہ وہ باقی شہداء کے ساتھ ہی دفن ہو گا' چنانچہ ان کو احد میں دفن کر دیا' تفرد بہ احمد۔ امام احمد' جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ شہداء احد کو احد سے منتقل کر لیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ شہداء کو ان کی جائے شہادت میں واپس لے آؤ۔ اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے ثوری سے اور ترمذی نے شعبہ سے نیز نسائی اور ابن ماجہ نے سفیان بن عینہ سے اور ان سب نے (اسود بن قیس از نبیح عنزی) جابر بن عبداللہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے باہر مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے احد میں گئے' مجھے میرے والد عبداللہ نے کہا اے جابر! تو مدینہ میں انتظار کرنے والوں میں رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ حتیٰ کہ ہماری فتح اور شکست واضح ہو جائے واللہ! اگر میری بیٹیاں نہ ہوتیں تو میری خواہش تھی تو میرے سامنے شہید ہو جاتا۔

شہداء کی لاشوں کی حالت : حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں مدینہ میں ہی تھا کہ میری پھوپھی میرے والد اور ماموں کی لاشیں سواری پر لاد کر لے آئی کہ ہمارے قبرستان میں دفن کر دے۔ یکایک ایک منادی نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم شہداء کو واپس احد میں لے جاؤ اور ان کی جائے شہادت میں دفن کرو چنانچہ ہم نے ان کو واپس لے جا کر ان کے جائے شہادت میں دفن کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور (۴۹ھ) میں مجھے ایک شخص نے آ کر کہا کہ امیر معاویہؓ کے عملہ نے تیرے والد کی قبر کو کھود ڈالا ہے۔ ان کے جسم کا کچھ حصہ نمودار ہو چکا ہے چنانچہ میں قبر کے پاس آیا تو والد کو اسی شکل و صورت میں پایا جیسے میں نے دفن کیا تھا۔ ان کے جسم میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ امام بیہقی (حماد بن زید' ایوب' ابو الزبیر) حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ چالیس سال بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہدائے احد کے مدفن کے پاس چشمہ جاری کیا ہم نے ان سے التوا کی استدعا کی اور ان کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کیا تو حضرت حمزہؓ کے پاؤں کو کسی لگ گئی اور خون جاری ہو گیا اور ابن اسحاق از جابر میں یہ ہے کہ ہم نے ان کو لحد سے نکالا تو گویا وہ کل ہی دفن کئے گئے ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہؓ نے وادی احد میں چشمہ جاری کرنا چاہا تو ان کے منادی نے اعلان کیا کہ وادی احد میں جن کے شہداء مدفون ہیں وہ حاضر ہوں۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ میں نے والد کی قبر کو کھودا تو والد کو قبر میں ایسا پایا گویا وہ اپنی طبعی ہیئت و حالت میں سوئے ہوئے ہوں۔ اور حضرت عمرو بن جموح بھی ان کے ساتھ مدفون تھے۔ ان کا ہاتھ اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم سے خون جاری ہو گیا۔

ان کی قبروں سے کستوری ایسی مہک آ رہی تھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین' یہ دفن کے روز سے ۴۶ سال بعد کا واقعہ ہے۔ امام بخاری' حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے غزوہ احد میں شمولیت کا ارادہ کیا تو مجھے رات کو بلا کر کہا' معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ میں سے' سب سے پہلے میں شہید ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد تو مجھے سب سے پیارا ہے' سنو! میں مقروض ہوں میرا قرض ادا کرنا اور ہمشیرگان سے اچھا سلوک رکھنا۔ چنانچہ صبح کو میدان وادی احد میں وہ سب سے پہلے شہید تھے' ان کی قبر میں ایک اور شہید بھی مدفون تھا' مگر میں اس بات پر خوش نہ تھا چنانچہ ۶ ماہ بعد' میں نے ان کو دوسری قبر میں دفن کر دیا ان کا جسم تر و تازہ تھا جیسے آج دفن کیا ہو' ماسوائے کان کے۔

صحیحین میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ان کے والد شہید ہو گئے تو وہ ان کے منہ سے بار بار کپڑا اٹھاتے تھے اور روتے تھے' صحابہ نے ان کو روکا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اس پر رو یا نہ رو' فرشتے تو اس پر جنازہ اٹھانے تک سایہ کیے رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جابر کی پھوپھی رو رہی تھی۔

ایں عالم دوبارہ نیست : بیہقی' (ابو عبداللہ الحافظ اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی' ابوالعباس محمد بن یعقوب' محمد بن اسحاق' فیض بن وثیق بصری' ابو عبادہ انصاری' زہری' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جابر کو مخاطب کیا' کیا میں تجھے ایک نوید سناؤں عرض کیا کیوں نہیں فرمایئے تو آپ نے فرمایا کیا معلوم ہے کہ اللہ نے تیرے والد کو زندہ کر کے کہا' کوئی آرزو' تیری ہر آرزو قبول ہو گی' اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میں نے تیری عبادت کا حق ادا کیا ہے' میری تمنا ہے کہ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دے اور میں تیرے نبیؐ کی رفاقت میں شہید ہو جاؤں اور تیرے راہ میں دوبارہ شہادت کا درجہ پاؤں تو اللہ نے فرمایا ہمارا دستور ہے کہ دنیا میں دوبارہ نہ لوٹایا جائے گا۔

امام بیہقی (ابوالحسن محمد بن ابی المعروف اسفرائنی' ابو سہل بشر بن احمد' احمد بن حسین بن نصر' علی بن مدینی' موسیٰ بن ابراہیم بن کثیر بن بشیر بن فاکہ انصاری' طلحہ بن خراش بن عبدالرحمان بن خراش بن صمہ انصاری سلمی) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے غمگین معلوم ہوتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! والد شہید ہو چکا ہے' وہ مقروض تھا اور عیال دار بھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ان افکار و آلام کا مت خیال کر) سنو! اللہ تعالیٰ نے سب سے پس پردہ بات کی اور تیرے باپ سے آمنے سامنے بات کی اور کہا اے میرے بندے! سوال کر' قبول ہو گا تو تیرے والد نے کہا میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے دنیا میں بھیج دے کہ میں تیری راہ میں دوبارہ شہید ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جواب دیا کہ قدرت کا فیصلہ ہے کہ انسان کو دوبارہ دنیا میں نہ بھیجا جائے گا یہ سن کر اس نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میرے پس ماندگان کو ان حالات سے آگاہ فرما دے تو اللہ نے وحی نازل کی (۳/۱۶۹) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو' بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔"

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے کسی نے عبداللہ بن محمد بن عقیل کی معرفت حضرت جابرؓ سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جابر میں تمہیں خوش خبری سناؤں؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں' تو آپؐ نے

فرمایا کہ تیرا والد احد میں شہید ہوا تو اللہ نے اس کو زندہ کر کے پوچھا اے عبداللہ! تو کیا پسند کرتا ہے؟ اور کون سی چیز کا خواہش مند ہے تو اس نے عرض کیا اے پروردگار عالم! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے دنیا میں دوبارہ لوٹا دیں میں تیری راہ میں جہاد کروں اور دوسری بار شہید کر دیا جاؤں۔ اس روایت کو امام احمد نے (علی بن مدینی' سفیان بن عینیہ' محمد بن علی بن ربیعہ بن سلمی' ابن عقیل) حضرت جابرؓ سے بیان کیا اور اس میں یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ اللہ نے فرمایا میرا ازلی فیصلہ ہے کہ وہ دنیا میں دوبارہ نہ لوٹائے جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی تمنا : امام احمد (یعقوب' ابوہ' ابن اسحاق' عاصم بن عمر بن قتادہ' عبدالرحمان بن جابر' عبداللہ) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب شہدائے احد کا ذکر آتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے واللہ! میری آرزو تھی کہ میں بھی جبل احد کے دامن میں شہید کر دیا جاتا۔ (تفرد بہ احمد)

زیارت قبور کی روایت : بیہقی (عبدالاعلی بن عبداللہ بن ابی مروہ' قطن بن وھب' عبید بن عمیر) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کی لاش پڑی تھی اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو ٹھہر کر دعا فرمائی اور یہ آیت تلاوت کی (۳۳/۲۳) "ایمان والوں میں ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا" اور یہ بھی فرمایا "میں شاہد ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے شہید ہیں' تم ان کے قبرستان میں آؤ اور ان کی زیارت کرو۔ واللہ قیامت تک ان کو جو شخص بھی سلام کہے گا وہ اس کا جواب دیں گے۔" یہ حدیث غریب ہے اور عبید بن عمیر سے مرسل مروی ہے۔ (اور مرسل روایت قابل حجت نہیں ہوتی)

بیہقی (موسیٰ بن یعقوب' عباد بن ابی صالح' ابیہ) حضرت ابوہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہدا کے قبرستان میں آتے' جب وادی کے نشیب میں پہنچ جاتے تو کہتے **السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار** تم پر سلامتی ہو' تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے پھر آخرت کا گھر کیا ہی اچھا ہے۔ بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ زیارت کے لئے جاتے رہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام ہر سال زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے جب وادی احد کے قریب پہنچ جاتے تو کہتے **السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار** پھر حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ ہر سال زیارت کرتے۔ حضرت فاطمہؓ بھی زیارت کے لئے جاتیں اور ان کے لئے دعا کرتیں۔ حضرت سعدؓ سلام کہہ کر اپنے رفقا کو مخاطب کر کے کہتے تم ان شہداء کو سلام کیوں نہیں کہتے جو سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پھر واقدی نے ابوسعید' ابوہریرہ' عبداللہ بن عمر اور ام سلمہ (رضوان اللہ علیہم) سے بھی ان کی زیارت کرنے کا ذکر کیا ہے۔

عطاف کی خالہ کا عجب انکشاف : ابن ابی الدنیا' عطاف بن خالد سے بیان کرتے ہیں کہ اس کی خالہ نے بتایا (جو شہداء کے قبرستان کی زیارت کیا کرتی تھی) کہ ایک روز میں شہداء کے قبرستان میں سواری پر گئی۔ حضرت حمزہؓ کی قبر کے پاس اتری' دیر تک دعا کرتی رہی وہاں ایک غلام کے علاوہ جو سواری تھامے ہوئے تھا کوئی بندہ بشر نہ تھا جب میں اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو میں نے ہاتھ اٹھا کر "السلام علیکم" کہا اس کا

بیان ہے کہ میں نے سلام کا جواب سنا جو زمین کے نیچے سے آ رہا تھا' میں اس سلام کی آواز کو اس طرح یقینی طور پر جانتی ہوں جیسا کہ میں جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور جیسا کہ میں شب و روز میں امتیاز کرتی ہوں یہ آواز سن کر میرے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

محمد بن اسحاق (اسماعیل بن امیہ' ابوالزبیر' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غزوہ احد کے شہداء کی ارواح کو اللہ نے سبز رنگ کے پرندوں میں داخل کر دیا ہے وہ جنت کی نہروں کا پانی پیتے ہیں اور اس کے پھل کھاتے ہیں اور طلائی قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش کے سایہ میں آویزاں ہیں۔ جب شہداء اپنے خورد و نوش اور آرام و راحت سے محظوظ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اس آرام و راحت کی خبر' ہمارے بھائیوں کو کون بتائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور رزق سے لطف اٹھا رہے ہیں تاکہ وہ جہاد سے عاجز اور ناتواں نہ ہوں اور نفرت و بے رغبتی کا مظاہرہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارا یہ پیغام میں پہنچا دیتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۳/۱۶۹) **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون**

شہداء کی ارواح : امام مسلم اور بیہقی (ابو معاویہ' اعمش' عبداللہ بن مرہ) مسروق سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے آیت (۳/۱۶۹) **بل احیاء عند ربہم یرزقون** کے بارے دریافت کیا تو انہوں نے کہا ہم نے اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ شہداء کے ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں وہ جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں پھر وہ ان قندیلوں میں چلے آتے ہیں جو عرش سے آویزاں ہیں وہ اسی لذت و مسرت سے شاداں و فرحاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نگاہ کرم ڈال کر فرمایا مانگو جو چاہتے ہو' انہوں نے عرض کیا اے پروردگار! ہم کس نعمت کا سوال کریں تو جنت کی بے بہا نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے تین بار یہ پیشکش کی تو وہ سمجھ گئے کہ سوال ایک ناگزیر امر ہے تو انہوں نے اسی خواہش کا اظہار کیا کہ ہم دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں اور تیری راہ میں دوبارہ شہید ہوں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کو نظر انداز کر دیا۔

شہداء کی تعداد : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جنگ احد میں انصار اور مہاجر کل ۴۹ مجاہد شہید ہوئے اور امام بخاری کے نزدیک صحیح حدیث میں حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ ستر مسلمان شہید ہوئے' واللہ اعلم۔ قتادہ نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں ستر' بیئر معونہ میں ستر اور یمامہ بھی ستر مجاہد شہید ہوئے۔ حماد بن سلمہ نے ثابت کے حوالے سے حضرت انس سے بیان کیا ہے کہ غزوہ احد' بیئر معونہ' غزوہ موتہ اور جنگ یمامہ میں قریباً ستر مسلمان شہید ہوئے۔ امام مالک' یحییٰ بن سعید انصاری کی معرفت سعید بن مسیب سے نقل کرتے ہیں کہ احد اور یمامہ میں ۷۰ انصاری شہید ہوئے اور جنگ جسر ابوعبید میں بھی ۷۰ شہید ہوئے۔ عروہ' عکرمہ' زہری اور ابن اسحاق کا شہدا احد کے بارے یہی قول ہے اور اس کی تائید فرمان الٰہی (۳/۱۶۵) سے ہوتی ہے "کیا جب تمہیں ایک تکلیف پہنچی حالانکہ تم تو اس سے دوچند تکلیف پہنچا چکے ہو" یعنی بدر میں مسلمانوں نے ستر قتل کئے اور ستر اسیر بنائے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ انصار یعنی مسلمانوں میں سے جنگ احد میں ۶۵ مجاہد شہید ہوئے۔ چار مہاجر' حضرت حمزہ' حضرت عبداللہ بن جحش' حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت شماس بن عثمان اور ۶۱ انصاری۔ اور قبیلہ وار سب کی فہرست بیان کی ہے۔ ابن ہشام نے اس میں پانچ کا اضافہ کیا ہے۔ چنانچہ بقول ابن ہشام شہداء احد کی تعداد ستر ہو گئی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۲۲ مشرک قتل ہوئے۔ عروہ کا بیان ہے کہ جنگ احد میں ۴۴ یا ۴۷ مسلمان شہید ہوئے اور بقول موسیٰ بن عقبہ ۴۹ مسلمان شہید ہوئے اور ۱۶ مشرک قتل ہوئے اور بقول عروہ ۱۹ اور بقول ابن اسحاق ۲۲۔

مسلمان دوبار فریب نہیں کھاتا : ربیع نے امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ جنگ احد میں صرف ابوعزہ جمحی کو گرفتار کیا وہ اسیران بدر میں بھی شامل تھا رسول اللہ ﷺ نے اس پر احسان کر کے زر فدیہ وصول کئے بغیر رہا کر دیا بشرطیکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف نبرد آزما نہ ہو گا۔ اس نے عرض کیا تھا یارسول اللہ ﷺ! میری بیٹیوں کی وجہ سے مجھ پر احسان فرمایئے۔ جنگ احد میں گرفتار ہوا تو اس نے عرض کیا اے محمدؐ! احسان فرمایئے اور میں پختہ عہد کرتا ہوں کہ آپ کے خلاف برسرپیکار نہ ہوں گا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تجھے رہا نہ کروں گا کہ تو مکہ میں منہ پر ہاتھ پھیر کر کہے کہ میں نے محمدؐ کو دو دفعہ فریب دیا پھر آپ کے حکم سے اس کا سر قلم کر دیا گیا' بعض علماء کا بیان ہے کہ اسی روز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا (لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین) کہ "مسلمان ایک جگہ سے دو دفعہ فریب نہیں کھاتا۔"

حمنہ بنت جحش کا کردار : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آرہے تھے کہ آپ کو حمنہ بنت جحش راستہ میں ملی' تو لوگوں نے اس کو بتایا تیرا بھائی عبداللہ شہید ہو گیا ہے تو اس نے مغفرت کی دعا کی اور اناللہ پڑھا پھر اس کو ماموں حمزہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو پھر بھی اس نے دعائے مغفرت کے بعد اناللہ پڑھا۔ بعد ازاں اس کو خاوند کی شہادت کے بارے بتایا تو یہ سن کر وہ چیخی اور چلائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے دل میں خاوند کا ایک مقام و مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ تم نے دیکھا کہ جب بھائی اور ماموں کی شہادت کی خبر سنی تو وہ صبر و ثبات اور اطمینان سے رہی اور خاوند کی شہادت کی خبر سن کر چلا اٹھی۔ امام ابن ماجہ (محمد بن یحییٰ' اسحاق بن محمد فروی' عبداللہ بن عمر' ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن جحش' ابیہ) حمنہ بنت جحشؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اسکو معلوم ہوا کہ اسکا بھائی شہید ہو گیا تو دعائے ترحم کرتے ہوئے اناللہ پڑھا پھر اسکو بتایا گیا کہ تیرا شوہر شہید ہو گیا ہے تو اس نے کہا ہائے رنج و غم! یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے دل میں شوہر کی ایسی قدر و منزلت ہوتی ہے جو کسی اور کیلئے نہیں ہوتی۔

بنی دینار کی خاتون : ابن اسحاق (عبدالواحد بن ابی عون' اسماعیل' محمد) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی دینار کی ایک خاتون کا خاوند' برادر اور باپ سب جنگ احد میں شہید ہو چکے تھے جب اس کو ان تینوں کی شہادت کے بارے بتایا گیا تو اس نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کیسے ہیں؟ انہوں نے بتایا اے ام فلاں! بحمداللہ' وہ تیری خواہش کے مطابق صحیح سالم ہیں۔ یہ سن کر اس نے کہا' مجھے بتا دو کہ میں ان کو دیکھ لوں' اس کو اشارے سے بتایا گیا تو اس نے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور کہا "تیرے ہوتے ہوئے سب

مصائب ہیچ ہیں"۔

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

بقول ابن ہشام لفظ جلل قلیل اور کثیر حقیر اور عظیم دونوں معنوں میں مستعمل ہے۔ اور حدیث بالا میں قلیل اور ہیچ کے معنی میں مستعمل ہے۔ امروء القیس نے کہا۔ **الا کل شئی خلاہ جلل**' یعنی ہر چیز اس کے علاوہ ہیچ اور قلیل ہے۔

حضرت علی اور دیگر صحابہ کے حسن کردار کی تعریف : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر پہنچ کر اپنی تلوار حضرت فاطمہؓ کو دے کر کہا اے پیاری بیٹی! اس سے خون صاف کر دو۔ واللہ! اس نے مجھے خوب جوہر دکھائے پھر حضرت علیؓ نے بھی حضرت فاطمہؓ کو تلوار صاف کرنے کے لئے دے کر کہا واللہ! آج اس نے مجھے خوب کام دیا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو لڑائی میں اپنی جان پر کھیل گیا ہے' تو سہل بن حنیف اور ابو دجانہ نے بھی تیرے ہمراہ خوب جنگ لڑی ہے۔ بقول موسیٰ بن عقبہ' رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کی خون آلود تلوار دیکھ کر فرمایا' اگر تم نے جنگ میں خوب کردار ادا کیا ہے تو عاصم بن ثابت بن اقلح' حارث بن صمہ اور سہل بن حنیف نے بھی خوب جنگ لڑی ہے۔

بیہقی (سفیان بن عینیہ' عمرو بن دینار' عکرمہ) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جنگ احد کے بعد حرب و ضرب کی وجہ سے حمدیہ تلوار حضرت فاطمہؓ کو دیتے ہوئے کہا یہ عمدہ تلوار سنبھال لو' اس نے میرے دل کی امنگ پوری کر دی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے مردانہ وار جنگ لڑی ہے تو سہل بن حنیف' ابو دجانہ' عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی اپنا لوہا منوا لیا ہے۔

ذوالفقار : بقول ابن ہشام' رسول اللہ ﷺ کی اس تلوار کا نام ذوالفقار ہے۔ اور بعض اہل علم نے ابن ابی نجیح سے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں کسی منادی نے اعلان کیا "**لاسیف الا ذوالفقار**" تلوار صرف ذوالفقار ہی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مشرکین ہمیں آئندہ ایسے مصائب سے دوچار نہیں کر سکتے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر غلبہ نصیب کر دے گا۔

حضرت حمزہ کا نوحہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عبدالاشہل کے محلّہ میں سے گزرے اور شہداء پر آہ و بکا اور ماتم کی آوازیں سنیں تو رسول اللہ ﷺ آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا لیکن حمزہ کا کوئی نوحہ خوان نہیں ہے۔ یہ سن کر سعد بن معاذ اور سعید بن نضیر' بنی عبدالاشہل کے محلّہ میں گئے اور اپنی خواتین کو حکم دیا کہ وہ کمربند باندھ لیں اور رسول اللہ ﷺ کے دولت کدہ پر جا کر رسول اللہ ﷺ کے چچا کا ماتم کریں۔ (ابن اسحاق نے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف کی معرفت بنی عبدالاشہل کے بعض افراد سے بیان کیا ہے) جب رسول اللہ ﷺ نے ان خواتین کے ماتم کی آواز سنی تو باہر تشریف لائے اور فرمایا اللہ تم پر رحمت کرے واپس اپنے گھروں میں چلی جاؤ' تم نے ہمدردی اور حزن و ملال کا اظہار کیا ہے۔ اور بقول ابن ہشام' رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت نوحہ کرنے سے منع فرما دیا۔ یہ منقطع اور مرسل آثار ہیں (امام احمد نے اس کو مسند

اور مرفوع بیان کیا ہے)

امام احمد (زید بن حباب، اسامہ بن زید، نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے واپس آئے اور انصار کی خواتین اپنے شہداء پر نوحہ اور ماتم کرنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خواں نہیں۔ پھر آپ سو کر بیدار ہوئے تو وہ آپ کے دولت کدہ پر آہ و بکا کر رہی تھیں تو آپ نے فرمایا وہ آج حمزہ کا ماتم کر رہی ہیں۔ یہ روایت شرط مسلم کی حامل ہے۔

ابن ماجہ (ہارون بن سعید، ابن وھب، اسامہ بن زید لیثی، نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنی عبدالاشہل کے محلہ میں سے گزرے اور ان کی خواتین کی شہداء احد پر آہ و بکا کی آوازیں سن کر فرمایا لیکن حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں، چنانچہ انصاری خواتین حضرت حمزہؓ کا ماتم کرتی ہوئی آئیں۔ ماتم کی آواز سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھل گئی تو فرمایا افسوس! ابھی واپس نہیں گئیں، واپس چلی جائیں اور آج کے بعد کسی میت پر نہ روئیں۔

پس منظر اور وضاحت : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کے گلی کوچوں کے اندر تشریف لائے تو انصار کے گھروں میں ماتم بپا تھا۔ آپ نے پوچھا "یہ کیا ہے" تو حاضرین نے کہا، انصاری خواتین شہداء احد پر آہ و بکا کر رہی ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن حمزہؓ پر کوئی رونے والا نہیں اور حمزہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔ یہ سن کر سعد بن معاذ، سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل اور عبداللہ بن رواحہ اپنے اپنے گھروں میں گئے اور مدینہ کی نوحہ کرنے والی خواتین کو اکٹھا کر کے کہا تم اپنے شہداء پر آہ و بکا نہ کرو حتیٰ کہ تم عم رسول اللہ ﷺ پر ماتم کرو معلوم ہوا ہے کہ مدینہ میں ان پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ (بقول بعض ان خواتین کو صرف عبداللہ بن رواحہ ہی لائے تھے) رسول اللہ ﷺ نے ماتم کی آواز سن کر پوچھا یہ کیا قصہ ہے اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور فرمایا میرا یہ ارادہ نہ تھا اور میں میت پر رونا پسند نہیں کرتا اور رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے سے منع فرما دیا۔ ابن لھیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ بن زبیر سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کی آہ و بکا سن کر منافق لوگوں نے اسلام کے خلاف محاذ قائم کر دیا اور رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام کو برگشتہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا اور صحابہ کے مزید غم و اندوہ میں مبتلا کرنے کا وطیرہ اختیار کر لیا اور یہود کا مکر و فریب کھل کر سامنے آگیا غرضیکہ سارا مدینہ مکر و فریب اور نفاق کا گڑھ بن گیا اور اسلام کے خلاف ایک جوش و خروش بپا ہو گیا اور یہود نے برملا کہا اگر محمدؐ نبی ہوتا تو وہ اس پر غالب نہ آتے اور نہ ہی وہ ایسے مصائب سے دوچار ہوتا۔ (معلوم ہوتا ہے) وہ حکومت و مملکت کا طالب ہے جنگ میں کبھی غالب ہوتا ہے کبھی مغلوب نیز منافق لوگوں نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور مسلمانوں سے کہا اگر تم ہماری بات مان لیتے تو عزیز و اقارب کی موت اور مصائب سے محفوظ رہتے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے قرآن پاک اتارا (۳/۱۲۱) **واذ غدوت من اھلک** (۳/۱۲۱) ہم نے ان آیات پر تفسیر میں مفصل بحث کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا زخموں سے چور صحابہؓ کو لے کر ابو سفیان کا تعاقب کرنا

موسیٰ بن عقبہ نے غزوہ احد کا واقعہ بیان کرنے اور رسول اللہ ﷺ کی مدینہ واپسی کا ذکر کرنے کے بعد' بیان کیا ہے کہ مکہ کا ایک باشندہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپؐ نے اس سے ابو سفیان اور اس کے لشکر کے بارے دریافت فرمایا تو اس نے بتایا میں ان کے پاس کچھ دیر تک ٹھہرا تھا وہ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ صرف ان کی شان و شوکت اور ترقی و عروج پر ضرب کاری لگائی اور استیصال اور بیخ کنی کئے بغیر واپس چلے آئے ان کے چند بااثر افراد باقی بچ گئے ہیں جو تمہارے خلاف آئندہ لشکر کو جمع کریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو باوجود خستہ حالی کے دشمن کا تعاقب کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ہمارے ساتھ وہی مجاہد چلے جو جنگ احد میں شریک تھا۔ صرف جابر بن عبداللہ کو ساتھ چلنے کی اجازت دی کہ اس نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے ہمشیرگان کی حفاظت کے لئے مدینہ میں رہنے کا حکم فرمایا تھا۔ عبداللہ بن ابی نے بھی جنگ میں شرکت کی پیش کش کی اور آپ نے نامنظور فرمائی چنانچہ جنگ احد کے شرکاء نے خستہ حالی کے باوجود آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور ساتھ روانہ ہو گئے۔ سورہ آل عمران (۱۷۲/۳) میں ہے۔ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے جو ان میں سے نیک اور پرہیز گار ہوئے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

رسول اللہ ﷺ مع لشکر دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور "حمراء الاسد" مقام پر پہنچ گئے۔ ابن لھیعہ نے ابو الاسود کی معرفت عروہ بن زبیر سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

مغازی میں محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد بروز ہفتہ ۱۵ شوال ۳ھ میں واقع ہوئی اور دوسرے روز اتوار ۱۶ شوال ۳ھ کو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا اعلان کیا کہ ہمارے ساتھ وہی مجاہد روانہ ہو جو کل جنگ احد میں شامل تھا یہ سن کر جابر بن عبداللہ نے ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے منظور فرمالی۔ رسول اللہ ﷺ دشمن کو دھمکانے اور مرعوب کرنے کی خاطر روانہ ہوئے تاکہ دشمن کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان ایک ناقابل تسخیر طاقت ہیں اور جو ان کو معمولی تکلیف پہنچی ہے وہ ان کے عزائم پست نہیں کر سکتی۔

ابن اسحاق (عبداللہ بن خارجہ بن زید بن ثابت) ابو السائب غلام عائشہ بنت عثمان سے بیان کرتے ہیں کہ ایک اشہلی نے بتایا کہ میں اور میرا بھائی جنگ احد سے زخموں سے چکنا چور واپس آئے جب رسول اللہ ﷺ کے منادی نے دشمن کے تعاقب کا اعلان کیا تو میں نے اپنے بھائی سے بیان کیا تو اس نے کہا کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شریک ہونے سے محروم رہ جائیں گے' واللہ ہمارے پاس سواری نہ تھی' اور ہم سخت مجروح تھے چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہو گئے اور میں اپنے بھائی سے کم زخمی تھا' وہ جب چلنے سے معذور ہو جاتا تو میں اس کو اٹھا لیتا اسی طرح ہم چلتے چلتے مجاہدین کے ہمراہ منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ بقول ابن اسحاق' رسول اللہ ﷺ روانہ ہو کر "حمراء الاسد" تک پہنچ گئے جو مدینہ سے آٹھ میل کی مسافت پر واقع ہے اور وہاں تین روز --- سوموار' منگل بدھ --- قیام فرما کر مدینہ واپس چلے آئے۔ بقول

ابن ہشام' ابن ام مکتوم کو امیر مدینہ مقرر فرمایا۔

معبد خزاعی کی خیر خواہی : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے کہ تہامہ میں خزاعہ قبیلہ کے مسلمان اور کافر رسول اللہ ﷺ کے بہی خواہ اور ہمراز تھے وہ آپ سے کسی بات کو چھپاتے نہ تھے۔ معبد بن ابی معبد خزاعی جو مشرک تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس "حمراء الاسود" میں آیا اور عرض کیا واللہ! اے محمدؐ! آپ کے صحابہ کو جو صدمہ پہنچا ہے وہ ہمیں سخت ناگوار اور ناپسند ہے اور ہماری خواہش ہے کہ اللہ آپ کو اس سے عافیت بخشے۔ پھر وہ یہاں سے روانہ ہو کر "روحا" میں چلا گیا جہاں ابوسفیان اپنے لشکر سمیت پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ جس نے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا پختہ عزم کر لیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کے معزز لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر ہم ان کا استیصال کئے بغیر واپس چلے جائیں۔ (یہ حماقت ہو گی) ہم انکے باقی ماندہ لوگوں پر حملہ آور ہوں گے اور ان کا قلع قمع کر کے خطرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔

ابوسفیان نے معبد سے پوچھا! کوئی تازہ خبر' تو اس نے بتایا کہ محمد ایک بے مثال لشکر لے کر تمہارے تعاقب میں آرہا ہے جو غیظ و غضب سے بے تاب ہے محمدؐ کے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جو احد میں شریک نہ ہو سکے تھے اور وہ اپنی عدم شرکت پر سخت پشیمان ہیں اور غصہ سے پیچ و تاب کھا رہے ہیں یہ سن کر ابوسفیان نے کہا افسوس! تو کیا کہہ رہا ہے تو معبد خزاعی نے کہا واللہ! تو چلے گا تو گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لے گا' پھر ابوسفیان نے کہا واللہ! ہمارا مصمم ارادہ تھا کہ ہم حملہ آور ہو کر ان کا کام تمام کر دیں تو معبد خزاعی نے کہا میں تجھے اس عزم سے منع کرتا ہوں' واللہ میں نے ان کے غیظ و غضب اور عزم سے متاثر ہو کر چند اشعار کہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم نے کون سے اشعار کہے ہیں تو اس نے کہا۔

كادت تُهدُّ من الأصوات راحلتي	إذ سالتِ الارضُ بالجرد الأبابيل
تردي باسد كرام لا تنابلةٍ	عند اللقاء ولا ميل معازيل
فظلت عَدْواً أظن الارض مائلة	لما سمعوا برئيس غير مخذول

(قریب تھا کہ میری سواری لشکر کے ہولناک اور مہیب آواز سے گر پڑتی جب زمین پر عمدہ گھوڑوں کے جتھے کا سیلاب آگیا۔ وہ بہادر شیروں کو نہایت تیز رفتاری سے لئے آ رہے ہیں جو لڑائی کے وقت بے ہمت اور غیر مسلح نہیں ہیں۔ دوڑتے ہوئے میرا گمان تھا کہ زمین پر لرزہ طاری ہے جب وہ مطاع اور مقتدا رئیس کی طرف بڑھے)

فقلت ويلَ ابن حرب من لقائكم	اذا تغطمطتِ البطحاء بالجيل
إني نذير لأهل البَسْل ضاحية	لكل ذي اربة منهم ومعقول
من جيش أحمد لا وخش قنابله	وليس يوصف ما أنذرتُ بالقيل

(میں نے کہا تمہارے ساتھ برسرپیکار ہونے سے ابن حرب کی ہلاکت ہے جب وادی میں لوگوں کا سیلاب اٹد آیا۔ میں روز روشن میں قریش کو آگاہ کرتا ہوں اور ان کے ہر صاحب عقل و شعور کو۔ احمد ﷺ کے لشکر سے باخبر کرتا ہوں جو کمینے اور دون ہمت نہیں ہیں اور میرا یہ انتباہ بے وزن بات نہیں)

اس صورت حال نے ابوسفیان اور اس کے لشکر کے عزائم کو مضمحل اور پریشان کر دیا۔

عبدالقیس کا قافلہ : ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کا ایک قافلہ گزرا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا مدینہ' پوچھا کس غرض سے' بتایا غلہ خریدنے کے لئے' ابوسفیان نے اس گفتگو کے بعد کہا' یا تم محمدؐ کو میرا پیغام پہنچا دو گے؟ اور میں تمہارے یہ سارے اونٹ عکاظ کے میلے میں زبیب اور مویز سے لاد دوں گا جب تم وہاں آؤ گے۔ اس نے اثبات میں جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا جب تم "اس" کے پاس جاؤ تو اس کو بتا دو کہ "ہم (ابوسفیان مع لشکر) نے محمد اور اس کے رفقاء پر حملہ کرنے کا پختہ عزم کر لیا ہے کہ ان کے باقی ماندہ لوگوں کا کام تمام کر دیں"

حسبنا اللہ کی فضیلت : چنانچہ یہ قافلہ "حمرا الاسد" میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے ابوسفیان کا پیغام پہنچایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل** (۳/۱۷۳) ہمیں اللہ کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔ حضرت حسن بصری نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بخاری' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو نذر آتش کیا گیا تو انہوں نے **حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل** کہا اور یہی دعا رسول اللہ ﷺ نے پڑھی۔ جب انہوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمہارے مقابلہ کے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے (۳/۱۷۳) (تفرد بہ البخاری)

ایک غریب بیان قابل توجہ : امام بخاری' حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ "جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا (۳/۱۷۲) ان کے بارے حضرت عائشہؓ نے عروہ کو بتایا کہ اے میرے بھانجے! ان لوگوں میں تیرے والد اور نانا ابوبکر دونوں موجود تھے جب جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ مصائب سے دوچار ہوئے اور مشرکین وہاں سے کوچ کر گئے اور آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پلٹ کر حملہ آور ہوں گے تو آپ نے فرمایا ان کے تعاقب میں کون جائے گا چنانچہ ستر مجاہدین تیار ہوئے جن میں زبیر اور ابوبکر بھی شامل تھے۔ امام مسلم نے اس روایت کو ہشام کی سند سے مختصر بیان کیا ہے' سعید بن منصور اور ابوبکر حمیدی نے اس کو سفیان بن عبید سے نقل کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس روایت کو ہشام بن عروہ سے بیان کیا اور مستدرک میں حاکم نے بہ سند ابوسعید از ہشام بن عروہ بیان کیا ہے نیز بروایت سدی از عروہ بھی بیان کیا ہے اور ان دونوں سندوں کو صحیح قرار دے کر کہا ہے کہ مسلم و بخاری نے اس کی تخریج نہیں کی۔ یہ بیان نہایت غریب ہے کیونکہ علماء مغازی کے ہاں مشہور ہے کہ حمراء اسد تک رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وہی مجاہد گئے تھے جو جنگ احد میں شریک تھے جن کی تعداد سات سو ہے ان میں سے ستر شہید ہوئے اور باقی آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

عجیب و غریب قول : ابن جریر نے عوفی کی معرفت حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ احد کے بعد ابوسفیان کو مرعوب کر دیا اور وہ مکہ روانہ ہو گیا۔

تجارت پیشہ لوگ ماہ ذی قعد میں مدینہ منورہ آتے اور بدر صغریٰ میں ہر سال میلہ منعقد کرتے یہ لوگ

جنگ احد (جو شوال ۳ھ میں واقع ہوا تھا) کے بعد بدر صغریٰ میں آئے اور مسلمان جنگ احد کے زخموں سے ابھی شفایاب نہ ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے معذرت کا اظہار کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو جانے پر آمادہ کیا اور تھکاوٹ کے باوجود اتباع پر مجبور کیا اور فرمایا تم اب سفر اختیار کرو اور حج پر چلو' آئندہ سال تک ایسے عمل کی قدرت نہ ہو گی۔ اور شیطان اپنے ہم خیال اور دوستوں کو خوفزدہ اور مرعوب کرنے لگا۔ اور اس نے کہا لوگ تمہاری ہلاکت کے لئے جمع ہو چکے ہیں چنانچہ لوگوں نے آپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور آپؐ نے فرمایا میں خود جاؤں گا خواہ میرے ساتھ کوئی فرد بشر بھی نہ ہو چنانچہ آپ کے ہمراہ جانے پر ستر مجاہد تیار ہو گئے' حضرت ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' سعد' عبدالرحمان بن عوف' ابوعبیدہ' ابن مسعود اور حذیفہ (رضوان اللہ علیہم) ان میں شامل تھے۔ ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور مقام ''صفراء'' میں پہنچ گئے اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۳/۱۷۲) **الذین استجالوا للّٰہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم** یہ اثر بھی غریب اور عجوبہ پن کا حامل ہے۔

صفوان بن امیہ کے مشورہ سے ابوسفیان کا عزم سے باز آنا : ابن ہشام' ابوعبیدہ کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد سے فراغت کے بعد ابوسفیان مکہ کی طرف روانہ ہو گیا تو اس نے راستہ میں مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو صفوان بن امیہ نے کہا' ایسا نہ کرو' مسلمان سخت غیظ و غضب میں ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ان کے ساتھ پہلے جیسی جنگ نہ ہو گی۔ واپس چلنے میں ہی عافیت ہے۔ چنانچہ وہ واپس مکہ چلے آئے۔

عذاب : رسول اللہ ﷺ کو جب معلوم ہوا کہ وہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو آپؐ نے ''حمراء اسد'' میں فرمایا' واللہ! اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ان کی ہلاکت کے لئے پتھروں پر علامت لگا دی گئی تھی اگر وہ واپس آتے تو نیست و نابود ہو جاتے۔

معاویہ اور ابوعزہ : رسول اللہ ﷺ نے مدینہ آنے سے قبل معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس' عبدالملک بن مروان کے نانا اور ابوعزہ جمحی ''شاعر'' کو گرفتار کیا۔ ابوعزہ کو رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں بھی گرفتار کیا تھا اور اس پر احسان کر کے رہا کر دیا تھا چنانچہ اس نے پھر درخواست کی یارسول اللہ ﷺ مجھے معاف فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا واللہ' بالکل نہیں۔ تو مکہ میں اپنے رخسار پر ہاتھ پھیر کر نہ کہے گا کہ میں نے محمدؐ کو دوبار دھوکہ دیا اے زبیر! اس کا سر قلم کر دو۔ چنانچہ حضرت زبیر نے اس کی گردن اتار دی۔

ابن ہشام نے سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ اور مقام سے دو بار فریب میں نہیں آتا۔ اے عاصم بن ثابت! اس کی گردن اڑا دے چنانچہ اس نے اس کا سر قلم کر دیا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص (عبدالملک کے نانا) کے لئے حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ سے امان کی درخواست کی کہ وہ تین رات کے بعد یہاں نہ ٹھہرے گا بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر کو روانہ کیا اور فرمایا تم اس کو فلاں مقام میں پاؤ گے اور اس کو

قتل کرو' چنانچہ انہوں نے حسب فرمان قتل کر دیا۔

عبداللہ بن ابی کی پوزیشن : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جیسا کہ مجھے امام زہری نے بتایا کہ عبداللہ بن ابی اپنی قوم کا بزرگ اور مطاع تھا اور اس کا ایک مقام اور مرتبہ تھا۔ اس کا دستور تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ بروز جمعہ خطبہ کے لئے منبر پر تشریف فرما ہوتے تو وہ اٹھ کر کہتا' اے لوگو! رسول اللہ ﷺ تمہارے درمیان تشریف فرما ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کی بدولت اعزاز و اکرام بخشا ہے تم ان کی مدد و نصرت کرو۔ ان کی بات سنو اور اطاعت کرو' یہ کلمات کہہ کر بیٹھ جاتا۔

رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے واپس تشریف لائے تو وہ بروز جمعہ حسب دستور کھڑا ہو کر مذکور بالا کلمات کہنے لگا تو مسلمانوں نے اسی کو پکڑ کر کہا' اے اللہ کے دشمن! اے عدو اللہ! بیٹھ جا' تو اس گفتگو اور کلام کا اہل نہیں' تیری کرتوت واضح ہو گئی ہے۔ (کہ تو نے اپنے ہم خیال لوگوں کو جنگ میں جانے سے روک لیا تھا) چنانچہ وہ لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہوا مسجد سے باہر نکل آیا اور وہ کہہ رہا تھا گویا میں نے کوئی بری بات کہہ دی' واللہ! میں تو "اس" کی بات کی توثیق ہی کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ مسجد کے دروازے پر اس کی چند انصاریوں سے ملاقات ہو گئی' انہوں نے پوچھا افسوس! کیا بات ہے؟ اس نے کہا میں "اس" کی بات کی توثیق کے لئے کھڑا ہوا تھا تو اس کے اصحاب مجھ پر پل پڑے اور مجھے سختی سے کھینچ لیا گویا میں نے کوئی بری بات کی۔ میں تو محض اس کی بات کی توثیق اور پختگی کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ یہ سن کر انصار نے کہا افسوس! واپس چلو رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے مغفرت کی دعا کریں گے تو اس نے کہا واللہ! میں رسول اللہ ﷺ کی دعا و مغفرت کا طلب گار نہیں ہوں۔

ابن اسحاق نے غزوہ احد کے بارے جو ساٹھ آیات (واذ غدوت من اھلک) (۳/۱۲۱ سے لے کر ۳/۱۸۰ تک) نازل ہوئیں ان کی توضیح و تشریح کی ہے۔ اور تفسیر میں ہم نے بھی ان آیات پر سیر حاصل بحث کی۔

۷۰ شہید اور ۲۲ ہلاک : بعد ازاں ابن اسحاق نے حسب عادت شہدائے احد کے بہ تفصیل نام بیان کئے ہیں جن میں چار مہاجر حضرت حمزہ' حضرت مصعب بن عمیر' عبداللہ بن جحش اور شماس بن عثمان بیان کئے ہیں اور ۶۱ انصاری ذکر کئے ہیں اور ابن ہشام نے پانچ اور شہدا کا نام ذکر کیا ہے۔ بنا بریں شہداء احد کی تعداد ستر ہو گئی۔ پھر ابن اسحاق نے مشرکین کے بائیس مقتولوں کے قبیلہ وار نام بتائے ہیں۔

امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ امام شافعی وغیرہ کے بیان کے مطابق جنگ احد میں صرف ابوعزہ جمحی گرفتار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا سر' زبیر یا عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قلم کیا۔

جنگ احد کے بارے مسلم اور غیر مسلم کے اشعار : ہم کفار کے اشعار' اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ ان کے جواب میں مسلمان شعراء کا کلام پیش کریں تاکہ ان کا سمجھنا آسان ہو' اور کفار کا دندان شکن جواب ہو۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ اشعار ھبیرۃ بن ابی وہب مخزومی کے ہیں جب وہ قریش کے دین پر تھا۔

ما بال ھمّ عمید بات یطرقنی ۔۔۔ بالود من ھند اذ تعدوا عو ادیھا

باتت تعاتبنی ھند وتعذلنی ۔۔۔ والحرب قد شغلت عنی موالیھا

مهلا فلا تعذلینی ان من خلقی ... ما قد علمت وما ان لست أخفیها
مساعف لبنی کعب بما کلفوا ... حمال عبء وأثقال أعانیها
وقد حملت سلاحی فوق مشترف ... ساط سبوح اذا یجری یباریها

(دردناک رنج و الم کا کیا حال ہے جو مجھے ہند کی محبت سے رات کو ستا رہا ہے جب اس کی پریشانیاں حد سے تجاوز کر رہی ہیں۔ ہند مجھے عتاب اور ملامت کرنے لگی اور لڑائی کے جان باز مجھ سے مصروف تھے۔ رک جا تو مجھے ملامت نہ کر' تو میری طبیعت سے آشنا ہے اور میں اس کو مخفی نہیں رکھتا۔ میں بنی کعب کی خواہشات کا ہم نوا اور مطیع ہوں اور میں بوجھل بوجھوں کو اٹھانے والا ہوں۔ میں نے ایک نامور گھوڑے پر اپنے ہتھیار سجائے جو دراز قدم تیز رفتار ہے جب دوڑتا ہے تو عمدہ گھوڑوں کا مقابلہ کرتا ہے)

کأنه اذ جری عیر بفدفدة ... مکدّم لاحق بالعون یحمیها
من آل أعوج یرتاح الندیُّ له ... کجذع شعْراء مستعلٍ مراقیها
اعددته ورقاق الحدّ منتخلاً ... ومارنا لخطوب قد ألاقیها
هذا وبیضاء مثل النهی محکمة ... لظّت علیَّ فما تبدو مساویها
سقنا کنانة من اطراف ذی یمن ... عرض البلاد علی ما کان یزجیها

(جب وہ دوڑتا ہے گویا چٹیل میدان میں نیل گاؤ ہے جو نیل گاؤ کے گلہ سے مل کر ان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ گھوڑا "اعوج" کی نسل سے ہے۔ مجلس اس کو دیکھ کر جھوم اٹھتی ہے۔ شاخ دار کھجور کی شاخ کی مانند ہے اور اس کی پشت عالی اور بلند ہے۔ میں نے اس کو اور تیز دھار تلوار کو پسند کیا ہے اور لچکدار نیزے کو پیش آمدہ حوادثات کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس کے علاوہ مضبوط اور چمکدار زرہ ہے تالاب کی طرح وہ میرے جسم پر پیوستہ ہے نقائص سے پاک ہے۔ ہم کنانہ کو "ذی یمن" کے اطراف و نواح میں وسیع و عریض علاقے میں لے گئے کہ وہ اس علاقے میں ان کو لے جا رہا تھا)

قالت کنانة أنی تذهبون بنا ... قلنا النخیل فأموها ومن فیها
نحن الفوارس یوم الجرّ من أحد ... هابت معد فقلنا نحن نأتیها
هابوا ضرابا وطعنا صادقا خذما ... مما یرون وقد ضمت قواصیها
ثمت رحنا کانا عارض برد ... وقام هام بنی النجار یبکیها
کأن هامهم عند الوغی فلق ... من فیض ربد نفته عن أداحیها

(کنانہ نے پوچھا ہمیں کدھر لئے جا رہے ہو' ہم نے کہا کہ مدینہ اور اہل مدینہ کا قصد کرو۔ ہم جبل احد کے دامن میں شاہ سوار تھے' معد قبیلہ خائف تھا اور ہم نے کہا کہ ہم پیش قدمی کریں گے۔ نیزے اور تلوار کی کاٹ کے زخموں کو دیکھ کر وہ ڈر گئے اور ان کے وسیع زخم باہم ملا دئے گئے تھے۔ وہاں ہم ژالہ بار بادل کی طرح برسے اور بنی نجار کے سرداروں کے سروں سے پرندے نکل کر رو رہے تھے۔ لڑائی کے وقت ان کی کھوپڑیاں گویا کہ شترمرغ کے انڈے کا چھلکا ہے جو اس نے اپنے انڈے سینے کی جگہ پھینک دیئے ہیں)

أو حنظل دعدعته الريح في غصن ... بال تعاوره منها سوافيها
قد نبذل المال سحا لا حساب له ... ونطعن الخيل شزرا في مآقيها
وليلة يصطلي بالفرث جازرها ... يختص بالنقرى المثرين داعيها
وليلة من جمادى ذات أندية ... جَرْبا جُمادية قد بت أسريها
لا ينبح الكلب فيها غير واحدة ... من القريس ولا تسرى أفاعيها

(یا تمہ اور اندرائن ہے جس کو بوسیدہ شاخ میں اندھیریاں ادھر' ادھر لڑھکاتی ہیں۔ ہم بے شمار مال خرچ کرتے ہیں اور گھوڑوں کی آنکھوں میں دائیں بائیں سے نیزہ مارتے ہیں۔ اور بہت سی موسم سرما کی راتیں جن میں قصاب گوبر سے آگ تاپتا ہے ایسی راتوں میں دعوت دینے والا سرمایہ داروں کی خصوصی دعوت کرتا ہے۔ اور بہت سی قحط زدہ موسم سرما کی راتیں میں نے بسر کی ہیں۔ جن میں کتا نہایت سردی کی وجہ سے نہیں بھونکتا اور نہ ہی اس میں سانپ حرکت کر سکتے ہیں)

أو قدت فيها لذى الضراء جاحمة ... كالبرق ذاكية الأركان أحميها
أورثني ذلكم عمرو ووالده ... من قبله كان بالمشتى يغاليها
كانوا يبارون أنواء النجوم فما ... دنت عن السورة العلياء مساعيها

(ایسی راتوں میں' میں نے حاجت مندوں کے لئے آگ روشن کی جو بجلی کی طرح ان گھروں کو روشن کرتی ہے جن کی میں حفاظت کرتا ہوں۔ عمرو اور اس کے والد نے مجھے یہ خصلت وراثت میں دی ہے جو قبل ازیں کیے بعد دیگر اس کو روشن رکھتا تھا۔ وہ قحط کا مقابلہ کرتے تھے اور ان کی مساعی جمیلہ بلند رتبہ حاصل کرنے سے قاصر نہ تھیں)

امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسانؓ نے اس کے جواب میں کہا اور بقول ابن ہشام یہ اشعار حضرت کعبؓ بن مالک وغیرہ سے بھی مروی ہیں لیکن بقول امام ابن کثیر ابن اسحاق کا قول مشہور و معروف ہے' واللہ اعلم۔

سقتم كنانة جهلا من سفاهتكم ... الى الرسول فجند الله مخزيها
أوردتموها حياض الموت ضاحية ... فالنار موعدها والقتل لاقيها
جمعتموهم أحابيشا بلا حسب ... أئمة الكفر غرّتكم طواغيها
ألا اعتبرتم بخيل الله إذ قتلت ... أهل القليب ومن ألقيته فيها
كم من أسير فككناه بلا ثمن ... وجزّ ناصية كنا مواليها

(تم نے کنانہ قبیلہ کو اپنی حماقت کی لاعلمی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف جنگ میں روانہ کیا اللہ کا لشکر ان کو رسوا کرنے والا ہے۔ تم نے روز روشن میں اس لشکر کو موت کے کنوؤں میں ڈال دیا آگ ان کا مستقر ہے اور قتل ان کا نصیب ہے۔ تم نے معمولی اور ادنیٰ قسم کے لوگوں کو جمع کر لیا جو کفر کے پیشوا تھے تمہارے سرکش اور متکبر لوگوں نے تم کو فریب دیا۔ تم نے اسلامی لشکر سے عبرت کیوں نہ حاصل کی جب اس نے جنگ بدر میں ان کو قتل کر کے قلیب میں دفن کر دیا۔ بہت سے اسیروں کو ہم نے زر فدیہ کے حصول اور پیشانی کے بال کاٹنے کے بغیر ہی رہا کر

دیا، ان اسیروں کے ہم آقا تھے)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب بن مالک نے بھی ہبیرہ بن ابی وھب مخزومی کا جواب دیا۔

ألا هل أتى غسان عنا ودونهم ... من الارض خرق سيره متنعنع
صحاری وأعلام كأنّ قتامها ... من البعد نقع هامد متقطع
تظل به البزل العراميس رزّحاً ... ويخلوا به غيث السنين فيمرع
به جيف الحسرى يلوح صليبها ... كما لاح كتّان التجار الموضّع
به العِين والآرام يمشين خلفةً ... وبيض نعام قيضه يتفلع

(کیا غسان کو ہماری خبر پہنچ چکی ہے اور ان کے ورے وسیع و عریض چٹیل میدان ہیں جس کا عبور کرنا باعث تردد ہے۔ صحرا اور بلند پہاڑ ہیں گویا ان کی سیاہی دور سے ایسی معلوم ہوتی کہ وہ غبار کے قطعہ ہیں۔ ان میں طاقتور اور مضبوط اونٹ تھک جانے والے اور قحط کے سالوں میں بارش برستا ہے وہ خوشگوار ہو جاتے ہیں۔ اس میں تھکے ماندے مردہ اونٹ پڑے جن کی چربی ظاہر ہے جیسا کہ تاجروں کی منقش چادر کے خطوط نمایاں ہیں۔ اس میں نیل گاؤ اور ہرنیاں آگے پیچھے چلتی ہیں اور شتر مرغ کے انڈوں کے چھلکے پڑے ہیں)

مجالدنا عن ديننا كل فخمة ... مذربة فيها القوانس تلمع
وكل صموت في الصوان كأنها ... اذا لبست نهيّ من الماءَ مُترع
ولكن ببدر سائلوا من لقيتمُ ... من الناس والأنباء بالغيب تنفع
وانا بأرضِ الخوف لو كان أهلها ... سوانا لقد أجلوا بليل فاقشعوا
اذا جاء منا راكب كان قوله ... أعدوا لما يزجي ابن حرب ويجمع

(ہمارا کام اپنے دین سے ہر بڑے لشکر کی جارحانہ کارروائی کا دفاع کرنا ہے جو لڑائی کے ماہر ہیں اس میں خودیں چمک رہی ہیں۔ اور مضبوط زرہیں جب وہ پہنی جائیں تو گویا کہ وہ چمکدار ہیں پانی کے تالاب کی طرح۔ یہ باتیں چھوڑو اور کوئی بات نہ کرو، لیکن بدر کے بارے جس سے ملاقات ہو پوچھو اور شنیدہ باتیں مفید ہوتی ہیں۔ ہم ایسے خوف زدہ علاقہ میں ہیں اگر ہمارے علاوہ کوئی اور قبیلہ یہاں مقیم ہوتا تو وہ ڈر کے مارے رات کی تاریکی میں جلا وطن ہو جاتا۔ جب ہمارا شاہ سوار آتا ہے تو اس کا نعرہ ہوتا ہے کہ جو ابن حرب نے سامان جنگ جمع کیا ہے اس کے لئے تیار ہو جاؤ)

فمهما يهمُّ الناس مما يكيدنا ... فنحن له من سائر الناس أوسع
فلو غيرنا كانت جميعاً تكيده البرية ... قد أعطوا يداً وتوزّعوا
نجالد لا تبقى علينا قبيلة ... من الناس إلاّ ان يهابوا ويفظعوا
ولما ابتنوا بالعرض قالت سُراتنا ... علام إذا لم تمنع العرض نزرع
وفينا رسول الله نتبع أمره ... اذا قال فينا القول لا نتطلع

(ہمارے پیش افتادہ ہولناک امور لوگوں کو کتنے ہی غمزدہ کر دیں لیکن ہم سب لوگوں سے زیادہ ان کو وسعت قلبی سے برداشت کریں گے۔ اگر لوگ ہمارے علاوہ کسی اور کے خلاف ہو جاتے تو وہ خود گرفتاری پیش کر دیتے اور وہ

گروہوں میں تقسیم ہو جاتے۔ ہم جہاد کریں گے سب قبیلے ہیبت زدہ ہو کر پریشان ہو جائیں گے۔ جب انہوں نے مقام "عرض" میں خیمے نصب کر لئے تو ہمارے اچھے لوگوں نے کہا جب ہم عرض کا دفاع نہ کریں گے تو کہاں کاشت کریں گے۔ ہم میں اللہ کا رسول ﷺ موجود ہے اس کے امر کی ہم اتباع کرتے ہیں جب کوئی حکم فرماتے ہیں تو ہم کج روی نہیں کرتے)

تدلی علیه الروح من عند ربه ینزّل من جوّ السماء ویرفع
نُشاوره فیما نرید وقصرنا اذا ما اشتهی أنّا نطیع ونسمع
وقال رسول الله لما بدوا لنا ذروا عنکم هول المنیّات واطمعوا
وکونوا کمن یشری الحیاة تقرُّباً الی ملك یحیا لدیه ویرجع
ولکن خذوا أسیافکم وتوکلوا علی الله إن الأمر لله أجمع

(اس کے رب کے پاس سے جبرائیلؑ اس پر نازل ہوتا ہے آسمان کی فضا سے ان پر احکام اتارے جاتے ہیں اور ان کا قدر و منزلت بلند کیا جاتا ہے۔ ہم ان سے اپنے عزائم میں مشورہ لیتے ہیں اور ہماری غرض و غایت یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کی خواہش کرے تو ہم ان کی اطاعت کریں اور ان کی بات سنیں۔ جب وہ ہمارے سامنے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم موت کے غم و اندوہ کا فکر نہ کرو اور فتح کی امید رکھو۔ تم ایسے شخص کی مانند ہو جاؤ جو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی خاطر اپنی زندگی فروخت کرتا ہے وہ اللہ کے پاس زندہ رکھا جائے گا اور لوٹایا جائے گا۔ لیکن تم اپنی تلواریں پکڑ کر اللہ پر توکل کرو' بے شک سب معاملات اللہ کے ہاتھ میں ہیں)

فسِرْنا الیهم جهرةً فی رحالهم ضُحیّا علینا البیض لا نتخشع
بملمومة فیها السنوّر والقنا اذا ضربوا أقدامها لا تورّع
فجئنا الی موج من البحر وسطه أحابیش منهم حاسرٌ ومقنّع
ثلاثة آلاف ونحن نصیّة ثلاث مئین إن کثرنا فأربع
نغاورهم تجری المنیة بیننا نشارعهم حوض المنایا ونشرع

(ہم ان کی طرف برملا چلے ہماری تلواریں چمک رہی تھیں اور ہم خوف زدہ نہیں ہیں۔ ایسے عظیم لشکر میں کہ اس میں اسلحہ اور نیزے تھے جب ان کے قدموں پر مارتے تھے تو وہ رکتے نہ تھے۔ ہم سمندر کی ایک موج کی طرح چلے اس کے وسط میں متفرق اقوام کے لوگ تھے بعض ان میں سے ننگے سر تھے اور بعض خود پہنے۔ وہ تین ہزار تھے اور ہم قوم کے بہترین لوگ صرف سات سو تھے۔ ہم ان پر حملہ کرتے تھے ہمارے درمیان موت کا منظر تھا ہم ان کو موت کے حوضوں سے پلاتے تھے اور ہم موت کے حوض سے پیتے تھے)

تهادی قسی النبع فینا وفیهم وما هو إلا الیثربی المقطع
ومنجوفة حرمیة صاعدیه یذر علیها السمّ ساعة تصنع
تصوب بأبدان الرجال وتارة تمرّ بأعراض البصار تقعقع
وخیل تراها بالفضاء کأنها جراد صبا فی قرّة یتریّه

فلما تلاقینا ودارت بنا الرحا ولیس لأمر حمّه الله مدفع

(ہمارے اور ان کے درمیان نبع درخت کی کمانیں چلتی تھیں اور یثرب کی تانتیں توڑی گئیں۔ اور حرم کے تیر ہمیں سلمدی کاریگر کے ساخت کے وقت ان پر زہر چھڑکا گیا ہے۔ جو لوگوں کے جسموں کو پھاڑتے ہیں اور کبھی پتھروں کے کناروں پر گر کر آواز کرتے ہیں۔ اور لشکر کو تو فضا میں دیکھے گا گویا وہ باد صبا کا ٹڈی دل ہے جو موسم سرما میں آتا ہے۔ جب ہم آمنے سامنے ہوئے اور گھمسان کا رن پڑا اور اللہ کی قضاء و قدر کی کوئی روک تھام نہیں ہے)

ضربناهم حتی ترکنا سراتهم کأنهم بالقاع خشب مصرع
لدن غدوة حتی استفقنا عشیة کأن ذکانا حرّ نار تلفع
وراحوا سراعاً موجعین کأنهم جهام هراقت ماءه الریح مقلع
ورحنا وأخرانا بطاء کأننا أسود علی لحم ببیشه ضلع
فنلنا ونال القوم منا وربما فعلنا ولکن الله ما لدی الله أوسع

(تو ہم نے ان کو مارا حتیٰ کہ ان کے رؤسا کو ہم نے ایسا چھوڑا گویا وہ نشیب میں ستون گرے ہوئے ہیں۔ ہم صبح سے لے کر شام تک لڑتے رہے گویا کہ لڑائی کی طپش ہر ایک کو جھلسا رہی ہے۔ وہ درد کے مارے جلدی جلدی چلے گویا وہ برسا ہوا بادل ہے اور ہوا تیز دوڑ رہی ہے۔ اور ہم بھی روانہ ہوئے اور ہمارے لشکر کا آخری حصہ ست رفتار تھا گویا ہم بیشہ کے شیر ہیں جو گوشت پر پل پڑے ہیں۔ ہم نے ان کو قتل کیا اور انہوں نے ہم کو قتل کیا اور بسا اوقات ہم کرتے ہیں لیکن اللہ کی تقدیر غالب ہوتی ہے)

ودارت رحانا واستدارت رحاهم وقد جعلوا کل من الشرّ یشبع
ونحن أناس لا نری القتل سبة علی کل من یحمی الذمار ویمنع
جلاد علی ریب الحوادث لا نری علی هالك عیناً لنا الدهرَ تدمع
بنو الحرب لا نعیا بشیئ نقوله ولا نحن مما جرتً الحرب نجزع
بنو الحرب إن نظفر فلسنا بفحش ولا نحن من أظفارنا نتوجع

(ہماری اور ان کی لڑائی کا چکر چلا اور ہر فریق قتل سے سیراب ہوا۔ اور ہم ایسے بہادر ہیں کہ قتل کو ہر محافظ اور اپنے فرائض کے نگران پر عار نہیں سمجھتے۔ ہم حوادثات دھر پر صبر مند ہیں' کسی مرنے والے پر ہم کو تو آنسو بہاتے نہ دیکھے گا۔ ہم جنگ پر کمربستہ ہیں' ہم اپنے قول سے عاجز نہیں رہتے اور نہ ہی ہم جنگ کے وبال سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔ ہم جنگ جو ہیں اگر غالب آئیں تو ہم فحاشی نہیں کرتے' اور نہ ہی ہم اپنی موت پر جزع و فزع کرتے ہیں)

وکنا شهاباً یتقی الناس حره ویفرج عنه من یلیه ویسفع
فخرتَ علیَّ ابن الزبعری وقد سری لکم طلب من آخر اللیل متبع
فسل عنك فی علیا معدٍ وغیرها من الناس من أخزی مقاماً وأشنع
ومن هو لم یترك له الحرب مفخراً ومن خده یوم الکریهة أضرع
شددنا بحول الله والنصر شدة علیکم وأطراف الأسنة شرَّع

(ہم آگ کا شعلہ ہیں لوگ اس کی حرارت سے ڈرتے ہیں اور جو شخص اس کے قرب و جوار میں ہو وہ بھاگ جاتا اور جل کر راکھ ہو جاتا ہے۔ اے ابن زبعری! تو نے مجھ پر افتخار کا اظہار کیا حالانکہ رات کے آخری حصہ میں تمہارا قافلہ جستجو کے لئے روانہ ہوا۔ تو اپنے بارے معد وغیرہ قبائل کے لوگوں سے پوچھ کون ہے؟ زیادہ ذلیل و شنیع۔ اور کون ہے وہ شخص کہ جنگ نے اس کے لئے کوئی فخر و مباہات کا مقام نہیں چھوڑا اور کون ہے وہ شخص کہ اس کا چہرہ بروز جنگ ذلیل و رسوا تھا۔ اللہ کی نصرت اور مدد سے ہم نے حملہ کیا اور نیزوں کی انیاں تیز تھیں)

تكر القنا فيكم كأنَّ فروعها عزالى مزاد ماؤها يتهزَّع
عمدنا الى أهل اللواء ومن يطر بذكر اللواء فهو في الحمد أسرع
فخانوا وقد أعطوا يداً وتخاذلوا أبى الله إلا أمره وهو أصنع

(نیزے ان کے جسموں میں دوبارہ سہ بارہ پڑتے تھے گویا ان کے زخم ہیں مشکیزوں کے منہ' جن سے پانی بہہ رہا ہے۔ ہم نے علم برداروں کی طرف قصد کیا اور جو شخص علم کے ذکر پر ناز کرے وہ حمد و ستائش میں سریع ہے۔ وہ ہلاک ہو گئے اور دست بردار ہو گئے اور ذلیل و رسوا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے امر کو نافذ کیا اور وہی تقدیر کو نافذ کرتا ہے)

عبداللہ بن زبعری نے بہ حالت کفر و شرک غزوہ احد کے بارے کہا۔

يا غرابَ البين أسمعتَ فقلْ إنما تَنطق شيئاً قد فُعلْ
إن للخير وللشرِّ مَدًى وكلا ذلك وجهٌ وقَبَلْ
والعطيَّات خِساسٌ بينهم وسواء قبر مُثرٍ ومُقِلّ
كلُّ عيش ونعيمٍ زائلٍ وبناتُ الدهر يلعبْن بكلْ

(اے فراق کی خبر دینے والے کوے! تو نے بات پہنچا دی اور کہو' تو وہی بات بتاتا ہے جو ہو چکی ہے۔ بھلائی اور برائی کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے اور یہ دونوں انسان کو لاحق ہوتی ہیں۔ مال و زر ان کے درمیان ایک حقیر چیز ہے۔ سرمایہ دار اور نادار کی قبر یکساں ہوتی ہے۔ ہر عیش و عشرت اور نعمت زوال پذیر ہے۔ حوادث زمانہ ہر فرد کے ساتھ چلتے ہیں)

أبلغا حسّانَ عني آيةً فقريض الشعر يشفي ذا الغلل
كم ترى بالجر من جمجمة وأكفٍّ قد أترَّت ورِجل
وسرابيل حسانٍ سرّيت عن كماةٍ أهلكوا في المَنزل
كم قتلنا من كريم سيّد ماجد الجدّين مِقدامٍ بطل

(حسان کو میری طرف سے ایک بات بتا دے کہ شعر گوئی دل کی حرارت کو شفا بخشتی ہے۔ تم پہاڑ کے دامن میں بہت سی کھوپڑیاں ہاتھ اور پیر شکستہ دیکھے گا۔ اور عمدہ زرہیں جو ان بہادر لوگوں سے اتار لی گئی ہیں جو میدان جنگ میں ہلاک کر دیئے گئے۔ ہم نے بہت سے اچھے اور رئیس قتل کئے جو نجیب الطرفین تھے پیش قدمی کرنے والے بہادر)

صادق النجدة قرم بارعٍ غیر ملتاث لدی وقع الاسل
فسل المِهراسَ ما ساکنه بین أقحاف وهام کالحجل
لیتَ أشیاخی ببدرٍ شهدوا جزع الخزرج من وقع الاسل
حین حکت بقباء برکها واستحرّ القتل فی عبد الاشل

(شجاعت کا مظاہرہ کرنے والے فائق و لائق رئیس نیزوں کے حملہ پڑنے کے وقت وہ ضعیف و ناتواں نہیں۔ تو مہراس چشمہ سے پوچھ اس میں کس کی سکونت ہے کھوپڑیوں اور سروں کے درمیان جل کی مانند۔ کاش! بدر میں' میرے مقتول مشائخ' خزرجیوں کی لڑائی میں جزع و فزع دیکھتے۔ جب اس نے قباء میں اپنا سینہ کھجایا اور عبدالاشہل میں قتل اور خون ریزی خوب ہوئی)

ثم خفّوا عند ذاکم رُقّصاً رَقص الحفَان یعلو فی الجبل
فقتلنا الضعف من أشرافهم وعدلنا میل بدر فاعتدل
لا ألوم النفس الا أننا لو کررنا لفعلنا المفتعل
بسیوف الهند تعلو هامهم عَلَلاً تعلوهم بعد نهلْ

(پھر وہ اس وقت تیز تیز چلے جیسا کہ شتر مرغ پہاڑ پر چڑھتے ہیں۔ ہم نے ان کے اشراف میں سے زیادہ قتل کئے' غزوہ بدر کی کجی اور کمی کو ہم نے پورا کر دیا اور وہ بدلہ برابر ہو گیا۔ میں خود ملامت نہیں کرتا الا یہ کہ اگر ہم دوبارہ حملہ کر دیتے تو عظیم کارنامہ انجام دیتے۔ ہندی تلواروں کے ساتھ بار بار حملہ کرتے جوان کے سر پر بلند ہوتیں)

حضرت حسان بن ثابتؓ : نے اس کے جواب میں کہا۔

ذهبتْ بابنِ الزبَعری وقعةٌ کان منا الفضل فیها لو عدل
ولقد نلتم ونلنا منکم وکذاك الحرب أحیانا دول
نضع الاسیاف فی أکتافکم حیث نهوی عَلَلاً بعد نَهَل
نخرج الاصبح من أستاهکم کسلاح النیب یأکلن العصل
إذ تولّون علی أعقابکم هرباً فی الشعب أشباه الرِسل

(ابن زبعری کو ایک واقعہ نے حیرت زدہ کر دیا ہے اس میں ہماری فضیلت و مرتبت واضح تھی اگر وہ انصاف کرتا۔ تم نے ہمارے اشراف قتل کئے اور ہم نے تمہارے افراد ہلاک کئے اور جنگ اسی طرح پانسہ بدلتی ہے۔ ہم تلواریں تمہارے کندھوں پر مارتے تھے جہاں ہم ان کو یکے بعد دیگرے استعمال کرتے تھے۔ ہم تمہاری پیٹھوں سے دودھ کی لسی جیسا محلول نکالتے تھے جیسا کہ اونٹوں کا فضلہ ہوتا ہے جو عصل گھاس کھائیں۔ جب تم بکریوں کی طرح شعب میں بھاگ کر پسپا ہو رہے تھے)

إذ شددنا شدّةً صادقة فأجأناکم الی سفح الجبل
بخناطیل کأشداق الملا من یلاقوه من الناس یهل

ضاق عنا الشعب إذ نجزعه وملأنا الفرط منه والرجل
برجال لستم أمثالهم أيدوا جبريل نصراً فنزل
وعلونا يوم بدر بالتقى طاعةِ الله وتصديق الرسُلُ

(جب ہم نے بھرپور حملہ کیا اور تم کو پہاڑ کے دامن کی طرف پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ متعدد گروہوں کے ساتھ جو عظیم پیڑوں کی طرح تھے' جو ان کے سامنے آیا وہ خوف زدہ ہو گیا۔ ہمارے ہجوم سے وادی تنگ ہو گئی جب ہم اس کو عبور کر رہے تھے ہم نے اس کی بلند اور ہموار زمین کو بھر دیا۔ ایسے نامور لوگوں سے جو تم جیسے نہ تھے جبرائیلؑ کی ان کو نصرت و تائید حاصل تھی اور جبرائیلؑ آئے۔ جنگ بدر میں ہم تقویٰ' طاعت الٰہی اور رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے غالب آئے)

وقتلنا كل رأس منهم وقتلنا كل جحجاح رفل
وتركنا في قريش عورة يوم بدر وأحاديث المثل
ورسول الله حقاً شاهدا يوم بدر والتنابيل الهبل
في قريش من جموع جمعوا مثل ما يجمع في الخصب الهمل
نحن لا أمثالكم وُلْدُ استها نحضر البأس إذا البأس نزل

(ہم نے ان کے ہر رئیس کو قتل کیا اور ہر سردار متکبر کو ہلاک کیا۔ ہم نے بدر میں قریش کے لئے معیوب اور شرم کا مقام چھوڑا اور وہ لوگوں میں ضرب المثل ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ واقعی جنگ بدر میں موجود تھے اور قریش کے کمینے بھاری بھرکم۔ لوگ جمع ہوئے جیسا کہ سبز چارے والی زمین میں آوارہ اونٹ پھرتے ہوں۔ ہم تم جیسے نہیں جب جنگ کا موقعہ ہو تو ہم میدان جنگ میں اترتے ہیں)

کعب بن مالکؓ انصاری : حمزہ اور شہداء احد کا مرثیہ کہتے ہیں۔

نشجت وهل لك من منشج وكنت متى تذّكرْ تلجج
تذكر قوم أتاني لهم أحاديث في الزمن الأعوج
فقلبك من ذكرهم خافق من الشوق والحزن المنضج
وقتلاهم في جنان النعيم كرام المداخل والمخرج

(تو حزن و ملال سے رویا ہے اور کیا رونا فائدہ مند ہے اور جب تو ان کا ذکر کرتا ہے تو ٹھٹھک جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ذکر جن کی باتیں ناساز زمانہ میں موصول ہوئیں۔ تیرا دل ان کے شوق دیدار اور غم و اندوہ سے بے قرار اور پریشان ہے۔ اور ان کے شہید نعمت والی جنات میں ہیں جن کا آنا جانا خوشگوار ہے)

بما صبروا تحت ظل اللواء لواء الرسول بذي الاضوج
غداة أجابت بأسيافها جميعاً بنو الاوس والخزرج
وأشياع احمد إذ شايعوا على الحق ذي النور والمنهج
فما برحوا يضربون الكماة ويمضون في القسطل المرهج

(اس وجہ سے کہ انہوں نے "ذی اضوج" مقام میں رسول اللہ ﷺ کے علم تلے صبر کیا۔ جب سب اوس اور خزرج کے لوگوں نے تلوار سے مسلح ہو کر آپ کی دعوت کو لبیک کہا۔ اور احمد ﷺ کے پیرو کار جب وہ روشن حق اور واضح طریق پر اس کے تابع ہوئے۔ وہ بہادر لوگوں کو مارتے رہے اور بلند گرد و غبار میں چلتے رہے)

كذلك حتى دعاهم مليك الى جنة دوحة المولج
وكلهم مات حر البلاء على ملة الله لم يحرج
كحمزة لما وفى صادقا بذى هبة صارم سلجج
فلاقاه عبد بنى نوفل يبربر كالجمل الأدعج

(وہ اس طرح لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو گھنے درختوں والی جنت میں بلا لیا۔ وہ سب اللہ کے دین پر خالص آزمائش میں بغیر تنگ دلی کے فوت ہوئے۔ مثلاً حمزہؓ جب اس نے اپنا عہد ثابت قدمی سے نبھایا قاطع اور تیز تلوار کے ساتھ۔ اس کے سامنے بنی نوفل کا غلام آیا جو سیاہ اونٹ کی طرح چیخ رہا تھا)

فأوجره حربة كالشهاب تلهب فى اللهب الموهج
ونعمان أوفى بميثاقه وحنظلة الخير لم يحنج
عن الحق حتى غدت روحه الى منزل فاخر الزبرج
أولئك لا من ثوى منكم من النار فى الدرك المرتج

(اس نے حمزہؓ کو نیزا مارا آگ کے شعلے کی مانند جو جلتی ہوئی آگ سے بلند ہو رہا ہو۔ اور نعمان بن عبد عمرو نے اپنا وعدہ پورا کیا اور **حنظلہ** غسیل الملائکہ بھی راہ حق سے برگشتہ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی روح خوشنما منزل کی طرف پرواز کر گئی۔ یہ لوگ ہیں قابل ستائش نہ وہ جو تم میں سے آگ کے زیریں مقام میں پڑے جل رہے ہیں)

حضرت حسانؓ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسانؓ حضرت حمزہؓ اور دیگر شہداء احد کے مرثیہ خوان ہیں اور یہ قصیدہ امیہ بن ابی صلت کے قصیدہ کے وزن پر ہے اور بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ اشعار حضرت حسانؓ کے نہیں۔

يامى قومى فاندبى بسحيرة شجو النوائح كالحاملات الوقر بالثقل الملحات الدوالح
المعولات الخامشات وجوه حرات صحائح وكأن سيل دموعها الانصاب تخضب بالذبائح
ينقضن أشعاراً لهن هناك بادية المسائح وكأنها أذناب خيل بالضحى شمس روامح
من بين مشرور ومجزور يذعذع بالبوارح يبكين شجو مسلبات كدحتهن الكوادح
ولقد أصاب قلوبها مجل له جلب قوارح إذ أقصد الحدثان من كنا نرجى إذ نشايح

(اے امیہ! تو کھڑی ہو اور سحری کے وقت نوحہ کرنے والیوں کی طرح رنج و غم کا اظہار کر' ان اونٹوں کی طرح جو بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں۔ جو رونے والی ہیں اور صحت مند چہروں کو نوچنے والی ہیں۔ گویا کہ ان کے آنسو پتھروں پر بہہ رہے ہیں جو ذبیحہ کے خون سے رنگین ہوتے ہیں۔ بعض کا گوشت متفرق پڑا ہے اور بعض ذبح کئے جا رہے ہیں جو قحط کے زمانہ میں تقسیم کئے جائیں گے۔ وہ غم سے رو رہی ہیں ماتمی لباس پہن کر حوادث زمانہ سے وہ متاثر ہیں۔

ان کے دل زخمی ہیں اور ان کے زخم پر تکلیف دہ کھرینڈ ہے جس سے ہم امیدوار تھے اس کو حوادث زمانہ نے گزند پہنچائی جب ہم نے خطرہ محسوس کیا)

أصحاب أحد غالهم دهر أَلَمَّ له جوارح — من كان فارسنا وحامينا اذا بعث المسالح
ياحمز لا والله لا أنساك ما صر اللقائح — لمناخ أيتام وأضياف وأرملة تلامح
ولماينوب الدهر فی حرب لحرب وهي لاقح — يا فارساً يامِدْرَهاً ياحمز قد كنت المصامح
عنا شديدات الخطوب إذا ينوب لهن فادح — ذكرتني أسد الرسول وذاك مدرهنا المنافح
عنا وكان يعدُّ إذ عد الشريفون الجحاجح — يعلوالقماقم جهرة سبط اليدين أغرّ واضح

(اصحاب احد سے ان کو زمانہ نے ہلاک کر لیا جس کی اندوہ ناکی ان پر حاوی ہے۔ جو شخص ہمارا شاہ سوار اور محافظ تھا جب مسلح لوگوں کو روانہ کیا جائے۔ اے حمزہ! واللہ جب تک اونٹنیوں کے دودھ پر کپڑا باندھا جائے گا میں تجھے نہ بھولوں گا۔ یتیموں' مہمانوں اور بیوہ عورتوں کے آنے کی وجہ سے جو درد ید نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ اور لڑائیوں میں مصائب زمانہ میں مسلسل اضافہ کی وجہ سے۔ اے حمزہ! اے شاہ سوار! اے قوم کا دفاع کرنے والے! تو ہم سے بہت سے دفاع کرنے والا ہے۔ بڑے مصائب کو جب ان کے لئے بار گراں کی نوبت آتی ہے تو نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے شیر کو یاد دلا دیا ہے اور وہ ہمارا خوب دفاع کرنے والا تھا۔ جب شرفا کا شمار ہو تو اس کا شرفا و رؤسا میں شمار ہوتا تھا سادات میں سے عالی مقام تھا فیاض واضح سفید نام تھا)

لا طائشٌ رعش ولا ذوعلة بالحمل آنح — بحر فليس يغبُّ جاراً منه سيب أو منادح
أودى شباب اُلِي الحفائظ والثقيلون المراجح — المطعمون اذا المشاتی ما يصفقهن ناضح
لحم الجلادوفوقه من شحمه شطب شرائح — ليدافعوا عن جارهم مارام ذوالضغن المكاشح
لهفي لشبان رزئناهمْ كأنهمُ المصابح — شم بطارقة غطارفة خضارمة مسامح
المشترون الحمد بالاموال ان الحمد رابح — والجامزون بلجمهم يوماً إذا ما صاح صائح

(وہ بے وقار اور نامرد نہ تھا اور نہ وہ علیل تھا جو بوجھ سے بلبلا رہا ہو' وہ سخی تھا اپنے ہمسایہ سے عطیہ اور خیرات کو روکتا نہ تھا۔ غضبناک لوگوں کا شباب چلا گیا اور بھاری بھر کم تحمل مزاج چلے گئے جو قحط کے ایام میں بھوکوں کو کھلاتے تھے' شکم سیر نہ ہونے والا ان کا دودھ نہیں دوہتا۔ اونٹوں کا گوشت جس پر چربی کی صاف شفاف تہہ در تہہ ہے تاکہ وہ اپنے ہمسایہ کا دفاع کریں کوئی کینہ ور دشمن ان کا قصد نہ کرے۔ مجھے حسرت اور افسوس ہے ان جوانوں پر جن کی ہمیں تکلیف پہنچی گویا وہ اندھیرے میں روشن چراغ تھے۔ معزز' رئیس' سردار' فیاض اور سخی تھے۔ مال و دولت صرف کر کے وہ تعریف و ستائش خریدتے ہیں بے شک تعریف و ستائش نفع مند ہے جب کوئی ایسا آدمی پکارے تو وہ اپنی سواریوں کے لگاموں کے ساتھ میدان میں کود پڑتے ہیں)

من كان يرمى بالنواقر من زمان غير صالح — ما ان تزال ركابه يرسمن في غبر صحاصح
راحت تباری وهو فی ركب صدورهم رواشح — حتى تئوب له المعالی ليس من فوز السفائح
ياحمز قد أو حدتنی كالعود شذ به الكوافح — أشكو اليك وفوقك الترب المكوَّر والصفائح

من جندل یلقبه فوقك إذاجادالضرح ضارح   فی واسع یحشونه بالترب سوّته المماسح
فعزاؤنا أنا نقول وقولنا برح بوارح   من کان أمسی وهو عما أوقع الحدثان جانح

(جو ناہموار زمانے کے مصائب سے دوچار ہو' اس کی سواریاں نرم ہموار زمین کی گردوغبار میں چلتی رہتی ہیں۔ وہ قافلے میں مقابلہ کرتی رہتی ہیں ان کے سینے پسینے سے شرابور ہیں یہاں تک کہ اس کو عالی مقام حاصل ہو جائے جو ناکام نہ ہو۔ اے حمزہ! تو نے مجھے تنہا چھوڑ دیا اس چھڑی کی مانند جس کو کاٹنے والوں نے کاٹ کر رکھ دیا۔ میں تیرے پاس شکوہ کر رہا ہوں حالانکہ تجھ پر تہ بہ تہ مٹی ہے اور پتھر کی سلیں۔ جو تم پر ڈال رہے ہیں جب قبر بنانے والے نے عمدہ قبر بنائی ہے وسیع جگہ میں جس کو مٹی سے بھر رہے ہیں اس کو کدالوں نے ہموار کر دیا ہے۔ ہماری تعزیت و تسلی یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں اور ہمارا قول نہایت شاق اور تکلیف دہ ہے کہ جو شخص حوادثات دہر سے زخم خوردہ ہے)

فلیأتنا فلتبك عیناه هلكانا النوافح   القائلین الفاعلین ذوی السماحة والممادح
من لا یزال ندی یدیه له طوال الدهر مائح

(جو گفتار و کردار کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے فیاض اور قابل تعریف تھے جن کے دست سخاوت سے زمانہ بھر کے لوگ مستفید رہے)

کعب بن مالک : حضرت حمزہ اور دیگر شہداء کے مرثیہ خواں ہیں۔

طرقت همومك فالرقاد مسهد   وجزعتَ أن سلخ الشباب الاغید
ودعت فؤادك للهوی ضمریة   فهواك غوری وصحوك منجد
فدع التمادی فی الغوایة سادراً   قد كنت فی طلب الغوایة تفند
ولقد أنی لك أن تناهی طائعاً   أو تستفیق اذا نهاك المرشد
ولقد هددت لفقد حمزة هدةً   ظلت بنات الجوف منها ترعد

(تو رنج و غم میں مبتلا ہے اور نیند اچاٹ ہے اور تو پریشان ہے کہ تازہ جوانی پامال اور زائل ہو چکی ہے۔ ایک ضمری خاتون نے تیرے دل کو محبت و مودت کے لئے پکارا ہے۔ تیری محبت نشیبی ہے اور اس سے رستگاری سرفرازی ہے۔ غفلت سے محبت کی گمراہی میں انہماک کو چھوڑ دے تو محبت کی طلب میں ملامت زدہ تھا۔ اور وقت آچکا ہے کہ تو بہ خوشی رک جائے یا ہوش میں آجائے جب تیرا مرشد تجھے منع کرے۔ میں حمزہ کی ہولناک شہادت سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہوں اور میرے پیٹ کی آنتوں پر اس سے لرزی طاری ہے)

ولو أنه فجعت حِراء بمثله   لرأیت راسی صخرها یتبدد
قرم تمكن فی ذؤابه هاشم   حیث النبوّة والندی والسؤدد
والعاقر الكوم الجلاد اذا غدت   ریح یكاد الماء منها یجمد
والتارك القِرن الكمی مجدّلا   یوم الكریهة والقنا یتقصد

اگر کوہ حراء پر ایسی جانکاں مصیبت آجاتی تو' تو دیکھتا کہ اس کے مضبوط پتھر گر پڑتے۔ ہاشم کے عالی خاندان کا وہ

رئیس ہے جہاں نبوت و سخاوت اور ریاست جلوہ افروز ہے۔ بڑی کوہان والے قوی اونٹوں کو وہ ذبح کرنے والا جب ایسی ٹھنڈی ہوا چلے جس سے قریب ہے کہ پانی جم جائے۔ جنگ میں بہادر مدمقابل کو زمین پر پچھاڑ دیتا ہے اور نیزا شکستہ ہوتا ہے)

وتراه یرفل فی الحدید کأنه ذو لبدة شثنُ البراثن أربد

عم النبی محمد وصفیه ورد الحمامَ فطاب ذاك المورد

وأتی المنیة معلماً فی أسرة نصروا النبی ومنهمُ المستشهد

ولقد إخال بذاك هنداً بشرت لتمیت داخل غصة لاتبرد

(تو دیکھے گا کہ وہ زرہ پہن کر اکڑ کر چلتا ہے گویا وہ شیر ہے سخت پنجوں والا خاکستری رنگ کا۔ نبی محمدؐ کا چچا اور ان کا ممتاز اور برگزیدہ' وہ موت کی گھاٹ پر گیا اور یہ جانا مبارک اور طیب ہوا۔ وہ نبیؐ کے مددگار گروہ میں تمغہ لگا کر موت کی طرف آیا اور ان ہی میں سے شہادت طلب کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہند کو اس کی بشارت دی گئی ہے کہ وہ نہ فرو ہونے والے اندرہ غم و غصہ کا مداوا کر سکے)

مما صبحنا بالعقنقل قومها یوماً تغیب فیه عنها الأسعد

وببئر بدر إذ یردُّ وجوههم جبریل تحت لوائنا ومحمد

حتی رأیت لدی النبی سَراتهم قسمین نقتلُ من نشاء ونطرد

فأقام بالعَطن المعطَّن منهم سبعون عتبةُ منهم والاسود

(جس سے بدر کے ٹیلہ میں' ہم نے اس کی قوم کو دوچار کیا جس میں ان سے اسعد غائب ہو گیا۔ اور بدر کے کنوئیں میں جب جبرائیلؑ ہمارے اور محمدؐ کے علم تلے ان کو ہم سے لوٹا رہے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے گردونواح ان کے روسا کو تو دو حصوں منقسم پائے گا جس کو ہم چاہتے تھے قتل کرتے اور جس کو چاہتے بھگا دیتے۔ ان میں سے ستر میدان میں کام آئے' عتبہ اور اسود بھی ان میں شامل ہیں)

وابن المغیرة قد ضربنا ضربة فوق الورید لها رشاش مزبد

وأمیة الجمحیُّ قوَّم میله عضب بأیدی المؤمنین مهند

فأتاك فل المشرکین کأنهم والخیل تثفنهم نعام شرَّد

شتان من هو فی جهنم ثاویا أبداً ومن هو فی الجنان مخلد

(اور ابن مغیرہ کی گردن پر ہم نے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے جھاگ دار خون کا فوارہ پھوٹ رہا تھا۔ اور امیہ جمحی کی کجی کو' مسلمانوں کی ہندی تلوار نے سیدھا کر دیا۔ تیرے پاس شکست خوردہ مشرک ایسے آئے گویا کہ وہ بھاگے ہوئے شتر مرغ ہیں اور لشکر ان کا تعاقب کر رہا ہے۔ ابد تک جہنم میں رہنے والے اور جنت خلد میں آرام و راحت سے رہنے والے میں بہت تفاوت ہے)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے حمزہ اور شہداء احد کا مرثیہ کہا اور بقول ابن ہشام یہ مرثیہ کعب بن مالک انصاریؓ کا ہے جو ابوزید نے مجھے بتایا۔

بكت عيني وحق لها بكاها ... وما يغني البكاء ولا العويل
على أسد الإله غداة قالوا ... أحمزة ذاكم الرجل القتيل
أُصيب المسلمون به جميعاً ... هناك وقد أصيب به الرسول
أبا يعلى لك الاركان هُدّت ... وأنت الماجد البرُّ الوصول

(میری آنکھ اشکبار ہے۔ اور اس کے لئے آنسو بہانا ناگزیر امر ہے لیکن رونا اور چلانا مفید نہیں۔ حمزہ شیر خدا پر جب انہوں نے کہا کیا یہ شہید شخص حمزہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور سب مسلمان ان کی وجہ سے رنجیدہ اور مصیبت زدہ ہیں۔ اے حمزہ ابو۔علی! تیری وجہ سے خاندان کے لوگ ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں اور آپ ہیں شریف و بزرگ' نیک اور صلہ رحمی کرنے والے)

عليك سلامُ ربك في جنان ... مخالطها نعيم لا يزول
ألا يا هاشم الأخيار صبراً ... فكلُّ فعالكم حسن جميل
رسول الله مصطبر كريم ... بأمر الله ينطق إذ يقول
ألا مَن مُبلغ عني لُؤياً ... فبعد اليوم دائلة تدول

(تجھ پر تیرے پروردگار کا جنت میں سلام ہو جس کی نعمتیں لا زوال ہیں۔ اے ہاشم قبیلہ کے بہتر اور برتر لوگو! صبر کرو تمہارے سب کام خوب اور عمدہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ صبر مند کریم و عزیز ہیں جب بولتے ہیں تو اللہ کے امر سے گویا ہوتے ہیں۔ سنو! کون ہے جو میری جانب سے لوی قبیلہ کو پیغام پہنچادے اس جنگ کے بعد لڑائی کا دور ہو گا)

وقبل اليوم ما عرفوا وذاقوا ... وقائعنا بها يشفي الغليل
نسيتم ضربنا بقليب بدر ... غداة أتاكم الموت العجيل
غداةَ ثوى أبوجهل صريعاً ... عليه الطير حائمة تجول
وعتبة وابنه خرّا جميعاً ... وشيبة عضه السيف الصقيل

(جنگ احد سے قبل انہوں نے ہماری قوت کو پہچانا اور ہمارے واقعات کا مزہ چکھا جس سے دل کی سوزش رفع ہوتی ہے۔ تم قلیب بدر والی مار کو بھول چکے ہو' جب تم کو فوری موت نے گھیر لیا۔ جب ابو جہل گر پڑا اس پر پرندے گھوم رہے تھے۔ عتبہ اور ولید بن عتبہ دونوں گر پڑے اور شیبہ کو چمکدار تلوار نے قطع کر دیا)

ومتركنا أُمية مجلعبا ... وفي حيزومه لدن نبيل
وهام بني ربيعة سائلوها ... ففي أسيافنا منها فلول
ألا يا هند فابكي لا تملي ... فأنتِ الواله العبرى الهبول
ألا يا هند لا تبدي شماتاً ... بحمزة إنَّ عزّكُم ذليل

(اور امیہ کو زمین پر گرا پڑا چھوڑ دیا اور اس کے سینہ میں نرم نیزہ پیوست تھا۔ اور بنی ربیعہ کے سروں سے پوچھو' ہماری تلواروں میں ان کی وجہ سے رخنے ہیں۔ اے ہند! تو مسلسل رو' اکتاؤ نہیں تو ہے پریشان اشکبار اور اپنے عزہ کو گم پانے والی۔ اے ہند! تو حمزہ کی موت پر خوشی کا اظہار نہ کر تمہارا عزیز دراصل ذلیل ہے)

صفیہؓ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت صفیہؓ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی' حضرت زبیر کی والدہ' نے اپنے بھائی حضرت حمزہؓ کی شہادت پہ کہا

أسائلة أصحاب أحد مخافة بنات أبي من أعجم وخبير
فقال الخبير إن حمزة قد ثوى وزير رسول الله خير وزير
دعاه إله الحق ذو العرش دعوة الى جنة يحيا بها وسرور
فذلك ما كنا نرجي ونرتجي حمزة يوم الحشر خير مصير

(کیا ہے چپکے سے! اصحاب احد کے بارے میری ہمشیرگان بے زبان اور باخبر سے پوچھتی ہیں۔ تو باخبر نے کہا بے شک حمزہ' رسول اللہ ﷺ کا بہترین وزیر' شہید ہو چکا ہے۔ اس کو اللہ برحق صاحب عرش نے جنت اور مسرت کی طرف بلایا ہے وہ اس میں زندہ رہے گا۔ اور ہم حمزہ کے لئے بروز محشر بہترین مقام کے امیدوار اور خواہش مند تھے)

فو الله لا أنساك ما هبّت الصبا بكاءً وحزناً محضري ومسيري
عسى أسد الله الذي كان مدرهاً يذودُ عن الاسلام كل كفور
فياليت شلوي عند ذاك وأعظمي لدى أضبع تعتادني ونسور
أقول وقد أعلى النعيّ عشيرتي جزى الله خيراً من أخ ونصير

(بخدا! جب تک باد صبا رواں رہے گی میں تجھے غم و اندوہ سے کبھی بھی فراموش نہ کروں گی۔ یہ رنج و غم اللہ کے شیر پر ہو گا جو قوم کا دفاع کرتا تھا اور اسلام سے ہر کافر کے حملہ کا دفاع کرتا تھا۔ کاش کہ وہاں میرے اعضاء اور ہڈیاں بجوؤں اور کرگسوں کے پاس ہوتیں جو مجھے نوچتیں۔ کسی نے میرے قبیلے کو موت کی خبر دی تو میں نے کہا کہ میرے بھائی اور معاون کو اللہ جزائے خیر عطا کرے)

بقول ابن اسحاق' شماس بن عثمانؓ کی بیوی نعم نے کہا۔

ياعين جودي بفيض غير ابساس على كريم من الفتيان لباس
صعب البديهة ميمون نقيبته حمال ألوية ركاب أفراس
أقول لما أتى الناعي له جزعا أودى الجواد وأودى المطعم الكاسي
وقلت لما خلت منه مجالسه لا يبعد الله منا قرب شماس

(اے آنکھ! تو بے ساختہ اپنے آنسو بہا' بہترین نوجوان زرہ پوش پر۔ آغاز امر میں ہی سخت مبارک طبع' علم بردار' شاہ سوار۔ اس کی موت کی خبر آئی کہ میں نے گھبراہٹ کے عالم میں کہا سخاوت نابود ہو گئی ہے لوگوں کو کھلانے اور پہنانے والا چلا گیا۔ جب اس کی ہم نشینی نہ رہی تو میں نے کہا اللہ ہم سے شماس کے قرب کو بعد میں نہ بدلے)

نعم کی تعزیت کرتے ہوئے اس کے بھائی حکم بن سعید بن یربوع نے کہا۔

اقْنيْ حياءك في ستر وفي كرم فانما كان شماسٌ من الناس
لا تقتلي النفس إذ حانت منيته في طاعة الله يوم الروع والباس
قد كان حمزة ليث الله فاصطبري فذاق يومئذ من كأس شماس

(پردے اور عصمت و عفت میں اپنے حیا و شرم کا اہتمام کر شماس بھی لوگوں میں سے ایک فرد تھا۔ اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈال' جبکہ وہ جنگ میں' اللہ کی اطاعت میں قربان اور شہید ہو گیا ہے۔ حمزہ نے بھی جو اللہ کا شیر تھا اس جنگ میں شماس جیسا موت کا ذائقہ چکھا ہے)

ہند بنت عتبہ : زوجہ ابوسفیان نے جنگ احد سے واپسی کے وقت کہا۔

رجعت وفي نفسي بلابل جمة وقد فاتني بعض الذي كان مطلبي
من أصحاب بدر من قريش وغيرهم بني هاشم منهم ومن أهل يثرب
ولكنني قد نلت شيئاً ولم يكن كما كنت أرجو في مسيري ومركبي

(میں واپس ہوئی اور میرے دل میں رنج و غم موجزن تھے اور میرے بعض مطالب و مقاصد پورے نہ ہو سکے۔ قریشی' ہاشمی اور یثربی بدریوں سے لیکن میں نے اپنی کچھ آرزو پوری کر لی ہے اور حسب خواہش میں اس میں کامیاب نہ ہو سکی)

امام ابن اسحاق نے اس مقام پر بہت اشعار بیان کئے ہیں' ہم (ابن کثیر) نے کافی اشعار بخوف طوالت اور ملامت نظرانداز کر دیئے ہیں اور ہمارے بیان کردہ اشعار ہی کافی وافی ہیں' وللہ الحمد۔

"مغازی" میں اموی نے حسب عادت ابن اسحاق سے بھی زیادہ اشعار نقل کئے ہیں خصوصاً جنگ احد کے بیان میں' من جملہ ان کے وہ اشعار بھی ہیں جو اس نے حضرت حسانؓ سے نقل کئے ہیں جو اس نے جنگ احد کے بارے کہے' گویا یہ اشعار عبداللہ بن زبعری کے جواب کا کچھ حصہ ہیں' واللہ اعلم۔

طاوعوا الشيطان اذ اخزاهمْ فاستبان الخزي فيهم والفشلْ
حين صاحوا صيحة واحدة مع أبي سفيان قالوا أعلُ هبل
فأجبناهم جميعا كلنا ربنا الرحمن أعلى وأجل
اثبتوا تستعملوها مرة من حياض الموت والموت نهل
واعلموا أنا اذا ما نضحت عن خيال الموت قدر تشتعل

(انہوں نے شیطان کی طاعت کی جب اس نے ان کو رسوا اور ذلیل کر دیا ان میں رسوائی و ذلت اور ناتوانی ظاہر ہو گئی۔ جب انہوں نے ابوسفیان کے ساتھ بیک زبان ہو کر کہا "اعلی ھبل" اے ہبل تو اونچا رہ۔ ہم سب نے ان کے جواب میں کہا ہمارا پروردگار رحمان' اعلیٰ اور اکبر ہے۔ تم صبر و ثبات سے کام لو' ان کو موت کے حوضوں پر دوبارہ لاؤ اور موت نے ابھی پہلی بار پیا ہے)

واقعہ احد کا تکملہ : ۳ھ کے غزوات و سرایا اور حوادثات ہم بیان کر چکے ہیں ان میں سے جنگ احد شہرہ آفاق ہے جو ۱۵ شوال ۳ھ کو ظہور پذیر ہوا اس کی تفصیل قبل ازیں بیان ہو چکی ہے' وللہ الحمد۔

حضرت حمزہؓ ابو یعلی یا ابو عمارۃ بن عبدالمطلب' اسداللہ' اور اسد رسول اللہ' رسول اللہ ﷺ کے چچا' جنگ احد ۳ھ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ حمزہؓ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد تینوں رضاعی بھائی ہیں ان کو ثوبیہ کنیز ابی لہب نے دودھ پلایا جیسا کہ متفق علیہ روایت سے ثابت ہے۔ بنا بریں بروز شہادت حضرت حمزہؓ

کی عمر پچاس سال سے متجاوز ہو گی۔ آپ کا شمار شجاع و دلیر اور صدیق لوگوں میں تھا۔ آپ کے ہمراہ احد میں ۶۹ مجاہد اور شہید ہوئے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عثمان کی شادی : حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثوم سے ربیع الاول ۳ھ میں نکاح کیا، جمادی اخریٰ ۳ھ میں رخصتی عمل میں آئی، ذکرہ الواقدی۔ بقول ابن جریر ۳ھ میں حضرت حسن بن علیؓ، حضرت فاطمہؓ کے شکم اطہر سے پیدا ہوئے اور حضرت حسینؓ شکم معلی میں آئے۔

۴ھ : محرم ۴ھ میں ابو سلمہ بن عبدالاسد ابی ملیحہ، اسدی کا فوجی دستہ روانہ ہوا اور مقام قطن تک پہنچا۔

۲۷ جمادی الاول ۴ھ سریہ ابو سلمہ : واقدی (عمر بن عثمان بن عبدالرحمان بن سعید یربوعی، سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ وغیرہ سے) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہؓ کا جنگ احد (شوال ۳ھ) میں بازو زخمی ہو گیا تھا وہ ایک ماہ تک علاج معالجہ کرتے رہے۔ محرم ۴ھ میں ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ اس فوجی دستہ کا میں نے تجھے امیر مقرر کر دیا ہے۔ اور آپؐ نے ان کو علم دے کر مزید فرمایا کہ بنی اسد کے علاقہ میں کو حملہ آور ہو جاؤ اور ان کو خدا ترسی کی وصیت کی نیز اپنے رفقاء کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت بھی فرمائی۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ سو مجاہدین کو لے کر بنی اسد کے چشمہ قطن کے پاس پہنچ گئے اور وہاں طلیحہ اور سلمہ پسران خویلد نے اپنے حلفا کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے اکٹھا کر رکھا تھا۔

ان میں سے ایک آدمی نے آکر مخبری کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ہمراہ یہ فوجی دستہ ابو سلمہ کی قیادت میں روانہ کر دیا جب یہ فوجی دستہ وہاں پہنچا تو وہ ڈر کے مارے سب اونٹ اور بکریاں چھوڑ کر منتشر ہو گئے۔ ابو سلمہؓ نے اس سارے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا اور ان کے تین غلام بھی اسیر بنا لئے اور مدینہ واپس چلے آئے اور اس مخبر کو مال غنیمت میں سے وافر حصہ دیا، رسول اللہ ﷺ کے لئے بطور "صفی" ایک غلام منتخب کیا اور مال غنیمت میں پانچواں حصہ نکال کر باقی ماندہ مال کو مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔

عمر بن عثمان، (عبدالملک بن عبید، عبدالرحمان بن سعید بن یربوع) عمر بن ابی سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ابو سلمہؓ کو (جنگ احد میں) ابو اسامہ جشمی نے زخمی کیا تھا وہ مہینہ بھر علاج کرنے کے بعد تندرست ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو محرم ۴ھ میں "قطن" کی طرف روانہ فرمایا اور وہ اس سلسلہ میں مدینہ سے دس روز سے زائد غائب رہے۔ واپس آئے تو وہی زخم پھوٹ پڑا اور ۲۷ جمادی اولی ۴ھ کو فوت ہو گئے، میری والدہ سے عدت (چار ماہ دس روز) کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی اور ماہ شوال ۴ھ میں رخصتی عمل میں آئی، میری والدہ فرمایا کرتی تھیں کہ ماہ شوال میں نکاح اور رخصتی سے کوئی مضائقہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ شوال میں میرے ساتھ نکاح کیا اور اسی ماہ میں رخصتی ہوئی۔ اور بقول عمر بن ابی سلمہ، ذی قعد ۵۹ھ میں حضرت ام سلمہؓ فوت ہوئیں، (روایت بیہقی)

رجیع : واقدی کا بیان ہے کہ صفر ۴ھ میں رسول اللہ ص نے اہل مکہ کا جائزہ لینے کے لئے ایک قافلہ روانہ کیا اور رجیع چشمہ عسفان سے آٹھ میل کی مسافت پر ہے۔

امام بخاری، حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک جاسوسی قافلہ روانہ کیا اور

ان کے امیر حضرت عاصم بن ثابتؓ (جو عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا تھے) کو مقرر کیا وہ چلتے چلتے جب عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچ گئے تو ہذیل قبیلہ کے ایک خاندان بنی لحیان کو' ان کے بارے کسی نے بتا دیا تو انہوں نے سو تیر انداز ان کے تعاقب میں روانہ کر دیئے یہ لوگ تلاش کرتے کرتے ایک منزل میں آئے جہاں صحابہ ٹھہرے ہوئے تھے چنانچہ انہوں نے وہاں کھجور کی گٹھلیاں بھی دیکھیں جو وہ مدینہ سے اپنے ہمراہ لائے تھے یہ گٹھلیاں دیکھ کر کہنے لگے یہ کھجور یثرب کی معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ ان کے نقش پا پہ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ کفار بنی لحیان نے صحابہ کے قافلہ کو پالیا تو عاصم اور اس کے رفقاء نے ایک پہاڑی پر پناہ لے لی اور بنی لحیان نے ان کا محاصرہ کر کے کہا' ہم پختہ عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اگر تم اتر کر ہمارے پاس آجاؤ تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت عاصمؓ نے کہا' میں تو کسی کافر کی پناہ میں نہ اتروں گا' یااللہ! ان کے حالات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو پہنچا دے چنانچہ وہ لڑتے رہے یہاں تک انہوں نے عاصم سمیت سات صحابہ کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیبؓ : حضرت زید اور ایک صحابی کو انہوں نے عہدوپیمان دیا تو وہ ان کے عہدوپیمان پر نیچے اتر آئے جب بنی لحیان نے ان کو خوب قابو کر لیا تو ان کی کمانوں کی تانت اتار کر' ان کو اس سے باندھ لیا تو تیسرے صحابیؓ نے کہا یہ پہلی بے وفائی اور دغا ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا انہوں نے اس کو گھسیٹا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی مگر وہ جانے پر تیار نہ ہوا تو بنی لحیان نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت خبیب اور زید بن دثنہ کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا' حضرت خبیبؓ نے جنگ بدر میں حارث بن عامر بن نوفل کو قتل کیا تھا بنا بریں فرزندان حارث نے حضرت خبیب کو خرید لیا چنانچہ وہ ایک ماہ تک ان کے پاس اسیر رہے یہاں تک کہ جب ان کے قتل کا عزم کیا تو انہوں نے حارث کی کسی بیٹی سے صفائی کے لئے استرا لیا اس عورت کا بیان ہے کہ وہ استرا دے کر اپنے بچے سے غافل ہو گئی اور وہ ان (خبیب) کے پاس چلا گیا اور انہوں نے بچے کو اپنی ران پر بٹھا لیا۔ جب میں نے بچے کو دیکھا تو میں گھبرا گئی اور اس گھبراہٹ کو خبیبؓ نے بھی بھانپ لیا (اور ان کے ہاتھ میں استرا موجود تھا) تو انہوں نے کہا کیا تمہیں خطرہ ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا' ان شاء اللہ میں ایسا کبھی نہ کروں گا۔

چنانچہ وہ خاتون (زینب بنت حارث) کہا کرتی تھی میں نے خبیبؓ سے بہتر اسیر کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ انگور کا خوشہ کھا رہے تھے اور اس زمانہ میں مکہ میں انگور نہ تھا اور وہ لوہے کی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے اور یہ محض اللہ کی جانب سے رزق تھا۔ بنی حارث ان کو حرم سے باہر لے جا کر قتل کرنے لگے تو انہوں نے کہا مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ پھر انہوں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا اگر تمہارا یہ خیال نہ ہوتا کہ میں موت سے گھبراتا ہوں تو میں اور نماز پڑھتا۔ غرضیکہ حضرت خبیب نے قتل ہوتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا کا دستور جاری کیا پھر دعا کی یااللہ! ان سب کو گن گن کر ہلاک کر اور جدا جدا قتل کر پھر کہا

ولست أبالي حين أقتل مسلما على أي شق كان في الله مصرعي

وذلك في ذات الاله وان يشأ☆يبارك على أوصال شلو ممزع

(میں مسلمان ہوتے ہوئے قتل کیا جاؤں تو مجھے پرواہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو گر پڑوں۔ یہ اللہ کے لئے ہے اگر وہ چاہے تو جسم کے پارہ پارہ ٹکڑوں پر برکت فرمادے)

حضرت خبیب کا قاتل : پھر عقبہ بن حارث نے ان کو قتل کر دیا۔ قریش نے عاصم بن ثابت کی لاش پر چند لوگوں کو بھیجا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر لائیں جس کو وہ پہچان سکیں۔ حضرت عاصمؓ نے جنگ بدر میں ان کے بڑے رئیس (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی لاش پر بھڑوں کا ایک چھتہ بھیج دیا جس نے حضرت عاصم کی لاش کو ان سے بچالیا وہ ان کے جسم سے کچھ نہ حاصل کر سکے۔

امام بخاری (عبداللہ بن محمد' سفیان' عمرو) حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت خبیبؓ کا قاتل "ابو سروعہ" ہے۔ بقول امام ابن کثیر' اس کا نام عقبہ بن حارث ہے' بعد ازاں وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ "رضاع" کے بارے اس سے ایک حدیث مروی ہے بعض کا خیال ہے کہ ابو سروعہ اور عقبہ دونوں بھائی ہیں' واللہ اعلم۔

کتاب المغازی میں امام بخاری نے اسی طرح بیان کیا ہے توحید اور جہاد کے عنوان میں (زہری' از عمرو بن ابی سفیان اور اسد بن حارثہ ثقفی حلیف بنی زہری) بیان کیا ہے اور بعض راویوں نے عمر بن ابی سفیان سے نقل کیا ہے اور مشہور "عمرو" ہی ہے اور بخاری کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دس افراد کا قافلہ جاسوسی کے لئے روانہ کیا اور عاصم بن ثابت بن ابی اقلح کو امیر مقرر کیا۔

دو احادیث میں تفاوت : امام محمد بن اسحاق' موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر نے امام بخاری کی بعض باتوں میں مخالفت کی ہے۔ ہم ابن اسحاق کا کلام نقل کرتے ہیں تاکہ دونوں کا اختلاف اور تفاوت واضح ہو جائے علاوہ ازیں امام محمد بن اسحاق بلا اختلاف فن تاریخ اور مغازی کے امام ہیں جیسا کہ امام شافعیؒ کا مقولہ ہے کہ "علم مغازی کا طالب علم' محمد بن اسحاق کا خوشہ چین اور محتاج ہے۔"

محمد بن اسحاق' عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عضل اور قارہ قبیلوں کا ایک وفد آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم مسلمان ہیں' ہمارے ساتھ کچھ صحابہ روانہ فرمادیں جو ہمیں دین سمجھائیں اور قرآن سکھائیں اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کریں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ چھ صحابہؓ کو روانہ فرمادیا۔ (۱) مرثد بن ابی مرثد غنوی حلیف حمزہؓ بقول ابن اسحاق امیر قافلہ' (۲) خالد بن بکیر لیثی حلیف بنی عدی' (۳) عاصم بن ثابت بن ابی اقلح برادر بنی عمرو بن عوف' (۴) خبیب بن عدی برادر بنی یحییٰ بن کلفہ بن عمرو بن عوف' (۵) زید بن دثنہ برادر بنی بیاضہ بن عامر' (۶) عبداللہ بن طارق حلیف بنی ظفر (رضی اللہ عنہم)

موسیٰ بن عقبہ نے بھی چھ افراد مع اسماء بیان کئے ہیں اور امام بخاری نے بتایا ہے کہ وہ دس اشخاص تھے اور ان کا امیر عاصم بن ثابت تھا' واللہ اعلم۔ بقول ابن اسحاق' یہ صحابہؓ ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ ہذیل کے چشمہ "رجیع" پر پہنچے جو حجاز کی جانب تھا تو انہوں نے عہد شکنی اور غداری کی اور ہذیل قبیلہ سے ان کے

خلاف مدد طلب کی وہ یکایک شمشیر بکف نمودار ہوئے اور صحابہؓ کو حصار میں لے لیا تو انہوں نے بھی مقابلہ کرنے کے لئے تلواریں سونت لیں تو انہوں نے صحابہ سے کہا واللہ! ہم تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے' ہمارا صرف یہ ارادہ ہے کہ تمہارے عوض اہل مکہ سے کچھ حاصل کر لیں۔ ہم حلفاً عہد و پیمان کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہ کریں گے۔ یہ سن کر مرثد' خالد بن بکیر اور عاصم بن ثابت نے کہا واللہ! ہم کسی مشرک کا عہدوپیمان کبھی قبول نہ کریں گے اور عاصم نے کہا' واللہ اعلم۔

ما علتي وأنا جلد نابل والقوس فيها وتر عنابل
تزلُّ عن صفحتها المعابل الموت حق والحياة باطل
وكل ما حمّ الإله نازل بالمرء والمرء اليه آيل
ان لم أقاتلكم فامي هابل

(میں علیل نہ ہوں بلکہ میں تو تیرانداز ہوں' اور کمان میں مضبوط تانت ہے۔ جس کے پہلو سے نیزہ پھل جاتے ہیں موت برحق ہے اور زندگی خواب اور ناپائیدار ہے۔ اگر میں تم سے نہ لڑوں تو میری والدہ مجھ کو گم پائے)

حضرت عاصم نے یہ بھی کہا۔

أبو سليمان وريش المقعد وضالة مثل الجحيم الموقد
اذا النواحي افترشت لم أرعد ومجنأ من جلد ثور أجرد
ومؤمن بما على محمد

(ابوسلیمان عاصم ہے مقعد کاریگر کے تیر ہیں۔ اور کمان ہے شعلہ بار۔ جب میرے گردونواح آباد ہو' مجھے کوئی خوف و ہراس نہیں۔ اور مضبوط بے بال چرمی ڈھال اور سپر ہو۔ اور محمدؐ پر نازل قرآن پر یقین و اذعان رکھتا ہے)

اور اس نے یہ بھی کہا۔

أبو سليمان ومثلي راما وكان قومي معشرا كراماً

(ابوسلیمان ہو اور میرے ایسا تیرانداز ہو' پھر کوئی پرواہ نہیں اور میری قوم معزز لوگ ہیں)

بعد ازاں عاصم ابو سلیمان لڑتا رہا' دفاع کرتا رہا' یہاں تک کہ وہ اور اس کے دونوں ساتھی شہید ہو گئے۔ حضرت عاصم کی شہادت کے بعد' ہذیل کے لوگوں نے' ان کا سر قبضہ میں کرنا چاہا کہ اس کو سلافہ بنت سعد بن سہیل کے پاس فروخت کریں۔ جنگ احد میں اس کے دو لڑکوں کو عاصم نے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ بدیں وجہ اس نے نذر مانی تھی کہ اگر ہو سکا تو میں عاصم کے سر کی کھوپڑی میں شراب نوش کروں گی۔ تو بھڑ کے چھتہ نے اس کی حفاظت کی جب بھڑ کا چھتہ ان کے درمیان حائل ہو گیا تو انہوں نے کہا شام تک انتظار کرو بھڑ کا چھتہ اڑ جائے ہم اس کو کاٹ لیں گے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وادی میں سیلاب آ گیا اور وہ حضرت عاصم کی لاش کو بہا کر لے گیا۔

مشرک سے کراہت : حضرت عاصمؓ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ مشرک کو نجاست اور خباثت کی وجہ سے کبھی نہ چھوئیں گے اور نہ ہی مشرک ان کو ہاتھ لگائے۔ حضرت عمرؓ کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں

نے کہا' اللہ مردِ مومن کی حفاظت کرتا ہے عاصم نے نذر مانی تھی کہ نہ مشرک اس کو ہاتھ لگائے اور نہ وہ مشرک کو ہاتھ لگائے گا۔ چنانچہ اللہ نے اسکی وفات کے بعد حفاظت کی جیسا وہ اپنی زندگی میں محفوظ رہا۔

حضرت عبداللہ بن طارق : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت خبیب بن عدی' حضرت زید بن دثنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق نے نرمی اور ناتوانی کا اظہار کیا اور زندگی میں رغبت کی' لڑائی سے دست بردار ہو گئے چنانچہ کفار ان کو گرفتار کر کے مکہ میں فروخت کے لئے روانہ ہو گئے۔ "ظہران" میں پہنچے تو حضرت عبداللہ بن طارق نے رسی سے اپنا ہاتھ نکال کر تلوار پکڑ لی تو کفار آپؓ سے دور ہٹ گئے اور ان کو پتھر مار کر شہید کر دیا۔ ان کی قبر "ظہران" میں ہے۔

خبیبؓ اور زیدؓ کو انہوں نے مکہ میں لا کر اپنے دو اسیروں کے عوض فروخت کر دیا بقول ابن اسحاق خبیب کو حجیر بن ابی اہاب تمیمی حلیف بنی نوفل نے عقبہ بن حارث بن عامر کی خاطر خرید لیا کہ وہ اس کو اپنے والد کے بدلہ قتل کر سکے' حارث بن عامر حجیر کا اخیافی بھائی تھا۔

زید بن دثنۃؓ کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا کہ اپنے باپ کے عوض اس کو قتل کر سکے۔ چنانچہ صفوان نے اس کو اپنے غلام نسطاس کے ہاتھ حرم کے باہر تنعیم میں قتل کرنے کے لئے بھیج دیا اور اس کے ہمراہ قریش کے چند لوگ بھی تھے جن میں ابوسفیان بن حرب بھی موجود تھا۔ زیدؓ کے قتل کی تیاری ہوئی تو ابوسفیان نے کہا' اے زید! خدارا بتاؤ کہ کیا تجھے پسند ہے کہ اب تیرے بجائے ہم محمدؐ کا سر قلم کرتے اور تو اپنے گھر میں ہشاش بشاش ہوتا تو حضرت زیدؓ نے کہا واللہ! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ حضرت محمد ﷺ کو اب اپنے مکان میں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے اہل و عیال میں آرام سے بیٹھا ہوں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا' میں نے لوگوں میں سے کسی کو ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی صحابہؓ محمدؐ سے کرتے ہیں۔ پھر نسطاس نے آپؓ کو قتل کر دیا۔

کرامت : ابن اسحاق' عبداللہ بن ابی نجیح کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ حجیر بن ابی اہاب کی مسلمان کنیز ماویہ نے بتایا کہ حضرت خبیب میرے گھر پر محبوس تھے میں نے ایک روز دیکھا کہ آدمی کے سر کے برابر اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ ہے اور اس وقت انگور کا موسم بھی نہ تھا۔ ابن اسحاق' عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی نجیح کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ حجیر کی کنیز نے بتایا کہ حضرت خبیب کے قتل کا وقت آیا تو انہوں نے کہا مجھے استرا دو کہ میں قتل کے لئے طہارت اور صفائی کر لوں' اس کا بیان ہے کہ میں نے ایک لڑکے کو استرا دے کر کہا کہ یہ اس آدمی کو دے دو' اس نے کہا واللہ مجھے معاً خیال آیا ہے کہ میں نے کتنی بڑی غلطی کی ہے کہ اس نے بدلہ لے لیا۔ اس لڑکے کو وہ قتل کر دے گا اور معاملہ برابر برابر ہو جائے گا۔ لڑکے سے انہوں نے استرا لے کر کہا تیری بقا کی قسم! تیری ماں کو میری عہد شکنی اور بے وفائی کا احساس نہ ہوا' جب اس نے تجھے یہ دے کر میرے پاس بھیجا۔ پھر انہوں نے لڑکے کو چھوڑ دیا' بقول ابن ہشام یہ لڑکا اس کا بیٹا تھا۔

دو رکعت نماز کا دستور : حضرت خبیب کو جب حدود حرم کے باہر تنعیم میں قتل کے لئے لے گئے تو

انہوں نے کہا تمہارا دل چاہے تو مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دو۔ انہوں نے اجازت دے دی تو نہایت اطمینان سے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد کہا واللہ! تمہیں یہ گمان نہ ہو تا کہ میں موت کے خوف سے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا۔ چنانچہ حضرت خبیبؓ پہلے مقتول ہیں جنہوں نے قتل کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا دستور ایجاد کیا۔ ☆

پھر کفار نے ان کو لکڑی کے ساتھ مضبوط باندھ دیا تو انہوں نے دعا کی یااللہ! ہم نے تیرے رسول کا پیغام پہنچا دیا ہے اب ہمارے رسول کو ہمارے حالات سے آگاہ فرما دے یااللہ! ان کو گن گن کر ہلاک کر اور ان کو متفرق قتل کر اور کسی کو باقی نہ چھوڑ' بعد ازاں کفار نے ان کو قتل کر دیا۔

(حاشیہ از امام ابن کثیر)

☆ بقول امام سہیلی (الروض الانف ج۲/۱۷۱) یہ دو رکعت نماز مسنون ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ایجاد ہوئی اور اس کو مستحسن سمجھا گیا۔ زید بن حارثہؓ نے بھی رسول اللہ ﷺ کی حیات میں یہ دو رکعت نماز پڑھی تھی --- امام سہیلی (ابی بکر بن ابی خیثمہ' یحیٰی بن معین' یحیٰی بن عبداللہ بن بکیر) لیث بن سعد سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ زید بن حارثہ نے طائف سے' کسی آدمی سے خچر کرائے پر حاصل کیا۔ اور اس کو بتایا کہ وہ جہاں چاہے گا وہ اس کو پہنچائے گا' چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور خچر والا ایک ویران مکان میں اس کو لے گیا دیکھا تو وہاں متعدد لاشیں پڑیں ہیں جب خچر والے نے قتل کا ارادہ کیا تو زید نے کہا' اجازت دیجئے میں دو رکعت نماز پڑھ لوں اس نے کہا پڑھ لے' ان مردہ لوگوں نے بھی بسا اوقات نماز پڑھی اور ان کی نماز کچھ مفید نہ ہوئی۔ زید کا بیان ہے کہ میں نماز سے فارغ ہوا تو وہ مجھے مارنے کے لئے لپکا تو میں نے کہا "یاارحم الراحمین" یکایک ایک چلانے والے نے کہا "لا تقتلہ" اسے مت قتل کرو' وہ خوف زدہ ہو کر آس پاس دیکھنے لگا تو اس کو کچھ نظر نہ آیا' دوبارہ مجھے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھا تو میں نے پھر کہا "یاارحم الراحمین" اور قاتل نے پھر "لا تقتلہ" سنا تو دائیں بائیں دیکھنے لگا' پھر وہ قتل کرنے کے لئے بڑھا تو میں نے پھر "یاارحم الراحمین" کہا' دیکھا تو ایک شاہ سوار ہے اس کے ہاتھ میں برچھا ہے برچھے کی نوک پر آتشیں شعلہ ہے۔ اس نے اس کو مارا اور وہ مر کر زمین پر گر پڑا پھر شاہ سوار نے بتایا' جب تو نے پہلی بار دعا کی میں اس وقت ساتویں آسمان پر تھا اور جب تو نے دوبارہ دعا کی تو میں آسمان دنیا میں تھا اور جب تو نے تیسری بار دعا کی تو میں تیرے پاس آگیا۔

حجر بن عدی بن ادبر کو جب عراق سے حضرت امیر معاویہؓ کی طرف روانہ کیا گیا اور اس کے پاس "زیاد بن ابیہ" کا مکتوب تھا اس میں تحریر تھا کہ "اس نے بغاوت کی ہے۔ اور سرکشی کا ارادہ کیا ہے" اور اس مکتوب پر متعدد تابعین کے دستخط تھے من جملہ ان کے حسن بصری اور ابن سیرین ہیں۔ جب وہ امیر معاویہؓ کے پاس حاضر ہوئے تو "السلام علیکم یا امیر المومنین" کہا یہ سن کر امیر معاویہؓ نے کہا' کیا اس بغاوت و سرکشی کے بعد بھی میں امیر المومنین ہوں اور اس کے قتل کا حکم دیا چنانچہ حجر بن عدی نے بھی قبل از قتل دو رکعت نماز پڑھی پھر اس کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت عائشہؓ نے حجر بن عدی کے قتل کے بارے امیر معاویہ کو کچھ کہا سنا تو امیر معاویہؓ نے جواب دیا اس کے قاتل تو اس کے گواہ ہیں' آپ حجر بن عدی کے بارے بات نہ کریں روز قیامت میری اس سے ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے کہا' تجھ سے ابوسفیان کا حلم و درگزر کہاں غائب ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا جب قوم سے آپ ایسے دانشور اور تحمل مزاج ناپید ہو گئے۔

حضرت امیر معاویہؓ کا بیان ہے کہ حضرت خبیبؓ کے قتل کے وقت' میں بھی اپنے والد کے ہمراہ موجود تھا مجھے یاد ہے کہ حضرت خبیبؓ کی بددعا کے خوف سے مجھے زمین پر لٹا دیا اور ان کا اعتقاد تھا کہ بددعا کے وقت آدمی پہلو کے بل لیٹ جائے تو بددعا کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کے "مغازی" میں ہے کہ حضرت خبیب اور حضرت زید ایک ہی دن میں شہید کئے گئے اور ان کی شہادت کے روز رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا اے خبیبؓ علیک السلام' اس کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ حضرت زیدؓ کو قتل سے قبل نیزے مارے گئے کہ ان کو دین سے برگشتہ کر سکیں مگر اس اذیت نے ان کی قوت ایمانی میں اور اضافہ کیا۔

محبت کی انتہاء : عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جب حضرت خبیبؓ کو قتل کے لئے لکڑی کے تختے پر باندھ دیا تو مشرکین نے ان سے پوچھا خدارا بتاؤ کیا تجھے پسند ہے کہ محمدؐ تمہارے بجائے قتل کیا جاتا ہے۔ تو انہوں نے کہا واللہ العظیم! میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرے بجائے ان کے تلوے میں کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ بات سن کر وہ ہنسی مذاق اڑانے لگے۔ ابن اسحاق نے حضرت زیدؓ کے حالات میں بھی یہ قصہ بیان کیا ہے' واللہ اعلم' بقول موسیٰ بن عقبہ' حضرت خبیبؓ کو عمرو بن امیہ نے دفن کیا۔

طریقہ قتل خبیب : ابن اسحاق' (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر' عباد' ابیہ) عقبہ بن حارث سے بیان کرتے ہیں کہ واللہ! میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا میں تو بہت کم سن تھا۔ لیکن ایسا ہوا کہ ابو میسرہ عبدری نے برچھا پکڑ کر میرے ہاتھ میں رکھ دیا پھر اس نے میرے ہاتھ سمیت برچھا پکڑ کر اس کو مارا اور قتل کر دیا۔ بقول ابن ہشامؒ کہ خبیبؓ کو حرام مہینہ گزرنے کے بعد قتل کیا گیا۔

دعا کی تاثیر اور سعید بن عامر جمحی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شام کے علاقہ پر حضرت سعید بن عامر بن حذیم جمحی کو امیر مقرر کیا' سر مجلس ان پر غشی طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع ملی کہ ان کو جنون کا مرض لاحق ہے۔ وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو پوچھا سعید! تجھے کیا تکلیف لاحق ہوئی ہے؟ تو کہنے لگے واللہ یا امیر المومنین! مجھے کوئی مرض لاحق نہیں مگر بات یہ ہے کہ میں خبیبؓ کے قتل کے وقت حاضرین میں موجود تھا۔ میں نے ان کی بددعا سنی تھی واللہ! وہ خیال جب بھی میرے دل میں آتا ہے تو مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ یہ بات سن کر حضرت عمرؓ کے دل میں ان کا مرتبہ اور بڑھ گیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کا یہ مقولہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ جو شخص بے نظیر شخص کو دیکھنا چاہے وہ سعید بن عامر کو دیکھ لے۔

خبیب کی لاش : امام بیہقی (ابراہیم بن اسماعیل' جعفر بن عمرو بن امیہ' ابیہ' جدہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تنہا اس کو مکہ بھیجا' اس کا بیان ہے کہ میں اس لکڑی کے پاس آیا جس پر حضرت خبیب باندھے ہوئے تھے' مجھے جاسوسوں کا بھی خطرہ تھا میں نے لکڑی پر چڑھ کر خبیب کو کھول دیا اور وہ زمین پر آ رہے پھر میں تھوڑی دور پر کہیں کھسک گیا پھر آ کر دیکھا تو کچھ نہ پایا گویا اس کو زمین نے نگل لیا ہے چنانچہ حضرت خبیبؓ

کی قبر کا اب تک تذکرہ نہیں سنا گیا۔

بعض آیات کا شان نزول : ابن اسحاق نے محمد بن ابی محمد از سعید یا عکرمہ از ابن عباس نقل کیا ہے کہ چشمہ رجیع والے صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے تو بعض منافقوں نے کہا ان دیوانوں اور حیرت زدہ لوگوں پر افسوس آتا ہے کہ وہ ایسی غربت کے عالم میں فوت ہوئے نہ گھر میں رہے اور نہ ہی پیغام پہنچا سکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۲/۲۰۴) "اور بعض ایسے بھی ہیں جن کی بات دنیا کی زندگی میں آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ کرتے ہیں حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہیں" اور اس کے بعد دو آیات اور سریہ والوں کے بارے اللہ نے نازل فرمایا (۲/۲۰۷) "اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔"

واقعہ رجیع کے بارے شعراء کا کلام : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس مہم کے بارے جو اشعار کہے گئے من جملہ ان کے خبیب کے اشعار بھی ہیں جو اس نے اپنے قتل کے موقعہ پر کہے۔

لقد جمع الاحزاب حولی وألّبوا قبائلهم واستجمعوا کل مجمع
وکلهم مبدی العداوة جاهد علیَّ لاننی فی وثاق بمضبع
وقد جمعوا أبناءهم ونساءهم وقربت من جذع طویل ممنع
الی الله أشکو غربتیْ ثم کربتی وما أرصدا الاعداء لی عند مصرعی
فذا العرش صبّرنی علی ما یراد بی فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی

(گروہ در گروہ لوگ میرے گرد جمع ہو رہے ہیں اور انہوں نے اپنے قبائل کو جمع کر لیا ہے اور ہر بڑی جماعت کو انہوں نے اکٹھا کر لیا ہے۔ یہ سب میرے خلاف بغض و عداوت کا اظہار کر رہے ہیں اور میرے خلاف تگ و دو میں ہیں کہ میں اس مقتل اور ہلاکت گاہ میں بندھا ہوا ہوں۔ انہوں نے اپنے بیوی بچوں کو بھی بلا رکھا ہے اور میں ایک مضبوط اور دراز لکڑی کے قریب کر دیا گیا ہوں۔ میں اپنی بیگانگی اور بے وطنی اور درماندگی کا اظہار اللہ کے پاس کر رہا ہوں اور جس کا دشمنوں نے میری موت کے وقت میرے خلاف منصوبہ بنایا ہے۔ اے عرش والے! میرے خلاف جو ارادے ہیں ان پر مجھے صبر کی توفیق دے انہوں نے میرا گوشت کاٹ لیا ہے اور میری امید مایوسی میں تبدیل ہو چکی ہے)

وذلك فی ذات الإله وان یشأ یبارك علی أوصال شلو ممزع
وقد خیرونی الکفر والموت دُونه وقد هملت عینای من غیر مجزع
وما بی حذار الموت انی لمیت ولکن حذاری جحم نار ملفع
فو الله ما أرجو اذا مت مسلماً علی أی جنب کان فی الله مضجعی
فلست بمبد للعدو تخشعاً ولا جزعا انی الی الله مرجعی

(اور یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے ہے اور اگر وہ چاہے تو گوشت کے ہر ٹکڑے میں برکت عطا کرے۔ انہوں نے مجھے کفر اختیار کرنے کو کہا ہے مگر اس سے ورے تو موت بہتر ہے اور میں بغیر جزع و فزع کے آبدیدہ ہوں۔ اور نہ

ہی مجھے موت کا ڈر ہے کیونکہ میں بہرحال مرجاؤں گا مجھے تو جہنم کی شعلہ بار آگ سے ڈر ہے۔ واللہ! جب میں مسلمان ہوتے ہوئے مرجاؤں تو مجھے کوئی خوف نہیں ہے کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گر جاؤں۔ میں دشمن کے سامنے عجز و درماندگی کا اظہار نہ کروں گا اور نہ پریشانی اور گھبراہٹ کا' بے شک خدا کی طرف میرا جانا ہے)

بقول محمد بن اسحاق' حسانؓ نے حضرت خبیبؓ کا مرثیہ کہا۔

ما بال عينك لا ترقا مدامعها　　سحاً على الصدر مثل اللؤلؤ الفلق

على خبيب فتى الفتيان قد علموا　　لا فشلٍ حين تلقاه ولا نزق

فاذهب خبيبُ جزاك الله طيبة　　وجنة الخلد عند الحور في الرُّفُق

ما ذا تقولون ان قال النبي لكم　　حين الملائكةُ الابرار في الافق

فيم قتلتم شهيد الله في رجل　　طاغ قدا وعث في البلدان والرُّفَق

(تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ جس کے آنسو تھمتے نہیں اور متحرک موتی کی طرح سینے پر گر رہے ہیں۔ جوان مردوں کے جوان مرد خبیب پر جس کے بارے وہ جانتے ہیں کہ جب تیری اس سے ملاقات ہو تو وہ نہ بزدل ہے نہ بداخلاق۔ اے خبیب! تو بہ سلامت جا' تجھے اللہ رفقا میں حوروں کے پاس جنت خلد اور عمدہ زندگی عطا کرے۔ اگر نبی نے تم سے پوچھ لیا جبکہ نیک ملائکہ بھی افق پر موجود ہوں گے' تم کیا جواب دو گے۔ تم نے اللہ کے بندے کو کیوں شہید کیا اور اس سرکش آدمی کے بدلے جس نے سارے علاقے اور دوستوں میں اودھم مچا رکھا تھا)

بقول ابن اسحاق' حضرت حسانؓ نے ان لوگوں کی ہجو کی جنھوں نے اصحاب رجیع سے غداری کی' واللہ اعلم۔

ان سرك الغدر صرفا لا مزاج له　　فأت الرجيع فسل عن دار لحيان

قوم تواصوا بأكل الجار بينهم　　فالكلب والقرد والانسان مثلان

لو ينطق التيس يوماً قام يخطبهم　　وكان ذا شرف فيهم وذا شان

(اگر تجھے خالص غداری دیکھنا مسرت بخش ہو جس میں آمیزش نہ ہو تو چشمہ رجیع میں جا اور بنی لحیان کا محلہ پوچھ۔ وہ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے آپس میں ہمسایہ کے مال کھانے کی وصیت کر رکھی ہے۔ کتا' بندر اور انسان دونوں برابر ہیں۔ اگر بکرا بھی بولے تو ان کا خطیب ہو' گو ابھی ان میں معزز اور عظیم الشان ہو گا)

نیز حضرت حسانؓ نے ہذیل اور بنی لحیان کی غداری کے بارے یہ اشعار بھی کہے۔

لعمري لقد شانت هذيل بن مدرك　　أحاديثُ كانت في خبيب وعاصم

أحاديث لحيان صلوا بقبيحها　　ولحيان جرّامون شرّ الجرائم

أناس هُم قومهم في صميمهم　　بمنزلة الزمعان دبر القوادم

هم غدروا يوم الرجيعِ وأسلمت　　أمانتهم ذا عفة ومكارم

رسولَ رسولِ الله غدراً ولم تكن　　هذيل توقّى منكرات المحارم

(مجھے میرے بقا کی قسم! ہذیل کو ان باتوں نے عیب ناک کر دیا ہے جو خبیب اور عاصم کے بارے منقول ہیں۔ بنی

لحیان اپنی بری باتوں کی وجہ سے معیوب ہو چکے ہیں اور بنی لحیان بدترین جرائم پیشہ ہیں۔ یہ لوگ اپنے معزز لوگوں میں سے بمنزلہ ان بالوں کے ہیں جو جانوروں کے پاؤں پر ہوتے ہیں۔ انہوں نے رجیع کے روز غداری کی اور ان کی امانت و دیانت نے عفیف اور مکرم آدمی کو رسوا کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پیام بر سے بہت بڑی غداری کی اور ہذیل قبیلہ بدترین محرمات سے ارتکاب سے بھی پرہیز نہیں کرتا)

فسوف يرون النصر يوماً عليهم بقتل الذى تحميه دون الحرائم
أبابيل دبر شمَّس دون لحمه حمت لحم شهاد عظيم الملاحم
لعل هذيلا أن يروا بمصابه مصارع قتلى أو مقاما لماتم
ونوقع فيها وقعة ذات صولة يوافى بها الركبان أهل المواسم

(ایک روز وہ عنقریب نصرت و حمایت کو اپنے خلاف دیکھیں گے اور ان کا کوئی معاون نہ ہو گا۔ اس شخص کے قتل کے بدلے۔ جس کے جسم کی بھڑوں نے حفاظت کی انہوں نے بڑی جنگوں میں حاضر ہونے والے کے جسم کی حفاظت کی۔ ممکن ہے کہ ھذیل اپنے اس جرم کی وجہ سے اپنے مقتولوں کی قتل گاہیں دیکھیں یا عورتوں کا ماتم کرنا۔ ہم ان پر ایک شدید حملہ کریں گے جس کی خبر شاہ سوار موسم حج میں پہنچائیں گے)

بأمر رسول الله ان رسوله رأى رأي ذى حزم بلحيان عالم
قبيِّلة ليس الوفاء يهمهم وان ظلموا لم يدفعوا كفَّ ظالم
اذا الناس حلوا بالفضاء رأيتهم بمجرى مسيل الماء بين المخارم
محلهمُ دار البوار ورأيهم اذا نابهم أمر كرأى البهائم

(رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بے شک اللہ کے رسول کی لحیان کے بارے ایک محتاط عالم کی رائے ہے۔ وہ ایک حقیر سا قبیلہ ہے وفاداری کی ان کو کوئی فکر نہیں اگر وہ مظلوم ہوں تو ظالم کا دفاع نہیں کر سکتے۔ جب لوگ ہموار میدان میں فروکش ہوں تو' تو ان کو دیکھے گا پہاڑوں کے دامن میں سیلاب گاہوں کے نزدیک۔ ان کا مقام ہلاکت گاہ ہے اور جب کوئی معاملہ پیش آئے تو ان کی رائے جانوروں جیسی ہوتی ہے)

حضرت حسانؓ اصحاب رجیع کی مدح و ستائش کرتے ہیں اور اشعار میں ان کے اسماء گرامی بیان کرتے ہیں جیسا کہ ابن اسحاق نے ان اشعار کو نقل کیا ہے بقول ابن ہشام کہ اہل علم شعراء' ان اشعار کو حضرت حسان کی طرف نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں

صلى الإله على الذين تتابعوا يوم الرجيع فاكرموا واثيبوا
رأس السرية مَرثد وأميرهم وابن البكير إمامهم وخبيب
وابن لطارق وابن دثنة منهم وافاه ثَم حِمامه المكتوب
والعاصم المقتول عند رجيعهم كسب المعالى انه لكسوب
منع المقادة أن ينالوا ظهره حتى يجالد انه لنجيب

(اللہ رحمت کرے ان لوگوں پر جو رجیع کے دن پے در پے گئے اور ان کو عزت و احترام اور ثواب سے نوازا گیا۔ امیر

اور رئیس قافلہ مرثد ہے ابن بکیران کا امام ہے اور حبیب ہے۔ اور عبداللہ بن طارق ہے اور زید بن دثنہ بھی ان میں شامل ہے اس کو وہاں اس اجل مقرر نے آلیا۔ اس نے مراتب حاصل کئے۔ بے شک وہ عالی رتبہ حاصل کرنے والا ہے۔ اس نے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ وہ جنگ کرے بے شک وہ شریف و نجیب ہے)

رسول اللہ ﷺ کے قتل کی سازش : واقدی' عبدالواحد بن ابی عوف سے بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں ابوسفیان نے چند قریشیوں کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا' کوئی ایسا نہیں' جو محمدؐ کو چپکے سے فریب دے کر قتل کر آئے' وہ مدینہ کے بازاروں میں آزادانہ پھرتا ہے۔ اس طریقے سے ہم اپنا بدلہ چکا لیں گے چنانچہ ایک عربی نے اس کے مکان پر پہنچ کر کہا' اگر آپ مجھے زاد راہ دے دیں تو میں جا کر اس کو قتل کر آؤں گا۔ میں راہ سے بخوبی واقف ہوں' خوب جانتا ہوں میرے پاس کرگس کے پر ایسا خنجر ہے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا تو ہی ہمارا مطلوب و مقصود ہے۔ اور اس کو سواری اور زاد سفر دے کر کہا' یہ بات صیغہ راز میں رہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی یہ بات سن کر محمدؐ کو پہنچا دے گا۔ عربی نے کہا' کسی کو بھی پتہ نہ چلے گا۔

چنانچہ وہ رات کو روانہ ہوا اور چھٹے روز صبح سویرے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کے بارے دریافت کرتا ہوا "مصلیٰ" تک آگیا تو کسی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بنی عبدالاشہل کے محلہ کی طرف گئے ہیں' وہ عربی بھی سواری سمیت بنی عبدالاشہل کے محلہ میں پہنچ گیا۔ سواری باندھ کر رسول اللہ کی طرف چل دیا۔ اس نے آپؐ کو مسجد میں چند صحابہؓ کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے پایا۔ وہ اندر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا "یہ شخص غدر اور فریب کے ارادہ سے آیا ہے۔ لیکن اللہ میرے اور اس کے مقصد کے درمیان حائل ہے" چنانچہ اس نے سر مجلس آکر پوچھا تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ہوں' ابن عبدالمطلب' یہ سن کر وہ آپؐ کی طرف ایسے جھکا گویا وہ آپ سے راز کی بات کرنا چاہتا ہے۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت اسید بن حضیر نے اس کو کھینچ کر کہا' رسول اللہ ﷺ سے پیچھے ہٹ جا' اس کے تہ بند کا دامن کھینچا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس خنجر ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص فریب کار اور دغاباز ہے۔ چنانچہ اس عربی نے ندامت اور شرمندگی سے عرض کیا اے محمدؐ! معافی' معافی۔ حضرت اسید بن حضیرؓ نے اس کو گریبان سے پکڑ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ بتا' تو کون ہے اور کیونکر آیا ہے۔ اگر تو نے سچ بات بتا دی تو سچائی تجھے مفید ہو گی' اگر تو نے جھوٹ سے کام لیا تو سن لے' میں تیرے ارادے سے مطلع ہو چکا ہوں۔ یہ سن کر عربی نے عرض کیا مجھے امان ہے؟ تو آپ نے فرمایا تو امان میں ہے۔ چنانچہ اس نے ابوسفیان کی ساری بات اگل دی تو آپ نے اس کو اسید بن حضیر کے سپرد کر دیا۔ دوسرے روز آیا تو آپ نے فرمایا تو امن و امان میں ہے جہاں چاہے جا سکتا ہے لیکن ایک بات اس سے بھی بہتر ہے اس نے پوچھا وہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی توحید اور میری رسالت کا اقرار کر چنانچہ اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔

پھر اس نے کہا اے محمدؐ! میرے دل میں لوگوں سے ڈر' خوف نہ تھا لیکن آپ کو دیکھتے ہی' میں حواس باختہ ہو گیا اور میرے قویٰ مضمحل ہو گئے۔ علاوہ ازیں آپ میرے مخفی ارادے پر مطلع ہو گئے جس کو کوئی

اور نہ جانتا تھا۔ بنا بریں مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ معصوم اور محفوظ ہیں اور برحق ہیں اور ابوسفیان کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے رہے اور وہ آپ کی خدمت میں کئی روز تک مقیم رہا۔ پھر وہ اجازت لے کر چلا گیا۔ بعد ازاں اس کا ذکر سننے میں نہ آیا۔

سریہ عمرو بن امیہ ضمریؓ : رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم بن حریش کو فرمایا کہ جاؤ اگر ابوسفیان کو غافل اور بے خبری کے عالم میں پاؤ تو قتل کر دو۔ عمرو کا بیان ہے کہ میں اور میرا ساتھی دونوں روانہ ہوئے۔ "بطن یایح" میں پہنچ کر اپنی سواریوں کو باندھ دیا تو میرے رفیق نے کہا' عمرو! کیا خیال ہے؟ ہم رات کی تاریکی میں مکہ کے اندر جائیں اور طواف اور دو رکعت نماز پڑھ کر چلے آئیں' میں نے کہا' میں اہل مکہ کو خوب جانتا ہوں' وہ رات کی تاریکی میں اپنے صحنوں کے سامنے چھڑکاؤ کر کے مجلسیں لگا لیتے ہیں اور میں مکہ میں ابلق گھوڑے سے بھی زیادہ معروف ہوں۔ اس نے اصرار کیا تو ہم مکہ کی طرف روانہ ہو گئے مکہ پہنچ کر طواف کیا دو رکعت نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو میری معاویہ بن ابوسفیان سے ملاقات ہو گئی اور اس نے مجھے پہچان کر کہا' عمرو بن امیہ! ہائے رنج و غم! چنانچہ اہل مکہ کو ہماری آمد کا علم ہو گیا اور انہوں نے کہا وہ خیر سے نہیں آیا۔ (عمرو ضمری جاہلی دور میں معروف شجاع' دلیر اور بہادر تھا) چنانچہ وہ اکٹھے ہو کر ایک جگہ ہو گئے ادھر عمرو ضمری اور سلمہ مکہ سے بھاگ نکلے' اہل مکہ ان کے تعاقب میں نکلے اور پہاڑوں میں بھاگتے رہے۔

عمرو ضمری کا بیان ہے کہ میں ایک غار میں چھپ گیا اور صبح تک وہیں چھپا رہا اور وہ رات بھر پہاڑوں کی خاک چھانتے رہے۔ اور اللہ نے ان کو مدینے کا راہ نہ سجھائی دیا صبح ہوئی تو عثمان بن مالک بن عبید' تیمی' اپنے گھوڑے کے لئے گھاس کاٹنے آیا' میں نے سلمہؓ کو کہا' اس نے ہمیں دیکھ لیا تو اہل مکہ کو باخبر کر دے گا وہ گھاس کی تلاش میں غار کے دروازے کے قریب آیا اور اس نے جھانکا' میں نے فوراً نکل کر اس کے پستان کے نیچے خنجر مارا اور وہ گر کر چلایا اس کی چیخ سن کر اہل مکہ اکٹھے ہو کر اس کی طرف دوڑے آئے اور ہم اس غار میں چھپ گئے میں نے اپنے رفیق سفر کو کہا سہم کر بیٹھ جاؤ' کوئی حرکت نہ کرنا' چنانچہ وہ اس (عثمان تیمی) کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کس نے قتل کیا ہے اس نے بتایا عمرو ضمری نے یہ سن کر ابوسفیان نے کہا ہمیں معلوم تھا وہ خیر سے نہیں آیا۔ لیکن وہ ہمارا ٹھکانا نہ بتا سکا کیونکہ اس کے آخری سانس تھے پھر وہ مر گیا' وہ لوگ اس کی تجہیز و تکفین میں مشغول ہو گئے اور ہم وہاں اس غار میں دو رات تک چھپے رہے اور وہ ہماری جستجو سے غافل ہو گئے تو ہم وہاں سے نکل کر تنعیم چلے آئے تو سلمہ نے مجھے کہا عمرو! کیا خیال ہے' ہم حبیب بن عدیؓ کو مقتل اور لکڑی سے نیچے اتار دیں' میں نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ اس نے کہا وہ یہ ہیں اس کے گرد و نواح میں محافظ ہیں میں نے کہا ذرا ٹھہرو میں جاتا ہوں اگر خطرہ محسوس کرو تو سوار ہو کر چلے جانا' میرا انتظار نہ کرنا۔ میں مدینے کا راہ جانتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کر دینا۔

حبیبؓ کا مقتل : پھر میں نے حبیبؓ کے مقتل کے آس پاس چکر لگایا' موقعہ پا کر اس کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا۔ میں نے قریباً بیس ہاتھ ہی مسافت طے کی تھی کہ وہ بیدار ہو کر میرے تعاقب میں دوڑے۔ میں نے

لاش وہیں پھینک دی اور لاش کے گرنے کی آواز سنی اور جلدی میں پاؤں سے اس پر مٹی ڈال دی اور "صفراء" کا راہ اختیار کیا اور میری جان بچی' وہ ادھر ادھر ڈھونڈ کر واپس چلے گئے' میرا رفیق سفر مدینے چلا آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو صورتحال سے مطلع کیا۔

عمرو کا کافر کو قتل کرنا : اور میں کوہ ضیحان کے ذخیرہ میں چلا گیا اور وہاں ایک غار میں چھپ گیا میرے پاس اس وقت تیر' کمان اور خنجر تھا۔ میں اس میں ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ بنی بکر کا ایک کانا اور لمبا تڑنگا شخص اپنی بھیڑ بکریاں غار میں لے آیا اس نے پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا بنی بکیر قبیلہ سے تعلق ہے۔ اس نے کہا میں بھی اسی قبیلے سے ہوں' پھر ٹیک لگا کر اونچی آواز سے کہنے لگا۔

فلست بمسلم مادمت حياً ولست أدين دين المسلمينا

(میں جب تک زندہ رہا اسلام قبول نہ کروں گا اور نہ ہی مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا)

میں نے دل میں کہا واللہ تجھے قتل کر دوں گا وہ سو گیا تو میں نے اس کو بری طرح قتل کر دیا۔ پھر میں وہاں سے نکل کر راستے میں آیا تو وہ دو آدمی موجود تھے جن کو قریش نے جاسوسی کی غرض سے بھیجا تھا میں نے کہا گرفتار ہو جاؤ۔ ایک نے گرفتار ہونے سے انکار کر دیا تو میں نے اس کو تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر دوسرے نے گرفتاری پیش کر دی اور میں اس کو گرفتار کر کے نبی علیہ السلام کے پاس لے آیا۔

مدینہ آیا تو انصاری بچے کھیل رہے تھے وہ اپنے بزرگوں سے یہ سن کر کہ یہ عمرو ضمری ہے' دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور آپ کو مطلع کیا۔ ادھر میں بھی قیدی کا تانت سے انگوٹھا باندھے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے ہیں اور آپ نے مجھے دعاء خیر دی۔ یاد رہے کہ عمرو ضمری' سلمہ بن اسلم سے تین روز بعد آئے۔ (روایت بیہقی)

ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کرتے ہوئے یہ قصہ واقدی کے مطابق بیان کیا ہے مگر اس میں عمرو بن امیہ ضمری کا رفیق سفر جبار بن صخر بیان کیا ہے' واللہ اعلم وللہ الحمد۔

سریہ بیئر معونہ : صفر ۴ھ میں وقوع پذیر ہوا اور مکحولؒ کا نہایت غریب قول ہے کہ یہ خندق کے بعد تھا۔ امام بخاری (ابو معمر' عبدالوارث' عبدالعزیز) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ستر قاریوں کو کسی کام کی غرض سے بھیجا۔ راستہ میں بیئر معونہ کے پاس رعل اور ذکوان دو قبیلے ان کے آڑے آئے تو قاریوں نے کہا واللہ! ہمیں تم سے کچھ غرض نہیں ہم تو رسول اللہ ﷺ کے ایک کام کے لئے جا رہے ہیں مگر انھوں نے ان کی ایک نہ سنی اور ان کو قتل کر دیا چنانچہ نبی علیہ السلام نے مہینہ بھر فجر کی نماز میں دعائے قنوت کی۔ اس وقت دعائے قنوت شروع ہوئی قبل ازیں ہم دعائے قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اس روایت کو امام مسلم نے حماد بن سلمہ از ثابت از انسؓ اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بخاری (عبدالاعلیٰ بن حماد' یزید بن زریع' سعید' قتادہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اعلیٰ' ذکوان' عصیہ اور بنی لحیان قبائل نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمن کے خلاف مدد طلب کی' آپ نے ان کی امداد کے لئے ستر انصاریوں کو روانہ کیا ان لوگوں کو ہم "قاری" کہتے تھے یہ دن کو ایندھن لاتے (فروخت کر کے

گزارہ کرتے) اور رات کو قیام کرتے۔ جب یہ لوگ "بیرٔ معونہ" میں پہنچے تو ان قبائل نے ان کو دھوکے سے قتل کر دیا' نبی علیہ السلام کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے فجر کی نماز میں ان قبائل کے خلاف دعاء قنوت پڑھی۔ انس کا بیان ہے کہ ہم نے ان کے بارے ان چند آیات **بلغوا عنا قومنا انا قد لقينا ربنا فرضى عنا وارضانا** کی تلاوت کی جو بعد میں منسوخ ہو گئی۔

امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل' ہمام' اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حرام بن ملحانؓ حضرت انس کے ماموں کو ستر سواروں کے ساتھ (بنی عامر کی طرف) روانہ کیا۔ رئیس مشرکین عامر بن طفیل نے رسول اللہ ﷺ کو تین باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا تھا (۱) شہری علاقہ میں آپ کی حکومت ہو اور دیہات میں میری' (۲) یا میں آپ کا جانشین ہوں' (۳) یا میں غطفان کے دو ہزار آدمی لے کر آپ سے جنگ کروں۔ بعد ازاں عامر ایک عورت کے گھر میں طاعون میں مبتلا ہوا اور اس نے کہا فلاں عورت کے گھر میں مجھے اونٹ کے غدود کی طرح غدود نکلا ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ' چنانچہ وہ گھوڑے کی پیٹھ پر ہی مرا)

حرام بن ملحان برادر ام سلیم' اعرج اور ایک شخص (منذر بن محمد) کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے ان سے کہا تم دونوں میرے قریب قریب رہو۔ میں ان کے پاس جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امن و امان دیا تو تم قریب ہی ہو' میرے پاس چلے آنا۔ اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے رفقاء کے پاس چلے آنا۔ چنانچہ حرام نے کہا کیا تم میرے امن و امان اور حفاظت کا انتظام کرتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچا سکوں۔ وہ ان سے گفتگو کر رہے تھے کہ کسی نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے برچھا گھونپ دیا (بقول ہمام راوی) اور اس کو آرپار نکال دیا تو حرام نے کہا **فزت ورب الكعبه** رب کعبہ کی قسم! میں نے اپنا مقصد پا لیا' بعد ازاں وہ شہید ہو گئے ماسوائے اعرج شخص کے' کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تھا' اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے قرآن نازل کیا پھر وہ منسوخ ہوا یعنی **انا لقد لقينا ربنا فرضى عنا وارضانا** "بے شک ہماری اپنے پروردگار سے ملاقات ہوئی ہے وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے خوش" چنانچہ نبی علیہ السلام نے ۳۰ یوم تک رعل' ذکوان' بنی لحیان اور عصبہ کے خلاف جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تھی' دعائے قنوت پڑھی۔

امام بخاری (حبان' عبداللہ' معمر' ثمامہ بن عبداللہ بن انس) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ماموں حرام بن ملحان کو بیرٔ معونہ میں برچھا لگا تو اس نے خون کو ہاتھ میں لے کر منہ اور سر پر چھڑک کر کہا' رب کعبہ کی قسم! میں تو بامراد ہو گیا۔

عامر بن فہیرہ : امام بخاری (عبید بن اسماعیل' ابو اسامہ' ہشام بن عروہ) عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب قراء بیرٔ معونہ میں شہید ہو گئے اور عمرو بن امیہ ضمری اسیر ہو گیا تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کر کے اس سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو عمرو ضمری نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ تو عامر بن طفیل نے کہا کہ وہ مقتول ہونے کے بعد آسمان کی طرف اٹھایا گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو زمین اور آسمان کے درمیان فضا

میں معلق دیکھا پھر اس کی لاش زمین پر آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اطلاع پہنچی تو آپ نے لوگوں کو بتایا کہ تمہارے رفقاء شہید ہو چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے رب سے درخواست کی تھی اے پروردگار! ہماری خبر ہمارے بھائیوں کو پہنچا دے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے خوش' چنانچہ اللہ نے مسلمانوں کو ان کی خبر دے دی۔ ان شہداء میں عروہ بن اسماء بن صلت تھے' بعد میں جب عروہ بن اسماء کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام عروہ رکھا گیا اور اسی طرح منذر بن عمرو کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نام بھی منذر رکھا گیا۔

بخاری کی روایت میں اسی طرح عروہ سے مرسل مذکور ہے اور امام بیہقی نے اس روایت کو (یحییٰ بن سعید' ابو اسامہ' ہشام' عروہ) حضرت عائشہ سے مرفوع بیان کیا ہے اور اس نے حدیث ہجرت بیان کر کے آخر میں یہ قصہ بیان کیا ہے جو بخاری نے مغازی میں بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

فزت کی تاثیر : واقدی نے مصعب بن ثابت از اسود اور عروہ یہ مذکور بالا قصہ بیان کیا ہے عامر بن فہیرہؓ کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے اور عامر بن طفیل کا مشاہدہ بھی نقل کیا ہے اور جبار بن سلمی کلابی (قاتل حرام بن ملحان) کا واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ جب اس نے برچھا مارا تو حرام نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا بعد ازاں جبار بن سلمی نے پوچھا فزت یعنی کامیابی کا کیا مطلب ہے تو اس کو بتایا یعنی جنت کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سن کر جبار کلابی نے کہا واللہ! اس نے سچ کہا اس واقعہ کی وجہ سے پھر جبار بن سلمی کلابی مسلمان ہو گیا۔

بیئر معونہ کے لئے روانگی : موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں عروہ سے مروی ہے کہ عامر بن فہیرہ شہید کی لاش بیئر معونہ میں نہ پائی گئی خیال ہے کہ ملائکہ نے ان کو دفن کر دیا ہو۔ یونس نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد کے بعد شوال' ذی قعد اور ذی الحج (۳ھ) اور محرم ۴ھ میں مدینہ میں مقیم رہے پھر آپ نے صفر ۴ھ میں بیئر معونہ کیلئے قراء کو روانہ کیا۔

محمد بن اسحاق' اسحاق بن یسار' مغیرہ بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام اور عبدالرحمان بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ نے اہل علم سے بیان کیا ہے کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر "ملاعب الاسنہ" مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو نہ وہ اسلام لایا اور نہ اس نے نفرت کا اظہار کیا اور عرض کیا یا محمدؐ! اگر آپ اپنے چند صحابہؓ اہل نجد کی طرف روانہ کریں اور وہ ان کو آپ کے دین کی طرف دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ آپ کے دین کو قبول کر لیں گے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد کی طرف سے خطرہ ہے تو ابو براء نے عرض کیا میں ان کو پناہ دیتا ہوں' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے منذر بن عمرو ساعدی ("العنق لیموت" موت کے لئے بہ سرعت جانے والا) کو چالیس افراد کا قائد بنا کر روانہ کر دیا ان میں حارث بن صمہ' حرام بن ملحان نجاری عروہ بن اسماء سلمی' نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی' عامر بن فہیرہ غلام حضرت ابوبکر بھی موجود تھے۔ وہ چلتے چلتے بیئر معونہ میں (جو حرہ بنی سلیم اور بنی عامر کے علاقہ کے درمیان واقع ہے) فروکش ہو گئے تو حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی دے کر عامر بن طفیل کے پاس روانہ کیا گیا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس نے مکتوب گرامی پڑھنے

سے قبل ہی حرام بن ملحان کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بنی عامر سے صحابہؓ کے خلاف مدد طلب کی تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہم ابو براء کا عہد نہ توڑیں گے کہ اس نے ان کو پناہ دی تھی۔ پھر اس نے بنی سلیم کے دیگر قبائل (عصیہ' رعل' ذکوان اور قارہ) کو مدد کے لئے پکارا تو انہوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک انہوں نے پڑاؤ میں صحابہؓ کا محاصرہ کر لیا۔ صحابہؓ نے بھی شمشیر بکف دفاع کیا حتیٰ کہ وہ ماسوائے کعب بن زید دیناری نجاری کے سب شہید ہو گئے۔ کعبؓ کے بھی آخری سانس تھے مگر وہ جاں بر ہو گئے اور غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری یکے از بنی عمرو بن عوف' مویشیوں اور سواریوں میں یہاں سے کافی دور تھے۔ ان کو صحابہؓ کی شہادت کا علم پرندوں سے ہوا جو ان کے پڑاؤ کے اوپر گھوم رہے تھے' انہوں نے آپس میں کہا کہ ان پرندوں کے گھومنے کا کوئی سبب ہے۔ چنانچہ وہ آئے تو صورت حال سے آگاہ ہوئے کہ صحابہ خون میں لت پت پڑے ہیں اور حملہ آور وہاں کھڑے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر انصاری نے عمرو ضمری سے پوچھا کیا خیال ہے؟ تو عمرو ضمری نے کہا میری رائے ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو اس "مصیبت عظمیٰ" سے آگاہ کریں۔ یہ سن کر انصاری نے کہا لیکن میں تو اپنی جان کو ایسے میدان جنگ سے عزیز نہیں سمجھتا جس میں منذر بن عمرو شہید ہو چکا ہے اور نہ ہی میں یہ پسند کرتا ہوں کہ لوگوں کو اس کے بارے اطلاع دوں چنانچہ وہ لڑتا لڑتا شہید ہو گیا اور عمرو ضمری کو اسیر بنا لیا گیا۔ عمرو ضمری نے ان کو بتایا کہ اس کا نسبی تعلق مضر سے ہے تو عامر بن طفیل نے اس کی پیشانی کے بال کاٹ کر اپنی والدہ کی طرف سے آزاد کر دیا جس نے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر مانی تھی۔

عمرو ضمری واپسی میں وادی قنا کے کنارے پہ واقع "قرقرہ" کے مقام پر پہنچا تو وہاں وہ ایک سایہ کے نیچے لیٹ گیا۔ اتفاقاً بنی عامر کے دو شخص بھی اس کے پاس آگئے (جو رسول اللہ ﷺ سے عہد و پیمان اور امن و امان حاصل کر چکے تھے اور عمرو ضمری کو اس بات کا علم نہ تھا) عمرو ضمری نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ جب وہ سو گئے تو عمرو ضمری نے ان کا کام تمام کر دیا اور یہ سمجھا کہ اس نے ان کو قتل کر کے شہداء بیئرِ معونہ کا کچھ انتقام لے لیا ہے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے یہ سارا ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے (وہ معاہد تھے) میں ان کی دیت لازماً ادا کروں گا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیئرِ معونہ کا حادثہ ابو براء کا کیا دھرا ہے۔ میں اس کو ناپسند کرتا تھا اور خوفناک سمجھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا تبصرہ ابو براء کو معلوم ہوا تو اس کو عامر بن طفیل کا یہ "کارنامہ" ناگوار گزرا۔ حضرت حسانؓ نے عامر بن طفیل کا ابو براء کا عہد توڑنے کے بارے اور ابو براء کی اولاد کو عامر بن طفیل کے خلاف مشتعل کرنے کے سلسلہ میں کہا۔

بنـــي أمّ البنـــينَ ألم يُرعْكـــم   وأنتـم مـن ذوائـــب أهــل نجــد

تهكـــم عـــامر بـــأبي بـــراء   ليخفـــره ومـــا خطـــأ كعمـــد

ألا أبلـــغ ربيعـــة ذا المســـاعي   فمـا أحدثـت فـي الحدثـان بعـدي

أبـوك أبـو الحـروب أبـو بـراء وخـالك مـاجد حكـم بـن سـعد

(اے ام البنین کی اولاد! تم ہو اہل نجد کے رؤسا میں سے کیا تم کو ابو براء کے معاہدہ کے ساتھ عامر بن طفیل کے تحکم اور مذاق نے پریشان نہ کیا۔ کہ اس کے معاہدہ کو وہ توڑ ڈالے' غلطی دانستہ امر جیسی نہیں ہوتی۔ سنو! ربیعہ بڑے کارنامے انجام دینے والے کو بتادو کہ تو نے میرے بعد کیا تغیر اختیار کر لیا۔ تیرا والد' لڑائیوں کا بانی' ابو براء ہے اور تیرا ماموں بزرگوار حکم بن سعد ہے)

بقول ابن ہشام' ام البنین' ابو براء کی والدہ ہے اور عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کی بیٹی ہے۔ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل کے ران پر نیزہ مارا' گھوڑے سے گر پڑا مگر وہ زندہ رہا۔ اور اس نے کہا یہ ابو براء کا کام ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے لئے اس سے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے اگر میں زندہ رہا تو اپنی رائے کے مطابق کروں گا۔

ابن اسحاق کے مطابق حضرت حسان بن ثابت نے شہداء بیئر معونہ کا مرثیہ کہا۔

على قتلى معونة فاستهلي بدمع العين سَحاً غير نَزْر
على خيل الرسول غداة لاقوا ولاقتهم مناياهم بقدر
أصابهمُ الفناء بعقد قوم تخوّن عقد حبلهم بغدر
فيالهفي لمنذر إذ تولى وأعنق في منيته بصبر
وكائنْ قد أصيب غداة ذاكم من أبيض ماجد من سر عمرو

(اے آنکھ! تو شہداء معونہ پر بہت اشکبار ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے لشکر پر جو صبح کے وقت دشمن سے برسرپیکار ہوا اور قضاء و قدر کے موافق ان کو موت لاحق ہوئی۔ ایک قوم کے عہد کے باعث وہ موت کے گھاٹ اترے ان کا معاہدہ غدر و بے وفائی سے توڑ دیا گیا۔ ہائے افسوس! منذر بن عمرو پر جب وہ پلٹا اور موت کے منہ میں صبر کے ساتھ چلا گیا۔ سفید فام بزرگوار آل عمرو کے بہتر شخص کو تقدیر نے اس صبح آلیا)

غزوہ بنی نضیر اور سورہ حشر کا نزول : صحیح بخاری میں ہے کہ ابن عباس سورہ حشر کو سورہ بنی نضیر کہتے تھے۔ امام بخاری نے زہری کی معرفت عروہ سے نقل کیا ہے کہ بنی نضیر کا واقعہ غزوہ بدر کے چھ ماہ بعد قبل از احد وقوع پذیر ہوا۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں ابو حاتم (عبداللہ بن صالح' لیث' عقیل) زہری سے مرفوع بیان کیا ہے۔ حنبل بن اسحاق نے (ہلال بن علاء' عبداللہ بن جعفر رقی' مطرف بن مازن یمانی' معمر) زہری سے بیان کیا ہے کہ غزوہ بدر ۱۷ رمضان ۲ھ میں ہوا پھر شوال ۳ھ میں آپ نے بنی نضیر سے جنگ کی' پھر شوال ۴ھ میں جنگ خندق ہوئی۔ بقول بیہقی' امام زہری کا بیان ہے کہ واقعہ بنی نضیر قبل از احد پیش آیا اور باقی اہل علم کا خیال ہے یہ غزوہ احد اور بیئر معونہ کے بھی بعد پیش آیا۔

بقول امام ابن کثیر' امام ابن اسحاق نے بھی واقعہ بیئر معونہ' عمرو ضمری کی واپسی' اس کے دو عامریوں کے نادانستہ قتل اور رسول اللہ ﷺ کا ان کی دیت دینے کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عامر کے دو مقتولوں کی دیت کے سلسلہ میں بنی نضیر کے

پاس گئے جن کو عمرو ضمری نے نادانستہ قتل کر دیا تھا۔ بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان عہد و پیمان تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیت میں تعاون کے بارے کہا تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! ہم آپ کا خاطر خواہ تعاون کریں گے۔ پھر انہوں نے خفیہ سازش تیار کی کہ آئندہ اس شخص کے بارے کبھی موقعہ میسر نہ ہو گا (رسول اللہ ﷺ اس وقت دیوار کے پہلو میں تشریف فرما تھے) کوئی آدمی چھت پر چڑھے اور اس پر پتھر گرا دے اور اس سے نجات دلا دے چنانچہ اس منصوبہ پر عمل در آمد کے لئے عمرو بن حجاش بن کعب یہودی تیار ہو گیا' اس نے کہا میں اس کو عملی جامہ پہناؤں گا چنانچہ وہ حسب ارادہ پتھر گرا دینے کے لئے چھت پر چڑھا۔ رسول اللہ ﷺ چند صحابہ کے ہمراہ موجود تھے' ان میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ بھی شامل تھے' رسول اللہ ﷺ کو ان کے منصوبے کی اطلاع آسمان سے مل گئی اور آپ فوراً مدینے واپس چلے آئے۔ صحابہؓ نے آپ کا دیر تک انتظار کیا اور آپ کی تلاش میں چل نکلے۔ راستہ میں مدینے سے آتے ہوئے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ صحابہؓ آپ کے پاس پہنچ گئے تو آپ نے ان کو یہود کے منصوبے سے آگاہ فرما دیا۔

بنی نضیر کی جلاوطنی : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہؓ کو یہود کے پاس بھیجا کہ آپ کا حکم ہے کہ وہ مدینہ اور اس کے قرب و جوار کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ یہ سن کر منافقوں نے ان کو تسلی تشفی دی اور ان کو قیام پر آمادہ کیا اور بروقت مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ اندریں حالات بنی نضیر دلیر اور حربی ہو گئے اور حی بن اخطب جوش میں آگیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیج دیا کہ وہ مدینہ سے نہیں نکلیں گے اور سابقہ معاہدہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو ان کی طرف نکلنے کا حکم دے دیا اور آپ نے ۱۵ یوم تک ان کا محاصرہ کیا' بقول ابن اسحاق نبی علیہ السلام نے ان کے ساتھ جنگ کے لئے تیاری کا حکم دے دیا اور ان کی طرف چلنے کا ارشاد فرمایا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم کو مدینے کا ۴ھ ربیع الاول میں امیر مقرر کر دیا۔

شراب کی حرمت : بقول ابن اسحاق' آپ نے مدینہ سے روانہ ہو کر چھ روز تک ان کا محاصرہ جاری رکھا (اور شراب کی حرمت بھی اسی دوران نازل ہوئی) اور وہ اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے درختوں کو کاٹنے اور جلانے کا حکم فرما دیا یہ دیکھ کر انہوں نے پکارا اے محمد! آپ تو شر و فساد سے منع کرتے ہیں شرارتی اور فسادی شخص کو برا کہتے ہیں تو نخلستان کا کاٹنا اور جلانا شر و فساد نہیں؟ قبیلہ بنی عوف بن خزرج نے (جن میں عبداللہ بن ابی' ودیعہ' مالک' سوید اور داعس بھی شامل تھے) بنی نضیر کو پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اور مضبوط رہو۔ ہم تمہیں بے سہارا نہ چھوڑیں گے اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم تمہارے ہمراہ لڑیں گے۔ اگر جلاوطن کر دیئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ سکونت ترک کر دیں گے۔ چنانچہ وہ ان کی مدد و نصرت کے انتظار میں رہے لیکن انہوں نے کوئی مدد نہ کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مرعوب کر دیا۔

بنی نضیر کا آپ سے جلاوطنی کا سوال : چنانچہ بنی نضیر نے رسول اللہ ﷺ سے قتل کی بجائے جلا

وطنی کی درخواست کی' علاوہ ازیں سامان حرب کے بغیر وہ اپنا مال و دولت اونٹوں پر لاد کر لے جا سکیں گے۔ عوفی نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ "ہر تین آدمیوں" کو ایک اونٹ دیا وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ (روایت بیہقی) امام بیہقی (یعقوب بن محمد' زہری' ابراہیم بن جعفر بن محمد بن مسلمہ' ابیہ' جدہ) محمد بن مسلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور ان کو جلا وطنی میں تین دن کی مہلت دی۔ بیہقی وغیرہ نے یہ بیان کیا ہے کہ ان کا لوگوں کے ذمہ مؤجل قرضے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا معاف کر دو اور فوراً چلے جاؤ' اس حدیث کی صحت میں نظر ہے' واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی نضیر نے اپنا سب مال و دولت اونٹوں پر لاد لیا گھر کی چوکھٹ تک بھی وہ لاد کر لے گئے' بعض ان میں سے خیبر چلے گئے اور بعض شام کی طرف۔ اور جو لوگ خیبر گئے ان میں سلام بن ابی الحقیق' کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب بھی تھے وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا رئیس تسلیم کر لیا۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت بیان کیا ہے کہ بنی نضیر اپنے اہل و عیال اور مال و دولت سب لے گئے اور ان کے ساتھ باجے گاجے اور گویا عورتیں تھیں جو ان کے پیچھے پیچھے فخر و مباہات سے دف بجاتیں اور گیت گاتی جاتیں تھیں۔ اس زمانے میں اس سر۔ سامان اور فخر و غرور کی سواریاں کبھی ان کی نظر سے نہیں گزریں۔

مال فے : بنی نضیر غیر منقولہ جائداد نخلستان وغیرہ چھوڑ کر چلے گئے اور یہ مال فے رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھا آپ اس کو جس طرح چاہیں تقسیم فرما دیں چنانچہ یہ مال رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین میں تقسیم فرما دیا' صرف دو انصاریوں (سہل بن حنیف اور ابودجانہؓ) کو ان کے فقروفاقہ کی وجہ سے حصہ دیا اور بعض نے حارث بن صمہ انصاری کا بھی ان میں اضافہ کیا ہے۔ (حکاہ سہیلی)

صرف ۲ نضیری مسلمان ہوئے : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی نضیر میں سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب (عمرو بن حجاش کا ابن عم) اور ابو سعید بن وہب مسلمان ہوئے ان کا اپنی جائیداد پر بدستور قبضہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے یامینؓ کو مخاطب کر کے فرمایا دیکھا تیرے ابن عم نے کیا کیا' اور میرے بارے کیا سوچا چنانچہ یامینؓ نے اجرت دے کر ملعون عمرو بن حجاش کو قتل کروا دیا۔

سورہ حشر کا نزول : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ سورہ حشر بہ کمال و تمام بنی نضیر کے بارے نازل ہوئی۔ ابن اسحاق نے اسکی خوب تفسیر و تشریح بیان کی ہے۔ ہم نے بھی تفسیر میں اس پر مفصل بحث کی ہے' وللہ الحمد۔

▪ **سبح لله ما فی السموات والارض وهو العزیز الحکیم** (۵۹/۱) "جو مخلوقات آسمان اور زمین میں ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔" یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات کریم کو ہر عیب اور نقص سے بالا بیان فرمایا اور بتایا کہ اس کی تمام کائنات اور مخلوقات زمینی اور آسمانی اس کی تسبیح بیان کرتی ہے اور وہ غالب ہے۔ مضبوط و محکم آستان والا' اس کی عظمت و کبریائی کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ وہ اپنی تمام مخلوقات اور جملہ تقدیر و تشریح میں حکمت و مصلحت والا ہے۔ من جملہ اس کے اللہ کی تدبیر و تقدیر

ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو ان کے یہود دشمنوں پر غلبہ و استیلاء کی خاطر روانگی کا حکم دیتا ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے اختلاف کرتے ہیں اور اس کی شریعت سے انحراف کرتے ہیں۔

ان کے ساتھ جنگ کا موجب قبل ازیں بیان ہو چکا ہے' ان کا محاصرہ اس ذات بابرکات نے کیا جس کی تائید و نصرت ایک ماہ کی مسافت کے رعب و داب سے کر دی گئی ہے۔ بایں ہمہ آپؐ نے مع صحابہ چھ روز تک ان کا محاصرہ جاری رکھا اور وہ اس قدر مرعوب ہوئے کہ وہ اس بات پر مجبور ہو گئے کہ ان کو قتل نہ کیا جائے اور وہ اپنے منقولہ مال و دولت سے صرف وہی لے جائیں گے جو ان کی سواریاں اٹھا سکیں اور اپنی ذلت و حقارت کا اعتراف کرتے ہوئے اسلحہ سے دستبردار ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے گھربار کو اپنے اور مسلمان کے ہاتھوں سے تباہ و برباد کیا' اے عقلمندو! اس المیہ اور حادثہ سے عبرت حاصل کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا اگر اللہ نے ان کے لئے دیس نکالا نہ لکھ دیا ہوتا تو انہیں دنیا ہی میں سزا دیتا۔ یعنی قتل و خون ریزی جو اس سے بھی بدترین ہوتی۔ مزید برآں آخرت میں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔

نخلستان کے جلانے کی حکمت : بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے نخلستان کو جلا کر راکھ کر دینے اور بعض کو بدستور قائم رکھنے کی حکمت و مصلحت بتائی کہ جنگی نقطہ نظر سے یہ سب کچھ روا اور مباح ہے ------ مسلمانو! تم نے جو بنی نضیر کے کھجور کے درخت کاٹ ڈالے یا ان کو ہاتھ نہ لگایا اور ان کو اپنی جڑوں پر کھڑا چھوڑ دیا گو سب خدا کے حکم سے تھا اور خدا کو یہ منظور تھا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ (۵۹/۵) یعنی درختوں کا کاٹنا اور نہ کاٹنا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشروع ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ تمہاری تدبیر نہایت اچھی تھی یہ درختوں کا کاٹنا اور جلانا فساد نہ تھا جیسا کہ ان شرپسند لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ تو اپنی قوت کا مظاہرہ اور کفار کی رسوائی کا موجب تھا۔

(قتیبہ از لیث از نافع از ابن عمر) متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے نخلستان "بویرہ" کے بعض درخت جلا دیئے اور کچھ کاٹ دیئے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر کی (۵۹/۵) آیت نازل فرمائی۔ امام بخاری نے جویرہ بن اسماء سے نافع کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے بویرہ نخلستان کے بعض درخت کاٹنے اور بعض کو جلانے کا حکم فرمایا۔ اسی کے بارے حضرت حسان نے کہا:

وهان على سراة بني لؤي حريق بالبويرة مستطير

(رؤساء بنی لوی کے لئے بویرہ نخلستان میں آگ کے شعلے' معمولی سا واقعہ ثابت ہوئے)

تو جواب آں غزل کے طور پر ابوسفیان بن حارث نے کہا۔

أدام الله ذلك من صنيع وحرق في نواحيها السعير

ستعلم أينا منها بنزه وتعلم أي أرضينا نضير

(اللہ تعالیٰ یہ کام جاری رکھے اور اس کے گرد و نواح آگ بھڑکتی ہے۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اس سے کون محفوظ ہے اور کس کی زمین کو نقصان دہ ہے)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب نے بنی نضیر کی جلاوطنی اور کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر کیا۔

لقد خزيت بغدرتها الحبور كذاك الدهر ذو صرف يدور

وذلك انهم كفروا برب عظيم أمره أمر كبير

وقد أوتوا معاً فهماً وعلماً وجاءهم من الله النذير

نذير صادق أدى كتاباً وآيات مبينة تنير

فقالوا ما أتيت بأمر صدق وأنت بمنكر منا جدير

(اپنی بد عہدی کی وجہ سے علماء یہود رسوا ہو گئے اسی طرح زمانہ میں انقلاب رونما ہوتا ہے۔ اور یہ کہ انہوں نے اپنے عظیم پروردگار سے کفر کیا اس کا حکم بڑا ہے۔ ان کو علم و فہم عطا کیا گیا ہے اور اللہ کی طرف سے آگاہ کرنے والا نبی بھی آیا ہے۔ سچے آگاہ کرنے والے نے کتاب اللہ کی واضح اور روشن آیات کی تبلیغ کی۔ انہوں نے کہا تو سچی بات لے کر نہیں آیا اور تو ہمارے انکار کے لائق ہے)

فقال بلى لقد أديت حقاً يصدقني به الفهم الخبير

فمن يتبعه يهد لكل رشد ومن يكفر به يخز الكفور

فلما أشربوا غدراً وكفراً وجدّ بهم عن الحق النفور

أرى الله النبي برأى صدق وكان الله يحكم لا يجور

فأيده وسلطه عليهم وكان نصيره نعم النصير

(اس نے کہا کیوں نہیں میں نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے اس بات کی سمجھ دار اور باخبر عالم تصدیق کرتا ہے۔ جو شخص ان کی اتباع کرے گا اس کی ہر نیکی کی طرف راہنمائی کی جائے گی اور جو اس کے ساتھ کفر کرے گا تو سنو! کافر رسوا ہو گا۔ جب وہ عہد شکنی اور کفر میں مبتلا ہو گئے اور حق بات سے نفرت کرنے میں وہ کوشاں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اچھی تدبیر و رائے بجھائی اور اللہ تعالیٰ عادلانہ حکم و فیصلہ فرماتا ہے۔ اللہ نے اس کی تائید کی اور اس کو ان پر غالب کیا اور اللہ اس کا نصیر و مددگار ہے' وہ اچھا مددگار ہے)

فغُودِرَ منهم كعبٌ صريعاً فذلّتْ بعد مَصرعه النضير

على الكفين ثم وقد علته بأيدينا مشهَّرة ذكور

بأمر محمد إذ دس ليلاً الى كعب أخا كعب يسير

فما كره فأنزله بمكر ومحمود أخو ثقة جسور

فتلك بنو النضير بدار سوء أبارهُم بما اجترموا المبير

(ان میں سے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا گیا اس کے قتل کے بعد وہاں بنی نضیر اپنے ہاتھوں کے بل گر کر ذلیل ہو گئے۔ اور ہماری ننگی تلواریں اس پر غالب آ گئیں۔ محمد ﷺ کے امر سے جب اس نے رات کو کعب کی طرف کعب کے بھائی کو خفیہ بھیجا۔ اس نے کعب کو ایک تدبیر سے نیچے اتارا' جسارت مند' قابل اعتبار شخص محمود و مقبول ہوتا ہے۔ یہ ہیں بنی نضیر ذلت و رسوائی کے مقام میں۔ ہلاک کرنے والے نے ان کو بداعمالیوں کی بدولت ہلاک کر دیا)

غـداة أتـاهم فـي الزحـف رهـوا رسـول الله وهـو بهـم بصـير
وغسـان الحمـاة مـوازروه على الاعـداء وهـو لهـم وزيـر
فقـال السـلم ويحكـم فصـدوا وحـالف أمرهـم كـذب وزور
فذاقـوا غِـب أمرهـم وبـالا لكـل ثلاثـة منهـم بعـير
وأجلـوا عـامدين لقينقـاع وغـودر منهـم نخـل ودور

(جب ان کی طرف اللہ کا رسول حملہ آور لشکر میں پرسکون آیا اور وہ ان کے حالات سے باخبر ہے۔ اور حفاظت کرنے والے غسان اس کے معاون ہیں دشمن کے خلاف' اور وہ ان کا معاون اور اہتمام کرنے والا ہے۔ اس نے کہا افسوس! مصالحت اختیار کرو' وہ اس بات سے رک گئے اور وہ کذب و زور اور جھوٹ کے حلیف ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کام کی سزا کا مزہ چکھ لیا ہے۔ ان میں ہر سہ کے لئے ایک اونٹ ہے۔ بنی قینقاع کا قصد کرتے ہوئے وہ جلا وطن ہو گئے۔ اور ان کے نخلستان اور محلات ویران چھوڑ دیئے گئے)

ابن نقیم عبسی کا قصیدہ : سمال یہودی نے ان اشعار کا جواب دیا تھا ہم نے ان کو نظرانداز کر دیا ہے اور بقول ابن اسحاق' کہ بنی نضیر کے بارے جو قصیدے کہے گئے ان میں سے ابن نقیم عبسی کا قصیدہ بھی ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ قیس بن بحر بن طریف اشجعی کا قصیدہ ہے۔

أهلـي فـداء لامـرئ غـير هـالك أحـلَّ اليهـود بالحِسـي المزنـم
يقيلـون فـي خمـر العضـاه وبدلـوا أهيضـب عـوداً بـالودى المكمـم
فـان يـك ظنـي صادقـاً بمحمـد تـروا خيلـة بـين الصـلا ويرمـم
يؤم بهـا عمـرو بـن بهثـة انهـم عـدو ومـا حـيٌّ صديـق كمجـرم
عليهـن أبطـال مساعير فـي الوغـي يهـزون أطرافالوشـيج المقـوَّم

(میرا اہل و عیال قربان ہو اس زندہ جاوید شخص کے لئے جس نے یہود کو خستہ حال میں رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ عضاہ درخت کے انگاروں میں وہ دوپہر بسر کریں گے۔ خوشے والی کھجوروں کے بدلے ان کو "عودی" مقام کی بلند جگہ نصیب ہوئی۔ اگر محمدؐ کے بارے میرا گمان سچا ہوا تو تم اس کے گھوڑوں کو صلا اور یرمرم مقامات کے درمیان دیکھ لو گے۔ وہ ان کو لے کر عمرو بن بھثہ کا رخ کرے گا بے شک وہ دشمن ہیں دوست قوم' مجرم کی طرح نہیں ہوتی۔ ان پر ایسے بہادر لوگ سوار ہیں جو آتش حرب تیز کرتے ہیں اور نیزے کے اطراف کو متحرک رکھتے ہیں)

وكـل رقيـق الشـفرتين مهنـد تُوورثـن مـن أزمـان عـاد وجرهـم
فمـن مبلـغ عنـي قريشـاً رسـالة فهـل بعدهـم فـي المجد مـن متكـرم
بـأن أخـاهم فـاعلمنَّ محمـداً تليـد النـدى بـين الحَجـون وزمـزم
فدينـوا لـه بـالحق تجسـم أموركـم وتسـمو مـن الدنيـا الى كـل معظـم
نـبـي تلافتـه مـن الله رحمـة ولا تسـألوه أمـر غيـب مرجَّـم

(اور ہر دو دھاری ہندی تلوار کو چلاتے ہیں جس کے وہ عاد اور جرہم کے عہد سے وارث ہیں۔ میری طرف سے

قریش کو کون پیغام پہنچائے کیا ان کے بعد بھی کوئی مجد و شرف میں مکرم اور معزز ہے۔ کہ معلوم رہے کہ تمہارا برادر محمدؐ عہد قدیم سے فیاض ہے حجون اور ریزم کے درمیان۔ تم حق کو قبول کرتے ہوئے اس کی اطاعت کرو' تمہارے حالات سنور جائیں گے اور تم دنیا میں ہر بڑے منصب پر فائز ہو جاؤ گے۔ وہ نبی ہے اللہ کی رحمت سے بہرہ ور ہے اور تم اس سے اندھا دھند غیب کی بات نہ پوچھو)

فقد كان في بدر لعمري عبرة لكم يا قريش والقليب الملمم
غداة أتى في الخزرجية عامداً إليكم مضيعاً للعظيم المكرم
معانا بروح القدس ينكي عدوه رسولا من الرحمن حقا بمعلم
رسولا من الرحمن يتلو كتابه فلما أنار الحق لم يتلعثم
أرى أمره يزداد في كل موطن علواً لأمر حمه الله محكم

(اے قریش! مجھے میری بقا کی قسم! بدر میں اور قلیب میں تمہارے لئے سامان عبرت ہے۔ جب وہ خزرجی لشکر میں تمہارا قصد کر کے رب عظیم کی اطاعت کرتا ہوا آیا۔ جبرائیلؑ سے اس کی مدد کی گئی' اپنے مخالف کو ضرر پہنچاتا ہے وہ اللہ کی طرف سے بلند مرتبہ رسول ہے۔ وہ رحمان کی طرف سے رسول ہے جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتا ہے جب حق روشن ہو گیا تو وہ ڈگمگایا نہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر مقام میں اس کا کام ترقی پذیر ہے اللہ کی محکم قضاء و قدر کی وجہ سے)

بقول ابن اسحاق حضرت علیؓ نے کہا اور بقول ابن ہشام' یہ اشعار کسی مسلمان کے ہیں اور حضرت علیؓ کی طرف ان اشعار کی نسبت کسی نے نہیں کی۔

عرفت ومن يعتدل يعرف وأيقنتُ حقا ولم أصدف
عن الكلم المحكم اللاء من لدى الله ذي الرأفة الأرأف
رسائل تدرس في المؤمنين بهن اصطفى أحمدَ المصطفى
فأصبح أحمد فينا عزيزاً عزيز المقامة والموقف
فيا أيها الموعدوه سفاها ولم يأت جوراً ولم يعنف

(میں عارف ہوں اور جو اعتدال کی راہ اختیار کرے وہ پہچان لیتا ہے میں نے اس کو یقینی سمجھا اور میں نے انحراف نہیں کیا۔ ان محکم کلمات سے جو اللہ رؤف و ارءف کی جانب سے ہیں۔ پیغامات میں جو مسلمانوں کے اندر پڑھے جاتے ہیں انہی سے اللہ نے احمد مصطفیٰ ممتاز کیا ہے۔ احمدؐ کا ہم میں بلند مقام و مرتبہ ہے۔ اے اس کو حماقت سے دھمکی دینے والو! اس نے کوئی ظلم و ستم نہیں کیا اور نہ اس نے تشدد سے کام لیا)

ألستم تخافون أدنى العذاب وما آمنُ الله كالاخوف
وإن تصرعوا تحت أسيافه كمصرع كعب أبي الاشرف
غداة رأى الله طغيانه وأعرض كالجمل الاجنف
فأنزل جبريل في قتله بوحي الى عبده ملطف

فدس الرسول رسولا له بأبیض ذی هبة مرهف

(کیا تم اللہ کے قریب تر عذاب سے نہیں ڈرتے ہو اور اللہ کے امن و امان میں رہنے والا خوف زدہ کی مانند نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ تم اس کی تلواروں کے نیچے ہلاک کر دیئے جاؤ۔ ابو الاشرف کعب کے قتل کی مانند۔ جب اللہ نے اس کی طغیان و سرکشی کو دیکھا اور وہ ٹیڑھے اونٹ کی طرح منحرف ہو گیا۔ اللہ نے اس کے قتل کے بارے جرائیلؑ کو لطیف وحی دے کر اپنے بندے کی طرف اتارا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قاصد کو مضبوط قاطع تلوار دے کر بھیجا)

فباتت عیون له مُعْوِلات متی یُنع کعبٌ لها تذرف

وقلن لأحمد ذرنا قلیلا فإنا من النوح لم نشتف

فخلاهُم ثم قال اظعنوا دحوراً علی رغم الآنف

وأجلی النضیر الی غربة وكانوا بدار ذوی زخرف

الی أذرعات ردافا وهم علی کل ذی دبر أعجف

(پس لوگ اس پر روتے چلاتے رہے ان کو کعب کی موت کی خبر جب آئی تو وہ خوب روئے۔ انہوں نے احمد مصطفیٰ! سے عرض کیا ہمیں معمولی سی مہلت دے ہم نوحہ خوان سے ابھی شفایاب نہیں ہوئے۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا پھر کہا یہاں سے ذلیل و رسوا چلے جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کو پردیس میں جلاوطن کر دیا اور وہ بڑے ناز و نعمت والے مقام میں تھے۔ اذرعات کی طرف ایک دوسرے کے ردیف اور وہ زخمی اور مریل اونٹ پر سوار تھے)

سمال یہودی نے ان اشعار کا جواب دیا ہے لیکن ہم نے ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔

مال فے : اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بنی نضیر کے "اموال" میں حکم بنا دیا اور اس کو آپؐ کی ملکیت قرار دے دیا' آپ اللہ کی رضا کے موافق اس کو جہاں چاہیں استعمال کریں جیسا کہ صحیحین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی نضیر کے "اموال" ان اموال میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول کو دلا دیئے بغیر جنگ کے کہ مسلمانوں نے اس سلسلہ میں اونٹ اور گھوڑے نہ دوڑائے یہ "اموال" خالصتہً رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے آپ اس میں سے اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کا خرچہ نکال لیتے تھے باقی ماندہ کو اللہ کی راہ میں سامان حرب کی خریداری میں صرف کر دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فے کی تقسیم کے مصارف بیان کئے کہ "وہ مہاجرین انصار' اور ان لوگوں کے لئے ہیں جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور قرابت والوں کے لئے یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لئے تاکہ وہ محض تمہارے سرمایہ داروں میں نہ پھرتا رہے اور جو کچھ تمہیں رسول دے لے لو اور جس سے منع کرے باز رہو۔" (۵۹/۷)

فتوحات کے بعد عطیات لوٹا دیئے : امام احمد (عارم اور عفان' معتمر' ابیہ سلیمان' انس بن مالک) بیان کرتے ہیں کہ سرمایہ دار شخص رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنے مال اور باغات میں سے کچھ وقف کر دیتا تھا یہاں تک کہ قریظہ اور نضیر کی فتوحات ہوئیں۔ بعد ازاں آپ نے ان کے ایسے عطیات ان کو لوٹا دیئے تھے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میرے اہل خانہ نے مجھے بھیجا کہ میں نبی علیہ السلام سے اس مال کے بارے

پوچھوں جو میرے اہل خانہ نے آپ کو دیا تھا اور آپ نے ام ایمنؓ کو دے دیا تھا۔ میں نے پوچھا تو آپ نے مجھے وہ مال واپس کر دیا۔ ام ایمن آئی تو وہ میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگی' ہرگز نہیں' اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں' میں یہ تجھے واپس نہ کروں گی' مجھے رسول اللہ ﷺ نے وہ دے دیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ اس کو واپس کر دے) تجھے اتنا اتنا مال دیتا ہوں اور وہ کہہ رہی تھی واللہ! ہرگز نہیں' اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے تجھے مزید اتنا اتنا مال دیتا ہوں اور وہ کہہ رہی تھی واللہ! بالکل نہیں۔ اور آپ فرما رہے تھے مزید اتنا اتنا مال دیتا ہوں۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے میرا خیال ہے کہ آپ نے اس کو قریباً دس گنا مزید مال دے دیا (او کما قال) یہ روایت معتمر کی روایت سے متفق علیہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کی مذمت بیان فرمائی ہے جو درپردہ بنی نضیر کی طرف مائل تھے اور ان سے تعاون کا وعدہ کر رہے تھے مگر کچھ نہ ہوا بلکہ شدید ضرورت کے وقت انہوں نے ان کو مایوس کیا اور فریب دیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۵۹/۱۱) "کیا آپ نے منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور تمہارے معاملہ میں کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ سراسر جھوٹے ہیں اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی"

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بزدلی' کم علمی اور کم عقلی کی مذمت بیان کرتے ہوئے شیطان کے ساتھ تشبیہ دی (۵۹/۱۶) ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے۔ وہ آدمی سے کہتا ہے تو کافر بن جا جب وہ کافر بن جاتا ہے (اور کوئی سخت وقت آتا ہے) تو کہتا ہے (مجھے کیا واسطہ) میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ کے غضب سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ کے لئے دوزخ میں پڑے ہیں ظالموں اور بدکاروں کی یہی سزا ہے۔

عمرو بن سعدی القرظی کا قصہ : عمرو قرظی کا جب بنی نضیر کی بستی سے گزر ہوا جو ویران پڑی تھی اس میں کوئی بندہ بشر نہ تھا حالانکہ بنی نضیر' بنی قریظہ سے اشرف و برتر تھے تو اس واقعہ نے اس کو اسلام کی طرف متوجہ کیا اور اس نے توراۃ سے رسول اللہ ﷺ کی صفات و نعوت کا اظہار کیا۔

واقدی' ابراہیم بن جعفر' جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ بنی نضیر جب مدینہ بدر ہو گئے تو عمرو قرظی ان کے ویران مکانوں میں آئے اور ان کی خستہ حالی دیکھ کر پریشان ہوئے۔ پھر بنی قریظہ کے پاس گئے وہ اس وقت اتفاقاً کنیسہ میں موجود تھے اس نے بوق اور نرسنگا کو بجایا تو وہ سب اکٹھے ہو گئے۔ زبیر بن باطا نے اسے دیکھ کر پوچھا جناب ابوسعید عمرو (جو کنیسہ سے کبھی غائب نہ ہوتا تھا اور وہ بڑا عابد اور زاہد تھا) آپ کہاں غائب رہے؟ اس نے کہا میں نے آج عبرت ناک مناظر دیکھے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے بھائیوں --- بنی نضیر --- کے مکانات ویران پڑے ہیں' وہ بڑے معزز و مکرم اور عقل مند تھے' وہ اپنے مکانات اور باغات چھوڑ گئے ہیں اور غیر ان پر قابض ہیں اور نہایت ذلت و رسوائی سے خانہ بدر ہوئے ہیں۔ تورات کی قسم! اللہ تعالیٰ

نے ان کو ایسی قوم پر مسلط کیا ہے جس کی اللہ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہیں۔ قبل ازیں اس نے کعب بن اشرف "معزز و مکرم" کو اس کے گھر میں شب خون مار کر ہلاک کروا دیا پھر اس نے ان کے رئیس ابن سنینہ کا کام تمام کیا پھر اس نے بنی قینقاع کو بیشتر سامان حرب اور وافر افرادی قوت کے باوصف بلا استثنا جلا وطن کیا اور کسی کو معاف نہیں کیا۔

اے میری قوم! تم حالات کا دھارا دیکھ چکے ہو۔ میری بات مانو اور آؤ ہم محمدؐ کی اتباع کر لیں واللہ تم بخوبی جانتے ہو کہ وہ نبی ہے۔ ابو عمیر بن ہیبان اور ابن حراش جو یہود کے ممتاز علماء میں سے تھے انہوں نے ہمیں ان کی آمد کی بشارت دی اور ان کی اتباع کا حکم دیا وہ ان کی آمد اور بعثت کے منتظر تھے انہوں نے ہمیں بیت المقدس سے لا کر یہاں آباد کیا اور مرتے وقت انہوں نے وصیت کی کہ ہم آپؐ کو ان کا سلام پہنچائیں پھر ہم نے ان کو اس حرہ میدان میں دفن کر دیا یہ بات سن کر لوگ دم بخود رہ گئے کسی نے جواب نہ دیا اس نے پھر قریباً اس کلام کا اعادہ کیا۔ تو زبیر بن باطا نے کہا تورات کی قسم! میں نے "تورات باطا" میں ان کی صفات کا خود مطالعہ کیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اور یہ "مثانی" میں نہیں ہے جس کو ہم نے مرتب کیا۔

یہ سن کر کعب بن اسد نے کہا' اے ابو عبدالرحمان! تو پھر ان کی اتباع سے کیا مانع پیش آیا تو اس نے پوچھا جناب کعب' آپ کو کیا عذر پیش آیا تو کعب نے کہا تورات کی قسم! میں تیرے اور ان کے درمیان کبھی حائل نہیں ہوا تو زبیر بن باطا نے کہا آپ ہمارے رئیس اور صاحب بست و کشاد ہیں اگر آپ ان کی اتباع کریں گے تو ہم بھی ان کے تابع ہو جائیں گے اگر آپ اعراض اور انکار کریں گے تو ہم بھی انحراف کریں گے۔ پھر عمرو قرظی اور کعب بن اسد نے اس موضوع پر گفتگو کی اور بات چیت کرتے کرتے عمرو قرظی نے کہا میرے پاس تو رسول اللہ ﷺ کے بارے یہی معلومات ہیں مگر ان کی اطاعت سے دل بیزار ہے۔ (روایت بیہقی)

غزوہ بنی لحیان : ولائل میں اس کا بیہقی نے ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور میرے ۔۔۔ ابن کثیر ۔۔۔ مطابق ابن ہشام نے زیاد از ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ یہ ماہ جمادیٰ ۶ھ میں خندق اور بنی قریظہ کے بعد ہوا اور یہ حافظ بیہقی کے بیان کی نسبت زیادہ قرین ہے' واللہ اعلم۔

تعاقب : "سنة سنتين من الهجرة" کے اقتباس نقل کرنے میں سہو معلوم ہوا کہ سیرت ابن ہشام میں' غزوہ خندق کے بارے ہے کہ یہ ماہ شوال ۵ھ میں ہوا بعد ازاں ۲۵۔ یوم تک بنی قرینظہ کا محاصرہ جاری رہا۔ اور غزوہ بنی لحیان کے ذیل میں منقول ہے کہ فتح بنی قریظہ کے چھ ماہ بعد جمادی اولی ۵ھ میں رسول اللہ ﷺ بنی لحیان کی طرف روانہ ہوئے۔ (ندوی)

حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابو العباس اصم' احمد بن عبدالجبار وغیرہ سے) بیان کرتے ہیں کہ حبیبؓ اور ان کے رفقاء شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ بنی لحیان کی طرف ان کا انتقام لینے کی غرض سے روانہ ہوئے کہ ان کو بے خبری کے عالم میں جا پائیں' چنانچہ شام کے راہ پر روانہ ہوئے کہ معلوم ہو کہ آپ بنی لحیان کی طرف

نہیں جا رہے۔ چنانچہ آپ چلتے چلتے بنی لحیان کے علاقہ میں پہنچے تو وہ محتاط ہو گئے اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں روپوش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اگر ہم عسفان میں جا اتریں تو قریش سمجھیں گے کہ ہم مکہ پر حملہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں" چنانچہ آپ دو سو شاہ سواروں کو لے کر روانہ ہوئے اور عسفان میں فروکش ہوئے پھر آپ نے دو سواروں کو روانہ کیا وہ کراع غمیم تک پہنچ کر واپس چلے آئے۔ ابو عیاش زرقی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عسفان میں نماز خوف پڑھی۔

نماز خوف : امام احمد (عبدالرزاق، ثوری، منصور، مجاہد) حضرت ابن عیاش سے نقل کرتے ہیں کہ عسفان میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، مشرک ہمارے سامنے آئے ان کے امیر خالد بن ولید تھے اور وہ لوگ ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی تو مشرکوں نے کہا وہ غفلت کی حالت میں تھے، کاش ہم ان کی غفلت کو غنیمت سمجھتے پھر انہوں نے آپس میں کہا۔ اب ان کی نماز کا وقت آ رہا ہے جو ان کے نزدیک اپنی جان اور اولاد سے بھی محبوب ہے پھر جرائیل "آیت (۴/۱۰۲) **واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلاۃ** لے کر ظہر اور عصر کے درمیان نازل ہوئے چنانچہ نماز عصر کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مسلح ہوئے اور آپ کے پیچھے دو صفوں میں کھڑے ہو گئے، آپ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر سب نے رکوع سے سر اٹھایا۔ پھر آپ کے متصل صف نے سجدہ کیا اور دوسری صف آپ کی حفاظت میں کھڑی رہی۔ پہلی صف والے سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے تو دوسری صف والے بیٹھے اور سجدہ کیا بعد ازاں پچھلی صف والے آگے ہو گئے اور اگلی صف والے پیچھے ہو گئے۔

پھر آپ نے دوسری رکعت کا رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر سب نے رکوع سے سر اٹھایا، پھر رسول اللہ ﷺ کی متصل صف نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے۔ پہلی صف والے سجدہ کر کے بیٹھ گئے تو دوسری صف والوں نے سجدہ کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے سب مقتدیوں کے ساتھ سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دفعہ نماز خوف پڑھی۔ عسفان میں اور بنی سلیم کے علاقہ میں۔ اس روایت کو امام احمد نے منذر از شعبہ از منصوری اسی طرح بیان کیا ہے اور امام ابوداؤد نے اس کو سعید بن منصور از جریر بن عبدالحمید بیان کیا ہے اور امام نسائی نے فلاس از عبدالعزیز بن عبدالصمد از محمد بن مثنی اور بذار از غندر از شعبہ اور یہ تینوں (ثوری، جریر اور شعبہ) منصور سے بیان کرتے ہیں، یہ سند صحیحین کی شرط کی حامل ہے مگر مسلم و بخاری دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

لیکن امام مسلم نے ابی خیثمہ زہیر بن معاویہ از ابو زبیر از جابرؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم نے جہینہ قوم سے جنگ کی، انہوں نے خوب جنگ لڑی، جب ہم نے نماز ظہر پڑھی تو مشرکوں نے کہا اگر ہم یکبارگی حملہ کر دیتے تو ہم ان کے پرخچے اڑا دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کو جرائیل نے مطلع کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ مشرک کہتے ہیں کہ عنقریب ان کی نماز کا وقت آنے والا ہے وہ ان کو اپنی اولاد سے بھی محبوب ہے بعد ازاں مذکور بالا روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی' حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو نخل میں نماز ظہر پڑھائی اور مشرک لوگوں نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا پھر انہوں نے آپس میں کہا اب چھوڑو' ظہر کے بعد' ایک نماز ہے جو ان کو اولاد سے بھی محبوب ہے۔ پھر جبرائیلؑ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔ چنانچہ آپ نے نماز عصر ان کو پڑھائی اور مقتدیوں کو دو صفوں میں تقسیم کر دیا' رسول اللہ ﷺ مقتدیوں کے آگے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے دشمن صف آراء ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی سب نے تکبیر کہی اور سب نے اکٹھے رکوع کیا پھر آپ کے ساتھ متصل صف نے سجدہ کیا اور دوسرے کھڑے رہے۔ جب وہ سجدہ سے فارغ ہو گئے تو پچھلی صف والوں نے سجدہ کیا۔ بعد ازاں اگلی صف پیچھے ہو گئی اور پچھلی صف آگے ہو گئی' سب نے تکبیر اکٹھی کہی اور رکوع بھی سب نے اکٹھے کیا۔ پھر آپ سے متصل صف نے آپ کے ہمراہ سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے رہے۔ جب وہ سجدے سے فارغ ہو گئے تو باقی ماندہ نے سجدہ کیا۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں مذکور بالا روایت ہشام کو بطور استشہاد پیش کیا۔

امام احمد (عبدالصمد' سعید بن عبید ہنائی' عبداللہ بن شقیق) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ' ضجنان اور عسفان کے درمیان فروکش ہوئے' مشرک لوگوں نے کہا کہ مسلمانوں کی ایک نماز ہے جو ان کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی زیادہ عزیز ہے' تم سب اکٹھے ہو جاؤ اور یکبارگی حملہ آور ہو جاؤ۔ جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دو' ایک حصہ کو نماز پڑھائیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے ہو۔ اور اسلحہ سے لیس ہو۔ پھر یہ گروہ آجائے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھے اور جو گروہ پہلے نماز پڑھ چکا ہے وہ اسلحہ سے لیس ہو جائے۔ اس طرح ہر گروہ کی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک رکعت ہو گی اور رسول اللہ ﷺ کی نماز دو رکعت ہو گی۔ اس روایت کو امام ترمذی اور نسائی نے عبدالصمد سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہؓ اگر اس جنگ میں بذات خود موجود تھے تو لامحالہ یہ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے۔ ورنہ یہ روایت مراسیل صحابہ میں سے ہو گی اور جمہور کے نزدیک یہ اسلوب بیان نقصان دہ نہیں' واللہ اعلم۔ امام مسلم اور ابوداؤد طیالسی کی حدیث جابرؓ میں غزوہ عسفان اور خالد بن ولید کا ذکر نہیں مگر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی قصہ ہے۔

بنی قریظہ کے بعد : اب یہ بات باقی ہے کہ غزوہ عسفان' خندق سے قبل تھا یا بعد میں۔ امام شافعی وغیرہ اہل علم کا خیال ہے کہ نماز خوف غزوہ خندق کے بعد مشروع ہوئی' کیونکہ مسلمانوں نے جنگ کی وجہ سے غزوہ خندق میں نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیا۔ اگر اس وقت نماز خوف مشروع ہوتی تو اس کو بروقت پڑھ لیتے اور مؤخر نہ کرتے' بنا بریں بعض علماء مغازی کا بیان ہے کہ غزوہ بنی لحیان بہ مقام عسفان جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھی' بنی قریظہ کے محاصرہ کے بعد ہوا۔

پہلی نماز خوف : واقدی نے بہ اسناد خوف خالد بن ولید سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو عسفان میں' میں نے آپ کو پایا میں آپ کے بالمقابل کھڑا ہوا اور آپ کے سامنے پیش

آیا۔ آپ نے نماز ظہر' صحابہؓ کو ہمارے سامنے پڑھائی۔ ہم نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا مگر ہمارا پختہ عزم نہ ہوا بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہمارے عزائم سے مطلع کر دیا تو آپ نے صحابہ کو نماز عصر' نماز خوف پڑھائی' واضح رہے کہ عمرہ حدیبیہ ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے بعد ہوا۔ اور ابو عیاش زرقی کی روایت کا تقاضا یہ ہے کہ نماز خوف کی آیت غزوہ عسفان میں نازل ہوئی۔ تو واضح ہوا کہ غزوہ عسفان میں پہلی نماز خوف پڑھی' واللہ اعلم۔ نماز خوف کی کیفیت اور اس میں روایات کا اختلاف ان شاء اللہ ہم کتاب الاحکام الکبیر میں بیان کریں گے۔ وبه الثقة وعليه التكلان

غزوہ ذات الرقاع : بقول ابن اسحاق' غزوہ بنی نضیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دو ماہ (ربیع الاول اور آخر) اور جمادی اولیٰ کے بعض ایام مدینہ میں قیام فرمایا۔ پھر آپ بنی غطفان کے دو قبائل بنی محارب اور بنی ثعلبہ سے نبرد آزما ہونے کے ارادہ سے نجد کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ کا نظام حضرت ابوذرؓ کے سپرد کر دیا (اور بقول ابن ہشام حضرت عثمانؓ بن عفان کے سپرد کیا) آپ چلتے رہے حتیٰ کہ مقام نخل پر فروکش ہوئے اور یہی ہے غزوات ذات الرقاع۔

وجہ تسمیہ : بقول ابن ہشام' ذات الرقاع اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اپنے علموں پر انہوں نے پیوند لگائے ہوئے تھے یا وہاں ایک درخت کا نام ذات الرقاع تھا اور بقول واقدی' وہاں ایک پہاڑ تھا اس میں سفید' سیاہ اور سرخ نشانات تھے۔ حدیث ابو موسیٰؓ کے مطابق شدید حرارت اور تپش کی وجہ سے پاؤں پر چیتھڑے باندھے ہوئے تھے۔ بقول ابن اسحاق' وہاں غطفان کی ایک جمعیت سے آمنا سامنا ہوا مگر جنگ کی نوبت نہ آئی ان سے سخت خطرہ لاحق ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نماز خوف پڑھائی۔

ابن ہشام (عبدالوارث بن سعید تنوری' یونس بن عبید' حسن' جابر بن عبداللہ) (اور عبدالوارث' ایوب' ابو الزبیر' جابرؓ) (اور عبدالوارث' ایوب' نافع' ابن عمرؓ) ان تین طرق سے نماز خوف نقل کرتے ہیں مگر کسی میں بھی غزوہ نجد اور ذات الرقاع کا نام مذکور نہیں اور نہ ہی کسی زمان و مکان کا تذکرہ ہے۔

یہ کب ہوئی : غطفان کے قبائل بنی محارب اور بنی ثعلبہ سے نجد کے اطراف میں غزوہ ذات الرقاع کا خندق سے قبل وقوع پذیر ہونا محل نظر ہے اور امام بخاری کا خیال ہے کہ یہ غزوہ خیبر کے بعد معرض وجود میں آیا۔ اس وجہ سے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اس میں شمولیت مذکور ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری' حضرت جعفرؓ وغیرہ کے ہمراہ جنگ خیبر کے زمانہ میں آئے تھے اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ بھی غزوہ خیبر کے وقت آئے اور اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ نجد میں نماز خوف پڑھی۔

اشکال : غزوہ خندق کے بعد واقع ہونے کی یہ بھی ایک دلیل ہے کہ غزوہ خندق پہلا موقعہ ہے جس میں حضرت ابن عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے جنگ میں شمولیت کی اجازت دی اور بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نجد کے اطراف میں' میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شمولیت کی اور حضرت ابن عمر نے اس سفر میں نماز خوف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ واقدی کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ چار سو یا سات سو افراد کو لے کر ذات الرقاع کی طرف بروز ہفتہ دس محرم ۵ھ میں روانہ ہوئے' محل نظر ہے۔ مگر اس سے بھی اشکال

رفع نہیں ہوتا کہ نماز خوف غزوہ خندق کے بعد مشروع ہے۔ کیونکہ غزوہ خندق شوال ۴ھ یا ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ لیکن حدیث ابن عمرؓ سے مخلصی کی راہ نکل آتی ہے۔ باقی رہا حدیث ابوہریرۃؓ اور ابوموسیٰ اشعری کا معاملہ تو یہ مشکل امر ہے۔

غورث بن حارث کا قصہ : ابن اسحاق (عمرو بن عبید' حسن) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی محارب کے غورث نامی شخص نے اپنی قوم سے کہا کیا میں محمدؐ کو قتل نہ کر دوں' انہوں نے کہا کیوں نہیں لیکن کیسے قتل کرے گا' اس نے کہا دھوکے اور فریب سے' رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور تلوار آپ کے آغوش میں تھی وہ آیا اور اس نے کہا' اے محمدؐ! میں یہ تلوار دیکھ سکتا ہوں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو وہ تلوار پکڑ کر ہلانے لگا اور اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کر دیا کہ اس نے کہا اے محمدؐ! کیا تو مجھ سے خائف نہیں؟ آپؐ نے فرمایا بالکل میں تجھ سے خائف نہیں تو اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے کیا اب بھی نہیں ڈرتا آپ نے فرمایا نہیں' اللہ تعالیٰ تم سے میری حفاظت کرے گا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کو تلوار واپس کر دی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (۵/۱۱) نازل فرمائی "اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو' جب لوگوں نے ارادہ کیا کہ تم پر دست درازی کریں پھر اللہ نے ان کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیئے اور اللہ سے ڈرو۔"

عمرو بن عبید قدری : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے یزید بن رومان نے بتایا کہ یہ آیت بنی نضیر کے عمرو بن جحاش کے بارے نازل ہوئی تھی۔ ابن اسحاق نے غورث والا یہ قصہ عمرو بن عبید قدری' فرقہ قدریہ کے رئیس سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ وہ اگرچہ حدیث میں دانستہ دروغ گوئی سے ملوث نہیں مگر پھر بھی اس کی بدعت و جدت کی بدولت اس سے روایت نقل کرنا مناسب نہیں' یہ حدیث صحیحین میں متعدد طرق سے مروی ہے۔ وللہ الحمد نیز حافظ بیہقی نے اس حدیث کے متعدد طرق بیان کئے ہیں۔

صحیحین میں (زہری از سنان بن ابی سنان اور ابی سلمہ) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ نجد میں شرکت کی۔ واپسی میں ایک خاردار درختوں والی وادی میں دوپہر کا وقت آگیا۔ لوگ سایہ کی تلاش میں ادھر ادھر بکھر گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی ایک درخت پر تلوار لٹکا کر سایہ میں لیٹ گئے۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ ہم ذرا سا سوئے تھے کہ یکایک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا اور ہم چلے آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بدو آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے' آپؐ نے فرمایا اس نے میری تلوار سونت لی میں جاگا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں دیکھی تو اس نے کہا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچائے گا' میں نے کہا اللہ! اس نے تلوار نیام میں بند کر لی اور بیٹھ گیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کو سزا نہ دی حالانکہ اس نے قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

امام مسلم (ابوبکر بن ابی شیبہ' عفان' ابان' یحییٰ بن ابی کثیر' ابو رمہ) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس آئے چلتے چلتے "ذات الرقاع" میں پہنچے تو ایک گھنے سایہ دار درخت کو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خاطر چھوڑ دیا (آپ وہاں لیٹ گئے) آپ کی تلوار درخت سے معلق تھی کہ ایک

مشرک نے آکر آپؐ کی تلوار سونت لی اور کہا مجھ سے ڈرے؟ آپ نے فرمایا بالکل نہیں' اس نے پوچھا آپؐ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے' آپ نے فرمایا اللہ! یہ منظر دیکھ کر صحابہؓ نے اس کو ڈانٹا اور اس نے نیام میں تلوار بند کر کے لٹکا دی۔

نماز خوف : پھر اذان ہوئی آپ نے ایک گروہ کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر وہ چلا گیا تو دوسرے گروہ کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی نماز چار رکعت ہوئی اور صحابہؓ کی دو رکعت اس حدیث کو امام بخاری نے ابان سے بہ صیغہ جزم معلق بیان کیا ہے۔ امام بخاری نے مسدد از ابی عوانہ از ابی بشر نقل کیا ہے کہ اس حملہ آور کا نام غورث بن حارث ہے۔

امام بیہقی (ابو عوانہ' ابوبشر' سلیمان بن قیس) حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام نخل میں محارب اور غطفان سے جنگ کی اور انہوں نے مسلمانوں کو غافل پایا اور ایک آدمی غورث بن حارث آیا۔ وہ ننگی تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے سر پر آن کھڑا ہوا اور اس نے للکارا' آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ! یہ سن کر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ کر کہا اب تجھے کون بچا سکتا ہے؟ تو اس نے کہا آپ بہترین پکڑنے والے بنیں' آپ نے فرمایا کیا تو شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں تو اس نے کہا میں یہ گواہی تو نہیں دیتا لیکن آپ سے عہد کرتا ہوں کہ آپ سے جنگ کروں گا اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کروں گا۔ آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے رفقا کے پاس چلا آیا تو اس نے کہا میں دنیا کے بہترین انسان کے پاس سے آیا ہوں' پھر راوی نے نماز خوف کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعات نماز پڑھائی اور ہر فریق کی دو دو رکعات ہوئیں۔

بیہقی نے ذات الرقاع میں نماز خوف کو (صالح بن خوات بن جبیر از سہل بن ابی حثمہ) نقل کیا ہے اور (زہری از سالم از ابیہ) بھی نماز خوف کو غزوہ نجد میں بیان کیا ہے۔ ان مسائل کا مقام کتاب الاحکام ہے' واللہ اعلم۔

ایک شوہر کا قصہ : ابن اسحاق' جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ مقام نخل میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ ذات الرقاع میں شامل تھے کہ ایک آدمی نے مشرک کی بیوی کو گرفتار لیا اور جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے واپس لوٹے اور ایک مقام پر فروکش ہوئے تو اس عورت کا خاوند آیا جو اس حادثہ کے وقت غائب تھا اس کو صورت حال کا علم ہوا تو اس نے حلفاً کہا وہ اصحاب محمدؐ میں خون ریزی سے دریغ نہ کرے گا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے تعاقب میں آیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رات کو ہماری حفاظت کون کرے گا' یہ سن کر ایک مہاجر اور ایک انصاری نے عرض کیا یارسول اللہ ہم حاضر ہیں تو آپ نے فرمایا تم اس وادی کے شعب کے دھانے میں چلے جاؤ چنانچہ مہاجر حضرت عمار بن یاسر اور انصاری حضرت عباد بن بشر دونوں شعب کے دھانے پر چلے گئے تو انصاری نے مہاجر سے پوچھا کیا رات کو آپ پہلے پہر پہرہ دینا پسند کرتے ہیں یا پچھلے پہر؟ تو مہاجر نے کہا آپ پہلے پہر پہرہ دیں۔ چنانچہ مہاجر لیٹ کر سو گیا اور انصاری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔

نماز میں محویت : عورت کا شوہر آیا' اس نے ایک آدمی کو دیکھ کر سمجھا کہ وہ نگہبان ہے چنانچہ اس نے ایک تیر مارا اور نشانہ پر لگا تو انصاری نے تیر کو نکال کر پھینک دیا اور خود نماز میں مشغول رہا' اس نے دوسرا تیر مارا انصاری نے وہ بھی نکال کر جھٹک دیا اور نماز میں محو رہا' اس نے تیسرا تیر مارا تو انصاری نے وہ بھی نکال کر پھینک دیا تو اس نے رکوع و سجدہ کے بعد نماز سے فارغ ہو کر اپنے ساتھی کو جگا کر کہا' اٹھ بیٹھو! میں زخمی ہو چکا ہوں' یہ سن کر وہ اچھل کر اٹھا' جب عورت کے شوہر نے ان کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ وہ آگاہ ہو چکے ہیں چنانچہ وہ بھاگ کھڑا ہوا۔

مہاجر نے انصاری کو خون میں لت پت دیکھ کر کہا ارے! سبحان اللہ تم نے مجھ کو پہلے تیر پر ہی کیوں نہ جگا دیا تو انصاری نے کہا میں ایک سورت کی تلاوت کر رہا تھا' میں نے اس کو درمیان میں ترک کرنا پسند نہ کیا جب اس نے مسلسل تین تیر مارے تو میں نے نماز سے فراغت کے بعد آپ کو جگایا' واللہ! اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق نگہبانی میں خلل اندازی کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ مجھے سورت کے اختتام سے قبل قتل کر دیتا۔ مغازی میں ابن اسحاق نے اسی طرح بیان کیا ہے اور امام ابوداؤد نے ابوتوبہ سے عبداللہ بن مبارک کی معرفت ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔

واقدی نے (عبداللہ عمری' اخیہ عبیداللہ' قاسم بن محمد' صالح بن خوات) خوات سے حدیث نماز خوف کو مکمل بیان کیا ہے اور مزید بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو رہائش گاہوں میں صرف عورتوں کو موجود پایا اور ان میں ایک خوبصورت عورت تھی جسے اس کا خاوند عزیز از جان سمجھتا تھا اس نے حلفاً کہا کہ وہ محمد (ﷺ) کو ضرور تلاش کرے گا اور واپس نہ ہو گا تاوقتیکہ وہ کسی کو قتل کر دے یا اپنی بیوی کو واپس لے آئے پھر واقدی نے ابن اسحاق کی طرح واقعہ نقل کیا ہے۔

پرندے کا واقعہ : واقدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک صحابی پرندے کے چوزے کو لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ رہے تھے کہ پرندے کو جنم دینے والے نر اور مادہ یا ان میں سے ایک نے اپنے آپ کو چوزہ پکڑنے والے کے ہاتھ پر گرا دیا' لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پرندے پر حیرت اور استعجاب کا اظہار کرتے ہو جس کا چوزہ تم نے پکڑ لیا ہے اور اس نے خود کو اپنے بچے پر محبت و مہربانی کی وجہ سے گرا دیا ہے واللہ! تمہارا رب تم پر اس پرندے سے بھی زیادہ مہربان ہے۔

حضرت جابرؓ کے اونٹ کا قصہ : ابن اسحاق' (وھب بن کیسان) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک نہایت ناتواں اونٹ پر سوار ہو کر مقام نخل پر غزوہ ذات الرقاع میں شرکت کے لئے روانہ ہوا' واپسی میں میرے ساتھی آگے آگے تھے اور میں پیچھے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے جابر! کیا بات ہے۔ عرض کیا اس اونٹ نے مجھے پیچھے رہنے پر مجبور کر دیا ہے تو آپ نے فرمایا اس کو بٹھا' میں نے اسے بٹھا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی سواری کو بٹھا دیا تو مجھے فرمایا اپنا یہ عصا مجھے دے (یا فرمایا اس درخت سے لاٹھی کاٹ دے) میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا تو آپ نے

اس کو چند ضربیں مار کر فرمایا سوار ہو جا' میں اس پر سوار ہو گیا تو واللہ وہ آپ کی سواری سے مقابلہ کر رہا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے (دریں حال) بات چیت بھی کی اور آپ نے فرمایا۔ جابر! کیا یہ اونٹ مجھے فروخت کر دے گا؟ عرض کیا فروخت نہیں بلکہ میں آپ کو ہبہ کرتا ہوں' آپ نے فرمایا ہبہ نہیں بلکہ مجھے یہ قیمتاً" دے دو' میں نے عرض کیا آپ اس کا مول تول کر لیں۔ آپ نے فرمایا میں اسے ایک درہم کے عوض لیتا ہوں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو صریح نقصان ہے پھر آپ نے مسلسل قیمت میں اضافہ کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے ایک اوقیہ تک مول لگا دیا میں نے عرض کیا' کیا آپ برضاء و رغبت یہ قیمت لگاتے ہیں؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے عرض کیا یہ اونٹ آپ' کا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اسے قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا جابر! تم نے شادی کر لی ہے؟ عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ پھر پوچھا کنواری یا شوہر دیدہ سے' عرض کیا ثیب اور شوہر دیدہ' آپ نے فرمایا تم نے کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی' تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے اور میری سات بہنیں ہیں' اس وجہ سے میں نے سلیقہ مند عورت سے شادی کی ہے کہ وہ ان کے سر پیر کو آراستہ کرے اور ان کی نگہداشت رکھے' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ تم نے درست کیا ہے۔

نماز : اگر ہم مقام "صرار" میں پہنچے تو وہاں اونٹ ذبح کریں گے اور دن بھر قیام کریں گے کہ خواتین ہمارے بارے سن لیں۔ اپنے قالین اور غالیچے جھاڑ کر صاف کر لیں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس تو غالیچے نہیں ہیں تو آپ نے فرمایا آئندہ ہوں گے اور جب تم مدینہ جاؤ تو دانشمندانہ کام کرنا' پھر رسول اللہ ﷺ اور ہم سب مدینہ آ گئے' تو میں نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کی ساری گفتگو سنائی تو اس نے کہا' یاد رکھو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کرو۔

صبح ہوئی تو میں اونٹ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کے در پر بٹھا دیا اور خود مسجد میں اس کے قریب بیٹھ گیا' رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے' اونٹ دیکھ کر پوچھا' یہ کیسے ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اونٹ جابر لایا ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا اے برادر زادہ! اے بھتیجے! اونٹ لے جاؤ یہ تمہارے لئے ہے اور آپؐ نے بلال کو بلا کر کہا جابر کو ایک اوقیہ دے دے چنانچہ میں اس کے ساتھ گیا اور اس نے ایک اوقیہ سے کچھ زائد دیا واللہ! وہ مال میرے پاس بڑھتا رہا اور اس کی برکت محسوس کی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ "یوم حرہ" میں "یزید بن معاویہؓ کے عہد میں" ضائع ہو گیا۔ امام بخاری نے اس روایت کو "کتاب البیوع" میں (عبید اللہ بن عمر عمری از وھب بن کیسان از جابر) قریباً اسی طرح بیان کیا ہے۔

عجیب نکتہ : امام سہیلی (ج ۲/ ۱۸۳) کا بیان ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ کو بتائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کر کے کہا کہ اپنی

آرزو اور تمنا کا اظہار کیجئے؟ اس وجہ سے کہ وہ شہید تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۹/۱۱۱) "بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنت ہے" اور (۴۶/۱۰) "جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے بھلائی ہے اور زیادتی بھی۔" یعنی اللہ نے عوض اور معوض دونوں کو اکٹھا کر دیا اور ان کو وہ روحیں بھی عطا کر دیں جو ان سے خرید کی تھیں اور فرمایا (۳/۱۶۹) "اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو' بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں" اور انسانی جسم کے لئے روح بمنزلہ سواری ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مقولہ ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے ان کی سواری خریدی پھر ان کو اصل زر کے علاوہ کچھ مزید بھی دے دیا۔ امام سہیلی کا بیان ہے کہ واقعہ جمل میں اس بات کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے حضرت جابرؓ کو اس کے والد کے بارے بتائی تھی' یہ امام سہیلی کا عجیب و غریب نکتہ اور نرالا تخیل ہے' واللہ اعلم۔

"دلائل النبوہ" میں امام بیہقی نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔ (**باب ما کان ظهر فی غزاته هذه من برکاته وآیاته فی جمل جابرؓ**) یہ حدیث متعدد طرق سے حضرت جابرؓ سے منقول ہے۔ اس میں مختلف الفاظ ہیں اور جمل کی قیمت میں کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی اختلاف ہے۔ اور اس کی بالاستیعاب تحریر کا مقام "کتاب الاحکام" ہے' واللہ اعلم۔ یہ واقعہ "غزوہ ذات الرقاع" میں معرض وجود میں آیا' نیز کسی اور جنگ میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے لیکن اس کا متعدد ہونا بعید از فہم ہے' واللہ اعلم۔

غزوۂ بدر دوم : یہ وہی جنگ ہے جس کا انہوں نے باہمی فیصلہ کیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ ذات الرقاع سے واپس آئے اور مدینہ میں باقی ماندہ جمادی اولیٰ' جمادی اخریٰ اور رجب میں قیام فرمایا پھر شعبان ۴ھ میں بدر کی طرف ابوسفیان سے طے شدہ جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ (بقول ابن ہشام عبداللہ بن ابی بن سلول کو مدینہ پر امیر مقرر کیا) اور مقام بدر میں پہنچ کر آٹھ روز تک ابوسفیان کا انتظار کیا۔ اور ابوسفیان بھی اہالیان مکہ کو لے کر مرالظہران کی جانب "مجنہ" مقام پر فروکش ہوا بعض کا خیال ہے کہ وہ عسفان میں پہنچا پھر اس کا واپس چلے جانے کا خیال ہوا اور وہ ہمت ہار گیا تو اس نے کہا اے گروہ قریش! کہ جنگ خوش حالی اور شادابی کے زمانہ میں مناسب ہوتی ہے جب تم اس میں جانوروں کو سرسبز درخت چراؤ اور خود دودھ پیو۔ یہ زمانہ خشک سالی کا ہے۔ میں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلے چلو چنانچہ سب لوگ واپس چلے آئے۔ اور اہل مکہ نے اس لشکر کا نام "جیش سویق" تجویز کیا کہ وہ محض ستو پینے کے لئے گئے تھے۔

بدر میں قیام کے دوران مخشی بن عمرو ضمری' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے غزوہ ودان میں رسول اللہ ﷺ سے اپنے قبیلہ کے لئے مصالحت کر لی تھی اور اس نے عرض کیا اے محمدؐ! کیا آپ یہاں قریش کے ساتھ جنگ کے لئے آئے ہیں' آپ نے اثبات میں جواب دے کر فرمایا اگر چاہو تو ہم تم سے اپنا معاہدہ منسوخ کر دیتے ہیں اور تم سے جنگ کرتے ہیں' آگے جو اللہ فیصلہ کرے۔ اس نے یہ سن کر عرض کیا لا واللہ! بخدا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں' پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس چلے آئے اور جنگ تک

نوبت نہ پہنچی۔ بقول ابن اسحاق' حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ابوسفیان کے انتظار اور بغیر جنگ کے واپسی اور مراجعت کے بارے کہا' بقول ابن ہشام یہ اشعار حضرت کعب بن مالک کے ہیں۔

وعدنا أبا سفيان بدراً فلم نجد لميعاده صدقا وما كان وافيا
فاقسم لو لاقيتنا فلقيتنا لأبت ذميما وافتقدت المواليا
تركنا به أوصال عتبة وابنه وعمرا أباجهل تركناه ثاويا

(ہم نے مقام بدر کا ابوسفیان سے وعدہ طے کیا تھا ہم نے اس کو اپنے وعدہ میں سچا نہیں پایا اور نہ اس نے وعدہ وفا کیا۔ میں حلفاً کہتا ہوں اگر تو وہاں آتا تو ہمیں موجود پاتا اور تو ذلیل و خوار واپس ہوتا اور اپنے کئی دوستوں کو مفقود پاتا۔ ہم نے بدر میں عتبہ' ولید اور ابوجہل کی لاشوں کو تڑپتا چھوڑا تھا)

عصيتم رسول الله افٍ لدينكم وأمركم السيئ الذى كان غاويا
فانى وان عنفتمونى لقائل فدى لرسول الله أهلى وماليا
أطعناه لم نعدله فينا بغيره شهاباً لنا فى ظلمة الليل هاديا

(تمہارے دین پر صد افسوس! اور تمہارے برے اور گمراہ طریقہ پر تم نے رسول اللہ ﷺ کی معصیت کی۔ خواہ تم مجھے ملامت کرو' میں تو کہتا ہوں کہ میرا مال و جان اور اہل و عیال رسول اللہ ﷺ پر قربان ہے۔ ہم نے ان کی اطاعت کی ہے ہمارے لئے وہ رات کی تاریکی میں روشنی کا مینار اور راہنما ہے' ہم نے ان کے عدیل اور مثیل کسی کو نہیں دیکھا)

نیز حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ نے اس کے بارے کہا۔

دعوا فلجات الشام قد حال دونها جلاد كافواه المخاض الاوارك
بأيدى رجال هاجروا نحو ربهم وأنصاره حقاً وايدى الملائك
اذا سلكت للغور من بطن عالج فقولا لها ليس الطريق هنالك
أقمنا على الرس النزوع ثمانيا بارعن جرار عريض المبارك
بكل كميت جوزه نصف خلقه وقب طوال مشرفات الحوارك

(اے قریشیو! تم شام کے راستے ترک کر دو' ان کے ورے پیلو کا درخت چرنے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ جیسے وسیع و عریض کوڑے حائل ہو چکے ہیں۔ جو مہاجرین' انصار اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ جب تو عالج کے نشیبی علاقہ میں سفر کرے تو ان کو کہو کہ یہاں راستہ نہیں۔ ہم نے بدر میں ہاتھ سے پانی نکالنے والے کنوئیں پر آٹھ روز قیام کیا بہت بڑے لشکر کے ساتھ جس کی فرودگاہ وسیع و عریض تھی۔ ہر ایک کمیتی گھوڑے کے ساتھ جس کا پیٹ آدھا حصہ تھا۔ تعمیر شدہ دراز قامت' بلند شانے والے)

ترى العرفج العامى تذرى أصوله مناسم اخفاف المطى الرواتك
فان تلق فى تطوافنا والتماسنا فرات بن حيان يكن رهن هالك
وان تلق قيس بن أمرئ القيس بعده يزد فى سواد لونه لون حالك

فابلغ أبا سفيان عنى رسالة فانك من غرّ الرجال الصعالك

(تو وہاں سال بھر کی پیدا شدہ گھاس کو دیکھے گا جس کی جڑوں کو تیز رفتار سواریوں کے پاؤں پامال کر رہے ہیں۔ اگر تم فرات بن حیان کو پا لیتے تو وہ ہلاک و برباد ہو جاتا۔ اگر ہم اس کے بعد قیس کو پا لیتے تو اس کے سیاہ فام میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ تو ابو سفیان کو میری جانب سے پیغام پہنچا دے بے شک تیرا شمار سفید فام فقراء میں ہے)

ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے جواب آں غزل کے طور پر کہا وہ بعد ازاں مسلمان ہو گیا۔

أحسان اما يا ابن آكلة الفغا وجدك نغتال الخروق كذلك
خرجنا وما تنجو اليعافير بيننا ولو وألت منا بشد مدارك
اذا ما انبعثنا من مناخ حسبته مدمّن أهل الموسم المتعارك
أقمت على الرس النزوع تريدنا وتتركنا فى النخل عند المدارك
على الزرع تمشى خيلنا وركابنا فما وطئت ألصقنه بالدكادك

(اے حسان! اے کھجور کھانے والی کے بیٹے! تیرے دادے کی قسم ہم اسی طرح وسیع دشت طے کرتے ہیں۔ ہمارا جم غفیر روانہ ہوا ہرنی کے بچے ہمارے درمیان زندہ نہ بچ سکتے اگر وہ ہم سے مسلسل دوڑ کر پناہ حاصل کرتے۔ جب ہم اپنی فرود گاہ سے چلے تو تو اس پڑاؤ کی جگہ کو میلے میں پائے گا بکثرت ہجوم کی وجہ سے گوبر لی اور کوڑا کرکٹ والی پائے گا۔ تو دستی کنوئیں پر ہمارا انتظار کرتا رہا اور مقام نخل کے قریب مقامات پر تو نے ہمیں نظرانداز کر دیا۔ ہمارے گھوڑے اور اونٹ کھیتی باڑی میں چلتے رہے اور جو انہوں نے پامال کیا وہ انہوں نے ریت میں ملا دیا)

أقمنا ثلاثاً بين سلع وفارع بجرد الجياد والمطى الرواتك
حسبتم جلاد القوم عند فنائكم كمأخذكم بالعين أرطال آنك
فلا تبعث الخيل الجياد وقل لها على نحو قول المعصم المتماسك
سعدتم بها وغيركم كان أهلها فوارس من أبناء فهر بن مالك
فانك لافى هجرة إن ذكرتها ولا حرمات دينها أنت ناسك

(ہم نے سلع اور فارع مقام کے درمیان تین روز قیام کیا کم بالوں والے گھوڑوں اور تیز رفتار سواریوں کے ساتھ۔ تم نے اپنے صحن میں قوم کے کوڑوں کو سیسہ کے رطل سمجھا ایسا جیسا کہ تم نے دودھ حاصل کیا ہو۔ تو عمدہ گھوڑوں کو نہ بھیج اور ان کو پختہ عہد والے کی طرح کہہ۔ تم نے ان کو حاصل کر لیا حالانکہ تمہارے علاوہ ان کے مالک تھے فہر بن مالک کے فرزند۔ تو نے اگرچہ ہجرت کا ذکر کیا ہے لیکن تیرا اس سے کوئی واسطہ نہیں اور نہ ہی تو دینی مسائل کا پابند ہے)

موسیٰ بن عقبہ نے زہری اور ابن لہیعہ' ابوالاسود' عروہ بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق لوگوں کو جنگ میں جانے کی ترغیب دی اور منافق لوگوں کو جہاد سے روکنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے خالص مسلمانوں کو ان سے محفوظ رکھا چنانچہ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے اور اپنے ساتھ تجارتی سامان لے لیا کہ اگر حسب وعدہ ابوسفیان سے آمنا سامنا ہو گیا تو بہتر ورنہ بدر کے میلے

پر خرید و فروخت کریں گے۔ پھر ابن اسحاق کی طرح اس نے مکمل قصہ بیان کیا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈیڑھ ہزار کی فوج لے کر بدر کی طرف یکم ذی قعد ۴ھ کو روانہ ہوئے اور مدینہ پر عبداللہ بن رواحہ کو امیر مقرر کر دیا مگر ابن اسحاق کا قول درست ہے کہ آپکی روانگی شعبان ۴ھ میں ہوئی جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ مگر موسیٰ بن عقبہ نے ۳ھ بیان کیا ہے جو سراسر وہم ہے کیونکہ غزوہ احد شوال ۳ھ میں یہ وعدہ طے پایا تھا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے' واللہ اعلم۔

واقدی کے مطابق' بدر کے میلہ میں مسلمانوں نے آٹھ روز قیام کیا اور ایک درہم سے دو درہم منافع کمایا اور بقول کسے' پھر مسلمان اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ آئے انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور اللہ کی رضاء کے تابع ہوئے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (۳/۱۷۴)

۴ھ کے حوادثات کا اجمالی خاکہ : بقول ابن جریر' جمادی اولی ۴ھ میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر اور حضرت عثمان بن عفان کے بیٹے عبداللہ چھ سال کی عمر میں فوت ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں خود حضرت عثمان بن عفانؓ نے اتارا۔ بقول امام ابن کثیر' ۴ھ میں ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی فوت ہوئے۔ ان کی والدہ ہے برہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی' رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو سلمہ دونوں رضاعی بھائی ہیں دونوں نے ثویبہ کنیز ابولہب کا دودھ پیا تھا۔ حضرت ابو سلمہ' حضرت ابوعبیدہ' حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ارقم بن ارقم ایک ہی روز مسلمان ہوئے۔ ابو سلمہؓ اور ام سلمہؓ دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں ان کے ہاں اولاد بھی پیدا ہوئی اور مکہ چلے آئے۔ پھر ابو سلمہؓ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے چلے آئے اور ام سلمہؓ بھی آپ کے بعد چلی آئی' غزوہ بدر اور احد میں شامل ہوئے غزوہ احد میں آپ زخمی ہو گئے اسی زخم کی وجہ سے آپ آخر جمادی اولی ۴ھ میں فوت ہوئے' مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے بارے ان سے ایک ہی حدیث مروی ہے جو عنقریب بیان ہو گی۔

بقول ابن جریر' اوائل شعبان ۴ھ میں حضرت فاطمہؓ کے لخت جگر حضرت علی بن ابی طالب کے بیٹے حضرت حسین بن علی پیدا ہوئے اور رمضان ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت خزیمہ بن حارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالیہ سے شادی کی۔ ابن عبدالبر نے علی بن عبدالعزیز جرجانی سے نقل کیا ہے کہ وہ میمونہ بنت حارث کی ہمشیرہ تھیں۔ پھر اس نے اس بیان کو عجیب و غریب سمجھ کر خود ہی یہ کہہ کر تردید کر دی ہے کہ یہ اس کے علاوہ کسی اور سے منقول نہیں۔ حضرت زینب ام المومنینؓ کو ہی یتیموں اور مسکینوں پر احسانات اور صدقات و خیرات کی وجہ سے ام المساکین کہا جاتا تھا' ان کا مہر رسول اللہ ﷺ نے ایک اوقیہ سے کچھ زائد ادا کیا تھا اور ماہ رمضان میں رخصتی ہوئی۔ قبل ازیں طفیل بن حارث نے ان کو طلاق دی تو (بقول ابن عبدالبر از علی بن عبدالعزیز جرجانی) اس کے بھائی عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبدمناف نے ان سے شادی کر لی اور اسد الغابہ از ابن عبدالبر میں ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کی بیوی تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ بقول ابن عبدالبر' بلا اختلاف وہ رسول اللہ ﷺ

کے حین حیات ہی فوت ہو گئیں تھیں' صرف دو یا تین ماہ آپ کی زوجیت میں رہیں۔

حضرت ام سلمہؓ : واقدی کا بیان ہے کہ شوال ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ سے شادی کی' بقول امام ابن کثیر' قبل ازیں وہ ابو سلمہؓ کی زوجہ تھیں جنگ احد میں وہ زخمی ہو گئے تھے' ایک ماہ کے علاج معالجہ کے بعد وہ تندرست ہو گئے۔ پھر ایک سریہ میں روانہ ہوئے اور سالم و غانم واپس آئے۔ سترہ روز بعد پھر وہ زخم پھوٹ پڑا اور ۲۷ جمادی اولی ۴ھ میں فوت ہوئے۔

بعد از عدت شوال ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو شادی کا پیغام بھجوایا اور اس سلسلہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کو کئی بار بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایک تیز مزاج عورت ہوں نیز بال بچوں والی ہوں جن کی وجہ سے مجھے فرصت نہ ہوگی دیگر وہ روزی اور پرورش کے محتاج ہیں' ان کے گزر اوقات کے لئے مجھے کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے کہا بچوں کا نان و نفقہ تو ہمارے ذمہ ہے۔ باقی رہی غیرت تو میں اللہ سے دعا کروں گا اللہ اس کی ہچکچاہٹ کو دور کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کو آخری بات یہ کہی۔ (قم فزوج النبی) "آپ نبی علیہ السلام سے میری شادی کر دیجئے۔" بعض اہل علم کا وہم ہے کہ یہ بات اس نے اپنے بیٹے عمرو بن ابی سلمہ کو کہی تھی حالانکہ وہ اس وقت کم سن بچہ تھا جو عقد نکاح میں ولایت کا اہل نہ تھا۔ ہم (ابن کثیر) نے اس سلسلہ میں ایک علیحدہ رسالہ مرتب کیا' وللہ الحمد والمنۃ

نکتہ : عقد نکاح کا متولی اس کا بڑا بیٹا سلمہ بن ابی سلمہ تھا کیونکہ اس کا والد ام سلمہ کا ابن عم اور چچا زاد تھا' بیٹے کو اپنی والدہ کی ولایت کا بالاجماع اس وقت حق پہنچتا ہے جب کوئی اور سبب بھی موجود ہو۔ ایسے ہی آزاد کرنے والا ہو یا حاکم وقت ہو۔ باقی رہا محض بیٹا ہونے کی وجہ سے امام شافعی کے نزدیک وہ عقد نکاح کی ولایت کا اہل نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ' امام مالکؒ اور امام احمدؒ اس مسئلہ میں امام شافعی کے خلاف ہیں اس کی تفصیل کا مقام ہے کتاب الاحکام الکبیر' ان شاء اللہ۔

دعائے مستجاب : امام احمد (یونس' لیث بن سعد' یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الهاد' عمرو بن ابی عمرو' مطلب) ام سلمہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک روز ابو سلمہؓ گھر آئے اور بتایا کہ میں نے رسول اللہ سے ایک مسرت آمیز بات سنی ہے کہ کسی مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کے بعد یہ دعا پڑھے اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا تو حسب خواہش اس کی مراد پوری ہوتی ہے۔ میں نے یہ دعا حفظ کر لی۔ جب ابو سلمہؓ فوت ہوئے تو میں نے استرجاع کے بعد مذکور بالا دعا پڑھی اور دل میں سوچا کہ ابو سلمہؓ سے کون بہتر ہو سکتا ہے۔ عدت گزر جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور اجازت طلب کی' میں چمڑے کی دباغت میں مصروف تھی۔ میں نے ہاتھ دھو کر رسول اللہ ﷺ کو اجازت دی اور تکیہ جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے' پیش کر دیا۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے مجھے شادی کا پیغام دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ایسی کوئی بات نہیں کہ مجھے آپ کی رغبت اور خواہش نہ ہو' لیکن میں ایک غیرت مند عورت ہوں' مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو میری کوئی بات ناگوار گزرے اور میں عذاب الٰہی کی مستوجب ہوں' دیگر میں عمر رسیدہ اور عیال دار

ہوں' یہ سن کر آپؐ نے فرمایا' غیرت اور ہچکچاہٹ تو اللہ تعالیٰ رفع کر دے گا باقی رہا عمر کا معاملہ تو میں بھی تمہاری عمر میں ہوں' اور تمہارا اہل و عیال میرا کنبہ ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی رضا کا اظہار کر دیا۔ حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ اللہ نے مجھے ابو سلمہؓ سے بھی بہتر شوہر دے دیا یعنی رسول اللہ ﷺ۔

اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے (حماد بن سلمہ از ثابت از عمر بن ابی سلمہ از ام سلمہ) ابو سلمہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے اور نسائی کی ایک سند میں ہے ثابت از ابن عمر بن ابی سلمہ از "ابیہ عمر" اس روایت کو ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ' یزید بن ہارون' عبدالملک بن قدامہ جمحی' ابیہ) عمر بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر دوم سے مدینہ تشریف لے آئے اور ماہ ذوالحج مدینہ میں ہی بسر کیا' امسال حج مشرکین کے زیر اہتمام ہوا۔ واقدی کا بیان ہے کہ ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ عبرانی زبان لکھنا پڑھنا سیکھ لو' بخاری میں ہے کہ انہوں نے کہا میں نے پندرہ یوم میں عبرانی سیکھ لی' واللہ اعلم۔

۵ہجری کے واقعات

غزوہ دومتہ الجندل ربیع الاول ۵ھ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ دومتہ الجندل میں (بقول ابن ہشام) ربیع الاول ۵ھ میں تشریف لے گئے اور سباع بن عرفطہ غفاری کو امیر مدینہ مقرر کیا (بقول ابن اسحاق) وہاں پہنچنے سے قبل ہی بغیر جنگ و جدال کے مدینہ تشریف لے آئے اور باقی ماندہ سال ۵ھ کا عرصہ وہیں قیام کیا۔

واقدی نے اپنی سند کے ساتھ اسلاف سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام کی سرحد پر جانے کا ارادہ فرمایا اور آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ قیصر کی گھبراہٹ اور خوف و پریشانی کا باعث ہو گا۔ آپ کو اطلاع پہنچی تھی کہ دومتہ الجندل میں ایک بڑا گروہ ہے جو آنے جانے والے مسافروں پر ظلم و ستم کرتا ہے اور وہ مدینہ کے قرب و جوار میں حملہ آور ہونے کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو اس پر متوجہ کیا اور ایک ہزار کی فوج لے کر روانہ ہوئے' رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے آپ کے ہمراہ بنی عذرہ کا مذکور نامی ایک ماہر راہنما تھا۔

جب آپ دومتہ الجندل کے قریب پہنچے تو راہنما نے بنی تمیم کے مویشیوں کی نشان دہی کر دی تو آپ نے ان کے مویشیوں اور چرواہوں پر حملہ کر دیا کچھ ہاتھ آ گئے اور کچھ بھاگ گئے یہ اطلاع سنتے ہی دومتہ الجندل کے باشندے تتر بتر ہو گئے' رسول اللہ ﷺ ان کی فرود گاہ میں اترے اور کسی کو نہ پایا وہاں کئی روز قیام کیا اور گرد و نواح میں کئی ایک فوجی دستے روانہ کئے جو صحیح سلامت واپس لوٹ آئے اور محمد بن سلمہ نے ان کا ایک آدمی گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے پیش کیا آپؐ نے اس سے لوگوں کے بارے پوچھا تو اس نے کہا وہ کل بھاگ گئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے اس کو مسلمان ہونے کی دعوت پیش کی تو وہ مسلمان ہو

گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

بقول واقدی! کہ رسول اللہ ﷺ دومتہ الجندل کی طرف ۵ھ ماہ ربیع الاخر میں روانہ ہوئے (لیکن تاریخ طبری میں واقدی سے منقول ہے کہ آپ ربیع الاول میں روانہ ہوئے) اسی غزوہ کے دوران حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ فوت ہوئیں اور سعدؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس جنگ میں شامل تھے۔

غائبانہ نماز جنازہ : امام ترمذی (محمد بن بشار' یحییٰ بن سعید' سعید بن ابی عروبہ' قتادہ) سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں سعد کی والدہ مدینہ میں فوت ہوئیں۔ آپ ایک ماہ بعد تشریف لائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی' واقدیؒ کے بیان کے مطابق ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس غزوہ میں ایک ماہ سے زائد عرصہ تک مدینہ سے باہر رہے۔

غزوہ خندق یا غزوہ احزاب : سورہ احزاب کی پہلی ۲۷ آیات غزوہ احزاب کے بارے نازل ہوئیں۔ ہم تفسیر ابن کثیر میں تمام آیات پر مفصل بحث کر چکے ہیں اور یہاں ان شاء اللہ غزوہ احزاب سے متعلق آیات پر گفتگو کریں گے۔

ابن اسحاق' عروہ بن زبیر' قتادہ اور بیہقی وغیرہ علمائے سلف و خلف کے مطابق غزوہ خندق ماہ شوال ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ غزوہ احزاب ماہ شوال ۴ھ میں واقع ہوا۔ امام احمد نے موسیٰ بن داؤد کی معرفت امام مالکؒ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے' بقول امام بیہقیؒ' ان دو اقوال کے درمیان دراصل کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ چار سال گزر جانے کے بعد اور پانچویں سال کی تکمیل اور اختتام سے قبل یہ معرکہ معرض وجود میں آیا۔

یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ مشرکین نے احد سے واپس ہوتے ہوئے مسلمانوں سے آئندہ سال صف آرائی کا عہد و پیمان کیا تھا اور نبی علیہ السلام ماہ شعبان ۴ھ میں جہاد کے لئے روانہ ہوئے اور ابوسفیان راستے سے ہی قحط سالی کا بہانہ بنا کر واپس مکہ میں چلا گیا تھا۔ بنابریں یہ بات دشوار ہے کہ وہ دو ماہ بعد پھر مدینے چلے آئیں۔ پس واضح ہو گیا کہ غزوہ خندق ماہ شوال ۵ھ میں واقع ہوا' واللہ اعلم۔

امام زہری نے صراحت سے بتایا ہے کہ غزوہ خندق' غزوہ احد --- شوال ۳ھ --- سے دو سال بعد پیش آیا اور یہ حقیقت ہے کہ غزوہ احد ماہ شوال ۳ھ میں واقع ہوا۔

سن ہجری کب شروع ہوا : ماسوائے ان علماء کے جن کا خیال ہے کہ سن ہجری کی ابتداءً سال کے دوسرے محرم سے شروع ہوئی یہ علماء پہلے سال کے نو ماہ کو شمار نہیں کرتے جیسا کہ بیہقی نے نقل کیا ہے اور یعقوب بن سفیان فسوی بھی اس کے ہم نوا ہیں' اس نے بصراحت بیان کیا ہے کہ بدر ۱ھ احد ۲ھ بدر دوم ۳ھ اور خندق شوال ۴ھ میں واقع ہوئے مگر یہ جمہور کے قول کے خلاف ہے کیونکہ مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے سن ہجری کی ابتداء سال ہجرت کے ماہ محرم سے شروع کی تھی اور امام مالک کے نزدیک سن ہجری کی ابتداء ماہ ربیع الاول سے شروع ہوتی ہے۔ پس اس مسئلہ میں تین قول منقول ہوئے' واللہ اعلم۔ مگر صحیح جمہور کا قول ہے کہ غزوہ احد شوال ۳ھ میں اور خندق ماہ شوال ۵ھ میں واقع ہوا' واللہ اعلم۔

باقی رہی متفق علیہ حدیث جو حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ غزوہ احد میں مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ۱۴ سال کی عمر میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے مجھے شرکت کی اجازت نہ دی اور پندرہ سال کی عمر میں مجھے غزوہ خندق کے وقت پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دے دی۔ (گویا غزوہ خندق ۴ھ میں واقع ہوا) اہل علم کی ایک جماعت نے اس کا یہ جواب دیا ہے جن میں بیہقی بھی شامل ہیں کہ غزوہ احد میں' حضرت ابن عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ۱۴ ویں سال کے آغاز میں پیش کئے گئے۔ اور غزوہ خندق میں ۱۵ ویں سال کے اختتام پر پیش گئے گئے۔ بقول امام ابن کثیر' ان کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ غزوہ خندق میں پندرہ سال کی عمر مکمل ہونے کے وقت پیش کئے گئے ہوں گے جس عمر میں نوجوانوں کو جنگ میں شمولیت کی اجازت دی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث مذکور بالا قول کے خلاف نہ ہو گی۔

بنابریں نافع نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو یہ حدیث بتائی تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا یہ حدیث بالغ اور نابالغ بچے اور جوان کے درمیان حد فاصل ہے پھر خلیفہ مرحوم نے اپنی قلمرو میں یہ حکم تحریر کر کے روانہ کر دیا نیز جمہور کا بھی اسی قول پر اعتماد ہے' واللہ اعلم۔

غزوہ خندق کے محرک : ابن اسحاق' یزید بن رومان' عروہ اور دیگر معتبر اشخاص' عبیداللہ بن کعب بن مالک' محمد بن کعب قرظی' زہری' عاصم بن عمر بن قتادہ' عبداللہ بن ابی بکر اور دیگر علماء سے معمولی تفاوت کے ساتھ مشترکہ بیان نقل کرتے ہیں کہ غزوہ خندق کا واقعہ یہ ہے کہ یہود کے چند افراد از قبیلہ بنی نضیر اور بنی وائل جن میں سلام بن ابی الحقیق نضری' حی بن اخطب نضری' کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق' ھوزہ بن قیس وائلی' ابو عمار وائلی' قریش کے پاس مکہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور آپ کے برخلاف ان کو آمادۂ جنگ کرتے ہوئے اپنی نصرت و حمایت کا یقین دلایا کہ "جب تک ہم ان کا استیصال اور بیخ کنی نہیں کر لیں گے ہم تمہارے ساتھ رہیں گے۔"

قریش نے پوچھا اے گروہ یہود! تم اہل کتاب ہو اور تم ہمارے اور محمدؐ کے درمیان نزاع سے بخوبی واقف ہو۔ بتاؤ "کیا ہمارا دین بہتر ہے یا اس کا" تو انہوں نے کہا' تمہارا دین اس سے بہتر ہے اور تم ان سے زیادہ حق پرست ہو۔ انہی کے بارے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۴/۵۱) "کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کافروں سے یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلمانوں سے زیادہ راہ راست پر ہیں۔" یہ جواب سن کر قریش خوش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے لئے پورے جوش و ولولہ سے تیار ہو گئے اور اس کے لئے عہد و پیمان کر لیا۔ پھر یہود کا یہی گروپ قیس عیلان کے غطفان قبیلہ کے پاس آیا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور ان کو یقین دلایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہوں گے' مزید برآں قریشیوں نے بھی اس منصوبے کی حامی بھر لی ہے اور وہ بھی ان کے ساتھ متفق ہو گئے۔

چنانچہ قریش ابوسفیان کی قیادت میں' غطفان' عیینہ بن حصن فزاری کی کمان میں' حارث بن عوف مری' بنی مرہ کی فوج میں اور مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن

اشجع بنی اشجع کے قبائل کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی اور ان کے عزائم کا حال معلوم ہوا تو آپ نے خندق کھودنے کا حکم فرمایا (بقول ابن ہشام) خندق کھودنے کا مشورہ حضرت سلمانؓ نے دیا تھا (طبری اور سہیلی کے مطابق) موسیٰ علیہ السلام کے عہد مسعود میں' میں منو شہر بن ایزح بن آفریدون تھا جس نے سب سے اول خندق کھودنے کا حکم دیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اجر و ثواب کی رغبت دلانے کی خاطر خود بھی خندق کھودنے میں حصہ لیا اور مسلمانوں نے بھی جوش و خروش سے کام کیا' منافقوں کے ایک گروہ نے ضعف و ناتوانی کا بہانہ بنا کر پہلوتہی کی۔ اور بعض منافق رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیئے بغیر خفیہ طور پر کھسک گئے' اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے سورہ نور (۶۲-۶۳-۶۴/۲۴) کی آخری تین آیات نازل فرمائیں۔

جعیل : بقول ابن اسحاق' مسلمانوں نے خندق کو خوب محکم اور پختہ بنایا اور وہ ایک جعیل نامی مسلمان کے نام کے ساتھ رجزیہ شعر پڑھتے تھے جس کا نام رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے عمرو رکھ دیا۔

سماہ من بعد جُعَیلٍ عَمْراً وکان للبائس یوما ظھرا

صحابہؓ جب "عمرا" کہتے تو رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ یہ لفظ دہراتے اور جب وہ ظھرا پڑھتے تو رسول اللہ ﷺ بھی یہ آخری لفظ ان کے ساتھ کہتے۔

امام بخاری (عبداللہ بن محمد' معاویہ بن عمرو' ابواسحاق' حمید) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق پر تشریف لائے تو دیکھا کہ مہاجر اور انصار سخت سردی میں صبح کے وقت خندق کھودنے میں مصروف ہیں' ان کے پاس کام کاج کرنے کے لئے غلام نہ تھے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی تھکاوٹ اور بھوک محسوس کر کے فرمایا۔

اللھم انہ لاخیر الاخیر الآخرہ فاغفر للمھاجرین والانصار

(الٰہی! یقیناً اصل زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے۔ پس انصار اور مہاجرین کی بخشش فرما)

چنانچہ صحابہؓ آپؐ کے جواب میں کہتے۔

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا أبدا

(ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے تاحیات محمد ﷺ کے ہمراہ جہاد کرنے کی بیعت کی ہے)

صحیحین میں (شعبہ از معاویہ بن قرہ از انس) اسی طرح مروی ہے اور امام مسلم نے (حماد بن سلمہ از ثابت و حمید از انس) اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام بخاری (ابومعمر' عبدالوارث' عبدالعزیز) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں' مدینہ کے نواح میں مہاجر اور انصاری خندق کھودتے تھے اور اپنی پشت پر مٹی اٹھا کر ڈھوتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا أبدا

اور رسول اللہ ﷺ ان کے جواب میں فرماتے۔

☆

(یااللہ! بھلائی اور فائدہ صرف آخرت کا ہی ہے انصار اور مہاجرین میں برکت فرما)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ (خوراک کا یہ حال تھا) مٹھی بھر جو' بدبو دار چربی میں ان کیلئے پکائے جاتے تھے اور وہ بھوکے ہوتے (اسکو کھا جاتے) حالانکہ وہ چربی بدبودار اور بدمزہ ہوتی حلق کو پکڑ لیتی۔

امام بخاری (قتیبہ بن سعید' عبدالعزیز بن ابی حازم) حضرت سہل بن سعدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خندق میں تھے۔ صحابہ خندق کھودتے اور ہم لوگ اپنے کندھوں پر مٹی ڈھوتے' یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللھم ان العیش عیش الآخرہ فاغفر الأنصارَ والمھاجرہ

(یااللہ! عیش و بہار صرف آخرت کی زندگی میں ہے پس انصار اور مہاجروں کی بخشش فرما)

اس روایت کو امام مسلم نے از قعنبی از عبدالعزیز بیان کیا ہے۔

امام بخاری (مسلم بن ابراہیم' شعبہ' ابواسحاق) حضرت براء بن عازبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کے روز بہ نفس نفیس مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا شکم مبارک گرد سے چھپ گیا تھا یا گرد آلود ہو چکا تھا آپ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

واللہ لولا اللّٰہ ما اھتدینا ولا تصدَّقنا ولا صلینا

فأنزلنْ سکینة علینا وثبت الاقدام إن لاقینا

إن الأُلٰی قد بغوا علینا اذا أرادوا فتنة أبینا

(واللہ! اگر اللہ ہدایت نہ کرتا تو ہم نہ ہدایت یافتہ ہوتے اور نہ صدقہ خیرات کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہم پر سکینت اور تسلی اتار' اگر ہم جہاد کریں تو ثابت قدم رکھ۔ بے شک یہ سب لوگ ہم پر ظلم و ستم کر رہے ہیں جب وہ فتنہ و فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ظلم و ستم سہنے سے انکار کرتے ہیں)

رسول اللہ ﷺ یہ اشعار پڑھتے وقت "ابینا" کو خوب کھینچ کر پڑھتے "ابینا ابینا" اس روایت کو امام مسلم نے شعبہ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری (احمد بن عثمان' شریح بن مسلم' ابراہیم بن یوسف' ابوہ' ابواسحاق) حضرت براء بن عازبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق میں بہ نفس نفیس خندق کی کھدائی میں حصہ لیا میں نے دیکھا کہ آپ خندق سے مٹی اٹھا رہے ہیں' یہاں تک کہ مٹی کی وجہ سے آپ کا شکم مبارک گرد آلود تھا اور آپ کے سینے پر بہت بال تھے آپ مٹی اٹھاتے ہوئے عبداللہ بن رواحہ کے اشعار پڑھ رہے تھے۔

اللھم لولا أنت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

فأنزل سکینة علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الأُلی قد بغوا علینا وان أرادوا افتنة أبینا

ان کا بیان ہے کہ شعر کے آخری لفظ کو' زوردار آواز سے لمبا کر کے پڑھتے۔

دلائل میں امام بیہقی (علی بن احمد احمد بن عبید صفار' اسماعیل بن فضل بجلی' ابراہیم بن یوسف بلخی' مسیب بن

شریک' زیاد بن ابی زیاد' ابو عثمان) حضرت سلمانؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق میں ضرب لگائی اور کہا۔

بسم اللہ وبہ ھدینا ولو عبدنا غیرہ شقینا
یا حبذا ربا وحب دینا

(اللہ کے اسم مبارک کے ساتھ اور اسی کی بدولت ہم ہدایت یافتہ ہیں۔ اگر ہم غیر اللہ کی پرستش کرتے تو بدبخت ہوتے۔ کیا خوب ہے رب اور کیا اچھا ہے دین)

(یہ حدیث اس سند سے غریب ہے)

امام احمد (سلیمان' شعبہ' معاویہ بن قرہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ صحابہؓ خندق کھود رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اللھم لاخیر الاخیر الآخرہ فأصلح الانصار والمھاجرہ

یہ حدیث مسلم اور بخاری میں منذر از شعبہ مروی ہے۔

معجزہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خندق کی کھدائی کے دوران کچھ واقعات رونما ہوئے ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق و تثبیت کا سامان موجود ہے اور آپ کی نبوت کی علامات درخشاں ہیں' من جملہ ان کے حضرت جابر بن عبداللہ سے ایک واقعہ منقول ہے کہ خندق کے ایک مقام پر سخت چٹان ظاہر ہوئی۔ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے ایک برتن میں پانی منگوایا' پھر آپ نے کچھ پڑھ کر اس میں لعاب دہن ڈالا اور اس کو چٹان پر چھڑک دیا۔ بخدا وہ چٹان اس قدر خستہ ہو گئی کہ وہ ریت کے ٹیلے کی مانند ہو گئی جو کدال کو سہار نہ سکتی تھی' یہ روایت ابن اسحاق نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے منقطع نقل کی ہے۔

حضرت جابر کی دعوت : امام بخاری (خلاد بن یحیٰ' عبدالواحد بن ایمن' ابیہ) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم خندق کی کھدائی کر رہے تھے کہ ایک سخت چٹان نمودار ہوئی۔ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا میں خندق میں اتر کر اس کو توڑتا ہوں۔ آپ خندق میں اترنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ کے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا اور ہم نے تین روز سے کچھ نہ چکھا تھا' رسول اللہ ﷺ نے کدال لے کر مارا تو وہ خستہ تودہ بن گیا۔ جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے گھر جانے کی اجازت فرمائیے چنانچہ میں آیا اور اپنی بیوی کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ایسی حالت دیکھی ہے جو ناقابل برداشت ہے۔ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ اس نے کہا میرے پاس (معمولی سے) جو اور ایک بزغالہ ہے چنانچہ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس نے جو پیس دیئے یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آٹا روٹی پکانے کے قابل نرم ہو گیا تھا اور ہانڈی چولہے پر پکنے کے قریب تھی' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ معمولی سا کھانا ہے' آپ اور ایک دو آدمی اور چلے چلیں۔ آپ نے پوچھا وہ کتنا ہے میں نے پوری صورت حال بیان کر دی تو آپ نے فرمایا' بہت

ہے اور عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا' اپنی بیوی کو کہو کہ وہ میرے آنے تک ہانڈی چولہے سے نہ اتارے اور روٹی تنور میں سے نہ نکالے' پھر آپ نے اعلان کیا اٹھو' چلو' چنانچہ سب مہاجر اور انصار اٹھ کر چلے آئے۔ حضرت جابر اپنی بیوی کے پاس چلے آئے اور اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ سارے مہاجروں اور انصار کو لئے آرہے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے کچھ پوچھا تھا میں نے اثبات میں جواب دیا (اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے) اور آپ نے فرمایا آرام سے اندر چلو اور دھکم دھکا نہ کرو' آپ روٹی توڑتے اور اس پر گوشت رکھ دیتے۔ (ہانڈی اور تنور میں سے روٹی اتار کر ڈھانپ دیتے) اور صحابہ کو تھما دیتے۔ آپ برابر روٹی اور گوشت تقسیم کرتے رہے تا آنکہ وہ سب سیر ہو گئے اور تھوڑا سا کھانا بچ رہا آپ نے حضرت جابر کی بیوی کو کہا خود کھاؤ اور لوگوں کو تحفہ دو' کیونکہ لوگ "آج کل" بھوکے ہو رہے ہیں۔ (تفرد بہ البخاری)

اس روایت کو امام احمد نے (وکیع از عبدالواحد بن ایمن از ابوہ ایمن حبشی غلام بنی مخزوم از جابر) چٹان کا قصہ اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا واقعہ نقل کیا ہے اور امام بیہقی نے "دلائل" میں (حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' عبدالواحد بن ایمن' ابیہ) حضرت جابرؓ سے امام بخاری کی روایت سے زیادہ مفصل قصہ بیان کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے کی مقدار معلوم کر کے سب مسلمانوں کو کہا جابر کے گھر چلو چنانچہ وہ سب چلے آئے۔ حضرت جابر کا بیان ہے کہ کھانا بقدر کفایت نہ ہونے کی وجہ سے میری شرم و حیا کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا تھا میں نے دل میں کہا کہ ایک صاع جو اور بکری کا بچہ ہے۔ اور آپؐ جم غفیر کو لے آئے ہیں اور میں نے اپنی بیوی سے بھی اس بات کا اظہار کیا کہ "آج" تو رسوا ہو جائے گی رسول اللہ ﷺ سب اہل خندق کو لئے آرہے ہیں۔ اس نے یہ سن کر پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے تجھ سے دریافت کیا تھا کہ کھانا کس قدر ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ صورتحال سے خوب آگاہ ہے اس نے یہ کہہ کر میرا کچھ غم ہلکا کیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تم گوشت میرے حوالے کر دو' چنانچہ آپ ثرید بناتے رہے اور گوشت ڈالتے رہے' آٹے اور ہانڈی کو ڈھانپے رکھا۔ آپ برابر کھلاتے رہے تا آنکہ وہ سب شکم سیر ہو گئے' روٹیاں اور ہانڈی میں سالن پہلے کی نسبت زیادہ ہی تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ کی بیوی کو اجازت دی کہ تم کھاؤ اور قرب و جوار میں بھی بھیجو' چنانچہ وہ خود کھاتی رہی اور دن بھر لوگوں کو بھیجتی رہی۔

اہل خندق ۸۰۰ یا ۳۰۰ : اس روایت کو اسی طرح ابوبکر بن ابی شیبہ نے (عبدالرحمان بن محمد محاربی' عبدالواحد بن ایمن' ابیہ) حضرت جابرؓ سے اس سے بھی زیادہ مبسوط بیان کیا ہے اور روایت کے آخر میں یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب خندق آٹھ سو تھے یا تین سو۔ یونس بن بکیر نے (ہشام بن سعد' ابوالزبیر) حضرت جابرؓ سے صرف طعام والا قصہ نقل کر کے بتایا ہے کہ دعوت میں آنے والے تین سو افراد تھے۔

امام بخاری' حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام بھوکے ہیں' میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس سے پوچھا کیا تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ کو بہت بھوکا اور خالی پیٹ دیکھا ہے' اس نے ایک تھیلی نکالی جس میں ایک صاع جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک پالتو بچہ تھا' میں نے اس کو ذبح کیا اور اس نے جو پیسے۔ وہ میرے فارغ ہونے تک پیسنے سے فارغ ہو گئی اور میں نے گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگا تو اس نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ اور ان کے رفقا کے سامنے رسوا نہ کرنا (کہ تو بہت سے آدمی بلا لائے) چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور چپکے سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کہ ہم نے بکری کا ایک بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے جو ہمارے پاس تھا آپ مع چند صحابہ تشریف لے چلیے۔ یہ سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے' بہ آواز بلند اعلان کیا اے اہل خندق! حضرت جابر نے تمہارا کھانا تیار کیا ہے' چلو جلدی چلو' اور آپ نے جابر کو بتایا کہ میری آمد تک ہانڈی چولہے سے نہ اتارنا اور نہ ہی روٹیاں پکانا۔ حضرت جابر کا بیان ہے میں فوراً چلا آیا (اور رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کے آگے آگے چل رہے تھے) اور اپنی بیوی کو بتایا اس نے سن کر مجھے ایسا ویسا کہا میں نے کہا میں نے وہی کچھ کہا تھا جو تم نے مجھے بتایا تھا' چنانچہ آپ کے سامنے آٹا پیش کیا گیا' آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ہانڈی کی طرف گئے اس میں بھی لعاب ڈال کر برکت کی دعا کی۔

پھر آپ نے میری بیوی سے فرمایا روٹی پکانے والی کوئی اور عورت بھی بلا لو جو تمہارے ساتھ مل کر روٹی پکائے اور ہانڈی سے گوشت نکالتی جائے اور اس کو چولہے پر سے نہ اتارے (اور یہ مہمان ایک ہزار تھے) حضرت جابر نے حلفاً بیان کیا کہ سب نے کھایا اور بقایا کھانا چھوڑ کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی کا وہی حال تھا وہ گوشت سے ابل رہی تھی اور آٹے کی بھی وہی کیفیت تھی۔ اس روایت کو امام مسلم نے حجاج بن شاعر از ابو عاصم اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کی تعجب خیز روایت : محمد بن اسحاق نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور اس کے سیاق اور بیان میں بعض وجوہ سے غرابت اور عجوبہ پن ہے اس نے سعید بن میناء کی معرفت حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کیا ہے کہ ہم خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ کام انجام دے رہے تھے۔ میرے پاس ایک موٹی تازی بکری تھی میں نے دل میں کہا واللہ! اگر ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت میں پکا دیں (تو بہتر ہو) میں نے اپنی بیوی کو کہا اس نے کچھ جو پیس کر کھانا تیار کر دیا۔ ہم دن بھر کام کرتے تھے اور شام کو واپس گھر آجاتے تھے' شام ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے پاس ایک بکری تھی اس کو ہم نے ذبح کر کے سالن تیار کیا ہے اور جو کے آٹے کی روٹیاں پکائیں ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ گھر تک چلیں میرا خیال تھا کہ میرے ساتھ تنہا رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں گے' میں نے جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کی تو آپ نے اثبات میں جواب دے کر ایک منادی کو کہا' اس نے اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جابر بن عبداللہؓ کے گھر تک چلو میں نے یہ اعلان سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگ چلے آئے آپ تشریف فرما ہوئے اور ہم نے آپ کے سامنے کھانا

لا کر رکھ دیا آپ نے بسم اللہ پڑھ کر برکت کی دعا کی اور آپ نے کھایا اور لوگ نوبت بہ نوبت آتے رہے۔ ایک گروہ فارغ ہو جاتا دوسرا آجاتا حتیٰ کہ سب اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس روایت کو امام احمد نے سعید بن میناء کی سند سے (یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ابیہ، ابن اسحاق، سعید بن میناء) حضرت جابرؓ سے بالکل اسی طرح بیان کیا ہے۔

کھجوروں میں اعجاز : ابن اسحاق نے سعید بن میناء کی معرفت بیان کیا ہے کہ بشیر بن سعد کی دختر، نعمان بن بشیر کی ہمشیرہ نے بتایا کہ مجھے میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کپڑے میں لپیٹ کر کچھ کھجوریں دیں اور کہا کہ ان کو اپنے والد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کے لئے لے جاؤ چنانچہ میں ان کو لے کر چلی گئی، جاتے جاتے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری۔ میں اپنے والد اور ماموں کی تلاش میں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لڑکی! ادھر آؤ، یہ تمہارے پاس کیا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کھجوریں ہیں، میری والدہ نے میرے والد اور ماموں کے لئے یہ بھیجی ہیں۔ آپ نے فرمایا لاؤ، چنانچہ میں نے وہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں ڈال دیں اور ہاتھ مبارک پر نہ ہوئے پھر آپ نے دستر خوان بچھانے کا حکم فرمایا دستر خوان پر یہ کھجوریں پھیلا دیں اور پاس بیٹھے کسی صحابی کو کہا اہل خندق میں اعلان کر دو کہ آؤ کھانا کھا لو، چنانچہ جملہ اہل خندق چلے آئے وہ کھا رہے تھے اور دستر خوان پر کھجوروں میں اضافہ ہو رہا تھا یہاں تک سب اہل خندق کھا کر فارغ ہو گئے اور کھجوریں تھیں کہ دستر خوان کے اطراف سے نیچے گر رہی تھیں۔

ابن اسحاق نے اس روایت کو اسی طریق سے بیان کیا ہے اور اس میں انقطاع ہے اور حافظ بیہقی نے بھی اس کو اسی طرح بیان کر کے کچھ اضافہ نہیں کیا۔

چٹان کی چمک سے عجائبات --- : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے حضرت سلمان فارسی کا واقعہ کسی نے بتایا کہ میں نے خندق کے ایک گوشہ میں کدال مارا اور وہ چٹان نہ کٹ سکی۔ رسول اللہ ﷺ میرے قریب ہی تشریف فرما تھے آپ نے یہ کیفیت دیکھ کر میرے ہاتھ سے کدال لیا اور آپ نیچے اتر آئے پھر آپ نے ایک ضرب لگائی تو ضرب کے نیچے سے ایک روشنی نمودار ہوئی پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو اس کے نیچے سے بھی ایک جھلک درخشاں ہوئی۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی تو اس کے نیچے سے بھی ایک نور عیاں ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین صدقے! وہ کیسی روشنی تھی جو کدال کی ضرب کے نیچے سے نمودار ہوئی۔ آپ نے پوچھا، سلمان! کیا تم نے وہ دیکھی، میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا پہلی چمک تو یہ ہے کہ اللہ نے مجھ پر یمن کے دروازے کھول دیئے ہیں اور دوسری روشنی سے اللہ نے مجھ پر شام اور مغرب کے در وا کر دیئے ہیں باقی رہی تیسری جھلک تو اس سے اللہ نے مجھ پر مشرق کا دروازہ کھول دیا ہے۔

امام بیہقی کا بیان ہے کہ یہ روایت جو ابن اسحاق نے بیان کی ہے اس کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنے "مغازی" میں نقل کیا ہے اور اس کو ابوالاسود نے عروہ سے بھی ذکر کیا ہے پھر بیہقی نے محمد بن یونس کدیمی کی سند سے حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس کی حدیث محل نظر ہے۔

خندق کی کھدائی کی تقسیم : مگر اس روایت کو طبری نے اپنی تاریخ میں (بندار اور محمد بن بشار' محمد بن خالد بن عثمہ' کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی' ابیہ' جدہ) بیان کیا ہے اور اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کے گروہ کو خندق میں چالیس ہاتھ کی کھدائی سپرد کی۔

مہاجر اور انصار حضرت سلمان فارسی کے بارے جھگڑنے لگے (ہر فریق دعویدار تھا کہ سلمان ہمارا ہے) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سلمان ہم میں سے ہے اہل بیت میں سے ہے۔

خندق کی ایک بانٹ : حضرت عمرو بن عوف مزنی کا بیان ہے کہ میں' سلمانؓ' حذیفہؓ' نعمان بن مقرن اور چھ انصاری چالیس ہاتھ کی ایک بانٹ میں تھے۔ ہم کھودتے ہوئے نیچے تک پہنچے تو ایک سفید چٹان نمودار ہوئی اس نے ہمارے کدال توڑ ڈالے اور اس کا ٹوٹنا مشکل ہو گیا تو سلمانؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ایک ترکی خیمہ میں تشریف فرما تھے' سلمانؓ نے اسی چٹان کے بارے بتایا تو آپؐ نے سلمان کا کدال پکڑ کر چٹان پر ایک ضرب لگائی اور اس میں شگاف کر دیا اور اس سے ایک روشنی درخشاں ہوئی جس سے مدینہ کے دونوں سیاہ سنگلاخ زمینوں کے کنارے جگمگا اٹھے۔ گویا وہ تاریک رات میں روشن چراغ ہے' یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فتح کا نعرہ تکبیر باواز بلند لگایا اور مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر مارا پھر آپؐ نے اسی طرح دوسری اور تیسری ضرب لگائی۔

حضرت سلمانؓ اور صحابہؓ نے اس چمک کا رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کیا اور اس کی بابت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا پہلی چمک سے میرے سامنے حیرہ اور مدائن کسریٰ نمودار ہوئے گویا وہ کتوں کے دانتوں کی طرح چمکدار ہیں' جبرائیلؑ نے مجھے بتایا کہ میری امت اس پر غالب آئے گی اور دوسری روشنی سے روم کے سرخ محلات درخشاں ہوئے گویا وہ کتوں کے دانتوں کی طرح ہیں اور جبرائیلؑ نے مجھے آگاہ کیا کہ میری امت اس پر قابض ہو گی اور تیسری جھلک سے صنعاء کے محلات نمایاں ہوئے گویا وہ بھی کتوں کے دانتوں کی مانند ہیں جبرائیلؑ نے مجھے مژدہ سنایا کہ میری امت اس پر قابض اور فاتح ہو گی۔ تم یہ مژدہ سن کر خوش ہو جاؤ۔ مسلمانوں نے خوش ہو کر کہا بحمد اللہ یہ سچا وعدہ ہے۔

عمرو بن عوف مزنی کا بیان ہے کہ جب احزاب اور عرب کے مختلف قبائل مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو مسلمانوں نے ان کو دیکھ کر کہا یہ وہ ہے جس کا ہم سے اللہ اور اسکے رسول نے وعدہ کیا تھا اللہ اور اسکے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے انکے ایمان اور فرمان برداری میں اضافہ اور ترقی ہو گئی۔

منافقوں نے کہا نبیؐ تمہیں بشارت دیتا ہے کہ وہ یثرب سے ہی حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کا منظر دیکھ رہا ہے اور وہ تمہارے ہاتھوں مفتوح ہوں گے ادھر یہ پوزیشن اور صورتحال ہے کہ تم خود خندق کھود رہے ہو' اور ڈر کے مارے تم رفع حاجت کے لئے دور نہیں جا سکتے' اللہ نے ان کے بارے فرمایا (۳۳/۱۲) اور جبکہ منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا صرف دھوکا ہی تھا (یہ حدیث غریب ہے)

نعرہ مارنا : حافظ ابوالقاسم طبرانی (ہارون بن ملول' ابو عبدالرحمان' عبدالرحمان بن زیاد "افریقی"' عبداللہ بن یزید)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا حکم فرمایا اور لوگ کھدائی میں مصروف ہو گئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ایک چٹان نمودار ہوئی ہے ہم اس کو کھود نہیں سکے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ہم بھی آپ کے ہمراہ چلے آئے' آپ نے کدال پکڑ کر ایک ضرب لگائی اور نعرہ تکبیر مارا میں نے ایک بے مثال گرج کی آواز سنی اور آپؐ نے فرمایا علاقہ فارس فتح ہو گیا۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور نعرہ تکبیر بلند کیا' میں نے حسب سابق گرج کی ایک فقید المثال آواز سنی اور آپ نے فرمایا علاقہ روم فتح ہو گیا۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی اور نعرہ تکبیر مارا اور ایک گرج کی آواز سنائی دی ایسی آواز میں نے کبھی نہیں سنی تو آپؐ نے فرمایا اللہ حمیر قبیلے کو بہ طور معاون و مددگار لے آیا ہے۔ یہ حدیث بھی اس سند سے غریب ہے۔ اور اس میں عبدالرحمان بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف راوی ہے۔

ایک اور معجزہ : امام طبرانی (عبداللہ بن احمد بن حنبل' سعید بن محمد جرمی' ابو نمیلہ' نعیم بن سعید الغری' عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے بھوک کی وجہ سے پیٹوں پر پتھر باندھ کر خندق کی کھدائی کی۔ یہ صورت حال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم ایسے آدمی کی نشان دہی کر سکتے ہو جو ہمیں کھانا کھلائے؟ ایک آدمی نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا ایسے نہیں تم آگے چلو اور ہمیں بتاؤ چنانچہ وہ سب اس آدمی کے گھر پر چلے آئے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو خندق میں اپنی بانٹ میں کام کر رہا ہے چنانچہ اس کی بیوی نے پیغام بھیجا کہ چلے آؤ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہیں' وہ آدمی دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا آپؐ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

اس کے پاس ایک بھیڑ تھی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا وہ بھیڑ کو پکڑنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچے کو ذبح کر' چنانچہ اس نے ذبح کیا اور اس کی بیوی نے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکائیں اور ہانڈی بھی تیار ہو گئی چنانچہ اس نے ثرید بنا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے سامنے پیش کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں انگشت مبارک رکھ کر "**بسم اللّٰہ اللّٰھم بارک فیھا**" پڑھ کر فرمایا تناول کرو' چنانچہ وہ سب شکم سیر ہو کر چلے گئے اور صرف ایک تہائی کھانا کھایا اور دو تہائی بچ رہا پھر آپ نے ان دس افراد کو (جو آپ کے ساتھ کھانا کھا چکے تھے) فرمایا کہ تم جاؤ اور دس افراد کو بھیج دو چنانچہ وہ چلے گئے اور دس آدمی اور آ گئے' انہوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا پھر آپ نے جملہ اہل بیت کے لئے دعائے خیر کی اور خندق کی طرف چلے آئے اور فرمایا سلمانؓ کے پاس چلو۔ آپ آئے تو دیکھا کہ ایک چٹان ہے سلمان اس کو توڑ نہیں سکے۔ آپؐ نے فرمایا ہٹو! میں اس پر ضرب لگاتا ہوں' آپ نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی تو چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ کر گر پڑا اور آپ نے فرمایا اللہ اکبر' رب کعبہ کی قسم' شام کے محلات نظر آئے ہیں' پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو ایک اور ٹکڑا گر پڑا آپ نے فرمایا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم! فارس کے محلات دیکھے ہیں' یہ سن کر منافقوں نے کہا ہم ڈر کے مارے اپنے گرد و پیش خندق کھود رہے ہیں اور آپ ہیں کہ فارس اور روم کے محلات کی فتوحات کا مژدہ سنا رہے ہیں۔

چٹان کی روایت اور میمون : حافظ بیہقی (علی بن احمد بن عبداللہ' احمد بن عبید صفار' محمد بن غالب بن حرب' ہوذہ' عوف' میمون بن استاذ زہری) حضرت براء بن عازب انصاریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا حکم فرمایا تو خندق کے کسی گوشہ میں ایک سخت چٹان نمودار ہوئی جس سے کدال اچٹ جاتی تھی' اثر انداز نہ ہوتی تھی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کی تو آپ نے کدال پکڑی اور بسم اللہ پڑھ کر ایک ضرب لگائی اور اس کا ایک تہائی توڑ دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر فرمایا مجھے شام کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں' واللہ! میں اس کے سرخ محلات کو ان شاء اللہ اب دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی تو ایک تہائی اور توڑ ڈالا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرتے ہوئے فرمایا مجھے فارس کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں واللہ! میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی ماندہ چٹان کو مسمار کر دیا پھر اللہ اکبر کہہ کر فرمایا مجھے یمن کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں واللہ! میں اب اپنی اس جگہ سے صنعاء کے درودیوار دیکھ رہا ہوں۔

یہ حدیث بھی غریب ہے اس میں میمون بن استاذ زہری بصری منفرد ہے وہ حضرت براءؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت نقل کرتا ہے اور اس سے حمید طویل' جریری اور عوف اعرابی روایت بیان کرتے ہیں۔ ابو حاتم نے اسحاق بن منصور کی معرفت ابن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ ہے۔ علی بن مدینی کا بیان ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان اس سے روایت بیان نہیں کرتا تھا۔

امام نسائی (عیسیٰ بن یونس' ضمرہ' ابو زرعہ سیبانی' ابو سکینہ سکنہ بحرین' از یکے از صحابہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا حکم فرمایا تو دوران کھدائی ایک چٹان نمودار ہوئی جو ٹوٹ نہ سکی تو رسول اللہ ﷺ نے ردائے مبارک اتار کر خندق کے ایک کنارے پر رکھ دی اور **تمت کلمات ربک صدقا وعدلا لامبدل لکلمة وھوالسمیع العلیم** (۶/۱۱۵) پڑھ کر کدال ماری تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ حضرت سلمان فارسیؓ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ آپ کی ضرب کے ساتھ ایک چمک نمودار ہوئی پھر آپ نے وہی سورہ انعام کی آیت (۶/۱۱۵) پڑھ کر دوسری ضرب لگائی تو ایک تہائی چٹان اور ٹوٹ گئی اور اس سے ایک روشنی درخشاں ہوئی' پھر آپ نے وہی سورہ انعام کی آیت پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو چٹان کا باقی ماندہ حصہ بھی ٹوٹ گیا' نبی علیہ السلام خندق سے باہر تشریف لائے اور ردائے مبارک پکڑ کر بیٹھ گئے۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی آپ ضرب لگاتے تھے اس سے ایک روشنی نمودار ہوتی تھی۔ آپ نے پوچھا سلمان! تم نے یہ روشنی دیکھی تھی؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' میں نے یہ روشنی دیکھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا جب میں نے پہلی ضرب لگائی تو مدائن کسریٰ اور اس کا گردونواح اور متعدد شہر میرے سامنے پیش کئے گئے' میں نے ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سن کر حاضر صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان شہروں کو ہمارے زیر قبضہ کردے اور ان کی اولاد کو ہمارا مال غنیمت بنادے اور ہم ان کے علاقہ کو تہس نہس کردیں' چنانچہ آپؐ نے یہ دعا فرمائی۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میں نے دوسری ضرب لگائی تو مدائن قیصر اور ان کا ماحول میرے سامنے آویزاں کر دیا گیا یہاں تک کہ میں نے ان کو بچشم خود دیکھا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ ان شہروں کو ہماری فتوحات میں شامل فرما دے اور ان کی اولاد کو ہمارا مال غنیمت بنا دے اور ہم ان کے علاقہ کو پامال کر دیں۔ آپ نے دعا فرمائی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے تیسری ضرب لگائی تو حبشہ کے شہر اور ان کے گردونواح کی بستیاں میرے سامنے نمایاں کر دی گئیں۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو اپنی نگاہ سے دیکھا۔

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ترک اور حبش کو اس وقت تک نہ چھیڑنا جب تک وہ تمہیں نہ چھیڑیں۔ امام نسائی نے اس روایت کو طویل نقل کیا ہے۔ اس روایت سے امام ابوداؤد نے صرف **(دعوا الحبشة ماودعوكم واتركو الترك ماتركوكم)** نقل کیا ہے (از عیسیٰ بن محمد رملی' از ضمرہ بن ربیعہ از ابو زرعہ یحییٰ بن ابی عمرو الشیبانی)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ثقہ اور غیر متہم افراد نے حضرت ابوہریرہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں جب یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہؓ نے کہا جو تمہارے بس میں ہو فتح کرتے چلو' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ کی جان ہے کہ جو علاقے تم نے فتح کر لئے ہیں اور جو تاقیامت فتح کرو گے اللہ تعالیٰ نے ان علاقہ جات کی چابیاں قبل ازیں محمد ﷺ کو عطا فرما دیں تھیں۔ یہ روایت اس سند سے منقطع ہے اور متعدد اسناد سے موصول بھی ہے' وللہ الحمد۔

امام احمد (حجاج' لیث' عقیل بن خالد' ابن شہاب' سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں' دشمن پر رعب اور سہم جانے کے وبال سے میری مدد کی گئی ہے' خواب میں مجھے کرہ ارض کے خزینوں کی چابیاں دی گئی ہیں اور وہ میرے دست سخاوت پر رکھ دی گئی ہیں۔ اس کو صرف امام بخاری نے یحییٰ بن بکیر اور سعد بن عفیر از لیث نقل کیا ہے۔ اور بخاری میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور تم دنیا کا مال و دولت نکال رہے ہو۔

امام احمد (یزید' محمد بن عمرو' ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (دشمن کے لئے) "رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے اور مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا ہے اور تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور طہور کا حکم رکھتی ہے۔ میں خواب میں تھا کہ مجھے کرہ ارض کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرے ہاتھ میں ڈال دی گئیں۔" یہ سند قوی اور جید ہے اور امام مسلم کی شرط کی حامل ہے اور اصحاب سنن نے اس کی تخریج نہیں کی۔ متفق علیہ روایت ہے کہ جب قیصر ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہو گا۔ واللہ' والذی نفسی بیدہ! تم قیصر و کسریٰ کے خزانے فی سبیل اللہ اور راہ حق میں صرف کرو گے۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض کے پورب اور پچھم مشرق اور مغرب کو سمیٹ کر میرے سامنے کر دیا ہے' میری

امت کی حکومت اس علاقے تک پہنچے گی جو مجھے سمیٹ کر دکھا دیا گیا ہے۔

احزاب کا محاصرہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خندق کی کھدائی سے فارغ ہو گئے تو رومہ مقام کے مجمع الاسیال میں جرف اور زغابہ کے درمیان قریشی اپنے احابیش' بنی کنانہ اور اہل تہامہ میں سے حوالی موالی سمیت دس ہزار کا لشکر لے کر فروکش ہوئے' نیز غطفان اور ان کے ہم نوا نجدی' احد کی جانب "ذنب نقمی" میں اترے اور خیمہ زن ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کے مدمقابل تین ہزار کی فوج لے کر آئے اور کوہ سلع کی طرف پشت کر کے' اپنی فرودگاہ اختیار کی۔ خندق مسلمانوں اور کفار کے درمیان حائل تھی۔ بچوں اور خواتین کو محلات میں محفوظ مقام پر پہنچا دینے کا حکم دیا تھا۔ (بقول ابن ہشام) ابن ام مکتوم کو مدینہ کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔ بقول ابن کثیرؒ یہ ہے مطلب اس آیت (۱۰/۳۳) کا' کہ "جب چڑھ آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب نگاہیں پتھرا گئیں اور دل حلق میں آ گئے۔"

امام بخاری (عثمان بن ابی شیبہ' عبید' ہشام بن عروہ' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ **اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار** (۱۰/۳۳) کا مصداق غزوہ خندق ہے۔

حی اور کعب کا مکالمہ : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ احزاب' مدینہ کے گرد و نواح خیمہ زن ہوئے تو بنی قریظہ نے اپنے قلعوں کے دروازے بند کر لئے تھے۔ (بقول ابن اسحاق) حی بن اخطب نضری' کعب بن اسد قرظی کے مکان پر آیا جو اپنے قبیلہ کا مختار اور صاحب بست و کشاد تھا۔ اس نے حی کی آواز سن کر اپنا دروازہ بند کر لیا' اس نے اجازت طلب کی تو کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا' پھر اس نے آواز دی! اے کعب! افسوس! دروازہ کھول۔ اس نے جواب دیا' حی' افسوس! تو منحوس آدمی ہے' میں نے محمدؐ سے معاہدہ کیا ہوا ہے' میں اس کے عہد و پیمان کو فسخ نہیں کروں گا۔ میں نے اس کو سچا اور وفادار پایا ہے یہ سن کر اس نے کہا افسوس! دروازہ کھول' میں تجھ سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں' کعب نے کہا' میں دروازہ نہ کھولوں گا۔ یہ سن کر حی نے کہا' واللہ! تو نے اس اندیشے سے دروازہ بند کر لیا ہے کہ میں تیرے ساتھ حلیم نہ کھا سکوں' یہ بات کہہ کر حی نے اس کو طیش دلا دیا اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ اندر آ کر حی نے کہا اے کعب! میں تیرے پاس زمانہ کی عزت اور لشکر جرار لے کر آیا ہوں' اس نے پوچھا وہ کیا ہے بتایا کہ میں قریش کو ان کے قائدوں اور رؤساء سمیت لے آیا ہوں اور ان کو مقام رومہ کے مجمع الاسیال میں ٹھہرا دیا ہے' غطفان کو ان کے سربراہوں کی قیادت و سیادت میں لا کر کوہ احد کے پہلو میں "ذنب نقمی" میں اتار دیا ہے۔ سب نے مجھ سے پختہ عہد و پیمان کیا ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور اس کے رفقاء کا قلع قمع کئے بغیر واپس نہ جائیں گے' یہ سن کر کعب نے کہا واللہ! تو میرے پاس زمانہ بھر کی ذلت و رسوائی اور بارش سے خالی ابر لایا ہے اس میں گرج چمک کے علاوہ کچھ نہیں' اے حی افسوس! مجھے میرے حال پر رہنے دے میں نے محمدؐ سے صدق و وفا کے بغیر کچھ نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن عقبہ کے مطابق پھر عمرو بن سعد قرظی نے بہت اچھی بات کی' ان کو رسول اللہ ﷺ کا عہد و پیمان یاد دلایا' اور اس کے کوائف بیان کر کے کہا جب تم محمدؐ کی نصرت و حمایت نہیں کر سکتے تو تم غیر جانب

داری کا مظاہرہ کرو' اس سے اور اس کے دشمن سے تعلقات قطع کر لو۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حی اس کو بہکاتا رہا اور چکنی چپڑی باتیں سناتا رہا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد شکنی اور احزاب کی حمایت پر آمادہ ہو گیا بشرطیکہ حی اس کے ساتھ پختہ معاہدہ کر لے کہ اگر قریش اور غطفان حملہ سے دست بردار ہو کر چلے گئے اور محمد (ﷺ) کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے تو وہ اس کے ساتھ قلعہ میں رہے گا یہاں تک کہ وہ بھی اس کے ساتھ مصائب میں حصہ دار ہو گا۔ چنانچہ کعب بن اسد نے عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے معاہدہ سے دستبردار ہو گیا۔

یرغمال طلب کرنا : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ کعب بن اسد اور بنی قریظہ نے حی بن اخطب سے مطالبہ کیا کہ وہ قریش اور غطفان سے کچھ لوگ بطور گرو حاصل کرے جو ان کے پاس یرغمال کے طور پر ہوں تاکہ وہ ظلم و ستم سے محفوظ رہیں' اگر وہ واپس چلے جائیں اور نوے رئیس ان کے پاس بطور یرغمال ہوں چنانچہ حی ان کے پاس رہا' اندریں حالات بنی قریظہ نے عہد شکنی کی' اور "معاہدہ" پھاڑ ڈالا ماسوائے اسد' اسید اور ثعلبہ پسران سعنہ کے' وہ ان سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

تحقیق حال : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے رئیس اوس حضرت سعدؓ بن معاذ' رئیس خزرج حضرت سعدؓ بن عبادہ' حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت خواتؓ بن جبیر کو یہود "بنی قریظہ" کے پاس بھیجا کہ وہ ان کے پاس جا کر معلوم کریں کہ کیا عہد شکنی کی افواہ درست ہے؟ اگر وہ واقعتہ "بدعہدی کر چکے ہوں تو اشارے کنائے اور مبہم الفاظ سے مجھے بتانا میں سمجھ جاؤں گا اور مسلمانوں میں بددلی مت پھیلانا اگر وہ عہدوپیمان پر قائم ہوں تو اعلانیہ بتا دینا چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچ گئے۔ (بقول موسیٰ بن عقبہ) ان کے قلعہ میں داخل ہو گئے اور ان کو مصالحت اور تجدید عہد کی دعوت پیش کی تو انہوں نے کہا ابھی تم نے بنی نضیر کو جلاوطن کر کے ہمارا بازو توڑ ڈالا (اور اب تجدید عہد کی بات کرتے ہو) اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت سعد بن عبادہ نے بھی ان کو ترکی بہ ترکی جواب دیا تو سعدؓ بن معاذ نے کہا واللہ! ہم گالی گلوچ کے لئے نہیں آئے' ہمارا معاملہ گالی گلوچ سے بھی بڑھ کر ہے۔

پھر حضرت سعد بن معاذ نے کہا اے بنی قریظہ! تم ہمارے باہمی تعلقات و معاملات سے بخوبی واقف ہو مجھے تم پر بنی نضیر کے سے انجام کا خطرہ ہے بلکہ اس سے بھی شدید تر۔ یہ سن کر انہوں نے گالی دی تو سعد بن معاذ نے کہا بدکلامی سے اجتناب زیادہ بہتر تھا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے' بنی قریظہ نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی اور کہا اللہ کا رسول کون ہے؟ ہمارے اور محمد کے درمیان کوئی عہد و پیمان نہیں۔ یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ نے جو کچھ تیز مزاج تھے ان کو برا بھلا کہا اور انہوں نے بھی جواب میں گالیاں دیں۔ سعد بن عبادہ نے ان کو سمجھایا چھوڑو' ہمارا معاملہ گالی گلوچ سے بہت آگے ہے۔

پھر یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' سلام کے بعد عرض کیا (عضل اور قارہ) یعنی بدعہدی میں' اصحاب رجیع کی طرح ہیں جنہوں نے حبیب اور اس کے رفقاء سے عہد شکنی کی تھی۔ یہ سن کر

رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر مار کر فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت! خوش ہو جاؤ۔

طبعی فکرمندی : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی عہد شکنی کی خبر سن کر سر اور چہرہ کپڑے سے ڈھانپ لیا اور دیر تک چت لیٹے رہے۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر لوگ اور زیادہ پریشان ہو گئے اور سمجھ گئے کہ بنی قریظہ کی جانب سے پرامید خبر نہیں آئی پھر رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا مسلمانو! اللہ کی نصرت و حمایت اور فتح سے خوش ہو جاؤ۔

دعا : صبح ہوئی تو فریقین کا آمنا سامنا ہوا اور باہمی تیروں اور پتھروں کا تبادلہ ہوا۔ حضرت سعید بن مسیب ؒ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! میں تیرے عہد اور وعدہ کی وفا کا سائل ہوں یااللہ! اگر تو چاہے کہ تیری پرستش نہ ہو۔۔۔

خوف و ہراس : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس وقت اضطراب بڑھ گیا خوف و ہراس شدید ہو گیا اور دشمن اوپر کی طرف اور نشیب کی طرف سے آیا اور لوگوں میں بے اطمینانی پھیل گئی اور نفاق نے بھی سر نکالا یہاں تک کہ معتب بن قشیر نے کہا محمد ﷺ تو ہم سے وعدے کرتے ہیں کہ ہم کسریٰ و قیصر کے خزانے کھائیں گے اور یہاں یہ کیفیت ہے کہ رفع حاجت کے لئے جانے میں بھی' جان کی خیر نہیں اور اوس بن قیظی نے برملا کہا یارسول اللہ ﷺ! ہمارے گھر دشمن سے محفوظ نہیں' بیرون شہر میں ہمیں گھر جانے کی اجازت دیجئے' اسی قبیل کے لوگ اس آیت (۱۲/۳۳) سے مراد ہیں "اور جبکہ منافق اور جن کے دلوں میں شک تھا کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا صرف دھوکا ہی تھا اور جبکہ ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی کہ اے مدینہ والو! تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو' لوٹ چلو اور ان میں سے کچھ لوگ نبی سے رخصت مانگتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔"

محاصرہ اور غطفان سے صلح : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریباً ایک ماہ تک مورچہ میں رہے اور مشرکین آپ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس دوران سوائے تیر اندازی کے عام لڑائی تک نوبت نہ پہنچی۔ جب محاصرے کی شدت سے لوگ گھبرا گئے تو۔۔۔ بقول عاصم بن عمر بن قتادہ وغیرہ از زہری۔۔۔ رسول اللہ ﷺ نے غطفان کے دو رئیسوں' عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف کو پیغام بھیجا اور ان کو مدینہ کے ایک تہائی پھل کی پیش کش کی' بشرطیکہ وہ اور ان کے ہم نوا مدینہ سے واپس چلے جائیں۔ صلح کی بات چیت جاری تھی یہاں تک "صلح نامہ" بھی تحریر کر لیا ابھی معاملہ زیر غور تھا' گواہی اور شہادت تک نوبت نہ آئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ کو پیغام بھیجا اور ان سے مشورہ طلب کیا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آیا صلح آپ کی ذاتی رائے ہے اور ہم آپ کی خاطر اس پر عمل درآمد کریں؟ یا اللہ نے آپ کو حکم دیا اور اس پر عمل درآمد ناگزیر ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا یہ میری ذاتی رائے ہے۔ واللہ! میری یہ رائے بھی اس بنا پر ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سارا عرب تمہارے خلاف متحد ہے اور وہ ہر سو سے حملہ آور ہے۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں ان کی طاقت و شوکت میں کچھ دراڑ ڈال

دوں۔

یہ سن کر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب ہم اور وہ مشرک تھے بت پرست تھے' اللہ اور اس کی پرستش سے بیزار اور بے بہرہ تھے تو وہ بجز میزبانی اور خرید و فروخت کے کھجور کا ایک دانہ لینے کی بھی جرات نہ کر سکتے تھے' اب جبکہ اللہ نے ہمیں اسلام سے سرفراز کر دیا ہے اور اس کی طرف راہنمائی فرمائی ہے اور آپ کی وجہ سے ہمیں عزت بخشی ہے ان ساز گار حالات کے ہوتے ہوئے ہم اپنا مال ان کو دیں گے؟ واللہ! اس ذلت آمیز صلح کی قطعاً ضرورت نہیں واللہ! ہم ان سے بجز تلوار اور جہاد کے کچھ بات نہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ یہ استقلال دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے "انت وذاک" فرمایا اور اطمینان کا اظہار کیا پھر حضرت سعدؓ بن معاذ نے صلح نامہ کی عبارت کو مٹا دیا اور کہا ان لوگوں سے جو بن آئے کر دکھائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت : رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ حصار میں تھے' دشمن سے کوئی قابل ذکر لڑائی نہ تھی بجز چند قریشی شاہ سواروں کے (جن میں عمرو بن عبدود بن ابی قیس عکرمہ بن ابی جہل مخزومی' ہبیرہ بن ابی وھب مخزومی اور ضرار بن خطاب بن مرداس فہری بھی شامل تھے) جو لڑائی کے لئے آگے بڑھے اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بنی کنانہ کی قیام گاہ کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا اے بنی کنانہ! لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ' معلوم ہو جائے گا آج کون شجاع اور شہ سوار ہے۔ یہ کہہ کر وہ گھوڑے دوڑاتے ہوئے خندق کے پاس پہنچ گئے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے حیرت و استعجاب کے عالم میں کہا واللہ! یہ ایسی تدبیر اور چال ہے جس کو عرب اختیار نہ کرتے تھے۔ پھر انہوں نے کم عریض اور تنگ مقام تلاش کر کے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی اور پار پہنچ گئے' خندق اور کوہ سلع کے درمیان شور زدہ زمین میں وہ اپنے گھوڑے دوڑانے لگے۔

حضرت علیؓ مع چند مسلمانوں کے آگے بڑھے اور کفار نے جس تنگ مقام سے خندق کو عبور کیا تھا' اس پر قبضہ کر لیا اور قریش بھی گھوڑے دوڑاتے ہوئے ان کی طرف چلے آئے۔ عمرو بن عبد ود جنگ بدر میں شامل تھا' شدید گھائل ہو کر واپس چلا گیا تھا۔ جنگ احد میں شامل نہ ہو سکا تھا' جنگ خندق میں شجاعت کا خاص نشان لگا کر گھوڑے پر سوار ہو کر پوری آن بان سے نکلا اور للکارا میرے مقابلہ میں کون آتا ہے؟ چنانچہ حضرت علیؓ چیلنج قبول کرتے ہوئے آگے آئے اور کہا اے عمرو! تو نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ کوئی قریشی تجھ سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو' تو ایک ضرور قبول کرے گا؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو علیؓ نے کہا میں تجھے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاتا ہوں اور اسلام قبول کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ تو عمرو نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر حضرت علیؓ نے کہا میں تجھے میدان میں مقابلے کا چیلنج کرتا ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا اے برادر زادہ! واللہ! میں تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا لیکن میں تو تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر عمرو طیش میں آگیا' گھوڑے سے کود پڑا' اس کی کونچیں کاٹ کر' چہرے پر مار کر حضرت علیؓ کے روبرو آگیا۔ دونوں مرد میدان تھے' خوب ٹکر ہوئی بالآخر حضرت علیؓ نے اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ منظر دیکھ کر باقی ماندہ شاہ سوار شکست کھا کر دوڑے یہاں تک کہ وہ

بھاگتے ہوئے خندق عبور کر گئے۔ اس وقت حضرت علیؓ نے کہا۔

نصر الحجارة من سفاهة رأيه ونصرتُ رب محمد بصواب

فصدرت حين تركته متجدلا كالجذع بين دكادك وروابي

وعففت عن أثوابه ولو انني كنت المقطر بزّني أثوابي

لا تحسبن الله خاذل دينه ونبيه يا معشر الاحزاب

(اس نے اپنی سفاہت اور حماقت سے بتوں کی حمایت کی اور میں نے اپنی صواب دید سے "رب محمد" کے دین کی مدد کی۔ میں اس کو زمین پر گرا ہوا چھوڑ کر چلا آیا جو کھجور کے تنے کی طرح ریت اور ایک چٹان کے درمیان پڑا تھا۔ میں نے اس کا لباس نہیں اتارا اگر میں مقتول ہوتا تو وہ میرا لباس اتار لیتا۔ اے احزاب والو! تم یہ نہ سمجھو کہ اللہ اپنے دین اور نبی کو رسوا کرے گا)

بقول ابن ہشام' اکثر ماہرین شعراء کے نزدیک یہ اشعار حضرت علیؓ کے نہیں۔ عکرمہ بھاگتا ہوا اپنا نیزہ بھی پھینک گیا تھا' اس کے بارے حضرت حسان نے کہا'

فرَّ وألقى لنا رمحه لعلك عكرم لم تفعل

ووليت تعدو كعدو الظليم ما ان يحور عن المعدل

ولم تلو ظهرك مستأنساً كأن قفاك قفا فرعل

(اس نے بھاگتے ہوئے ہمارے لئے نیزہ چھوڑ دیا اے عکرمہ! شاید کہ تو نے یہ از خود نہیں کیا۔ اور شتر مرغ کی طرح دوڑتا ہوا تو پلٹ گیا جو اپنے راستے سے نہیں مڑتا۔ تو نے اپنی پیٹھ پھیر کر بھی خبر نہ لی گویا تیری گدی بجو کی گدی تھی)

سابقہ حملہ کی تفصیل : دلائل میں بیہقی نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن عبدود زرہ پہن کر میدان میں آیا اور اس نے مبارزت کے لئے للکارا تو حضرت علیؓ نے اٹھ کر کہا یا نبی اللہ! میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا وہ عمرو ہے' بیٹھ جاؤ۔ پھر دوبارہ عمرو نے دھمکی آمیز لہجہ میں للکار کر کہا تمہاری وہ جنت کہاں ہے جس کے بارے تمہارا زعم ہے کہ تمہارا مقتول اس میں داخل ہوگا۔ کیا ہو گیا ہے تم میرے مقابلہ کے لئے کسی کو کیوں نہیں نکالتے؟ یہ سن کر حضرت علیؓ پھر کھڑے ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جا' پھر اس نے تیسری بار مبارزت کے لئے پکار کر یہ اشعار کہے۔

ولقد بححت من النداء لجمعهم هل من مبارز

ووقفت إذ جبن المشجع موقف القرن المناجز

ولذاك إني لم أزل متسرعاً قبل الهزاهز

ان الشجاعة في الفتى والجود من خير الغرائز

(ان کو ھل من مبارز کی للکار سے میرا گلا بھی بیٹھ گیا ہے میں جنگ جو مدمقابل کا منتظر تھا جب بہادر اور جری نے بزدلی دکھائی۔ اسی وجہ سے میں لڑائیوں سے قبل سبک گام ہوتا ہوں نوجوان میں شجاعت اور سخاوت بہترین خصال

میں سے ہے)

یہ سن کر حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کے سامنے آتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا وہ عمرو ہے۔ عرض کیا اگرچہ وہ عمرو ہے لیکن میں مقابلہ کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اجازت دی تو وہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

لا تعجلن فقد أتاك مجيب صوتك غير عاجز
في نية وبصيرة والصدق منجي كل فائز
إني لأرجو أن أقيم عليك نائحة الجنائز
من ضربة نجلاء يبقي ذكرها عند الهزاهز

(جلد بازی نہ کر ایک طاقتور تیرا چیلنج قبول کر کے سامنے آگیا ہے بہتر نیت اور بصیرت کے ساتھ' صدق مقال میں پر فائز و کامیاب کی نجات ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تجھ پر ماتم بپا کرو' وسیع زخم سے جس کا تذکرہ لڑائیوں میں باقی رہے)

حضرت علیؓ کی پیشانی کا زخمی ہونا : حضرت علیؓ میدان کارزار میں اترے تو عمرو نے پوچھا کون ہے؟ بتایا "علی ہوں" اس نے کہا علی بن عبد مناف؟ بتایا علی بن ابی طالب۔ تو اس نے کہا' اے برادر زادہ من! تیرے چچا تجھ سے بیش عمر تھے' میں تیری خون ریزی کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا لیکن میں تو واللہ! تیرے قتل کا مشتاق ہوں۔ یہ سن کر وہ جوش میں آگیا' گھوڑے سے اترا اور شعلہ کی طرح چمکدار تلوار پرتلے سے نکالی اور غضبناک ہو کر حضرت علیؓ کی طرف بڑھ کر وار کیا اور حضرت علیؓ نے اس کا وار سپر پر روکا' لیکن ڈھال میں ڈوب کر نکلی اور پیشانی کو زخمی کر دیا' (کرم اللہ وجہہ) پھر حضرت علیؓ نے وار کیا' تلوار سے شانہ کاٹ دیا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا اور غبار اٹھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر کی آواز سنی اور سمجھ گئے کہ علیؓ نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ اور حضرت علی نے یہ کہا

أعليَّ تقتحم الفوارس هكذا عني وعنهم أخروا أصحابي
اليوم يمنعني الفرارَ حفيظتي ومصمم في الرأس ليس بنابي

عبد الحجارة من سفاهة رأيه وعبدت ربَّ محمدٍ بصواب

(کیا شاہ سوار مجھ پر اس طرح آگے بڑھ کر وار کرتے ہیں' میرے احباب کو مجھ سے اور ان سے دور رکھو۔ آج مجھ کو فرار سے میرا غیظ و غضب روک رہا ہے اور میری استقلال مزاجی جو جدا نہیں ہوتی۔ اس نے اپنی کم عقلی سے بت کی پرستش کی اور میں نے اپنی صواب دید سے محمد ﷺ کے رب کی عبادت کی)

پھر حضرت علیؓ درخشندہ اور ہشاش بشاش رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے آئے اور حضرت عمرؓ نے کہا تو نے اس کی زرہ کیوں نہ اتار لی' عرب میں اس سے بہتر زرہ نہیں۔ تو حضرت علیؓ نے کہا میں نے اس پر وار کیا اور اس نے برہنہ ہو کر مجھ سے بچاؤ کی تدبیر کی چنانچہ میں اس کی زرہ اتارنے سے شرما گیا۔ ان کا بیان ہے کہ

باقی ماندہ شاہ سوار شکست کھا کر خندق میں گھس گئے۔

لاش کا معاوضہ : ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے اس کی ہنسلی میں نیزہ مار کر پیٹ کی جھلی سے پار کر دیا اور وہ خندق میں گر کر مر گیا' مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی لاش کے عوض دس ہزار درہم ارسال کئے تو آپ نے فرمایا ہم مردوں کی قیمت وصول نہیں کرتے' یہ بلا معاوضہ تمہارا ہے۔ امام احمد' حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے غزوہ خندق میں ایک مشرک کو قتل کیا' اس کی لاش کے عوض انہوں نے کچھ مال و زر بھیجا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی لاش ان کو دے دو' اس کی لاش بھی پلید ہے اور لاش کا معاوضہ بھی۔ آپ نے کچھ معاوضہ نہ لیا۔

امام بیہقی نے اس روایت کو (حماد بن سلمہ' حجاج بن ارطاۃ' حکم' مقسم) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ خندق میں ایک مشرک قتل ہوا تو کفار نے اس کی لاش کا معاوضہ بارہ ہزار درہم روانہ کئے تو آپ نے فرمایا اس کے لاشے اور معاوضے میں کوئی خیر و برکت نہیں۔ اس روایت کو امام ترمذی نے (سفیان ثوری' ابن ابی لیلیٰ' حکم' مقسم) حضرت ابن عباس سے نقل کر کے غریب کہا ہے۔

نوفل کی لاش : موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے نوفل بن عبداللہ مخزومی کی لاش کے عوض دیت پیش کی تو آپ نے اس کے وصول کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ پلید ہے اس کی دیت بھی پلید ہے اللہ اس پر اور اس کی دیت پر لعنت بھیجے' ہمیں اس کی دیت کی کوئی ضرورت نہیں اس کے دفن کرنے سے ہم روکتے نہیں۔ یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے بیان کیا ہے کہ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ نے دعوت مبارزت دی تو حضرت زبیر بن عوامؓ اس کے سامنے آئے اور تلوار کے وار سے اس کو دو ٹکڑے کر دیا۔ اور ان کی تلوار میں دندانے پڑ گئے' اور وہ یہ شعر پڑھتے ہوئے واپس چلے آئے۔

انـــی امـــرؤ أحمـــی وأحتمـــی عـــن النبـــی المصطفـــی الأمـــی

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ نوفل خندق میں پھنس گیا تو لوگ اس پر سنگ باری کرنے لگے تو اس نے کہا اے قوم عرب! میں شریفانہ موت چاہتا ہوں تو حضرت علیؓ نے خندق میں اتر کر مار ڈالا' پھر مشرکین نے قیمتہً رسول اللہ ﷺ سے اس کی لاش طلب کی تو آپ نے قیمت لینے سے انکار کر دیا اور ان کو لاش بلا معاوضہ دے دی۔ یہ روایت دو وجہ سے غریب ہے۔

امام بیہقی' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے وقت خواتین اور بچے قلعوں میں محفوظ کر دیئے گئے۔ میرے ہمراہ عمر بن ابی سلمہ بھی تھا وہ نیچے بیٹھتا اور میں اسکی پشت پر چڑھ کر دیکھتا چنانچہ میں نے دیکھا کہ میرے والد کبھی ادھر حملہ کرتے اور کبھی ادھر' جو سامنے آتا اسکو فنا کر دیتے' شام کو ہمارے پاس قلعہ میں آئے تو میں نے عرض کیا اباجی! میں نے آج آپ کا کارنامہ دیکھا۔ پوچھا اے فرزند من! تو نے مجھے دیکھا میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہا میرا ماں باپ تیرے قربان۔

حضرت سعد بن معاذ : ابن اسحاق' ابو لیلیٰ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمان بن سہل انصاری کی معرفت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ ام المومنین غزوہ خندق میں بنی حارثہ کے قلعہ میں تھیں اور یہ مدینہ

کے محفوظ ترین قلعوں میں سے تھا۔ سعد بن معاذ کی والدہ بھی ان کے ہمراہ تھیں اور یہ پردہ کی آیات کے نزول سے قبل کا واقعہ ہے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ آئے وہ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے تھے ان کے بازو ننگے تھے' ہاتھ میں برچھا تھا وہ بڑے ناز اور فخر سے یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

لَبِّث قليلا يشهد الهيجا جمل　　لا بأس بالموت اذا حان الاجل

(معمولی دیر انتظار کر حمل لڑائی میں شریک ہو گا موت سے کوئی خوف نہیں جب موت آجائے)

یہ سن کر اس کی والدہ نے کہا بیٹا واللہ! تم نے دیر کر دی فوراً چلا جا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے کہا اے ام سعد! کاش! سعد کی زرہ لمبی ہوتی' مجھے اندیشہ ہے کہ اسے تیر نہ لگ جائے۔ اتفاقاً سعد بن معاذ کے ایک تیر لگا جس سے رگ اکحل کٹ گئی۔ ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حیان بن قیس بن عرقہ یکے از بنی عامر نے تیر مار کر کہا تھا۔ یہ تھام لے میں ابن عرقہ ہوں۔ حضرت سعدؓ نے اس کے جواب میں کہا اللہ تیرے چہرے کو آتش جہنم میں غرق آلود کرے۔ یا اللہ! اگر قریش سے جہاد ابھی باقی ہے تو مجھے اس کے لئے زندہ رکھ کہ مجھے ایسی قوم سے جہاد کرنا بہت محبوب ہے جس نے تیرے رسول کو اذیت پہنچائی اور تکذیب کی اور جلا وطن کر دیا۔ یا اللہ! اگر لڑائی اختتام پذیر ہو تو اس زخم کو میری شہادت کا باعث بنا اور بنی قریظہ کے معاملہ میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل ہونے سے قبل مجھے موت نہ دے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ایک ثقہ شخص نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے بتایا کہ سعدؓ کو تیر ابو اسامہ جشمی حلیف بنی مخزوم نے مارا تھا اور اس نے اسکے بارے عکرمہ بن ابی جہل کو مخاطب کر کے کہا تھا۔

أعكرم هلا لمتني اذ تقول لي　　فداك بآطام المدينة خالد
ألست الذي ألزمت سعدا مريشة　　لها بين أثناء المرافق عاند
قضى نحبه منها سعيد فأعولت　　عليه مع الشمط العذارى النواهد
وأنت الذي دافعت عنه وقد دعا　　عبيدة جمعاً منهم اذ يكابد
على حين ماهم جائر عن طريقة　　وآخر مرعوب عن القصد قاصد

(اے عکرمہ! تو نے مجھے کیوں نہ ملامت کی جب تو نے مجھے مدینہ کے محلات کے بارے کہا اے خالد میں تجھ پر فدا ہوں۔ کیا میں وہ تیر انداز نہیں ہوں جس نے سعد کے زخم سے خون کے چھینٹے اڑا دیئے بازو کے اثناء سے' نہ تھمنے والا خون جاری تھا۔ اس تیر کی وجہ سے سعد نے جان جان آفرین کے سپرد کی اور بلند آواز سے بوڑھی عورتوں کے ساتھ نوجوان لڑکیاں بھی روئیں۔ اور تو نے اس کا دفاع کیا تھا اور عبیدہ نے اپنی جماعت کو بلایا تھا جب وہ مشکل میں تھا۔ ایسے وقت میں کہ وہ اپنے راستہ سے بھٹکا ہوا تھا اور دوسرا مرعوب تھا' میانہ روی سے متنفر)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان تینوں میں سے کون تیر انداز تھا اور بقول ابن ہشام' سعدؓ کو تیر مارنے والا خفاجہ بن عاصم بن حیان ہے۔ امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی سعدؓ بن معاذ کی دعا بنی قریظہ کے بارے قبول فرمائی اور اس کی آنکھوں کی خنکی کا سامان مہیا فرمایا چنانچہ اس نے ان کے بارے یہ فیصلہ سنایا کہ جوانوں کو تہ تیغ کر دیا جائے اور بچوں کو اسیر بنا لیا جائے۔ حتیٰ کہ اس کو رسول اللہ

ﷺ نے بتایا کہ تو نے وہی حکم دیا ہے جو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے حکم دیا۔

حضرت حسانؓ قلعہ کے اندر : ابن اسحاق نے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر کی معرفت عباد بن عبداللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب' حضرت حسان بن ثابتؓ کے "فارع" نامی قلعہ کے اندر پناہ گزین تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ حسانؓ بھی خواتین اور بچوں کے ہمراہ وہیں تھے ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر کاٹنے لگا۔ بنی قریظہ بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنا عہد و پیمان توڑ کر برسرپیکار تھے' ہمارا ان یہودیوں سے کوئی دفاع کرنے والا موجود نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور جملہ مسلمان دشمن سے محاذ آرا تھے۔ جب کوئی حملہ آور ہو تو وہ دشمن کو چھوڑ کر ہماری طرف نہیں آسکتے تھے۔

میں نے کہا اے حسانؓ! یہ یہودی قلعہ کا چکر لگ رہا ہے جیسا کہ دیکھ رہے ہو' واللہ! مجھے خطرہ ہے کہ یہ باقی یہود کو ہماری کمزوری سے مطلع کردے گا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ مشغول ہیں' اتر کر اس کو قتل کر دو۔ یہ سن کر حسانؓ نے کہا' اے بنت عبدالمطلب! اللہ آپ کی مغفرت کرے! واللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میں اس میدان کا مرد نہیں۔ جب اس نے معذوری کا اظہار کیا تو میں نے کمر باندھ کر خیمہ کی ایک چوب اٹھا لی اور قلعہ سے اتر کر اس کو لکڑی سے مار مار کر قتل کر دیا پھر قلعہ کے اندر واپس چلی آئی اور حسانؓ سے کہا جاؤ ہتھیار اور لباس اتار لاؤ (مرد ہونے کی بنا پر میں اس کا لباس نہ اتار سکتی تھی) تو حسانؓ نے کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں (نوٹ) یہ حدیث منقطع ہے صحیح اور قابل حجت نہیں۔ اگر یہ درست ہوتی تو حضرت حسانؓ کے مدمقابل شعراء ان کو بزدلی کا طعنہ دیتے جبکہ یہ کسی سے منقول نہیں بشرط صحت ممکن ہے حضرت حسانؓ علیل ہوں۔ (ندوی)

حملے کی شدت اور نماز عصر : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کو قریباً بیس روز تک ہر طرف سے گھیرے میں لے کر گویا قلعہ میں محدود اور محصور کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی قیام گاہ کی طرف ایک عظیم لشکر روانہ کر دیا جو رات تک نبرد آزما رہا' عصر کا وقت ہوا تو دشمن کے لشکر نے گھیرا مزید تنگ کر دیا کہ نبی علیہ السلام اور صحابہؓ حسب خواہش باجماعت نماز نہ پڑھ سکے اور یہ کیفیت رات تک رہی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے ہمیں نماز سے مشغول رکھا اللہ ان کے شکم اور دلوں (ایک روایت میں ہے) اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ جب حالات دگرگوں ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے نفاق کا اظہار کیا اور طرح طرح کی بری باتیں کیں تو رسول اللہ ﷺ صورت حال کے مدنظر ان کو بشارت کی نوید سنانے لگے۔ بخدا' والذی نفسی بیدہ! یہ موجودہ شدت اور سختی کافور ہو جائے گی اور میں امیدوار ہوں کہ ہم امن و چین سے بیت اللہ کا طواف کریں گے اور کعبہ کی چابی اللہ میرے سپرد کر دے گا' اللہ کسریٰ اور قیصر کو ہلاک کر دے گا اور تم ان کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں صرف کرو گے۔

امام بخاری (اسحاق' روح' ہشام' محمد' عبیدہ) حضرت علیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق میں فرمایا اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے ہمیں غروب آفتاب تک نماز وسطیٰ اور نماز عصر سے مشغول رکھا۔ اس روایت کو ماسوائے ابن ماجہ کے سب نے بہ طرق (ہشام بن

حسان از محمد بن سیرین از عبیدہ از علیؓ) بیان کیا ہے۔ امام مسلم اور ترمذی نے (سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از ابی حسان اعرج از عبیدہ از علیؓ) بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام بخاری (مکی بن ابراہیم' ہشام' یحیٰ' ابو سلمہ' جابر بن عبداللہ) حضرت عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ جنگ خندق کے دوران غروب آفتاب کے بعد قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے بمشکل نماز عصر سورج غروب ہوتے ہوتے پڑھی ہے' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ میں نے تو ابھی پڑھی ہی نہیں۔ پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وادی بطحان میں گئے آپ نے اور ہم سب نے وضو کیا' نماز عصر غروب آفتاب کے بعد پڑھی بعد ازاں نماز مغرب پڑھی۔ اس روایت کو امام بخاری' مسلم' ترمذی اور نسائی نے بہ طرق از یحیٰ بن ابن کثیر از ابو سلمہ بیان کیا ہے۔

امام احمد (عبدالصمد' ثابت' ہلال' عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ (ایک روز) رسول اللہ ﷺ دشمن سے برسرپیکار رہے یہاں تک کہ عصر کی نماز بھی بروقت نہ پڑھ سکے تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی یااللہ! جن لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز پڑھنے سے روکا ہے ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے لبریز کر دے۔ امام احمد اس میں متفرد ہیں۔ سند میں مذکور ھلال بن خباب عبدی کوفی ثقہ ہے۔ امام ترمذی وغیرہ نے اس کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

علماء کے ایک گروہ نے ان احادیث سے یہ اخذ کیا ہے کہ الصلوۃ الوسطیٰ نماز عصر ہے۔ جیسا کہ ان احادیث میں مذکور ہے۔ اور قاضی ماوردی نے امام شافعی کے مذہب کو اس صحیح روایت سے ثابت کیا ہے اور ہم (ابن کثیر) نے **حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی** (۲/۲۳۸) کے تحت یہ مسئلہ مفصل بیان کیا ہے۔

نماز موخر کرنا : رسول اللہ ﷺ کے اس طرز عمل سے بعض نے عذر قتال کی وجہ سے نماز کو مؤخر کر دینے کے جواز پر استدلال کیا ہے جیسا کہ مکحول اور اوزاعی کا مسلک ہے اور امام بخاری نے اس پر ایک باب اور عنوان قائم کیا ہے۔ اس مذکور بالا حدیث اور حدیث بنی قریظہ سے استدلال کیا ہے کہ ہر مجاہد نماز عصر بنی قریظہ کے محلہ میں جا کر پڑھے چنانچہ بعض نے نماز عصر راستہ میں پڑھ لی اور بعض نے غروب آفتاب کے بعد بنی قریظہ میں جا کر پڑھی اور آپ نے کسی سے باز پرس نہیں کی۔ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت ۲۰ھ میں قلعہ تستر کے محاصرے سے بھی انہوں نے استدلال کیا ہے کہ ان لوگوں نے لڑائی کے عذر اور عنقریب فتح کے مدنظر صبح کی نماز طلوع آفتاب کے بعد پڑھی۔

نماز بروقت پڑھنا : جمہور علماء (جن میں امام شافعی بھی شامل ہیں) نے غزوہ خندق میں نماز کے التواء اور تاخیر کو نماز خوف کی مشروعیت سے منسوخ قرار دیا ہے کہ وہ اس وقت مشروع نہ تھی اس لئے اس روز نماز کو موخر کیا۔ اس میں یہ اشکال ہے کہ ابن اسحاق وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف "عسفان" میں پڑھی اور غزوہ عسفان کو محمد بن اسحاق امام المغازی نے غزوہ خندق سے قبل ذکر کیا ہے اسی طرح غزوہ ذات الرقاع کو بھی غزوہ خندق سے پہلے بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

سہواً : اور بعض کا خیال ہے کہ غزوہ خندق میں سہواً اور بھول کر نماز رہ گئی تھی جیسا کہ مسلم شریف کے بعض شارحین سے منقول ہے لیکن اس میں بھی اشکال ہے کہ ایک جم غفیر سے سہو' مستبعد اور محال ہے۔ مزید بر آں وہ نماز کی پابندی کے حریص اور مشتاق تھے اور یہ اس وجہ سے بھی دشوار ہے کہ ابو ہریرہؓ اور ابو سعید خدریؓ سے یہ مروی ہے کہ غزوہ خندق میں ظہر' عصر اور مغرب' عشا کے وقت پڑھی۔

امام احمد (یزید اور حجاج' ابن ابی ذئب' مقبری' عبدالرحمان بن ابی سعید خدری) حضرت ابو سعید خدری سے بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے ہمیں نماز پڑھنے سے روک دیا یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور ہمیں نماز کی فرصت ملی (فرمان الٰہی ہے **کفی اللہ المومنین القتال** (۲۵/۳۳) اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی نوبت نہ آنے دی) رسول اللہ ﷺ نے بلال کو بلا کر تکبیر کا حکم دیا اس نے تکبیر کہی اور نبی علیہ السلام نے نماز ظہر پڑھائی جیسا کہ بروقت پڑھایا کرتے تھے پھر عصر' مغرب اور عشاء اسی طرح پڑھائی بقول حجاج راوی یہ نماز خوف کے شروع ہونے سے قبل کا واقعہ ہے۔ اس روایت کو امام نسائی نے (فلاس از یحیٰی قطان از ابن ابی ذئب) بیان کیا ہے کہ مشرکین نے ہمیں غزوہ خندق میں نماز ظہر پڑھنے کی غروب آفتاب تک مہلت نہ دی۔

امام احمد (ھیثم' ابوالزبیر' نافع بن جبیر' ابوعبیدہ بن عبداللہ بن مسعود) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ خندق میں چار نمازوں کے پڑھنے کی مہلت نہ دی حتیٰ کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر آپؐ نے حضرت بلال کو فرمایا اس نے اذان کہی پھر تکبیر کے بعد نماز ظہر پڑھائی پھر صرف تکبیر کے بعد باقی نمازیں پڑھائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا : ابوبکر بزار (محمد بن معمر' مؤمل بن اسماعیل' حماد بن سلمہ' عبدالکریم بن ابی المخارق' مجاہد) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوہ خندق میں نماز ظہر' عصر' مغرب اور عشاء نہ پڑھ سکے۔ آپنے بلال کو ارشاد فرمایا اس نے اذان کہی پھر اس نے تکبیر کہی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی پھر رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز (عصر' مغرب اور عشاء) اذان اور تکبیر کے ساتھ پڑھائی اور فرمایا اس وقت تمہارے علاوہ کوئی قوم بھی روئے زمین پر ذکر میں مصروف نہیں۔

اس روایت میں بزار منفرد ہے اور اس نے کہا ہے کہ اس روایت کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور بعض نے اس کو عبدالکریم از مجاہد از ابوعبیدہ از عبداللہ بھی بیان کیا ہے۔

امام احمد (ابوعامر' زبیر بن عبداللہ' ربیح بن ابی سعید خدری) حضرت ابو سعید خدریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ورد' وظیفہ ہے جو ہم پڑھیں (خوف کے مارے) دل حلق میں آگئے ہیں۔ آپنے فرمایا "ہاں" **اللھم استر عوراتنا وآمن روعاتنا** یا اللہ ہماری کوتاہیوں پر پردہ ڈال دے اور خطرات سے محفوظ کر دے چنانچہ اللہ نے دشمنوں پر تند و تیز آندھی چلا دی۔

اس روایت کو ابن ابی حاتم نے "اپنی تفسیر میں" (ابو حاتم' ابوعامر عقدی' زبیر بن عبداللہ غلام عثمان بن عفان' ربیح بن عبدالرحمان بن ابی سعید خدری' ابیہ عبدالرحمان) حضرت ابو سعید خدری سے بیان کیا ہے اور یہی درست ہے۔ امام احمد (حسین' ابن ابی ذئب' یکے از بنی سلمہ) حضرت جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ

السلام مسجد احزاب میں تشریف لائے' چادر رکھ کر کھڑے ہو گئے اور خوب ہاتھ پھیلا کر ان پر بددعا کی اور نماز نہیں پڑھی' پھر تشریف لائے' بددعا کی اور نماز پڑھی۔

صحیحین میں (اسماعیل بن ابی خالد از عبداللہ بن ابی اوفی) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے خلاف بددعا فرمائی "اللّٰھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اے اللہ کتاب اتارنے والے' جلد حساب لینے والے' احزاب اور لشکروں کو شکست دے (اللّٰھم اھزمھم وزلزھم) یااللہ ان کو شکست دے اور ان کو ہلا کر رکھ دے۔ ایک روایت میں ہے **اللّٰھم اھزمھم وانصرنا علیھم**

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی (**لا الہ الا اللّٰہ وحدہ اعز جنودہ ونصر عبدہ و غلب الاحزاب وحدہ فلا شئی بعدہ**) اللہ واحد کے بغیر کوئی حامی اور ناصر نہیں اس نے اپنے لشکر کو عزت بخشی اور مضبوط کر دیا۔ اپنے بندے کی نصرت و حمایت کی اور صرف ایک اللہ نے "احزاب" کو مغلوب کر دیا۔ اس کے بعد کسی چیز کو ثبات نہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ دشمن کے تسلط اور اس کی اجتماعی یورش شرقی اور غربی جانب سے حملہ آور ہونے کے باعث نہایت خوف و ہراس میں مبتلا تھے۔

نعیم بن مسعود اشجعیؓ کی تدبیر : نعیمؓ بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میری قوم کو میرے اسلام کے بارے کوئی علم نہیں آپ جو چاہیں حکم فرمائیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مسلمانوں میں اس نوعیت کا صرف تو ایک آدمی ہے ممکن ہو تو ان میں بداعتمادی پیدا کر دے کیونکہ لڑائی سراسر دھوکا اور فریب ہے۔

چنانچہ نعیم بن مسعود (جو جاہلیت میں بنو قریظہ کا ہم نوا اور ہم پیالہ تھا) بنی قریظہ کے پاس پہنچا اور اس نے کہا' آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میرا آپ کے ساتھ کس قدر تعلق خاطر اور الفت و پیار ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے درست کہا ہے' واقعی آپ ہمارے نزدیک مشکوک اور متہم نہیں ہیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ قریش اور غطفان کی پوزیشن تمہارے جیسی نہیں ہے۔ مدینہ تمہارا شہر ہے اس میں تمہارا مال و متاع ہے۔ اہل و عیال ہے تم اس کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جا سکتے' قریش اور غطفان صرف محمد اور اس کے رفقا سے جنگ کے لئے آئے ہیں۔ تم نے ان کا تعاون کیا ہے' یہ ان کا علاقہ نہیں' ان کا مال و متاع یہاں ہے اور نہ اہل و عیال' وہ تمہارے جیسی پوزیشن میں نہیں' انہیں اگر کوئی موقعہ ملا تو قدم اٹھائیں گے ورنہ دم دبا کر بھاگ جائیں گے اور تمہیں اس "شخص" کے حوالے کر کے چھوڑ جائیں گے جس کے مقابلے کی تم میں سکت نہیں' لہٰذا میری رائے ہے کہ تم ان کے ساتھ لڑائی میں شرکت نہ کرو جب تک تم ان کے چند اشراف کو گرو نہ رکھ لو کہ واقعی تم محمدؐ کے خلاف فیصلہ کن جنگ کرو گے' یہ سن کر بنی قریظہ نے کہا واقعی آپ نے وقیع اور مناسب رائے دی ہے۔

پھر نعیم اشجعی قریش کے پاس آئے اور ابوسفیان اور قریش کے معزز لوگوں سے کہنے لگے کہ آپ میری

محبت اور تعلق خاطر سے آگاہ ہیں اور محمدؐ سے میری مخالفت کو بھی جانتے ہیں پھر اس نے کہا مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے خیر خواہی کے جذبہ سے وہ بات آپ کو بتانا میرا ایک فریضہ ہے' لیکن صیغہ راز میں رہے۔ انہوں نے کہا بہتر۔ تو اس نے کہا معلوم ہوا ہے کہ یہود محمد سے اپنی عہد شکنی پر پشیمان ہیں اور انہوں نے محمد (ﷺ) کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم اپنی بد عہدی پر نادم ہیں۔ کیا آپ کو یہ پسند ہے کہ ہم قریش اور غطفان کے چند اشراف پکڑ کر آپ کے حوالے کر دیں اور آپ ان کو تہ تیغ کر دیں' پھر ہم باہم مل کر باقی ماندہ لوگوں کا صفایا کر دیں' یہ سن کر محمدؐ نے ان کی تائید کر دی ہے۔ اب اگر وہ تم سے کچھ آدمی بطور یرغمال طلب کریں تو ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

پھر وہ غطفان کے پاس پہنچا اور اس نے کہا اے معشر غطفان! آپ میرا خاندان اور قبیلہ ہیں اور سب سے محبوب ہیں اور میرا خیال ہے کہ تم مجھے مشکوک اور ناقابل اعتبار بھی نہیں سمجھتے انہوں نے کہا بالکل' آپ ہمارے ہاں قابل اعتماد ہیں۔ اس نے کہا ایک بات ہے' صیغہ راز میں رہے انہوں نے کہا ہاں درست ہے۔ پھر اس نے غطفان سے وہی بات کہی جو اس نے قریش سے کہی تھی۔

قدرت الٰہی سے یہ ہوا کہ ہفتہ کی رات ماہ شوال ۵ھ میں ابوسفیان اور رؤسا غطفان نے عکرمہ بن ابوجہل کے زیر قیادت قریش اور غطفان کے چند لوگوں کو بنی قریظہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہمارا قیام موزوں اور مناسب مقام پر نہیں' گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں پس لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ کہ ہم محمدؐ پر حملہ آور ہوں اور روز کی کشمکش سے فارغ ہوں۔ تو بنی قریظہ نے ان کے جواب میں یہ کہا آج ہفتے کا دن ہے۔ ہم بروز ہفتہ (تعطیل مناتے ہیں) کچھ کام نہیں کرتے' ہفتے کے روز ہمارے بعض لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تھی وہ عذاب میں مبتلا ہوئے جیسا کہ آپ سے مخفی نہیں علاوہ ازیں جب تک آپ کچھ آدمی ہمارے پاس گرو نہ رکھ دیں ہم تمہارے ساتھ محمدؐ سے لڑنے کے لئے تیار نہ ہوں گے لڑائی تک وہ لوگ ہمارے پاس بطور یرغمال رہیں گے' ہمیں اندیشہ ہے کہ جنگ میں تمہارے آدمی کام آجائیں اور لڑائی شدت اختیار کر جائے تو تم بوریا بستر باندھ کر اپنی راہ لو اور ہمیں بے دست وپا اس "آدمی" کے حوالے کر جاؤ' اس کا مقابلہ ہمارے بس کی بات نہیں۔

جب یہ لوگ بنی قریظہ کا پیغام لے کر قریش اور غطفان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا واللہ! نعیم کی بات سچ ہے۔ چنانچہ انہوں نے بنی قریظہ کو پیغام بھیجا واللہ! ہم تم کو ایک آدمی بھی نہ دیں گے۔ اگر تمہارا جنگ کا ارادہ ہے تو آؤ اور لڑو۔ یہ سن کر بنی قریظہ نے کہا واقعی نعیم کی بات سچ ہے' یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم جنگ کریں' اگر موقع ملے تو قدم اٹھائیں ورنہ دم دبا کر بھاگ جائیں اور ہمیں اس "آدمی" کے رحم و کرم پر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ انہوں نے قریش اور غطفان کو پیغام ارسال کیا کہ جب تک تم بطور یرغمال کچھ آدمی نہ دو گے لڑائی میں ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے۔ قریش اور غطفان نے یہ پیغام سن کر یرغمال دینے سے صاف انکار کر دیا اور قدرت نے ان کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور اللہ تعالیٰ نے نہایت شدید سردی کی رات میں تند و تیز ہوا کا طوفان بھیجا جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ہانڈیاں الٹ گئیں۔

نعیم کا قصہ بالفاظ دیگر : یہ روایت جو ابن اسحاق نے نعیم بن مسعودؓ کے بارے بیان کی ہے موسیٰ بن عقبہ کے بیان سے بدرجہا بہتر ہے جو "دلائل" میں امام بیہقی نے اس سے نقل کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نعیم بن مسعود پیٹ کا ہلکا تھا جو راز سنتا تھا فاش کر دیتا تھا وہ اتفاقاً ایک روز عشاء کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپؐ نے اس کو اشارے سے بلایا تو وہ آگیا آپ نے پوچھا "کوئی تازہ خبر" اس نے بتایا کہ قریش اور غطفان نے بنی قریظہ کو پیغام بھیجا ہے کہ وہ میدان میں آئیں اور آپ کے ساتھ جنگ کریں' لیکن بنی قریظہ نے کچھ اشخاص اپنے پاس گرو رکھنے کا مطالبہ کیا ہے (گذشتہ بیان ہو چکا ہے کہ بنی قریظہ نے حی بن اخطب کی معرفت رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی اس بنا پر کی تھی کہ وہ باہمی اطمینان و اعتماد کی خاطر کچھ اشخاص بطور یرغمال سپرد کرے)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس ایک راز کی بات کہتا ہوں فاش نہ کرنا کہ میرے پاس بنی قریظہ نے صلح کا پیغام بھیجا ہے۔ بشرطیکہ میں بنی نضیر کو مدینہ کے گھربار واپس کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لڑائی ایک فریب ہے ممکن ہے اللہ اس میں ہمارے لئے کوئی بہتر بات پیدا کر دے" یہ بات سن کر نعیم بن مسعود غطفان اور قریش کے پاس پہنچا اور ان کو بتایا چنانچہ قریش اور غطفان نے فوراً رات کو بنی قریظہ کے پاس عکرمہ وغیرہ کو بھیجا (اتفاقاً" وہ ہفتہ کی رات تھی) کہ وہ ان کے ہمراہ جنگ کے لئے نکلیں۔ یہ سن کر یہود نے ہفتہ کا بہانہ کیا اور کچھ اشخاص کو "اطمینان کی خاطر" بطور یرغمال بھی طلب کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اختلاف و انتشار برپا کر دیا بقول ابن کثیر' ممکن ہے کہ بنی قریظہ نے قریش اور غطفان کے نظام جنگ سے مایوس ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا ہو' بشرطیکہ آپ بنی نضیر کو واپس مدینہ میں بلا لیں' واللہ اعلم۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور احزاب کا نقشہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب ان کے باہمی انتشار اور اختلاف کا علم ہوا اور قدرتی بداعتمادی کا اظہار ہوا تو آپؐ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو بلایا اور رات کی تاریکی میں ان کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابن اسحاق نے یزید بن زیاد کی معرفت محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ کسی کوفی نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے پوچھا' کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور ان کے جلو میں کچھ وقت گزارا؟ انہوں نے کہا ہاں! اے برادرزادہ۔ پھر اس نے پوچھا آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیسے برتاؤ کرتے تھے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا واللہ! ہم خوب جدوجہد کرتے تھے۔ یہ سن کر کوفی نے کہا اگر ہم ان کا زمانہ پا لیتے تو ہم ان کو کندھوں پر اٹھائے رکھتے' زمین پر چلنے کی زحمت نہ دیتے۔

تو حضرت حذیفہؓ نے کہا اے بھتیجے! واللہ! ہم غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' آپ نے رات کو کچھ دیر نماز پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے حالات معلوم کر کے آئے گا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ جنت میں میرا رفیق و ہمدم ہو۔ یہ سن کر رات کی خنکی' بھوک کی شدت اور شدید خوف و خطرہ کے باعث کوئی آدمی نہ تیار ہو سکا' حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا بھی تذکرہ فرمایا تھا

پھر آپ نے مجھے بلایا جب مجھے بلایا تو میں چار و ناچار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا حذیفہ! جا اور دشمن کے پڑاؤ میں گھس جا' دیکھو وہ کیا کرتے ہیں لیکن میرے پاس آنے تک کچھ اور نہ کرنا۔ چنانچہ میں چلا گیا اور دشمن کی فرودگاہ میں داخل ہو گیا آندھی اور اللہ کے لشکر نے ان کا برا حال کر دیا تھا' ہانڈیاں الٹا کر رکھ دیں' خیموں کی چوبیں اکھاڑ کر پھینک دیں۔

اس وقت ابوسفیان نے کہا ہر آدمی اپنے ہم نشین اور جلیس کا خیال رکھے۔ حذیفہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ سن کر اپنے پہلو میں بیٹھے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں۔ پھر ابوسفیان نے کہا اے قوم قریش! واللہ اب تمہارا ٹھہرنا درست نہیں گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں بنی قریظہ معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور ان کے ناگفتہ بہ عزائم رونما ہو چکے ہیں' زور کی آندھی تم دیکھ رہے ہو۔ نہ ہانڈی کو قرار ہے نہ خیمے کو ثبات' میں تو کوچ کر رہا ہوں اور تم بھی کوچ کرو' پھر وہ اپنی سواری کی طرف بڑھا اور اس پر بیٹھ گیا' اس کا زانو بندھا ہوا تھا' اس نے سواری کو چابک مارا وہ تین پاؤں پر اٹھ کھڑی ہوئی' اس کا زانو بند کھڑے کھڑے ہی کھولا گیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ "میرے پاس پہنچنے تک کوئی اور کام نہ کرنا" نہ ہوتا' تو میں اس کو تیر مار کر ہلاک کر دیتا۔

حضرت حذیفہ کا بیان ہے کہ میں واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ ایک زنانہ چادر جس پر کجاووں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں' اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھا تو مجھے اپنے پاؤں کے درمیان داخل کر کے مجھ پر چادر کا دامن ڈال دیا۔ آپ اس طرح رکوع اور سجدہ کرتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا اور غطفان بھی قریش کی روانی کی خبر سن کر بوریا بستر گول کر گئے۔ یہ روایت اس سند سے منقطع ہے۔

یہ روایت امام مسلم نے (اعمش از ابراہیم بن یزید تیمی از یزید تیمی) بیان کی ہے کہ ہم حضرت حذیفہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے کہا اگر میں رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ہوتا تو میں آپ کے ہمراہ جہاد کرتا اور خوب لڑتا۔ یہ سن کر حذیفہ نے کہا تو ایسا کرتا؟ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احزاب کی رات میں تھے۔ شدید آندھی اور بلا کی سردی تھی' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ہے جو جا کر کافروں کی خبر لائے' بروز قیامت وہ میرے ساتھ ہو گا۔ یہ سن کر سب خاموش ہو رہے اور کسی نے جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ سہ بارہ یہی اعلان دہرایا مگر جواب ندارد' پھر آپ نے فرمایا' حذیفہ اٹھ اور کافروں کی خبر لا' جب آپ نے میرا نام لے کر بلایا تو میں چار و ناچار اٹھا اور آپ نے نصیحت فرمائی کافروں کی چپکے چپکے خبر لا ان کو بھڑکانا نہیں۔ چنانچہ میں آپ کے پاس سے روانہ ہوا گویا میں گرم حمام کے اندر چل رہا ہوں اور میں چلتے چلتے ان کے پاس پہنچ گیا دیکھا تو ابوسفیان اپنی پشت آگ سے سینک رہا ہے' میں نے تیر کمان پر چڑھایا اور مارنے کا قصد کیا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمودہ "ان کو بھڑکانا نہیں" یاد آیا اگر میں اس کو تیر مار دیتا تو وہ ابوسفیان کو لگتا۔ آخر میں لوٹ کر آیا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میں گرم حمام کے اندر چل رہا ہوں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو مجھے سردی محسوس ہوئی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو سب حال کہہ دیا اور آپ نے

مجھ پر اس کمبل کا فاضل دامن ڈال دیا جس کو اوڑھے آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں صبح تک سوتا رہا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھ اے بہت سونے والے۔

امام حاکم نے اور دلائل میں امام بیہقی نے یہ روایت (عکرمہ بن عمار از محمد بن عبداللہ دوئلی از عبدالعزیز برادر زادہ حذیفہ) مفصل بیان کی ہے۔ حضرت حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اپنے غزوات کا ذکر کیا تو پاس بیٹھے لوگوں نے کہا بخدا! اگر ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں ہوتے تو بڑے بڑے کارنامے انجام دیتے' حذیفہؓ نے یہ سن کر کہا ایسی ڈینگیں نہ مارو۔

ہم جنگ احزاب میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس صف بستہ تھے ابوسفیان مع لشکر اوپر کی سمت تھا اور یہودی بنی قریظہ نیچے کی سمت تھے یہود سے خطرہ تھا کہ وہ اہل و عیال پر شب خون مار دیں گے۔ یہ رات مسلمانوں پر بڑی سخت تھی' تاریک و تار اور بلا کی آندھی تھی' بجلی کی کڑک کی طرح خوفناک آوازیں آرہی تھیں' اندھیرا گھپ تھا' ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا' خوف کے مارے منافق آپؐ سے گھر جانے کی اجازت طلب کر رہے تھے اور بہانہ کر رہے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ غیر محفوظ نہ تھے۔ جو اجازت طلب کرتا آپ اسے اجازت فرما دیتے۔ علاوہ ازیں وہ چپکے چپکے کھسک بھی رہے تھے اور ہم اس وقت تین سو مجاہد بیٹھے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک ایک کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ میرے پاس آئے (میرے پاس نہ ڈھال تھی اور نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا ماسوائے اپنی بیوی کے ایک دوپٹہ کے جو بمشکل میرے گھٹنوں تک پہنچتا تھا اور میں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا) اور پوچھا کون ہے؟ عرض کیا حذیفہ۔ آپ نے حیرت و استعجاب سے فرمایا حذیفہ' میں نے جھینپ کر' بادل نخواستہ اٹھ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ فرمایئے تو آپ نے فرمایا کہ کافروں میں ایک حادثہ رونما ہے' جاؤ خبر لاؤ۔ میں اس وقت سخت گھبراہٹ اور سردی محسوس کر رہا تھا۔

دعاء مستجاب : میں روانہ ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی یااللہ! اس کو ہر پہلو سے محفوظ رکھ' واللہ! میری گھبراہٹ و بے قراری اور سردی کافور ہو گئی جب میں نے جانے کے لئے پشت پھیری تو آپ نے فرمایا میرے پاس آنے تک کوئی اور کام نہ کرنا۔ چنانچہ میں چلتا چلتا کفار کی قیام گاہ میں پہنچ گیا تو میں نے آگ کا ایک الاؤ دیکھا اس کے پاس ایک بھاری بھرکم سیاہ فام شخص موجود ہے جو اپنے ہاتھوں کو آگ پر پھیلا کر' اپنے پہلوؤں کو سینک رہا ہے اور اعلان کر رہا ہے الرحیل الرحیل' چلو' چلو' میں قبل ازیں ابوسفیان کو نہ پہچانتا تھا' میں نے اپنے تیردان سے سفید دھاری دار تیر نکالا اور کمان پر چڑھا کر اس کو آگ کی روشنی میں تیر مارنے کا ارادہ کیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمودہ یاد آیا (کہ میرے پاس آنے تک کوئی اور کام نہ کرنا) چنانچہ میں رک گیا اور اپنے تیر کو تیردان میں رکھ لیا پھر میں جرات کر کے لشکر کے اندر داخل ہو گیا تو معلوم ہوا کہ میرے آس پاس بنی عامر ہیں وہ کہہ رہے ہیں چلو' چلو اے آل عامر! ٹھہرنے کا مقام نہیں' تیز و تند آندھی' ان کی فرودگاہ تک محدود تھی بالشت بھر بھی متجاوز نہ تھی میں ان کے کجاووں اور بستروں پر پتھر پڑنے کی آوازیں سن رہا تھا۔

آسمانی مدد : پھر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا' ابھی نصف راستہ ہی طے کیا ہو گا کہ قریبا بیس عمامہ پوش' گھڑ سوار ملے انہوں نے کہا اپنے صاحب کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کفایت کرایا ہے' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ کو کوئی امر درپیش ہوتا تو نماز میں کھڑے ہو جاتے۔ واللہ! میں مہم سے واپس لوٹا تو مجھے سردی محسوس ہونے لگی۔ میں سردی سے کپکپا رہا تھا کہ نماز میں ہی رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں آپ کے قریب ہوا تو آپ نے کمبل کا فاضل دامن مجھ پر ڈال دیا۔ نماز کے بعد میں نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کیا کہ وہ کوچ کر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب کی متعدد آیات نازل فرمائیں اور فرمایا **كفى الله المومنين القتال وكان الله قويا عزيزا** یعنی "اللہ نے مسلمانوں کو عام لڑائی لڑنے کی نوبت نہ آنے دی بلکہ اللہ نے ان کو ہوا کا طوفان اور ملائکہ وغیرہ کا لشکر بھیج کر بھگا دیا۔"

دعا : ابو ہریرہؓ کی ایک متفق علیہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے

لا اله الا الله وحده صدق وعده ونصر عبده واعز جنده وهزم الاحزاب وحده فلا شئى بعده

پیش گوئی : **كفى الله المومنين القتال** میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جارحانہ لڑائی کا دور ختم ہو جائے گا اور وا تعتہ" ایسے ہی ہوا کہ بعد ازاں قریش نے مسلمانوں کی طرف رخ نہ کیا جیسا کہ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے مدینہ واپس لوٹے تو فرمایا کہ اب قریش تم پر حملہ آور نہ ہوں گے لیکن تم ان پر حملہ آور ہوؤ گے۔ چنانچہ قریش نے بعد ازاں حملہ نہیں کیا' مسلمان ان پر حملہ آور ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ پر غلبہ نصیب فرما دیا۔

امام احمد (یحییٰ' سفیان' ابو اسحاق) حضرت سلیمان بن صردؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب ہم ان پر حملہ آور ہوں گے وہ ہم پر حملہ کی سکت نہیں رکھتے۔ امام بخاری نے بھی یہ روایت (اسرائیل اور سفیان از ابو اسحاق سبیعی از سلیمان بن صردؓ) بیان کی ہے۔

شہدائے خندق : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ خندق میں بنی عبدالاشہل میں سے تین مجاہد شہید ہوئے' سعد بن معاذؓ (جن کا مفصل حال عنقریب بیان ہو گا) انس بن اوس بن عتیک' عبداللہ بن سہل' اور بنی جشم سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ اور نجار قبیلے۔ سے کعب بن زید' ان کو ایک نامعلوم تیر لگا اور شہید ہو گئے۔

مشرکین میں سے تین شخص جہنم رسید ہوئے۔ (۱) منبہ بن عثمان بن عبیدہ بن سباق بن عبدالدار' اس کو تیر لگا اور مکہ پہنچ کر ہلاک ہو گیا۔ (۲) نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ خندق میں گھسا اور وہیں پھنس گیا اور قتل کر دیا گیا مشرکین نے اس کی لاش کا معاوضہ زر کثیر بھیجا تھا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور لاش واپس کر دی۔ (۳) عمرو بن عبد ود عامری' حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ابن ہشام نے ایک ثقہ راوی کی معرفت زہری سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود اور اس کے بیٹے حسل بن عمرو کو غزوہ خندق میں قتل کیا تھا بقول ابن ہشام عمرو بن عبودد کو عمرو بن عبد بھی کہتے ہیں۔

غزوہ بنی قریظہ : اللہ تعالیٰ نے ان کو کفروعناد' رسول اللہ ﷺ سے عہد شکنی اور کفار کے گروہوں (احزاب) سے تعاون و ہمدردی کے خمیازہ میں عذاب الیم کے علاوہ دنیا میں ہی سخت مصیبت میں مبتلا کر دیا۔ یہ تعاون اور کفار سے میل جول ان کے کسی کام نہ آیا بلکہ وہ اللہ کے غیظ و غضب کے مستحق ہوئے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے میں مبتلا ہوئے۔ (۳۳/۲۵) اللہ کی قدرت دیکھو' اس نے کافروں کو غصے میں بھرے ہوئے خالی پھیر دیا ان کو کچھ فائدہ نہ ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی کی نوبت نہ آنے دی اور اللہ زور والا غالب ہے اور اہل کتاب (بنی قریظہ کے یہودیوں) کو جنہوں نے عہد شکنی کر کے مشرکوں کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے اتار لایا اور ان کے دلوں میں تمہاری دھاک بٹھا دی تم ان میں سے بعض کو قتل کرنے لگے اور بعض کو قید اور اللہ نے تم کو ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث بنایا اور اس ملک کا جہاں تم نے ابھی تک قدم ہی نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے۔ (۳۳/۲۷)

امام بخاری (محمد بن مقاتل' عبداللہ' موسیٰ بن عقبہ' سالم و نافع) حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ اور جہاد' حج اور عمرے سے واپس لوٹتے تو اللہ اکبر کے بعد یہ دعا پڑھتے

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ' لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر' آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللّٰہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان صبح سویرے خندق سے مدینہ واپس چلے آئے اور اسلحہ کھول کر رکھ دیا' ظہر کا وقت ہوا تو جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے (امام زہری کے بیان کے مطابق جبرائیل ریشمی عمامہ پہنے ہوئے خچر پر سوار تھے زین پر ریشمی چادر تھی) اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ہتھیار اور اسلحہ کھول کر رکھ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا تو جبرائیلؑ نے کہا کہ ملائیکہ نے ابھی تک اسلحہ نہیں کھولا اور اب میں کفار کے تعاقب میں ہی واپس لوٹ رہا ہوں۔ اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا ہے میں بھی ان کی جانب جا رہا ہوں اور ان میں اضطراب اور بے چینی کی لہر دوڑا دوں گا۔

نفیر عام : چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ جو شخص سن رہا ہے اور طاعت گزار ہے وہ بنی قریظہ میں جاکر نماز عصر ادا کرے' بقول ابن ہشام مدینہ کی نظامت حضرت ابن ام مکتوم کے سپرد کی۔ امام بخاری (عبداللہ بن ابی شیبہ' ابن نمیر' ہشام' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام خندق سے واپس آئے اور جنگی لباس اتار کر غسل کیا تو جبرائیلؑ نے آکر کہا "آپ نے جنگی لباس اتار دیا بخدا ہم نے ابھی تک نہیں اتارا" آپؐ "ان" کی طرف چلیں پوچھا کدھر تو بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے کہا ادھر۔ چنانچہ نبی علیہ السلام روانہ ہوئے۔

امام احمد (حسن' حماد بن سلمہ' ہشام بن عروہ' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ احزاب سے فارغ ہو کر غسل خانہ میں غسل کے لئے داخل ہوئے اور جبرائیلؑ آئے اور میں نے اس کو دروازے کے رخنے سے دیکھا کہ اس کے سر پر غبار کی تہ ہے۔ اس نے کہا اے محمدؐ! کیا آپ نے اسلحہ اتار

دیا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں، ہم نے اسلحہ اتار دیا ہے" تو اس نے کہا ہم نے تو ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ آپ بنی قریظہ کی طرف چلیں۔ امام بخاری، حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے تو گویا میں "بنی غنم" کی گلیوں میں جبرائیلؑ کی سواری کا گردوغبار اڑتا دیکھ رہا تھا۔

بنی قریظہ میں نماز عصر : امام بخاری (عبداللہ بن محمد بن اسماء، جویریہ بن اسماء، نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے موقع پر فرمایا ہر شخص نماز عصر بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھے بعض کو نماز عصر کا وقت راستے میں آن پہنچا چنانچہ ان میں سے بعض نے کہا ہم نماز عصر بنی قریظہ میں پڑھیں اور بعض نے کہا بلکہ ہم تو نماز پڑھ لیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا یہ مطلب نہ تھا کہ ہم نماز موخر کر دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس اس نزاع کا ذکر ہوا تو آپ نے کسی پر خفگی کا اظہار نہیں کیا۔ امام مسلم نے بھی اس روایت کو عبداللہ بن محمد بن اسماء سے بیان کیا ہے۔

امام بیہقی، عبیداللہ بن کعب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احزاب کے تعاقب سے واپس آئے اور زرہ اتار کر غسل کیا تو جبرائیلؑ نے آکر کہا ایک مجاہد کی معذرت قبول فرمائیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے زرہ اتار دی ہے اور ہم نے ابھی تک اسلحہ نہیں اتارا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام گھبرا کر اٹھے اور لوگوں کو تاکید کر دی کہ نماز عصر بنی قریظہ میں پڑھیں چنانچہ لوگوں نے اسلحہ لے لیا۔ بنی قریظہ میں پہنچنے سے قبل ہی سورج غروب ہو گیا۔ سورج غروب ہونے کے قریب تھا کہ لوگوں میں نزاع پیدا ہو گیا بعض نے کہا رسول اللہ ﷺ نے تاکید کی تھی کہ ہم بنی قریظہ میں نماز پڑھیں ہم رسول اللہ ﷺ کی تاکید اور عزیمت پر عمل پیرا ہیں۔ ہم گنہ گار نہیں ہیں اور بعض نے نیکی سمجھ کر نماز پڑھ لی اور بعض نے بنی قریظہ میں پہنچ کر غروب آفتاب کے بعد نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں فریق میں سے کسی پر خفگی کا اظہار نہیں کیا۔

امام بیہقی (عبداللہ العمری، اخیہ عبیداللہ، قاسم بن محمد) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں ان کے ہاں تشریف فرما تھے کہ کسی آدمی نے آکر سلام کہا تو رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اٹھے اور میں بھی آپ کے پیچھے گئی، دیکھا تو وہ دحیہ کلبی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ جبرائیل ہیں مجھے حکم دے رہے ہیں کہ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں اور کہا ہے کہ آپ نے اسلحہ اتار دیا لیکن ہم نے نہیں اتارا اور ہم نے حمراء الاسد تک مشرکوں کا تعاقب کیا ہے۔ (یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس آئے تھے) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے گھبراہٹ کے عالم میں صحابہؓ کو تاکید فرمائی کہ بنی قریظہ میں پہنچ کر نماز عصر پڑھو چنانچہ بنی قریظہ میں پہنچنے سے قبل ہی سورج غروب ہو گیا تو صحابہؓ کے ایک گروہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ مطلب نہ تھا کہ تم نماز ترک کر دو لہٰذا نماز پڑھو اور ایک گروہ نے کہا واللہ ہم رسول اللہ ﷺ کی عزیمت اور تاکید کے پابند ہیں، اس میں ہم خطاکار نہیں چنانچہ ایک فریق نے نیکی اور ثواب سمجھ کر نماز بروقت پڑھ لی اور دوسرے فریق نے نہ پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے کسی فریق پر ناراضگی اور خفگی کا اظہار

نہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور بنی قریظہ کے راستے میں لوگوں سے پوچھا کیا یہاں تمہارے پاس سے کوئی گزرا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ دحیہ کلبی سفید خچر پر سوار ہو کر گزرا ہے' خچر کی پشت پر ایک ریشمی چادر تھی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبرائیلؑ ہے بنی قریظہ کو اضطراب و بے چینی میں مبتلا کرنے اور ان کے دلوں میں رعب و خوف ڈالنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور صحابہ کو حکم دیا کہ وہ آپؐ کو جلو میں لے لیں تاکہ آپؐ ان سے بات کریں۔ چنانچہ آپ نے ان کو کہا اے برادران خنزیر و بندر! یہ سن کر یہود نے کہا اے ابوالقاسم! آپ تو فحش گو نہ تھے۔ پھر آپ نے ان کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ سعدؓ بن معاذ کو جو ان کے حلیف تھے' حکم تسلیم کر کے قلعہ سے اترے اور سعدؓ بن معاذ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے بالغ اور جنگ کے قابل لوگ تہ تیغ کر دیئے جائیں' بچوں اور خواتین کو اسیر بنا لیا جائے۔ یہ حدیث حضرت عائشہؓ وغیرھا سے متعدد عمدہ اسناد سے مروی ہے۔

محاکم : اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس روز صحابہ میں سے کون سا فریق مصیب اور درست تھا جبکہ اس بات پر اجماع ہے کہ دونوں فریق اجر و ثواب کے مستحق ہیں' معذور ہیں اور بازپرس سے مستثنیٰ ہیں۔ چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ جس فریق نے بنی قریظہ میں نماز پڑھی تھی وہ مصیب اور ٹھیک ہے۔ کیونکہ اس روز نماز کے موخر کرنے کا حکم خاص تھا لہٰذا اس کو عام حکم سے مقدم اور راجح قرار دیا جائے گا۔ "کتاب البرۃ" میں امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ کا قول ہے واللہ! اگر ہم وہاں ہوتے تو بنی قریظہ میں جا کر ہی نماز پڑھتے' خواہ کئی روز کے بعد۔ ان کا یہ قول اپنے اصول پر مبنی ہے کہ ظاہر الفاظ پر عمل کرنا۔

اور بعض علماء کا خیال ہے کہ جن لوگوں نے راستے میں بروقت نماز پڑھی وہ مصیب اور صائب رائے ہیں کیونکہ انہوں نے سمجھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مطلب بہ عجلت تمام بنی قریظہ میں پہنچنا تھا نہ کہ نماز موخر کرنا چنانچہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے دلائل کے مطابق عمل کیا کہ اول وقت نماز پڑھنا افضل ہے' بنابریں ان پر خفگی کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی ان کو نماز کے اعادہ کا حکم فرمایا' جیسا کہ "حکم خاص" کے دعویٰ داروں کا خیال ہے۔ باقی رہے وہ لوگ جنہوں نے نماز موخر کر کے بنی قریظہ میں پڑھی تھی وہ حسب فہم معذور ہیں اور زیادہ سے زیادہ یہ بات ہے کہ ان کو قضا کا حکم دیا جائے اور وہ لوگ جو عذر قتال کی وجہ سے نماز کی تاخیر کے قائل ہیں جیسا کہ امام بخاری نے مذکور بالا حدیث ابن عمر سے سمجھا ہے ان کے نزدیک تاخیر میں کوئی اشکال نہیں۔ امام بخاری نے مذکور بالا حدیث ابن عمرؓ سے حجت پکڑتے ہوئے سمجھا ہے کہ ان کے نزدیک تاخیر میں کوئی اشکال نہیں بلکہ تقدیم میں بھی نہیں' واللہ اعلم۔

علم : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو علم دے کر آگے روانہ فرما دیا اور بعض اس سے بھی پہلے چلے گئے تھے۔

مفصل واقعہ : مغازی میں موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غسل خانہ میں ہی تھے' ابھی آدھے سر میں کنگھا کیا تھا کہ جبرائیلؑ زرہ پہنے گھوڑے پر سوار' مسجد کے دروازے پر "مقام

جنائز" کے پاس آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ باہر آئے تو جبرائیل نے کہا' اللہ آپ کی مغفرت فرمائے کیا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے؟ آپ نے "ہاں" کہا تو جبرائیلؑ نے کہا لیکن ہم نے تو جب سے دشمن سے برسرپیکار ہیں ہتھیار اتارے نہیں ہم ان کے تعاقب میں رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو شکست و ہزیمت سے دوچار کر دیا اور جبرائیلؑ کے چہرے پر گردوغبار کے آثار تھے پھر جبرائیلؑ نے آپ کو بتایا کہ اللہ نے آپ کو بنی قریظہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور میں بھی ملائکہ سمیت ان کی طرف جا رہا ہوں' ہم ان پر قلعوں میں زلزلہ بپا کر دیں گے' آپؐ لوگوں کو وہاں جانے کا حکم دیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جبرائیلؑ کے جانے کے بعد ہی روانہ ہوئے اور بنی غنم جو آپ کے انتظار میں تھے ان سے پوچھا کیا کوئی گھوڑ سوار ابھی گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ دحیہ کلبی زرہ پہنے سفید گھوڑے پر سوار تھا' گھوڑے پر ریشمی چادر تھی' مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل تھا اور رسول اللہ ﷺ دحیہ کلبی کو جبرائیلؑ کے مشابہ قرار دیتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم میرے پاس بنی قریظہ میں چلے آؤ اور وہیں نماز عصر پڑھو' چنانچہ مسلمان بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوئے اور راستے میں ہی نماز عصر کا وقت آن پہنچا تو بعض نے کہا کیا معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز عصر بنی قریظہ میں پڑھنا اور بعض نے کہا یہ نماز کا وقت ہے۔ چنانچہ بعض نے بروقت نماز پڑھ لی اور بعض نے بنی قریظہ میں شام کے بعد نماز عصر پڑھی۔ فریقین کا تذکرہ رسولؐ اللہ ﷺ کے پاس ہوا تو آپ نے کسی کی بازپرس نہ کی۔

رسول اللہ ﷺ کو آتے ہوئے دیکھ کر حضرت علیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ واپس تشریف لے چلیں اللہ آپ کو کفایت کرے گا۔ (حضرت علیؓ نے یہود سے رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہرات کے بارے بے ہودہ باتیں سنی تھیں اور حضرت علیؓ نے مناسب نہ سمجھا کہ یہ گستاخانہ باتیں رسول اللہ ﷺ بھی سنیں) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تو مجھے واپس جانے کے لئے کیوں کہہ رہا ہے؟ (اور حضرت علیؓ یہود کی گالی گلوچ کو چھپا رہے تھے) پھر آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے میرے بارے یہود سے کچھ نازیبا الفاظ سنے ہوں گے۔ کوئی بات نہیں' چلو' اللہ کے یہ دشمن اگر مجھے دیکھ لیں گے تو کچھ نہ کہیں گے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان کے قلعے کے پاس پہنچ گئے اور وہ اپنے قلعہ میں محبوس تھے تو آپ نے ان کے اشراف و اعیان کو بلند آواز سے پکار کر کہا' اے قوم یہود! اے برادران بندر! تم پر اللہ عزوجل کا رسوائی اور ذلت کا عذاب نازل ہو چکا ہے چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو لشکر کے ساتھ ان کا دس رات سے زائد عرصہ تک محاصرہ جاری رکھا اور خدا کی قدرت سے حی بن اخطب بھی بنی قریظہ کے قلعہ میں پھنس گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب و خوف ڈال دیا۔

حضرت ابو لبابہؓ : جب محاصرہ شدت اختیار کر گیا تو انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو جو ان کے حلیف تھے' پکارا۔ تو حضرت ابولبابہؓ نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ فرمائیں میں نہیں آ سکتا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت فرما دی۔ جب حضرت ابولبابہؓ ان کے پاس پہنچے تو وہ روتے بلکتے پوچھنے لگے اے ابولبابہ! تمہارا کیا خیال ہے اور تم ہمیں کیا مشورہ دیتے ہو' ہم میں تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑائی کی سکت

نہیں۔ یہ بات سن کر حضرت ابولبابہؓ نے اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا اور حلق پر انگلیاں پھیر کر ان کو سمجھا دیا کہ وہ قتل ہوں گے۔ ابولبابہ واپس آئے تو سخت نادم ہوئے اور خیال کیا کہ وہ عظیم فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا واللہ! میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں گا یہاں تک کہ میں خالص توبہ کر لوں چنانچہ وہ سیدھا مدینہ آیا اور خود کو مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ لیا اور قریباً بیس دن تک بندھا رہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا ابولبابہؓ اپنے حلیفوں کی بات چیت سے ابھی فارغ نہیں ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا حال بتایا گیا اور آپ نے فرمایا وہ چلے جانے کے بعد ایک فتنہ میں مبتلا ہو گیا ہے اگر وہ سیدھا میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے دعاء مغفرت کر دیتا لیکن جب وہ یہ کام کر بیٹھا ہے تو میں بھی اس کو ستون سے نہ کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ اس کے بارے اپنا فیصلہ جاری کرے۔

اس روایت کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے اس طرح بیان کیا ہے اور محمد بن اسحاق نے بھی اپنے "مغازی" میں موسیٰ بن عقبہ از زہری اور ابوالاسود از عروہ کی طرح بیان کیا ہے۔

کعب کی سعی لاحاصل : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی قریظہ کے کنوؤں میں سے "چاہ انا" پر فروکش ہوئے اور ان کا ۲۵ روز تک محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ حصار سے تنگ آگئے اور مرعوب ہو گئے اور ان کو یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے جنگ کے بغیر واپس نہ جائیں گے۔ (قریش اور غطفان کے چلے جانے کے بعد یاد رہے کہ حی بن اخطب بھی یہود کے ساتھ قلعہ میں موجود تھا کعب بن اسد قرظی کے ساتھ ایفائے عہد کی بنا پر)

تو پھر کعب بن اسد نے کہا اے معشر یہود! تم خوب جانتے ہو کہ تم ایک شدید مصیبت میں مبتلا ہو۔ میں تمہارے سامنے تین تجویز پیش کرتا ہوں ان میں سے جو چاہو پسند کر لو' انہوں نے پوچھا وہ کیا ہیں تو اس نے کہا۔ (۱) ہم اس نبی کی پیروی کریں اور اس کے دین کی تصدیق کریں واللہ! یہ بات واضح ہے کہ وہ واقعی نبی اور رسول ہے اور وہی نبی ہے جس کی صفات تم اپنی کتاب میں موجود پاتے ہو' اس وجہ سے تم اپنے جان و مال اور اہل و عیال کو محفوظ کر لو گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا' ہم تورات سے انحراف نہ کریں گے اور نہ ہی اس کے متبادل کسی کو اختیار کریں گے۔

(۲) پھر اس نے کہا یہ بات قبول اور منظور نہیں تو آؤ ہم اپنے اہل و عیال کو موت کے گھاٹ اتار دیں اور اپنے پیچھے کوئی مال و زر نہ چھوڑیں' خود تلواریں سونت کر محمد اور اس کے صحابہ پر حملہ آور ہو جائیں یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دے اگر ہم مارے گئے تو کوئی رنج نہیں کہ ہم اپنی اولاد کو پہلے ہی ختم کر چکے ہیں اور اگر کامیاب ہو جائیں تو زندگی کی قسم! بیویاں اور بچے اور حاصل کر لیں گے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کیا ہم ان "بے چاروں" کو بلاوجہ قتل کر دیں ان کے بعد زندگی بے لطف ہو گی۔

(۳) اگر تم یہ تجویز بھی قبول نہیں کرتے ام شب ہفتہ کی رات ہے' ممکن ہے کہ محمدؐ اور صحابہؓ ہم سے غافل ہوں' چلو' اور "حملہ کر دو" شاید ہم اس لاعلمی اور غفلت کی وجہ سے کامیاب ہو جائیں' یہ سن کر

انہوں نے جواب دیا کیا ہم ہفتہ کے احترام کو پامال کر دیں اور اس روز ایسے جرم کا ارتکاب کریں کہ ہم سے قبل جس نے بھی ایسا کیا وہ مسخ وغیرہ مصائب میں مبتلا ہو گیا جو تم سے مخفی نہیں تو کعب بن اسد نے کہا "تم بڑے گاؤدی اور بے وقوف ہو" تم میں سے کسی نے بھی پیدا ہونے کے بعد' ایک رات بھی دانشمندی سے بسر نہیں کی۔

اس بحث مباحثہ کے بعد' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس ابولبابہ بن عبدالمنذرؓ کو بھیج دیں ہم اس سے مشورہ لینا چاہتے ہیں۔ (یہ لوگ اوس کے حلیف تھے)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابولبابہ کو ان کے پاس بھیج دیا ابولبابہ کو آتے دیکھ کر بنی قریظہ کے مردوں نے اس کا استقبال کیا۔ خواتین اور بچے اس کے سامنے رونے لگے' یہ منظر دیکھ کر ابولبابہ کے دل میں رحم آگیا۔ انہوں نے پوچھا ابولبابہ کیا خیال ہے' کیا ہم محمدؐ کے فیصلہ پر قلعہ سے نیچے اتر آئیں تو اس نے اثبات میں جواب دے کر اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کر کے سمجھا دیا کہ یہ فیصلہ ذبح پر منتج ہو گا۔

ابولبابہ : ابولبابہ کا بیان ہے کہ واللہ! فوراً میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کا ارتکاب کیا ہے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ آیا' سیدھا مدینہ جا کر مسجد کے ایک ستون کے ساتھ خود کو باندھ لیا اور عہد کیا کہ جب تک اللہ میرا یہ گناہ معاف نہ کر دے یہیں بندھا رہوں گا۔ اور بنی قریظہ کے علاقہ میں کبھی نہ جاؤں گا اور' جس شہر میں' میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی' اس میں چلتا پھرتا کبھی نظر نہ آؤں گا۔ بقول ابن ہشام (سفیان بن عیینہ از اسماعیل بن ابی خالد از عبداللہ بن ابی قتادہ) مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۸/۲۷) اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو' اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ وہ چھ رات تک بندھا رہا۔ اس کی بیوی نماز کے وقت آتی وہ اس کو کھول دیتی نماز سے فارغ ہو جاتا تو باندھ دیا جاتا حتیٰ کہ اس کی توبہ منظور ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی (۹/۱۰۲) "اور کچھ اور بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا انہوں نے اپنے نیک اور بد عمل کو ملا دیا قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" بقول موسیٰ بن عقبہ بیس رات تک بندھا رہا' واللہ اعلم۔

حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں توبہ کا منظور ہونا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ کے گھر میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ کی توبہ منظور کی اور رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا تو آپ مسکرانے لگے۔ ام سلمہ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا اللہ نے ابولبابہ کی توبہ منظور کر لی ہے۔ ام سلمہؓ نے ابولبابہ کو توبہ کا مژدہ سنانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابولبابہ کو بشارت دی تو لوگ بھی ان کو مبارک باد دینے کے لئے دوڑے آئے اور ان کو ستون سے کھولنے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے دست شفقت سے کھولیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے لئے آئے تو ان کو کھولا۔

بنی ھدل : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ثعلبہ اور اسید پسران سعید اور اسد بن عبید بنی ھدل میں سے تھے ان کا نسب بنی قریظہ اور بنی نضیر سے اوپر جا کر ملتا تھا۔ یہ ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ اسی رات مسلمان ہو گئے جس رات بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعوں سے نیچے اترے تھے۔

عمرو قرظی : اس رات عمرو بن سعدی قرظی قلعہ سے نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے پہرہ داروں کے پاس سے گزرا جن کا قائد محمد بن مسلمہ تھا۔ محمد بن مسلمہ نے اسے دیکھ کر پوچھا کون ہے؟ اس نے بتایا عمرو بن سعدی' (عمرو بن سعدی نے بنی قریظہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد شکنی میں شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کروں گا) محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچان لیا تو اس نے عرض کیا۔ خدارا' معززین کی لغزشوں سے درگزر کرنے سے' مجھے محروم نہ کیجئے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ نے اس کو جانے کی اجازت دے دی تو وہ سیدھا مسجد نبوی میں چلا گیا۔ یہ رات اس نے مسجد نبوی میں بسر کی پھر آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا' اس کے بارے رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا وفاداری کی وجہ سے اللہ نے اس کو نجات بخش دی۔ اور بعض کا خیال ہے کہ اس کو بھی بنی قریظہ کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا تھا' صبح ہوئی تو اس کی رسی پڑی تھی اور معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے مذکور بالا مقولہ کہا' واللہ اعلم۔

اوس کی عرضداشت : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے "فیصلہ" پر بنو قریظہ' قلعہ سے اتر آئے تو فوراً اوس قبیلہ کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے حلیف تھے۔ آپ نے کل جو خزرج کے حلیفوں کے بارے فیصلہ کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے وہی فیصلہ ان کے بارے کر دیں۔ یعنی بنی قینقاع کے بارے جب عبداللہ بن ابی نے عفو و درگزر کی درخواست کی تھی' آپؐ نے منظور فرمائی تھی۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معشر اوس! کیا آپ لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ ان کے متعلق آپ ہی کا ایک آدمی فیصلہ کرے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں! پھر آپ نے فرمایا یہ فیصلہ سعدؓ بن معاذ کے حوالے ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ : رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ بن معاذ کو مسجد کے صحن میں ایک خیمے میں ٹھہرا دیا تھا' وہاں ایک خاتون مسماۃ رفیدہ تھی جو زخمیوں کا علاج معالجہ کیا کرتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو بنی قریظہ کے بارے حکم مقرر کر دیا تو اوس قبیلہ کے لوگ اس کے پاس آئے وہ ایک حسین و جمیل شخص تھا' اسے گدھے پر سوار کر کے جس پر ایک چرمی گدا بچھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس لا رہے تھے اور وہ تاکید کر رہے تھے' اے ابو عمرو! اپنے حلیفوں پر احسان کرنا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے احسان کی خاطر' ان کا حکم مقرر کیا ہے۔ جب انہوں نے اس قسم کی باتوں کی بھرمار کر دی تو سعدؓ نے کہا' اب وقت آ گیا ہے کہ اللہ کے فیصلے کے بارے کسی ملامت گر کی ملامت کی وہ پرواہ نہ کرے۔

یہ جملہ سن کر قبیلہ اوس کے بعض لوگ' بنی عبدالاشہل کے محلہ میں چلے آئے اور سعدؓ کے "ایوان میں" پہنچنے سے قبل ہی بنی قریظہ کے مردوں کے بارے قتل کے فیصلے کی خبر دے دی۔

رسول اللہ ﷺ سعد کے پاس : جب حضرت سعدؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے فرمایا "**قوموا الی سیدکم**" اپنے رئیس کو اٹھ کر اتارو۔ یہ ارشاد سن کر مہاجروں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کے مخاطب صرف انصار ہیں لیکن انصار کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عام مسلمانوں کو مخاطب فرمایا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اتار کر عرض کیا اے ابو عمر! رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنے حلیفوں پر فیصل مقرر کیا ہے تو سعد نے کہا تم اللہ سے عہد و پیمان کرتے ہو کہ ان کے بارے فیصلہ وہی ہے جو میں کروں۔ انہوں نے "ہاں" کہا تو سعدؓ نے کہا اور جو یہاں تشریف فرما ہیں' سعد کا اشارہ اس سمت کی طرف تھا جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ (اور تعظیم و توقیر کے باعث رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ نہ ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! منظور ہو گا تو سعدؓ نے فیصلہ سنایا کہ ان کے بارے میرا یہ حکم ہے کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے مال و دولت تقسیم کر دیا جائے بچوں اور عورتوں کو اسیر بنا لیا جائے۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے عبدالرحمان بن عمر بن سعد بن معاذ کی معرفت علقمہ بن وقاص لیثی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کو بتایا کہ تم نے ان کے بارے وہی فیصلہ کیا ہے جو سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ کا فیصلہ ہے۔

حضرت علیؓ کا اعلان جنگ : ابن ہشام نے ثقہ اہل علم سے بیان کیا ہے کہ محاصرہ بنی قریظہ کے دوران حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ بن عوام نے پیش قدمی کی اور حضرت علیؓ نے بہ آواز بلند کہا اے مسلمانوں کے لشکر! بخدا! میں حمزہ کی طرح مردانہ وار لڑ کر مر جاؤں گا یا میں قلعہ کو فتح کر کے اس میں گھس جاؤں گا۔ یہود نے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی' اے محمدؐ! ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہوئے قلعہ سے اترنے کو تیار ہیں۔

اللہ کا فیصلہ : امام احمد (محمد بن جعفر' شعبہ' سعد بن ابراہیم' ابوامامہ بن سہل) حضرت ابوسعید خدریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی قریظہ سعد بن معاذ کا فیصلہ تسلیم کر کے قلعہ سے نیچے اترے تو رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ کو پیغام بھیجا وہ "مریض ہونے کی وجہ سے" گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب مسجد کے قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اپنے رئیس (یا بہتر شخص) کو اٹھ کر نیچے اتار لو" پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا کہ یہ بنی قریظہ تمہارے فیصلہ پر نیچے اترے ہیں تو حضرت سعدؓ نے فیصلہ سنایا کہ جنگ جو لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور باقی کو اسیر بنا لیا جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ (یہ روایت مسلم بخاری میں شعبہ سے مروی ہے)

حضرت سعدؓ کی دعا : امام احمد' جابر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ احزاب میں سعد بن معاذ کے تیر لگا' اس کی رگ بازو "اکحل" کو کاٹ دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو آگ سے داغ دیا پھر ہاتھ متورم ہو گیا اور اس سے خون بہہ نکلا۔ آپ نے دوبارہ داغا تو پھر بھی ہاتھ سوج گیا اور خون بہنے لگا تو سعدؓ نے زخم دیکھ کر دعا کی' یااللہ! مجھے بنی قریظہ کے فیصلہ سے قبل موت سے محفوظ رکھ چنانچہ خون رک گیا اور فیصلہ سے قبل ایک قطرہ خون بھی نہ نکلا' بنی قریظہ سعدؓ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے قلعے سے نیچے اترے

تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا وہ آیا اور فیصلہ سنایا کہ مردوں کو قتل کر دیا جائے' بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا جائے' جن کے زر فروخت سے مسلمان سامان جنگ میں مدد حاصل کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔ یہ مقتول چار سو تھے' ان کے قتل سے لوگ فارغ ہوئے تو سعد کی "رگ ہفت اندام" اور اکحل سے خون پھوٹ پڑا اور وہ فوت ہو گئے۔ اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے قتیبہ از لیث بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر : امام احمد (ابن نمیر' ہشام' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خندق سے واپس آکر زرہ اتار کر غسل کر لیا تو جرائیلؑ آئے (ان کا سر غبار آلود تھا) اور پوچھا آپ نے اسلحہ اتار دیا ہے واللہ! میں نے ابھی نہیں اتارا آپ "ان" کی طرف روانہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا "کہاں" تو جرائیلؑ نے "ھاھنا" کہہ کر بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا تو آپ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ہشام نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ بنی قریظہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعہ سے نیچے اترے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ حضرت سعدؓ کے حوالے کر دیا تو حضرت سعدؓ نے کہا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جنگ جو مرد قتل کر دیئے جائیں بچوں اور خواتین کو اسیر بنا لیا جائے اور ان کا مال مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کے بعد فرمایا اے سعد! تم نے یہ فیصلہ اللہ کے فیصلہ کے موافق کیا ہے۔

حضرت سعد کا زخم ہرا ہونا : امام بخاری' حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق میں حبان بن عرقہ قریشی نے سعد بن معاذ کو تیر مارا اور وہ "اکحل" رگ بازو میں لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں اس کا خیمہ نصب کر دیا کہ قریب سے مزاج پرسی کر سکیں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہو کر واپس آئے تو اسلحہ اتار کر غسل کیا تو جرائیلؑ سر سے غبار جھاڑتے ہوئے آئے اور پوچھا آپؐ نے ہتھیار اتار ڈالے ہیں واللہ! میں نے اب تک ہتھیار نہیں کھولے۔ آپ "ان" کی طرف چلیں' نبی علیہ السلام نے پوچھا کہاں تو جرائیل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا چنانچہ آپؐ آئے اور ان کا محاصرہ کیا تو وہ آپ کے فیصلہ پر قلعہ سے نیچے اترے۔ پھر آپ نے یہ فیصلہ سعد کے سپرد کر دیا تو اس نے کہا' میرا فیصلہ ان کے بارے یہ ہے کہ جو لوگ لڑائی کے قابل ہوں وہ قتل کر دیئے جائیں' عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے اور ان کا مال و متاع تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت سعد کی دعا مستجاب : ہشام کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے حضرت عائشہؓ سے یہ بتایا کہ سعدؓ نے دعا کی یااللہ! تو جانتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جس سے لڑنا مجھے زیادہ پسند اور محبوب تر ہو بہ نسبت اس قوم کے جس نے تیرے رسول کی تکذیب کی اور اس کو جلا وطن کیا۔ یااللہ! میں سمجھتا ہوں کہ تو نے ہماری اور ان کی جنگ کو آخری مرحلے تک پہنچا دیا ہے۔ پس اگر قریش کی جنگ کچھ باقی رہ گئی ہو تو مجھے ان کے لئے باقی رکھ تاکہ میں ان سے تیری راہ میں جہاد کروں اور اگر تو نے لڑائی ختم کر دی ہے تو اس زخم کو جاری کر کے میری موت کا سبب بنا دے۔

چنانچہ خون ان کی دگدگی سے پھوٹ پڑا' مسجد نبوی میں بنی غفار کا خیمہ نصب تھا' خون بہتا دیکھ کر لوگوں کو تشویش لاحق ہوئی تو انہوں نے پوچھا اے خیمہ والو! یہ تمہاری طرف سے کیا بہہ رہا ہے' دیکھا تو سعد کا زخم پھوٹ کر خون بہہ رہا ہے۔ آخر وہ اسی زخم سے فوت ہو گئے۔ اس روایت کو امام مسلم نے عبداللہ بن نمیر سے نقل کیا ہے۔

امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ حضرت سعدؓ نے یہ مذکور بالا دعا پہلے بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے سے قبل کی تھی۔ اسی لئے انہوں نے یہ کہا تھا کہ بنی قریظہ کے قتل سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے سے قبل مجھے موت نہ دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور جب حضرت سعدؓ نے ان کے بارے فیصلہ سنا دیا اور اللہ نے ان کی آنکھ کی ٹھنڈک کا سامان بہم پہنچا دیا تو انہوں نے یہ دعا دوبارہ کی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا سے ان کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کر دیا۔ رضی اللہ عنہ وارضا

فوائد و نکات : امام احمد (یزید' محمد بن عمرو' ابیہ' جدہ علقمہ بن وقاص) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ خندق کے روز میں بھی گھر سے نکل کر لوگوں کے پیچھے چلی۔ میں نے اپنے پیچھے سے زمین کی دھمک سنی دیکھا تو وہ سعد بن معاذ ہیں ان کے ہمراہ اپنا بھتیجا حارث بن اوس تھا جو ڈھال اٹھائے ہوئے تھا' میں وہاں بیٹھ گئی تو سعد بن معاذ وہاں سے گزر گئے' ان کو زرہ چھوٹی تھی بازو ننگے تھے ان کے ننگے بازو دیکھ کر مجھے تشویش لاحق ہوئی۔ حضرت سعدؓ دراز قامت تھے اور وہ یہ رجز پڑھتے جا رہے تھے۔

لبث قليلا يدرك الهيجا جمل☆ ما أحسن الموت اذا حان الاجل

حضرت عائشہؓ کا تنہا جانا : حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ پھر میں ایک باغ میں گھس گئی' وہاں چند صحابہؓ تھے جن میں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے اور ان میں ایک مجاہد خود پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مجھے کہا' یہاں کیونکر آئی' واللہ! تم تو بڑی جری اور دلیر ہو' تمہیں کسی مصیبت کا خطرہ نہ تھا اور لوگوں کے ادھر ادھر ہو جانے کا۔ وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی' کاش! اب زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں دھنس جاتی۔ دریں اثنا خود پہنے ہوئے مجاہد نے اپنے چہرے سے خود سرکائی تو معلوم ہوا وہ ہیں طلحہ بن عبیداللہ' پھر اس نے کہا اے عمر! افسوس آج آپ نے بڑا سخت سست کہا ہمارا جانا اور فرار ہونا صرف اللہ کی طرف ہے۔

ابن عرقہ : حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ابن عرقہ قریشی نے سعد کو تیر مار کر کہا' **خذها وانا ابن العرقه**' چنانچہ وہ آپ کے "اکحل" پر لگا اور تیر سے یہ رگ کٹ گئی' پھر سعد نے دعا کی یااللہ! مجھے بنی قریظہ کے فیصلہ سے قبل موت نہ نصیب کر' بنی قریظہ' سعد کے حلیف تھے چنانچہ سعدؓ کا زخم خشک ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر تند و تیز ہوا چلا دی اور مسلمانوں کو عام لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

ابوسفیان اور اس کا لشکر تہامہ چلا گیا۔ عینیہ بن بدر اور اس کی فوج نجد پہنچ گئی۔ بنو قریظہ آ کر اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس چلے آئے' سعدؓ کے لئے ایک چرمی خیمہ' مسجد میں نصب کر دیا گیا۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ جبرائیلؑ آئے ان کے دانتوں پر غبار جمی ہوئی تھی اور پوچھا

"یارسول اللہ" کیا آپ نے لباس جنگ اتار دیا ہے' واللہ ملائیکہ نے تو ابھی تک نہیں اتارا' آپ بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں اور ان سے برسرپیکار ہوں چنانچہ آپ نے زرہ پہن لی اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ بھی بنی قریظہ کی طرف روانہ ہوں۔

چنانچہ آپ بنی غنم کے پاس سے گزرے (جو مسجد کے ہمسایہ اور قرب و جوار میں رہنے والے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا' تمہارے پاس سے کون گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ دحیہ کلبی گزرا ہے۔ دحیہ کلبی کا چہرہ عمر اور ریش' جبرائیلؑ کے مشابہ تھی) اور بنی قریظہ کے پاس پہنچ کر ان کا ۲۵ روز تک محاصرہ جاری رکھا جب محاصرہ سخت ہو گیا اور مصیبت دوچند ہو گئی تو ان کو پیغام بھیجا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے نیچے اتر آؤ' پھر انہوں نے ابولبابہ بن عبدالمنذر سے مشورہ کیا تو اس نے رمزو اشارہ سے بتایا کہ "ذبح ہونا ہے"

انہوں نے مطالبہ کیا ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ کو قبول کرتے ہوئے اترتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا مطالبہ منظور کرتے ہوئے فرمایا تم سعد بن معاذ کے حکم اور فیصلہ پر ہی نیچے اترو۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذ کو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا جس کا پالان کھجور کی رسی کا تھا اور ان کے گرد و پیش قوم کا ہجوم تھا وہ کہہ رہے تھے اے ابوعمرو! وہ آپ کے حلیف اور دوست ہیں مصیبت زدہ اور ناگفتہ بہ حالت میں ہیں' حضرت سعدؓ سن رہے تھے اور ان کی بات کو کچھ اہمیت نہ دے رہے تھے۔ چلتے چلتے اپنے محلّہ میں آئے تو ان سے مخاطب ہوئے' اب وقت آن پہنچا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت اور سرزنش کی پرواہ نہ کروں۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے سعدؓ جب قریب آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اٹھو اور اپنے سید اور رئیس کو سواری سے اتارو" یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا ہمارا سید اور مولیٰ اللہ ہے۔ آپؐ نے پھر فرمایا اسے سواری سے اتارو' تو پھر ان کو اتار لائے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے بارے فیصلہ کرو تو سعد نے کہا میں ان کے بارے یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگ جو مرد قتل کر دیئے جائیں بال بچوں کو قید کر لیا جائے اور مال و متاع تقسیم کر دیا جائے یہ فیصلہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واقعی تم نے اللہ اور اس کے رسول کے نیہ د کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

پھر سعد نے دعا کی یااللہ! اگر قریش کی جنگ کچھ باقی رہ گئی ہے تو مجھے اس کیلئے باقی رکھ اور اگر تو نے ان کی لڑائی ختم کر دی ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ (بقول حضرت عائشہؓ ان کا زخم پھوٹ پڑا حالانکہ زخم مندمل ہو چکا تھا' صرف ایک چھلہ کے برابر باقی تھا) اور سعدؓ مسجد نبوی میں اپنے خیمہ میں واپس چلے آئے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نزع کے وقت رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ بخدا میں اپنے کمرے میں بیٹھی حضرت عمرؓ کی رونے کی آواز کو' حضرت ابوبکرؓ کی آواز سے پہچان رہی تھی۔ اور صحابہ آپس میں رحم دل تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے **رحماء بینھم** (۴۸/۲۹) علقمہ بن وقاص راوی نے پوچھا اے ام المومنین! ایسے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ "غم کا اظہار" کیسے کرتے تھے تو حضرت عائشہؓ

نے کہا آپ کسی پر آہ و بکانہ کرتے مگر جب پریشان اور غمناک ہوتے تو ریش مبارک کو پکڑ لیتے۔

اس حدیث کی سند جید اور عمدہ ہے اس کے شواہد متعدد وجوہ سے منقول ہیں نیز اس میں سعدؓ کی دو دفعہ دعا کرنے کی صراحت موجود ہے جیسا کہ ہم نے قبل ازیں بیان کیا ہے' وللہ الحمد والمنہ۔

بنی قریظہ کو یکجا کرنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کو قلعوں سے اتار کر مدینہ میں بنی نجار کی ایک خاتون دختر حارث کی حویلی میں بند کر دیا۔ (بقول ابن کثیر' اس خاتون کا نام ہے' نسیبہ بنت حارث بن کرز بن حبیب بن عبد شمس' یہ مسیلمہ کذاب کی بیوی تھی پھر عبداللہ بن عامر بن کریز سے نکاح ہوا)

مقتولوں کی تعداد : پھر آپ مدینہ تشریف لے آئے اور مدینہ کے بازار میں کھائیاں کھدوائیں پھر ان کو بلا کر ان کھائیوں میں سر قلم کر دیا وہ گروہ در گروہ لائے جاتے تھے ان میں عدو اللہ حی بن اخطب نضیری اور کعب بن اسد قرظی رئیس قوم بھی موجود تھے ان مقتولین کی تعداد چھ یا سات سو تھی اور زیادہ تعداد بیان کرنے والے آٹھ اور نو سو کے درمیان بتاتے ہیں۔ اور بقول امام ابن کثیر ابوالزبیر از جابرؓ بیان ہو چکا ہے کہ ان کی تعداد چار سو تھی' واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی قریظہ کو گروہ در گروہ لایا جا رہا تھا تو انہوں نے کعب بن اسد سے پوچھا' آپ کا کیا خیال ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ تو کعب نے کہا' کیا تم ہر مقام میں عقل و فکر سے کورے ہو' کیا دیکھتے نہیں؟ کہ پکارنے والا رک نہیں رہا اور جانے والا پلٹ نہیں رہا بخدا! یہ قتل ہے چنانچہ مسلسل ان کو بلایا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ سب کے سر قلم کر دیئے گئے۔

حی نضیری : حی بن اخطب نضیری کو پیش کیا گیا تو وہ پھول دار جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھا جسے اس نے ہر جانب سے بہ قدر ایک ایک انگل کے پھاڑ رکھا تھا تاکہ اس کو اتار نہ لیا جائے' اس کے ہاتھ رسی کے ساتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہا' سنو! واللہ! میں نے آپ کی عداوت پر خود کو ملامت نہیں کی۔ مگر جس کو اللہ بے یارومددگار چھوڑ دے وہ رسوا ہو جاتا ہے پھر اس نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا' اے لوگو! اللہ کے فیصلے پر کوئی افسوس نہیں' یہ نوشتہ تقدیر' قضاء و قدر اور ایک عظیم قتل ہے جو اللہ نے بنی اسرائیل کی تقدیر اور نصیب میں لکھا ہے' یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا اور اس کا سر قلم کر دیا گیا اور جبل بن جوال ثعلبی نے کہا۔

لعمرك مالام ابنُ أخطب نفسه ... ولكنه من يخذل الله يخذل

لجاهد حتى أبلغ النفس عذرها ... وقلقل يبغي العز كل مقلقل

(تیری حیات کی قسم! حی نے خود کو ملامت نہیں کی مگر اللہ جس کو بے سہارا کر دے وہ رسوا ہوتا ہے۔ اس نے پوری جدوجہد کی یہاں تک کہ اس نے دل کے عزم و ارادے کو پورا کر لیا اور عزت و آبرو کی تلاش میں اس نے پوری تندہی کی)

زبیر بن باطا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ زبیر بن باطا ایک عمر رسیدہ نابینا یہودی تھا' اس نے جنگ بعاث

میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا اور پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا تھا' یہ موقعہ آیا تو اس نے زبیر کے احسان کا بدلہ چکانا چاہا چنانچہ اس نے زبیر کو کہا اے ابو عبدالرحمان! کیا مجھے پہچان رہے ہو' اس نے کہا کیا میں آپ کو بھول سکتا ہوں۔ تو ثابت بن قیس نے کہا میں آپ کے احسان کا بدلہ دینا چاہتا ہوں تو اس نے کہا واقعی تو اچھا آدمی ہے' اچھے آدمی کے احسان کا بدلہ دیتا ہے۔ یہ کہہ کر ثابت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے اس نے گزارش کی تو آپ نے اس کی گزارش منظور کر لی پھر ثابتؓ نے آکر اس کو یہ خوشخبری سنائی تو اس نے کہا عمر رسیدہ بوڑھا' نہ اہل نہ عیال' ایسی زندگی کس کام کی' چنانچہ ثابتؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اس کے اہل و عیال کے رہا کرنے کی درخواست کی آپ نے وہ درخواست بھی منظور کر لی' پھر زبیر کو بتایا تو اس نے کہا حجاز میں ایک خاندان' بے سروسامان' کیسے گزران کرے گا۔ چنانچہ ثابتؓ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' زبیر کے مال و متاع کے بارے درخواست کی آپ نے وہ بھی منظور کر لی' پھر ثابت نے آکر یہ بشارت سنائی تو اس نے پوچھا اے ثابت! کعب بن اسد کا کیا حال ہے۔ جس کا چہرہ گویا دوشیزگان قبیلہ کا آئینہ تھا۔ ثابت نے کہا قتل ہو گیا۔ پھر اس نے پوچھا' شہری اور دیہاتی لوگوں کے رئیس حیی بن اخطب کا کیا حال ہے' تو ثابت نے کہا اس کا سر قلم کر دیا گیا پھر اس نے پوچھا ہمارے جنگ آزمود' عزال بن سموال کا کیا حال ہے تو ثابت نے کہا تہ تیغ کر دیا گیا۔ پھر اس نے پوچھا کعب بن قریظہ اور عمرو بن قریظہ کی آل و اولاد کا کیا حال ہے۔ تو ثابت نے بتایا سب موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ یہ سن کر اس نے کہا' اے ثابت! تم پر میں نے جو احسان کیا تھا اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی قوم کے پاس پہنچا دے واللہ! ان کے بعد زندگی میں کوئی مزا نہیں' میں دوستوں کی ملاقات سے معمولی دیر بھی صبر نہیں کر سکتا' چنانچہ ثابت نے اس کو پیش کیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو "دوستوں کی ملاقات" والا جملہ معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا واللہ! جہنم میں اللہ ان کی ملاقات کرائے گا۔

عطیہ قرظی اور علامت بلوغ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ جس کے زیر ناف بال آچکے ہوں' اسے قتل کر دیا جائے۔ ابن اسحاق' شعبہ بن حجاج سے عبدالملک بن عمیر کی معرفت عطیہ قرظی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جس قرظی کے زیر ناف بال آچکے ہوں وہ قتل کر دیا جائے۔ میں کم سن تھا اور میرے زیر ناف بال نہ تھے' چنانچہ انہوں نے مجھے زندہ چھوڑ دیا۔ یہ روایت "سنن اربعہ" میں عبدالملک بن عمیر از عطیہ قرظی مروی ہے۔

اہل علم نے اس بات سے استنباط کیا ہے کہ زیر ناف بال اگنا بلوغت کی علامت ہے بلکہ امام شافعی کے صحیح تر قول میں یہی بلوغت ہے۔ بعض کے نزدیک یہ صرف ذمیوں کے ساتھ مختص ہے کیونکہ مسلمان کو اس سے اذیت ہوتی ہے۔

رفاعہ قرظی : ابن اسحاق نے ایوب بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے کہ ام منذر سلمیٰ بنت قیس نے رسول اللہ ﷺ سے رفاعہ بن شموال قرظی کو آزاد کر دینے کی درخواست کی تو آپ نے اس کی درخواست

منظور فرمائی۔ رفاعہ ' ام منذر کو قبل ازیں جانتا تھا اس نے آکر ان سے التجا کی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کہتا ہے کہ وہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا چنانچہ آپؐ نے اس کی درخواست منظور کر کے رفاعہ کو چھوڑ دیا۔

بنانۃ قرظیہ : ابن اسحاق (محمد بن جعفر بن زبیر' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ خواتین بنی قریظہ میں سے صرف ایک عورت قتل ہوئی' بقول حضرت عائشہؓ واللہ وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور خوب کھل کھلا کر ہنس رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس کے مردوں کو تہ تیغ کر رہے تھے کہ اس کا نام لے کر کسی ہاتف اور بلانے والے نے پکارا فلاں عورت کہاں ہے؟ تو اس نے سن کر کہا واللہ! یہ میں ہوں' میں نے اس سے پوچھا' افسوس! تجھے کیا ہو گیا' تو اس نے کہا' میں قتل کر دی جاؤں گی' میں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا ایک جرم کی وجہ سے چنانچہ لے جا کر اس کی گردن تن سے جدا کر دی گئی۔

حضرت عائشہؓ حیرت و تعجب سے بیان کیا کرتی تھیں واللہ! میں اس کی ہنسی اور خوشی کو بھول نہیں سکتی حالانکہ اس کو علم تھا کہ وہ قتل کر دی جائے گی۔ اس روایت کو امام احمد نے (یعقوب بن ابراہیم' ابراہیم ابوہ' ابن اسحاق سے) اسی طرح بیان کیا ہے۔

یہ عورت مسماۃ بنانۃ زوجہ حکم قرظی ہے۔ اس نے حضرت خلاد بن سویدؓ پر چکی کا پاٹ ڈال کر ہلاک کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بدلے اسے قتل کر دیا۔

مال غنیمت کی تقسیم : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خمس اور پانچواں حصہ نکال کر بنی قریظہ کے مال و متاع اور بال بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ شاہ سوار کو تین حصے دیئے' دو حصے گھوڑے کے اور ایک حصہ سوار کا۔ اور ایک حصہ پیدل کو دیا' اور کل گھوڑے اس وقت ۳۶ تھے' یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں سے خمس نکال کر باقی ماندہ کو حصہ وار تقسیم کیا گیا۔

قیدی فروخت کر کے سامان حرب : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعید بن زیدؓ کی نگرانی میں بنی قریظہ کے قیدیوں کو نجد بھیجا اور اس نے انکے عوض گھوڑے اور اسلحہ خریدا۔

حضرت ریحانہؓ : رسول اللہ ﷺ نے بنی قریظہ کی خواتین میں سے حضرت ریحانہ بنت عمرو بن نافہ کو اپنے لئے پسند کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن وہ مسلمان نہ ہوئیں۔ بعد ازاں اسلام قبول کر لیا تو رسول اللہ ﷺ کو مسرت ہوئی۔ پھر آپ نے ان کو یہ پیش کش کی کہ آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیں تو انہوں نے آزادی پر غلامی کو ترجیح دی کہ یہ حالت و صورت ان کے لئے آسان اور سہل ہے چنانچہ یہ آپؐ کی وفات تک آپؐ کے پاس رہیں۔

خلادؓ اور ابوسنانؓ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی قریظہ کے محاصرہ میں حضرت خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو خزرجیؓ شہید ہوئے۔ ان پر چکی کا پاٹ پھینک کر کچل دیا گیا اور اس کے عوض چکی کا پاٹ پھینکنے والی کو تہ تیغ کر دیا گیا (کما تقدم واللہ اعلم) بنو قریظہ کے محاصرے کے دوران ابوسنان بن محض بن حرثان اسدیؓ فوت ہوئے اور وہاں ان کے قبرستان میں آج تک مدفون ہیں۔

حضرت سعد بن معاذ کی وفات : حضرت سعد بن معاذ کو ملعون حبان بن عرقہ نے تیر مارا اور آپ کے بازو کی رگ "اکحل" پر لگا' رسول اللہ ﷺ نے آگ سے داغا اور زخم درست ہو گیا۔ بنی قریظہ نے جو سعدؓ کے حلیف تھے رسول اللہ ﷺ سے بدعہدی کی اور احزاب کی طرف مائل ہو گئے تو سعدؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جب تک اس کی آنکھ بنی قریظہ کے قتل سے ٹھنڈی نہ ہو جائے اللہ اس کو موت نہ نصیب کرے۔ جب احزاب اور حملہ آور افواج بوریا بستر باندھ کر مدینہ سے رخصت ہو گئیں' بنی قریظہ خفت و سبکی اور دنیا و آخرت کی رسوائی میں ملوث ہو کر اپنے قلعوں میں چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو ہر طرف سے گھیر لیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر قلعوں سے اترنے پر آمادہ ہوئے کہ آپ ان کے بارے شرعی فیصلہ صادر کریں پھر آپ نے ان کے بارے فیصلہ کا حق رئیس اوس' سعد بن معاذ کے سپرد کر دیا کہ وہ ان کے حلیف اور دوست تھے اور بنی قریظہ نے بھی اس کو پسند کیا۔ بعض کا خیال ہے کہ وہ ابتدا میں ہی حضرت سعدؓ کو حکم اور منصف مان کر قلعوں سے اترے تھے کیونکہ وہ ان کی الفت و شفقت' رحم و کرم اور میلان کے امیدوار تھے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ وہ اپنے جذبہ ایمانی اور رتبہ صدیقی کی بنا پر ان کو بندروں اور خنزیروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔

قیام اور حکم کا وقار : حضرت سعدؓ مسجد نبوی میں خیمہ زن تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا تو گدھے پر سوار کر کے لایا گیا ان کی بیماری کے باعث گدھے پر نرم پالان تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے قیام کے بارے فرمایا بعض کے نزدیک یہ قیام ان کی شدید بیماری اور کمزوری کی وجہ سے تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ مدعی علیہ کے سامنے ان کی توقیر و تعظیم کی بنا پر تھا کہ فیصلہ کے نفاذ میں موثر ہو' واللہ اعلم۔ جب حضرت سعدؓ نے ان کے بارے قتل و خون ریزی اور اسیری کا فیصلہ سنا دیا اللہ نے ان کے دل کی مراد پوری کر دی اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد نبوی میں واپس لوٹ آئے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کو شہادت نصیب ہو چنانچہ رات کو ہی زخم پھوٹ پڑا اور مسلسل خون بہتا رہا کہ ان کی موت واقع ہو گئی۔ بقول ابن اسحاق' کہ بنی قریظہ کا معاملہ نپٹ گیا تو حضرت سعدؓ کا زخم پھوٹ پڑا اور ان کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔

جبرائیلؑ نے موت کی خبر دی : امام ابن اسحاق' معاذ بن رفاعہ زرقی سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے قوم کے معتبر اشخاص نے بتایا کہ جب سعدؓ رات کو فوت ہو گئے تو جبرائیلؑ ریشمی عمامہ پہنے ہوئے آئے اور پوچھا اے محمدؐ! یہ کون سی میت ہے جس کیلئے آسمان کے سب دروازے کھل گئے ہیں اور عرش متحرک ہوا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ جلدی سے کپڑا گھسیٹتے ہوئے سعدؓ کے پاس آئے اور سعدؓ فوت ہو چکے تھے۔

عذاب قبر اور حضرت سعدؓ : دلائل میں بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابو العباس محمد بن یعقوب' محمد بن عبداللہ بن حکم' عبداللہ بن حکم اور شعیب بن لیث' لیث بن سعد' یزید بن الہاد' معاذ بن رفاعہ زرقی) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا یہ کون مرد صالح فوت ہوا ہے جس کے لئے آسمان کے سب دروازے کھل گئے اور عرش متحرک ہوا' یہ سن کر آپؐ گھر سے باہر آئے تو معلوم ہوا کہ

سعدؓ فوت ہو گئے ہیں۔ آپ کو دفن کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ آپ کی قبر پر تشریف فرما تھے کہ اسی اثنا آپؐ نے دو دفعہ سبحان اللہ کہا تو حاضرین نے بھی سبحان اللہ کہا' پھر اللہ اکبر کہا تو صحابہ نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں اس مرد صالح پر حیران ہوں' قبر میں اس پر تنگی کی گئی یہاں تک کہ اب اس پر کشادہ کر دی گئی۔

امام احمد اور نسائی نے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الھاد اور یحیٰی بن سعیدؓ کے دفن کے موقعہ پر فرمایا' اس مرد صالح پر تعجب ہے کہ اس کے لئے "عرش رحمان" متحرک ہوا اور آسمان کے سب دروازے کھول دیئے گئے اس پر قبر تنگ کر دی گئی پھر اللہ تعالیٰ نے کشادگی پیدا کر دی۔ محمد بن اسحاق (معاذ بن رفاعہ' محمود بن عبدالرحمان بن عمرو بن جموح) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ سعدؓ کے دفن کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپؐ نے "سبحان اللہ" کہا تو حاضرین نے بھی سبحان اللہ کہا۔ پھر آپ نے اللہ اکبر کہا تو لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا' پھر صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے سبحان اللہ کیوں کہا؟ تو آپؐ نے فرمایا اس مرد صالح پر قبر تنگ ہو گئی تھی پھر اللہ نے اس میں کشادگی پیدا کر دی۔ اسی طرح اس روایت کو امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد' ابوہ' ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ یہ حدیث حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کے موافق ہے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے کہ قبر کا ایک بار دبوچا ہوتا ہے اگر کوئی اس سے نجات پا سکتا تو سعد بن معاذ ضرور نجات پاتے۔ میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ اس روایت کو امام احمد نے (یحیٰی' شعبہ' سعد بن ابراہیم' نافع) حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے "**ان للقبر خفطة ولو كان احد ناجيا منها لنجا سعد بن معاذ**" اس حدیث کی سند صحیحین کی شرط کی حامل ہے۔ لیکن اس روایت کو امام احمد نے (منذر' شعبہ' سعد بن ابراہیم' انسان' مجہول راوی) حضرت عائشہؓ سے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ بزار (عبدالاعلی بن حماد' داؤد' عبدالرحمان' عبیداللہ بن عمر' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی وفات پر ستر ہزار فرشتے زمین پر اترے جو قبل ازیں زمین پر نہ آئے تھے اور قبر نے اس کو ایک بار دبوچا' یہ روایت بیان کر کے حضرت نافع رحمہ اللہ رو پڑے۔ یہ سند جید ہے لیکن امام بزار کا بیان ہے کہ اس روایت کو عبدالرحمان کے علاوہ دیگر راوی مرسل بیان کرتے ہیں۔

اور امام بزار نے یہ حدیث (سلیمان بن سیف' ابو عتاب' سکین بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن زید بن خطاب' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ کی موت پر ستر ہزار فرشتے زمین پر آئے جو قبل ازیں زمین پر نہ آئے تھے آپؐ نے اس کے دفن کے موقعہ پر فرمایا اگر کوئی عذاب قبر اور قبر کے دبوچنے سے نجات پا سکتا تو اس سے سعدؓ نجات پاتے۔

ضعیف روایت : امام بزار (اسماعیل بن حفص' محمد بن فضیل' عطاء بن سائب' مجاہد) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عرش' سعدؓ سے' اللہ کی ملاقات کے شوق میں جھوم اٹھا۔ بعض کہتے ہیں کہ عرش سے مراد سریر اور چارپائی ہے بدلیل **رفع ابويه على العرش** (۱۲/۱۰۰) اور اپنے ماں باپ کو تخت پر اونچا بٹھانا اور

حرکت سے چارپائی کی لکڑیاں کی چولیں اکھڑ گئیں۔ حضرت ابن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے اور کچھ دیر تک اس میں رکے رہے' جب رسول اللہ ﷺ باہر آئے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کیوں رکے رہے' تو آپ نے فرمایا سعد قبر میں دبوچ لئے گئے۔ میں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے قبر کو کشادہ کر دیا۔ بزار کا بیان ہے کہ عطاء بن سائب راوی اس میں منفرد ہے اور میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ وہ مجروح اور متکلم فیہ ہے۔

عجیب اثر : امام بیہقی نے حضرت سعدؓ کو قبر کے دبوچنے کی روایت کے بعد یہ ایک عجیب اثر نقل کیا ہے کہ (ابو عبداللہ الحافظ' ابو العباس' احمد بن عبدالجبار' یونس' ابن اسحاق' امیہ بن عبداللہ) یکے از خاندان سعد سے عذاب قبر کے بارے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے دریافت کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ کبھی کبھی طہارت میں بول سے کوتاہی کرتے تھے' **كان يقصر فى بعض الطهور من البول** (ج۴/۱۲۸)

امام بخاری' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ سعد بن معاذ کی موت کے باعث عرش متحرک ہوا۔

کینہ اور عداوت والی روایت کی تحقیق : یہ روایت اعمش از ابو صالح از جابرؓ اسی طرح مروی ہے اور کسی شخص نے حضرت جابرؓ سے عرض کیا کہ براء بن عازبؓ سے یہ منقول ہے کہ سعدؓ کی چارپائی متحرک ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ انصار کے دونوں قبیلوں کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا (**اهتز عرش الرحمان لموت سعد بن معاذ**)

(۱) اس روایت کو امام مسلم نے عمرو ناقد' عبداللہ بن ادریس --- اور ابن ماجہ نے علی بن محمد کی معرفت ابومعاویہ سے --- ان دونوں نے اعمش سے بیان کیا ہے۔ مگر ان دونوں نے اعمش سے حضرت براءؓ بن عازب والا مقولہ نقل نہیں کیا۔

(۲) امام احمد (عبدالرزاق' ابن جریج' ابوالزبیر) جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ سعد بن معاذ کا جنازہ آگے جا رہا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ عرش رحمان اس کی وجہ سے متحرک ہوا' اس روایت کو مسلم نے عبد بن حمید سے اور ترمذی نے محمود بن غیلان سے اور ان دونوں نے عبدالرزاق سے نقل کیا ہے۔

(۳) امام احمد (یحییٰ بن سعید' عوف' ابو نضرہ) ابوسعید سے بیان کرتے ہیں کہ (**اهتز العرش لموت سعد بن معاذ**) اس روایت کو امام نسائی نے یعقوب بن ابراہیم از یحییٰ نقل کیا ہے۔

(۴) امام احمد (عبدالوہاب' سعید' قتادہ) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**اهتزلها عرش الرحمان**" اس روایت کو امام مسلم نے محمد بن عبداللہ ازدی کی معرفت عبدالوہاب سے نقل کیا ہے۔

(۵) امام بیہقی' معتمر بن سلیمان سے' اس کے والد کی معرفت حسن بصری سے نقل کرتے ہیں کہ "اللہ کا عرش سعدؓ کی روح کی خوشی سے جھوما"

(۶) حافظ بزار (زهیر بن محمد' عبدالرزاق' معمر' قتادہ) انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقوں نے (بنی قریظہ کے فیصلہ کی بنا پر) کہا جنازہ کس قدر ہلکا پھلکا ہے پھر رسول اللہ ﷺ سے اس بارے دریافت ہوا تو آپ نے فرمایا ہلکا اور بے وقار نہیں' اس کو ملائکہ نے اٹھایا ہوا ہے۔ یہ سند جید ہے۔

حضرت سعد کے رومال : امام بخاری (محمد بن بشار' منذر' شعبہ' ابواسحاق) حضرت براء بن عازبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے پاس بطور تحفہ ایک ریشمی جوڑا آیا لوگ اس کو چھونے لگے اور اس کے بے حد نرم اور ملائم ہونے سے تعجب کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت سعدؓ کے رومال اس سے بھی بہتر اور نرم ہیں۔ اس روایت کے بارے قتادہ اور زہری نے کہا ہے کہ ہم نے یہ روایت حضرت انسؓ سے سنی ہے۔

امام احمد (عبدالوھاب' سعید بن ابی عروبہ' قتادہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اکیدر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جبہ ارسال کیا (اور یہ واقعہ ریشم پہننے کی حرمت سے قبل کا ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو زیب تن کیا تو لوگ اس کے بے حد نرم اور ملائم ہونے سے تعجب کرنے لگے تو آپ نے فرمایا بخدا' والذی نفسی بیدہ! جنت میں سعدؓ کے رومال اس سے بھی خوبصورت اور نرم ہیں۔ یہ سند شیخین کی شرط کی حامل ہے اور اس کو امام بخاری نے بطور تعلیق بیان کیا ہے۔

امام احمد (یزید' محمد بن عمرو) واقدؒ بن عمرو بن سعد بن معاذ سے بیان کرتے ہیں (واقد نہایت حسین و جمیل اور دراز قامت تھے) کہ میں حضرت انس بن مالکؓ کے پاس گیا تو مجھے پوچھا کون؟ عرض کیا میں ہوں' واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ' تو یہ سن کر فرمایا تو سعد کے شبیہ ہو' پھر ان کو یاد کر کے خوب روئے اور دعائیہ کلمات کہہ کر بتایا کہ وہ سب سے دراز قامت تھے اور رئیس تھے پھر سنایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر اکیدر دومہ کی طرف روانہ کیا اور اس نے آپؐ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ' جس پر طلائی کام کیا ہوا تھا' ارسال کیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کو زیب تن کر کے منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطاب سے قبل منبر سے اتر آئے اور لوگ جبے کو چھونے لگے اور اس کو دیکھ کر تعجب کرنے لگے تو آپؐ نے فرمایا کیا تم اس کے نرم اور ملائم ہونے سے حیرت زدہ ہو' جنت میں تو سعدؓ کے رومال اس سے بھی خوبصورت اور بہتر ہیں۔ امام ترمذی اور نسائی نے اس روایت کو محمد بن عمرو سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

نوحہ گر : امام ابن اسحاق نے حضرت سعدؓ کے لئے عرش ہل جانے کے قصہ کے بعد ایک انصاری کا شعر نقل کیا ہے۔

وما اهتز عرش الله من موت هالك سمعنا به إلا لسعد أبي عمرو

(ہم نے صرف یہی سنا ہے کہ اللہ کا عرش ماسوائے ابو عمرو سعدؓ کی موت کے' کسی کی موت پر متحرک نہیں ہوا)

حضرت سعدؓ کی والدہ کبیشہ بنت رافع بن معاویہ خدریہ خزرجیہ نے جب سعد کا جنازہ اٹھایا گیا تو کہا۔

ویل ام سعد سعدا صرامة وحدا

وسؤددا ومجدا وفارسا معدا

سد به مسدا يقد هاما قدا

(سعد کی والدہ کو سعد کا افسوس ہے۔ کاٹ اور روک کے سبب۔ سیادت و بزرگی کے باعث کامل شاہ سوار کے لحاظ سے۔ اس کی بدولت ربط و ضبط ہوتا ہے اور وہ سر کاٹتا ہے)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کا نوحہ کرنے والی کے علاوہ ہر نوحہ گر دروغ گو اور جھوٹی ہے۔

سعد متوفی اوائل ذوالحج ۵ھ : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ سعد بن معاذ کی وفات غزوہ احزاب سے قریباً ۲۵ روز بعد واقع ہوئی' کیونکہ احزاب کی آمد ماہ شوال ۵ھ میں تھی۔ قریباً ایک ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رہا' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے ۲۵ روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ جاری رکھا۔ پھر بنی قریظہ حضرت سعدؓ کے فیصلہ پر مطمئن ہو کر قلعوں سے نیچے اترے پھر معمولی دیر بعد' حضرت سعدؓ فوت ہو گئے' پس یہ سانحہ ارتحال اواخر ذی قعد یا اوائل ذی حج ۵ھ کے مطابق وقوع پذیر ہوا ہو گا' واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی قریظہ پر فتح آخر ذی قعد یا ابتداء ذی حج ۵ھ میں ہوئی اور امسال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا اور حضرت حسانؓ نے حضرت سعدؓ کا مرثیہ کہا ہے۔

لقد سجمت من دمع عيني عبرة — وحق لعيني أن تفيض على سعد
قتيل ثوى في معرك فجعت به — عيون ذوارى الدمع دائمة الوجد
على ملة الرحمن وارث جنة — مع الشهداء وفدها أكرم الوفد
فان تك قد ودعتنا وتركتنا — وأمسيت في غبراء مظلمة اللحد
فانت الذي ياسعد أبت بمشهد — كريم وأثواب المكارم والمجد

(میری آنکھ سے آنسو ٹپکے اور میری آنکھ کو سزاوار تھا کہ وہ سعد پر اشکبار ہو۔ جو میدان کارزار میں شہید ہوا' غمناک اور غم ناک آنکھیں اس کی وجہ سے دردناک ہیں۔ ملت رحمان کے شہید پر شہداء کے ہمراہ جنت کے وارث پر' شہداء کا وفد بہترین وفد ہے۔ اگرچہ تو نے اے سعد! ہمیں چھوڑ کر الوداع کہہ دیا ہے۔ اور تاریک قبر میں چلا گیا ہے۔ تو اے سعد! بہتر مقام پر فائز ہے اور تعریف و ستائش کے سزاوار ہے)

بحكمك في حيي قريظة بالذى — قضى الله فيهم ما قضيت على عمد
فوافق حكم الله حكمك فيهم — ولم تعف اذ ذكرت ما كان من عهد
فان كان ريب الدهر أمضاك في الالى — شروا هذه الدنيا بجناتها الخلد
فنعم مصير الصادقين اذا دعوا — الى الله يوماً للوجاهة والقصد

(بنی قریظہ میں اس فیصلے کے باعث جو اللہ نے تیرے فیصلے کے مطابق نافذ کیا۔ ان کے بارے تیرا فیصلہ' اللہ کے فیصلہ کے موافق ہوا جب تجھے حلف کا عہد و پیمان یاد دلایا گیا تو تو نے ان سے درگزر نہیں کیا۔ اگرچہ حوادثات زمانہ نے تجھے ان میں بھیج دیا ہے ان لوگوں نے اپنی جنت خلد کے عوض اس دنیا فانی کو خرید لیا ہے۔ پس اچھا ہے صداقت کیش لوگوں کا جانا جب وہ اللہ کی طرف وجاہت اور عزم و ارادے کے ساتھ بلائے جائیں)

غزوۂ خندق اور بنی قریظہ کے بارے اشعار و قصائد : امام بخاری (حجاج بن منہال' شعبہ' عدی بن ثابت) حضرت براء بن عازبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے حضرت حسانؓ کو حکم دیا کہ تو مشرکین کی ہجو کر' یا فرمایا تو ان کی ہجو کر' جرائیل بھی تیرے ساتھ ہے۔

بقول امام بخاری (ابراہیم بن طہمان نے شیبانی از عدی بن ثابت از براء بن عازب) یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے بنی قریظہ کے محاصرے کے وقت فرمایا تھا کہ تو مشرکین کی ہجو کر' جرائیلؑ تیرے ہمراہ ہے۔ اس روایت کو مسلم بخاری اور نسائی نے متعدد اسناد سے "یوم بنی قریظہ" کے اضافے کے بغیر نقل کیا ہے۔

ضرار شاعر : بقول ابن اسحاق' ضرار بن خطاب بن مرداس نے غزوہ خندق کے بارے مسلمان ہونے سے قبل کہا

ومشفقة تظن بنا الظنونا ... وقد قدنا عرندسة ضحونا
كأن زهاءها أحد اذا ما ... بدت أركانه للناظرينا
ترى الابدان فيها مسبغات ... على الابطال واليلب الحصينا
وجرداً كالقداح مسوّماتٍ ... نؤمّ بها الغواة الخاطئينا
كانهم اذا صالوا وصلنا ... بباب الخندقين مصافحونا

(بہت سے مہربان جو ہمارے متعلق کئی ایک وہم و گمان میں مبتلا تھے اور ہم نے طاقتور بھسم کر دینے والے لشکر کی قیادت کی۔ گویا اس کی تعداد "احد" جیسی تھی جب دیکھنے والوں کے سامنے لشکر کے جملہ ارکان آجائیں۔ تو اس میں دیکھے گا بہادروں پر مکمل زرہیں اور مضبوط ڈھال۔ اور عمدہ تیز گھوڑے' تیر کی مانند' ہم ان کے ساتھ خطاکار گمراہ لوگوں کا قصد کرتے ہیں۔ گویا کہ خندق کے پاس جب ہم ایک دوسرے پر حملہ آور تھے مصافحہ کرنے والے تھے)

أناس لا نرى فيهم رشيداً ... وقد قالوا ألسنا راشدينا
فأحجرناهم شهراً كريتاً ... وكنا فوقهمْ كالقاهرينا
نراوحهم ونغدو كل يوم ... عليهم في السلاح مدججينا
بايدينا صوارم مرهفات ... نقدُّ بها المفارق والشؤنا

(وہ ایسے لوگ ہیں ہم ان میں ایک کو بھی نیک نہیں دیکھ رہے حالانکہ وہ کہتے ہیں کیا ہم نیک چلن نہیں ہیں۔ ہم نے ان کا پورا مہینہ محاصرہ جاری رکھا۔ ہم ان پر قاہر اور غالب لوگوں کی طرح تھے۔ ہم صبح شام بلاناغہ ان پر ہتھیاروں سے لیس ہو کر حملہ کرتے تھے۔ ہمارے ہاتھوں پر تیز دھار تلواریں تھیں ہم ان کے ساتھ ان کی چوٹیوں اور سروں کو کاٹتے تھے)

كأنَّ وميضهن معريات ... اذا لاحت بأيدي مصلتينا
وميض عقيقة لمعت بليل ... ترى فيها العقائق مستبينا
فلولا خندق كانوا لديه ... لدمرنا عليهم أجمعينا
ولكن حال دونهم وكانوا ... به من خوفنا متعوذينا

(گویا برہنہ تلواروں کی چمک جب وہ بے نیام ظاہر تھیں۔ بادل کی چمک جو رات کو چمکے' تو اس میں عاق اور سرکش لوگوں کو واضح دیکھے گا۔ اگر وہ خندق کے پاس نہ ہوتے تو ہم سب کو ہلاک کر دیتے۔ لیکن وہ ان کے ورے حائل تھی اور وہ ہمارے خوف سے اس کے ساتھ پناہ گزین تھے)

فـان نرحـل فانـا قـد تركنـا لـدى أبيـاتكم سـعداً رهينـا
اذا جـن الظـلام سمعـت نوحـا علـى سـعد يرجعـن الحنينـا
وسـوف نزوركـم عمـا قريـب كمـا زرنـاكم متوازرينـا
بجمـع مـن كنانـة غيـر عـزل كاسـد الغـاب اذ حمـت العرينـا

(اگر ہم چلے گئے ہیں تو کیا ہوا ہم نے تمہارے گھروں کے پاس سعد کو' بے حس و حرکت ایک جگہ پابند کر دیا ہے۔ جب تاریکی چھا جائے تو تو نوحہ گر عورتوں کو سعد پر بین کرتے سنے گا۔ ہم عنقریب تم سے برسرپیکار ہوں گے جیسے کہ ہم تم سے ایک دوسرے کی مدد سے نبرد آزما ہوئے۔ بنی کنانہ کی ایک مسلح فوج لے کر جنگل کے شیروں کی طرح جو اپنی کچھار کے محافظ اور حامی ہیں)

کعب بن مالک : اس کے جواب میں حضرت کعب بن مالک انصاریؓ نے کہا۔

وسـائلة تسـائل مـا لقينـا ولـو شـهدت رأتنـا صابرينـا
صبرنـا لا نـرى لله عـدلا علـى مـا نابنـا متوكلينـا
وكـان لنـا النبـي وزيـر صـدق بـه نعلـو البريـة أجمعينـا
نقـاتل معشـراً ظلمـوا وعقـوا وكـانوا بـالعداوة مرصدينـا
نعـاجلهم اذا نهضـوا الينـا بضـرب يعجـل المتسـرعينـا

(بہت سی خواتین ہمارے مصائب کے بارے پوچھتی ہیں اگر وہ موجود ہوتیں تو وہ ہمیں صبرمند پاتیں۔ ہم نے اللہ پر توکل کرتے ہوئے اپنے مصائب پر صبر کیا ہم اللہ کے برابر کسی کو نہیں مانتے۔ نبیؐ ہمارا سچا معاون تھا اس کی بدولت ہم لوگوں سے بلند ہیں۔ ہم ظالم اور سرکش لوگوں سے لڑتے ہیں وہ ہماری عداوت کے لئے سراپا دشمن تھے۔ جب انہوں نے ہماری طرف پیش قدمی کی تو ہم نے ان پر وار کیا جو جلد بازوں کو بہ عجلت موت کے گھاٹ اتار دے)

ترانـا فـي فضـافض سـابغات كغـدران المـلا متسـربلينـا
وفـي أيماننـا بيـض خفـاف بهـا نشـفي مـراح الشـاغبينا
ببـاب الخندقيـن كـأن أسـدا شـوابكهن يحميـن العرينـا
فوارسـنا اذا بكـروا وراحـوا علـى الاعـداء شوسـاً معلمينـا

(تو ہمیں مکمل اور وسیع زرہیں پہنے ہوئے دیکھے گا' جو وسیع تالابوں کی طرح چمک دمک رکھتی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں سفید تلواریں ہیں ان ہی سے ہم شر پھیلانے والوں کی چستی و چالاکی سے شفایاب ہوتے ہیں۔ خندق کے پاس' گویا کہ شیر ہیں ان کے پنجے کچھار کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے شاہ سوار جب صبح شام دشمنوں پر کبروغرور سے نمایاں ہو کر حملہ آور ہوتے ہیں)

انصـــر أحمـــداً واللہ حتـــی نکـــون عبـــاد صـــدق مخلصینـــا
ویعلـــم أهـــل مكـــة حیـــن ســـاروا وأحـــزاب أتـــوا متحزبینـــا
بـــأن اللہ لیـــس لـــه شـــریك وان اللہ مـــولی المؤمنینـــا
فامـــا تقتلـــوا ســـعداً ســـفاهاً فـــان اللہ خـــیر القادرینـــا

(کہ ہم اللہ اور محمدؐ کی مدد کریں حتیٰ کہ ہم اللہ کے مخلص بندے ہو جائیں۔ اہل مکہ اور احزاب کو جو مختلف گروہوں کی شکل میں آئے معلوم ہو جائے۔ کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں اور اللہ مومنوں کا مددگار ہے۔ اگر تم نے حماقت سے سعدؓ کو قتل کر دیا ہے تو معلوم رہے کہ اللہ سب قدرت رکھنے والوں میں سے بہتر ہے)

ســـیدخله جنانـــاً طیبـــاتٍ تكـــون مقامـــة للصالحینـــا
كمـــا قـــد ردكـــم فـــلاً شـــریداً بغیظكـــم خزایـــا خائبینـــا
خزایـــا لم تنـــالوا ثـــم خـــیراً وكـــدتم أن تكونـــوا دامرینـــا
بریـــح عـــاصف هبـــت علیكـــم فكنتـــم تحتهـــا متكمهینـــا

(اللہ اس کو عمدہ باغات اور جنات میں داخل کرے گا جو نیک لوگوں کا مقام ہو گا۔ جیسا کہ تم کو تمہارے غیظ و غضب کے ساتھ رسوا و ناکام شکست خوردہ پسپا کیا۔ ایسے رسوا کہ تم خیروبرکت سے وہاں محروم رہے اور قریب تھا کہ تم ہلاک ہو جاتے۔ تیز آندھی سے جو تم پر چلی اور تم اس کے نیچے اندھے پڑے دیکھ نہ سکتے تھے)

عبداللہ بن ز٭عری : عبداللہ بن ز٭عری سہمی نے قبول اسلام سے قبل غزوہ خندق کے بارے کہا۔

حـیّ الدیـار محـا معـارف رسمهـا طـول البلـی وتـرواح الاحقـاب
فكأنمـا كتـب الیهـود رسـومها الا الكنیـف ومعقـد الاطنـاب
قفـرا كـأنك لم تكـن تلهوبهـا فـی نعمـةٍ بـأوانس أتـراب
فـاترك تذكـر مـا مضـی من عیشـة ومحلـة خلـق المقـام یبـاب
انصـاب مكـة عـامدین لیـثرب فـی ذی غیـاطل جحفـل جبجـاب

(تو ان درودیوار کو سلام پیش کر جن کے واضح نقش و نگار کو طویل آفت نے اور زمانہ کے آمدورفت نے مٹا دیا ہے۔ (گویا کہ یہود نے اس کے نقش و نگار کو بنایا ہے) ماسوائے اونٹوں کے باڑے اور خیموں کے چوبوں کے۔ چٹیل میدان بنا دیا گویا کہ تو اس میں نازونعمت سے ہم عمردوستوں سے کھیلا نہیں۔ تو قوم قریش کی ابتلا کو یاد کر اور ان کا شکریہ ادا کر وہ سب حرم مکہ کے "انصاب" سے چلے۔ یثرب کی طرف چلے' بہت بڑے اور شوروغل مچانے والے لشکر میں)

یـدع الحـزون مناهجـاً معلومـة فـی كـل نشـز ظـاهر وشـعاب
فیهـا الجیـاد شـوازب مجنوبـة قـب البطـون لواحـق الاقـراب
مـن كـل سـلهبة وأجـرد سـلهب كالسـید بـادر غفلـة الرقـاب

جیش عیینة قاصد بلوائه فیه وصخر قائد الاحزاب
قرمان کالبدرین أصبح فیهما غیث الفقیر ومعقل الهراب

(ہر نشیب و فراز میں اس نے معلوم راستے بنا دیئے۔ اس لشکر میں عمدہ گھوڑے ساتھ چلائے جا رہے تھے' ہلکے پیٹوں والے' دبلے پہلوں والے۔ ہر طویل پشت والی گھوڑی اور کم طویل پشت والے گھوڑے سے جو تیز رفتار ہے بھیڑیئے کی طرح جس نے رکھوالی کرنے والوں کی غفلت سے اچانک اچک لیا۔ ایک جیش میں عیینہ اپنے علم کے ساتھ رواں ہے اور ابوسفیان صخر قائد احزاب ہے۔ یہ دونوں بدر منیر کی طرح ہیں یہ دونوں محتاج کا سرمایہ اور بھاگنے والوں کی پناہ گاہ ہیں)

حتی اذا وردوا المدینة وارتدوا للموت کل مجرب قضّاب
شهرا وعشرا قاهرین محمداً وصحابه فی الحرب خیر صحاب
نادوا برحلتهم صبیحة قلتمُ کدنا نکون بها مع الخیاب
لو لا الخنادق غادروا من جمعهم قتلی لطیر سغب وذئاب

(یہاں تک کہ وہ جب مدینہ میں آئے اور ہر آزمودہ کار قاطع تلوار کو انہوں نے حمائل کیا۔ چالیس روز تک محمدؐ پر غلبہ ظاہر کرنے والے اور صحابہؓ بھی لڑائی میں بہترین رفیق تھے۔ انہوں نے اپنے کوچ کا اعلان کیا جب تم نے کہا قریب تھا کہ ہم ناکام لوگوں کے ساتھ ہوتے۔ اگر خندق نہ ہوتی تو وہ لشکر کی وجہ سے مقتول ہو جاتے' بھوکے پرندوں اور بھیڑیوں کے لئے)

حضرت حسانؓ : حضرت حسان نے اس کے جواب میں کہا۔

هل رسم دارسة المقام یباب متکلم لمحاور بجواب
قفر عفا رهم السحاب رسومه وهبوب کل مطلة مرباب
ولقد رأیت بها الخلول یزینهم بیض الوجوه ثواقب الاحساب
فدع الدیار وذکر کل خریدة بیضاء آنسة الحدیث کعاب
واشكُ الهموم الی الاله وما تری من معشر ظلموا الرسول غضاب

(کیا چٹیل مقام کے مٹے ہوئے نشانات' کسی ہم کلام کو جواب دیتے ہیں۔ ایسے میدان کہ ہر موسلا دھار اور مسلسل بارش نے اس کے نشانات مٹا دیئے ہیں۔ میں نے وہاں محلوں میں سفید فام' عالی نسب دوشیزگان دیکھی ہیں جو ان کی زینت کا باعث ہیں۔ تو ان محلات اور ہر سفید فام خوبصورت ناہید عمدہ باتیں کرنے والی کا تذکرہ چھوڑ دے۔ تو اپنے اللہ کے پاس ہموم و افکار اور غضب ناک گروہ کا جس نے رسول اللہ ﷺ پر ظلم کیا شکوہ کر)

ساروا بأجمعهم الیه وألبوا أهل القری وبوادی الاعراب
جیش عیینة وابن حرب فیهم متخمطون بحلبة الاحزاب
حتی اذا وردوا المدینة وارتجوا قتل الرسول ومغنم الاسلاب
وغدوا علینا قادرین بأیدهم رُدوا بغیظهم علی الاعقاب

بهبوب معصفة تفرق جمعهم ☆ وجنود ربك سيد الارباب

(وہ اپنی جمعیت لے کر اس کی طرف آئے اور انہوں نے بستیوں والوں اور اعراب کو اکٹھا کر لیا۔ لشکر میں عینیہ اور ابن حرب موجود ہیں وہ احزاب کے گھوڑوں کے دستہ میں سخت غضبناک ہیں۔ حتیٰ کہ وہ مدینہ میں آئے صحابہ کے قتل اور ان کے لباس جنگ کے غنیمت کے امیدوار تھے۔ وہ ہم پر بظاہر مسلط اور غالب ہو کر آئے وہ غضب و غصہ کی حالت میں پسپا کر دیئے گئے۔ تند و تیز ہوا سے جس نے ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا اور تیرے رب سیدار باب کے لشکر نے ان کو بھگا دیا گیا)

فكفى الاله المؤمنين قتالهم ☆ وأثابهم في الاجر خير ثواب

من بعد ما قنطوا ففرق جمعهم ☆ تنزيل نصر مليكنا الوهاب

وأقر عين محمد وصحابه ☆ وأذل كل مكذب مرتاب

عاتي الفؤاد موقع ذي ريبة ☆ في الكفر ليس بطاهر الاثواب

علق الشقاء بقلبه ففؤاده ☆ في الكفر آخر هذه الأحقاب

(اللہ نے مسلمانوں کو عام لڑائی کی نوبت نہ آنے دی اور ان کو بہتر ثواب سے نوازا۔ مایوسی کے بعد اور ان کے لشکر کو اللہ وھاب کی نصرت کے نزول نے تتر بتر کر دیا۔ محمدؐ اور اس کے صحابہ کی آنکھ کو خنکی بخشی اور ہر جھٹلانے والے صاحب ریب و شک کو رسوا کر دیا۔ سنگ دل ہیبت زدہ کفر میں ملوث کو جو پاکباز نہیں۔ شقاوت اس کے دل میں سرایت کر چکی ہے اور زمانے کے آخر تک اس کا دل کفر میں غلطاں ہے)

کعب بن مالک : حضرت کعب بن مالک نے اس کے جواب میں کہا

أبقى لنا حدث الحروب بقية ☆ من خير نحلة ربنا الوهاب

بيضاء مشرفة الذرى ومعاطناً ☆ حم الجذوع غزيره الاحلاب

كاللوب يبذل جمها وحفيلها ☆ للجار وابن العم والمنتاب

ونزائعاً مثل السراج نمى بها ☆ علف الشعير وجزة المقضاب

عري الشوى منها وأردف نحضها ☆ جرد المتون وسائر الآراب

قوداً تراح الى الصباح اذا غدت ☆ فعل الضراء تراح للكلاب

(جنگوں کے الیہ نے ہمارے لئے اللہ کے بہترین عطیہ میں سے باقی چھوڑا ہے۔ عالی شان محلات اور سرسبز بار آور نخلستان۔ مثل سیاہ فام سنگلاخ مقام کے جس کا اکثر حصہ ہمسایہ ابن عم اور زائر کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ اور عربی گھوڑے مثل بھیڑیوں کے وہاں ان کے لئے جو کا چارہ ہے اور دیگر گھاس کا۔ ان کی ٹانگیں پتلی ہیں' باقی جسم پر گوشت ہے ان کی پشت اور دیگر اعضاء نرم اور ملائم ہیں۔ دراز گردن جنگ کی طرف لائے جاتے ہیں جب وہ شکاری کتوں کی طرح دوڑتے ہیں جو شکاری کے لئے چھوڑے جاتے ہیں)

وتحوط سائمة الديار وتارة ☆ تردى العدى وتؤوب بالاسلاب

حوش الوحوش مطارة عند الوغى ☆ عبس اللقاء مبينة الأنجاب

عنفت على دعة فصارت بدّنا ... دخس البضيع خفيفة الاقصاب
يغدون بالزغف المضاعف شكه ... وبمترصات في الثقاف صياب
وصوارم نزع الصياقل عبها ... وبكل أروع ماجد الانساب

(چراگاہ کے مویشیوں کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی دشمن کو ہلاک کرتے ہیں اور جنگی لباس لاتے ہیں۔ وحشی جانوروں کو گھیرنے والے' لڑائی کے وقت ہلکے پھلکے اور منہ زور' اچھی نسل کے۔ ان کو بہ افراط چارہ ڈالا جاتا ہے اور وہ فربہ ہو جاتے ہیں فربہ ہیں اور ہلکی آنتوں والے ہیں۔ مضبوط زرہ والے کو لے جاتے ہیں لڑائی میں مضبوط اور صحیح ہیں۔ اور کاٹنے والی تلواروں کو صیقل گروں نے اس کے زنگار کو صاف کر دیا اور ہر خوبرو صاحب حسب و نسب کو)

يصل اليمين بمارن متقارب ... وكلت وقيعته الى خباب
واغر ازرق في القناة كانه ... في طخية الظلماء ضوء شهاب
وكتيبة ينفي القران قتيرها ... وترد حد قواحز النشاب
جأوى ململمة كأن رماحها ... في كل مجمعة ضريمة غاب
تأوي الى ظل اللواء كأنه ... في صعدة الخطي فيء عقاب

(وہ اپنے داہنے ہاتھ سے مضبوط نیزے کو پکڑتا ہے۔ جس کی مرمت ایک کاریگر کے سپرد کی گئی ہے۔ اور قناۃ وادی میں چمکیلا نیزہ گویا وہ نہایت تاریکی میں ستارے کی چمک ہے۔ اور لشکر ہے کہ مدمقابل کو اس کی زرہیں بھگا دیتی ہیں اور ران پر لگنے والے نیزوں کی دھار کو موڑ دیتی ہیں۔ عظیم زرہ پوش لشکر گویا اس کے نیزے پر اجتماع میں جنگل کی روشن آگ ہے۔ وہ علم کے سایہ کی طرف آتا ہے گویا وہ نیزوں کے چلنے اور لڑائی کے وقت عقاب کا سایہ ہے)

عيت أبا كرب وأعيت تبعاً ... وأبت بسالتها على الاعراب
ومواعظ من ربنا نهدى بها ... بلسان أزهر طيب الاثواب
عرضت علينا فاشتهينا ذكرها ... من بعد ما عرضت على الاحزاب
حكماً يراها المجرمون بزعمهم ... حرجاً ويفهمها ذوو الالباب
جاءت سخينة كي تغالب ربها ... فليُغلبنّ مغالب الغلاّب

(ابو کرب اور تبع شاہان یمن کو بھی اس نے عاجز کر دیا اور اس کی جرات و جسارت نے اعراب کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا۔ ہمیں اپنے پروردگار کے مواعظ اور نصائح دیئے گئے ہیں پاک زبان اور پاکباز انسان کے ذریعہ۔ وہ ہم پر پیش کئے گئے اور ہم نے ان کے تذکرے کو پسند کیا بعد اس امر واقع کے کہ احزاب اور کفار پر پیش کئے گئے۔ وہ ایسی دانائی کی باتیں ہیں جن کو مجرم لوگ بزعم خویش حرام اور غلط سمجھتے ہیں اور ان کو عقلمند سمجھتے ہیں۔ سخینہ یعنی قریش آئے ہیں کہ اپنے رب پر غالب آئیں' غالب پر غلبہ حاصل کرنے والا مغلوب ہوتا ہے)

ابن ہشام نے ثقہ راوی کی معرفت عبدالملک بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ یہ آخری شعر سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے کعب! اللہ نے تیرے اس شعر کی تعریف کی ہے۔

سخینہ : سخینہ سے مراد قریش ہیں اور عرب ان کو سخینہ گرم اور تازہ کھانا کھانے کی وجہ سے کہتے تھے جو اکثر صحرا نشینوں کو میسر نہ ہوتا تھا' واللہ اعلم۔

کعب بن مالک : حضرت کعب بن مالک نے یہ اشعار بھی کہے۔

ـن مسره ضـرب يمعمـع بعضـه بعضـا كمعمعـة الإبـاء المحـرق

فليـأت مأسـدة تسـن سيوفها بـين المذاد وبـين جـذع الخنـدق

دربـوا بضـرب المعلـين وأسـلموا مهجـات أنفسـهم لـرب المشـرق

فـي عصبـة نصـر الإلـه نبيـه بهـم وكـان بعبـده ذا مرفـق

في كـل سـابغة تخـط فضـولها كـالنهي هبـت ريحـه المـترقرق

(جس شخص کو خوشگوار ہوا ایسی ایک دوسرے پر پڑنے کی آواز آرہی ہو جیسا کہ نے کی جھاڑیوں میں آتش زدگی کی آواز ہو۔ تو وہ گروہ ہمارے میدان کارزار میں آوے جو اپنی تلواریں تیز کرتا ہے مزاذ اور خندق کے جانب میں۔ جو نامور بہادروں کے مارنے کے خوگر ہیں اور انہوں نے اپنی جانیں اللہ رب کائنات کے سپرد کر دی ہیں۔ ایسی جماعت میں کہ اللہ نے اپنے نبی کی ان کے ذریعہ مدد کی ہے اور وہ اپنے بندے پر مہربان ہے۔ وہ ہر وسیع زرہ پوش ہیں جن کی زرہیں نیچی لٹک رہی ہیں وہ ایسی چمکیلی ہیں جیسے وسیع تالاب پر ہوا کی آمدورفت ہو)

بيضـاء محكمـة كـأن قتيرهـا حـدق الجنادب ذات شـك موثـق

جـدلاء يحفزهـا نجـاد مهنـد صـافي الحديـدة صـارم ذي رونـق

تلكـم مـع التقـوى تكـون لباسـنا يـوم الهيـاج وكـل سـاعة مصـدق

نصـل السـيوف اذا قصـرن بخطونـا قدمـا ونلحقهـا اذا لم تلحـق

فـترى الجمـاجم ضاحيـاً هاماتهـا بلـه الأكـف كأنهـا لم تخلـق

(سفید اور مضبوط زرہیں گویا کہ اس کے حلقے لکڑی کی آنکھوں طرح چمکیلے اور مضبوط بنے ہوئے ہیں۔ لمبی مضبوط زرہ ہے جس کو ہندی تلوار کا پر تلہ اٹھا رہا ہے وہ تلوار براں خالص چمکدار لوہے کی ہے۔ یہ اسلحہ ہمارا لباس ہے جنگ کے روز اور ہر صداقت کے وقت تقویٰ اور خوف خدا کے ہمراہ۔ جب تلواریں کوتاہ ہوں تو ہم ان کو پیش قدمی سے آگے مارتے ہیں اور ان کو وہاں پہنچاتے ہیں جہاں نہیں پہنچ سکتیں۔ تو کھوپڑیوں کو دیکھے گا کہ ان کی چوٹیاں دھوپ میں پڑی ہیں اور ہتھیلیوں کے بارے تو سوال ہی نہ کر گویا وہ پیدا ہی نہیں ہوئیں)

نلقـى العـدو بفخمـة ملمومـة تنفي الجمـوع كقصـد رأس المشـرق

ونعـد للاعـداء كـل مقلـص ورد ومحجـول القوائـم أبلـق

تـردي بفرسـان كـأن كماتهـم عنـد الهيـاج أسـود طـل ملثـق

صـدق يعاطـون الكمـاة حتوفهـم تحـت العمايـة بالوشـيج المزهـق

أمـر الإلـه بربطهـا لعـدوه فـي الحـرب ان الله خـير موفـق

(ہم دشمن کے مقابل آتے ہیں جم غفیر لے کر (جو بڑی فوجوں کو بھگا دیتا ہے) کوہ مشرق کی چوٹی سر کرنے ں طرح۔

ہم دشمن کے لئے تیار رکھتے ہیں ہر چست' گلابی' سفید سم' ابلق گھوڑے کو۔ وہ شاہ سواروں کو تیز لے جاتے ہیں گویا کہ بہادر لوگ لڑائی کے وقت صبح کی شبنم کی وجہ سے معمولی کیچڑ میں شیر ہیں۔ سچے وفادار ہیں' غبار کے نیچے مہلک نیزوں کے ساتھ بہادر لوگوں کو موت کا مزہ چکھاتے ہیں۔ لڑائی میں اللہ نے ان گھوڑوں کو دشمن کے لئے تیار کرنے کا حکم دیا بے شک اللہ بہتر توفیق دینے والا ہے)

تکـون غيظـاً للعـدو وحيضـا   للـدار إن دلفـت خيـول الـنزق
ويعيننـا الله العزيـز بقـوّة   منه وصدق الصـبر سـاعة نلتقـي
ونضيـع أمـر نبينـا ونجيبـه   واذا دعـا لكريهـة لم نسـبق
ومتـى يُنـادى للشـدائد نأتهـا   ومتى نـرى الحومـات فيهـا نعنـق
مـن يتبـع قـول النبـى فانـه   فينـا مطـاع الأمـر حـق مصـدّق

(تاکہ وہ دشمن کے غیظ و غضب کا باعث ہو اور اپنے محلّہ کا حصار کرنے والے ہوں اگر بداخلاق لوگوں کے گھوڑے قریب آئیں تو اللہ غالب اپنی قوت سے ہماری نصرت کرتا ہے صبرمندی کے ساتھ لڑائی کے وقت۔ ہم اپنے نبی کی بات کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کو قبول کرتے اور جب کسی مصیبت میں بلائے تو ہم پہلے جاتے ہیں' مسبوق نہیں ہوتے۔ اور جب مصائب کے وقت پکارتا ہے تو ہم آتے ہیں اور جب ہم میدان جنگ دیکھتے ہیں تو دوڑ کر آتے ہیں۔ جو شخص نبی کے قول کی اتباع کرتا ہے وہ نیک ہے' بے شک نبی ہم میں مطاع و پیشوا اور سچا ہے)

فبـذاك ينصرنـا ويظهـر عزنـا   يصيبنـا مـن نيـل ذاك بمرفـق
إن الذيـن يكذبـون محمـداً   كفروا وضلوا عـن سـبيل المتقـي

(اسی وجہ سے وہ ہماری نصرت کرتا ہے اور ہماری عزت و آبرو کو ظاہر کرتا ہے اور اس کے حصول میں آسانی سے ہماری مدد کرتا ہے۔ بے شک جو لوگ محمدؐ کی تکذیب کرتے ہیں وہ کافر ہیں ایک متقی اور مومن کی راہ سے منحرف ہیں)

کعب بن مالکؓ نے قصیدہ عیینہ میں کہا۔

لقد علـم الأحـزاب حـين تـألّبوا   علينـا وراموا ديننـا مـا نـوادع
أضاميم من قيس بن عيلان أصفقـت   وخنـدف لم يدروا بمـا هـو واقـع
يـذو دوننـا عـن ديننـا ونذودهـم   عـن الكفـر والرحمـن راءٍ وسـامع
اذا غايظونـا فـي مقـام أعاننـا   على غيظهم نصر من الله واسـع
وذلـك حفـظ الله فينـا وفضلـه   علينـا ومـن لم يحفـظ الله ضـائع
هدانـا لديـن الحـق واختـاره لنـا   ولله فـوق الصـانعين صـانع

(بے شک احزاب نے جان لیا جب وہ جمع ہوئے اور ہمارے دین کو نشانہ بنایا کہ ہم ان سے صلح نہیں کرتے۔ قیس بن عیلان کی مختلف جماعتوں نے ہمارے خلاف اتحاد کر لیا ہے اور خندف کو معلوم نہ تھا جو ہونے والا ہے۔ وہ ہمیں دین اسلام سے روکتے ہیں اور ہم ان کو کفر سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ دیکھتا اور سنتا ہے۔ جب وہ کسی

مقام پر ہم سے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں اللہ کی وسیع مدد ان کے غیظ و غصہ کے باوصف ہماری مدد کرتی ہے۔ یہ ہے اللہ کی حفاظت ہمارے بارے اور اس کا فضل و کرم اور جس کو اللہ محفوظ نہ رکھے وہ ضائع ہوتا ہے۔ اللہ نے ہمیں دین حق کی طرف راہنمائی کی اور اس کو ہمارے لئے پسند کیا اور اللہ تعالیٰ کے اچھے کام کرنے والوں پر احسانات ہیں)

حضرت حسانؓ نے مقتل بنی قریظہ کے بارے کہا۔

لقد لقيت قريظة ماساءها ۔۔۔ وما وجدت لذل من نصير

أصابهم بلاء كان فيه ۔۔۔ سوى ما قد أصاب بني النضير

غداة أتاهم يهوي اليهم ۔۔۔ رسول الله كالقمر المنير

له خيل مجنبة تعادى ۔۔۔ بفرسان عليها كالصقور

(بنی قریظہ نے اپنے برے انجام کو پالیا اس نے اپنی ذلت و رسوائی کے وقت کسی معاون اور حامی کو نہ پایا۔ ان کو مصیبت پہنچی' بنی نضیر کی مصیبت کے علاوہ اور بھی۔ جب ان کی طرف رسول اللہ ﷺ قمر منیر کی طرح روشن اور آشکارا ہو کر چلے۔ ان کے پہلو میں گھوڑے تھے جو شاہ سواروں کو شاہینوں کی طرح لے کر دوڑ رہے تھے)

تركناهم وما ظفروا بشيء ۔۔۔ دماؤهم عليها كالعبير

فهم صرعى تحوم الطير فيهم ۔۔۔ كذاك يدان ذو العند الفجور

فأنذر مثلها نصحا قريشاً ۔۔۔ من الرحمن ان قبلت نذيري

(ہم نے ان کو بے یارومددگار چھوڑ دیا وہ کوئی چیز لے جانے پر کامیاب نہیں ہوئے ان کے خون کھائیوں پر عبید کی طرح سرخ تھے۔ وہ ہلاک تھے ان پر پرندے گھوم رہے تھے ہٹ دھرم اور فاجر کو ایسے ہی بدلہ دیا جاتا ہے۔ ایسی ہی کارروائی سے قریش کو بھی اللہ کی خیر خواہی سے مطلع کر دے اگر وہ میری اطلاع اور آگاہی کو قبول کرے)

حسانؓ نے بنی قریظہ کے بارے مزید کہا۔

تعاقد معشر نصروا قريشا ۔۔۔ وليس لهم ببلدتهم نصير

هم أوتوا الكتاب فضيعوه ۔۔۔ وهم عمي من التوراة بور

كفرتم بالقران وقد أتيتم ۔۔۔ بتصديق الذي قال النذير

فهان على سراة بني لوي ۔۔۔ حريق بالبويرة مستطير

(ایک گروہ نے عقدوپیمان کر کے قریش کی مدد کی ہے اور مدینہ میں ان کا کوئی مددگار نہیں۔ ان کو تورات دی گئی انہوں نے اس کو ضائع کر دیا وہ تورات سے نابلد اور گمراہ ہیں۔ تم نے قرآن کا انکار کیا حالانکہ تم نے نبی علیہ السلام کے فرمان کی تصدیق بیان کی ہے۔ بنی لوی کے روٴسا پر نخلستان بویرہ میں شعلہ بار آگ آسان ہو گئی)

ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے مشرف بہ اسلام ہونے سے قبل ان اشعار کا جواب دیا تھا۔

أدام الله ذلك من صنيع ۔۔۔ وحرق في طوائفها السعير

. ستعلم ينا منها بنزه ونعلم أي أرضينا تضير

فلو كان لنخيل بها ركابا لقالوا لا مقام لكم فسيروا

(اللہ ایسے فعل کو ہمیشہ رکھے اور ان کے طوائف اور گروہوں میں آگ جلتی رکھے۔ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون اس سے دور ہے اور معلوم ہو جائے گا کس علاقہ کو نقصان دہ ہے۔ اگر نخلستان میں سوار ہوتے تو وہ کہتے یہاں رہنے کی تم میں طاقت نہیں چلے جاؤ)

حضرت حسانؓ نے حضرت سعدؓ اور دیگر شہداء جنگ بنی قریظہ کا مرثیہ کہا۔

ألا يا لقومي هل لما حم دافع وهل ما مضى من صالح العيش راجع

تذكرت عصراً قد مضى فتهافتت بنات الحشا وانهلّ مني المدامع

صبابة وجد ذكرتني اخوة وقتلى مضى فيها طفيل ورافع

وسعد فاضحوا في الجنان واوحشت منازلهم فالارض منهم بلاقع

(اے میری قوم! سن لے کیا کوئی قضاء و قدر کو روک سکتا ہے اور کیا گزری ہوئی عیش و عشرت واپس آسکتی ہے۔ میں نے گزرا ہوا وقت یاد کیا تو دل ڈوب گیا اور فیل ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رنج و غم کے ولولہ نے مجھے دوستوں اور شہیدوں کی یاد کو تازہ کر دیا۔ ان میں طفیلؓ اور رافعؓ بھی شامل ہیں۔ اور سعدؓ بھی وہ بہشتوں میں ہیں اور ان کے گھر وحشت زدہ ہیں اور ان کا علاقہ ان سے خالی ہے)

وفوا يوم بدر للرسول وفوقهم ظلال المنايا والسيوف اللوامع

دعا فاجابوه بحق وكلهم مطيع له في كل أمر وسامع

فما نكلوا حتى تولوا جماعة ولا يقطع الآجال الا المصارع

لانهم يرجون منه شفاعة اذا لم يكن إلا النبيون شافع

(جنگ بدر میں انہوں نے وفاداری کی' ان کے سروں پر موت منڈلا رہی تھی اور تلواریں چمک رہی تھیں۔ رسولؐ نے بلایا انہوں نے اس کی بات پر لبیک کہا اور وہ سب کے سب اس کی ہر بات میں تابع فرمان تھے۔ وہ ڈر کے مارے لوٹے نہیں حتیٰ کہ وہ اپنی جماعت میں جا ملے اور اجل مقرر کو موت کاٹتی ہے۔ کیونکہ وہ اس سے شفاعت کے امیدوار ہیں جب صرف نبی ہی شفاعت کر سکیں گے)

فذلك ياخير العباد بلاؤنا جابتنا لله والموت ناقع

لنا القدم الاولى اليك وخلفنا لأولنا في ملة الله تابع

ونعلم أن الملك لله وحده وان قضاء الله لا بد واقع

(اے اللہ کے نیک بندو! یہ ہمارا امتحان اور اختیار ہے' ہمارا اللہ کے حکم کو قبول کرنا ہے اور موت حق سچ ثابت ہے۔ ہم اسلام کے پہلے علم بردار ہیں' ہم پہلے پچھلے سب کے سب اللہ کے احکام کے تابع ہیں۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ملک صرف اللہ وحدہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ کی قضاء و قدر لازماً واقع ہو کر رہتی ہے)

ابو رافع یہودی کا قتل : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب غزوہ خندق ختم ہو گیا' بنی قریظہ کا معاملہ نپٹ

گیا اور ابو رافع سلام بن ابی الحقیق جو احزاب کو اکٹھا کرنے کے جرم میں ملوث تھا (اور جنگ احد سے قبل اوس قبیلہ نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا تھا) تو خزرج نے سلام کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی جو خیبر میں مقیم تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

ابن اسحاق نے امام زہری کی معرفت حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی خاطر ایسا ماحول پیدا کر دیا تھا کہ انصار کے دونوں قبیلے --- اوس اور خزرج --- رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ (آپس میں رقیبانہ انداز میں رہتے تھے) اور طاعت رسولؐ میں اونٹوں کی طرح باہمی مقابلہ کرتے تھے۔ اوس قبیلہ کوئی کارنامہ انجام دیتا تو خزرجی کہتے واللہ! یہ ہم سے بازی نہ لے جائیں چنانچہ جب تک وہ ایسا کارنامہ انجام نہ دے لیتے صبر سے نہ بیٹھتے اور جب خزرجی کوئی عظیم الشان کارنامہ کر لیتے تو اوس قبیلہ کے لوگ ایسا کام کرنے کی تاک میں رہتے۔

جب اوس قبیلہ نے کعب بن اشرف کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت رکھنے کی وجہ سے قتل کر دیا تو خزرجیوں نے کہا واللہ! وہ ہم سے سبقت نہ لے جائیں چنانچہ انہوں نے سوچا کہ ابن اشرف کی طرح رسول اللہ ﷺ سے کون عداوت رکھتا ہے تو اس سلسلہ میں سلام بن ابی الحقیق خیبری نضیری کا ذکر آیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ خزرج قبیلہ میں سے 'بنی سلمہ کے پانچ افراد --- عبداللہ بن عتیک' مسعود بن سنان' عبداللہ بن انیس' ابو قتادہ حارث بن ربعی' خزاعی بن اسود اسلمی (ان کا حلیف) --- قتل کے لئے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو امیر قافلہ نامزد کر کے فرمایا کہ وہ کسی بچے یا عورت کو قتل نہ کریں۔

جب وہ خیبر کے علاقہ میں پہنچے تو ابن ابی الحقیق کی حویلی میں رات کو داخل ہوئے اور حویلی کے اندر داخلے پر گھر کو باہر سے بند کر دیا' وہ اپنے بالاخانہ میں تھا' سیڑھی پر چڑھ کر وہ اس کے دروازے پر پہنچے اور اس سے اجازت طلب کی تو اس کی بیوی نے باہر نکل کر پوچھا تم کون ہو؟ بتایا ہم عربی ہیں' غلہ کی تلاش میں آئے ہیں یہ سن کر اس نے بتایا وہ یہ ہیں' ان کے پاس چلے جاؤ' جب ہم اندر داخل ہوئے تو کمرہ کو اندر سے بند کر دیا مبادا کوئی گڑبڑ ہو۔ یہ دیکھ کر اس کی بیوی نے چیخنا چلانا شروع کر دیا' اور ہم نے لپک کر ابن ابی الحقیق پر تلواروں سے حملہ کر دیا' واللہ! تاریکی میں صرف اس کا جسم نظر آرہا تھا گویا وہ ایک سفید رنگ قبطی چادر پڑی ہوئی ہے۔ جب عورت چلاتی تو ہم میں سے کوئی آدمی اس کو مارنے کے لئے تلوار اٹھاتا تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد کر کے اپنے ہاتھ کو روک لیتا اگر رسول اللہ ﷺ کا "فرمان" نہ ہوتا تو ہم اس کو وہیں ڈھیر کر دیتے۔

تلواروں کے اجتماعی حملہ کے بعد' عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار کو اس کے پیٹ پر رکھ کر دبایا اور اس کو پار کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا بس' بس۔ قتل سے فارغ ہونے کے بعد ہم نیچے اترے' عبداللہ بن عتیک کی نظر کمزور تھی وہ سیڑھی سے گر پڑے اور ان کے ہاتھ میں سخت موچ آگئی۔ ہم نے ان کو اٹھا لیا اور پانی کے کھال میں چھپ گئے جو باہر سے اندر آرہا تھا۔ اہل قلعہ نے آگ جلائی اور ہر طرف دوڑ دوڑ کر دیکھا جب مایوس ہو گئے تو مقتول کے پاس چلے آئے' اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ اب ہم نے سوچا کہ اس کی موت کا کیسے علم

ہو' تو ہم میں سے ایک آدمی نے جرات کر کے کہا میں جاتا ہوں اور صورت حال معلوم کر کے آتا ہوں چنانچہ وہ گیا اور جا کر لوگوں میں گھس گیا۔

اس نے واپس آکر بتایا کہ اس کی بیوی اور یہودی اس کے گردونواح جمع تھے' اس کی بیوی کے ہاتھ میں چراغ تھا' وہ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی اور ان کو بتا رہی تھی واللہ! میں نے عبداللہ بن عتیک کی آواز سنی ہے۔ میں نے یہ سن کر اس کی تردید کی کہ عبداللہ بن عتیک اس دور افتادہ علاقہ میں کیسے آگیا پھر اس نے سلام بن ابی الحقیق کے چہرے کو دیکھ کر کہا یہود کے معبود کی قسم! یہ فوت ہو گیا۔ میں اعلان موت سن کر خوش ہوا۔ واپس آکر اطلاع دی تو ہم اپنے رفیق کو اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور آپؐ کو اللہ کے دشمن' سلام بن ابی الحقیق کے قتل کی اطلاع دی اور ہم میں سے ہر کوئی اس کے قتل کا دعویدار تھا۔ تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اپنی تلواریں لاؤ' ہم نے تلواریں پیش کیں تو آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا' میرے خیال میں اس یعنی عبداللہ بن انیس کی تلوار نے اس کو ختم کیا اس میں "طعام" کا نشان ہے۔ حضرت حسان بن ثابت نے اس کے بارے کہا۔

للہ در عصابة لاقیتهم　　یا ابن الحقیق وأنت یا ابن الاشرف
یسرون بالبیض الخفاف الیکم　　مرحا کاسد فی عرین مغرف
حتی أتوکم فی محل بلادکم　　فسقوکم حتفا ببیض ذفف
مستبصرین لنصر دین نبیهم　　مستصغرین لکل أمر مجحف

(اے ابن حقیق! اللہ ہی کے لئے ہے اس قافلے کی بھلائی جس سے تیری ملاقات ہوئی اور تو بھی اے ابن اشرف۔ وہ تمہاری طرف خوشی خوشی شمشیر بکف رات کو روانہ ہوئے شیروں کی مانند جو گھنے جنگل میں ہوں۔ اور وہ تمہارے شہر میں پہنچے اور تیز دھار تلوار سے تم کو موت کا جام پلایا۔ اپنے نبی کے دین کی مدد کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ہر مہلک وار کو حقیر سمجھتے ہوئے)

امام بخاری' (اسحاق بن نصر' یحیٰی بن آدم' ابن ابی زائدہ' ابیہ' ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا چنانچہ عبداللہ بن عتیکؓ نے اس کو رات کے وقت سوتے ہوئے قتل کر دیا۔

امام بخاری (یوسف بن موسیٰ' عبداللہ بن موسیٰ' اسرائیل' ابواسحاق) حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کی زیر قیادت انصار کے چند افراد کو ابو رافع یہودی کے قتل کے لئے روانہ کیا۔ ابو رافع رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاتا تھا اور آپ کے خلاف لوگوں کو ورغلاتا تھا۔ حجاز میں وہ اپنے قلعہ میں آباد تھا' جب وہ قلعہ کے قریب پہنچے تو آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی لے کر گھروں میں واپس ہو چکے تھے عبداللہ بن عتیک نے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو' میں جاتا ہوں اور دربان سے کوئی حیلہ بہانہ کرتا ہوں ممکن ہے اندر داخل ہو جاؤں۔

وہ آئے اور دروازہ کے قریب ہو کر سر پر کپڑا ڈال کر ایسے بیٹھے گویا وہ رفع حاجت کے لئے بیٹھے ہیں

اور سب لوگ قلعہ کے اندر جا چکے تھے' اتنے میں دربان نے آواز دی' اے بندہ خدا! اگر اندر آنے کا ارادہ ہے تو آجا' میں دروازہ بند کرتا ہوں' چنانچہ میں اندر داخل ہو کر چھپ گیا۔ جب سب لوگ اندر آگئے تو دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں ایک کیل پر لٹکا دیں پھر میں نے اٹھ کر چابیاں پکڑ لیں اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ ---- ابو رافع کے پاس مجلس ہوا کرتی تھی' وہ اپنے بالاخانہ میں سویا کرتا تھا جب مجلسی لوگ چلے گئے تو میں بالاخانے کی طرف چڑھا اور جس دروازے کو کھولتا اندر داخل ہو کر اس کو بند کر لیتا' میں نے سوچا اگر لوگوں کو میرے بارے معلوم بھی ہو گیا تو میں ان کے پہنچنے سے قبل اس کا کام تمام کر لوں گا۔

چنانچہ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل و عیال کے ہمراہ درمیان میں سویا ہوا تھا' لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ کمرے میں کہاں سویا ہوا ہے۔ میں نے آواز دی ابو رافع! اس نے پوچھا کون ہے' میں سنتے ہی آواز کی طرف لپکا اور اس پر تلوار کا وار کر دیا' لیکن میں گھبرایا ہوا تھا اور اس وار سے قصہ تمام نہ ہوا وہ زور سے چلایا اور میں کمرے سے باہر چلا آیا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر پھر اندر چلا آیا میں نے آواز بدل کر پوچھا' ابو رافع' یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے کہا' تیری ماں مرے' ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار کا وار کیا ہے۔ یہ سن کر میں نے اس پر ایک اور وار کیا لیکن وہ مرا نہیں پھر میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی اور وہ اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی' مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے پھر میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی پر پہنچ گیا میں اتر رہا تھا' چاندنی رات تھی اور میں سمجھا کہ میں زمین پر پہنچ گیا ہوں پاؤں رکھا تو گر پڑا اور پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اس کو پگڑی سے باندھ لیا اور وہاں سے چل کر دروازے پر آگیا' اور وہیں بیٹھ گیا اور سوچا کہ جب تک اس کے قتل کا علم نہ ہو جائے میں یہاں سے نہ جاؤں چنانچہ "جب صبح ہوئی" اور مرغ نے بانگ دی تو موت کی خبر دینے والا فصیل پر چڑھا اور اس نے اعلان کیا کہ میں ابو رافع' تاجر اہل حجاز کی موت کی اطلاع دے رہا ہوں' یہ سن کر میں اپنے احباب کے پاس چلا آیا اور کہا بھاگ چلو' اللہ نے ابو رافع کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ چنانچہ میں نبی علیہ السلام کے پاس پہنچا اور پورا واقعہ گوش گزار کیا تو آپ نے فرمایا' پاؤں پھیلاؤ' میں نے پاؤں پھیلایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر دست شفقت پھیرا تو ایسا معلوم ہوا گویا کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

امام بخاری (احمد بن عثمان بن حکیم اودی' شریح' ابراہیم بن یوسف' ابیہ' ابو اسحاق) حضرت براء بن عازب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ وغیرہ کو ابو رافع کے قتل کے لئے روانہ کیا چنانچہ وہ چلتے چلتے قلعہ کے قریب پہنچے تو عبداللہ بن عتیک نے ان کو کہا تم یہاں ٹھہرو' میں وہاں جا کر صورت حال کا اندازہ کرتا ہوں' چنانچہ میں نے اندر جانے کی تدبیر سوچی' معلوم ہوا کہ قلعہ والوں کا گدھا گم ہو گیا ہے وہ روشنی لے کر اس کی تلاش میں نکلے' مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ کو پہچان نہ لیں۔ میں نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور اس طرح بیٹھ گیا گویا رفع حاجت کر رہا ہوں تو دربان نے کہا جس کو اندر آنا ہو وہ اندر آجائے' میں دروازہ بند کرتا ہوں چنانچہ میں اندر داخل ہو گیا اور گدھوں کے طویلہ میں قلعہ کے دروازے کے قریب چھپ گیا۔

قلعہ والوں نے ابو رافع کے پاس کھانا کھایا اور گئی رات تک وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے پھر اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے جب خاموشی طاری ہو گئی اور مجھے کوئی آواز اور حرکت سنائی نہ دی تو میں طویلہ سے نکلا' اور قبل ازیں میں نے دربان کو دیکھا تھا کہ اس نے قلعہ کی چابی ایک روزن میں رکھی ہے' میں نے چابی لے کر دروازہ کھولا' اور دل میں سوچا اگر مجھے کسی نے دیکھ لیا تو میں آسانی سے نکل جاؤں گا' پھر میں نے سب گھروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے پھر میں سیڑھی پر چڑھ کر ابو رافع کے پاس پہنچا دیکھا تو کمرہ تاریک ہے' چراغ گل ہو گیا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ابو رافع کہاں ہے' میں نے پکارا ابو رافع' تو اس نے کہا کون ہے۔ میں آواز کی طرف گیا اور تلوار کی ایک ضرب لگائی وہ چلایا مگر تلوار نے کام نہ کیا پھر میں اس کے پاس ایک مددگار کی حیثیت سے آیا۔ آواز بدل کر پوچھا اے ابو رافع کیا ہوا تو اس نے کہا بڑا تعجب ہے ارے مادر بخطا! ابھی ابھی میرے پاس کوئی آیا اور تلوار کا وار کیا ہے۔ یہ سن کر میں نے پھر اس کو دوسری ضرب لگائی' مگر کام تمام نہ ہوا پھر وہ چلایا اور اس کی بیوی بیدار ہو گئی' پھر میں آیا اور میں نے آواز بدلی جیسے کوئی مدد کو آتا ہے دیکھا تو وہ چت لیٹا ہوا ہے۔ میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور سارے جسم کا بوجھ اس پر ڈال دیا یہاں تک کہ میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی پھر میں گھبرا کر نکلا اور سیڑھی کے پاس آیا' میں اترنا چاہتا تھا' لیکن میں اس سے گر پڑا اور میرے پاؤں کا جوڑ اتر گیا' میں نے اس کو باندھ لیا اور لنگڑاتا ہوا اپنے احباب کے پاس آیا میں نے کہا تم جاؤ اور نبی علیہ السلام کو خوشخبری دے دو میں تو "ناعی" اور موت کی خبر دینے والے کی آواز سن کر آؤں گا' صبح ہوئی تو موت کی خبر دینے والا فصیل پر چڑھا اور اس نے اعلان کیا میں ابو رافع کی موت کی اطلاع دیتا ہوں پھر میں اٹھ کر چلا اور میرے پاؤں میں درد نہ تھا' اور میں نے اپنے ساتھیوں کو راستے میں پا لیا' ابھی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ پہنچے تھے پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بشارت سنائی۔

ان تفصیلات میں امام بخاری' اصحاب صحاح ستہ میں سے منفرد ہیں۔

امام زہری نے ابی بن کعبؓ سے بیان کیا ہے کہ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے کہ وہ آئے' آپ نے فرمایا "افلحت الوجوہ" کامیاب واپس آئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کامیاب و کامران ہوں۔ آپؐ نے پوچھا کیا اس کو قتل کر دیا ہے؟ عرض کیا جی ہاں! فرمایا تلوار دکھاؤ' آپ نے نیام سے نکال کر دیکھا تو فرمایا ہاں یہ ہے تلوار کی دھار پر "کھانے" کا نشان۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں احتمال ہے کہ عبداللہ بن عتیکؓ جب سیڑھی سے گرے تو پاؤں کا جوڑ سرک گیا ہو' پنڈلی ٹوٹ گئی ہو اور پیر کو بھی موچ آ گئی ہو' مگر جب اس کو باندھ دیا تو درد رفع ہو گیا اور چلنے میں دقت محسوس نہ ہوئی اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور زخم ٹھنڈا ہو گیا تو پیر میں درد پھر شروع ہو گیا پھر اس نے پاؤں پھیلایا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر دست شفا پھیرا تو ہمہ قسم کے درد کافور ہو گئے۔ اس واقعہ کو موسیٰ بن عقبہ نے اپنے "مغازی" میں امام ابن اسحاق کی طرح بیان کیا ہے اور اس مہم پر جانے والے صحابہؓ کا نام بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن اسحاق' ابراہیم اور ابو عبید نے بیان کیا ہے۔

خالد بن سفیان ھذلی کا قتل : دلائل میں بیہقی نے اس واقعہ کو قتل ابو رافع یہودی کے بعد بیان کیا ہے۔

امام احمد (یعقوب' ابوہ' ابن اسحاق' محمد بن جعفر بن زبیر' ابن عبداللہ بن انیس) حضرت عبداللہ بن انیسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ خالد بن سفیان بن نبیح ھذلی نے ہمارے خلاف جنگ کرنے کے لئے لوگوں کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ وہ عرنہ میں موجود تھے تم جاؤ اس کو قتل کر ڈالو' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ذرا وضاحت فرما دیجئے میں اس کو پہچان سکوں تو آپ نے فرمایا جب تو اسے دیکھے گا تو وہ رعشہ میں مبتلا ہو گا اور اس پر لرزہ طاری ہو گا' چنانچہ میں نے تلوار کو حمائل کیا اور "عرنہ" میں بوقت عصر اس کے قریب پہنچ گیا وہ اپنی بیویوں کے ہمراہ رہائش کا متلاشی تھا۔ اور میں نے اسے رسول اللہ کی بیان کردہ صفات کے مطابق پایا تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔

نماز قضا ہونے کا اندیشہ : اور مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ شاید گڑبڑ ہو اور میں نماز نہ پڑھ سکوں چنانچہ میں نے چلتے چلتے رکوع و سجود کا سر سے اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھ لی' اس کے پاس پہنچا تو اس نے پوچھا کون صاحب! بتایا ایک عرب ہوں' "اس آدمی" پر حملہ آور ہونے کے لئے' لوگوں کے اکٹھا ہونے کی خبر سن کر آیا ہوں' یہ سن کر اس نے کہا ہاں! میں اس کوشش میں ہوں چنانچہ کچھ دیر اس کے ساتھ چلتا رہا موقعہ پا کر تلوار سے وار کیا اور اس کو قتل کر دیا' وہاں سے نکلا تو اس کی بیویوں کو اس پر نوحہ کناں چھوڑ کر چلا آیا' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کامیابی ہوئی' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قتل کر آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تم نے درست کیا ہے۔

عصا : پھر رسول اللہ ﷺ مجھے لے کر گھر میں تشریف لائے اور مجھے عصا عطا فرما کر کہا اے عبداللہ! اس کو اپنے پاس محفوظ رکھ' چنانچہ میں یہ عصا لئے ہوئے لوگوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا یہ عصا مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا ہے اور اس کو محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا ہے' لوگوں نے کہا جاؤ اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کے آؤ چنانچہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے یہ مجھے کیونکر عطا فرمایا ہے تو آپ نے فرمایا یہ میرے اور تیرے درمیان بروز قیامت علامت ہو گا اس روز بہت کم لوگ ہی مستخفر اور عصا پر ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے چنانچہ وہ عصا ان کے پاس تلوار کے ساتھ تاحیات رہا' فوت ہوئے تو کفن میں رکھ دیا گیا اور دفن کر دیا گیا۔

نیز اس روایت کو امام احمد نے (یحیٰی بن آدم' عبداللہ بن ادریس' محمد بن اسحاق' محمد بن جعفر بن زبیر' یکے از پسران عبداللہ بن انیس یا عبداللہ بن عبداللہ بن انیس) عبداللہ بن انیس سے بیان کیا اور امام ابوداؤد نے (ابومعمر' عبدالوارث' محمد بن اسحاق' محمد بن جعفر' عبداللہ بن انیس' ابیہ) اسی طرح نقل کیا ہے اور حافظ بیہقی نے (محمد بن سلمہ' محمد بن اسحاق' محمد بن جعفر بن زبیر' عبداللہ بن عبداللہ بن انیس' ابیہ) اسی طرح بیان کیا ہے' نیز عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے یہ قصہ اپنے "مغازی" میں مرسل بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

بقول ابن ہشام' حضرت عبداللہ بن انیسؓ نے خالد بن سفیان ھذلی کے قتل کے بارے کہا۔

کت ابن ثور کالحوار وحوله نوائح تفری کل جیب معدد
تناولته والظعن خلفی وخلفه بابیض من ماء الحدید المهند

عجـوم لهـا الدارعـين كأنـه   شهاب غضى من ملهب متوقد
أقول لـه والسيف يعجم رأسـه   أنا ابن أنيس فارس غير قعدد

(میں نے ابن ثور کو اونٹنی کے بچہ کی طرح گرا پڑا چھوڑا اور اس کے گرد و پیش نوحہ گر عورتیں گریبان چاک کر رہی تھیں۔ میں نے اس پر ہندی چمکدار تلوار سے حملہ کیا اور عورتیں میرے اور اس کے عقب میں تھیں۔ وہ تلوار زرہ پوش لوگوں کی کھوپڑیوں کو کاٹنے والی ہے گویا وہ "غضی" درخت کی لکڑی کا شعلہ ہے۔ میں نے اسے کہا اور تلوار اس کے سر کو کاٹ رہی تھی' میں ہوں بن انیس شاہ سوار' عالی نسب)

أنا ابن الـذي لم ينزل الدهر قدره   رحيـب فِنـاء الـدار غـير مزنـد
وقلـت لـه خذهـا بضربـة مـاجد   خفيـف علـى ديـن النبـي محمـد
وكنـت اذا هـمَّ النبـي بكـافر   سـبقت اليـه باللسـان وبـاليد

(میں ہوں اس شخص کا فرزند جس کی حوادث زمانے نے قدرومنزلت میں کمی نہیں کی' سخی ہوں' بخیل نہیں۔ اور میں نے اس کو کہا ایک شریف مسلمان کا جو دین محمد پر قائم ہے وار برداشت کر۔ جب نبی علیہ السلام کسی کافر کے قتل کا عزم کریں تو میں اس کی طرف ہاتھ اور زبان قول اور فعل سے آگے بڑھتا ہوں)

عبداللہ بن انیسؓ : امام ابن کثیر فرماتے ہیں' عبداللہ بن انیس بن حرام ابویحیٰی جہنی ایک مشہور و معروف اور معزز صحابی ہیں' بیعت عقبہ جنگ احد اور خندق وغیرہ میں شامل تھے اور شام میں ۸۰ھ میں فوت ہوئے اور بقول بعض ۵۴ھ میں فوت ہوئے' واللہ اعلم۔ علی بن زبیر اور خلیفہ بن خیاط نے مذکور بالا عبداللہ بن انیس ابویحیٰی اور عبداللہ بن انیس ابوعیسیٰ انصاری کو دو مختلف شخصیات قرار دیا ہے اور یہ ابوعیسیٰ انصاری وہ صحابی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ آپؐ نے جنگ احد میں ایک برتن منگوایا اس میں پانی تھا آپ نے اس کا منہ کھول کر پانی پیا جیسا کہ اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ العمری از عیسیٰ بن عبداللہ بن انیس از ابیہ بیان کیا ہے اور بقول امام ترمذی اس کی سند درست نہیں' عبداللہ العمری کا حافظہ کمزور ہے۔

عمرو بن عاص کی نجاشی کے ساتھ ملاقات کا قصہ : ابورافع یہودی کے قصہ قتل کے بعد ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ مجھے (یزید بن ابی حبیب نے' راشد مولیٰ حبیب بن اوس ثقفی' حبیب بن اوس) عمرو بن عاص سے بتایا گیا کہ جب ہم لوگ غزوہ خندق سے ناکام واپس لوٹے تو میں نے اپنے چند ہم نوا قریشی دوستوں کو اکٹھا کر کے کہا' واللہ! تم کو بخوبی معلوم ہے کہ محمدؐ کا دین "غیر متوقع طور پر" خوب پھیل رہا ہے' میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔ تمہارا اس بارے کیا خیال ہے' انہوں نے پوچھا وہ کیا تجویز ہے؟ میں نے بتایا کہ میری رائے ہے کہ ہم نجاشی کے پاس جا کر سکونت اختیار کر لیں' اگر محمدؐ قریش پر غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے پاس مزے سے زندگی بسر کریں گے' ہمارا نجاشی کی سرپرستی میں رہنا' محمدؐ کے زیردست رہنے سے بہتر ہے اور اگر قریش غالب آ گئے تو واضح بات ہے کہ ہم معروف لوگ ہیں' ہمیں ان سے کوئی گزند نہ پہنچے گا یہ سن کر سب نے اس رائے کو پسند کیا تو میں نے کہا' نجاشی کیلئے تحائف جمع کرو ہمارے علاقے کا سب سے عمدہ اور اعلیٰ

تحفہ چمڑا تھا چنانچہ ہم نے اسکی خاطر متعدد چرم اکٹھے کر لئے اور ہم اسکے پاس پہنچ گئے۔
واللہ! ہم اس کے دربار میں بیٹھے تھے کہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آ گئے اس کو رسول اللہ ﷺ نے جعفر اور اس کے رفقاء کے بارے بھیجا تھا' وہ دربار سے چلا گیا تو میں نے اپنے رفقاء سے مشورہ کیا یہ عمرو ضمری یہاں موجود ہے۔ میں اگر نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے عمرو ضمری کے بارے سوال کروں اور وہ میرے حوالے کر دے تو میں اس کا سر قلم کر دوں اور جب میں یہ کام انجام دے دوں گا تو قریش کو معلوم ہو جائے گا کہ میں نے محمدؐ کے قاصد کو قتل کر کے ان کا کام سرانجام دیا ہے۔
چنانچہ میں نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا اور حسب دستور' اس کے سامنے سجدہ ریز ہوا تو نجاشی نے خوش آمدید کہہ کر پوچھا' اپنے علاقہ کا کوئی تحفہ لائے ہو' عرض کیا بادشاہ سلامت! "چرم" کا تحفہ لایا ہوں چنانچہ میں نے وہ تحفہ پیش کیا تو اس نے بہت پسند کیا' پھر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! میں نے دیکھا ہے کہ ایک آدمی آپ کے دربار سے باہر نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے' وہ آپ میرے حوالے کر دیں میں اس کا سر قلم کر دوں کیونکہ وہ ہمارے اشراف و اعیان کا قاتل ہے۔ یہ سن کر نجاشی غضبناک ہوا اور اپنا ہاتھ کھینچ کر اس قدر زور سے ناک پر مارا میں سمجھا کہ ناک کو زخمی کر دیا ہو گا اس صورتحال کے خوف سے میری یہ حالت تھی کاش زمین پھٹ جاتی اور اس میں دھنس جاتا پھر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کو یہ بات ناگوار گزرے گی تو میں قطعاً" نہ کہتا۔
پھر نجاشی نے کہا' کیا تم مجھ سے ایسے شخص کے قاصد کو قتل کرنے کے لئے طلب کرتے ہو جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا۔ یہ سن کر عرض کیا بادشاہ سلامت! کیا وہ اسی طرح ہے تو نجاشی نے کہا' افسوس! اے عمرو! میری بات مان اور اس کی اتباع کر' واللہ! وہ حق پر ہے اور اپنے مخالف لوگوں پر غالب آئے گا جیسے موسیٰؑ بن عمران' فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے یہ سن کر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! کیا آپ ان کی خاطر میری اسلام پر بیعت لے لیں گے۔ نجاشی نے اثبات میں جواب دیا اور اپنا ہاتھ پھیلایا تو میں نے اسلام پر اس کی بیعت کر لی۔
میں دربار سے باہر آیا اور اپنے اصحاب کے پاس پہنچا تو میری کایا پلٹ چکی تھی لیکن میں نے یہ بات مخفی رکھی' پھر میں سیدھا اسلام کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا (یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے) راستہ میں خالد بن ولید سے ملاقات ہو گئی جو مکہ سے آ رہے تھے میں نے پوچھا جناب ابو سلیمان! کہاں کا قصد ہے تو۔ اس نے کہا واللہ! راستہ واضح ہو چکا ہے اور وہ "آدمی" نبی ہے میں تو واللہ! اسلام قبول کرنے کیلئے جا رہا ہوں کب تک ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے۔ یہ سن کر میں نے کہا واللہ! میں بھی اسی خاطر جا رہا ہوں چنانچہ مدینہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ خالدؓ نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا اور بیعت کر لی۔ میں نے قریب ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی بیعت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ میرے سابق گناہ معاف کر دیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرو! بیعت کر اسلام سابقہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے نیز ہجرت بھی پہلی کوتاہیوں کا مداوا ہو جاتی ہے چنانچہ میں بیعت کر کے چلا آیا بقول ابن اسحاق۔ مجھے معتبر راوی نے بتایا ہے کہ عثمان بن طلحہ بن

ابو طلحہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہوا اور ابن ابی الزبعری نے کہا۔

أنشد عثمان بن طلحة خلفنا　　وملقى نعال القوم عند المقبل

وما عقد الآباء من كل حلفة　　وما خالد من مثلها بمحلل

امفتاح بيت غير بيتك تبتغي　　وما تبتغي من بيت مجد مُؤثل

فلا تأمننَّ خالداً بعد هذه　　وعثمان جاءا بالدهيم المعضل

(عثمان بن طلحہ کو میں اپنے حلیف کا واسطہ دیتا ہوں اور حجر اسود کے قریب لوگوں کو جوتا اتارنے کی جگہ کا۔ اور ہر اس حلف کا جس کا ہمارے آباؤ و اجداد نے عہد کیا اور خالد ایسے حلف کو نظر انداز کرنے والا نہیں ہے۔ اے عثمان! کیا تو بیت اللہ کے علاوہ کسی اور کی مفتاح کا طالب ہے قدیم گھر کے مجدو شرف کے علاوہ اور انہیں تلاش کیا جاتا۔ خالد سے اس کے بعد تو بے خوف نہ ہو' اور عثمان تو ایک بڑی آفت لایا ہے)

ترتیب : بقول ابن کثیرؒ یہ لوگ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے کیونکہ خالد بن ولید' اس وقت مشرکوں کے ہمراہ تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔ ان لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بعد ازیں بیان کرنا مناسب تھا لیکن ہم نے امام ابن اسحاق کی اتباع میں یہیں بیان کر دیا ہے کیونکہ عمرو بن عاص کا نجاشی کے پاس پہلی بار جانا خندق کے بعد تھا' ظاہر ہے کہ وہ ۵ھ کے اثناء میں گیا ہو گا' واللہ اعلم۔

نبی علیہ السلام کا حضرت ام حبیبہؓ کے ساتھ نکاح : امام بیہقی نے غزوہ خندق کے بعد بہ سند کلبی' ابوصالح کی معرفت حضرت ابن عباس سے آیت (۶/۷) شاید کہ اللہ تم میں اور ان میں کہ جن سے تمہیں دشمنی ہے دوستی قائم کر دے' کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ ہے نبی علیہ السلام کا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے شادی کرنا چنانچہ وہ ام المومنین بن گئی اور حضرت امیر معاویہؓ مومنوں کے ماموں ہو گئے۔

امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' احمد بن نجدہ' یحیٰی بن عبدالحمید' ابن مبارک' معمر' زہری' عروہ) حضرت ام حبیبہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ وہ نجاشی کے پاس ہجرت کر کے چلا گیا اور فوت ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ سے نکاح کر لیا وہ حبشہ میں ہی تھیں اور نجاشی نے خود نکاح پڑھایا اور چار ہزار درہم مہر دیا اور ان کو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور اپنے پاس سے جہیز دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز نہ بھیجی تھی۔

مہر : امام بیہقی کا بیان ہے کہ ازواج مطہرات کا مہر چار سو تھا' بقول امام ابن کثیر صحیح بات یہ ہے کہ ازواج مطہرات کا مہر تھا ۱۲ اوقیہ اور کچھ "نش" اوقیہ چالیس درہم کے مساوی ہوتا ہے اور "نش" ہے آدھا اوقیہ اور یہ ہوا پانچ سو درہم کے مساوی۔ امام بیہقی نے ابن لہیعہ' ابوالاسود' عروہ سے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن جحش اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے نکاح پڑھایا۔ امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ عبیداللہ بن جحش کا مسلمانوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کے بعد عیسائیت قبول کر لینا قبل ازیں مفصل بیان ہو چکا ہے کہ اس کو شیطان نے پھسلا دیا اور عیسائیت کو اس کی نگاہ میں مرغوب اور محبوب بنا دیا اور ملعون مرتد ہو کر مرا' وہ مسلمانوں کو طعنہ دیتا تھا کہ ہم نے تو اپنا راستہ دیکھ لیا اور تم ابھی اندھیرے میں ہو۔ باقی رہا عروہ کا یہ قول کہ

حضرت عثمانؓ نے نکاح پڑھایا تو یہ عجیب و غریب ہے کیونکہ حضرت عثمانؓ تو قبل ازیں مکہ واپس پلٹ آئے تھے پھر انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی' واللہ اعلم۔

ولی اور وکیل : درست بات یہ ہے جو یونس نے ابن اسحاق سے نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ کا ابن عم خالد بن سعید بن عاص نکاح کا ولی تھا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قبول عقد میں اصحمہ نجاشی وکیل تھا' جیسا کہ یونس نے ابن اسحاق کی معرفت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا اور اس نے آپؐ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح پڑھا دیا اور چار سو دینار بطور مہر ادا کئے۔

شادی کا پیغام : زبیر بن بکار (محمد بن حسن' ابوہ' عبداللہ بن عمرو بن زہیر' اسماعیل بن عمرو) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے بیان کرتے ہیں میں حبشہ میں مقیم تھی کہ میرے پاس نجاشی کی خادمہ اور کنیز "ابرہ" نامی آئی' اس نے باریابی کی اجازت طلب کی میں نے اجازت دے دی تو اس نے کہا بادشاہ سلامت کا پیغام ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو تمہارے نکاح کے لئے لکھا ہے' یہ سن کر میں نے اس کو کہا اللہ تجھے بہتر بشارت سے نوازے۔ نیز اس نے یہ بھی کہا کہ بادشاہ کا فرمان ہے کہ تم اپنا وکیل مقرر کر دو' چنانچہ میں نے خالد بن سعید بن عاص کو اپنا ولی اور وکیل مقرر کر دیا اور ابرہ کو اس مژدہ کے صلہ میں چاندی کے دو کنگن اور چاندی کی دو پازیب (خدمتین) اور پیر کی سب انگوٹھیاں دے دیں۔

خطبہ نکاح : شام کو نجاشی نے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور دیگر مسلمانوں کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا اور نجاشی نے خطبہ نکاح پڑھا' **الحمد للہ الملک القدوس المومن العزیز الجبار واشهد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و اللہ الذی بشر بہ عیسی بن مریم'** اما بعد' رسول اللہ ﷺ نے لکھا ہے کہ میں آپؐ سے ام حبیبہ بنت ابو سفیان کا نکاح کر دوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام قبول کر لیا ہے اور چار سو دینار بطور مہر دیئے اور ان کو لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔

بعد ازاں خالد بن سعید بن عاص نے خطبہ پڑھا' **الحمد للہ احمدہ واستغفرہ واشهد ان لا الہ الا اللہ واشهد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ بالهدی و دین الحق لیظهرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون** اما بعد' میں نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام قبول کر لیا ہے اور آپؐ سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان کا نکاح کر دیا ہے اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے برکت کرے۔

شادی کے بعد دعوت طعام : نجاشی نے یہ مہر خالد بن سعید بن عاص کے سپرد کر دیا اور لوگوں نے نکاح کے بعد اٹھنا چاہا تو نجاشی نے کہا تشریف رکھیئے' تمام پیغمبروں کی سنت ہے کہ جب وہ شادی کریں تو شادی کے بعد کھانا کھلایا جائے چنانچہ نجاشی نے کھانا منگوایا اور سب نے کھایا' پھر رخصت ہوئے۔

نکاح ۷ ھ میں : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ عمرو بن عاص نے جب عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے دربار سے نکلتا ہوا دیکھا تھا' ممکن ہے وہ ام حبیبہؓ کے نکاح کے سلسلہ میں گئے ہوں' واللہ اعلم۔

لیکن امام بیہقی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبداللہ ابن مندہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام حبیبہؓ کی شادی

کا واقعہ ۶ھ میں ذکر کیا ہے اور ام سلمہؓ کی شادی کا واقعہ ۴ھ میں ذکر کیا ہے۔

خلیفہ بن خیاط' ابوعبید اللہ معمر بن مثنیٰ اور ابن البرقی کا بھی یہی بیان ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ کی شادی ۶ھ میں ہوئی اور بقول بعض ۷ھ میں' امام بیہقی کا بیان ہے کہ یہی قرین قیاس ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ سے ام سلمہؓ کا نکاح ۴ھ کے اواخر میں ہوا باقی رہا ام حبیبہؓ کا نکاح تو احتمال ہے کہ اس کے بعد ہوا ہو' یا اس سے قبل ہوا مگر غزوہ خندق کے بعد ہونا قرین قیاس ہے کیونکہ عمرو بن عاص نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کے دربار میں دیکھا تھا اور وہ اسی قصہ میں تھا' واللہ اعلم۔ اسد الغابہ میں حافظ ابن اثیر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ام حبیبہؓ نے حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو شادی کا پیغام دیا اور نکاح کیا۔

حدیث مسلم پر اعتراض : اور بعض کا خیال ہے کہ آپؐ نے حضرت ام حبیبہؓ سے فتح مکہ کے بعد ابوسفیان کے مسلمان ہو جانے کے بعد نکاح کیا کہ امام مسلم نے عکرمہ بن عمار یمانی سے ابوزمیل سماک بن ولید کی معرفت حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسفیان نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ میری تین باتیں منظور فرمالیں' آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے عرض کیا آپ مجھے اسلامی لشکر کا امیر مقرر کر دیں جیسا کہ میں کفار کے لشکر کا امیر تھا۔ آپ نے فرمایا منظور ہے۔ پھر اس نے کہا کہ معاویہ کو کاتب مقرر کر لیں۔ آپ نے فرمایا اچھا پھر اس نے کہا میرے پاس عرب کی حسین و جمیل دوشیزہ ہے ام حبیبہؓ میں اس کو آپ کی زوجیت میں دیتا ہوں۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس حدیث کی وجہ سے امام مسلم پر اعتراض کیا گیا ہے کیونکہ ابوسفیان فتح مکہ سے قبل تجدید عہد کے لئے آیا تھا تو وہ اپنی بیٹی ام حبیبہؓ کے پاس گیا تھا اور اس نے نبی علیہ السلام کا بستر لپیٹ دیا تھا یہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا واللہ! معلوم نہیں تم نے یہ بستر مجھ سے نفرت کی وجہ سے لپیٹا ہے یا محبت و فضیلت کی بنا پر (کہ یہ آدمی اچھا نہیں) تو حضرت ام حبیبہؓ نے کہا یہ تو رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے' اور آپ مشرک ہیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا اے پیاری بیٹی! واللہ! میرے پاس سے آنے کے بعد' تیری طبیعت بگڑ گئی ہے۔ بقول ابن حزم' یہ حدیث موضوع ہے' عکرمہ بن عمار نے اس کو وضع کیا ہے مگر ابن حزم کے اس قول کی کسی نے تائید و متابعت نہیں کی۔

بعض کا خیال ہے کہ حضرت ابوسفیان کا مقصد تجدید نکاح تھا کہ وہ باپ کی اجازت کے بغیر ہوا تھا کہ اس میں اس کی سبکی اور توہین ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے سمجھا میرے مسلمان ہونے سے بیٹی کا نکاح فسخ ہو گیا ہے' یہ وجوہ سب ضعیف اور کمزور ہیں۔ سب سے بہتر توجیہ یہ ہے کہ حضرت ابوسفیان نے عزت و احترام کی خاطر اپنی دوسری بیٹی کو بھی آپؐ کی زوجیت میں دینے کا ارادہ کیا تھا اور اس سلسلہ میں انہوں نے حضرت ام حبیبہؓ سے بھی تعاون حاصل کیا تھا جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے اور حضرت ام حبیبہ کا نام ذکر کرنے میں راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ ہم نے اس بارے میں ایک منفرد روایت بھی بیان کی ہے۔

بقول ابوعبید القاسم بن سلام' حضرت ام حبیبہؓ ۴۴ھ میں فوت ہوئیں اور بقول ابوبکر بن ابی خیثمہ' وہ

حضرت امیر معاویہ متوفی ماہ رجب ۶۰ ھ سے ایک سال قبل ۵۹ ھ میں فوت ہوئیں۔

نبی علیہ السلام کا زینب بنت جحش سے عقد کرنا : نسب نامہ یہ ہے' زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدیہ' ام المومنین' رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی دختر نیک اختر ہیں۔ قبل ازیں وہ آپؐ کے غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ کے عقد میں تھیں۔ قتادہ' واقدی اور بعض اہل مدینہ کا قول ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان سے شادی ماہ ذی قعد ۵ھ میں کی اور بقول حافظ بیہقی ۵ھ میں غزوہ بنی قریظہ کے بعد شادی کی۔

خلیفہ بن خیاط' ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ' اور ابن مندہ کا قول ہے کہ آپ نے حضرت زینبؓ سے ۳ھ میں شادی کی لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے اور ابن جریر وغیرہ مورخین کا مختار قول ہے۔

حضرت زینبؓ سے آپ کی شادی کے بارے متعدد مفسروں' فقیہوں اور مورخوں نے ایک روایت بیان کی ہے جس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے' ہم نے اس کو دانستہ نظر انداز کر دیا ہے تاکہ بے سمجھ آدمی اس سے غلط مفہوم نہ اخذ کر سکے۔

سورہ احزاب (۳۳/۳۷) میں ہے اور جب تو نے اس شخص سے کہا "جس پر اللہ نے احسان کیا" اور "تو نے احسان کیا" اس آیت میں "الذی انعم اللّٰہ علیہ" سے مراد زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کا غلام اور "متبنیٰ" ہے اور "انعمت علیہ" کا مطلب ہے کہ آپ نے اس کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد زینب بنت جحش سے نکاح کر دیا۔

مہر : مقاتل بن حبان کا بیان ہے کہ حضرت زید نے ان کو بطور مہر' دس دینار ساٹھ درہم' دوپٹہ' بڑی چادر' قمیص اور ساٹھ مد کھجور ادا کی' اور وہ ان کے عقد میں ایک سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ رہیں پھر ان کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی تو حضرت زید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔ سورہ احزاب میں ہے (۳۳/۳۷) اور تو اپنے دل میں ایک "چیز" چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا' بقول علی زین العابدین اور مفسر سدی حضرت زینبؓ کا شمار ازواج مطہرات میں مقدر تھا اور یہی بات رسول اللہ ﷺ کے دل میں تھی۔ اکثر اسلاف نے اس مقام پر عجیب و غریب آثار و اقوال نقل کئے ہیں ہم نے ان کو نظر انداز کر دیا ہے۔

سورہ احزاب (۳۳/۳۷) میں ہے' "پھر جب زید اس سے حاجت پوری کر چکا تو ہم نے تجھ سے اس کا نکاح کر دیا" یعنی حضرت زید نے طلاق دے دی اور ان کی عدت پوری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو شادی کا پیغام بھیجا پھر ان سے شادی کر لی یعنی اللہ رب العالمین نے ان کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضرت زینبؓ دیگر ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے خاندان نے کیا میرا نکاح اللہ نے سات آسمان کے اوپر سے کیا اور دوسری سند میں ہے کہ اللہ نے میرا نکاح آسمان پر کیا ہے۔

اور اسی موقعہ پر آیت حجاب (۳۳/۵۳) نازل ہوئی' "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر

اس وقت کہ تمہیں کھانے کے لئے اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظار کرتے ہوئے۔"

حافظ بیہقی نے حماد بن زید سے ثابت کی معرفت حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ زیدؓ حضرت زینبؓ کا شکوہ کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کو نصیحت کرتے تھے اللہ سے ڈر اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے اگر کوئی "بات" رسول اللہ ﷺ چھپاتے تو اس بات کو چھپاتے۔ حضرت زینبؓ دیگر ازواج مطہرات پر بطور فخر کہا کرتی تھیں **زوجکن اھلیکن و زوجنی اللّٰہ من فوق سبع سماوات** اس روایت کو امام بخاری نے (احمد از محمد بن ابی بکر مقدمی از حماد بن زید) نقل کیا ہے۔

امام بیہقی نے (عفان' حماد بن زید' ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ زیدؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت زینبؓ کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا **امسک علیک زوجک** (۳۳/۳۷) تو یہ آیت نازل ہوئی (۳۳/۳۷) **وتخفی فی نفسک ما اللّٰہ مبدیہ** امام بخاری نے یہ روایت (محمد بن عبدالرحیم از معلی بن منصور از محمد) مختصر روایت بیان کی ہے۔

ابن جریر (ابن حمید' جریر' مغیرہ) **شعبی** سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینبؓ نبی علیہ السلام سے کہا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کی باقی ازواج مطہرات سے تین باتوں پر ناز ہے کوئی عورت اس میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ کا دادا اور میرا نانا ایک ہے' اللہ نے میرا نکاح آسمان پر کیا اور سفارت کا کام جبرائیل نے انجام دیا۔

امام احمد' (ہاشم بن قاسم' نضر' سلیمان بن مغیرہ' ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینبؓ کی عدت پوری ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ کو کہا جاؤ اور اس کے پاس میرا تذکرہ کرو۔ وہ آئے تو آپ آٹا گوندھ رہی تھیں' زید نے کہا میں نے اس کو دیکھا تو میرے دل میں اس کی قدر و منزلت بڑھ گئی یہاں تک کہ میں اس کو نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی طرف پشت کر لی اور ایڑیوں کے بل پلٹا اور عرض کیا زینب! مبارک ہو رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ تو انہوں نے کہا میں اس معاملہ میں استخارہ کرنے سے قبل کچھ بات نہ کہوں گی پھر وہ اپنے مصلی پر کھڑی ہو گئیں۔ اس اثناء میں قرآن نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں بلا اجازت چلے آئے۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعد ازیں دعوت ولیمہ کی۔ اکثر لوگ کھانا کھا کر چلے گئے اور بعض کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر آئے اور میں بھی آپ کے پیچھے تھا' آپ تمام ازواج مطہرات کے کمروں میں گئے اور سلام کہا' انہوں نے آپ کے نئے گھر کے بارے خیریت دریافت کی' اس دوران معلوم نہیں میں نے آپ کو بتایا یا اور کسی نے کہ لوگ گھر سے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ آپ گھر تشریف لائے میں بھی آپ کے پیچھے تھا' میں آپ کے ساتھ گھر کے اندر داخل ہونے لگا تو آپ نے پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب (۳۳/۵۳) **لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم** نازل ہوئی' اس روایت کو امام مسلم اور نسائی نے سلیمان بن مغیرہ کی سند سے بیان کیا ہے۔

آیت حجاب کا نزول : حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق امہات المومنین کی صیانت اور حفاظت کی خاطر پردے اور حجاب کا حکم اس شادی میں نازل ہوا۔

امام بخاری (محمد بن عبداللہ بن رقاش، معتمر بن سلیمان، سلیمان، ابو مجلز) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا، لوگوں کو "دعوت ولیمہ" میں بلایا، لوگ کھانا کھانے کے بعد، باتیں کرنے بیٹھ گئے آپؐ اٹھنے کا ارادہ کرتے مگر لوگ نہ اٹھے، بالآخر، آپ اٹھے، جب آپ اٹھے تو اکثر لوگ آپ کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور تین آدمی بیٹھے رہے پھر آپ گھر تشریف لائے دیکھا تو وہ لوگ اب بھی بیٹھے ہیں پھر وہ اٹھے اور چلے گئے، بعد ازاں میں نے نبی علیہ السلام کو بتایا کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں چنانچہ نبی علیہ السلام آئے اور اندر داخل ہوئے میں بھی داخل ہونے لگا تو آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور اللہ تعالیٰ نے آیت پردہ نازل فرمائی **لا تدخلوا بیوت النبی** (۵۳/۳۳) اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ نیز امام مسلم اور نسائی نے معتمر سے بیان کیا ہے، نیز اس روایت کو امام بخاری نے (ایوب از ابوقلابہ از انس) بھی بیان کیا ہے۔

امام بخاری (ابو معمر، عبدالوارث، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی حضرت زینب بنت جحش سے شادی ہوئی تو گوشت روٹی سے دعوت ولیمہ کی گئی، مجھے لوگوں کو بلانے کے لئے بھیجا گیا چنانچہ چند لوگ آتے کھا کر چلے جاتے۔ آخر کار سب لوگ کھا کر چلے گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اب کوئی شخص باقی نہیں رہا جسے میں بلا کر لاؤں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دسترخوان اٹھا لو اور تین شخص گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے "ان کو دیکھ کر" رسول اللہ ﷺ باہر آئے اور حضرت عائشہؓ کے کمرے میں آکر کہا **السلام علیکم یا اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** انہوں نے سلام کا جواب دے کر نئے گھر کی خیر عافیت پوچھی اور برکت کی دعا کی۔ اسی طرح آپؐ سب ازواج مطہرات کے کمروں میں گئے، سلام کہا، انہوں نے بھی حضرت عائشہ کی طرح جواب دیا، بعد ازاں آپ لوٹ کر آئے تو دیکھا وہ تین آدمی محو گفتگو ہیں (اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے) رسول اللہ ﷺ بڑے شرمیلے تھے (ان کو کچھ نہ کہا) اور خود حضرت عائشہؓ کے کمرے کی طرف چلے گئے، بعد ازاں معلوم نہیں میں نے بتایا یا اور کسی نے کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں تو آپ تشریف لائے اور ایک پاؤں گھر کی دہلیز کے اندر تھا اور دوسرا باہر کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اور آیت حجاب (۵۳/۳۳) نازل ہوئی۔

اس سند کے ساتھ امام بخاری منفرد ہیں۔ پھر اس روایت کو (اسحاق بن نصر از عبداللہ بن بکیر از حمید از انس) اسی طرح بیان کیا ہے اور اس روایت میں "تین آدمیوں" کی بجائے "دو آدمی" مذکور ہیں، واللہ اعلم۔ نیز امام بخاری نے اس روایت کو (ابراہیم بن طہمان از جعد ابو عثمان) حضرت انس سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

معجزہ : ابن ابی حاتم (ابو حاتم، ابوالمظفر، جعفر بن سلیمان، جعد ابو عثمان **یشکری**) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شادی کی اور ام سلیم نے "حیس" بنا کر ایک پیالے میں ڈال دیا اور مجھے کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جا اور عرض کرنا یہ معمولی سا تحفہ ہے۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ لوگ اس وقت خستہ حال تھے' میں اس کھانے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ام سلیم نے سلام عرض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ہماری طرف سے معمولی سا تحفہ ہے' آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا یہ گھر کے ایک گوشہ میں رکھ دے' بعد ازاں فرمایا' جا' فلاں' فلاں اور بہت سے نام لے کر بتایا جو مسلمان ملے اسے بلا لا چنانچہ میں سب کو پیغام پہنچا آیا واپس آیا تو گھر' صفہ اور کمرہ سب لوگوں سے کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ (ابو عثمان نے پوچھا جناب وہ کتنے ہوں گے تو حضرت انسؓ نے کہا اندازاً تین سو ہوں گے) حضرت انس کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کھانا لا' میں نے کھانا پیش کیا تو آپ نے اس پر ہاتھ رکھ کر دعا کی اور فرمایا دس دس آدمی حلقہ باندھ لیں' اور بسم اللہ پڑھ کر ہر آدمی اپنے سامنے سے کھائے چنانچہ سب نے کھا لیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا برتن اٹھا لو' میں نے برتن اٹھایا اور اس میں غور سے دیکھا تو معلوم نہ ہوتا تھا کہ "پہلے زیادہ تھا یا اب"

دل آزاری : کچھ آدمی آپس میں وہیں باتیں کرنے بیٹھ گئے اور نبی علیہ السلام کی نئی بیوی گھر میں دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھی ہوئی تھیں اور یہ ہیں کہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے اور رسول اللہ ﷺ کی دل آزاری کا باعث بن رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بڑے شرمیلے تھے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو جاتا تو یہ بات ان کو گراں گزرتی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ خود اٹھے اور دیگر ازواج مطہرات کے پاس چلے گئے واپس آئے تو وہ پھر بھی باتوں میں محو ہیں۔ پھر یہ سمجھے کہ ہماری موجودگی رسول اللہ ﷺ کے لئے تکلیف دہ ہے تو وہ فوراً گھر سے چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور پردہ لٹکا دیا۔ تھوڑی دیر بعد قرآن نازل ہوا اور آپ سورہ احزاب کی آیت ۵۳ اور ۵۴ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے' یہ آیات آپؐ نے سب سے پہلے مجھے پڑھ کر سنائیں اور مجھے ہی سب سے پہلے ان کا علم ہوا۔

اس روایت کو امام مسلم' ترمذی اور نسائی نے (قتیبہ از جعفر بن سلیمان از سعد ابو عثمان) بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔ نیز اس کو امام مسلم نے (محمد بن رافع' عبد الرزاق' معمر) جعد ابی عثمان سے بھی بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری' ترمذی اور نسائی نے متعدد طرق سے ابوبشر احمسی کوفی کی معرفت حضرت انسؓ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے ابو نضرہ عبدی کی معرفت حضرت انسؓ سے اسی طرح بیان کیا ہے مگر اصحاب صحاح ستہ نے اس سند سے اس کو بیان نہیں کیا۔ ابن جریر نے اس روایت کو عمرو بن سعید اور زہری از انس اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت زینب بنت جحشؓ کا نام پہلے "برہ" تھا آپ نے اس کا نام تبدیل کر کے زینبؓ رکھ دیا اور کنیت ام حکم تھی۔ آپؓ کا شمار پہلی مہاجر خواتین میں ہے بقول حضرت عائشہؓ میں نے دینداری میں اس سے بہتر کوئی عورت نہیں دیکھی وہ سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی راست گو' صلہ رحم' دیانت دار اور خیرات کرنے والی خاتون تھی۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا' رسول اللہ ﷺ نے زینبؓ سے میری اخلاقی حالت دریافت کی۔ (حالانکہ وہ نبی علیہ السلام کی تمام بیویوں میں سے میرا مقابلہ کرتی تھیں اللہ نے اس کو' اس کے ورع اور تقویٰ کی وجہ سے بچا لیا اور محفوظ رکھا) تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی

آنکھ اور کان کو شر سے محفوظ رکھتی ہوں اور میرے علم میں تو وہ سراپا خیر ہیں۔

امام مسلم (محمد بن غیلان، فضل بن موسیٰ شیبانی، طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے، سب سے پہلے، وہ عورت مجھ سے ملے گی، جس کا ہاتھ لمبا ہو گا، چنانچہ ہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں کہ کس کا ہاتھ لمبا ہے۔ (پھر معلوم ہوا) کہ زینبؓ کا ہاتھ ہم سب سے لمبا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور کمائی کو راہ خدا میں لٹا دیتی تھیں (انفرد بہ مسلم)

واقدی وغیرہ اصحاب سیر و مغازی اور مورخین نے بیان کیا ہے کہ وہ ۲۰ھ میں فوت ہوئیں۔ نماز جنازہ امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور آپؓ پہلی عورت ہیں جن کے جنازہ کے لئے باپردہ چارپائی تیار ہوئی۔

۶ھ کے حالات : بقول امام بیہقی، ماہ محرم ۶ھ میں محمد بن سلمہؓ کی زیر قیادت ایک فوجی دستہ نجد کی طرف روانہ ہوا اور اس نے ثمامہ بن اثال یمامی کو گرفتار کر لیا مگر ابن اسحاق نے سعید مقبری کی معرفت حضرت ابوہریرہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بھی اس دستہ میں شامل تھا، حالانکہ حضرت ابوہریرہ نے فتح خیبر ۷ھ کے بعد ہجرت کی لہٰذا یہ بعد ازیں بیان ہونا چاہئے، واللہ اعلم۔

بنی لحیان کی طرف : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اواخر ذی قعدہ اور اوائل ذی الحج ۵ھ میں بنی قریظہ مفتوح ہوا اور حج مشرکین کے زیر نگرانی ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں قریباً چھ ماہ قیام کیا اور جمادی اولیٰ ۶ھ میں رجیع کے مقتولوں کا بدلہ لینے کے لئے بنی لحیان کی طرف روانہ ہوئے اور ظاہر یہ کیا کہ آپ "شام" کی طرف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ اچانک ان پر حملہ آور ہوں اور بقول ابن ہشام، حضرت ابن ام مکتوم کو امیر مدینہ مقرر کیا۔

الغرض جب نبی علیہ السلام ان کے علاقہ میں پہنچے تو وہ پہاڑوں کی چوٹیوں میں روپوش ہو گئے۔ پھر آپ نے عسفان کا قصد کیا اور وہاں مشرکوں کے ایک لشکر سے نبرد آزما ہوئے اور وہاں نماز خوف پڑھائی۔ غزوہ بنی لحیان کا ذکر ۴ھ میں ہو چکا ہے، امام بیہقی نے اس کو ۴ھ میں ہی ذکر کیا ہے۔ اگر ابن اسحاق کا بیان قرین قیاس ہے کہ وہ غزوہ خندق کے بعد وقوع پذیر ہوا اور یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے غزوہ بنی لحیان میں نماز خوف پڑھائی۔ لہٰذا یہ ۶ھ میں بیان ہونا چاہئے، محمد بن اسحاق کی اتباع و پیروی میں جو مغازی کے امام ہیں جیسا کہ امام شافعی سے منقول ہے من اراد المغازی فھو عیال علیٰ، ابن اسحاق

کعب بن مالک نے غزوہ بنی لحیان کے بارے کہا

لو ان بنی لحیان کانوا تناظروا لقوا عصبا فی دارھم ذات مصدق

لقوا سرعاناً یملأ السرب روعہ أمام طحون کالمجرة فیلق

ولکنھم کانوا وباراً تتبعت شعاب حجاز غیر ذی متنفق

(اگر بنی لحیان انتظار کرتے تو وہ اپنے علاقہ میں راست گو جماعت سے برسرپیکار ہوتے۔ وہ ایسے لشکر سے لڑتے جس سے دل خوفزدہ ہو جاتا ہے تباہ کن لشکر کے سامنے جس کی تلواروں کی چمک ستاروں کی طرح۔ لیکن وہ جنگلی بلی کی

طرح بلوں میں گھس گئے)

غزوہ ذی قرد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں چند روز ہی قیام کیا تھا کہ غطفان کے ایک لشکر نے عیینہ بن حصن فزاری کی زیر قیادت "غابہ" میں نبی علیہ السلام کی دودھیل اونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا اور وہاں ایک غفاری اپنی بیوی کے ہمراہ رہتا تھا' غفاری کو قتل کر دیا' اور عورت کو اونٹنیوں کے ساتھ لے گئے۔

ابن اسحاق (عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ ثقہ راوی) عبداللہ بن کعب بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت سلمہ بن اکوع اسلمیؓ کو اس غارت گری کا علم ہوا وہ غابہ کی طرف تیر کمان لئے جا رہے تھے۔ ان کے ہمراہ طلحہ بن عبیداللہ کا غلام تھا جس کے پاس طلحہ کا گھوڑا تھا چلتے چلتے وہ "ثنیۃ الوداع" پر چڑھے اور کفار کے کچھ گھوڑوں کو دیکھا تو سلع پہاڑی پر چڑھ کر نعرہ مارا واصباہ' پھر حملہ آوروں کے تعاقب میں درندے کی طرح دوڑے اور ان کو جالیا۔ ان پر تیر برساتے ہوئے یہ رجز پڑھتے تھے

حذھا وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

(اس کو سنبھال' میں ہوں اکوع کا بیٹا' آج کا روز کمینوں کی ہلاکت کا روز ہے)

جب دشمن کا لشکر ان کی طرف متوجہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتے۔ موقعہ پا کر پھر ان کے سامنے آجاتے' تیر اندازی ممکن ہوتی تو تیر مار کر یہ رجز پڑھتے۔

خذھا وانا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع

پھر ان میں سے کسی نے کہا' کیا صبح سے ابن اکوع ہی ہم پر یلغار کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ابن اکوع کی پکار کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطرے کا اعلان کر دیا اور سب گھوڑ سوار رسول اللہ ﷺ کی طرف دوڑے' سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس مقداد بن اسودؓ پہنچے' پھر عباد بن بشرؓ سعد بن زید "غالباً" اسید بن ظہیر' عکاشہ بن محصن' محرز بن نضلہ اسدی' ابو قتادہ' حارث بن ربعی سلمی اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت زرقی بھی پہنچ گئے' جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تو آپ نے سعد بن زید کو امیر نامزد کر کے فرمایا ان کے تعاقب میں تم چلو میں بھی لوگوں کو لے کر آتا ہوں۔

حضرت ابو عیاش زرقی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی زریق کے بعض افراد سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو عیاش زرقی کو کہا اگر تم یہ گھوڑا ماہر شاہ سوار کو دے دیتے اور وہ دشمن کے تعاقب میں چلا جاتا تو بہتر تھا تو ابو عیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں سب سے اعلیٰ شاہ سوار ہوں چنانچہ میں گھوڑے پر سوار ہوا صرف پچاس گز چلا ہوں گا کہ گھوڑے نے مجھے نیچے گرا دیا اور میں حیران رہ گیا۔

زرقی قبیلہ کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابو عیاش زرقی کا گھوڑا' رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ کو دیا اور وہ آٹھواں شاہ سوار تھا۔ اور بعض لوگ سلمہ بن اکوع کو آٹھواں شمار کرتے ہیں اور اسید بن ظہیر گھوڑے سے گرا تھا خدا معلوم ان میں سے آٹھواں کون تھا' مگر یہ ظاہر ہے

کہ سلمہ بن اکوع شاہ سوار نہ تھا وہ پیدل ہی دوڑ کر دشمن سے جاملا تھا۔ ابن اسحاق نے عاصم بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ ان آٹھ شاہ سواروں میں سے سب سے پہلے محرز بن نضلہ عرف اخرم یا قمیر' دشمن کے تعاقب میں پہنچے' ان کے پاس محمود بن سلمہ کا گھوڑا "ذولمہ" نامی تھا۔

حضرت محرز شہید : جب محرزؓ دشمن کے پاس پہنچ گئے تو ان کو کہا' ٹھہرو! اے کمینو! ابھی مہاجر اور انصار تمہارے تعاقب میں آیا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر ان پر دشمن نے حملہ کیا اور ان کو شہید کر دیا' مگر گھوڑا دوڑ کر بنی عبدالاشہل میں اپنے تھان پر آگیا قاتل اس کو پکڑ نہ سکا۔ بقول اسحاق' اس روز صرف محرزؓ ہی شہید ہوئے۔ مگر ابن ہشام نے متعدد اہل علم سے نقل کیا ہے کہ وقاص بن مجزز مدلجی بھی اس روز شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے بعض ثقہ راویوں کی معرفت عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے کہ محرز بن نضلہ کے پاس عکاشہ بن محصن کا "جناح" نامی گھوڑا تھا' محرز شہید ہو گئے اور گھوڑا چھین لیا گیا' واللہ اعلم۔

حضرت ابو قتادہؓ : یہ شاہ سوار دشمن کو جا ملے تو ابو قتادہ نے حبیب بن عیینہ کو قتل کر کے اپنی چادر سے ڈھانپ دیا اور خود ان کے تعاقب میں ہو لیا اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں پیچھے چلے آرہے تھے تو لوگوں نے حبیب بن عیینہ کو' ابو قتادہ کی چادر میں لپٹا دیکھ کر کلمہ استرجاع پڑھا اور اناللہ کہا کہ ابو قتادہ شہید ہو گیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ ابو قتادہ نہیں بلکہ وہ ابو قتادہ کا مقتول ہے اس نے اس پر اپنی چادر ڈال دی ہے کہ معلوم ہو جائے وہ اس کا قاتل ہے۔

حضرت عکاشہ : حضرت عکاشہ بن محصن نے "اوبار" اور اس کے بیٹے عمرو کو ایک اونٹ پر سوار پایا اور دونوں کو نیزے میں پرو کر ہلاک کر دیا اور کچھ اونٹنیاں واگزار کرا لیں۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ "ذی قرد" میں فروکش ہو گئے اور باقی مسلمان بھی آپ کے پاس پہنچ گئے اور آپ نے وہاں ایک شب و روز قیام فرمایا۔ سلمہ بن اکوع نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ مجھے سو آدمیوں میں روانہ کر دیں تو میں باقی ماندہ اونٹنیاں بھی لے آؤں اور دشمنوں کو بھی گرفتار کر لاؤں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب وہ غطفان میں ہیں اور ان کی مہمانی کی جا رہی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ہر سو آدمی کو ایک اونٹ دیا اور وہاں مقیم رہے پھر مدینہ واپس چلے آئے۔

ناروا نذر : غفاری کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ چلی آئی اور اس نے غارت کا پورا قصہ رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کر کے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے نذر مانی تھی اگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اس سواری پر صحیح سلامت پہنچا دیا تو میں اس کو راہ خدا ذبح کر دوں گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا تم نے اس کو بدترین صلہ دیا کہ اللہ نے تجھے اس پر سواری کی توفیق دی اور تجھ کو صحیح سلامت پہنچایا اور پھر اس کو تو ذبح کر رہی ہے۔ سن! اللہ کی معصیت میں منت ماننا درست نہیں اور نہ ایسی چیز میں جو تمہاری ملکیت نہ ہو۔ یہ ناقہ تو ہمارے اونٹوں میں سے ہے' چنانچہ تو اللہ کا نام لے کر اپنے گھر واپس چلی جا۔ امام ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بارے میں ابو زبیر مکی از حسن بصری روایت مروی ہے۔

امام بخاری کی رائے : امام بخاری نے فرمایا ہے کہ حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے "غزوہ ذی قرد" پیش آیا یہ وہی غزوہ ہے جو غزوہ خیبر سے تین روز قبل پیش آیا جس میں "غطفان" نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا۔

امام بخاری (قتیبہ بن سعید' حاتم' یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں صبح سویرے اذان فجر سے قبل گھر سے نکلا اور نبی علیہ السلام کی اونٹنیاں "ذی قرد" کی چراگاہ میں تھیں۔ راستے میں مجھے عبدالرحمان بن عوف کا غلام ملا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں۔ میں نے پوچھا کس نے تو اس نے بتایا غطفان نے۔ یہ سن کر میں نے بہ آواز بلند تین بار "واصباہ" کا نعرہ مارا جو مدینہ کے تمام لوگوں کو سنائی دیا۔ پھر میں سیدھا ان کے تعاقب میں دوڑا اور ان کو پالیا وہ پانی پلا رہے تھے میں تیر انداز آدمی تھا۔ میں ان پر تیر برسا رہا تھا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا (انا ابن الاکوع الیوم یوم الرضع) بالآخر میں نے ان سے اونٹنیاں چھڑوالیں اور تیس چادریں بھی چھین لیں۔

قابو پا جاؤ تو درگزر کرو : پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ آئے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا وہ پیاسے ہیں آپ ابھی ان کے تعاقب میں روانہ فرمادیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن اکوع جب قابو پا جاؤ تو عفو سے کام لو۔ پھر ہم واپس مدینے کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا یہاں تک کہ ہم مدینہ پہنچ گئے۔

اس روایت کو امام مسلم نے قتیبہ سے بیان کیا ہے۔ نیز امام بخاری نے اس روایت کو (ابو عاصم سہیلی از یزید بن ابی عبیدہ از سلمہ غلام خود) اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد (ہاشم بن قاسم' عکرمہ بن عمار' ایاس بن سلمہ بن اکوع) حضرت سلمہ بن اکوع سے بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ آئے پھر میں اور رسول اللہ ﷺ کا غلام رباح' آپ کی سواریوں کو لے کر مدینہ سے باہر چلے آئے اور میں نے طلحہ بن عبیداللہ کا گھوڑا تضمیر اور سدھانے کے لئے ساتھ لے لیا۔ ابھی اندھیرا ہی تھا کہ عبدالرحمان بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈال دیا اور چرواہے کو قتل کر دیا اور لشکر کے دیگر لوگ ان کو بھگا کر لے گئے' میں نے رباح کو کہا' گھوڑے پر سوار ہو اور طلحہ کے پاس پہنچا دے نیز رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دے کہ آپ کے مویشیوں پر ڈاکہ ڈال دیا گیا ہے میں ایک ٹیلے پر چڑھا اور مدینہ کی طرف منہ کر کے تین بار نعرہ مارا یا صباہ! اور دشمن کے تعاقب میں دوڑ پڑا میرے پاس تلوار اور کمان تھی۔ میں ان پر تیر برسانے لگا اور ان کی سواریوں کو زخمی کرنے لگا۔ وہاں بہت درخت تھے' جب ان میں سے کوئی میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی اوٹ لے لیتا اور تیر چلانے لگتا جو میری طرف آتا میں اس کے گھوڑے کو تیر چلا کر زخمی کر دیتا اور یہ رجز پڑھتا **خذھا انا ابن الاکوع' والیوم یوم الرضع**

پھر میں کسی سوار کے قریب ہوتا اور تیر مارتا جو اس کی زین کو چیر کر کندھے تک پہنچ جاتا اور کہتا یہ لے میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔

چنانچہ جب میں درختوں والے علاقے میں ہوتا تو ان کو تیروں سے زخمی کرتا اور جب پہاڑوں کا تنگ راستہ آتا تو میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور ان پر پتھر برساتا اسی طرح متواتر میں ان کا تعاقب کرتا رہا اور رجز پڑھتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے جتنے بھی اونٹ تھے میں نے ان سب کو اپنے عقب میں کر لیا اور ان کے قبضہ سے چھڑا لیا پھر بھی میں ان کے تعاقب میں رہا یہاں تک کہ انہوں نے تیس سے زائد نیزے اور تیس سے زیادہ چادریں اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر پھینک دیں اور وہ جو چیز پھینکتے تھے میں اس پر بطور نشانی پتھر رکھ دیتا تھا اور ان سب کو میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستہ پر جمع کر دیا۔

یہاں تک کہ جب دھوپ پھیل گئی تو عیینہ بن بدر فزاری ان کی مدد کے لئے آیا وہ پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں تھے میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر ان سے اونچا ہو گیا تو عیینہ فزاری نے کہا میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا ہم تو اس کی وجہ سے عجب جنجال میں مبتلا ہیں' سحری سے اب تک وہ ہمارے تعاقب میں ہے جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ اس نے چھین لیا ہے اور اپنے پیچھے محفوظ کر لیا۔

اخرمؓ : یہ سن کر عیینہ نے کہا' اس کو پیچھے سے کمک کی امید نہ ہوتی تو وہ تم کو چھوڑ کر چلا جاتا تمہارے کچھ آدمی اس کے سامنے کھڑے ہوں چنانچہ ان میں سے چار آدمی سامنے آئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے جب میرے قریب آگئے کہ میں ان کی آواز سن سکوں تو میں نے کہا کیا تم مجھے پہچانتے ہو' انہوں نے پوچھا تو کون ہے' میں نے کہا' میں ابن اکوع ہوں' اس ذات کی قسم! جس نے محمد کے رخ زیبا کو عزت و شرف بخشی ہے تم میں سے جو کوئی میرا تعاقب کرے گا تو وہ مجھے پا نہ سکے گا اور میں جس کا تعاقب کروں گا وہ مجھ سے بھاگ نہ سکے گا' ان میں سے کسی نے کہا' یہ محض ظن و گمان ہے۔ میں اس مقام میں ہی تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھ لیا وہ درختوں کے درمیان سے چلے آرہے ہیں' سب سے آگے اخرمؓ اس کے پیچھے ابو قتادہؓ رسول اللہ ﷺ کا خاص شاہ سوار' اس کے پیچھے مقداد بن اسود کندی (ان کو دیکھ کر) مشرک فرار ہو گئے۔ --- میں پہاڑ سے اترا اور اخرم کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا اے اخرم! تم ان سے بچے رہو' مجھے خطرہ ہے کہ وہ تم کو مار ڈالیں گے تم انتظار کرو کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ بھی آجائیں۔

اس نے کہا اے سلمہ! اگر تجھے اللہ اور آخرت پر یقین ہے اور تو جانتا ہے کہ جنت اور جہنم برحق ہے تو' تو میرے اور شہادت کے درمیان مت حائل ہو۔ یہ سن کر میں نے اس کو چھوڑ دیا' وہ عبدالرحمان بن عیینہ کے بالمقابل ہوا اور آپس میں نیزہ بازی ہوئی' اخرم نے عبدالرحمان کے گھوڑے کو زخمی کیا اور عبدالرحمان نے اس کو برچھی مار کر شہید کر دیا اور اخرم کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا' پھر ابو قتادہؓ' عبدالرحمان بن عیینہ کے بالمقابل آیا' آپس میں ایک دوسرے پر وار کیا' اس نے ابو قتادہ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور ابو قتادہ نے اس کو برچھی کا وار کر کے ہلاک کر دیا اور ابو قتادہ اخرم کے گھوڑے پر سوار ہو گیا (جو ابن عیینہ نے چھینا تھا)

پھر میں ان کے تعاقب میں دوڑتا رہا (اتنی دور نکل گیا) یہاں تک مجھے نہ کوئی صحابی نظر آیا اور نہ ان کی گرد و غبار۔ اور لٹیرے سورج غروب ہونے سے قبل ایک گھاٹی میں پہنچے جہاں پانی تھا اس کا نام ذو قرد تھا انہوں نے

پانی پینے کا ارادہ کیا اور مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے اور "ثنیہ ذی بیئر" کی طرف مائل ہو گئے اور سورج غروب ہو گیا۔

میں نے دوڑ کر ایک آدمی کو تیر مارا اور نعرہ مارا (خذھا وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع) اس نے کہا اس کی ماں اس پر روئے وہی ابن اکوع ہے جو صبح کو میرے ساتھ تھا میں نے کہا ہاں! اپنی جان کے دشمن! جس شخص کو میں نے صبح تیر مارا تھا' اس پر دوسرا تیر بھی پیوست کر دیا چنانچہ اس کو دو تیر لگے۔ اور وہ لوگ دو گھوڑے چھوڑ گئے میں ان کو ہانک کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ اس چشمے (ذی قرد) پر فروکش تھے جس سے میں نے ان کو بھگایا تھا اور معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ سو صحابہ میں تشریف فرما ہیں اور بلال نے (ان اونٹوں میں سے جو میں نے چھینے تھے) ایک اونٹ ذبح کیا اور رسول اللہ ﷺ کے لئے اس کی کلیجی اور کوہان بھون کر تیار کیا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے' لشکر میں سے سو آدمی منتخب کر لوں اور میں کفار کو رات کی تاریکی میں پکڑ لوں اور سب کو تہ تیغ کر دوں' ایک بھی باقی نہ بچے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سلمہ! کیا تو یہ کر سکتا ہے عرض کیا ہاں' قسم اس کی جس نے آپ کو بزرگی عطا کی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آگ کی روشنی میں آپ کی داڑھیں دیکھ لیں' پھر آپ نے فرمایا' وہ تو اب غطفان کے علاقہ میں پہنچ چکے ہیں وہاں ان کی مہمانی ہو رہی ہے۔

خوف و ہراس : چنانچہ ایک غطفانی آیا اس نے بتایا کہ وہ "فلاں غطفانی" کے پاس سے گزرے اس نے ان کے لئے ایک اونٹ ذبح کیا' وہ اس کی کھال اتار رہے تھے کہ ان کو گرد و غبار نظر آیا (وہ سمجھے کہ لوگ آگئے) اور وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے سارے شاہ سواروں میں سے ابو قتادہؓ بہتر ہے اور پیادوں میں سے سلمہؓ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو حصہ دئے ایک سوار کا اور ایک پیدل کا اور مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے عضباء پر اپنے پیچھے سوار فرمایا۔

مسابقہ : جب ہمارے اور مدینہ کے درمیان کچھ مسافت باقی رہ گئی تو ایک انصاری نے (جو دوڑ میں کسی سے پیچھے نہ رہتا تھا) اعلان کیا کوئی ہے دوڑنے والا؟ کیا کوئی ایسا مرد نہیں جو مدینے تک دوڑ لگائے اور اس نے یہ اعلان بار بار دہرایا اور میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ میں نے اس کو کہا' کیا تو کسی بزرگ کی عزت نہیں کرتا اور کسی شریف سے نہیں ڈرتا؟ تو اس نے کہا صرف رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرتا ہوں اور کسی کی نہیں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر میرے ماں باپ فدا' اجازت فرمائیے' میں اس آدمی کے ساتھ دوڑ لگاؤں گا۔ آپ نے فرمایا جیسے تمہارا دل چاہے۔ پھر میں نے اس سے کہا' میں تیری طرف آتا ہوں تو وہ اپنی سواری سے کود پڑا اور میں بھی اپنا پاؤں موڑ کر' سواری سے کود پڑا اور ایک یا دو ٹیلے اس سے پیچھے رہ گیا' آہستہ چلتا رہا اپنی سانس کو درست رکھنے کے لئے پھر میں دوڑ کر اس کو مل گیا اور اس کے کندھوں

کے درمیان ایک گھونسا مار کر کہا واللہ! میں تجھ سے بازی لے گیا تو اس نے ہنس کر کہا میں بھی یہی گمان کرتا ہوں' اس طرح ہم مدینہ چلے آئے۔

اس روایت کو امام مسلم نے متعدد طرق سے عکرمہ بن عمار سے اسی طرح نقل کیا ہے اس میں ہے کہ میں "یعنی سلمہ" اس انصاری سے پہلے مدینہ پہنچا صرف تین رات قیام کیا اور خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔
امام بخاری اور امام بیہقی نے "غزوہ ذی قرد" کو حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے قبل بیان کیا ہے اور یہ ابن اسحاق کے بیان کی نسبت زیادہ مناسب ہے' واللہ اعلم۔ اس کو ۷ھ کے اوائل میں بیان کرنا مناسب ہے کیونکہ غزوہ خیبر ماہ صفر ۷ھ میں واقع ہوا ہے۔

عورت کا قصہ اور ناقہ عضباء : باقی رہا اس عورت کا قصہ جو رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہو کر منزل مقصود پر پہنچی اور اس نے اس سواری کے ذبح کرنے کی نذر مانی' تو یہ ابن اسحاق نے ابو زبیر کی معرفت حسن بصری سے مرسل نقل کیا ہے۔ اور یہ متعدد اسناد سے "موصول" بھی مروی ہے۔

امام احمد (عفان' حماد بن زید' ایوب' ابو قلابہ' ابو المہلب) حضرت عمران بن حصینؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ناقہ عضباء' بنی عقیل کے ایک آدمی کی تھی اور قافلے کے آگے رہتی تھی وہ اسی کے ساتھ پکڑی گئی وہ بندھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے ایک گدھے پر سوار ہو کر گزرے تو اس نے عرض کیا اے محمد! آپ نے مجھے اور قافلہ سے آگے رہنے والی اونٹنی کو کیوں پکڑا ہے؟ تو آپ نے فرمایا' ہم نے تجھے تیرے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم میں گرفتار کیا ہے۔ قبیلہ ثقیف نے دو صحابہ کو گرفتار کر لیا تھا (اور مسلم کی روایت میں ہے **لو قلتلها وانت تملك امرك وافلحت كل الفلاح**) رسول اللہ ﷺ جانے لگے تو اس نے عرض کیا یا محمد! خورد و نوش کا محتاج ہوں تو آپ نے فرمایا یہ تمہاری ضرورت ہے "پوری ہو گی" پھر اس نے دو آدمیوں کا فدیہ ادا کیا اور ناقہ عضباء رسول اللہ ﷺ کی سواری کے لئے رکھ لی گئی۔

مشرک لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر مدینہ میں ڈاکہ ڈالا تو وہ اس کے ساتھ ایک مسلمان خاتون کو بھی گرفتار کر کے لے گئے۔ وہ جب راستے میں کسی مقام پر قیام کرتے تو وہ مویشیوں کو اپنے آس پاس چھوڑ دیتے تھے چنانچہ ایک رات وہ مسلمان خاتون ان کے سو جانے کے بعد اٹھی' جس سواری کے پاس آتی وہ بلبلانے لگتی یہاں تک کہ وہ عضباء کے پاس آئی' جو مطیع اور آزمودہ کار سواری تھی اس پر سوار ہو کر اس کو مدینہ کی طرف متوجہ کر دیا اور اس نے منت مانی کہ اللہ نے اس کو سلامتی سے ہمکنار کر دیا تو وہ اس کو ذبح کر دے گی۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچی تو رسول اللہ ﷺ کی ناقہ پہچان لی گئی کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی ناقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی نذر کے بارے معلوم ہوا یا اس نے خود بتایا تو آپ نے فرمایا تو نے اس کو بدترین بدلہ دیا ہے یا فرمایا اس خاتون نے اس کو برا بدلہ دیا کہ اللہ نے اس کو اس پر سوار کر کے غلامی سے نجات دی ہے اور یہ اس کو ذبح کر دے گی۔

پھر آپ نے فرمایا اللہ کی معصیت میں نذر اور منت کو پورا نہ کرنا چاہئے اور ہر اس چیز میں جس کا انسان مالک نہیں' اس روایت کو امام مسلم نے ابو الربیع زہرانی کی معرفت حماد بن زید سے بیان کیا ہے۔

حسانؓ : امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ ذی قرد کے بارے حضرت حسانؓ کے یہ اشعار ہیں۔

لا الذی لاقت ومس نورها   جنوب ساية أمس في التقود
لقينكم يحملن كل مدجج   حامی الحقيقة ماجد الاجداد
ولسر أولاد اللقيطة اننا   سلم غداة فوارس المقداد
كنا ثمانية وكانوا جحفلا   لجبا فشكوا بالرماح بداد
نا من القوم الذين يلونهم   ويقدمون عنان كل جواد

(اگر مقام سایہ کے جنوب میں کل ہمارے گھوڑے مصروف کار نہ ہوتے۔ تو وہ تمہارے پاس آتے ہر مسلح محافظ اور بزرگ کو اپنی پشت پر سوار کئے ہوئے۔ مجہول نسب لوگوں کی اولاد کو اس پر مسرت ہوتی کہ ہم مقداد کے شاہ سواروں کے سپرد ہیں۔ ہم صرف آٹھ سوار تھے اور وہ عظیم لشکر تھا جو نیزوں سے ریزہ ریزہ کر دیئے گئے۔ ہم اس قوم سے تھے جو ان کے قرب و جوار میں تھی اور ہر عمدہ گھوڑے کی زمام کو وہ آگے بڑھاتے تھے)

كلا ورب الراقصات الی منی   يقطعن عرض مخارم الاطواد
حتی نبيل الخيل في عرصاتكم   ونئوب بالملكات والأولاد
رهوا بكل مقلص وطمرة   في كل معترك عطفن وواد
أفنی دوابرها ولاح متونها   يوم تقاد به ويوم طراد

(ان سواریوں کے رب کی قسم' جو منیٰ کی طرف چلتی ہوئی بلند پہاڑوں کے راستوں کو طے کرتی ہیں۔ ہم صبر نہ کریں گے یہاں تک کہ تمہارے علاقہ میں اپنے گھوڑوں کا بول کرائیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر لائیں۔ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ہر ایک مستعد اور تازہ دم گھوڑوں کو جو ہر معرکے اور وادی میں چلتے ہیں۔ ان کے پاؤں اور ایڑیوں کو زخمی کر دیا ہے اور ان کی پشت کو کمزور کر دیا ہے گھمسان کی جنگ نے)

فكذاك ان جيادنا ملبونة   والحرب مشعلة بريح غواد
وسيوفنا بيض الحدائد تجتلی   جنن الحديد وهامة المرتاد
اخذ الاله عليهم لحرامه   ولعزة الرحمن بالاسداد
كانوا بدار ناعمين فبدلوا   أيام ذی قرد وجوه عناد

پس ایسی ہی ہمارے گھوڑوں کی غذا دودھ ہے اور لڑائی کی آتش باد صبا سے شعلہ بار ہے۔ ہماری سفید تلواریں لوہے کی خودوں اور جنگجو کے سر کو کاٹتی ہیں۔ اللہ نے مسلمانوں سے جنگ کی حرمت اور اپنے عزت و احترام سے پابندی کا عہد لیا ہے۔ وہ لوگ اپنے علاقہ میں ناز و نعمت میں تھے اور وہ ذی قرد کی جنگ کی وجہ سے غلاموں کے روپ بدیل کر دیئے گئے)

شاعر کی مجبوری : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ یہ اشعار سن کر امیر قافلہ حضرت سعدؓ بن زید' حضرت حسانؓ پر ناراض ہو گئے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ وہ حسانؓ سے کبھی ہم کلام نہ ہوں گے کہ اس نے میرے لشکر اور سواروں کو مقداد کا لشکر قرار دے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حسانؓ نے معذرت کی کہ مقداد کا نام ردیف اور

قافیہ کے موافق تھا پھر انہوں نے حضرت سعد بن زید کی تعریف میں کہا۔

زدتم لاشد اجد　　أو ذا غناء فعبکم سع

سعد بن زید لا یهدّ هد

(جب تم مضبوط تومند اور بے نیاز انسان سے ملنے کا ارادہ کرو تو سعد کو لازماً ملو۔ جو سعد بن زید ہے اس کو گرایا نہیں جا سکتا)

سعد نے یہ معذرت قبول نہ کی اور ان کو ناگوار گزری۔ تو حضرت حسانؓ نے مزید کہا

ظن عیینة ذ زرها　　بأن سوف یهدم فیها قصورا

ا کذبت ما کنت صدقته　　وقتم ستغنم أمرا کبیرا

عفت المدینة ذ زرتها　　وآنست للاسد فیها زئیرا

وولوا سراعا کشد النعام　　وم یکشفوا عن ملط حصیرا

(کیا عینیہ کا گمان تھا کہ جب وہ مدینہ آئے گا تو اس کے محلات مسمار کر دے گا۔ جس بات کی تصدیق کا تم نے اہتمام کیا تھا اس میں تو جھٹلایا گیا اور تم نے کہا کہ ہم بہت مال غنیمت حاصل کریں گے۔ تو نے مدینے کو ناگوار پایا جب تو وہاں آیا اور تو نے وہاں شیروں کی دھاڑیں سنیں۔ اور وہ بسرعت تمام بھاگ گئے شتر مرغ کے بھاگنے کی طرح انہوں نے کسی اونٹ کے باڑے کا کواڑ بھی نہیں کھولا)

یر عینا رسول الملیك　　أجب بذاك الینا أمیه

رسول یصدق ماجاءه　　ویتلوا کتاباً مضیئاً منیرا

(رسول اللہ ﷺ ہمارے امیر ہیں' کیا ہی محبوب امیر ہیں۔ اللہ کا رسول ہے جو وحی ان کے پاس آتی ہے وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور روشن کتاب کی وہ تلاوت کرتے ہیں۔

کعب بن مالک : حضرت کعبؓ نے جنگ ذی قرد میں مسلمان سواروں کی تعریف میں کہا۔

تحسب أولاد اللقیطة اننا　　علی الخیل لسنا مثلهم فی الفوارس

وانا أناس لا نری القتل سبة　　ولا ننثنی عند الرماح المداعس

وانا لنقری الضیف من قمع الذری　　ونضرب رأس الأبلج المتشاوس

نرد کماة المعلمین اذا انتحوا　　بضرب یسلی نخوة المتقاعس

ل فتی حامی حقیقة ماجد　　کریم کسرحان العضاة مخالس

(کیا لاوارث بچے کی اولاد کا گمان ہے کہ ہم ان کی مثل شاہ سوار نہیں ہیں۔ ہم ایسے مرد ہیں جو قتل کو عار نہیں سمجھتے اور نہ ہم نیزہ زن کے نیزوں کے پشت پھیرتے ہیں۔ ہم مہمان کی میزبانی اونٹ کی کوہان کے گوشت سے کرتے ہیں اور متکبر کے سر پر مارتے ہیں۔ ہم نامور بہادروں کو پسپا کر دیتے ہیں جب وہ تکبر کرتے ہیں ایسی ضرب سے جو ہٹ دھرم کی نخوت کو دور کر دے۔ ہر ایسے نوجوان کے ساتھ جو اپنے فرائض کا محافظ ہے اور مجد و فضل والا ہے جنگل کے بھڑیئے کی طرح اچک لے جانے والا ہے)

يذودون عن أحسابهم وبلادهم ببيض تقد الهام تحت القوانس
فسائل بني بدر اذا ما لقيتهم بما فعل الاخوان يوم التمارس
اذا ما خرجتم فاصدقوا من لقيتمْ ولا تكتموا أخباركم في المجالس
وقولوا زللنا عن مخالب خادر به وحر في الصدر ما لم يمارس

(جو اپنی جان و مال کا دفاع کرتے ہیں ایسی تلوار کے ساتھ جو خود ان کے نیچے سروں کو کاٹتی ہے۔ تو جنگ بدر والوں سے پوچھ جب تیری ان سے ملاقات ہو' کہ اخوان نے جنگ بدر میں کیا کیا۔ جب تم گھروں سے باہر آؤ تو ہر ملاقاتی سے سچ بولو اور اپنی باتوں کو مجلسوں میں چھپاؤ نہیں۔ اور تم کہو کہ ہم کچھار کے شیر کے پنجوں سے نکل آئے اور اس سینہ میں غیظ اور کینہ ہے جب تک وہ برسرپیکار نہ ہو)

غزوہ بنی مصطلق : بقول امام بخاری' یہ غزوہ مریسیع ہے۔ امام ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ ۶ھ میں واقع ہوا اور موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ۴ھ میں واقع ہوا' نعمان بن راشد نے زہری سے نقل کیا ہے کہ واقعہ "افک" غزوہ مریسیع میں پیش آیا' اسی طرح امام بخاری نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی سے نقل کیا ہے کہ یہ جنگ ۴ھ میں پیش آیا۔ اور امام بخاری نے جو موسیٰ بن عقبہ اور عروہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ شعبان ۵ھ میں پیش آیا اور اس کی تائید واقدی نے کی کہ وہ ۲ شعبان ۵ھ میں سات سو صحابہ کے لشکر میں ہوا۔ امام ابن اسحاق نے قصہ ذی قرد بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ نبی علیہ السلام نے مدینہ میں جماوی اخریٰ کے بعد ایام اور ماہ رجب میں قیام کیا' پھر بنی مصطلق سے ماہ شعبان ۶ھ میں جنگ کیا اور بقول ابن ہشام ابوذر غفاری یا نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو امیرمدینہ مقرر کیا۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ' عبداللہ بن ابی بکر اور محمد بن یحییٰ بن حبان سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع پہنچی کہ آپ سے جنگ کے لئے بنی مصطلق اپنے قائد حارث بن ابی ضرار والد حضرت جویریہؓ ــــ جن سے بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی شادی ہوئی ــــ کے زیر قیادت اکٹھے ہو رہے ہیں تو آپ ان کی طرف روانہ ہوئے' یہاں تک کہ ان کے چشمہ مریسیع پر فروکش ہوئے جو قدید کے اطراف میں ساحل سمندر کی طرف واقع ہے۔ لڑائی ہوئی اور اللہ نے بنی مصطلق کو ہزیمت سے دوچار کیا اور ان کے چند لوگ قتل ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیوی بچوں اور مال و متاع کو مال غنیمت بنا لیا۔

ایک مسلمان شہید ہوا : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۲ شعبان ۵ھ میں سات سو کے لشکر میں بنی مصطلق کی طرف روانہ ہوئے وہ بنی مدلج کے حلیف تھے جب ان کے قریب پہنچ گئے تو آپؐ نے مہاجرین کا علم حضرت ابوبکر صدیقؓ یا عمار بن یاسر کے سپرد کر دیا اور انصار کا علم سعد بن عبادہؓ کے حوالے کر دیا اور حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں کہ تم کلمہ توحید "لا الہ الا اللہ" پڑھ لو' اس کی بدولت تم اپنے جان و مال کو محفوظ کر لو گے لیکن انہوں نے انکار کیا اور تیر اندازی شروع کر دی پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم فرمایا انہوں نے یک بارگی حملہ کر دیا اور ان سے کوئی نہ بچا۔ دس مارے گئے باقی ماندہ قیدی کر لئے گئے اور مسلمانوں کا صرف ایک آدمی شہید ہوا۔

صحیحین میں عبداللہ بن عوف کا بیان ہے کہ میں نے نافع کو تحریر کیا کہ جنگ سے قبل "دعوت اسلام" کی بابت فرمائیے تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی مصطلق پر حملہ کیا اور وہ بالکل بے خبر اور غافل تھے اور اپنے مویشیوں کو چشمہ پر پانی پلا رہے تھے ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کر دیا اور دیگر کو اسیر بنا لیا اور میرے خیال میں رسول اللہ ﷺ نے اسی روز جویریہ بنت حارث کو بھی گرفتار کیا (نافع نے بتایا کہ یہ واقعہ مجھے عبداللہ بن عمرؓ نے سنایا جو اس لشکر میں شامل تھے)

ہشام اور مقیس پسران صبابہ کا واقعہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس جنگ میں ہشام بن صبابہ غلطی سے ایک انصاری کے ہاتھوں شہید ہوئے' اس نے سمجھا کہ وہ دشمن کا آدمی ہے اور غلطی سے اس کو شہید کر دیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس کا بھائی مقیس بن صبابہ مکہ سے آیا اور بظاہر مسلمان ہو گیا پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بھائی ہشام کی دیت کا مطالبہ کیا کہ وہ غلطی سے قتل ہو گیا تھا' آپ نے اس کی دیت ادا کر دی۔ پھر وہ معمولی عرصہ مدینہ میں رہا اور اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر کے مرتد ہو کر مکہ کی طرف فرار ہو گیا اور اس کے بارے اس نے کہا

شفي النفس ان قد بات بالقاع مسنداً ... يضرج ثوبيه دماء الاخادع

وكانت هموم النفس من قبل قتله ... تلم فتحميني وطاء المضاجع

حللت به وتري وأدركت ثورتي ... وكنت الى الاوثان أول راجع

ثأرت به فهراً وحملت عقله ... سراة بني النجار أرباب فارع

(میرے دل کے لئے یہ بات باعث شفا ہے کہ وہ پست زمین میں مر گیا ہے اس کی گردن کا خون اس کے کپڑوں کو لت پت کر رہا ہے۔ اس کے قتل سے قبل مجھے ہموم و افکار نرم بستر پر سونے سے مانع تھے۔ اس سے میں نے اپنا بدلہ پا لیا اور میں بت پرستی کی طرف سب سے پہلے لوٹنے والا تھا۔ میں نے اس سے فہر کا بدلہ لے لیا اور بنی نجار قلعہ فارع کے مالکوں سے اس کی دیت بھی حاصل کر لی)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ مقیس ان چار آدمیوں میں شمار ہے جن کے قتل کا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز اعلان کیا تھا گو وہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکے ہوں۔

ابن ابی کا خبث باطن : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ لوگ ابھی چشمہ مریسیع پر قیام پذیر ہی تھے کہ کچھ لوگ پانی لینے کے لئے آئے تو حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کا مزدور جہجاہ غفاری بھی تھا جو ان کا گھوڑا لئے آ رہا تھا۔ جہجاہ غفاری اور سنان بن وبرہ جھنی حلیف خزرج آپس میں دھکم دھکا ہو گئے اور لڑ پڑے' تو جھنی نے نعرہ مارا (یاالانصار) اور غفاری نے نعرہ یا معشر المہاجرین (ان نعروں سے اپنے اپنے لوگوں کو مدد کے لئے بلایا) یہ سن کر عبداللہ بن ابی بن سلول' غصے سے بھڑک اٹھا (اس کے آس پاس اس کی قوم کے لوگ تھے ان میں ایک نوجوان زید بن ارقم بھی موجود تھے) اور اس نے کہا کیا ان لوگوں نے ایسی بدتمیزی کی ہے' ہمارے علاقہ میں ہم سے مقابلہ کرتے ہیں اور اکثریت جتاتے ہیں واللہ! ہماری اور ان قریشی پردیسیوں کی وہی مثال ہے جو پہلے لوگوں نے کہی' اپنے کتے کو پال کر موٹا تازہ کرو وہ تجھے پھاڑ کھائے' سنو! واللہ! اگر ہم مدینے واپس لوٹے تو

اس سے معزز ترین آدمی ذلیل ترین کو نکال باہر کرے گا۔

پھر اس نے اپنی قوم کے موجود لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا یہ جھگڑا تم نے خود کھڑا کیا ہے تم نے ان کو اپنے شہر میں آباد کیا اور اپنا مال تقسیم کر کے دے دیا سنو! واللہ! اگر تم اب بھی اپنا مال و متاع ان سے روک لو تو وہ خود نکل جائیں گے۔ یہ بات سن کر حضرت زید بن ارقم نے آکر رسول اللہ ﷺ کو بتا دی اور آپ کے پاس حضرت عمرؓ بھی تھے تو حضرت عمرؓ نے کہا عباد بن بشر کو حکم دیجئے وہ اسے قتل کر دے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! یہ کیونکر' لوگ یہ چرچا کریں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھ والوں کو قتل کر دیا کرتا ہے۔ یہ درست نہیں لیکن میں اب سفر اور رحلت کا اعلان کرتا ہوں۔

منافق کی معذرت : لیکن یہ ایسا وقت تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت میں سفر نہ کیا کرتے تھے چنانچہ لوگ روانہ ہو پڑے اور عبداللہ بن ابی بن سلول کو معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے رسول اللہ ﷺ کو مقولہ بتا دیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حلفاً کہا کہ میں نے وہ بات نہیں کہی جو اس نے آپ کو بتائی ہے اور نہ میں نے وہ "کلام" کی ہے وہ اپنی قوم میں معزز اور رئیس تھا چنانچہ مجلس میں موجود انصار نے اس پر شفقت اور دفاع کی خاطر کہا یا رسول اللہ! ممکن ہے کہ لڑکے کو بات میں وہم ہو گیا ہو اور بات کو ٹھیک طرح سے یاد نہ رکھ سکا ہو۔

جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو اسید بن حضیر آپ کو راستہ میں ملے اور سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ آپ نے بے وقت کوچ فرمایا ہے ایسے وقت میں آپ سفر نہیں فرمایا کرتے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں تمہارے چودھری نے کیا کہا ہے' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کون سا چودھری' تو آپ نے فرمایا عبداللہ بن ابی!

پھر اسید نے پوچھا یا رسول اللہ! اس نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کا گمان ہے اگر وہ مدینہ واپس پلٹ آیا تو معزز ترین آدمی ذلیل ترین کو مدینہ سے نکال باہر کرے گا۔ یہ سن کر اسید نے کہا واللہ! یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ چاہیں تو اس کو مدینہ سے نکال سکتے ہیں واللہ! وہ ذلیل ہے اور آپ عزیز اور مکرم ہیں۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے نرم برتاؤ کیجئے! واللہ آپ کو اللہ ہمارے پاس "اس وقت" لایا جب قوم اس کی تاج پوشی کا انتظام کر رہی تھی۔ اس کا خیال ہے کہ آپ نے اس سے بادشاہت چھین لی ہے۔

عجب حکمت : پھر رسول اللہ ﷺ شام تک پورا دن اور رات بھر دن چڑھے تک چلتے رہے کہ دھوپ ستانے لگی پھر آپ فروکش ہوئے اور لوگ زمین پر لیٹتے ہی گہری نیند سو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکمت عملی اس لئے اختیار کی کہ لوگوں کو عبداللہ کی کل والی بات میں مشغول ہونے کا موقعہ نہ ملے۔

آندھی : پھر رسول اللہ ﷺ پچھلے پہر روانہ ہوئے اور حجاز کے راستہ پر چلتے ہوئے نقیع کے بالائی علاقہ میں .بقعاء چشمہ پر اترے پھر جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو تکلیف دہ سخت آندھی آئی اور لوگ اس سے خائف ہوئے تو آپ نے فرمایا خوف نہ محسوس کرو۔ یہ آندھی ایک عظیم کافر کی موت کی وجہ سے چلی

ہے چنانچہ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ بنی قینقاع میں سے رفاعہ بن زید بن تابوت مرا ہے اس کا شمار یہود کے ممتاز علماء میں سے تھا اور وہ منافقوں کا مرکز تھا۔

اس روایت کو موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے اور امام مسلم نے قریباً ایسا ہی بیان اعمش از ابوسفیان از جابر نقل کیا ہے مگر اس نے مرنے والے منافق کا نام نہیں بتایا اور یہ کہا ہے کہ نبی علیہ السلام سفر میں تھے اور نہایت تیز آندھی چلی تو آپ نے فرمایا یہ ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے چنانچہ جب ہم مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ ممتاز منافقوں میں سے ایک منافق مرا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ سورہ منافقون (۶۳) عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم خیال لوگوں کے بارے نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے کان سے جو سنا تھا اللہ کی خاطر پورا بیان کر دیا۔ ہم (ابن کثیر) نے تفسیر میں سیر حاصل بحث کی ہے' مزید آگاہی کے لئے اس کی طرف رجوع کیجئے' باللہ التوفیق۔

عبداللہ کا جذبہ : ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ کی معرفت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول سے بیان کیا ہے کہ عبداللہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میرے والد عبداللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر اس کا قتل منظور ہے تو آپ مجھے حکم فرما دیں میں اس کا سر کاٹ لاتا ہوں واللہ! قبیلہ خزرج کو معلوم ہے کہ میں باپ' کا کس قدر خدمت گزار ہوں' مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کسی کو حکم دیں اور وہ اس کو قتل کر دے اور میں اپنے والد کے قاتل کو زمین پر چلتا پھرتا نہ دیکھ سکوں اور جوش میں اس کو قتل کر دوں' چنانچہ میں ایک مسلمان کو کافر کے بدلے قتل کر دوں اور دوزخ کا مستحق ہو جاؤں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک ہمارے ساتھ رہا حسن سلوک کریں گے۔

چنانچہ بعد ازیں جب کوئی واقعہ پیش آتا تو اس کی قوم کے لوگ ہی اس کو ڈانتے ڈپٹتے اور خفگی کا اظہار کرتے تو رسول اللہ ﷺ نے ان حالات کے پیش نظر حضرت عمرؓ کو متوجہ کر کے فرمایا عمرؓ! کیا خیال ہے' سنو واللہ اگر میں اس کو اس روز قتل کر دیتا جب تم نے کہا تھا تو کئی ناک اس کی خاطر پھڑک اٹھتے اگر میں آج ان کو اس کے قتل کا حکم دوں تو وہ اس کو قتل کر دیں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا واللہ! مجھے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا طریق کار میرے طرز عمل سے بہت برکت والا تھا۔

اطاعت رسول : عکرمہ اور ابن زید وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا عبداللہ' مدینہ کے ایک تنگ راستہ میں اپنے والد کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا بخدا جب تک رسول اللہ ﷺ تم کو اندر آنے کی اجازت نہ دیں اندر نہیں آسکتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دی تو عبداللہ نے اس کو اندر آنے دیا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی مصطلق میں سے بہت لوگوں کو قید کیا اور ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

عزل : امام بخاری (قتیبہ بن سعید' اسماعیل بن جعفر' ربیعہ بن ابی عبد الرحمان' محمد بن یحییٰ بن حبان) ابن محیریز سے بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ابوسعید خدری کو بیٹھے ہوئے پایا میں بھی ان

کے پاس بیٹھ گیا اور "عزل" کے بارے سوال کیا تو فرمایا ہم غزوہ بنی مصطلق میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم نے بہت سے لوگوں کو قید کیا ہم عورتوں کے خواہش مند تھے اور مجرد رہنا مشکل ہو گیا تھا اور ہم نے عزل کا خیال کیا تو ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے اپنے درمیان موجود ہوتے ہوئے ان سے پوچھنے سے قبل کیونکر عزل کریں چنانچہ ہم نے پوچھا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں' قیامت تک جو روح دنیا میں آنے والی ہے وہ ضرور آکر رہے گی۔

حضرت جویریہؓ سے شادی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جویریہ بنت حارث ان اسیروں میں سے تھیں جن کو غزوہ بنی مصطلق میں قید کیا گیا۔ محمد بن جعفر بن زبیر' عروہ کی معرفت حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی مصطلق کے اسیروں کو تقسیم کر دیا تو جویریہؓ ثابت بن قیس یا اس کے ابن عم کے حصہ میں آئی اور اس نے مکاتیب کر لی۔ جویریہؓ ایک خوش اخلاق عورت تھی جو اس کو دیکھتا تھا اس کے عادات و خصائل سے متاثر ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زر کتابت کی ادائیگی کے سلسلہ میں اعانت کے لئے آئی میں نے اس کا رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر آنا ناگوار محسوس کیا اور میں سمجھ گئی کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی اس کے عادات و اخلاق کا وہی اثر ہو گا جو مجھ پر ہوا۔ چنانچہ وہ اندر آئی اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ میں ہوں جویریہ' حارث بن ابی ضرار رئیس قوم کی بیٹی! ہم پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہیں جو آپ پر مخفی نہیں' میں ثابت بن قیس یا اس کے ابن عم کے حصہ میں آئی تھی' میں نے اس سے کتابت کر لی ہے۔ آپ کے پاس کتابت کی رقم کی ادائیگی کے سلسلہ میں حاضر ہوئی ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ اس سے بہتر برتاؤ کیا جائے تو قبول کرو گی؟ اس نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تمہاری کتابت کی رقم ادا کر دوں اور تم سے عقد کر لوں تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہاں منظور ہے۔

یہ بات صحابہؓ تک پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث سے شادی کر لی ہے تو لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہیں۔ چنانچہ سب نے اپنے غلام آزاد کر دیئے۔ اس طرح اس شادی کی وجہ سے بنی مصطلق کے سو خاندان آزاد ہو گئے' بقول حضرت عائشہؓ میرے علم میں کوئی عورت جویریہ سے زیادہ اپنے خاندان کے لئے باعث برکت نہیں۔

امام ابن اسحاق اور امام بخاری وغیرہ نے اس غزوہ کے بعد قصہ افک نقل کیا ہے۔ ہم (ابن کثیر) نے سورہ نور کی تفسیر میں اس روایت کے تمام طرق نقل کئے ہیں' وہاں ملاحظہ ہوں' وباللہ المستعان۔

خواب : واقدی نے حرام سے ہشام بن عروہ کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جویریہ نے نبی علیہ السلام کی آمد سے تین روز قبل خواب دیکھا۔ گویا چاند یثرب سے آیا ہے اور میری گود میں آپڑا ہے۔ فرماتی ہیں میں نے یہ خواب کسی کو بتانا پسند نہ کیا یہاں تک رسول اللہ ﷺ آئے۔ جب ہم اسیر ہوئیں تو مجھے خواب کی تعبیر کی امید ہوئی۔ حضرت جویریہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آزاد کر کے مجھ سے شادی کر لی واللہ! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کے بارے کوئی بات نہیں کی۔ مسلمانوں نے خود ہی

ان کو آزاد کر دیا اور مجھے اس بات کا علم اپنی چچا زاد سے ہوا۔ اس نے مجھے سارا قصہ سنایا اور میں نے خدا کا شکر کیا۔

مہر : بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مہر میں بنی مصطلق کے چالیس افراد کو آزاد کیا۔ موسیٰ بن عقبہ نے بنی مصطلق سے نقل کیا ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد نے ان کو تلاش کیا اور ان کا فدیہ ادا کر کے آزاد کرا لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور والد نے ان کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔

واقعہ افک : ابن اسحاق نے زہری کی معرفت علقمہ بن وقاص' سعید بن مسیب' عروہ بن زبیر اور عبداللہ بن عبیداللہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے اور امام زہری نے کہا ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہ حدیث بتائی' بعض کو بعض سے زیادہ یاد تھی اور میں نے ان کی ہر بات کو جمع کر لیا۔

ابن اسحاق' (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر' ابیہ) حضرت عائشہؓ سے اور عبداللہ بن ابی بکر از عمرۃ بنت عبدالرحمان از عائشہؓ --- ان سب نے کم و بیش یہ قصہ بیان کیا ہے اور یہ سب ثقہ لوگ ہیں اور سب نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے جس کا قرعہ نکل آتا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ غزوہ مصطلق میں بھی حسب دستور قرعہ ڈالا چنانچہ اس میں میرا قرعہ نکل آیا اور رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ عورتیں اس وقت معمولی سا کھانا کھایا کرتی تھیں' ان میں موٹاپا نہ تھا کہ وہ بوجھل ہوں۔ جب میری سواری تیار ہوتی تو میں ایک ہودج اور کجاوے میں بیٹھ جاتی۔ پھر سواری پر جو لوگ مامور تھے وہ آتے اور کجاوے کو نیچے سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے اور مجھے سواری کی پشت پر سوار کر دیتے پھر کجاوے کو رسیوں سے باندھ دیتے اور سواری کو لے کر چل دیتے۔

رسول اللہ ﷺ اس سفر سے فراغت کے بعد واپس روانہ ہوئے' یہاں تک کہ مدینہ کے قریب پہنچ گئے اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور کچھ رات وہاں بسر کی' پھر منادی کرنے والے نے کوچ کا اعلان کیا اور لوگ روانہ ہو پڑے' میں رفع حاجت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ میری گردن میں ہار تھا ظفار کے نگینوں کا۔ جب میں فارغ ہوئی تو میرا ہار گردن سے کھسک گیا اور مجھے پتہ نہ چلا جب میں فرودگاہ میں واپس آئی اور اسے گردن میں ٹٹولا تو نہ پایا' لوگ سفر کی تیاری میں تھے چنانچہ میں رفع حاجت والی جگہ میں گئی تلاش کیا تو وہ مل گیا۔

اس دوران میری سواری پر مامور لوگ آئے' سواری تیار کر کے ہودج کو انہوں نے اوپر باندھ دیا اور سمجھتے تھے کہ حسب دستور میں اس میں موجود ہوں ان کو عدم موجودگی کا احساس تک نہ ہوا پھر سواری کو پکڑ کر چل دیئے۔ چنانچہ میں فرودگاہ میں واپس آئی تو وہاں کوئی بندہ بشر نہ تھا سب لوگ روانہ ہو چکے تھے میں اپنی چادر لپیٹ کر وہیں لیٹ گئی اور سوچا کہ جب وہ مجھے مفقود پائیں گے تو پلٹ کر آئیں گے۔

واللہ میں لیٹی ہوئی تھی کہ میرے پاس صفوان بن معطل سلمی آئے وہ بھی کسی ضرورت سے پیچھے رہ گئے تھے' فرودگاہ میں نہ تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر رک گئے (اور قبل از حجاب مجھے دیکھا ہوا تھا) جب انہوں نے

مجھے پہچانا اور میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی تو انا للہ کہہ کر کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ہے۔ انہوں نے پوچھا' اللہ رحم کرے' کیونکر پیچھے رہ گئی میں نے ان کو جواب نہ دیا۔

پھر وہ سواری بٹھا کر پیچھے ہٹ گئے اور کہا سوار ہو جائیں۔ میں سوار ہو گئی تو وہ سواری کو پکڑ کر لوگوں کے تعاقب میں خوب تیز چلے' واللہ! صبح تک نہ کسی نے مجھے تلاش کیا اور نہ ہم نے قافلے کو پایا۔ لوگ پڑاؤ میں اتر چکے تھے اور اطمینان سے بیٹھے تھے کہ صفوان مجھے لئے ہوئے آگئے۔ تو اہل افک اور تہمت تراشوں نے جو کہنا تھا کہا اور لشکر میں تہلکہ مچ گیا' واللہ! مجھے اس ہیجان کا کچھ علم نہ تھے' ہم مدینہ چلے آئے' واپس آتے ہی مجھے شدید بیماری لاحق ہو گئی اور میں اس بات سے بالکل بے خبر تھی۔ رسول اللہ ﷺ اور میرے والدین اس سے باخبر تھے لیکن وہ میرے پاس اس کا قطعاً تذکرہ نہ کرتے تھے البتہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے رویہ میں کچھ فرق محسوس کیا' میں جب بیمار پڑتی تھی تو رسول اللہ ﷺ مجھ پر مہربان ہوتے اور اپنی عنایات سے نوازتے۔ اس بیماری میں وہ بات نظر نہ آرہی تھی چنانچہ میں نے یہ فرق محسوس کیا آپ جب گھر تشریف لاتے اور میری والدہ تیمارداری میں مصروف ہوتی تو صرف یہ کہتے اب کیسی ہو' اور کوئی بات منہ سے نہ نکالتے یہاں تک کہ میں دل گرفتہ ہو گئی تو اندریں حالات عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ مجھے والدین کے پاس جانے کی اجازت دے دیں اور میں وہاں منتقل ہو جاؤں تو وہ میری اچھی طرح تیمارداری کر سکیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی ہرج نہیں۔

چنانچہ میں اپنی والدہ کے پاس چلی آئی اور میں ان باتوں سے قطعاً بے خبر تھی اور قریباً ایک ماہ کی بیماری سے میں نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ ہم عرب لوگ تھے' ہمارے گھروں میں اہل عجم کی طرح بیت الخلاء نہ تھا۔ ہم اس سے اذیت محسوس کرتے تھے' بول و براز کے لئے مدینہ کی کھلی فضا میں چلے جاتے تھے اور خواتین حوائج ضروریہ کے لئے رات کو باہر جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ میں بھی ایک رات رفع حاجت کے لئے باہر گئی' میرے ہمراہ ام مسطح بنت ابی رھم بن مطلب تھی' چلتے چلتے وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑی تو اس نے کہا مسطح ہلاک ہو گیا۔ (مسطح لقب تھا اور عوف نام تھا) یہ سن کر میں نے کہا بخدا! تم نے ایک بدری مہاجر کو بددعا دے کر برا کیا۔ تو اس نے کہا اے دختر ابی بکرا کیا تم کو وہ بات معلوم نہیں' میں نے پوچھا کون سی؟ تو اس نے مجھے سارا واقعہ کہہ سنایا میں نے حیرت سے پوچھا کیا یہ بات ہو چکی ہے۔ اس نے کہا ہاں واللہ! یہ بات پھیل چکی ہے۔ میرے اوسان خطا ہو گئے اور رفع حاجت بھی نہ کر سکی اور واپس چلی آئی' واللہ! میں رات بھر روتی رہی۔ میں نے محسوس کیا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔

میں نے امی سے کہا اللہ آپ کو معاف کرے' لوگ عجیب چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں تو انہوں نے کہا اے پیاری بیٹی! رنج و فکر نہ کر۔ بخدا! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خوبرو عورت ہو' خاوند کی چہیتی ہو' اس کی سوکنیں ہوں تو وہ چلتر کرتی ہیں اور لوگ بھی اس پر تہمتیں تراشتے ہیں۔

خطاب : رسول اللہ ﷺ نے "منبر" پر کھڑے ہو کر خطاب میں فرمایا (اور میں اس سے بے خبر تھی) حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! ایسے لوگوں کا کیا حال ہے جو مجھے میرے اہل کے بارے اذیت پہنچاتے ہیں

اور ناحق باتیں کرتے ہیں واللہ! میرے علم میں تو وہ سراپا بہتر اور نیک عورت ہے اور یہ جیسے آدمی کی نسبت تہمت لگاتے ہیں' اس کو بھی میں بھلا تصور کرتا ہوں اور وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر نہیں آیا۔ عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس تہمت کا خزرجی لوگوں کے ہمراہ بڑا چرچا کیا۔ مسطح اور حمنہ بنت جحش نے بھی خوب حصہ لیا۔ حمنہؓ کی ہمشیرہ زینب رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھی' اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کوئی میرا مقابلہ نہ کرتی تھی۔ زینبؓ کو تو اللہ نے اس کی دینداری کے باعث محفوظ رکھا اور اس نے بجز "خیر" کچھ نہ کہا' باقی رہی حمنہ تو اس نے خوب اس کی نشرواشاعت کی اور اپنی بہن کی وجہ سے میری تکلیف کا باعث بنی اور گناہ میں ملوث ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ کے اس خطاب کے بعد' اسید بن حضیر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر ان تہمت تراشوں کا تعلق "اوس" سے ہے تو ہم ان سے آپ کو کفایت کر دیں گے' اگر وہ "خزرج" سے ہوں تو آپ حکم فرمایئے واللہ! وہ گردن زنی کے قابل ہیں۔ سعد بن عبادہ نے یہ سن کر کہا (جو قبل ازیں ایک صالح آدمی معلوم ہوتا تھا) واللہ تو نے غلط کہا ہے' ان کو قتل نہ کیا جائے گا۔ واللہ! اگر وہ تیرے قبیلہ سے ہوتے تو' تو یہ بات قطعاً نہ کہتا۔ یہ سن کر اسید بن حضیر نے کہا' بخدا تو نے غلط کہا ہے' تو منافق ہے' منافقوں کی حمایت کرتا ہے۔ چنانچہ دونوں قبیلے بھڑک اٹھے' قریب تھا کہ ان میں لڑائی برپا ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ منبر سے اتر کر سیدھے میرے پاس آئے۔ علیؓ اور اسامہؓ کو بلایا ان سے مشورہ کیا' اسامہؓ نے تو میری تعریف کی اور اچھا کہا' پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی بیوی سراپا نیک اور بہتر ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ اور باطل ہے۔ اور علیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! عورتیں دنیا میں بہت ہیں' آپ کسی اور سے بھی شادی کر سکتے ہیں۔ آپ اس کنیز سے دریافت کیجئے وہ آپ کو سچ سچ بتا دے گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ بریرہ کو بلا کر پوچھنے لگے تو علیؓ نے اس کو خوب مارا اور کہا رسول اللہ ﷺ کو سچ سچ بتا تو اس نے کہا واللہ! میرے علم میں تو وہ نیک و پارسا اور بہتر عورت ہے۔ میں اس میں صرف یہ عیب سمجھتی ہوں کہ میں آٹا گوندھ کر رکھ دیتی ہوں اور ان کو کہتی ہوں کہ خیال رکھنا وہ سو جاتی ہیں اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے' میرے پاس والدین کے علاوہ ایک انصاری عورت بھی تھی میں اور وہ دونوں رو رہی تھیں' رسول اللہ ﷺ نے حمدوثنا کے بعد فرمایا اے عائشہ! تجھے لوگوں کی افواہ کا علم ہو چکا ہے' اللہ سے ڈر۔ اگر تو نے لوگوں کے مطابق گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ کر' اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے واللہ! رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا تھا کہ ایک دم میرے آنسو رک گئے' میں آنسو کا ایک قطرہ بھی محسوس نہ کرتی تھی' اور میں منتظر تھی کہ میرے والدین میری طرف سے جواب دیں گے مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جب انہوں نے کوئی جواب نہ دیا تو میں نے عرض کیا' آپ رسول اللہ ﷺ کی بات کا جواب کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے کہا واللہ! ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم کیا جواب دیں۔

واللہ! آل ابو بکرؓ کو ان ایام میں جتنا صدمہ اور غم پہنچا تھا کسی کو نہ پہنچا تھا۔

جب وہ میرے بارے بالکل چپ سادھ گئے تو خوب روئی پھر عرض کیا واللہ! جس جرم کا آپ نے ذکر کیا ہے اس سے توبہ میں کبھی نہ کروں گی۔ میں خوب جانتی ہوں اگر میں لوگوں کے مطابق اقرار جرم کروں --- اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری اور پاک ہوں --- تو میں ایسی بات کا اقرار کروں گی جس کا میں نے ارتکاب نہیں کیا۔ اگر میں لوگوں کی باتوں کا انکار کروں تو آپ مجھے سچا نہ سمجھیں گے۔ پھر میں نے حضرت یعقوبؑ کا نام یاد کرنے کی کوشش کی مگر وہ میرے ذہن میں نہ آیا۔ چنانچہ میں نے کہا میں وہی بات کہوں گی جو یوسف کے والد نے کہی' **فصبر جميل والله المستعان على ماتصفون** (۱۲/۱۸) اب صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی سے مدد مطلوب ہے اس بات پر جو تم بیان کرتے ہو۔

رسول اللہ ﷺ اس مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ پر وہ حالت طاری ہو گئی جو نزول وحی کے وقت طاری ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ آپ پر کپڑا ڈال دیا گیا اور سر کے نیچے چرمی تکیہ رکھ دیا' جب میں نے نزول وحی کی کیفیت دیکھی تو واللہ! مجھے ذرا بھر گھبراہٹ نہ تھی اور نہ ہی مجھے کسی ایسی بات کا خیال تھا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ میں اس جرم سے پاک ہوں اور اللہ ظالم نہیں ہے۔

بخدا! میرے والدین ڈر کے مارے جاں بہ لب تھے کہ وحی سے جرم کی تصدیق نہ ہو جائے اور جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کی کیفیت زائل ہوئی تو اٹھ بیٹھے اور سردی کے ایام میں آپکے چہرہ اقدس سے موتیوں کی طرح پسینہ بہہ رہا تھا۔ آپ رخ انور سے پسینہ صاف کر رہے تھے اور فرما رہے تھے اے عائشہ! مبارک ہو' اللہ نے تیرے بری ہونے کے بارے قرآن آتارا ہے۔ یہ سن کر میں نے الحمد للہ کہا۔

واللہ! میں اس بات سے خود کو حقیر سمجھتی تھی اور اپنے آپ کو کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ میرے بارے قرآن اتارے گا جس کی تلاوت ہو گی اور نمازوں میں پڑھا جائے گا لیکن میں اس بات کی امیدوار تھی کہ اللہ تعالیٰ خواب میں رسول اللہ ﷺ کو میری براءت سے آگاہ کر دیں گے باقی رہا قرآن کا میرے بارے نازل ہونا' یہ تو میرے وہم و گمان میں نہ تھا کہ میں خود کو اس بات سے فروتر سمجھتی تھی۔

تہمت کی حد : پھر رسول اللہ ﷺ باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے خطاب فرمایا اور ان کو اس بارے نازل شدہ قرآن سنایا۔ پھر حضرت مسطح بن اثاثہ' حضرت حسان بن ثابت اور حضرت حمنہ بنت جحش کو جو افک کی اشاعت میں پیش پیش تھے بلایا اور ان کو "قذف" کی حد لگا دی گئی۔

یہ حدیث صحیحین میں زہری سے مروی ہے اور ابن اسحاق کے بیان میں مزید فوائد ہیں اس حد قذف کو امام ابوداؤد نے سنن میں بیان کیا ہے' بقول ابن اسحاق حسان وغیرہ کی حد کے بارے میں کسی نے کہا۔

لقد ذاق حسان الذي كان أهله ... وحمنة اذ قالوا هجيراً ومسطح
تعاطوا برجم الغيب زوج نبيهم ... وسخطة ذي العرش الكريم فأترحوا
وآذوا رسول الله فيها فجللوا ... مخازي تبقى عمموها وفضحوا
وصبت عليهم محصدات كأنها ... شآبيب قطر في ذرا المزن تسفح

(حسان نے وہ مزا چکھ لیا جس کا وہ اہل تھا حمنہ اور مسطح نے بھی جب انہوں نے بکواس کی۔ ظن و گمان سے انہوں نے اپنے نبی کی بیوی پر تہمت لگائی اور اللہ کے غصہ کو حاصل کیا اور غمناک ہوئے۔ انہوں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائی ان پر رسوائی ڈال دی گئی جو ان پر محیط ہو گئی اور وہ رسوا کر دیئے گئے۔ ان پر کوڑے برسا دیئے گئے گویا وہ بارش کے چھینٹے ہیں جو بلند بادلوں سے برس رہے ہیں)

(ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسانؓ نے کچھ اشعار کہے جن میں وہ صفوان بن معطل اور ان قریشیوں کی ہجو بیان کرتے ہیں جن سے چشمہ مریسیع پر نزاع ہوا تھا یعنی جہجاہ وغیرہ۔

أمسى الجلابيب قد عزوا وقد كثروا وابن الفريعة أمسى بيضة البلد
قد ثكلت أمه من كنت صاحبه أو كان منتشبا في برثن الاسد
ما لقتيلي الذي أعدو فآخذه من دية فيه يعطاها ولا قود
ما البحر حين تهب الريح شامية فيغطئل ويرمي العبر بالزبد

(بدیشی لوگ غالب آگئے ہیں اور بکثرت ہیں اور ابن فریعہ تن تنہا اور یکتا ہے۔ جس کا تو ساتھی ہے اس کی ماں اس کو گم پائے یا وہ شیر کے پنجے میں آئے۔ میرے قتیل کی جس کو میں دوڑ کر پکڑ لوں' کوئی دیت ہے نہ قصاص۔ وہ سمندر جس پر شامی ہوا سے طوفان برپا ہو جائے اور وہ ساحل پر جھاگ پھینکے مجھ سے غالب نہیں ہے۔ جب تو مجھے غصے کی حالت میں دیکھے میں ایسے کاٹتا ہوں جیسے ژالہ بار بادل)

يوما بأغلب مني حين تبصرني ملغيظ أفري كفري العارض البرد
أما قريش فاني لا أسالمها حتى ينيبوا من الغيات للرشد
ويتركوا اللات والعزى بمعزلة ويسجدوا كلهم للواحد الصمد
ويشهدوا أن ما قال الرسول هم حق فيوفوا بحق الله والوكد

(باقی رہے قریش تو میں ان سے صلح نہ کروں گا تاوقتیکہ وہ گمراہی سے ہدایت کی طرف آجائیں۔ لات اور عزیٰ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں اور اللہ بے نیاز کو سجدہ کریں۔ اور گواہی دیں کہ رسول کا فرمان برحق ہے اللہ کے عہد اور پختہ میثاق کو پورا کریں)

چنانچہ صفوان بن معطل حسانؓ کے آڑے آیا اور اس کو تلوار مار کر کہا۔

تلق ذباب السيف عني فانني غلام اذا هو جيت لست بشاعر

(میری طرف سے تلوار کی دھار قبول کر' میں تو نوجوان ہوں (حملہ آور) جب میری ہجو کی جائے' شاعر نہیں ہوں)

ابن معطل اور حسان کو معاوضہ : مذکور ہے کہ صفوانؓ نے حسانؓ کو تلوار ماری تو حضرت ثابت بن قیسؓ نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے ان سے پوچھا یہ کیا بات ہے؟ تو بتایا کہ اس نے حسان کو تلوار ماری ہے تو عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہے تو کہا نہیں ہے چنانچہ عبداللہ بن رواحہؓ نے اس کے بندھن کو کھولا اور وہ سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن معطلؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور میری ہجو کی' مجھے جوش آیا

اور میں نے اس کو تلوار سے مارا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حسان! کیا تو میری قوم پر منہ پھٹ ہو گیا ہے کہ اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی' پھر کہا اے حسان! اس سرکوبی کا احسان کرو' تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے اختیار میں ہے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسانؓ کو اس کے معاوضہ میں وہ باغ عطا کر دیا جو ابو طلحہ نے خیرات کیا تھا اور قبطیہ کنیز سیرین بھی دے دی' اس سے عبدالرحمان بن حسان پیدا ہوا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ابن معطلؓ کے بارے تحقیق ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ "حصور" آدمی ہے۔ اسے عورتوں کی اشتہا نہیں' اور وہ شہید ہوا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حسانؓ نے حضرت عائشہؓ سے انکے بارے معذرت کرتے ہوئے یہ اشعار کہے

حصان رزان ما تزنّ بريبة وتصبح غرثى من لحوم الغوافل

عقيلة حيّ من لؤيّ بن غالب كرام المساعي مجدهم غير زائل

وإن الذي قد قيل ليس بلائط بك الدهر بل قيل امرئ بي ماحل

(پاک دامن ہے سنجیدہ باوقار' اس پر تہمت نہیں لگائی جاتی اور صبح کو غافل عورتوں کے گوشت سے بھوکی اٹھتی ہے۔ (یعنی غیبت نہیں کرتی) مساعی جمیلہ کے حامل لوی بن غالب کے قبیلہ کی باکمال عورت ہے ان کا مجد و شرف لازوال ہے۔ جو بات مشہور کی گئی ہے وہ آپ پر کبھی ثابت نہ ہو گی بلکہ یہ میرے بارے ایک چغل خور کی بات ہے)

فإن كنت قد قلت الذي قد زعمتم فلا رفعت سوطي إليّ أناملي

فكيف وودي ما حييت ونصرتي لآل رسول الله زين المحافل

وإن لهم عزاً ترى الناس دونه قصاراً وطال العز كل التطاول

(اگر وہ بات میں نے کہی ہو جس کا تم گمان کرتے ہو تو میرے ہاتھ کی انگلیاں کوڑا نہ اٹھائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ میری مودت اور نصرت آل رسول کے لئے وقف ہے جو محفلوں کی رونق اور زینت ہیں۔ بے شک وہ عالی مقام اور باعزت ہیں لوگوں کو تو ان کے مقابلے میں ہیچ دیکھے گا اور ان کی عزت سب سے غالب ہے۔)

غزوہ حدیبیہ

امام زہری' نافع مولیٰ ابن عمرؓ' قتادہ' موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ سے بلا اختلاف منقول ہے کہ غزوہ حدیبیہ ماہ ذی قعد ۶ھ میں وقوع پذیر ہوا اور یہی قول ابن لھیعہ نے ابو الاسود کی معرفت عروہ سے نقل کیا ہے کہ یہ جنگ ماہ ذی قعد ۶ھ میں پیش آئی۔ یعقوب بن سفیان نے (اسماعیل بن خلیل' علی بن مسہر' ہشام بن عروہ') عروہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف رمضان میں روانہ ہوئے اور ماہ شوال میں جنگ پیش آئی یہ عروہ کا قول نہایت غریب ہے۔

(ہدبہ از ہمام از قتادہ از انس بن مالک) ایک متفق علیہ روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذی قعد میں چار عمرے کئے ماسوائے حج والے عمرے کے' عمرہ حدیبیہ ماہ ذی قعد میں۔ (۲) آئندہ سال والا عمرہ ماہ ذی قعد میں (۳) اور جعرانہ سے آکر عمرہ کیا ماہ ذی قعد میں جہاں غزوہ حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا' (۴) اور عمرہ حج کے ساتھ۔ ھذا لفظ البخاری۔

امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان اور شوال مدینہ میں بسر کیا اور ماہ ذی قعد میں عمرہ کے ارادے سے روانہ ہوئے نہ کہ جنگ کے ارادہ سے' بقول ابن ہشام' غیلہ بن عبداللہ لیثی کو مدینہ کا امیر مقرر کیا۔

عوام کو دعوت عمرہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب اور گرد و نواح کے دیہاتیوں کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی آپ کو قریش سے یہ خطرہ درپیش تھا کہ وہ آپ سے جنگ کریں گے یا بیت اللہ میں داخل ہونے سے روک دیں گے مگر اکثر دیہاتیوں نے تاخیر کی اور پیچھے رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی ساتھ لی تاکہ لوگ جنگ سے بے خوف ہو جائیں اور ان کو معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ ﷺ صرف بیت اللہ کی زیارت اور اس کی تعظیم و تکریم کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

۷۰۰ یا ۱۴۰۰ : ابن اسحاق (زہری' عروہ بن زبیر) مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے (۶ھ) بیت اللہ کی زیارت کی خاطر روانہ ہوئے تھے جنگ و جدال کا قطعاً ارادہ نہ تھا' اپنے ہمراہ قربانی کے لئے ستر اونٹ لئے' ہر دس افراد کے لئے ایک اونٹ تھا اور لوگوں کی تعداد سات سو تھی مگر جابر بن عبداللہؓ کا بیان ہے کہ حدیبیہ میں ہم لوگ چودہ سو تھے۔

ہائے قریش : امام زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے عسفان میں پہنچے تو وہاں بشر بن سفیان کعبی نے آپؐ سے ملاقات کی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! قریش کو آپ کی روانگی کا علم ہو چکا ہے وہ چیتوں کی پوستین پہنے بال بچوں کے ہمراہ' وادی ذی طویٰ میں فروکش ہیں اور ان کا معاہدہ ہے کہ آپ مکہ میں کبھی داخل نہ ہو سکیں گے۔ یہ ہے خالد بن ولید جو اپنے لشکر میں "کراع غمیم" میں موجود ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہائے قریش! کو جنگ نے تباہ کر دیا ہے' ان کو کیا نقصان ہے؟ اگر وہ میرے اور باقی عرب کے درمیان سے ہٹ جائیں' اگر وہ ہمیں ہلاک کر دیں تو یہی ان کا مقصد ہے اگر مجھے اللہ غالب فرما دے تو وہ بھی صحیح سلامت اسلام میں داخل ہو جائیں اگر وہ نہ بھی مسلمان ہوں تو خوب طاقت و توانائی سے برسرپیکار ہوں۔ قریش کیا گمان رکھتے ہیں! واللہ! اس دین کے لئے جس پر اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے' میں برابر لڑتا رہوں گا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے یا میری گردن جدا ہو جائے۔

حطہ : پھر آپ نے فرمایا کوئی ہے جو ہمیں کراع غمیم کے راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ سے لے چلے (ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے) کہ ایک اسلمی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں یہ فریضہ انجام دوں گا۔ تو وہ پہاڑی گھاٹیوں کے درمیان سے نہایت دشوار گزار اور سنگلاخ راستہ پر لے چلا' جب اس کٹھن راستہ کو طے کر کے وادی کے اختتام پر نرم و سہل راستہ میں آئے تو آپ نے فرمایا کہو

"نستغفراللہ ونتوب الیہ" لوگوں نے یہ کلمہ کہا تو آپ نے فرمایا واللہ! یہ کلمہ "حطہ" ہے جو بنی اسرائیل پر پیش کیا گیا مگر انہوں نے نہ کہا۔

حدیبیہ : امام زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ دائیں طرف چلیں "حمض" کے درمیان سے' اس راستہ پر جو "ثنیۃ المرار" پر جا نکلتا ہے' زیریں مکہ سے حدیبیہ میں داخل ہونے کے راستے۔ چنانچہ اسلامی لشکر اس راستہ پر روانہ ہوا تو قریش نے لشکر کی گرد و غبار دیکھ کر کہا کہ انہوں نے راستہ تبدیل کر لیا ہے تو فوراً قریش کے پاس مکہ پلٹ آئے۔

رسول اللہ ﷺ اس راستہ پر چلتے چلتے "ثنیۃ المرار" میں پہنچے اور آپ کی سواری بیٹھ گئی تو لوگوں نے کہا سواری اڑ گئی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ اڑی نہیں اور نہ اس کی یہ عادت ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور ہاتھی کو روکنے والے نے اس کو مکہ میں داخل ہونے سے روک لیا ہے۔ آج قریش مجھے صلہ رحمی کی طرف دعوت دیں گے تو میں ضرور قبول کر لوں گا بعد ازاں آپ نے فرمایا یہاں اتر جاؤ تو کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وادی میں پانی نہیں ہے جس پر فروکش ہوں چنانچہ آپ نے "تیردان" سے تیر نکال کر ایک آدمی کے سپرد کیا وہ کنوئیں کے نیچے اترا اور اس نے وسط میں گاڑ دیا اور چشمے سے پانی مسلسل ابلتا رہا یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو بھی پانی پلانے کے لئے آس پاس بٹھا دیا۔

کون اترا : ابن اسحاق نے کسی اسلمی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر کنوئیں میں اترنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کا سائق ناجیر بن جندبؓ اور بعض اہل علم نے نقل کیا ہے کہ براء بن عازبؓ کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا تیر لے کر کنوئیں میں اترا تھا۔ خدا معلوم کہ کون اترا۔

لیکن ابن اسحاق نے ناجیر کے حق میں درج ذیل شعر سے استدلال کیا ہے کہ ایک انصاری لڑکی آئی اور ناجیر کنوئیں کے اندر ڈول بھر رہا تھا تو اس لڑکی نے کہا۔

أيها المائح دلوی دونکا انی رأیت الناس یحمدونکا

(اے ڈول بھرنے والے میرا ڈول پکڑ میں نے لوگوں کو تیری تعریف کرتے سنا ہے کہ وہ تجھے اچھا کہتے ہیں اور تیرے مجد و شرف کا اعلان کرتے ہیں)

اس لڑکی کے جواب میں اس نے کہا۔

قد علمت جاریۃ یمانیہ انی أنا المائح واسمی ناجیہ

(یمنی لڑکی کو معلوم ہے کہ میں ڈول بھر رہا ہوں اور میرا نام نجیہ ہے)

بدیل : امام زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اطمینان سے فروکش ہو گئے تو بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند افراد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ سے گفتگو کی اور تشریف لانے کا سبب پوچھا تو آپ نے ان کو بتایا کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کی زیارت اور اس کی تعظیم و توقیر کے لئے آئے ہیں۔ پھر آپ نے اس کو وہ گفتگو سنائی جو بشر بن سفیان کعبی سے ہوئی تھی' اس نے واپس جا کر قریش کو کہا' اے معشر قریش تم عجلت سے کام لے رہے ہو۔ محمدؐ لڑائی کے لئے

نہیں آئے وہ تو محض بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ یہ سن کر قریش نے اس پر اعتبار نہ کیا اور اس کو درشتی سے پیش آئے۔ اور کہا اگرچہ وہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آیا ہے لڑائی کی غرض سے نہیں آیا' ہم اس کو بزور داخل نہ ہونے دیں گے اور نہ ہی عرب میں اس بات کا چرچا ہو گا۔ بقول امام زہری خزاعہ قبیلہ کے سب لوگ مسلم اور غیر مسلم رسول اللہ ﷺ کے رازدار تھے وہ آپ سے مکہ کی کوئی بات مخفی نہ رکھتے تھے۔

مکرز : پھر انہوں نے مکرز بن حفص بن اخیف یکے از بنی حارث بن عبد مناف بن کنانہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ آپ نے اس کو آتا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ بدعہد آدمی ہے۔ جب اس نے آپ کے پاس آکر گفتگو کی تو آپ نے اس کو وہی بات کہی جو بدیل وغیرہ سے کہی تھی چنانچہ اس نے قریش کو سب کارروائی سنا دی۔

حلیس : پھر قریش نے حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو اس عہد میں احابیش کا رئیس تھا' روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا یہ اس قوم کا فرد ہے جو توحید پرست ہے' تم قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو کہ وہ دیکھ سکے۔ جب اس نے "ھدی" کو دیکھا جو وادی کے کنارے سے اس کے سامنے آرہے ہیں' ان کے گلوں میں ہار ہیں' قربان گاہ میں نہ پہنچنے کی وجہ سے ان کے بال جھڑ چکے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں گیا' وہیں سے قریش کے پاس پلٹ آیا اور ان کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا تو انہوں نے کہا بیٹھ جاؤ تم تو ایک دیہاتی ہو' تمہیں ایسی باتوں سے کیا سروکار۔

حلیس کی دھمکی : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے کہ حلیس اس وقت تاؤ میں آگیا اور اس نے کہا اے قریش! واللہ! اس بات پر ہم نے تم سے معاہدہ کیا ہے اور نہ ہی تمہارے حلیف بنے ہیں۔ کیا جو شخص بیت اللہ کی تعظیم و تکریم کی خاطر آئے اسے روک دیا جائے۔ بخدا تم محمدؐ اور اس کے عزم کے درمیان حائل نہ ہو گے یا میں تمام احابیش کو لے کر یکبارگی حملہ کر دوں گا۔ تو یہ سن کر انہوں نے کہا ذرا ٹھہرو کہ ہم ان سے اپنی مرضی کے مطابق عہد و پیمان لے لیں۔

عروہ ثقفی : امام زہری کا بیان ہے کہ پھر قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور اس نے کہا اے گروہ قریش! میں دیکھ چکا ہوں کہ تم جس کو محمدؐ کے پاس بھیجتے ہو جب وہ واپس آتا ہے تو تم اس سے بدکلامی اور خفگی سے پیش آتے ہو --- عروہ **سبیعہ** بنت عبد شمس کا بیٹا تھا --- تم جانتے ہو کہ تم میرے ننھیال ہو اور میں تمہارا بھانجا ہوں۔ میں نے تمہاری مصیبت کے بارے سنا' اپنی قوم کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان کو تمہاری مدد کے لئے لے آیا یہاں تک کہ میں نے بذات خود تمہاری مدد کی تھی۔ یہ سن کر سب نے کہا' ہاں تم ٹھیک کہتے ہو' ہماری تمہارے بارے کوئی بدگمانی نہیں۔

ابوبکرؓ کا ایمانی جوش : چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر اس نے کہا اے محمدؐ! آپ نے ادھر کے کچھ لوگ اکٹھے کر لئے ہیں اور ان کو لے کر اپنے خاندان کی تباہی کے لئے آگئے ہیں۔ سنو! یہ قریش اپنے بال بچوں کو لے کر میدان میں آچکے ہیں۔ انہوں نے چیتے کی پوستین زیب

تن کر رکھی ہیں انہوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ آپؐ بزور مکہ میں کبھی داخل نہ ہو سکیں گے' واللہ! گویا میں لوگوں کی اس بھیڑ کو دیکھ رہا ہوں' کل آپ کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ جائیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے سن کر کہا تم جا کر لات کی شرمگاہ چاٹو' کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ جائیں گے؟

عروہ نے پوچھا محمد! یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہے۔ تو عروہ ثقفی نے کہا واللہ! اگر آپ کا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں آپ کی بات کا جواب دیتا۔

پھر وہ بے تکلفی سے بات کرتا ہوا آپ کی ریش مبارک کو پکڑ لیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مسلح ہو کر آپ کے پاس ہی کھڑے تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی کو پکڑتا تو وہ اس کے ہاتھ پر ٹھوکر مار کر کہتے اپنا ہاتھ ہٹا لے ورنہ یہ ہاتھ واپس نہ جا سکے گا۔ یہ سن کر عروہ نے کہا افسوس! تو کس قدر تندخو اور بدمزاج ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے تو عروہ نے پوچھا محمدؐ! یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تیرا برادر زادہ' مغیرہ بن شعبہؓ ہے۔ تو اس نے کہا' بدعہد! اور دغاباز! میں نے تیری بدعہدی کا داغ کل ہی دھویا ہے۔

عجب منظر : زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس قسم کی گفتگو کی جو باقی نمائندگان سے کی تھی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلا آیا اور اس اثناء میں اس نے عجب منظر دیکھا کہ آپؐ وضو کرتے ہیں تو لوگ لپک کر آپ کے وضو کا پانی ہاتھ سے لیتے ہیں اور نیچے نہیں گرنے دیتے۔ آپ تھوکتے ہیں تو وہ جلدی سے اسے اٹھا لیتے ہیں' آپ کا کوئی "موئے مبارک" گرتا ہے تو اس کو سنبھال لیتے ہیں۔ چنانچہ اس نے قریش کو آکر بتایا اے قریش! میں نے کسریٰ' قیصر اور نجاشی ایسے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں۔ واللہ! میں نے کسی بادشاہ کو اپنی قوم میں اتنا محترم اور معزز نہیں دیکھا جیسا کہ محمدؐ اپنے صحابہ میں ہے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ کبھی بھی اس کو چھوڑ کر نہ جائیں گے اب تم اپنی رائے اختیار کرو۔

خراش خزاعی : ابن اسحاق نے بعض اہل علم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خراش بن امیہ خزاعی کو بلایا اور اپنے اونٹ "ثعلب" پر سوار کر کے قریش کے پاس بھیجا کہ اشراف مکہ کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کی وجہ بتا دے چنانچہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کو مار ڈالا اور خراش کے قتل کے بھی درپے تھے کہ بمشکل احابیش نے اس کو بچا لیا اور وہ جان بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا آیا۔

ناکام حملہ : ابن اسحاق نے بعض ثقہ راویوں سے عکرمہ کی معرفت حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ قریش نے چالیس یا پچاس افراد پر مشتمل ایک دستہ روانہ کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لشکر کا چکر لگائیں تاکہ وہ کسی کو گزند پہنچا سکیں چنانچہ وہ پکڑے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر کئے گئے تو آپ نے ان کو معاف کر دیا اور ان کو چھوڑ دیا حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لشکر پر پتھر پھینکے تھے اور تیر برسائے تھے۔

سفارت : رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا کہ وہ اشراف مکہ کے پاس پیغام لے کر جائیں تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے قریش سے خطرہ ہے اور مکہ میں "بنی عدی" میں سے کوئی فرد ایسا

نہیں جو میری حفاظت کر سکے اور قریش میری عداوت اور درشتی سے خوب آگاہ ہیں۔ لیکن میں آپ کو ایک ایسا آدمی بتاتا ہوں جو مکہ میں مجھ سے زیادہ محترم اور معزز ہے وہ ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

چنانچہ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر ابوسفیان اور معززین شہر کے پاس بھیجا کہ ان کو بتائے رسول اللہ ﷺ لڑائی کے لئے نہیں آئے محض بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عثمانؓ مکہ روانہ ہو گئے مکہ میں داخل ہوتے وقت یا اس سے قبل آپ سے ابان بن سعید بن عاص کی ملاقات ہو گئی۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ کا پیام پہنچا دیا تو بعد ازیں انہوں نے کہا دل چاہے تو بیت اللہ کا طواف کر لو یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ کر لیں میں کیسے طواف کر سکتا ہوں۔ قریش نے "کسی غرض" سے حضرت عثمانؓ کو اپنے پاس روک لیا ادھر رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو یہ اطلاع پہنچی کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے۔

بیعت رضوان : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت عثمان کے قتل کی خبر ہوئی تو فرمایا' ہم ان سے جنگ کئے بغیر نہ جائیں گے اور آپ نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی۔ بیعت رضوان ایک درخت کے نیچے ہوئی' صحابہؓ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے موت پر بیعت نہیں لی بلکہ ہم نے "فرار نہ ہونے" پر بیعت کی تھی چنانچہ سب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی' ماسوائے جد بن قیس سلمی کے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں واللہ! گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی سواری کی بغل کے پاس لوگوں سے چھپا بیٹھا ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ عثمان کے قتل کی خبر جھوٹی ہے۔

پہلے کس نے بیعت کی : ابن ہشام کا بیان ہے کہ وکیع نے اسماعیل بن ابی خالد کی معرفت شعبی سے نقل کیا ہے کہ بیعت رضوان سب سے پہلے ابوسنان اسدی نے کی۔

خود بیعت کی : ابن ہشام نے کسی ثقہ راوی سے ابن ابی ملیکہ کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کی اور اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔ یہ حدیث جو ابن ہشام نے نقل کی ہے اس سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ مگر صحیحین میں ثابت ہے۔

سہیل بن عمرو اور مصالحت : بقول امام زہری' پھر قریش نے سہیل بن عمرو یکے از بنی عامر بن لوی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ محمدؐ کے پاس جاؤ اور ان سے صلح کرو لیکن صلح کے شرائط میں یہ بات لازمی ہو کہ وہ امسال بغیر عمرہ واپس ہو جائیں گے واللہ عرب میں یہ چرچا نہ ہو کہ وہ بزور بازو مکہ میں دخل ہو گئے ہیں۔ چنانچہ سہیل بن عمرو کو رسول اللہ ﷺ نے آتے دیکھ کر کہا سہیل کو بھیجنے کا مقصد یہ ہے کہ قریش صلح چاہتے ہیں جب سہیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیر تک صلح کے شرائط پر بات ہوتی رہی اور باہمی تکرار ہوا۔ آخر کار صلح پر اتفاق ہو گیا اور سارا معاملہ طے ہو گیا ماسوائے تحریر کے۔

عمر کا جوش و جذبہ : "ان شرائط کو سن کر" حضرت عمرؓ جلدی سے حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر! کیا محمد ﷺ اللہ کے رسول نہیں؟ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں تو

حضرت ابوبکرؓ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا کیا وہ لوگ مشرک نہیں تو حضرت ابوبکر نے کہا کیوں نہیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے کہا (اگر یہ سب باتیں درست ہیں) تو ہم اپنے دین میں خست و ذلت کو کیوں جگہ دیں؟ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے عمرؓ! انؐ کا رکاب تھامے رہ' میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اللہ کے رسول نہیں' آپ نے فرمایا کیوں نہیں' پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں' پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا وہ مشرک نہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں (اس سوال و جواب کے بعد) حضرت عمرؓ نے کہا تو ہم اپنے دین میں دناءت اور کمینگی کو کیوں قبول کریں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں اس کے امر کی مخالفت ہرگز نہ کروں گا۔ اور وہ مجھے ضائع نہ کرے گا۔

حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ میں اس روز کی جرات اور بات کے خوف سے متواتر صدقہ و خیرات کرتا رہا۔ نماز پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے امید ہوئی کہ وہ بات بہتر ہوگی۔

شرائط صلح : پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھ تو سہیل نے اعتراض کیا' میں اس تسمیہ کو نہیں جانتا۔ آپ "باسمک اللھم" لکھئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو "باسمک اللھم" چنانچہ حضرت علیؓ نے یہ جملہ لکھ دیا پھر آپ نے فرمایا لکھو "**ھذا ما صالح علیه محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سھیل بن عمرو**" یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن سہیل سے صلح کی ہے۔ تو سہیل نے کہا اگر میں آپ کو اللہ کا رسول مانتا تو لڑائی نہ کرتا آپ اپنا اور اپنے والد کا نام تحریر کروایئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو (**ھذا ما صالح علیه محمد بن عبد اللّٰہ سھیل بن عمرو**) یہ ہیں وہ شرائط جن پر محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے کہ

(۱) دس سال تک فریقین میں لڑائی بند رہے گی' لوگ اس عرصہ کے دوران امن و امان سے رہیں گے کوئی کسی پر دست درازی نہ کرے گا علاوہ ازیں جو قریشی اپنے سرپرست اور ولی کی اجازت کے بغیر محمد (ﷺ) کے پاس آئے گا آپؐ اس کو واپس کر دیں گے اور آپ کے رفقاء میں سے جو شخص قریش کے پاس آئے گا' قریش اس کو واپس کرنے کے پابند نہ ہوں گے۔ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی نہ ہوگی۔ مخفی سرقہ اور خیانت نہ ہوگی' جو شخص محمد (ﷺ) کے ساتھ معاہدہ میں شریک ہونا چاہے وہ اس میں ان کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے اور جو قریش کے ساتھ معاہدہ میں شرکت کرنا چاہے وہ ان کے ساتھ شرکت کر سکتا ہے۔

--- چنانچہ خزاعہ قبیلہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہو گیا اور بنی بکر قریش کے ساتھ --- آپؐ امسال واپس جائیں گے' مکہ میں داخل نہ ہوں گے اور آئندہ سال مکہ ہم آپ کے لئے خالی کر دیں گے' آپ مع صحابہ اس میں تین روز قیام کریں گے' آپ کے پاس ایک سوار کا ہتھیار ہو گا کہ نیام میں تلوار' اس کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ ہو گا۔

حضرت ابوجندل رضی اللہ عنہ : رسول اللہ ﷺ اور سہیل بن عمرو کے درمیان معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ سہیل

بن عمرو کے بیٹے ابوجندل بیڑیوں میں گھسٹتے ہوئے آن پہنچے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔ صحابہؓ مدینہ سے روانہ ہوئے تو ان کو رسول اللہ ﷺ کے خواب کی وجہ سے "فتح" پر کامل یقین تھا۔ جب انہوں نے مصالحت و مراجعت اور رسول اللہ ﷺ کا بظاہر ناگوار شرائط کو برداشت کرنا دیکھا تو وہ گوناگوں وسوسوں میں مبتلا ہو گئے قریب تھا کہ وہ بھٹک جاتے۔ جب سہیل نے ابوجندل کو دیکھا تو اس کے منہ پر تھپڑ رسید کیا اور گریبان سے پکڑ کر کہا اے محمد! اس کے آنے سے قبل ہمارا معاہدہ طے ہو چکا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے تو سہیل اس کو گریبان سے پکڑتے ہوئے اور گھسیٹتے ہوئے قریش کے پاس لے گئے۔ اور ابوجندل زور زور سے چلا رہے تھے اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس لوٹا دیا جاؤں گا' وہ مجھے دین سے برگشتہ کر دیں گے یہ سن کر صحابہ کے دلوں میں مزید وسوسے پیدا ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوجندل! صبر و ضبط سے کام لے اور اس کو باعث ثواب سمجھ' اللہ تعالیٰ تیرے اور دیگر کمزور مسلمانوں کے لئے کشادگی اور کوئی راستہ نکالے گا' ہم نے قریش سے صلح کر لی ہے اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہم عہد شکنی نہ کریں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اچھل کر اٹھے اور ابوجندل کے پہلو میں ساتھ ساتھ چلتے جا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ابوجندل! صبر کر' وہ لوگ مشرک ہیں' ان کا قتل کتے کے برابر ہے۔ اور تلوار کا دستہ بھی اس کے قریب کرتے جا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرا خیال تھا کہ وہ تلوار پکڑ کر اپنے والد کو مار دے گا لیکن اس نے اپنے والد کے بارے بخل سے کام لیا اور معاہدہ نافذ ہو گیا۔

گواہ : تحریر سے فراغت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ پر مسلمان اور مشرکوں کے ان چند لوگوں کو گواہ مقرر کیا' ابوبکر صدیقؓ' عمر بن خطابؓ' عبدالرحمان بن عوفؓ' عبداللہ بن سہیل بن عمرو' سعدؓ بن ابی وقاص' محمود بن سلمہ مکرز بن حفص "مشرک" اور علی بن ابی طالبؓ اور حضرت علیؓ ہی صلح نامہ کے کاتب تھے۔

حجامت : رسول اللہ ﷺ "حل" اور بیرون حرم مقیم تھے اور نماز حدود حرم میں پڑھتے تھے۔ جب صلح سے فارغ ہوئے تو قربانی کو ذبح کرنے کے بعد سر منڈایا اور خراش بن امیہ بن فضل خزاعی نے آپ کا سر مونڈا' جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے بعد سر بھی منڈا لیا ہے تو لوگ اٹھے اور فوراً قربانیاں ذبح کرنے کے بعد سر منڈوا لئے۔

سہ بار دعا کی حکمت : ابن اسحاق نے (عبداللہ بن ابی نجیح' مجاہد) حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ صلح حدیبیہ میں بعض نے سر منڈائے اور بعض نے ترشوائے تو رسول اللہ ﷺ نے حلق اور سر منڈانے والوں کے حق میں رحمت کی دعا کی' لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! قصر اور ترشوانے والوں کے لئے بھی دعا رحمت ہو' آپ نے پھر بھی سر منڈوانے والوں کے لئے دعا کی تو انہوں نے پھر عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تیسری بار بھی سر منڈوانے والوں کے حق میں رحمت کی دعا کی پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ترشوانے والوں کے لئے بھی تو پھر آپؐ نے ترشوانے والوں کے حق میں رحمت کی دعا کی' پھر انہوں نے

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس بات کی کیا حکمت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سر منڈوانے والوں کے دلوں میں' احرام کھولنے کے بارے کوئی شک و شبہ نہ تھا۔

ابو جہل کا اونٹ : عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد کے حوالے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سال حدیبیہ میں اپنے قربانی کے جانوروں میں ابو جہل کا اونٹ بھی شامل کیا تھا اس کی ناک میں چاندی کا چھلہ تھا کہ مشرکوں کا دل جلے۔

صلح حدیبیہ کا یہ مذکور بالا قصہ' ابن اسحاق کا بیان کردہ ہے اور امام بخاری کے بیان میں' بعض مقامات میں اس سے اختلاف ہے جیسا کہ عنقریب آپ ان شاء اللہ ملاحظہ فرمائیں گے اور یہ ہم مکمل بیان کرتے ہیں اور اس میں صحاح اور حسان روایات بیان کریں گے ان شاء اللہ وعلیہ التکلان وھو المستعان۔

صلح حدیبیہ (صحیح احادیث کی روشنی میں)

نماز فجر کے بعد وعظ و تلقین : امام بخاری (خالد بن مخلد' سلیمان بن بلال' صالح بن کیسان' عبیداللہ بن عبداللہ) زید بن خالد سے بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے ایک رات بارش برسی اور فجر کی نماز پڑھا کر' رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا معلوم ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے' تو آپ نے بتایا اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے بعض کا مجھ پر ایمان ہے اور بعض منکر ہیں جس نے کہا کہ اللہ کی رحمت و برکت اور فضل و کرم سے ہم پر بارش برسی اس کا مجھ پر ایمان ہے' ستاروں پر اعتقاد نہیں اور جس شخص نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے طلوع کی وجہ سے بارش ہوئی اس کا ستاروں پر ایمان ہے اور مجھ پر اعتقاد نہیں۔ امام بخاری نے اس روایت کو اسی طرح متعدد مقامات پر بیان کیا ہے اور امام مسلم نے کئی طرق سے زہری سے نقل کیا ہے اور امام زہری سے یہ روایت عبیداللہ بن عبداللہ کی معرفت حضرت ابوہریرہ سے بھی مروی ہے۔

معجزہ : امام بخاری (عبیداللہ بن موسیٰ' اسرائیل' ابو اسحاق) البراء سے نقل کرتے ہیں کہ تم لوگ سورہ الفتح (۴۸) سے فتح مکہ سمجھتے ہو بے شک فتح مکہ بھی ایک فتح ہے لیکن ہم اصل فتح بیعت رضوان کو سمجھتے ہیں جو حدیبیہ میں ہوئی ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چودہ سو افراد تھے حدیبیہ میں ایک کنواں تھا ہم نے اس سے پانی کھینچنا شروع کیا' سب کھینچ لیا ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اس کی منڈیر پر بیٹھ کر پانی کا برتن منگوایا وضو کیا کلی کی اور دعا کی پھر اس پانی کو (جس سے وضو کیا تھا) کنوئیں میں ڈال دیا تھوڑی دیر ہم نے انتظار کیا پھر اس کنوئیں نے ہمیں اور ہمارے جانوروں کو جتنا چاہا پانی سے سیراب کر دیا۔ (انفرد بہ البخاری)

پر سکون حالات کا رستہ : امام ابن اسحاق نے "فجعل من دون ذلک فتحا قریبا" (۴۸/۲۷) میں فتح

قریب سے مراد صلح حدیبیہ لیا ہے اور بقول امام زہری تاریخ اسلام میں صلح حدیبیہ سے قبل' اس سے بڑی کوئی فتح نہیں ہوئی۔ (اور جنگ تو وہاں ہوتی ہے جہاں لوگ بر سرپیکار ہوں) چنانچہ جب صلح معرض وجود میں آگئی' لڑائی بند ہو گئی' لوگ امن و امان میں زندگی بسر کرنے لگے' ایک دوسرے سے بات چیت کرنے لگے' باہمی ملاقاتیں ہونے لگیں' بحث و مباحثے ہونے لگے' تو جو باشعور آدمی اسلام کے بارے گفتگو کرتا مسلمان ہو جاتا چنانچہ اس دو سال کے عرصہ میں لوگ اس قدر مسلمان ہوئے جس قدر قبل ازیں (چھ سال) کے عرصہ میں مسلمان ہوئے تھے یا اس سے بھی زیادہ۔

بقول ابن ہشام' امام زہری کے اس بیان کی دلیل یہ ہے کہ صلح حدیبیہ میں بقول حضرت جابرؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے ازیں بعد دو سال فتح مکہ میں آپکے ہمراہ دو ہزار افراد تھے۔

معجزہ : امام بخاری (یوسف بن عیسیٰ' ابن فضیل' حصین' سالم) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضو کیا پھر لوگ آپ کے پاس آئے' پوچھا کیوں خیر تو ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے' بس وہی ہے جو آپ کے پاس برتن میں ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا' اور چشموں کی طرح آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا چنانچہ ہم نے پیا اور وضو کیا۔ سالم نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی تھے بتایا پندرہ سو تھے' اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو کافی تھا' اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے کئی طرق سے (حصین از سالم بن ابی سعد از جابر) بیان کیا ہے۔

امام بخاری (صلت بن محمد' یزید بن زریع' سعید) قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت جابرؓ شرکاء حدیبیہ کی تعداد چودہ سو بتاتے ہیں تو سعید نے کہا حضرت جابرؓ نے مجھے بتایا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیبیہ کے روز بیعت کی وہ پندرہ سو تھے۔ اس روایت کی متابعت ابوداؤد نے قرہ از قتادہ نقل کی ہے۔ تفرد بہ البخاری۔

امام بخاری (علی بن عبد اللہ' سفیان' عمرو) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز ہمارے بارے فرمایا آج تم لوگ روئے زمین کے سب لوگوں سے بہتر ہو اور ہم چودہ سو تھے۔ اگر میری بینائی بحال ہوتی تو آج میں تم کو اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے کئی طرق سے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے۔

(۴) لیث بن سعد نے ابو زبیر کی معرفت حضرت جابر سے نقل کیا ہے کہ حاطب کے ایک غلام نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکوہ کیا یارسول اللہ ﷺ حاطب جہنم میں جائے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے غلط کہا ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل تھا۔ اس روایت کو امام مسلم نے بھی بیان کیا ہے۔

حضرت حفصہؓ کو جھڑکا : امام مسلم نے (ابن جریج' ابو الزبیر) حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ام میسر نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا آپ حضرت حفصہؓ کے پاس فرما رہے تھے ان شاء اللہ بیعت

رضوان والے لوگوں میں سے کوئی جہنم میں نہ جائے گا یہ سن کر حضرت حفصہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ' کیوں نہ؟ تو آپ نے ان کو جھڑکا' تو حفصہ نے عرض کیا (۱۷/۱۹) "اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا اس پر گزر نہ ہو" یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (۲۷/۱۹) "پھر ہم انہیں بچالیں گے جو ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں پر گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔"

۱۳۰۰ : (۶) امام بخاری (عبیداللہ بن معاذ' معاذ ابوہ' شعبہ' عمرو بن مرہ) عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بیعت رضوان میں تیرہ سو افراد تھے اور صرف اسلم قبیلہ مہاجروں کا آٹھواں حصہ تھا۔

محمد بن بشار نے اس کی روایت کی متابعت میں ابوداؤد از شعبہ روایت نقل کی ہے اور امام بخاری نے اس روایت کو عبداللہؓ سے معلق بیان کیا ہے اور امام مسلم نے (عبیداللہ بن معاذ از شعبہ' نیز محمد بن مثنیٰ از ابوداؤد از اسحاق بن ابراہیم از نضر بن شمیل) شعبہ سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری (علی بن عبداللہ' سفیان' زہری' عروہ) مروان اور مسور بن مخرمہ سے بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک ہزار سے زائد لوگ تھے ذوالحلیفہ میں احرام باندھا قربانی کے جانوروں کو قلاوہ ڈالا اور اشعار کیا۔ تفرد بہ البخاری۔

تطبیق : غرضیکہ یہ سب روایات امام ابن اسحاق کے قول کے خلاف ہیں کہ حدیبیہ میں ان کی تعداد سات سو تھی' ممکن ہے کہ یہ انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق بیان کیا ہو کہ قربانی کے اونٹ ستر تھے اور ہر دس فرد کی طرف سے ایک اونٹ ہو' پس یہ سب لوگ سات سو ہوئے' واللہ اعلم۔

سنئے! ضروری نہیں کہ سب نے قربانی کی ہو اور نہ ہی یہ بات ثابت ہے کہ سب نے احرام باندھا ہو' کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گروہ کو روانہ کیا ان میں ابو قتادہؓ شامل تھے اور ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا تھا اس نے چلتے چلتے نیل گاؤ کا شکار کیا' اس نے خود کھایا اور اس کے رفقاء نے بھی اور باقی ماندہ دوران سفر ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے پوچھا کیا کسی محرم نے اس کو شکار پر آمادہ کیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا تو سب نے نفی میں جواب دیا تو رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ گوشت کھانے کی اجازت دے دی۔

امام بخاری نے (شعبہ بن ربیع' علی بن مبارک' یحیٰ' عبد اللہ بن ابو قتادہ') حضرت ابو قتادہؓ سے بیان کیا ہے کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے میرے رفقا نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہیں باندھا۔

شجر : امام بخاری (محمد بن رافع' شبابہ بن سوار فزاری' شعبہ' قتادہ' سعید بن مسیب) مسیبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی پھر میں وہاں گیا تو اس کو پہچان نہ سکا۔ موسیٰ نے (ابو عوانہ' طارق' سعید بن مسیب) مسیبؓ سے نقل کیا ہے کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی آئندہ سال ہم وہاں گئے تو ہمیں وہ درخت معلوم نہ ہو سکا۔

امام بخاری (محمود' عبیداللہ' اسرائیل) طارق بن عبدالرحمان سے بیان کرتے ہیں کہ میں حج کے لئے روانہ

ہوا تو وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون سی مسجد ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ مسجد شجر ہے جہاں رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کی تھی۔ میں نے یہ واقعہ سعید بن میسب کے گوش گزار کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے والد بھی بیعت رضوان میں شامل تھے۔ میرے والد کا بیان ہے کہ جب ہم آئندہ سال وہاں گئے تو اس جگہ کو پہچان نہ سکے۔ پھر سعید بن میسب نے کہا کہ صحابہ تو اس کو پہچان نہ سکے اور تم نے پہچان لیا' کیا تم ان سے زیادہ جانتے ہو' اس روایت کو بخاری اور مسلم نے (ثوری' ابوعوانہ اور شبابہ از طارق) بیان کیا ہے۔

حرہ : امام بخاری (سعید' اخوہ' سلیمان' عمرو بن یحییٰ) عباد بن تمیم سے بیان کرتے ہیں کہ "حرہ" کے روز' لوگ عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کر رہے تھے تو ابن زید نے پوچھا لوگ ابن حنظلہ کی بیعت کس بات پر کر رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ موت پر بیعت کر رہے ہیں تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے بعد' موت پر کسی کی بیعت نہ کروں گا اور آپ بیعت رضوان میں شامل تھے۔ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے متعدد طرق سے عمرو بن یحییٰ سے بیان کیا ہے۔

سلمہؓ نے سہ بار : امام بخاری (قتیبہ بن سعید' حاتم) یزید بن ابی عبید سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ ابن اکوع سے پوچھا آپ نے حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی کس بات پر بیعت کی تھی تو انہوں نے بتایا "موت پر" اس روایت کو امام مسلم نے یزید بن ابی عبید کی سند سے نقل کیا ہے اور مسلم شریف میں سلمہؓ سے مذکور ہے کہ اس نے سہ مرتبہ بیعت کی' لوگوں کے اول آخر اور درمیان میں۔

پہلے کس نے بیعت کی : صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت معقل بن یسارؓ درخت کی شاخیں پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے دور ہٹا رہے تھے اور آپ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اس روز سب سے اول ابوسنان وھب بن محصن برادر عکاشہ بن محصن نے بیعت کی یا سنان بن ابی سنان نے۔

کیا حضرت ابن عمر پہلے مسلمان ہوئے : امام بخاری (شجاع بن ولید' نضر بن محمد' صخر بن ربیع) نافع سے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں مشہور ہے کہ ابن عمرؓ حضرت عمرؓ سے قبل مسلمان ہو گئے لیکن بات اس طرح نہیں۔ ہوا یہ کہ حضرت عمرؓ نے حدیبیہ کے روز ابن عمر کو گھوڑا لانے کے لئے بھیجا جو ایک انصاری کے پاس تھا کہ اس پر سوار ہو کر جنگ کریں۔ ادھر رسول اللہ ﷺ درخت کے پاس لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کو اس بات کا علم نہ تھا چنانچہ ابن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کر لی پھر وہ حضرت عمرؓ کو اپنے ساتھ لائے حتیٰ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ یہ ہے وہ بات جس کی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ' حضرت عمرؓ سے قبل مسلمان ہوئے۔

ہشام بن عمار (ولید بن مسلم' عمر بن محمد عمری' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے روز لوگ' رسول اللہ ﷺ کے آس پاس درختوں کے سایہ میں ادھر ادھر بیٹھے تھے تو اچانک معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام لوگوں میں گھرے ہوئے ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا عبداللہ دیکھو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو کیوں گھیر رکھا ہے۔ چنانچہ وہ گئے تو لوگ آپؐ کی بیعت کر رہے ہیں چنانچہ ابن عمرؓ نے بیعت کر لی' پھر حضرت عمرؓ کو

لے کر گئے اور حضرت عمرؓ نے بیعت کی۔ (امام بخاری ان دونوں سندوں میں منفرد ہیں)

عمرہ حدیبیہ کا بیان : امام بخاری مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال ایک ہزار سے زائد صحابہ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ذوالحلیفہ میں پہنچ کر عمرہ کا احرام باندھا' قربانی کے جانوروں کو قلادہ پہنایا اور اشعار کیا اور ایک خزاعی کو بطور جاسوس بھیجا اور نبی علیہ السلام چلتے چلتے "غدیر الاشطاط" میں پہنچے تو جاسوس نے آکر بتایا کہ قریش نے آپ کے ساتھ لڑنے کے لئے "احابیش" سمیت لوگوں کو اکٹھا کر لیا ہے' وہ آپ سے برسرپیکار ہوں گے اور آپ کو بیت اللہ میں داخل ہونے سے روکیں گے۔ تو آپ نے فرمایا اے لوگو! مجھے مشورہ دو کیا خیال ہے کہ جو لوگ ہمیں بیت اللہ کے طواف سے روکنا چاہتے ہیں میں ان کے اہل و عیال پر حملہ کر دوں' اگر وہ ہمارے مقابلے میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے ایک گروہ کو ہلاک کر دیا ہو گا ورنہ ہم ان کو غم و غصہ میں پیچ و تاب کھاتے ہوئے چھوڑ آئیں گے تو ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ عمرہ کی خاطر روانہ ہوئے ہیں' کسی سے جنگ و جدال کی خاطر نہیں' آپ اپنے مقصد کی طرف متوجہ ہوں پس جو ہمیں روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر روانہ ہو' چلو' یہاں امام بخاری نے اس کو صرف اسی طرح موقوف بیان کیا ہے۔

امام بخاری' مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں (یہ دونوں ایک دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتے ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے سال روانہ ہوئے' ابھی آپ راستہ میں ہی تھے کہ آپ نے فرمایا کہ خالد بن ولید کراع غمیم میں قریش کے لشکر کے ساتھ بطور جاسوس موجود ہے لہٰذا تم دائیں طرف چلو' واللہ خالد کو معلوم نہ ہو سکا یہاں تک کہ اس نے "لشکر کی غبار" سے ان کو پہچانا پھر وہ اپنا گھوڑا دوڑا کر قریش کو اطلاع دینے کے لئے چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ چلتے چلتے ثنیۃ المرار میں پہنچے تو آپ کی سواری بیٹھ گئی اور لوگ حل حل کہہ کر اس کو اٹھانے لگے مگر وہ نہ اٹھی' تو لوگ کہنے لگے قصوا --- رسول اللہ ﷺ کی سواری کا نام --- اڑ گئی قصواء اڑ گئی تو آپ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے' مگر اس کو "ہاتھی کو روکنے والے نے" روک دیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا بخدا' والذی نفسی بیدہ! قریش مجھ سے کسی ایسی شرط کی درخواست کریں جس میں وہ اللہ کی محرمات اور شعائر کی تعظیم کو ملحوظ رکھیں تو میں ان کی درخواست منظور کر لوں گا' پھر آپ نے سواری کو ڈانٹا تو وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی پھر آپ راستہ سے پلٹ کر' حدیبیہ کے ایک گوشہ میں معمولی پانی والے کنوئیں پر فروکش ہو گئے لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی نکالتے رہے' معمولی دیر میں لوگوں نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پانی کی نایابی کی شکایت کی تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو کنوئیں میں گاڑ دیں' واللہ! وہ واپسی تک خوب سیراب کرتا رہا۔

بدیل خزاعی : رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں ہی فروکش تھے کہ آپ کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی' چند خزاعیوں کے ہمراہ آیا (تہامہ کا یہ قبیلہ رسول اللہ ﷺ کا خیر خواہ اور رازدار تھا) اور اس نے کہا میں نے کعب

بن لئوی اور عامر بن لئوی --- قریش کے قبائل کو حدیبیہ کے زیادہ پانی والے کنوؤں پر قابض دیکھا ہے ان کے ہمراہ اہل و عیال ہیں۔ وہ آپ سے جنگ کریں گے اور آپ کو بیت اللہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم عمرہ کی غرض سے آئے ہیں' کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے' جنگ نے قریش کو حالت زار اور خوار کر دیا ہے اور ان کو سخت نقصان پہنچایا ہے' اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت تک ان سے صلح کے لئے تیار ہوں' مجھے اور دیگر لوگوں کو چھوڑ دیں' اگر میں غالب آگیا تو دل چاہے تو وہ اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہو چکے ہوں (بصورت دیگر) اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو خوب توانائی سے جنگ کر سکیں گے۔

اگر وہ مصالحت سے انکار کریں تو واللہ! میں توحید پر ان سے یہاں تک لڑوں گا کہ میری گردن بدن سے جدا ہو جائے اور اللہ کا امر نافذ ہو جائے۔ یہ سن کر بدیل نے کہا میں آپ کی بات قریش کو پہنچا دوں گا۔ چنانچہ وہ آیا اور اس نے قریش کو بتایا کہ ہم تمہارے پاس ''اس ہی آدمی'' کی طرف سے آئے ہیں اور اس کی باتیں سنی ہیں' اگر تم سننا چاہو تو ہم عرض کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر ان کے احمق لوگوں نے کہا' ہم کو اس کے پیغام سننے کی قطعاً ضرورت نہیں لیکن سنجیدہ اور سمجھ دار لوگوں نے کہا بتاؤ وہ کیا کہتا ہے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا سب پیغام پہنچا دیا۔

عروہ ثقفی : یہ سن کر عروہ بن مسعود ثقفی نے کھڑے ہو کر عرض کیا' اے قوم! کیا تم میرے ''ننھیال'' اور بمنزلہ والد نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! کیا میں آپ کا ''تابعدار'' بیٹا نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں' پھر اس نے پوچھا' میری نسبت تمہیں کوئی بدگمانی تو نہیں؟ تو انہوں نے کہا بالکل نہیں پھر اس نے کہا کیا آپکو معلوم نہیں کہ میں نے ''اہل عکاظ'' کو آپکی مدد کیلئے دعوت دی تھی جب انہوں نے انکار کیا تو میں اپنی اولاد اور اتباع کو لے کر آپکے پاس حاضر ہو گیا تو انہوں نے کہا کیوں نہیں۔

پھر اس نے کہا بے شک ''اس'' نے معقول شرطیں پیش کی ہیں ان کو قبول کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ یہ سن کر انہوں نے اجازت دے دی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے بات کرنے لگا تو آپ نے اس سے وہی گفتگو کی جو بدیل خزاعی سے کی تھی۔ یہ سن کر عروہ نے کہا اے محمدؐ! فرمایئے! اگر آپ نے قریش کا استیصال کر دیا تو کیا آپ نے قبل ازیں کسی عرب کے بارے سنا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو ہلاک کر دیا ہو۔

بصورت دیگر اگر شکست ہوئی تو واللہ! میں کوئی معقول لوگ نہیں دیکھ رہا وہ ادھر' ادھر کے لوگوں کی بھیڑ اور ہجوم آپکے پاس جمع ہے ضرورت پڑنے کے وقت وہ آپکو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے' یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا جا کر لات کی شرمگاہ چوس! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور آپکو تنہا چھوڑ دیں گے۔ یہ سن کر عروہ نے پوچھا یہ کون ہے تو بتایا ابوبکرؓ ہیں تو عروہ ثقفی نے کہا بخدا!! اگر اس کا مجھ پر وہ احسان نہ ہوتا جس کا میں ابھی تک بدلہ نہیں دے سکا تو میں اسکی بات کا جواب دیتا۔

حضرت مغیرہؓ کا قصہ : عروہ ثقفی رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرنے لگا' حسب دستور جب بات کرتا تو

رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک کو چھو لیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ خود پہنے شمشیر بکف رسول اللہ ﷺ کے پاس "بطور محافظ" کھڑے تھے جب وہ آپ کی داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تو مغیرہؓ اس کے ہاتھ پر تلوار کی نوک مار کر کہتے' رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک سے ہاتھ پیچھے رکھ۔ یہ سن کر عروہ نے سر اٹھا کر پوچھا یہ کون ہے؟ تو بتایا مغیرہ بن شعبہ ہے تو اس نے کہا او دغاباز! کیا میں تیری دغابازی کے سلسلہ میں ابھی کوشش نہیں کر رہا۔ (مغیرہ بن شعبہ اسلام قبول کرنے سے قبل چند لوگوں کے ہمراہ تھے ان کو قتل کر دیا اور ان کے مال و دولت پر قبضہ کر لیا پھر مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تیرا مسلمان ہونا تو قبول کر لیتا ہوں باقی رہا لوٹ کا مال' تو میرا اس سے کوئی سروکار نہیں)

رسول اللہ ﷺ کی ہیبت : پھر عروہ ثقفی نے نظر اونچی کر کے صحابہؓ کا جائزہ لینا شروع کیا تو اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تھوکتے تو آپ کا لعاب دہن کسی صحابی کے ہاتھ پر پڑتا اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا اور جب آپؐ ان کو کسی بات کا حکم فرماتے تو وہ اس کی تعمیل کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے اور جب آپ وضو کرتے تو وہ آپ کے وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے اور جب آپؐ بات کرتے تو سناٹا چھا جاتا اور تعظیم و توقیر کے پیش نظر' کوئی آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھتا تھا۔

پھر عروہ ثقفی نے واپس آ کر بتایا' اے قوم قریش! واللہ! میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں' قیصرو کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں' واللہ! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کی رعایا' اس طرح تعظیم کرتی ہو جس طرح محمدؐ کے صحابہؓ اس کی تعظیم کرتے ہیں واللہ! وہ تھوکتے ہیں تو ان کی تھوک کسی آدمی کی ہتھیلی پر پڑتی ہے پھر وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب آپ حکم فرماتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کی طرف لپکتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو سے گرنے والے' مستعمل پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور جب آپ بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے' عظمت و ہیبت کے پیش نظر کوئی ان کو نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔ انہوں نے تمہارے سامنے ایک معقول تجویز پیش کی ہے تم اس کو قبول کر لو۔

کنانی : پھر ایک کنانی نے کہا مجھے اجازت دیجئے میں "اس" کے پاس جاتا ہوں۔ اجازت کے بعد جب وہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے سامنے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور اس قوم سے تعلق رکھتا ہے' جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتی ہے۔ قربانی کے جانوروں کو اس کے سامنے کھڑا کر دو' چنانچہ قربانی کے جانور کھڑے کر دیئے گئے اور صحابہ نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا تو اس نے یہ صورت حال دیکھ کر کہا' ارے' سبحان اللہ! ان لوگوں کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنا مناسب نہیں' پھر اس نے واپس جا کر بتایا کہ میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا ہے ان کی گردنوں میں قلادے ہیں اور ان کی کوہانیں چیر دی گئی ہیں میری رائے ہے کہ ان کو بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکا جائے۔

مکرز : بعد ازاں مکرز بن حفص نے کھڑے ہو کر عرض کیا' مجھے اجازت دیجئے میں' "اس" کے پاس جاؤں۔ اجازت کے بعد جب وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ نے فرمایا یہ مکرز ہے۔ یہ دغاباز اور فاجر شخص ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے بات چیت میں مصروف ہی تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر نے ایوب کی

معرفت عکرمہ سے بیان کیا ہے کہ سہیل بن عمرو کو آتے ہوئے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے معاملہ میں سہولت اور آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔

معمر نے زہری سے بیان کیا ہے کہ سہیل بن عمرو آیا تو اس نے کہا قلم و قرطاس لاؤ اور صلح کا معاہدہ تحریر کرو چنانچہ نبی علیہ السلام نے کاتب کو بلا کر فرمایا لکھ' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو سہیل نے کہا (لفظ اللہ کو تو ہم جانتے ہیں) باقی رہا لفظ رحمان تو واللہ میں نہیں جانتا وہ کیا ہے آپ سابقہ دستور کے موافق "باسمک اللھم" لکھیں۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا واللہ! ہم تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کاتب کو فرمایا باسمک اللھم لکھ' پھر آپ نے فرمایا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے' یہ سن کر سہیل نے کہا واللہ! اگر ہم جانتے کہ آپ "رسول اللہ" ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ کی زیارت سے نہ منع کرتے اور نہ ہی آپ سے برسرپیکار ہوتے' لیکن آپ تحریر فرمایئے محمد بن عبداللہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ میں اللہ کا رسول ہوں خواہ تم میری تکذیب کرو' آپ نے کاتب کو فرمایا محمد بن عبداللہ لکھو۔

الصلح خیر : زہری کا بیان ہے کہ یہ صلح حدیبیہ مذکور بالا مقولہ کی وجہ سے معرض وجود میں آئی۔ اس اللہ کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ مجھ سے جس بات کا بھی مطالبہ کریں کہ اس میں اللہ کے شعائر اور محرمات کی عظمت ملحوظ ہو میں اس کو تسلیم کر لوں گا۔

شرائط : رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کو فرمایا کہ یہ صلح اس شرط پر ہو گی کہ تم بیت اللہ کو خالی کر دو اور ہم عمرہ کر لیں تو سہیل نے کہا واللہ! عرب لوگ یوں نہ کہیں کہ ہم کو دبا کر' زور بازو سے پکڑا گیا ہے۔ (عمرہ اس سال نہیں) البتہ آئندہ سال ہو گا چنانچہ یہ بات شرائط میں شامل کر لی گئی۔

پہلی شرط : سہیل بن عمرو نے کہا' من جملہ شرائط صلح کے یہ ہے کہ ہم میں سے جو آدمی آپ کی طرف آئے خواہ وہ مسلمان ہی ہو آپ اس کو ہماری طرف واپس کر دیں گے' یہ سن کر مسلمانوں نے کہا ارے! سبحان اللہ! مسلمان مرد کو مشرکوں کے حوالے کیسے کر دیا جائے گا وہ اسی حیص بیص میں تھے کہ اتنے میں ابوجندل بن سہیل بن عمرو پاؤں میں بیڑیاں گھسٹتا ہوا آیا' جو زیریں مکہ سے نکل کر آیا اور اس نے خود کو مسلمانوں کے درمیان ڈال دیا' تو سہیل بن عمرو نے کہا اے محمدؐ! یہ وہ پہلا شخص ہے جس پر میں آپ سے صلح کر رہا ہوں کہ آپ اسے میرے سپرد کر دیں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہم نے ابھی معاہدہ طے نہیں کیا تو سہیل بن عمرو نے کہا تب تو میں آپ سے کسی بات پر مصالحت نہ کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو میری خاطر چھوڑ دو تو اس نے کہا میں اس کو آپ کی خاطر بھی نہ چھوڑوں گا تو آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں؟ چھوڑ دو' تو سہیل بن عمرو نے کہا میں ایسا نہ کروں گا' یہ سن کر مکرز بن حفص نے کہا کیوں نہیں' ہم اس کو آپ کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں (بایں ہمہ اس بات کو سہیل نے منظور نہ کیا) تو ابوجندل نے کہا مسلمان ہو کر آیا ہوں' کیا تم دیکھتے نہیں کہ میں کس مصیبت میں مبتلا ہوں (واقعی اس کو اللہ کے دین قبول کرنے کی وجہ تختہ مشق بنایا گیا اور مصائب میں مبتلا کیا گیا)

حضرت عمرؓ کا مکالمہ : حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' کیا آپ برحق نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' میں نے عرض کیا' کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' تو میں نے عرض کیا پھر اپنے دین کے بارے میں ہم کیوں خست اور خفت کو قبول کریں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں' میں اس کی معصیت نہ کروں گا وہ میرا حامی اور ناصر ہے۔ میں نے عرض کیا' کیا آپ نے فرمایا نہ تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں گے اور اس کا طواف کریں گے' آپ نے فرمایا کیوں نہیں! کیا میں نے بتایا تھا کہ ہم اس سال داخل ہوں گے' میں نے عرض کیا جی نہیں! تو آپؐ نے فرمایا تم اس میں داخل ہو گے اور اس کا طواف کرو گے' ---- حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ پھر میں ابوبکرؓ کے پاس آیا اور کہا اے ابوبکر! کیا آپؐ اللہ کے برحق رسول نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں' میں نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے' اس نے کہا کیوں نہیں! پھر میں نے کہا تو ہم اپنے دین کے بارے ذلت آمیز سلوک کیوں برداشت کریں' یہ سن کر ابوبکرؓ نے کہا سنو! اے مرد دانا! بے شک آپؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپ اپنے رب کی معصیت نہ کریں گے۔ اللہ ان کا حامی اور ناصر ہے' ان کی رکاب تھامے رکھو' واللہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا انہوں نے فرمایا نہ تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں گے اور اس کا طواف کریں گے تو ابوبکر نے کہا کیوں نہیں! کیا انہوں نے بتایا تھا کہ تم امسال ہی بیت اللہ میں داخل ہو گئے عرض کیا جی نہیں تو ابوبکرؓ نے کہا تم بیت اللہ میں داخل ہو گے اور اس کا طواف کرو گے' بقول زہری حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے ان گستاخانہ معروضات کی وجہ سے بہت نیک اعمال کئے۔ (کہ ان کا کفارہ ہو جائیں)

قول اور عمل میں فرق : جب رسول اللہ ﷺ معاہدہ صلح کی تحریر سے فارغ ہوئے تو صحابہ کو حکم دیا' اٹھو قربانیاں ذبح کرو' سر منڈاؤ۔ یہ سن کر واللہ! کوئی فرد بھی نہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم سہ بار دہرایا مگر کوئی آدمی ٹس سے مس نہ ہوا تو آپ حضرت ام سلمہؓ ام المومنین کے پاس تشریف لے گئے آپ نے یہ معاملہ اس کے گوش گزار کیا تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ یہ حکم پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو انہوں نے کہا آپ تشریف لے جایئے' کسی سے بات کئے بغیر' آپ اپنی قربانی ذبح کر دیں اور حجام کو بلا کر اپنا سر منڈوا لیں چنانچہ آپ باہر تشریف لائے' کسی سے بات کئے بغیر اپنی قربانی ذبح کی اور حجام کو بلا کر سر منڈوا لیا۔ صحابہ نے جب یہ عمل دیکھا تو انہوں نے اپنی اپنی قربانیاں ذبح کر ڈالیں اور ایک دوسرے کا سر مونڈ دیا۔ اس معاہدہ پر وہ اس قدر غمگین تھے یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ رنج و غم میں ایک دوسرے کو قتل کر دیتے۔

پھر چند مومن عورتیں حاضر ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۱۰/۶۰) اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کی جانچ کر لو اللہ ہی ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم انہیں مومن معلوم کرو' تو انہیں کفار کی طرف نہ لوٹاؤ' نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کافر) ان کے لئے حلال ہیں اور ان کفار کو دے دو جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے اور تم پر گناہ نہیں کہ تم ان سے

نکاح کرلو جب تم انہیں ان کے مہردے دو اور کافر عورتوں کے ناموس کو قبضہ میں نہ رکھو۔

چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس روز اپنی دو مشرک بیویوں کو طلاق دی' ایک سے معاویہ بن ابو سفیان نے نکاح کرلیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے' پھر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

ابو بصیر اور ابو جندل : ابو بصیر قرشی اسلام قبول کر کے مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مشرکین قریش نے اس کے تعاقب میں دو آدمی روانہ کئے اور انہوں نے معاہدہ صلح کا تذکرہ کیا تو آپؐ نے ابو بصیر قرشی کو ان کے حوالے کر دیا وہ اس کو لے کر روانہ ہو گئے' چلتے چلتے وہ "ذوالحلیفہ" میں پہنچ گئے اور وہاں اتر کر کھجوریں کھانے لگے تو ابو بصیر قرشی نے ان میں سے ایک کو کہا جناب! واللہ! آپ کی تلوار بہت عمدہ ہے' دوسرے نے اس کو نیام سے نکال کر کہا واللہ! یہ بہت عمدہ تلوار ہے۔ میں نے اس کا خوب تجربہ کیا ہے' یہ سن کر ابو بصیر قرشی نے کہا' مجھے دو' میں بھی اس کو دیکھوں' اس نے یہ تلوار ابو بصیر کو دے دی تو اس نے وار کر کے اس کو ٹھنڈا کر دیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا اور دوسرا بھاگتا ہوا مدینہ کی طرف چلا آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھ کر فرمایا' اس کو کوئی خوفناک واقعہ درپیش ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے بتایا واللہ! میرا ساتھی قتل ہو چکا ہے اور میں بھی قتل ہو جاؤں گا۔

پھر ابو بصیر نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا آپ نے مجھے ان کے سپرد کر دیا اور اللہ نے مجھے ان سے نجات بخش دی' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' افسوس! یہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے' اگر اسکے ساتھ کوئی اور ہو۔ یہ سن کر وہ سمجھ گیا کہ رسول اللہ ﷺ اس کو ان کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں سے باہر نکل آیا اور ساحل سمندر پر آگیا۔

اتفاقاً ابو جندل بھی مشرکین قریش سے چھوٹ کر ابو بصیر قرشی کے پاس چلا آیا چنانچہ جو قرشی مسلمان ہوتا وہ ابو بصیر قرشی کے پاس چلا آتا۔ رفتہ رفتہ وہ ایک مضبوط گروہ اور جتھا بن گیا' واللہ! قریش کا جو تجارتی قافلہ شام کی طرف روانہ ہوتا وہ اس کے آڑے آتے ان کو قتل کر کے مال پر قبضہ کر لیتے چنانچہ قریش نے نبی علیہ السلام کو اللہ اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر عرض کیا کہ آپ ان کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلالیں اور جو شخص مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا وہ امن و امان میں ہو گا' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام ارسال کیا اور اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۴۸/۲۴) اور وہ وہی ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے اس کے بعد کہ اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا اور اللہ ان سب باتوں کو جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا اور (۴۸/۲۹) میں ہے جب کہ کافروں نے اپنے دل میں سخت جوش پیدا کیا تھا "جاہلیت کی ضد" اور جہالت کا جوش تھا ان کی جاہلیت کی ضد یہ تھی کہ انہوں نے یہ اعتراف نہ کیا کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں اور نہ ہی انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو تسلیم کیا اور آپ کے بیت اللہ میں داخل ہونے کے درمیان حائل ہوئے۔

اس روایت میں (ابن اسحاق کی روایت کی نسبت) عمدہ اضافے اور کافی فوائد ہیں اس روایت کو امام

زہری سے عروہ کی معرفت مروان اور مسور سے' سفیان بن عیینہ' معمر اور محمد بن اسحاق وغیرہ متعدد لوگوں نے بیان کیا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے کتاب الشروط کے آغاز میں (یحییٰ بن بکیر' لیث بن سعد' عقیل' زہری' عروہ' مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ) صحابہؓ سے بیان کیا اور یہ بات قرین قیاس ہے کیونکہ مروان اور مسور دونوں صلح حدیبیہ کے وقت کم سن تھے اور یہ بات واضح ہے کہ انہوں نے اس روایت کو صحابہؓ سے اخذ کیا ہے۔

صلح صفین کے بارے : امام بخاری (حسن بن اسحاق' محمد بن سابق' مالک بن مغول' ابو حصین) ابووائل سے بیان کرتے ہیں کہ جب سہیل بن حنیفؓ جنگ صفین ۳۷ھ سے واپس آئے تو ہم ان کی خدمت میں جنگ کے واقعات معلوم کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو کہا تم اپنی رائے کو درست نہ سمجھو۔ صلح حدیبیہ میں' ابوجندل کے واقعہ کے روز' اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تردید کی استطاعت ہوتی تو میں ضرور تردید کر دیتا مگر اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ قبل ازیں جب بھی ہم نے کسی خوفناک حادثہ کی وجہ سے تلواریں کندھوں پر اٹھائیں اور جہاد میں مصروف ہو گئے تو ہم خاطر خواہ نتیجے تک پہنچ جاتے تھے مگر اس جنگ کا عجیب حال ہے' فساد کا ایک گوشہ بند کرتے ہیں تو دوسرا کھل جاتا ہے' کچھ سمجھ نہیں آتا کہ کیا تدبیر کرنی چاہئے۔

امام بخاری (عبداللہ بن یوسف' مالک' زید بن اسلم) حضرت اسلم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو' کسی سفر میں جا رہے تھے' حضرت عمرؓ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے کچھ پوچھا آپ نے جواب نہ دیا پھر پوچھا پھر بھی جواب نہ دیا تیسری بار پھر پوچھا اور آپ نے جواب نہ دیا تو حضرت عمر نے دل میں کہا اے عمر! تیری ماں تجھ کو گم پائے تو نے رسول اللہ ﷺ سے سہ بار اصرار سے سوال کیا اور آپ نے جواب نہ دیا --- اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی آپ جواب کیونکر دیتے --- حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی سواری کو ایڑ لگائی اور سارے مسافروں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے خطرہ تھا کہ کہیں میری اس گستاخی کے بارے قرآن نہ نازل ہو۔ چنانچہ معمولی دیر بعد' میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے بلا رہا ہے' میں نے دل میں کہا کہیں میرے بارے قرآن نازل ہوا ہو۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی جو مجھے تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہے جس پر آفتاب طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ نے انا فتحنا لک فتحا مبینا سورہ فتح (۴۸) پڑھ کر سنائی۔

ہم (ابن کثیر) نے سورہ فتح پر مکمل بحث اپنی تفسیر ابن کثیر میں درج کی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ' مزید مطالعہ کے خواہش مند وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

ان سرایا اور فوجی مہمات کا بیان جو ۶ھ میں عمل میں آئے اور حافظ بیہقی نے واقدی سے ان کا خلاصہ نقل کیا ہے

سریہ حضرت عکاشہ بن محصن : ۶ھ کے ربیع الاول یا ربیع الاخر میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عکاشہ بن محصنؓ کی قیادت میں چالیس افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ بنی اسد کی طرف روانہ کیا وہ خوف کے مارے بھاگ کھڑے ہوئے اور حضرت عکاشہؓ نے ان کے چشموں پر پڑاؤ ڈالا اور ان کا تعاقب کیا' ان کے دو سو شتر پکڑ کر مدینہ لے آئے۔

سریہ حضرت ابوعبیدہ : ۶ھ میں نبی علیہ السلام نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو چالیس صحابہؓ پر مشتمل ایک مہم میں ذی القصہ کی طرف روانہ کیا وہ ان کی طرف پیدل روانہ ہوئے' چلتے چلتے وہ صبح کے اندھیرے میں وہاں پہنچے تو وہ بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں چھپ گئے' ان میں سے صرف ایک آدمی کو گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

سریہ حضرت محمد بن سلمہ : رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمد بن سلمہؓ کی زیر امارت دس افراد کو ذی القصہ کی طرف روانہ کیا اور دشمن نے گھات لگا کر' محمد بن مسلمہ کے سب ساتھیوں کو جو سوئے پڑے تھے' شہید کر دیا اور خود محمد بن مسلمہ گھائل ہو کر زندہ بچ گئے۔

سریہ حضرت زیدؓ بن حارثہ : رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو جموم کی طرف روانہ کیا وہاں اس نے مزینہ قبیلہ کی ایک خاتون مسماۃ حلیمہ کو گرفتار کیا اس نے بنی سلیم کے ٹھکانوں میں سے ایک ٹھکانے کی مخبری کی چنانچہ انہوں نے وہاں سے مویشی اور بکریاں پکڑیں اور کچھ لوگوں کو گرفتار کر کے لے آئے۔ ان اسیروں میں حلیمہ مزنیہ کا خاوند بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا خاوند اس کو ہبہ کر دیا اور دونوں کو آزاد کر کے چھوڑ دیا۔

سریہ حضرت زیدؓ : ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو بنی ثعلبہ کی طرف ۱۵ افراد پر مشتمل ایک فوجی دستہ روانہ کیا' وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے' اور حضرت زیدؓ ان کے بیس اونٹ ہانک کر لے آئے اور چار رات بعد مدینہ میں واپس لوٹے نیز رسول اللہ ﷺ نے جمادی اولی ۶ھ میں حضرت زید کو "عیص" کی طرف بھی روانہ کیا۔

ابوالعاص کا تجارتی قافلہ : ۶ھ میں ابوالعاص بن ربیع شوہر حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے تجارتی قافلہ کا مال و متاع چھین لیا گیا اور اس نے اپنی بیوی سے پناہ طلب کی تو اس نے اپنے شوہر کو پناہ دے دی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابوالعاص بن ربیع کا تجارتی قافلہ پکڑ لیا گیا اور اس کے رفقاء تہ تیغ کر دیئے گئے اور وہ خود بھاگ کر مدینے چلا آیا اور اس کی بیوی حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلی آئیں تھیں۔ اس نے اپنی بیوی سے پناہ طلب کی' تو انہوں نے نماز فجر کے بعد اس کو پناہ دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے اس پناہ کو برقرار رکھا اور لوگوں کو مال غنیمت واپس کر دینے کا حکم بھی فرمایا۔ چنانچہ انہوں نے ہر چیز واپس کر دی اور ابوالعاص یہ سارا مال و متاع لے کر مکہ چلا گیا اور حصہ داروں

کو پہنچا دیا۔ پھر وہ مسلمان ہو کر مدینہ چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی' سابق نکاح کے ساتھ تجدید نکاح کے بغیر ہی واپس لوٹا دی (جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے) ابوالعاص کے مسلمان ہونے اور زینبؓ کے ہجرت کے درمیان چھ سال کا تفاوت تھا اور ایک روایت میں ۲ سال کا تفاوت بھی مذکور ہے' قبل ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ اس کا مسلمان ہونا' مسلم خواتین کے کفار پر حرام ہونے کے دو سال بعد تھا اور ابوالعاص ۸ھ میں فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے' نہ کہ ۶ھ میں جیسا کہ واقدی سے منقول ہے' واللہ اعلم۔

سریہ حضرت زیدؓ : بقول واقدی دحیہ بن خلیفہ کلبی ۶ھ میں قیصر کی ملاقات سے واپس آرہے تھے قیصر نے اس کو مال و متاع اور فاخرانہ لباس سے نوازا تھا۔ وہ "حسمی" پہنچے تو جذام قبیلہ کے لوگوں نے تمام مال و متاع لوٹ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف زید بن حارثہؓ کو روانہ کیا۔

سریہ حضرت علیؓ : واقدی نے عبداللہ بن جعفر کی معرفت یعقوب بن عتبہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ ایک سو آدمی لے کر' بنی اسد بن بکر کے ایک قبیلہ کی طرف روانہ ہوئے۔ رات میں سفر کرتے تھے اور دن میں چھپے رہتے تھے۔ چنانچہ ان کے ایک جاسوس کو پکڑ لیا اور اس نے اعتراف کیا کہ وہ خیبر کی طرف بھیجا گیا ہے اور خیبر کی کھجور کے عوض ان کو امداد فراہم کرنے کی پیش کش کرے گا۔ اس سریہ کی روانگی اس وجہ سے ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ ان کی ایک جماعت خیبر کے یہودیوں کو افرادی قوت فراہم کرنا چاہتی ہے۔

سریہ حضرت عبدالرحمان بن عوف : واقدی کا بیان ہے کہ شعبان ۶ھ میں حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے زیر امارت ایک قافلہ دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا اگر وہ لوگ تمہاری اطاعت قبول کر لیں تو ان کے بادشاہ کی بیٹی سے نکاح کر لینا چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت عبدالرحمان بن عوف نے ان کے بادشاہ کی بیٹی تماضر بنت اصبغ کلبیہ سے نکاح کر لیا اور یہ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف کی والدہ ہے۔

سریہ حضرت کرز فہریؓ اور قصہ عرینہ : واقدی کا بیان ہے کہ ماہ شوال ۶ھ میں کرز بن جابر فہری (ش ۸ھ) کا قافلہ عرینہ قبیلہ کے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا اور مال مویشی کو بھگا لے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے تعاقب میں کرز بن جابر فہری کو بیس شاہ سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور سب غارت گروں کو پکڑ کر واپس لے آئے۔

ان کا انجام وہ ہوا جو صحیحین میں (سعید بن ابی عروبہ از قتادہ از انس بن مالکؓ) مروی ہے کہ قبیلہ عکل اور عرینہ --- ایک روایت میں ہے عکل یا عرینہ --- کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہماری اکثر غذا دودھ تھی غلہ نہ تھا' ہمیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہیں آئی۔ چنانچہ آپ نے ان کو چند اونٹوں اور چرواہے کے ساتھ ایک چراگاہ میں بھیج دیا اور ان کو فرمایا کہ وہ اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ چنانچہ وہ روانہ ہو گئے جب وہ "حرہ" کے ایک گوشہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کے

چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے اور مرتد ہو گئے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے ان کے تعاقب میں کرز فہری کو روانہ کیا ان کو پکڑ کر لایا گیا تو آپؐ نے ان کے ہاتھ پاؤں قطع کرنے کا حکم دیا' ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھرائی اور حرہ میں پھینک دئے گئے۔ حتیٰ کہ وہ اسی طرح مر گئے۔

راوی حدیث قتادہ کا بیان ہے کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو صدقہ و خیرات کی ترغیب دلاتے مثلہ اور اعضاء و جوارح کے قطع کرنے سے منع فرماتے۔ اس روایت کو قتادہ سے متعدد لوگوں نے بیان کیا ہے' اسی طرح انس بن مالکؓ سے بھی متعدد راویوں نے نقل کیا ہے۔

صحیح مسلم میں معاویہ بن قرۃ از انسؓ مروی ہے کہ عرینہ قبیلہ کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مسلمان ہوئے اور آپ کی بیعت کی اور مدینہ میں اس وقت سرسام اور نمونیا کی وبا پھیل گئی تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نمونیا کی وبا پھیل گئی ہے' اگر آپ اجازت فرما دیں تو ہم اونٹوں کے پاس چراگاہ میں منتقل ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" تم اونٹوں کے پاس چراگاہ میں چلے جاؤ چنانچہ وہ وہاں منتقل ہو گئے' چرواہوں کو قتل کر کے اونٹوں کو بھگا لے گئے۔ آپؐ کے پاس قریباً بیس انصاری جمع ہو گئے آپ نے ان کے تعاقب میں انصار کو روانہ کر دیا اور ایک کھوجی بھی ہمراہ کر دیا' چنانچہ وہ ان کو گرفتار کر کے لے آئے' آپ کے حکم سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھرائی گئی۔

متعدد جرائم کے مرتکب تھے : امام بخاری (ایوب' ابوقلابہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عکل قبیلہ کے چند افراد مدینہ آئے' اسلام لائے اور مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا مدعا عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چراگاہ میں اونٹوں کے پاس چلے جاؤ۔ ان کا دودھ اور پیشاب پیو' چنانچہ وہ چراگاہ میں چلے آئے وہاں کچھ عرصہ ٹھہرے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹ بھگا گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو روانہ کیا۔ طلوع آفتاب کے فوراً بعد' ان کو پکڑ کر لایا گیا۔ آپ نے سلائیوں کے گرم کرنے کا حکم دیا چنانچہ ان سلائیوں سے ان کی آنکھیں داغ دیں۔ ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کو "حرہ" میں چھوڑ دیا' وہ پانی مانگتے تھے مگر ان کو پانی نہ پلایا گیا حتیٰ کہ وہ اسی طرح مر گئے۔ حضرت انسؓ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ پیاس کی شدت سے اپنے منہ سے زمین چاٹ رہا تھا۔

ابوقلابہ راوی حدیث کا بیان ہے کہ یہ لوگ قتل کے مرتکب تھے' رہزن اور چور تھے' مرتد تھے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ برسرپیکار تھے۔

دعا : حافظ بیہقی (عثمان بن ابی شیبہ' عبدالرحمان بن سلیمان' محمد بن عبیداللہ' ابوالزبیر) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کے تعاقب میں لوگوں کو روانہ کیا تو دعا فرمائی یااللہ! ان کو راستہ نہ سجھا اور راستہ کو ان پر جوتی سے بھی زیادہ تنگ کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے راستہ کو ان پر مخفی کر دیا اور وہ راستے میں ہی دھر لئے گئے۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور

آنکھوں میں گرم سلائیاں پھرائی گئیں اور مسلم شریف میں ہے کہ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں اس وجہ سے پھرائی گئیں کہ انہوں نے بھی چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں تھیں۔

۶ھ کے اہم واقعات : حدیبیہ کے ایام میں ۶ھ میں حج کی فرضیت نازل ہوئی جیسا کہ امام شافعی نے اس کو بیان کیا **واتموا الحج والعمرة لله** (۲/۱۹۶) حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو۔ بنا بریں امام شافعی کا خیال ہے کہ حج فوراً واجب نہیں بلکہ اس میں تاخیر جائز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ھ میں حج کیا ہے اور باقی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر استطاعت رکھنے والے پر فوراً حج واجب ہے اور **اتموا الحج والعمرة لله** (۲/۱۹۶) سے حج کا فرض ہونا ثابت نہیں بلکہ اس سے مراد ہے کہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل ناگزیر امر ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر)

۶ھ میں مسلمان خواتین کا نکاح غیر مسلم سے حرام قرار دے دیا گیا۔ حدیبیہ کے صلح نامے کی ایک دفعہ (کہ ہم میں سے جو بھی آپ کے پاس آئے گا خواہ وہ مسلمان ہی ہو آپ اس کو ہمارے طرف واپس لوٹا دیں گے) میں تخصیص کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ ممتحنہ (۶۰/۱۰) کی آیت نمبر ۱۰ نازل فرمائی۔

۶ھ میں غزوہ مریسیع ہوا جس میں واقعہ افک پیش آیا اور حضرت عائشہؓ کی براءت نازل ہوئی۔ ۶ھ میں حدیبیہ کا معاہدہ عمل میں آیا جس کی تفصیل قبل ازیں بیان ہو چکی ہے اور امسال حج مشرکین کی زیر نگرانی ہوا۔

واقدی کا بیان ہے کہ ماہ ذوالحج ۶ھ میں نبی علیہ السلام نے چھ صحابہ کرام کو مختلف حکمرانوں کی طرف روانہ فرمایا' (۱) حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مقوقس شاہ سکندریہ کے پاس روانہ کیا۔ (۲) شجاع بن وھب بن اسد بن خزیمہ بدریؓ کو حارث بن ابی شمر غسانی شاہ نصاریٰ عرب کی طرف بھیجا۔ (۳) دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر یعنی ہرقل شاہ روم کی طرف روانہ کیا۔ (۴) سلیط بن عمرو عامری کو ھوزہ بن علی حنفی کے پاس بھیجا۔ (۶) امیہ بن عمرو ضمری کو نجاشی' اصحمہ بن ابجر شاہ نصاریٰ حبشہ کی طرف روانہ کیا۔

۷ھ کے آغاز میں غزوہ خیبر واقع ہوا : شعبہ' امام حاکم کی معرفت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ **واثابهم فتحا قريبا** (۴۸/۱۸) سے مراد فتح خیبر ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ سے واپسی کے بعد نبی علیہ السلام نے قریباً بیس روز مدینہ میں قیام فرمایا پھر خیبر کی طرف روانہ ہو گئے اور اسی فتح کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

موسیٰ نے امام زہری سے نقل کیا ہے کہ غزوہ خیبر ۶ھ میں ہوا لیکن درست یہی ہے کہ یہ ۷ھ کے آغاز میں واقع ہوا۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد' رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذوالحج اور ماہ محرم ۷ھ کے چند ایام مدینہ میں قیام فرمایا اور ماہ محرم ۷ھ کے آخر میں آپ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق' زہری' عروہ) مروان اور مسور سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر حدیبیہ سے واپسی کے دوران سورۃ فتح مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی آپ ماہ ذوالحج میں' مدینہ میں تشریف لائے اور آپ مدینہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ آپ خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور رجیع میں فروکش ہوئے جو خیبر اور

غطفان کے درمیان ایک وادی ہے آپ کو اندیشہ تھا کہ غطفانی اہل خیبر کو امداد فراہم کریں گے چنانچہ آپ صبح تک وہیں مقیم رہے پھر ان کے پاس گئے۔ امام بیہقی کا بیان ہے کہ اس مفہوم کی ایک روایت واقدی نے اپنے شیوخ سے نقل کی ہے کہ آپؐ ۷ھ کے آغاز میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

امیر مدینہ : عبداللہ بن ادریس از اسحاق از عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کرتے ہیں کہ محرم ۷ھ کے اواخر میں خیبر فتح ہوا اور نبی علیہ السلام ماہ محرم کے آخر میں واپس تشریف لائے اور بقول ابن ہشام' غیلہ بن عبداللہ لیثی کو امیر مدینہ مقرر کیا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی آمد : امام احمد (عفان' وہیب' خیثم بن عراک) ابیہ عراک سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنی قوم کے چند افراد کے ہمراہ مدینہ میں آئے اور نبی علیہ السلام اس وقت خیبر میں تھے اور آپ نے سباع بن عرفطہ غطفانی کو امیر مدینہ مقرر کیا تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے میں امیر مدینہ کے پاس پہنچا تو وہ فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ پہلی رکعت میں انہوں نے سورہ مریم پڑھی اور دوسری میں سورہ مطففین پڑھی۔ میں نے دل میں کہا "فلاں" کے لئے ویل ہے۔ اس نے دو پیمانہ رکھے ہوئے ہیں جب لیتا ہے تو پورے پیمانے سے ماپتا ہے اور جب دیتا ہے تو ناقص پیمانے سے ماپتا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو ہمیں زاد راہ دیا اور ہم خیبر چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ خیبر کو فتح کر چکے تھے۔ آپ نے مجاہدین سے مشورہ کیا اور انہوں نے ہمیں مال غنیمت میں حصہ دار بنا لیا۔

رسول اللہ ﷺ کے پڑاؤ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو کوہ عصر کے راستہ پر چلے اور وہاں آپ کیلئے ایک مسجد تعمیر کی گئی۔ پھر آپ مقام "صہباء" میں آئے' پھر آپؐ لشکر کو لے کر "رجیع" میں فروکش ہوئے تاکہ غطفان اور اہل خیبر کے درمیان حائل ہو جائیں کہ وہ اہل خیبر کو امداد فراہم نہ کر سکیں کیونکہ وہ یہود خیبر کے نبی علیہ السلام کے خلاف مددگار تھے۔

یہود کے لئے تعاون : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ غطفان نے جب رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خبر سنی تو وہ اکٹھے ہو کر یہود کی مدد کے لئے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے' انہوں نے صرف ایک منزل ہی طے کی تھی کہ اپنے مال مویشی اور اہل و عیال میں شور و غل سنا تو سمجھے کہ مسلمانوں نے ان پر پیچھے سے حملہ کر دیا ہے۔ پھر وہ پلٹ آئے اور اپنے اہل و عیال میں چلے آئے' رسول اللہ ﷺ اور اہل خیبر کے درمیان حائل نہ ہوئے۔

کھانے کے بعد کلی کرنا : امام بخاری (عبداللہ بن مسلمہ' مالک' یحییٰ بن سعید' بشیر) حضرت سوید بن نعمان سے بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا جب آپ "صہباء" میں پہنچے جو خیبر سے قریب تر منزل تھی آپ نے نماز عصر پڑھا کر کھانا منگوایا تو صرف ستو پیش کیا گیا پھر اس کو بھگویا گیا اور ہم سب نے نوش کیا پھر آپ نے صرف کلی کی وضو نہ کیا اور نماز مغرب پڑھائی۔

اشعار پڑھنا : امام بخاری (عبداللہ بن مسلمہ' حاتم بن اسماعیل' یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے

بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ رات میں سفر کر رہے تھے کہ کسی نے عامر بن اکوع کو کہا آپ اپنے کوئی اشعار نہیں سناتے؟ عامر ایک شاعر تھے چنانچہ وہ سواری سے نیچے اترے اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔

لاھمَّ لو لا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فاغفر فداءً لك ما أبقينا والقين سكينة علينا

وثبت الاقدام إن لاقينا انا اذا صيح بنا أبينا

وبالصباح عوّلوا علينا

(الٰہی! اگر تیرا احسان نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پاتے اور نہ جرات کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ ہم تجھ پر قربان' ہم جب تک زندہ رہیں ہمارے گناہ معاف کر اور ہم پر سکینت و طمانیت اتار۔ اگر ہم بر سر پیکار ہوں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور جب ہمیں للکارا جاتا ہے تو ہم ان کا تسلط قبول نہیں کرتے۔ اور چلا چلا کر ہم پر لوگوں کو کھینچ لائے ہیں)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ حدی خوان کون ہے! لوگوں نے بتایا عامر بن اکوع ہے تو آپ نے فرمایا "اللہ اس پر رحمت کرے" یہ سن کر کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس کے لئے شہادت ناگزیر ہو گئی' آپ نے ہمیں ان سے کچھ اور وقت تک فائدہ کیوں نہیں اٹھانے دیا۔

گدھے کا گوشت : ہم نے خیبر میں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ ہمیں شدت سے بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیبر کی فتح نصیب کر دی' اس روز کی شام کو لوگوں نے خوب آگ سلگائی (اور کھانا پکایا) تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی روشن ہے' کیا پکا رہے ہیں لوگوں نے بتایا گوشت پکا رہے ہیں۔ پوچھا کس جانور کا گوشت' تو عرض کیا گدھوں کا گوشت۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا گوشت بہا دو' ہانڈیاں توڑ دو' ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا گوشت گرا دیں اور ہانڈیاں (توڑنے کی بجائے) دھولیں آپ نے فرمایا یہ بھی ہو سکتا ہے۔

شہید عامرؓ : جب فریقین آمنے سامنے ہوئے اور حضرت عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی۔ وہ یہودی کی پنڈلی پر مارنے لگے تو اس کی نوک خود ان کے لگ گئی اور گھٹنا زخمی ہو گیا اور وہ اس سے جان بر نہ ہو سکے۔ جب واپس آئے تو عامر کے بھائی حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے (پریشان) دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا کیا حال ہے؟ عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان' لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کی نیکیاں بے کار گئیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ غلط کہتے ہیں عامر کو دوہرا ثواب ملے گا اور آپ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا وہ خوب جہاد کرنے والا مجاہد ہے۔ بہت کم عرب عامر کی طرح زمین پر چلے ہیں۔ اس روایت کو امام مسلم نے حاتم بن اسماعیل وغیرہ کی معرفت یزید بن ابی عبید سے اس طرح بیان کیا ہے۔

محمد بن اسحاق (محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی' ابوالھیثم بن نصر بن دھر اسلمی) نصر بن دھر اسلمی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف جا رہے تھے میں نے سنا آپؐ نے عامر بن اکوع کو جو سلمہ

بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے' کہا اے ابن اکوع! آپ نیچے اتر کر کچھ اشعار سنایئے۔ چنانچہ وہ سواری سے نیچے اترے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ رجز پڑھنے لگے۔

واللہ لـــو لا مـــا اهتدينـــا ولا تصدقنـــا ولا صلينـــا
انـــا اذا قـــوم بغـــوا علينـــا وان أرادوا فتنـــة أبينـــا
فـــأنزلن ســـكينة علينـــا وثبـــت الاقـــدام ان لاقينـــا

(بخدا! اگر اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت پا سکتے نہ خیرات کر سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے۔ جب کوئی قوم سرکشی کرے اور فتنہ برپا کرنا چاہے تو ہم اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یااللہ ہم پر سکینت و طمانیت نازل کر' اگر آمنا سامنا ہو تو ثابت قدم رکھ)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے دعا دی' اللہ تجھ پر رحمت کرے' تو حضرت عمر بن خطابؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اس کے لئے شہادت واجب ہو گئی کاش! آپ ہمیں اس کی زندگی سے بہرہ ور ہونے دیتے' چنانچہ وہ غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے۔ پھر ابن اسحاق نے امام بخاری کی طرح ان کی شہادت کا واقعہ بیان کیا ہے۔

دعا : ابن اسحاق (ثقہ راوی' عطاء بن ابی مروان اسلمی' ابیہ) حضرت ابو معتب بن عمروؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کے سامنے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ کو فرمایا (جن میں' میں بھی تھا) ٹھہر جاؤ تو آپ نے یہ دعا فرمائی

اللّٰهم رب السموات السبع وما اظللن ورب الارضين وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن ورب الرياح وما اذرين' فانا نسئلک خير هذه القرية وخير اهلها وخيرما فيها وه نعوذبک من شرها وشرا هلها وشرما فيها

الٰہی ! سات آسمانوں اور جس پر وہ سایہ فگن ہیں کے پروردگار! زمینوں اور جس چیز کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں کے مالک' شیطانوں اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے کے پروردگار' ہواؤں اور جن اشیاء کو انہوں نے اڑایا ہے کہ پروردگار! ہم تجھ سے اس بستی کی خیریت اور اس کے باشندوں کی خیریت اور جو کچھ اس میں موجود ہے اس کی خیریت کے طالب ہیں۔ اس بستی کے شر سے' اس کے باشندوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر آگے بڑھو' یہ حدیث اس سند سے نہایت غریب ہے۔

اس روایت کو حافظ بیہقی نے (حاکم' اصم' عطاردی' یونس بن بکیر' ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع' صالح بن کیسان' ابو مروان اسلمی' ابیہ) جدہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے جب ہم بالکل قریب پہنچ گئے اور اس کے سامنے وارد ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا ٹھہر جاؤ! چنانچہ لوگ ٹھہر گئے تو آپ نے یہ "مذکور بالا" دعا فرمائی۔

دستور جنگ : امام ابن اسحاق ثقہ راوی کی معرفت حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی قوم سے نبرد آزما ہوتے تو صبح سے قبل شبخون نہ مارتے تھے اگر فجر کی اذان سنتے تو حملہ نہ کرتے بصورت دیگر حملہ کر دیتے چنانچہ ہم خیبر میں رات کے وقت پہنچے رسول اللہ ﷺ صبح تک باہر ہی ٹھہرے رہے۔ اذان نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور میں ابو طلحہؓ کے پیچھے سوار تھا اور میرے قدم رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک سے چھو رہے تھے اور صبح سویرے خیبر کے کاشتکار اپنی کسیاں اور ٹوکریاں لئے ہوئے ہمیں شہر سے باہر ملے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور لشکر کو دیکھ کر حیرت سے کہا محمدؐ ہے اور اس کے ساتھ لشکر ہے چنانچہ وہ یہ کہہ کر پیچھے کی طرف شہر میں بھاگ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے (جو ڈرائے گئے ہیں) ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے ہارون نے حمید کی معرفت حضرت انسؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بخاری (عبداللہ بن یوسف' مالک' حمید طویل) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت خیبر پہنچے اور آپ کا دستور تھا کہ جب آپ کسی قوم کے پاس رات کو آتے تو صبح تک حملہ آور نہ ہوتے چنانچہ صبح ہوئی تو یہود اپنی کسیاں اور ٹوکریاں لئے شہر سے باہر کام کاج کے لئے آ رہے تھے' جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو تعجب سے کہا واللہ! محمدؐ ہے' محمدؐ ہے اور ان کے ساتھ لشکر ہے' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر ویران ہو گیا جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے جو ڈرائے گئے ہیں۔ (تفرد بہ البخاری دون مسلم)

امام بخاری (صدقہ بن فضل' ابو عیینہ' ایوب' محمد بن سیرین) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر میں صبح سویرے پہنچے اور خیبر کے باشندے اپنی کسیاں لئے ہوئے کام کے لئے شہر سے باہر آ رہے تھے' انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا واللہ محمدؐ ہے' محمدؐ ہے اور ان کے ساتھ لشکر ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا' جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ ہم نے گدھوں کا گوشت حاصل کیا اور اس کو پکانے لگے تو آپؐ کے منادی نے اعلان کیا اللہ اور اس کا رسولؐ تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں وہ ناپاک ہے (تفرد بن البخاری دون مسلم)

امام احمد (سلیمان بن حرب' حماد بن زید' معمر' قتادہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر پہنچے تو وہ اپنے کھیتوں کی طرف کسیاں لئے جا رہے تھے جب اہل خیبر نے آپ کو دیکھا تو حیرت سے پکار اٹھے' محمدؐ اور اس کے ساتھ لشکر ہے اور وہ پیچھے کی طرف دوڑ کر اپنے قلعوں میں داخل ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا' جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ (تفرد بہ احمد وھو علی شرط الشیخین)

ام المومنین حضرت صفیہؓ : امام بخاری (سلیمان بن حرب' حماد بن زید' ثابت) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خیبر کے قریب پہنچ کر فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی پھر اللہ

اکبر کا نعرہ مار کر کہا خیبر ویران ہو گیا -- الخ' خیبر والے پریشان ہو کر گلیوں میں دوڑنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے جنگجو لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا' بچوں اور خواتین کو اسیر بنا لیا اور اسیروں میں حضرت صفیہؓ بھی تھیں۔ وہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں پھر وہ نبی علیہ السلام کے حصہ میں آئیں تو آپ نے ان کی آزادی کو مہر قرار دیا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے پوچھا اے ابو محمد! کیا آپ نے حضرت انسؓ سے پوچھا تھا کہ آپؐ نے اس کو کیا مہر دیا تو ثابت نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے سر ہلایا' تفرد بہ البخاری دون مسلم۔

کیا رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار تھے : حافظ بیہقی (ابو طاہر فقیہ' خطاب بن احمد طوسی' محمد بن حمید ابی وردی' محمد بن فضل' مسلم اعور ملائی) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مریض کی عیادت کرتے تھے' جنازوں کے ساتھ جاتے تھے' غلام کی بات کا جواب دیتے تھے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے بنی قریظہ اور بنی نضیر کے جنگ میں گدھے پر سوار تھے اور غزوہ خیبر میں گدھے پر سوار تھے اس کا لگام کھجور کی رسی کا تھا اور گدھے کا پالان اور "تہرو" بھی کھجور کی رسی کا تھا۔

مسلم اعور ملائی کوفی : اس حدیث کو (امام ترمذی نے علی بن حجر از علی بن مسہر اور ابن ماجہ نے محمد بن صباح از سفیان' اور عمر بن رافع از جریر) بیان کیا ہے یہ تینوں مسلم بن کیسان اعور ملائی کوفی سے بیان کرتے ہیں اور وہ حضرت انسؓ سے۔ امام ترمذی کا بیان ہے کہ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اور وہ ضعیف ہے۔

میں (ابن کثیر) کہتا ہوں کہ جو روایت حضرت انسؓ سے بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی گلیوں میں گھوڑا اس قدر تیز دوڑایا کہ آپ کے ران سے تہبند کھل گیا' تو اس سے متبادر یہی ہے کہ آپ اس روز گھوڑے پر سوار تھے نہ کہ گدھے پر۔ اگر مذکور بالا مسلم اعور ملائی کی روایت درست ہو تو وہ اس بات پر محمول ہو گی کہ خیبر کے محاصرہ کے دوران بعض اوقات آپ گدھے پر بھی سوار ہوئے ہوں گے' واللہ اعلم۔

فاتح خیبر : امام بخاری (محمد بن سعید خزاعی' زیاد بن ربیع) ابی عمران جونی سے بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز حضرت انسؓ نے کچھ لوگوں کو دیکھا اور ان پر چادریں دیکھ کر فرمایا یہ لوگ تو اس وقت خیبر کے یہودی معلوم ہوتے ہیں۔

امام بخاری (عبداللہ بن مسلمہ' حاتم' یزید بن ابی عبید) حضرت سلمہ بن اکوع سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں' آپ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے پھر سوچ کر کہا' کیا میں رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جاؤں (یہ کیسے ہو سکتا ہے) چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملے' جس رات کی صبح خیبر فتح ہوا تو آپ نے فرمایا میں کل کو ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا --- یا ایسا شخص جھنڈا پکڑے گا --- جس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ محبت کرتے ہیں اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گا' یہ سن کر ہم سب اس کے امیدوار تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یہ علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں تو آپ نے ان

کو علم عطا کیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔ اس روایت کو امام بخاری نے قتیبہ از حاتم بھی نقل کیا ہے۔

امام بخاری (قتیبہ' یعقوب بن عبد الرحمان' ابو حازم) حضرت سہیل بن سعدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بروز خیبر فرمایا کہ میں یہ جھنڈا کل ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھوں پر خیبر فتح کرا دے گا جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں چنانچہ رات بھر لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے رہے کہ دیکھئے جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ صبح ہوئی تو سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہر ایک امیدوار تھا۔ تو آپ نے پوچھا علیؓ کہاں ہے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ' وہ ہیں ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا وہ آئے اور ان کی آنکھوں پر اپنا لب مبارک لگا دیا اور دعا کی' پھر تو وہ ایسے تندرست ہو گئے گویا کوئی دکھ درد نہ تھا آپ نے ان کو جھنڈا عطا کر دیا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں تو آپ نے فرمایا اچھی طرح اطمینان سے چلتے جاؤ جب ان کے صحن میں پہنچو تو ان کو اسلام کی دعوت دو' اللہ کے جو حق ان پر واجب ہیں ان کو بتاؤ' بخدا اگر تیری وجہ سے اللہ ایک شخص کو بھی راہ راست پر لے آئے تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ اس روایت کو مسلم اور نسائی نے قتیبہ سے بیان کیا ہے۔

صحیح مسلم اور سنن بیہقی میں (سہیل بن ابی صالح از ابو صالح از ابو ہریرہ) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل کو ایسے شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اللہ اور رسول بھی اس کو چاہتے ہیں' اللہ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح کر دے گا یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا میں نے امارت و قیادت کی صرف اس دن خواہش کی۔ چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور اس کو روانہ کرتے ہوئے فرمایا' جاؤ اور لڑتے رہو' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھوں یہ فتح کرا دے اور کسی بات کی طرف توجہ اور التفات نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے پوچھا کس بات پر میں ان سے جہاد کروں تو آپ نے فرمایا تو ان سے اس وقت تک جہاد کرتا رہے یہاں تک کہ وہ کلمہ توحید اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے قائل ہو جائیں گے جب وہ اس بات کا اعتراف کر لیں تو انہوں نے اپنا جان و مال محفوظ کر لیا ماسوائے اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ (لفظ البخاری)

غریب روایت اور عجلی : امام احمد (مصعب بن مقدام اور حخش بن مثنیٰ' اسرائیل' عبداللہ بن عصمہ عجلی) حضرت ابو سعید خدریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علم کو جنبش دے کر فرمایا اس کا حق کون ادا کرے گا تو فلاں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کا حق ادا کروں گا' تو آپ نے فرمایا ہٹ جا' پھر دوسرا آیا اس نے بھی یہی کہا تو آپ نے فرمایا چلا جا' تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے روئے محمد کو مکرم فرمایا ہے میں یہ اس شخص کو دوں گا جو جنگ سے فرار نہ ہو گا چنانچہ آپ نے فرمایا اے علیؓ پکڑ لے' پھر وہ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں پر خیبر اور فدک فتح کرا دیا اور وہ ان کے باغات کی عجوہ کھجور اور خشک گوشت کے ٹکڑے لائے۔ (تفرد بہ احمد واسنادہ لاباس بہ)

اس روایت میں غرابت اور عجوبہ پن ہے' عبداللہ بن عصمہ یا ابن اعصم ابو علوان بجلی دراصل یمامہ کا

باشندہ ہے کوفہ میں رہائش تھی' ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ "لا باس بہ" اچھا ہے ابو حاتم نے کہا ہے "شیخ" ہے' ابن حبان نے اس کو ثقات میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بکثرت غلطی کرتا ہے۔ اور اس کو ضعیف راویوں میں ذکر کیا ہے کہ وہ ثقہ راویوں سے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو ثقہ راویوں کی روایت کے مطابق نہیں ہوتی یہاں تک کہ دل میں یہ بات اتر جاتی ہے کہ وہ روایت موہوم ہے یا موضوع۔

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق' بریدہ بن سفیان بن عروہ اسلمی' ابیہ) حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو خیبر کے کسی قلعے کی طرف روانہ کیا وہ لڑتے رہے اور واپس چلے آئے مگر بسیار کوشش کے باوجود قلعہ فتح نہ ہوا پھر حضرت عمرؓ کو روانہ کیا وہ بھی لڑتے رہے مگر فتح نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل کو ایسے آدمی کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اور رسول بھی اس کو چاہتے ہیں' اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح کرا دے گا اور وہ جنگ سے فرار نہیں کرتا۔

حضرت سلمہ بن اکوع کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ کو بلایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں' آنکھوں پر دم کر کے فرمایا اس جھنڈے کو پکڑ کر لے جاؤ یہاں تک کہ اللہ آپ پر فتح کرا دے چنانچہ وہ نہایت تیز رفتار چلے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے تھا یہاں تک کہ پتھروں کی ایک چٹان میں جھنڈا گاڑ دیا تو ایک یہودی نے قلعہ کی چھت سے جھانک کر پوچھا تو کون ہے؟ بتایا میں علیؓ بن ابی طالب ہوں تو یہودی نے کہا تورات کی قسم! تم غالب اور فاتح ہو' چنانچہ وہ اس وقت واپس پلٹے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب کر دی۔

محمود بن سلمہ شہید خیبر : بیہقی (حاکم' اصم' عطاردی' یونس بن بکیر' حسین بن واقد' عبداللہ بن بریدہ) حضرت بریدہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت ابوبکرؓ نے علم اٹھایا لڑتے رہے مگر فتح نہ کر سکے۔ محمود بن مسلمہؓ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں کل ایسے شخص کو علم عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول بھی اس کو چاہتا ہے وہ فتح کر کے ہی پلٹے گا چنانچہ ہم سب پر امید تھے کہ کل فتح ہو گی' رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھا کر جھنڈا منگوایا اور کھڑے ہو گئے۔ ہم میں سے ہر شخص امیدوار تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مطلوب شخص وہی ہو گا اور میں بھی رسول اللہ ﷺ کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کے باعث امیدوار تھا اور میں بھی اس کے لئے آگے بڑھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں آپ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کو جھنڈا عطا کر دیا پس اس کو فتح نصیب ہوئی۔ حسین بن واقد کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن بریدہ سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میرے والد نے کہا وہی مرحب کے مدمقابل تھے۔

حضرت محمود بن مسلمہ کی شہادت : یونس نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ خیبر کے قلعوں میں سے سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا اور اسی کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے ان پر اوپر سے چکی کا پاٹ پھینک دیا گیا اور وہ جان بحق ہو گئے۔

درد شقیقہ : حافظ بیہقی (یونس بن بکیر' مسیب بن مسلمہ ازدی' عبداللہ بن بریدہ) بریدہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کو درد شقیقہ لاحق ہو جاتا تھا چنانچہ خیبر میں آپ کو درد شقیقہ لاحق ہو گیا۔ آپ ایک دو روز خیمہ میں رہے لوگوں کے پاس باہر نہ آئے' حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کا علم لے کر جہاد کرتے رہے پھر واپس چلے آئے پھر حضرت عمرؓ نے وہ علم لیا اور پہلے روز سے بھی شدید جنگ کی مگر فتح کئے بغیر واپس چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا میں یہ علم کل ایسے شخص کے سپرد کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں وہ اس کو بزور بازو فتح کرے گا۔ (وہاں علیؓ موجود نہ تھے) یہ سن کر ہر قریشی اور دیگر لوگوں میں سے ہر شخص امیدوار تھا کہ اس کو جھنڈا عطا ہو گا صبح ہوئی تو علیؓ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آئے ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں' آنکھوں پر قطری کپڑے کی پٹی باندھی ہوئی تھی یہ دیکھ کر آپؐ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو بتایا میری آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ذرا قریب آجاؤ' پھر آپؐ نے آنکھوں پر لعاب دہن پھیرا چنانچہ وفات تک ان کی آنکھوں میں درد نہیں ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو علم عطا کیا۔ حضرت علیؓ سرخ ارغوانی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھے' پھر وہ قلعہ خیبر کے پاس آئے اور قلعے کا مالک مرحب' یمانی خود پہنے ہوئے' (خود پر پتھر تھا جس میں انڈے کے موافق سوراخ تھا) یہ رجز پڑھتا ہوا باہر آیا۔

قد علمت خیبر انی مرحب　شاك سلاحی بطل مجرب
اذا الليوث أقبلت تلهب　وأحجمت عن صولة المغلب

(پورا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' خوب مسلح ہوں تجربہ کار ہوں۔ جب شیر غضبناک ہو کر آگے بڑھیں اور غالب آنے والے کے حملہ کے خوف سے پیچھے ہٹ جائیں)

یہ سن کر حضرت علیؓ نے کہا۔

أنا الذی سمتنی أمی حیدره　کلیث غابات شدید القسوره
أکیلکم بالصاع کیل السندره

(میں وہ مرد مجاہد ہوں جس کا نام والدہ نے حیدر رکھا ہے جنگل کے شیر کی طرح' سخت گرفت والا ہوں' میں تم کو ایک صاع کے عوض میں پورا صنورہ (بڑا ماپ) دوں گا)

چنانچہ وہ آمنے سامنے ہوئے' ایک دوسرے پر وار کیا تو حضرت علیؓ نے اس پر ایسا کاری وار کیا جو پتھر' خود اور سر کو چیرتا ہوا داڑھوں تک گھس گیا اور وہ قلعہ پر قابض ہو گئے۔

حافظ بزار نے (عباد بن یعقوب' عبداللہ بن بکر' حکیم بن جبیر' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ سے غزوہ خیبر میں حضرت ابوبکرؓ' حضرت عمرؓ اور پھر حضرت علیؓ کے روانہ کرنے کا قصہ نقل کیا ہے اس کے بیان میں نہایت غرابت اور عجوبہ پن ہے اور اس کی سند میں شیعہ راوی ہے' واللہ اعلم۔

تین روز بعد : امام مسلم اور امام بیہقی نے عکرمہ بن عمار سے ایاس بن سلمہ بن اکوع کی معرفت حضرت سلمہؓ سے ایک طویل سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ... لوٹے تو

تین روز کے قیام کے بعد خیبر کی طرف روانہ ہو گئے اور عامرؓ راستہ میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

واللہ لولا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

ونحن من فضلك ما استغنينا فأنزلن سكينة علينا

وثبت الاقدام ان لاقينا

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا عامرؓ ہے تو آپ نے فرمایا تجھے تیرا پروردگار بخشے' (رسول اللہ ﷺ کسی کے لئے دوران جنگ مخصوص دعاء مغفرت فرماتے تو وہ شہادت سے سرفراز ہو جاتا تھا) تو عمرؓ نے جو اونٹ پر سوار تھے کہا آپ نے عامر کی زندگی سے ہمیں بہرہ ور کیوں نہ کیا' چنانچہ ہم خیبر میں آئے تو مرحب اپنی تلوار کو جنبش دیتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔

قد علمت خيبر انی مرحب شاكي السلاح بطل مجرب

اذا الليوث أقبلت تلهب

یہ سن کر عامر بن اکوع یہ شعر

قد علمت خيبر انی عامر شاكي السلاح بطل مغامر

پڑھتے ہوئے جنگ مبارزت کے لئے سامنے آئے' اور آپس میں ایک دوسرے پر وار کیا تو مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر اس کو نیچے سے مارنے لگا تو اس کی تلوار خود اس کو آ لگی اور اس کی "رگ اکحل" کٹ گئی جو مہلک ثابت ہوئی۔

حضرت عامرؓ : حضرت سلمہؓ کا بیان ہے کہ میں اپنے خیمے سے باہر آیا تو سنا کہ بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامرؓ کے اعمال رائیگاں گئے کہ اس نے خودکشی کر لی ہے۔ چنانچہ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے اعمال ضائع ہو گئے پوچھا کون کہتا ہے؟ عرض کیا بعض صحابہؓ کہہ رہے ہیں آپ نے فرمایا وہ غلط کہتے ہیں بلکہ وہ تو دوچند ثواب کا مستحق ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا' ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں' اور فرمایا میں آج ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اس کا بیان ہے میں علی ؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا تو آپ نے ان کی آنکھوں پر لب لگایا تو وہ تندرست ہو گئے پھر آپ نے ان کو علم عطا کیا تو مرحب یہ پڑھتا ہوا جنگ مبارزت کے لئے نکلا۔

قد علمت خيبر انی مرحب شاكي السلاح بطل مجرب

اذا الحروب أقبلت تلهب

(سارا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں' مسلح ہوں تجربہ کار بہادر ہوں۔ جب لڑائیاں شعلہ بار ہوں)

اس کے سامنے حضرت علیؓ یہ اشعار پڑھتے سامنے آئے۔

أنا الذی سمتنی أمی حیدره كليث غابات كريه المنظره

أوفيهم بالصاع كيل السندره

(میں وہ ہوں جن کا نام ماں نے شیر رکھا ہے خوفناک جنگل کے شیر کی طرح' میں ان کو صاع سے ماپ کر پورا پورا دوں گا)

چنانچہ آپ نے مرحب پر وار کیا' اس کا سر پھاڑ کر ہلاک کر دیا اور قلعہ فتح ہو گیا۔

مرحب کا قاتل کون؟ : امام احمد (حسین بن حسن اشقر' قابوس بن ابو ظبیان' ابیہ' جدہ) حضرت علیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مرحب کو قتل کر کے اس کا سر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ مرحب کا قاتل محمد بن مسلمہ ہے۔ محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن سہل حارثی کی معرفت حضرت جابرؓ سے بیان کیا ہے کہ مرحب یہودی یہ رجز پڑھتا ہوا قلعہ سے باہر آیا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب
أطعن أحیاناً وحیناً أضرب اذا اللیوث أقبلت تلھّب
ان حمایَ لَلْحمی لا یقرب

(اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں' مسلح ہوں' اور تجربہ کار بہادر ہوں۔ کبھی نیزہ مارتا ہوں اور کبھی تلوار' جب شیر غضبناک ہو کر آگے بڑھیں۔ میری چراگاہ کے قریب نہیں آیا جا سکتا)

یہ سن کر حضرت کعب بن مالکؓ نے اس کے جواب میں کہا۔

قد علمت خیبر انی کعب مفرّج الغماء جری صلب
اذ شبت الحرب وثار الحرب معی حسام کالعقیق عضب
یطأ کمو حتی یذل الصعب بکف ماض لیس فیه عیب

(خیبر کے باشندے جانتے ہیں کہ میں کعب ہوں مصائب کو دور کرنے والا جری اور سخت مزاج۔ جب لڑائی بھڑک اٹھے اور اس میں شدت آجائے تو میرے پاس تلوار ہے عقیق کی طرح اس کی دھار چمکدار ہے۔ وہ تم کو پامال کر دے گی حتیٰ کہ مشکل آسان ہو جائے وہ تلوار عزم صمیم والے مرد کے ہاتھ میں ہے جس میں کوئی نقص اور عیب نہیں)

مرحب رجز پڑھتا ہوا جنگ مبارزت کے لئے للکار رہا تھا کوئی ہے میرے مد مقابل؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے مقابلہ میں کون آئے گا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! بخدا میں مظلوم ہوں اور ستم رسیدہ ہوں اس سے بدلہ لوں گا۔ اس نے کل میرے بھائی کو قتل کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کے مقابل آؤ۔ اور اس کے لئے دعا کی یااللہ اس کی مدد فرما۔ جب وہ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو ایک عظیم الشان درخت ان کے درمیان حائل تھا ہر ایک اس کی اوٹ لے رہا تھا جب ایک اس کی اوٹ لیتا تو دوسرا درخت کے اس حصے کو کاٹ دیتا جو ان کے درمیان حائل ہوتا تھا یہاں تک وہ دونوں آمنے سامنے ہو گئے اور وہ درخت ان کے درمیان بغیر شاخوں کے آدمی کی طرح حائل رہا تو مرحب نے محمد بن مسلمہ پر وار کیا جو اس نے ڈھال پر روک لیا اور ڈھال کٹ گئی پھر محمد بن مسلمہ نے اس پر کاری وار کیا اور اس کو تہ تیغ کر دیا۔

اس روایت کو امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم سے اس کے والد کی معرفت ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ بقول ابن اسحاق' بعض کا خیال ہے کہ محمد بن مسلمہ نے حملہ کے وقت یہ رجز پڑھا تھا۔

قد علمت خیبر انی ماض حلو اذا شئت وسم قاض

(اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں صاحب عزم ہوں شیریں جب چاہوں اور زہر ہلاہل ہوں)

واقدی نے بھی جابر وغیرہ اسلاف سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ ہی مرحب کا قاتل ہے۔

واقدی نے مزید بیان کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب کے دونوں پاؤں کاٹ دیئے تو اس نے کہا میرا کام تمام کر دو۔ تو محمد بن مسلمہ نے کہا بالکل نہیں تو بھی اسی طرح موت کی تکلیف کو برداشت کر جیسا کہ محمود بن مسلمہ نے اس کو برداشت کیا تھا۔ پھر حضرت علیؓ اس کے پاس سے گزرے تو تلوار سے اس کا سر کاٹ دیا۔ اس کے لباس حرب اور سلب کے بارے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت علیؓ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے دعویٰ دائر کیا تو آپ نے حضرت محمد بن مسلمہ کو اس کی تلوار' نیزہ' مغفر اور خود دے دی اور اس کی تلوار پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

ھذا سیف مرحب من یذقه یعطب

(یہ مرحب کی تلوار ہے جو شخص اس کا مزا چکھے گا ہلاک ہو جائے گا)

یاسر کو حضرت زبیرؓ نے قتل کیا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مرحب کے قتل کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور وہ ھل من مبارز؟ کہتا ہوا جنگ مبارزت کا طلب گار تھا۔ بقول ہشام بن عروہ' حضرت زبیرؓ اس کے سامنے آئے تو حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میرے بیٹا شہید ہو جائے گا تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان شاء اللہ تیرا بیٹا اس کو ہلاک کر دے گا' وہ دونوں آمنے سامنے آئے تو حضرت زبیرؓ نے اس کو تہ تیغ کر دیا۔ بعد ازاں حضرت زبیرؓ کو جب کہا جاتا واللہ! تیری تلوار اس روز خوب قاطع اور تیز تھی تو وہ کہتے' واللہ! تلوار کی دھار تیز نہ تھی بلکہ میں نے اس کو بڑی دقت سے قتل کیا۔

مجہول اور منقطع روایت : یونس (ابن اسحاق' بعض اقارب) ابو رافع غلام رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنا علم دے کر حضرت علیؓ کو خیبر کی طرف روانہ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ تھے۔ آپ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ کے باشندے آپ کے سامنے آئے' آپ ان سے لڑتے رہے۔ پھر ایک یہودی نے آپ پر وار کیا تو آپ نے اپنی ڈھال پھینک کر قلعہ کے دروازے کو پکڑ کر ڈھال بنا لیا آپ اس ڈھال کو اٹھائے ہوئے برابر لڑتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے خیبر کو آپ کے ہاتھ پر فتح کرا دیا بعد ازاں آپ نے اس کو اپنے ہاتھ سے پھینکا۔ ابو رافع کا بیان ہے کہ ہم (آٹھ افراد) نے اس دروازے کو پلٹنے کی کوشش کی مگر اس کو پلٹ نہ سکے۔ اس روایت میں جہالت اور انقطاع ظاہر و باہر ہے۔

حافظ بیہقی اور حاکم نے (مطلب بن زیاد' لیث بن ابی سلیم' ابو جعفر باقر) حضرت جابرؓ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں حضرت علیؓ نے ایک دروازہ اٹھایا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اس پر چڑھ کر قلعے کا دروازہ کھولا۔

بعد ازاں اس کو چالیس آدمی بھی نہ اٹھا سکے۔ اس روایت میں بھی ضعف ہے۔ نیز ایک ضعیف سند سے حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ستر اشخاص اکٹھے ہوئے' ان کو وہ دروازہ دوبارہ لگانا دشوار ہو گیا۔

دم کا اعجاز : امام بخاری' مکی بن ابراہیم کی معرفت یزید بن ابی عبید سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم کا نشان دیکھ کر پوچھا جناب ابو مسلم! یہ کیسا داغ ہے؟ تو آپ نے فرمایا غزوہ خیبر میں مجھے زخم لگا تو لوگوں نے کہا سلمہ جاں بحق ہو گیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے سہ بار اس پر دم کیا چنانچہ اب تک میں نے درد محسوس نہیں کیا۔

انجام کا حال اللہ کو معلوم ہے : امام بخاری (عبداللہ بن مسلم' ابن ابی حازم' ابوحازم) حضرت سہل بن سعدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ کسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور مشرکوں کا آمنا سامنا ہوا اور جنگ شروع ہوئی۔ دونوں طرف کے لوگ اپنی اپنی فوج میں چلے' مسلمانوں میں ایک شخص ایسا تھا وہ جب کسی کافر کو اکا دکا اور اکیلا پاتا تو پیچھے سے جا کر اس کو تلوار سے مار دیتا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس شخص نے ایسا کام کیا ہے کہ ویسا کسی نے نہیں کیا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا وہ دوزخیوں میں سے ہے۔ پھر لوگوں نے کہا "اگر یہ دوزخی ہے تو پھر ہم میں سے جنتی کون ہو گا" تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کے ہمراہ تاک میں رہوں گا چنانچہ وہ ہر حال میں اس کے ساتھ رہا' یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا (اور زخموں کی شدت کو نہ برداشت کرتے ہوئے) اس نے بہ عجلت مرنے کا اہتمام کیا کہ اپنی تلوار کا مٹھ زمین پر رکھا اور نوک اپنے سینے سے لگائی پھر اس پر زور دے کر خودکشی کر لی۔ چنانچہ تاک میں رہنے والا شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو اس نے ساری کیفیت رسول اللہ ﷺ کو سنا دی تو آپ نے فرمایا' ایک آدمی' لوگوں کی نگاہ میں بہشت والوں کے سے عمل کرتا ہے مگر ہوتا وہ دوزخی ہے اور ایک شخص لوگوں کی نظر میں دوزخیوں کے سے اعمال کرتا ہے مگر ہوتا وہ بہشتی ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے (قتیبہ از یعقوب از ابوحازم از سہل) اسی طرح بیان کیا ہے۔

بدکار بھی دین کا کام انجام دیتا ہے : امام بخاری (ابو الیمان' شعیب' زہری' سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ خیبر میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے بارے جو اسلام کا دعویٰ دار تھا' فرمایا یہ دوزخی ہے۔ جنگ کا وقت آیا تو وہ آدمی خوب جان توڑ کر لڑا یہاں تک زخموں سے چور ہو گیا۔ قریب تھا کہ بعض لوگ آپ کی پیش گوئی کے بارے شک میں مبتلا ہو جاتے چنانچہ اس نے زخموں کا شدید درد محسوس کیا' اس نے اپنے ہاتھ سے تیردان میں سے چند تیر نکالے اور ان سے خود کو ذبح کر لیا تو کچھ مسلمان دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا' اس نے خود کو ذبح کر کے خودکشی کر لی ہے۔ یہ سن کر آپ نے ایک شخص کو فرمایا اٹھ اور اعلان کر دے کہ جنت میں صرف مومن داخل ہو گا اور اللہ تعالیٰ فاجر اور بدکار آدمی سے دین کی مدد کرتا ہے۔

جنتی جس نے ایک سجدہ بھی نہیں کیا : موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری سے اس سیاہ فام غلام کا قصہ نقل کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت ایمان اور شہادت کی دولت سے سرفراز کیا۔۔۔۔ ابن لہیعہ نے

بھی اس واقعہ کو ابوالاسود کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ خیبر کے باشندوں میں سے ایک حبشی سیاہ فام غلام تھا جو اپنے آقا کی بکریوں کا چرواہا تھا' اس نے دیکھا کہ خیبر کے باشندے مسلح ہو رہے ہیں اس نے پوچھا کیا کر رہے ہیں' تو انہوں نے کہا ہم اس شخص سے جو خود کو نبی کہتا ہے جنگ کریں گے' یہ سن کر اس کے دل میں نبی علیہ السلام کا خیال آیا تو وہ اپنی بکریاں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا آپؐ کس بات کی طرف بلاتے ہیں تو آپؐ نے بتایا ہم اسلام کلمہ توحید' محمدؐ کی رسالت اور اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں یہ سن کر غلام نے عرض کیا اگر میں یہ بات بجالاؤں تو مجھے اس کا صلہ کیا ملے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو مسلمان فوت ہو جائے تو بہشت ملے گی' چنانچہ وہ غلام مسلمان ہو گیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بکریوں کو کنکریاں مار کر ہمارے لشکر سے بھگا دے' اللہ تعالیٰ تیری امانت کو پہنچا دے گا چنانچہ اس نے بکریاں بھگا دیں اور وہ مالک کے پاس پہنچ گئیں تو وہ سمجھ گیا کہ غلام مسلمان ہو چکا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی تلقین کی۔ حضرت علیؓ کو علم عطا کیا (اور راوی نے خیبر کا مفصل واقعہ بیان کیا ہے) کہ حضرت علیؓ کی زیر قیادت یہ مسلمان غلام شہید ہو گیا اور مسلمان اس کی لاش کو اپنے لشکر میں لے آئے اور اس کو خیمہ کے اندر رکھ دیا گیا۔ صحابہؓ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیمہ کے اندر تشریف لائے اور صحابہ کو متوجہ کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو اعزاز بخشا ہے اور اس کو نیک راستہ نصیب کیا ہے واقعی اس کے دل میں اسلام کا جذبہ موجزن تھا میں نے اس کے سر کے پاس دو حوریں دیکھیں ہیں۔

حافظ بیہقی نے (ابن وھب' حیوہ بن شریح' ابن الھاد' شرحبیل بن سعد) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ خیبر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ ایک فوجی دستہ روانہ ہوا اس نے ایک چرواہے کو گرفتار کیا۔ پھر سیاہ فام غلام کے مذکور بالا قصہ کے مطابق بیان کیا ہے اور اس کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شہید ہوا اور اس نے اللہ عزوجل کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

حافظ بیہقی (محمد بن محمد بن محمد فقیہ' ابوبکر قطان' ابوالازھر' موسیٰ بن اسماعیل' حماد' ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر' ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! میں سیاہ فام ہوں بدشکل ہوں اور بے زر ہوں' اگر میں ان سے لڑتا لڑتا مارا جاؤں تو جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو وہ آگے بڑھا اور جہاد کرتا ہوا شہید ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرا چہرہ خوبصورت کر دیا ہے' رنگ خوشنما بنا دیا ہے اور تجھے زردار بنا دیا ہے۔ میں نے دو حوروں کو دیکھا ہے وہ اس کے جسم اور جبہ کے درمیان پہلے داخل ہونے میں جھگڑ رہی ہیں۔

حافظ بیہقی (ابن جریج' عکرمہ بن خالد' ابن ابی عمار) شداد بن الھاد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا مسلمان ہوا' تابع فرمان ہوا' عرض گزار ہوا کہ آپ کے ہمراہ ہجرت کرتا ہوں'

چنانچہ آپ نے بعض صحابہ کو اس کے بارے وصیت کی۔ غزوہ خیبر کا وقت آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مال غنیمت سے حصہ دیا وہ اونٹ چرایا کرتا تھا جب وہ واپس آیا تو اس کے احباب نے یہ حصہ اس کو پیش کیا تو اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یہ حصہ دیا ہے تو اس نے کہا' میں اس مال کی خاطر آپ کا تابع فرماں نہ ہوا تھا میں تو اس خاطر مسلمان ہوا تھا (اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا) کہ یہاں تیر لگے اور شہید ہو کر جنت میں جاؤں۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

پھر آپ نے فرمایا اگر تم نے صدق نیت سے کہا تو اللہ تیری نیت پورے کر دے گا بعد ازاں وہ دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو اس کی لاش کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا' اس کے حلق پر تیر کا زخم تھا اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وہی ہے" تو حاضرین نے کہا جی ہاں! پھر آپ نے فرمایا اس نے تہ دل سے بات کی تھی اللہ نے اس کی بات قبول کر لی۔ نبی علیہ السلام نے اس کو اپنے جبہ کا کفن دیا اور اس کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی دعا میں سے یہ الفاظ واضح سنے گئے' **(اللّٰھم ھذا عبدک خرج مھاجر فی سبیلک قتل شھیدا وانا علیه شھید)** یااللہ یہ تیرا بندہ ہے' تیری راہ میں ہجرت کر کے آیا' شہید ہو گیا ہے۔ اور میں اس بات پر شاہد ہوں۔

اس روایت کو امام نسائی نے سوید بن نصر سے عبداللہ بن مبارک کی معرفت ابن جریج سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ناعم اور قموس : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی فرودگاہ سے قریب تر اموال پر قبضہ کرتے اور قریب تر قلعے پر حملہ آور ہوتے' چنانچہ سب سے پہلے قلعہ ناعم فتح ہوا اور اس کے پاس حضرت محمود بن مسلمہؓ شہید ہوئے' ان کے سر پر چکی کا پاٹ گرا دیا گیا جس سے وہ جان بحق ہو گئے پھر بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح ہوا۔

گدھے کا گوشت : رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے لوگوں کو قید کر لیا ان میں صفیہ بنت حیی بن اخطب' کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کی بیوی بھی تھی اور حضرت صفیہ ام المومنین کی دو چچازاد بہنیں بھی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو اپنے لئے پسند کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ سے دحیہ کلبیؓ نے حضرت صفیہؓ کے بارے سوال کیا تو چونکہ ان کو آپ اپنے لئے پسند کر چکے تھے اسلئے آپؐ نے اسکو حضرت صفیہؓ کی دو چچازاد کنیزیں دے دیں اور مسلمانوں میں خیبر کی کنیزیں عام ہو گئیں۔ لوگوں نے گدھوں کا گوشت کھانے کو پکایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا۔

امام بخاریؒ نے اس باب میں صحیح احادیث کو عمدہ اسناد سے نہایت اہتمام سے بیان کیا ہے۔ گدھے کے گوشت کے حرام ہونے کا جمہور سلف' خلف کا مذہب ہے اور ائمہ اربعہ کا بھی یہی مسلک ہے اور بعض اسلاف (جن میں ابن عباسؓ بھی شامل ہیں) اس کے مباح ہونے کے قائل ہیں اور انہوں نے حرام کی

روایات کے مختلف جوابات دیئے ہیں' کہ وہ سواری کے کام آتے تھے' یا ان میں سے ابھی خمس (۱/۵) نہیں نکالا گیا تھا یا وہ غلاظت کھاتے تھے۔ مگر صحیح بات یہی ہے کہ وہ بذات خود ممنوع اور حرام ہیں کیونکہ صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں کہ وہ ناپاک ہے' اس کو پھینک دو۔

گھوڑے کا گوشت : ابن اسحاق (اسلام بن کرکر' عمرو بن دینار) حضرت جابر بن عبداللہ (جابر غزوہ خیبر میں شامل نہ تھے) سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا تو گھوڑے کے گوشت کھانے کی اجازت فرمائی۔ یہ حدیث صحیحین میں حماد بن زید از عمرو بن دینار از محمد بن علی از جابرؓ) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑے کے گوشت کھانے کی رخصت فرمائی۔

ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی نجیح کی معروفت مکحول سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں چار باتوں سے منع فرمایا' (۱) حاملہ خواتین اور لونڈیوں کے ساتھ ہم بستری کرنے سے (۲) گدھے کے گوشت کھانے سے (۳) ہر کچلی والے درندے کے گوشت سے (۴) مال غنیمت کو قبل از تقسیم فروخت کرنے سے' یہ روایت مرسل ہے۔

ابن اسحاق' زید بن ابی حبیب سے ابو مرزوق مولی نجیب کی معرفت حسن صنعانی سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ رویفع بن ثابت انصاری کے ہمراہ مغرب کے علاقہ میں جہاد میں مصروف تھے۔ آپؓ نے "جربہ" بستی کو فتح کیا تو وہاں خطاب فرمایا اے لوگو! میں وہی بات بیان کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ نے غزوہ خیبر میں فرمایا کسی مسلمان کے لئے جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ حاملہ کنیز سے اختلاط کرے' کسی مرد کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے حلال نہیں کہ وہ حیض آنے سے قبل کسی کنیز سے ہم بستری کرے۔ کسی شخص کو جو اللہ اور آخرت پر اعتقاد رکھتا ہے روا نہیں کہ وہ مال غنیمت کو قبل از تقسیم فروخت کرے۔ کسی سوار کو جو اللہ اور آخرت کو تسلیم کرتا ہے' روا نہیں کہ وہ مال غنیمت کے جانور پر سوار ہو جب وہ لاغر ہو جائے تو وہ مال غنیمت میں واپس لوٹا دے' کسی شخص کو جو اللہ اور آخرت کا معتقد ہے جائز نہیں کہ مال غنیمت میں سے لباس پہنے اور بوسیدہ کر کے مال غنیمت واپس لوٹا دے۔

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے اور امام ترمذی نے (حفص بن عمرو شیبانی' ابن وھب' یحیٰی بن ایوب' ربیعہ بن سلیم' بشر بن عبید اللہ) رویفع بن ثابتؓ سے بیان کر کے "حسن" کہا ہے۔

لہسن : صحیح بخاری میں نافع' ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ نے گدھے کے گوشت اور کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا۔ ابن حزمؒ نے علی اور شریک بن حنبل سے بیان کیا ہے کہ وہ پیاز اور کچے تھوم کے کھانے کو حرام کہتے ہیں۔ مگر امام ترمذی نے ان سے کراہت نقل کی ہے' واللہ اعلم۔

متعہ : صحیحین میں امام مالک وغیرہ نے (زہری' عبداللہ اور حسن پسران ابن حنیفہ' ابن حنیفہ) حضرت علیؓ سے بیان کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں متعہ اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔" اس حدیث کا

مطلب ہے کہ نکاح متعہ کی حرمت وغیرہ خیبر سے وابستہ ہے اور یہ بہ درجہ درست نہیں (۱) کہ غزوہ خیبر میں نکاح متعہ کی ضرورت نہ تھی کہ وہاں لونڈیاں بکثرت موجود تھیں' متعہ کی قطعاً ضرورت نہ تھی (۲) امام مسلم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو فتح مکہ کے ایام میں متعہ کی اجازت دی تھی۔ پھر مکہ سے روانگی کے قبل ہی اس کو ممنوع قرار دے دیا تھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک حرام قرار دے دیا ہے۔

بنا بریں لازم آتا ہے کہ آپ نے پہلے منع فرمایا پھر اجازت دی' پھر منع کیا تو فسخ دوبار ثابت ہو گا جو بعید از فہم ہے۔ بایں وصف امام شافعی کا بیان ہے کہ نکاح متعہ کے بغیر کوئی چیز بار بار منع اور حلال نہیں ہوئی اور یہ ان کا قول محض ان دو احادیث پر اعتماد پر مبنی ہے۔ (یہاں قریباً ایک سطر بیاض ہے)

سہیلی وغیرہ نے بعض اسلاف سے نقل کیا ہے کہ وہ یعنی متعہ سہ بار مباح ہوا اور سہ بار حرام ہوا' اور بعض کا خیال ہے کہ یہ چار بار ایسا ہوا مگر یہ بعید ہے' واللہ اعلم۔

متعہ کے پہلی بار حرام ہونے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خیبر میں ہوا' یا عمرہ قضاء میں یا فتح مکہ میں (اور یہ واضح ہے) یا اوطاس میں (یہ پہلی بات کے قریب ہے) یا تبوک میں یا حجتہ الوداع میں' رواہ ابوداؤد۔

عمدہ جواب : بعض علماء نے حضرت علیؓ کی مذکور بالا روایت کا جواب دینے کا بھی خیال کیا ہے کہ اس میں تقدیم اور تاخیر واقع ہو گئی ہے اور محفوظ روایت میں ہے جو امام احمد نے (سفیان' زہری' حسن (حسن اعلی اور ارضی تھے) اور عبداللہ پسران محمد بن حنفیہ) ابن حنفیہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے متعہ کے نکاح سے منع فرمایا اور خیبر میں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا' مگر راوی نے غلطی سے دونوں ممنوع باتوں کو زمانہ خیبر سے وابستہ کر دیا اور درحقیقت ایسا نہ تھا کہ "زمانہ خیبر" صرف گدھے کے گوشت سے وابستہ تھے' نکاح متعہ کے متعلق نہ تھا۔

حضرت علیؓ نے نکاح متعہ کو گدھے کے گوشت کے ساتھ اس لئے بیان کر دیا کہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ حضرت ابن عباسؓ نکاح متعہ اور گدھے کے گوشت کے مباح ہونے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ان سے مشہور ہے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابن عباسؓ کو کہا' آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے' بے شک رسول اللہ ﷺ نے متعہ کے نکاح سے اور گدھے کے گوشت سے خیبر کے روز منع فرما دیا تھا۔ یہ دونوں باتیں انہوں نے یکجا بیان کر دیں کہ حضرت ابن عباسؓ اپنے اباحت کے اعتقاد سے رجوع کر لیں۔

یہی توجیہ ہمارے استاذ مکرم شیخ حافظ ابو الحجاج مزی --- **تغمده الله برحمة آمين** --- نے بیان کی ہے' بایں وصف حضرت ابن عباس نے گدھے کے گوشت کی حرمت اور نکاح متعہ کی اباحت سے رجوع نہیں فرمایا' گدھے کے گوشت کی تو وہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ بطور سواری استعمال ہوتے تھے۔ باقی رہا متعہ' تو وہ اس کو سفر میں بوقت ضرورت مباح خیال کرتے ہیں' آسودگی و خوشحالی اور نکاحی عورت کی موجودگی میں وہ اس کو حرام سمجھتے ہیں۔ ان کے پیروکار اس امر میں ان کے تابع ہیں اور یہ مسئلہ علماء حجاز میں ابن جریج م

۱۵۰ھ کے عہد کے بعد تک مشہور رہا ہے۔ اعتبار از حازمی م ۵۸۴ھ میں ہے ابن عباسؓ نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔ امام احمدؒ سے بھی ایک روایت ابن عباس کے مسلک کے مطابق مروی ہے اور یہ نہایت ضعیف ہے اور متعہ کی اباحت کے معتقد لوگوں نے امام احمد سے ایسی ہی ایک روایت نقل کی ہے وہ بھی صحیح نہیں' واللہ اعلم۔

بنی سہم کی حالت زار اور دعا : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت اسلم قبیلہ کے بعض اشخاص سے بیان کیا ہے کہ قبیلہ اسلم میں سے بنی سہم کے خاندان کے لوگ رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ عسرت و تنگ دستی میں مبتلا ہیں' ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھی کچھ نہ ملا' تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی یااللہ! تو ان کی حالت کو خوب جانتا ہے اور یہ ناتوان لوگ ہیں اور میرے پاس بھی کچھ نہیں جو میں ان کو دوں' یااللہ! ان کو یہود کے ایسے قلعہ کی فتح نصیب فرما جو سب سے سرمایہ دار ہو اور سب سے زیادہ خوراک اور چربی والا ہو۔ چنانچہ صبح سویرے لوگوں نے حملہ کیا اور صعب بن معاذ کا قلعہ اللہ نے فتح کرا دیا اور اس قلعہ میں سب سے زیادہ خوراک اور چربی تھی۔

سلالم آخر میں فتح ہوا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان قلعوں کو فتح کر لیا اور مال غنیمت جمع کر لیا تو یہود قلعہ وطیح اور سلالم میں منتقل ہو گئے اور قلعہ سلالم سب سے آخر میں فتح ہوا' رسول اللہ ﷺ نے دس روز سے زائد تک ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ بقول ابن ہشام' غزوہ خیبر میں مسلمانوں کا شعار اور خصوصی علامت تھا' یامنصور امت امت۔

ابو الیسر کے لئے دعا : ابن اسحاق (بریدہ بن سفیان اسدی اسلمی' بنی سلمہ کے بعض رجال) ابو الیسر کعب بن عمروؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شام میں خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا کہ کسی یہودی کی بکریاں باہر سے قلعہ کی طرف آ رہی تھیں اور ہم اس قلعے کو حصار میں لئے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان بکریوں میں سے ہمیں کون لا کر کھلائے گا؟ ابو الیسر کا بیان ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں تو آپ نے اجازت دی اور میں شتر مرغ کی طرح دوڑتا ہوا گیا۔ میں وہاں پہنچا تو بکریوں کے ریوڑ کا اگلا حصہ قلعہ میں داخل ہو رہا تھا' میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں بغل میں دبائیں اور دوڑتا ہوا اس قدر تیز رفتار آیا گویا میرے پاس کچھ نہیں اور میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے واپس آتے دیکھ کر دعا فرمائی یااللہ! اس کی عمر دراز کر کے ہمیں فائدہ پہنچا۔ پھر صحابہ نے بکریاں ذبح کر کے تناول فرمائیں۔

ابو الیسر بدریؓ سب بدری صحابہ سے آخر میں ۵۵ھ میں فوت ہوئے جب وہ یہ حدیث بیان کرتے تو رو کر کہتے وہ لوگ میری درازعمری سے مستفید ہوئے یہاں تک میں ان سب سے بعد تک زندہ ہوں۔

بخار کا علاج : دلائل میں بیہقی (ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی' ابو سعید بن اعرابی' سعدان بن نصر' ابو معاویہ' عاصم احول) ابو عثمان نہدی یا ابو قلابہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر میں پہنچے تو کھجور کا پھل

کچا تھا‘ لوگوں نے کھایا اور بخار میں مبتلا ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا پرانی مشکوں میں پانی ٹھنڈا کرو‘ فجر کے وقت اللہ کا نام لے کر اپنے اوپر بہالو چنانچہ انہوں نے ایسا کیا تو وہ فوراً شفایاب ہو گئے۔ بقول امام بیہقی یہ روایت عبدالرحمان بن رافع سے موصول بھی مروی ہے اور اس روایت میں ہے کہ نماز مغرب اور عشا کے درمیان اس کو اپنے اوپر بہاؤ۔

خوراک میں تقسیم ضروری نہیں : امام احمد حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر میں چربی کی ایک تھیلی لٹکا دی گئی میں نے اس کو پکڑ کر کہا میں اس میں سے کسی کو کچھ نہ دوں گا‘ میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرا رہے ہیں۔ امام احمد (عفان‘ شعبہ‘ حمید بن ہلال) عبداللہ بن مغفلؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر میں ایک قلعے کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ چربی کی ایک تھیلی اوپر سے پھینک دی گئی میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر شرم سار ہو گیا۔ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے شعبہ سے نقل کیا ہے‘ نیز امام مسلم نے اس کو شیبان بن فروخ از عثمان بن مغیرہ نقل کیا ہے۔

ابن اسحاق نے معتبر راوی کی معرفت حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی سے بیان کیا ہے کہ مال غنیمت میں سے‘ میں نے چربی کی ایک تھیلی پکڑ لی اور اس کو کندھے پر اٹھا کر اپنے رفقاء اور احباب کے پاس لا رہا تھا کہ مال غنیمت کے ناظم نے تھیلی پکڑ کر کہا‘ آؤ اس کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیں‘ میں نے کہا واللہ! میں آپ کو یہ نہ دوں گا اور وہ مجھ سے تھیلی کو چھیننے لگا۔ اس کشمکش میں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھ لیا تو مسکرا کر ناظم غنیمت کو فرمایا چھوڑ دو چنانچہ اس نے چھوڑ دیا تو میں اس کو اپنے رفقا کے پاس لایا اور ہم سب نے اس کو کھایا۔

جمہور نے اس حدیث سے امام مالک کے اس مسلک کے کہ ”یہود کے ذبیحہ جانوروں کی چربی حرام ہے“ کے خلاف استدلال لیا ہے‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۵/۵) اور اہل کتاب کا کھانا تم کو حلال ہے۔ امام مالک نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ چربی طعام میں شمار نہیں‘ مذکور بالا حدیث سے استدلال پکڑنا محل نظر ہے اور ممکن ہے کہ یہ چربی حلال جانور سے اخذ کی گئی ہو‘ واللہ اعلم۔

اس حدیث سے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ خوراک میں خمس ضروری نہیں اور اس کی تائید ابوداؤد کی اس روایت سے ہوتی ہے جو امام ابوداؤد نے (محمد بن علاء‘ ابو معاویہ‘ اسحاق شیبانی‘ محمد بن ابی مجالد) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے نقل کی ہے کہ ابن ابی مجالد نے ابن ابی اوفی سے پوچھا آپ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں خوراک سے خمس نکالا کرتے تھے تو انہوں نے کہا غزوہ خیبر میں ہم نے خوراک حاصل کی جو مجاہد آتا بقدر کفایت لے کر چلا جاتا‘ تفرد بہ ابوداؤد و ھو حسن۔

صفیہ بنت حی نضریہ کا قصہ : رسول اللہ ﷺ نے جب بنی نضیر کے یہود کو مدینہ سے جلا وطن کیا تو ان کے اکثر لوگ خیبر میں آباد ہو گئے‘ ان میں حی بن اخطب اور ابوالحقیق کا کنبہ بھی تھا وہ لوگ اپنی قوم کے رئیس اور سرمایہ دار تھے۔ صفیہ بنت حی اس وقت نابالغ تھیں۔ بلوغت کے بعد‘ ان سے ایک چچازاد بھائی

نے شادی کر لی۔ شادی کے چند روز بعد' انہوں نے خواب دیکھا' گویا چاند ٹوٹ کر ان کی آغوش میں آپڑا ہے۔ انہوں نے یہ خواب اپنے شوہر سے بیان کیا تو اس نے تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا' کیا تیری آرزو ہے کہ شاہ یثرب تیرا شوہر ہو۔ خواب سے معمولی عرصہ بعد' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور خیبر کا محاصرہ کر لیا چنانچہ صفیہ بنت حیی بھی اسیر عورتوں میں شامل تھیں اور ان کا شوہر قتل ہو چکا تھا۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ملک اور قبضہ میں آئیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے رحم کی صفائی اور حلال ہونے کے بعد ان سے نکاح کر لیا تو رخسار پر تھپڑ کے نشان کو دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے یہ خواب آپ کے گوش گزار کر دیا۔

امام بخاری (سلیمان بن حرب' حماد بن زید' ثابت) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے قریب نماز فجر اندھیرے میں پڑھی پھر اللہ اکبر' کا نعرہ مار کر فرمایا خیبر خراب اور ویران ہو گیا۔ ہم جس قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو مرعوب اور خوف زدہ لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ آپ کو دیکھ کر گلیوں میں دوڑنے لگے تو نبی علیہ السلام نے ان کے جنگجو لوگوں کو قتل کر دیا' بچوں اور خواتین کو اسیر بنا لیا۔ ان اسیر عورتوں میں صفیہؓ بھی تھیں پھر وہ دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں' بعد ازاں نبی علیہ السلام کے حصہ میں' پھر نبی علیہ السلام نے ان کی آزادی اور عتق کو ان کا مہر قرار دے دیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے بھی حماد بن زید سے نقل کیا ہے۔ نیز اس روایت کو متعدد طرق سے حضرت انس سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری (آدم' شعبہ' عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ کو اسیر بنایا' پھر ان کو آزاد کر کے نکاح کر لیا۔ ثابت نے حضرت انس سے پوچھا ان کو کیا مہر دیا؟ بتایا ان کی آزادی کو مہر قرار دیا۔ **تفرد به البخاری من هذا الوجه**

ولیمہ : امام بخاری (عبدالغفار بن داؤد' یعقوب بن عبدالرحمان --- امام بخاری (احمد بن عیسیٰ' ابن وهب' یعقوب بن عبدالرحمان زہری --- عمرو غلام مطلب) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم خیبر پہنچے' اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کرا دیا تو کسی نے حضرت صفیہؓ کے حسن و جمال کا حال بیان کیا۔ ان کا خاوند مارا گیا تو وہ ابھی نو بیاہتا دلہن تھیں۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے پسند کر لیا اور ان کو ساتھ لے کر خیبر سے نکلے۔ جب "سد صہباء" میں پہنچے تو وہ حلال ہو گئیں یعنی حیض سے پاک ہو گئیں تو رسول اللہ نے ان سے نکاح کر لیا پھر ایک چھوٹے سے دستر خوان پر حیس اور حلوہ رکھا اور فرمایا جو لوگ تیرے گردو پیش ہیں ان کو بلا لے۔ بس یہی حضرت صفیہؓ کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے' میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام نے اپنے پیچھے ان کے لئے چادر کا گدا بنایا پھر آپ اونٹ کے پاس آئے اور اس کے گھٹنے پر پاؤں رکھا اور حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں اس کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو گئیں۔ (تفرد بہ دون مسلم)

امام بخاری (سعید بن ابی مریم' محمد بن جعفر بن ابی کثیر' حمید) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر اور مدینہ کے درمیان سہ روز قیام فرمایا' حضرت صفیہ سے نکاح کیا اور میں نے مسلمانوں کو دعوت ولیمہ میں بلایا۔ دعوت ولیمہ میں روٹی تھی نہ گوشت۔ آپ نے بلال کو فرمایا اس نے دستر خوان بچھایا'

پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔ تو مسلمانوں نے کہا دیکھو صفیہؓ یکے از امہات مومنین سے ہیں یا کنیزوں میں سے؟ پھر مسلمانوں نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو باپردہ سوار کیا تو وہ ام المومنین ہوں گی ورنہ کنیز۔ چنانچہ جب آپ نے کوچ کیا تو صفیہ کے لئے اپنے پیچھے ایک گدا بنایا اور ان کو باپردہ کر دیا۔ انفرد بہ البخاری۔

امام ابوداؤد (مسدد، حماد بن زید، عبدالعزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئیں پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے حصہ میں آئیں۔ امام ابوداؤد (یعقوب بن ابراہیم، ابن علیہ، عبد العزیز بن صہیب) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں اسیر عورتیں اکٹھی کی گئیں تو دحیہ کلبیؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسیر کنیزوں میں سے ایک کنیز عطا فرمادیں آپ نے فرمایا جاؤ، ایک کنیز لے لو۔ چنانچہ اس نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا تو ایک آدمی نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یانبی اللہ! آپ نے صفیہ کو دحیہ کلبیؓ کے حوالہ کر دیا ہے۔ وہ بنی قریظہ اور نضیر کی رئیسہ اور ممتاز خاتون ہیں وہ صرف آپ کے شایان شان ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے دحیہ! تم اس کے علاوہ کوئی اور کنیز لے لو، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ یہ روایت صحیحین میں ابن علیہ سے مروی ہے۔

امام ابوداؤد (محمد بن خلاد باہلی، بھز بن اسد، حماد بن سلمہ، ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ دحیہ کے حصہ میں ایک حسین و جمیل کنیز آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دحیہؓ سے سات کنیزوں کے عوض اس کو لے لیا اور ام سلمہؓ کے سپرد کر دیا کہ وہ اس کو آپ کے لئے آراستہ کر دے، حماد نے یہ اضافہ بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاس ایام حیض گزارے، تفرد بہ ابوداؤد۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص مفتوح ہوا تو صفیہ بنت حی اور ایک اور کنیز کو قلعہ سے باہر لایا گیا۔ حضرت بلالؓ ان کو لے کر یہود کے مقتولوں کے پاس سے گزرے تو وہ کنیز ان کو دیکھ کر چیخنے چلانے لگی، چہرہ پیٹنے لگی اور سر پر خاک آڑانے لگی تو آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا اس شیطان کنیز کو مجھ سے دور لے جاؤ اور صفیہؓ کے بارے آپ نے حکم دیا، وہ آپ کے پیچھے بٹھا دی گئیں اور آپ نے ان پر اپنی ردائے مبارک ڈال دی تو لوگ سمجھ گئے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کنیز کی حالت زار دیکھ کر بلال کو کہا اے بلال! تیرے دل سے رحمت و رافت سلب کر لی گئی ہے کہ تو ان کمزور دل خواتین کو ان کے مقتولوں کے پاس لے گیا۔

خواب: حضرت صفیہ، کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق کی دلہن تھیں۔ انہوں نے خواب دیکھا کہ چاند ان کی آغوش میں آگرا ہے۔ یہ خواب انہوں نے اپنے شوہر کو سنایا تو اس نے کہا تو، تو محمدؐ شاہ حجاز کی آرزو مند ہے، کہہ کر ان کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا جس سے ان کی آنکھ پر سبز داغ پڑ گیا۔ ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا یہ نشان کیسا ہے تو انہوں نے پورا ماجرا سنا دیا۔

بد عہدی اور مخبری: ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کو رسول اللہ ﷺ کے

سامنے پیش کیا گیا' اس کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا' آپ نے اس سے خزانے کے بارے پوچھا اور اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ایک یہودی نے آکر بتایا کہ میں کنانہ کو روزانہ اس ویرانے کا چکر کاٹتے دیکھتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے کنانہ کو مخاطب کر کے فرمایا بتاؤ اگر وہ خزانہ ہم تم سے برآمد کر لیں تو تجھے قتل کر دیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے ویرانہ کھودنے کا حکم دیا اور اس سے کچھ مال ملا پھر آپؐ نے اس سے باقی ماندہ خزانے کے بارے پوچھا اور اس نے پھر انکار کر دیا تو آپ نے اس کو حضرت زبیرؓ کے حوالے کر کے فرمایا اس کو سزا دے کر سب کچھ نکلوا لو۔ حضرت زبیرؓ نے اس کے سینے کو چقماق سے داغا تو وہ جان بلب ہو گیا پھر آپ نے اس کو حضرت محمد بن مسلمہ کے سپرد کر دیا انہوں نے اپنے بھائی حضرت محمود بن مسلمہؓ شہید کے عوض اس کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وطیح اور سلالم قلعوں کا محاصرہ کیا اور ان کو اپنی ہلاکت کا یقین آگیا تو انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں جلاوطن کر دیں اور قتل نہ فرمائیں۔ آپ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ قبل ازیں رسول اللہ ﷺ نے علاقہ شق اور نطاۃ اور علاقہ کتیبہ کے جملہ قلعوں پر قبضہ کر لیا ماسوائے ان مذکور بالا دو قلعوں کے۔ جب اہل فدک نے یہ حالات سن لئے تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ جلاوطن فرما کر جان بخشی کریں' سب مال و متاع چھوڑ جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ رسول اللہ ﷺ اور فدک کے باشندوں کے درمیان مصالحت کا کردار محیصہ بن مسعود حارثی نے انجام دیا۔

نصف بٹائی : مذکور بالا معاہدہ پر اہل خیبر اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ آپؐ ان سے نصف بٹائی پر معاہدہ فرمادیں اور انہوں نے یہ بات بھی پیش کی کہ ہم لوگ آپ سے زیادہ باغبانی کے امور کے ماہر ہیں اور اس کو بہتر آباد کرنا جانتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نصف بٹائی پر معاملہ طے کر لیا۔ بشرطیکہ ہم جب چاہیں گے بے دخل کر دیں گے اور اہل فدک سے بھی اسی شرط پر معاملہ طے کر لیا۔

قلعہ زبیر : واقدی کا بیان ہے کہ قلعہ ناعم اور قلعہ صعب بن معاذ کے مفتوح ہونے کے بعد' یہود قلعہ زبیر میں منتقل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا سہ روز تک محاصرہ کیا تو عزال یہودی نے آکر عرض کیا اے ابوالقاسم! آپ امان بخشیں تو میں آپ کو ایک طریقہ بتاتا ہوں وہ جس سے آپ "نطاۃ" کے باشندوں کا مسئلہ حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور "شق" کے باشندے آپ سے خوف زدہ اور مرعوب ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اہل و عیال اور مال کو امان بخشی تو اس یہودی نے کہا اگر آپ ایک ماہ تک بھی محاصرہ جاری رکھیں تو کوئی پرواہ نہ ہوگی ان کی زمین دوز نالیاں ہیں وہ رات کو باہر نکل کر ان سے پانی حاصل کر لیتے ہیں اور قلعوں میں جا چھپتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نالیوں کے توڑنے کا حکم فرما دیا پھر وہ میدان میں آئے اور شدید لڑائی ہوئی' کچھ مسلمان شہید ہوئے اور دس یہودی جہنم رسید ہوئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس "قلعہ زبیر" کو فتح کر لیا اور "نطاۃ" کے قلعوں میں سے یہ آخری قلعہ تھا۔

قلعہ ابی اور سموان : پھر آپ "شق" کی طرف منتقل ہو گئے' اس علاقہ میں متعدد قلعے تھے' آپ نے سب سے پہلے "قلعہ ابی" پر جنگی کارروائی شروع کی اور رسول اللہ ﷺ نے "قلعہ سموان" پر قیام فرمایا' وہاں شدید لڑائی ہوئی' یہود میں سے ایک "عزول" نامی بہادر نکلا' اس نے جنگ مبارزت اور آمنے سامنے لڑائی کی دعوت دی' تو اس کے مقابلہ میں حضرت حباب بن منذرؓ آئے۔ آپؓ نے اس کا دایاں ہاتھ نصف بازو تک کاٹ دیا' اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اور وہ قلعہ کے اندر جا گھسا۔ حضرت حبابؓ نے تعاقب کر کے اس کی کونچ کاٹ دی۔ پھر یہود میں سے ایک اور بہادر دعوت مبارزت دیتے ہوئے میدان میں آیا' اس کے مقابلہ میں ا یکمسلمان نکلا' اس کو یہودی نے تہ تیغ کر دیا تو حضرت ابودجانہؓ اس کی طرف لپکے۔ اس کو قتل کر کے اس کا سلب اور جنگی لباس اتار لیا۔

یہ منظر دیکھ کر وہ مبارزت سے باز آ گئے' مسلمانوں نے نعرہ تکبیر مارا اور حملہ آور ہو گئے' شدید جدوجہد کے بعد قلعہ کے اندر جا گھسے۔ انکے آگے حضرت ابودجانہؓ تھے وہاں مسلمانوں نے مال و متاع' بکریاں اور غلہ پایا اور وہاں سے تمام جنگجو یہودی بھاگ کھڑے ہوئے "گوہ کی طرح" میدان میں نکل دوڑے۔

قلعہ بزاۃ : یہاں تک کہ وہ "علاقہ شق" کے قلعہ بزاۃ میں جا گھسے اور وہاں خوب محفوظ ہو گئے' رسول اللہ ﷺ اور اسلامی لشکر ان کی طرف روانہ ہوا' باہمی تیر اندازی ہوئی اور خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے تیر چلایا یہاں تک کہ ان کا تیر آپؐ کے پورے پر لگا' پھر آپ نے کنکریوں کی ایک مشت ان کی طرف پھینکی چنانچہ قلعہ پر لرزہ طاری ہو گیا یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا اور مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔

وطیح اور سلالم : واقدی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ خیمہ نشین لوگوں اور ابوالحقیق کے دونوں قلعوں' وطیح اور سلالم' کی طرف منتقل ہوئے' ان لوگوں نے مضبوط قلعہ بندی کر لی تھی۔ نطاۃ علاقہ کے شکست خوردہ لوگ بھی شق علاقہ کی طرف منتقل ہو گئے اور ان کے ہمراہ قلعہ قموص اور کتیبہ میں داخل ہو گئے اور یہ ایک نہایت مضبوط قلعہ تھا۔

مصالحت : وہ وطیح اور سلالم میں پناہ گزین تھے اور قلعوں سے نکل ہی نہ رہے تھے یہاں تک رسول اللہ ﷺ نے ان پر منجنیق نصب کرنے کا ارادہ فرمایا جب ان کو ہلاکت اور تباہی کا یقین ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا چودہ روز تک محاصرہ جاری رکھا تو ابن ابی الحقیق آپ کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے مصالحت کر لی کہ آپؐ ان کو جلاوطن کر دیں' قتل نہ کریں' زمینیں' باغات' سونا' چاندی' گھوڑے' زرہیں' اور ہر قسم کے پارچات آپ کے حوالے کر دیں گے ماسوائے اپنے لباس کے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے ان میں سے کچھ چھپا لیا تو اللہ اور اس کے رسول کا تم سے کوئی عہد و پیمان نہ رہے گا۔ چنانچہ یہود نے یہ شرط منظور کر کے مصالحت کر لی۔

میں --- ابن کثیر --- کہتا ہوں کہ جب ان یہودیوں نے مال چھپا لیا اور کذب بیانی سے کام لیا تو آپ نے ابوالحقیق [illegible] ایک

چرمی تھیلی غائب کرلی تھی جس میں بہت سا مال موجود تھا۔

حافظ بیہقی (ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی' حسن بن محمد بن اسحاق' یوسف بن یعقوب' عبدالواحد بن غیاث' حماد بن سلمہ' عبیداللہ بن عمر' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے باشندوں سے جہاد کیا یہاں تک کہ ان کو صلح پر مجبور کر دیا چنانچہ آپ ان کی زرعی اراضی' کھیتی باڑی اور نخلستان پر قابض ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ سے اس بات پر مصالحت کی کہ آپ ان کو جلا وطن کر دیں اور وہ اپنی سواریوں پر جتنا مال لاد سکیں' اپنے ساتھ لے جائیں اور تمام سیم و زر رسول اللہ ﷺ کا ہو گا اور وہ یہاں سے نکل جائیں گے۔ آپ نے ان کی پیشکش منظور فرماتے ہوئے یہ شرط عائد کی کہ وہ کسی چیز کو غائب نہ کریں گے' اگر انہوں نے کوئی چیز چھپالی تو ان کے ساتھ کوئی عہد و پیمان نہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے ایک چرمی تھیلی چھپالی جس میں حیی بن اخطب کا مال اور زیور تھا جو وہ مدینہ سے بنی نضیر کی جلا وطنی کے وقت اپنے ہمراہ لایا تھا' تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا' حیی بن اخطب کی وہ چرمی تھیلی کہاں ہے' تو انہوں نے عرض کیا' جنگ و جدال اور دیگر اخراجات میں تمام سرمایہ صرف ہو گیا' آپ نے فرمایا جلاوطنی پر قلیل عرصہ گزرا ہے اور مال اتنے عرصہ کے اخراجات سے کہیں زیادہ تھا۔

چنانچہ آپؐ نے اس کو حضرت زبیر کے حوالے کر دیا اور حضرت زبیر نے اس کو خوب سزا دی' تو اس نے کہا قبل ازیں حیی بن اخطب اس ویرانے میں گیا تھا میں نے اس کو وہاں گھومتے دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں تلاش کیا تو اس چرمی تھیلی کو موجود پایا۔ اس پاداش میں رسول اللہ ﷺ نے ابوالحقیق کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا' ان میں سے ایک' صفیہ بنت حیی بن اخطب کا شوہر تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان کے بچوں اور خواتین کو اسیر بنالیا اور اس بدعہدی کی وجہ سے ان کا مال و دولت تقسیم کر دیا۔

بٹائی : اور آپ نے ان کو جلا وطن کرنے کا ارادہ فرمایا تو انہوں نے عرض کیا اے محمدؐ! آپ ہمیں یہاں رہنے دیجئے' ہم اس زمین کو کاشت کریں گے اور حفاظت کریں گے' رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے پاس ایسے لوگ نہ تھے جو کھیتی باڑی کر سکیں' اور نہ ہی ان کو اس کام کیلئے فراغت تھی۔ چنانچہ آپؐ نے ان کو خیبر کا سارا علاقہ کھیت اور نخلستان نصف بٹائی پر دے دیا' جب تک رسول اللہ ﷺ کی مرضی ہو۔

تخمینہ اور رشوت : عبداللہ بن رواحہ ہر سال خیبر جاتے' تخمینہ لگاتے اور تخمینے کا نصف ان کے ذمے ڈال آتے' ان لوگوں نے عبداللہ بن رواحہؓ کی سخت گیری کی رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی اور ان کو رشوت دینے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا اے اللہ کے دین کے دشمنو! تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو' واللہ! میں ایک ایسی شخصیت کا فرستادہ ہوں جو مجھے سب سے محبوب ہے اور تم میرے نزدیک بندروں اور خنزیروں سے بھی برے ہو' رسول اللہ ﷺ کا احترام اور تم سے بغض' مجھے بے انصافی اور ظلم پر آمادہ نہیں کر سکتا' یہ سن کر انہوں نے کہا' اسی عدل و انصاف پر زمین اور آسمان قائم ہے۔

خواب : راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کی آنکھ پر سبز داغ دیکھ کر پوچھا یہ سبز داغ کیسا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا' میرا سر ابن ابی الحقیق کی گود میں تھا اور میں محو خواب تھی۔ مجھے خواب آیا

گویا چاند ٹوٹ کر' میری آغوش میں آگرا ہے' میں نے یہ خواب اس کو سنایا تو اس نے مجھے تھپڑ رسید کر کے کہا تو شاہ یثرب کی آرزو مند ہے۔ حضرت صفیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے نہایت مبغوض تھے۔ میرے والد اور خاوند کے قاتل تھے' آپ مجھ سے برابر معذرت کرتے رہے' اور فرماتے رہے کہ تیرے والد نے سارے عرب کو مجھ پر مشتعل کیا اور ناقابل بیان جرائم کئے۔ یہ باتیں سن سن کر میرے دل سے آپ کے بارے بغض و عناد ختم ہو گیا۔

سال کا خرچہ : رسول اللہ ﷺ ہر بیوی کو سالانہ اسی (۸۰) وسق (ایک وسق ۶۰ صاع کا ہوتا ہے) کھجور دیتے اور بیس وسق جو۔

خیبر کی تقسیم : عہد فاروقیؓ میں یہود نے خیانت کی اور حضرت ابن عمرؓ کو چھت سے گرا کر ہاتھ توڑ دیئے تو حضرت عمرؓ نے اعلان کیا' جس کا خیبر میں حصہ ہے وہ چلا آئے' ہم اس کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ نے اس کو حصہ داروں میں تقسیم فرما دیا۔ یہ سن کر یہود کے رئیس نے عرض کیا' آپ ہمیں یہاں سے نہ نکالیں اور یہیں رہنے دیں جیسا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ نے ہمیں یہاں برقرار رکھا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے جواب دیا کیا تو سمجھتا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یاد نہیں' تیری حالت اس وقت کیسی ہو گی' جب تجھے تیری سواری' شام کی طرف مسلسل تین روز تک لیتی جائے گی۔

اس روایت کو امام ابوداؤد نے حماد بن سلمہ سے مختصر بیان کیا ہے' بقول بیہقی' اس کو امام بخاری نے حماد بن سلمہ سے معلق بیان کیا ہے مگر میں نے اس کو اطراف میں نہیں پایا' واللہ اعلم۔

مزارع تابع مرضی مالک : امام ابوداؤد (سلیمان بن داؤد مہری' ابن وھب' اسامہ بن زید لیثی' نافع) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہود نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ نصف پیداوار پر ہم مزارعت کریں گے آپ ہمیں یہاں رہنے کی اجازت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور کرتے ہوئے فرمایا جب تک ہماری مرضی ہو گی چنانچہ وہ مزارع تابع مرضی مالک رہے پیداوار حصوں پر تقسیم ہوتی تھی' رسول اللہ ﷺ خمس (۱/۵) لیتے اور ہر بیوی کو خمس میں سو وسق کھجور اور بیس وسق جو دیتے۔ حضرت عمرؓ نے یہود کو جلا وطن کرنے کا ارادہ کیا تو ازواج مطہرات اور امہات المومنین کو پیغام بھیجا کہ آپ میں سے جو چاہے سو وسق کھجور اور بیس وسق جو لے لے۔ کھجور کے درخت اور اراضی مع پانی ان کا ہو گا۔ اور جو چاہے ہم خمس میں سے اس کا حصہ الگ کر دیں گے۔

امام ابوداؤد (محمد بن اسحاق' نافع) ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا' اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے یہود خیبر سے مزارع تابع مرضی مالک کے مطابق معاملہ طے کیا تھا جس کا خیبر میں حصہ ہو وہ وہاں آجائے' میں یہود کو جلا وطن کرنے والا ہوں چنانچہ آپ نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔

عبد شمس اور نوفل کو خمس میں سے نہیں دیا : امام بخاری (یحییٰ بن بکیر' لیث' یونس' ابن شہاب) حضرت سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ جبیر بن مطعم نے مجھے بتایا کہ میں اور عثمان بن عفانؓ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے بنی مطلب کو خمس میں حصہ دیا

ہے اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ ہمارا اور ان کا آپ سے ایک ہی رشتہ ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی ہاشم اور بنی مطلب ایک ہی ہیں۔ جبیر بن مطعم نے کہا کہ نبی علیہ السلام نے خمس میں سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ نہیں دیا (تفرد بہ البخاری دون مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بنی ہاشم اور بنی مطلب یک جان دو قالب ہیں' بنی عبدالمطلب بنی ہاشم سے اسلام اور جاہلی دور میں کبھی جدا نہیں ہوئے۔

بقول امام شافعی' وہ شعب میں ساتھ رہے' اسلام اور جاہلی دور میں ان کے حامی اور ناصر رہے۔ (بقول ابن کثیر) ابوطالب نے عبد شمس اور نوفل کی مذمت کی۔

جزى الله عنا عبد شمس ونوفلا ☆ عقوبة شر عاجلا غير آجل

حصص کی تقسیم : امام بخاری (حسن بن اسحاق' محمد بن ثابت' زائدہ' عبیداللہ بن عمر' نافع) حضرت ابن عمر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر میں گھوڑے کے دو حصے رکھے اور پیدل کا ایک حصہ۔ نافع نے اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ جس شخص کے پاس گھوڑا ہو' اس کے تین حصے اور جس کے پاس گھوڑا نہ ہو اس کا ایک حصہ۔

فتوحات کی عدم تقسیم کا سبب : امام بخاری (سعید بن ابی مریم' محمد بن جعفر' زید' ابوہ اسلم) حضرت عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں گے وہ مفلس اور محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ نہ ہو گا تو میں جو بستی فتح ہوتی اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے لئے ایک خزانہ رہنے دوں جس کو وہ بوقت حاجت تقسیم کرتے رہیں۔

تقسیم میں اختلاف : اس روایت کو امام بخاری نے مالک سے اور امام ابوداؤد نے (احمد بن حنبل' ابن مہدی' مالک' زید بن اسلم' ابوہ اسلم) حضرت عمر سے بیان کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خیبر کا جملہ مال غنیمت' مجاہدین اور غانمین میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ امام ابوداؤد (ابن سرح' ابن وھب' یونس) ابن شہاب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو جنگ و جہاد کے بعد بزور بازو فتح کیا اور وہاں کے باشندوں کو جلاوطنی کی شرط پر وہیں رہنے دیا۔ نیز امام زہری نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے خمس (۱/۵) لیا اور باقی ماندہ کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا۔

امام زہری کا یہ بیان محل نظر ہے کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کا جملہ مال غنیمت تقسیم نہیں فرمایا صرف اس کا نصف تقسیم فرمایا تھا جیسا کہ آئندہ بیان ہو گا۔

امام مالک اور ان کے ہم نوا لوگوں کا خیال ہے کہ امام کو مفتوحہ اراضی کی تقسیم کا اختیار ہے۔ چاہے تو پوری تقسیم کر دے' مرضی ہو تو مسلمانوں کی مصلحت کے خاطر تقسیم نہ کرے' چاہے تو کچھ حصہ مجاہدین میں تقسیم کر دے اور کچھ حصہ مسلمانوں کی ضروریات و مصالح کی خاطر رکھ لے۔

تقسیم میں تعین : امام ابوداؤد (ربیع بن سلیمان' موذن' اسد بن موسیٰ' یحییٰ بن زکریا' سفیان' یحییٰ بن سعید' بشیر

بن یسار) حضرت سہل بن ابی حثمہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے مال غنیمت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت اور وقتی مصلحت کے لئے رکھ لیا اور ایک حصہ کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور اس ایک حصہ کے اٹھارہ حصے بنائے۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

امام ابوداؤد نے بشیر بن یسار سے ایک مرسل روایت میں بیان کیا ہے کہ مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت کے لئے وطیح' کتیبہ سلالم اور اس کے ماتحت رقبہ کو وقف کر دیا۔ علاقہ شق' نطاۃ اور اس کے ملحقہ اراضی کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا' رسول اللہ ﷺ کا حصہ بھی اس اراضی کے ملحق تھا۔

امام ابوداؤد (حسین بن علی' محمد بن فضیل' یحییٰ بن سعید' بشیر بن یسار مولائے انصار از صحابہ کرامؓ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تو اس کے مال غنیمت کو ۳۶ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر حصہ میں یک صد (۱۰۰) حصہ تھا' رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کا اس میں سے نصف تھا' باقی ماندہ نصف کو' مسلمانوں کی ہنگامی ضرورت وفود اور دیگر اجتماعی ضروریات کے لئے رکھ لیا۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

امام ابوداؤد (محمد بن عیسیٰ' مجمع بن یعقوب بن مجمع بن یزید انصاری' یعقوب بن مجمع' عمہ عبدالرحمان بن یزید انصاری عمہ مجمع بن حارثہ انصاری یکے از قراء) بیان کرتے ہیں کہ خیبر کا مال غنیمت' صلح حدیبیہ میں شامل ہونے والے صحابہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جملہ مال غنیمت کو اٹھارہ حصوں میں تقسیم کیا صلح حدیبیہ کے شرکاء کی تعداد ۱۵ سو تھی ان میں تین سو گھوڑ سوار تھے رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سوار کو دو حصے دیئے اور پیدل کو ایک حصہ۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

خیبر کا بعض حصہ صلح سے قبضہ میں آیا : امام مالک نے زہری کی معرفت سعید بن میسب سے نقل کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے خیبر کا بعض حصہ بزور بازو فتح کیا۔

کتیبہ : اس روایت کو امام ابوداؤد نے (حارث بن مسکین' ابن وھب' مالک بن انس) زہری سے بیان کیا ہے کہ خیبر کا بعض حصہ رسول اللہ ﷺ نے بزور بازو لیا اور بعض بطور صلح اور کتیبہ کا علاقہ بکثرت بزور شمشیر تھا اور بعض حصہ بطور صلح۔ ابن وھب کا بیان ہے میں نے مالک سے پوچھا کتیبہ کیا چیز ہے آپ نے بتایا کہ یہ چالیس ہزار کھجور کا نخلستان ہے۔ بنابریں امام بخاری نے (محمد بن بشار' حرمی' شعبہ' عمارہ' عکرمہ) حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوریں شکم سیر ہو کر کھائیں گے۔

حسن' قرہ بن اسحاق کا بیان ہے کہ شق اور نطاۃ کا علاقہ مسلمانوں کے حصہ میں آیا۔ شق ۱۳ حصوں میں تقسیم تھا اور نطاۃ پانچ میں اور ان اٹھارہ حصص کو اٹھارہ سو پر تقسیم کر دیا گیا اور یہ صلح حدیبیہ کے شرکاء پر تقسیم کر دیا گیا خواہ وہ خیبر میں موجود تھا یا نہ۔ شرکاء حدیبیہ میں سے ماسوائے حضرت جابر بن عبداللہؓ کے سب خیبر میں موجود تھے چنانچہ ان کو بھی حصہ دیا گیا۔ حدیبیہ میں چودہ سو افراد تھے' دو صد گھوڑے تھے ہر گھوڑے کے دو حصے' اور پیدل کا ایک حصہ چنانچہ چودہ سو حصے پیدل کے ہوئے اور چار سو گھوڑوں کے۔

رسول اللہ ﷺ کا حصہ : امام بیہقی نے اس روایت کو (سفیان بن عیینہ' یحییٰ بن سعید) صالح بن کیسان سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ حدیبیہ میں شامل ہونے والے ۱۴ سو صحابہ تھے اور دو سو گھوڑے تھے۔ بقول امام

ابن کثیر' شرکاء حدیبیہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا بھی حصہ لگایا گیا' آپؐ کا حصہ "شق" کے علاقہ میں حضرت عدی بن عاصمؓ کے ساتھ ملحق تھا۔

کتیبہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کتیبہ کا نخلستان مال غنیمت کا خمس اور پانچواں حصہ تھا' اللہ تعالیٰ' رسول اللہ ﷺ' عزیز و اقارب' یتیموں' مسکینوں' مسافروں' امہات المومنین اور ان لوگوں کے لئے تھا جنہوں نے فدک کے باشندوں سے مصالحت کا فریضہ انجام دیا' من جملہ ان کے محیصہ بن مسعود ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کو تیس وسق کھجور اور تیس وسق جو دیئے تھے۔ نیز وہاں کی وادی سریبیر اور وادی خاص بھی آپ کے حصہ میں تھی۔ ابن اسحاق نے خیبر کے تمام قطعات اراضی کے بارے خوب تفصیل سے نہایت عمدہ اور مفید بحث سپرد قلم کی ہے۔

کس نے پیمائش کی : قطعات سازی اور ان کی تقسیم و پیمائش کا حساب حضرت جبارؓ بن صخر بن امیہ بن خنساء سلمی اور حضرت زیدؓ بن ثابت نے انجام دیا۔ نخلستان خیبر کے پھل' کا تخمینہ اور اندازہ' حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شہید موتہ لگایا کرتے تھے' چنانچہ آپ نے یہ کام دو سال انجام دیا جب غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تو یہ کام جبار بن صخرؓ نے انجام دیا۔

امام بخاری (اسماعیل' مالک' عبدالمجید بن سہیل' سعید بن مسیب) حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نخلستان خیبر پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا تو وہ جنیب اور عمدہ کھجور لایا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' کیا خیبر کی تمام کھجور ایسی ہے؟ اس نے نفی میں جواب دے کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم اس عمدہ کھجور کا ایک "صاع" دو صاع کے عوض لیتے ہیں اور کبھی دو صاع تین صاع کے بدلے لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' ایسا نہ کرو' بلکہ سب کھجور کو قیمتاً فروخت کر دو اور اس سرمایہ سے عمدہ کھجور خرید لو۔ بقول امام بخاری عبدالمجید بن سہیل نے یہ روایت حضرت سعید بن مسیب کے علاوہ ابو صالح سمان سے بھی بیان کی ہے۔

فدک : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا وہ حصہ جو آپ کو مسلمانوں کے ہمراہ غنیمت خیبر سے ملا اور پورا باغ فدک جو ایک بہت بڑا نخلستان تھا' جس سے اہل فدک آپ سے مرعوب ہو کر دست بردار ہو گئے تھے اور بنی نضیر کے باغات' یہ سب قطعات اراضی اور نخلستان' رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص تھے۔ آپ اس کی پیداوار سے اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچہ نکال لیتے تھے اور باقی ماندہ مال کو گھوڑوں' اسلحہ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود میں صرف فرما دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وراثت : نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہرا اور ازواج مطہرات (سب یا اکثر) کا اعتقاد تھا کہ یہ سب اراضی اور نخلستان رسول اللہ ﷺ کا ترکہ ہے اور ان کو یہ حدیث (ہم جملہ انبیاءؑ کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے) معلوم نہ تھی۔ جب حضرت فاطمہؓ' ازواج مطہراتؓ اور حضرت عباسؓ نے حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اول سے اپنا اپنا حصہ وصول کرنے کی درخواست کی اور حضرت ابوبکرؓ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان **لا نورث ماترکنا صدقة** سنایا اور فرمایا کہ میں ان لوگوں

کی پرورش اور بہبود کا خیال رکھوں گا جن کی پرورش اور بہبود و خیر خواہی کا خیال رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے عزیز و اقارب کی صلہ رحمی' مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ عزیز ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واقعی درست کہا۔ وہ اس بات میں طاعت گزار اور رشد و ہدایت پر قائم اور حق پرست تھے۔ وراثت سے محرومی کے بعد حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معرفت' خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ سے مطالبہ کیا کہ ان اراضی اور صدقات کی نگرانی اور نگہبانی ان کے سپرد کر دی جائے اور وہ اس کی پیداوار کو ان مصارف اور مقامات میں صرف کریں گے۔ جن میں رسول اللہ ﷺ صرف کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے ان کو اس کی نگرانی سپرد کر دینے سے بھی معذرت فرمائی اور بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت کا پورا حق خود ادا کریں گے اور آپؐ کے بیان کردہ منہج اور سنن سے سرمو بھی تجاوز نہ کریں گے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہؓ ناراض ہو گئیں اور غم و غصہ کا اظہار کیا اور ان کو یہ مناسب نہ تھا' کیونکہ خلیفہ اول وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا مقام و مرتبہ حضرت فاطمہؓ اور جملہ مسلمان' رسول اللہ ﷺ کے ہاں خوب جانتے ہیں۔ نبی علیہ السلام کی زندگی میں' ان کی جان نثاری اور وفات کے بعد' ان کی تابعداری سے بھی آشنا ہیں **فجزاہ اللہ عن نبیہ وعن الاسلام واھلہ خیرا**"

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہو گئیں' پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی تجدید کی۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں' حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے درخواست کی کہ ان صدقات کا انصرام و انتظام ان کے سپرد کر دیا جائے' اور کبار صحابہ سے بھی ان پر دباؤ ڈالا گیا تو حضرت عمرؓ خلیفہ دوم نے ان کی یہ درخواست کثرت اشغال' و سلامت مملکت اور رعایا میں روز افزوں ترقی کے باعث منظور فرمالی۔ حضرت علیؓ اپنے چچا حضرت عباسؓ سے اس کے انتظام و انصرام میں بالا دست ہو گئے' اور غالب آ گئے تو دونوں نے حضرت عمرؓ کے پاس یہ مقدمہ پیش کیا اور کچھ صحابہ کو بھی اس سلسلہ میں آپ کے پاس بھیجا اور مطالبہ کیا کہ ان صدقات کی نگرانی ان میں تقسیم کر دی جائے کہ بعض اراضی کی نگرانی یہ کرے اور بعض کی وہ۔

یہ مطالبہ سن کر' حضرت عمرؓ نے اس کو قبول کرنے سے شدید انکار کیا کہ یہ تقسیم' وراثت کی تقسیم کے مشابہ ہے اور فرمایا تم دونوں اکٹھے انتظام کر سکتے ہو تو بہتر ورنہ یہ میرے سپرد کر دو بخدا! میں اس کے علاوہ کوئی اور فیصلہ نہ کروں گا' چنانچہ یہ سب اراضی' باغات بنی نضیر' باغ فدک اور خیبر میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ خلافت عباسیہ تک حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کی اولاد کے زیر تصرف رہا۔

غلام اور خواتین کو حصہ نہ دیا : غزوہ خیبر میں جو غلام اور خواتین حاضر ہوئیں' ان کو رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت سے کچھ حصہ نہ دیا صرف ان کو بطور عطیہ کچھ دیا۔ ابوداؤد (احمد بن حنبل' بشر بن مغفل' محمد بن زید) عمیر مولیٰ ابی اللحم سے بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے آقاؤں کے ہمراہ غزوہ خیبر میں حاضر تھا' انہوں نے میرے بارے رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی آپ کے حکم موافق مجھے ایک تلوار دے دی گئی۔ (میں پستہ

قد ہونے کی وجہ سے) اس کو زمین پر لٹکائے ہوئے تھا' اور آپ کو بتایا گیا کہ میں غلام ہوں تو آپ نے کچھ مجھے بطور عطیہ دیا۔ اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے قتیبہ از بشر بن مفضل بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور امام ابن ماجہ نے اس روایت کو (علی بن محمد' وکیع' ہشام بن سعد' محمد بن زید بن مہاجر' منقذ) عمیر مذکور سے بیان کیا ہے۔

حائضہ نمکین پانی سے غسل کرے : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جو خواتین حاضر ہوئیں آپ نے ان کو حصہ نہیں بلکہ عطیہ دیا۔ سلیمان بن سحیم نے مجھے' امیہ بنت ابی صلت کی معرفت' ایک غفاری خاتون سے بتایا کہ میں نے بنی غفار کی چند عورتوں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے ہمراہ خیبر جانا چاہتی ہیں' زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی' اور حسب استطاعت مجاہدین کی اعانت کریں گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی خیروبرکت پر تم بھی چلو چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' میں ایک کمسن لڑکی تھی مجھے رسول اللہ ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا' صبح کے وقت ہم سواری سے اترے تو پالان پر میرے خون کے دھبے تھے۔ یہ حیض مجھے پہلی بار آیا تھا' میں یہ دیکھ کر شرم سے سواری کے پہلو میں جھینپ کر بیٹھ گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے میری حالت اور خون کا نشان دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے' شاید تو ایام سے ہو گئی ہے۔ میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا تم اس کو اپنے جسم سے صاف کر لو اور نمکین پانی سے' اس پالان کے دھبے دھو ڈالو اور اپنی سواری پر سوار ہو جاؤ۔

اس کا بیان ہے جب اللہ نے خیبر فتح کرا دیا تو آپ نے مال غنیمت میں سے ہمیں کچھ دیا اور یہ ہار جو میری گردن میں دیکھ رہے ہو' رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے میرے گلے میں ڈالا۔ واللہ! وہ ہر وقت میری گردن میں رہتا ہے' موت کے وقت بھی اس کی گردن میں تھا۔ اس نے وصیت کی کہ یہ میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔ وہ حیض سے فارغ ہو کر غسل کرتی' تو نمکین پانی سے غسل کرتی اور اس نے وصیت کی تھی کہ اس کو مرنے کے بعد نمکین پانی سے غسل دیا جائے۔ امام احمد اور ابوداؤد نے اس روایت کو محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے اور "اطراف" میں ہمارے استاذ مکرم ابو الحجاج مزی م ۷۴۳ھ نے بیان کیا ہے کہ اس روایت کو واقدی نے ابوبکر بن ابی سبرہ' سلیمان بن سحیم' ام علی بنت ابی الحکم' امیہ بنت ابی صلت از رسول اللہ ﷺ بیان کیا ہے۔

امام احمد (حسن بن موسیٰ' رافع بن سلمہ اشجعی) حشرج بن زیاد' وہ اپنی دادی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہم چھ عورتیں خیبر کی طرف روانہ ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے ہمیں بلا بھیجا اور غضب کے لہجہ میں فرمایا تم کیوں آئیں اور کس کے حکم سے آئیں تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم تیر لا کر دیں گیں' ستو پلائیں گی' ہمارے پاس زخمیوں کے لئے ادویات ہیں اور ہم بال کاٹ کر مجاہدین کی اعانت کریں گی' یہ سن کر آپ نے ہمیں ساتھ جانے کا حکم دیا۔ ان کا بیان ہے کہ جب اللہ نے آپ کو خیبر فتح کر دیا تو آپ نے ہمیں مردوں کی طرح حصہ دیا۔ میں نے پوچھا اے دادی اماں! آپ کو کیا دیا تو بتایا

کھجوریں دیں' میں ---- ابن کثیر --- کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیداوار میں سے کچھ دیا اور باقی رہا مردوں کی طرح حصہ' تو وہ بالکل نہیں دیا' واللہ اعلم۔

زچہ کی خوراک : حافظ بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' عبداللہ اصبہانی' حسن بن جہم' حسین بن فرج' واقدی' عبدالسلام بن موسیٰ بن جبیر' ابیہ' جدہ) حضرت عبداللہ بن انیسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ میں غزوہ خیبر میں' اپنی حاملہ بیوی کو ساتھ لے کر روانہ ہوا راستہ میں ہی ولادت کی نوبت آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا تو آپ نے مجھے فرمایا کھجور کو پانی میں بھگو دو جب خوب ڈوب کر بھیگ جائیں تو اس کو پلا دو' میں نے یہ شیریں پانی اس کو پلایا تو اس کو درد محسوس نہ ہوا' جب خیبر فتح ہوا تو آپ نے کسی خاتون کو مال غنیمت سے حصہ نہیں دیا صرف عطیہ دیا چنانچہ میری بیوی اور نومولود بچے کو بھی عطیہ دیا' عبدالسلام راوی کا بیان ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ نومولود بچہ تھا یا بچی۔

حضرت جعفرؓ اور مہاجرین حبشہ کی آمد کا بیان : امام بخاری (محمد بن علاء' ابو اسامہ' یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ' ابوبردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم یمن میں ہی مقیم تھے کہ ہمیں نبی علیہ السلام کی ہجرت کے بارے معلوم ہوا تو میں اور میرے دونوں بھائی ابورھم اور ابوبردہ ہجرت کر کے آپ کی طرف روانہ ہوئے۔ میں ان دونوں سے کم سن تھا' راوی کا بیان ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا ان کے ہمراہ ان کی قوم کے پچاس سے زائد اشخاص' یا ترپن یا باون تھے (صحیح طرح معلوم نہیں) چنانچہ ہم سب کشتی پر سوار ہوئے اتفاق سے ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ پہنچا دیا وہاں حضرت جعفرؓ سے ہماری ملاقات ہوئی ہم وہاں ٹھہر گئے' یہاں تک کہ اکٹھے مدینہ آئے' تو نبی علیہ السلام خیبر فتح کر چکے تھے بعض لوگ ہمارے بارے کہتے تھے کہ ہم ہجرت کرنے میں تم سے سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت اسماء بنت عمیسؓ بھی حبشہ سے آنے والوں میں شامل تھیں' یہ ام المومنین حضرت حفصہؓ سے ملاقات کے لئے گئیں۔ انہوں نے بھی صحابہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ اسماء بیٹھی ہی تھیں کہ حضرت عمرؓ بھی آن پہنچے تو حضرت عمر نے ان کو دیکھ کر پوچھا یہ کون خاتون ہے؟ بتایا اسماء بنت عمیس ہیں' تو حضرت عمرؓ نے کہا یہ حبشہ میں رہنے والی ہیں' بحری سفر طے کر کے آئی ہیں' تو حضرت اسماء نے کہا جی ہاں! یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ پر ہمارا تم سے زیادہ حق ہے۔ یہ سن کر حضرت اسماءؓ کو غصہ آگیا اور کہنے لگیں ہرگز نہیں' واللہ' تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے اور جاہل کو دین سکھاتے تھے اور ہم حبشہ میں دور دراز علاقہ میں تھے۔ دشمن کے ملک میں تھے' یہ محض اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کی خاطر تھا' واللہ! میں کچھ کھانے پینے سے قبل ہی تمہارا مقولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیان کروں گی' اور آپ سے دریافت کروں گی' واللہ! میں نہ جھوٹ بولوں گی نہ اس کو توڑ مروڑ کر بیان کروں گی اور نہ اس پر اضافہ کروں گی۔

چنانچہ حضرت اسماءؓ نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! عمرؓ ایسے ایسے کہتا ہے۔ آپ نے پوچھا' تم نے اس کو جواب میں کیا کہا تو انہوں نے بتایا میں نے ایسا ایسا جواب دیا۔ یہ

سن کر آپ نے فرمایا مجھ پر تم سے زیادہ' کسی کا حق نہیں۔ عمرؓ اور اس کے رفقاء کی تو ایک ہجرت ہوئی اور اے کشتی والو! تمہاری تو دو ہجرتیں ہوئیں۔ حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابو موسیٰ اور دیگر کشتی والے گروہ در گروہ میرے پاس آتے اور مجھ سے اس حدیث کے بارے پوچھتے۔ نبی علیہ السلام کے اس تبصرے اور فرمان سے' دنیا کی کوئی چیز' ان کے نزدیک فرحت بخش اور عظیم نہ تھی اور ابو موسیٰؓ تو یہ حدیث مجھ سے بار بار سنتے تھے۔

ابو بردہ نے حضرت ابو موسیٰ سے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اشعری رفقاء کی آواز پہچانتا ہوں۔ جب وہ رات کو اپنے گھروں میں قرآن پڑھتے ہیں اور میں رات کو قرآن کی آواز سے' ان کے گھروں اور ٹھکانوں کو پہچان لیتا ہوں' اگرچہ میں نے ان کے ٹھکانے دن کے وقت نہ دیکھے ہوں۔ ان میں سے ایک شخص حکیم ہے' جب وہ دشمن کے لشکر سے ملتا ہے تو ان سے یہ کہتا ہے کہ میرے ساتھی تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔

اس روایت کو امام مسلم نے ابو کریب اور عبداللہ بن براء کی معرفت ابو اسامہ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری (اسحاق بن ابراہیم' حفص بن غیاث' یزید بن عبداللہ بن ابی بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی علیہ السلام کے پاس خیبر کے فتح ہونے کے بعد آئے اور آپ نے ہمیں مال غنیمت سے حصہ دیا اور ہمارے سوا' کسی کو حصہ نہیں دیا جو خیبر کی فتح میں شریک نہ تھا۔ یہ روایت مسلم میں نہیں صرف بخاری میں ہے' اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے یزید بن عبداللہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

حضرت جعفرؓ کی آمد اور مسرت : محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو نجاشی کے طرف روانہ کیا کہ حبشہ میں باقی ماندہ صحابہؓ کو روانہ کر دے چنانچہ یہ لوگ' حضرت جعفرؓ کی رفاقت میں' رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح خیبر کے وقت آئے۔ سفیان بن عیینہ نے اجلح کی معرفت شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفرؓ نبی علیہ السلام کے پاس آئے' تو آپؐ نے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ان سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا' واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے فتح خیبر کی زیادہ خوشی ہے یا جعفرؓ کی آمد کی۔

حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' حسین بن ابی اسماعیل علوی' احمد بن محمد بیرونی' محمد بن احمد بن ابی طیبہ' مکی بن ابراہیم' ابنی' سفیان ثوری' ابوالزبیر) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت جعفرؓ جب حبشہ سے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی' تو حضرت جعفرؓ آپ کو دیکھ کر' آپ کی تعظیم و تکریم کی خاطر ایک پاؤں پر کود کر اور اچھل کر چلنے لگے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی کو بوسہ دیا' بقول حافظ بیہقی' سفیان ثوری سے نیچے تک' بعض راوی اس سند میں مجہول اور غیر معروف ہیں۔

حضرت جعفرؓ کے رفقا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اہل مکہ میں سے حضرت جعفرؓ کے ساتھی جو ان کے ہمراہ آئے وہ کل سولہ شخص تھے۔ (۱) جعفرؓ بن ابی طالب ہاشمی (۲) ان کی بیوی اسماء بنت عمیسؓ (۳) عبداللہ بن جعفر مولود حبشہ (۴) خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس (۵) ان کی زوجہ امینہ بنت خلف بن

اسعد (۶) سعید بن خالد (۷) اور امتہ بنت خالد یہ دونوں حبشہ میں پیدا ہوئے (۸) عمرو بن سعید بن عاص (۹) معیقیب بن ابی فاطمہ حلیف آل سعید بن عاص (۱۰) ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس حلیف آل عتبہ بن ربیعہ (۱۱) اسود بن نوفل بن خویلد بن اسد اسدی (۱۲) جہم بن قیس بن عبد شرحبیل عبدری ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسود حبشہ میں فوت ہو گئی تھی۔ عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم بھی وہیں فوت ہو گئے تھے رحمھم اللہ (۱۳) عامر بن ابی وقاص زہری (۱۴) ان کا حلیف عتبہ بن مسعود ہذلی (۱۵) حارث بن خالد بن صخر تیمی ان کی بیوی ربطہ بنت حارث رحمہا اللہ وہیں فوت ہو گئی تھی (۱۶) عثمان بن ربیعہ بن رھبان جمحی (۱۷) محمیہ بن جزء زبیدی حلیف بنی سہم (۱۸) معمر بن عبداللہ بن نضلہ عدوی (۱۹) ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس عامری (۲۰) مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس عامری (۲۱) اس کی بیوی عمرہ بنت سعدیٰ اور (۲۲) حارث بن عبد شمس بن لقیط فہری (اس تعداد میں بچے بھی شامل ہیں)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحاق نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے علاوہ کسی اشعری کا نام نہیں بتایا جو ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ تھے جن کی تعداد بخاری کی روایت میں قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ابن اسحاق کو ابو موسیٰ اشعری کی یہ روایت معلوم نہیں ہوئی' واللہ اعلم۔

علاوہ ازیں ان دونوں کشتیوں میں وہ خواتین بھی تھیں جن کے خاوند حبشہ میں فوت ہو گئے تھے۔ امام ابن اسحاق نے اس مقام پر عمدہ اور نفیس بحث سپرد قلم کی ہے۔

امام بخاری (علی بن عبداللہ' سفیان' زہری ان سے اسماعیل بن امیہ نے پوچھا' عتبہ بن سعید) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے مال غنیمت کے بارے سوال کیا تو سعید بن عاص کے کسی لڑکے نے کہا آپ اس کو نہ دیں تو حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا یہ نعمان بن قوقلؓ کا قاتل ہے تو اس نے کہا واہ' واہ کیا خوب! ایک بلا جو ابھی "قدوم ضان" سے اترا ہے۔ تفرد بہ دون مسلم۔

ابان بن سعید : امام بخاری نے زبیدی سے زہری کی معرفت عتبہ بن سعید سے بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا وہ سعید بن عاص کو بتا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابان کو مدینہ سے نجد کی طرف ایک فوجی دستہ میں روانہ کیا وہ اور اس کے رفقاء رسول اللہ ﷺ کے پاس فتح خیبر کے بعد آئے ان کے گھوڑوں کے تنگ کھجور کی رسی کے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ ان کو حصہ نہ دیں تو یہ سن کر ابان نے کہا او بلے! تیرا یہ مرتبہ کب تھا (ایاز قدر خود شناس) ابھی تو "کوہ ضان" سے اتر کر آیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابان بیٹھو اور ان کو مال غنیمت سے حصہ نہ دیا۔ امام ابوداؤد نے اس حدیث کی سند بیان کی ہے کہ سعید بن منصور نے اسماعیل بن عیاش کی معرفت محمد بن ولید زبیدی سے یہ بیان کیا ہے۔

امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل' عمرو بن یحییٰ بن سعید) جدہ' سعید بن عمرو بن سعید بن عاص سے بیان کرتے ہیں کہ ابان بن سعید آئے اور رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا تو حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

یہ نعمان بن قوقل کا قاتل ہے' تو ابان نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کہا' واہ! رے بلے ابھی تو خال کے جنگل سے لڑھکتا ہوا آیا ہے۔ (ابھی سے ایسی باتیں) مجھے تو ایسے شخص کا طعن دیتا ہے کہ اللہ نے اس کو میری وجہ سے شہادت کا رتبہ دیا اور مجھ کو اس کے ہاتھ سے دوزخی ذلیل نہ ہونے دیا۔ امام بخاری نے یہ حدیث کتاب المغازی میں اسی طرح بیان کی ہے اور کتاب الجہاد میں حمیدی کی حدیث کے بعد (سفیان از زہری از عنبسہ بن سعید از ابوہریرہ) بیان کیا ہے کہ خیبر کے فتح ہونے کے بعد' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھے خیبر سے حصہ دیں تو آل سعید بن عاص میں سے کسی نے کہا آپؐ اس کو نہ دیں تو میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ سفیان کا بیان ہے کہ یہ حدیث مجھے عمرو بن یحییٰ بن سعید سعیدی نے اپنے دادا کی معرفت ابو ہریرہ سے بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی آمد : اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہ سے اس بات کی وضاحت ہے کہ وہ غزوہ خیبر میں شامل نہ تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فتح خیبر کے بعد آئے' رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا اور آپ نے انہیں ان کے حصص میں شریک فرمالیا۔

مدعم غلام : بقول امام ابن کثیرؒ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیانی عرصہ میں تشریف لائے اور امام بخاری نے (عبداللہ بن محمد' معاویہ بن عمرو' ابو اسحاق' مالک بن انس' ثور) سالم مولیٰ عبداللہ بن مطیع سے بیان کیا ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہؓ سے سنا کہ ہم نے خیبر فتح کیا ہم نے مال غنیمت میں سیم و زر نہیں پایا بلکہ گائے' اونٹ' گھر کا سامان اور باغات حاصل کئے پھر وہاں سے لوٹ کر ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ "وادی قریٰ" میں آئے اور آپ کے ساتھ آپ کا غلام مدعم بھی تھا جو آپ کو بنی ضباب کے ایک شخص نے تحفہ بھیجا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اس کو ایک نامعلوم ناگہانی تیر آ لگا یہاں تک وہ شہید ہو گیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں واللہ والذی نفسی بیدہ! بے شک وہ چادر جو اس نے خیبر کے مال غنیمت کی' تقسیم سے قبل چرا لی تھی وہ آگ بن کر اس کو جلا رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سن کر ایک آدمی ایک یا دو جوتے کے تسمے لایا اور اس نے کہا یہ میں نے تقسیم غنیمت سے قبل لے لئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ---- اگر تو واپس نہ کرتا ---- تو یہ ایک یا دو تسمے آگ بن جاتے (قیامت کے روز)

زہر آلود بکری کے گوشت کا قصہ اور معجزے کا اظہار : خیبر میں زہر آلود بکری کا گوشت آپ کے سامنے رکھنا' اس باب میں عروہ نے عائشہؓ سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک زہر آلود (بھنی ہوئی) بکری بطور تحفہ بھیجی گئی۔ (امام بخاری نے اس روایت کو یہاں اس طرح مختصر نقل کیا ہے)

امام احمد (حجاج' لیث' سعید بن ابی سعید) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ کے پاس ایک زہر آلود بھنی ہوئی بکری بطور تحفہ بھیجی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے یہاں کے سب یہود اکٹھے کرو' جب وہ سب اکٹھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں تم سے ایک بات پوچھنا

چاہتا ہوں کیا تم مجھے سچ سچ بتا دو گے انہوں نے کہا جی ہاں! اے ابوالقاسم! تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے' انہوں نے کہا فلاں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تکذیب اور تردید کرتے ہوئے فرمایا یہ نہیں بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے آپ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا واقعی آپ نے درست کہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا' کیا تم مجھے سچ بتاؤ گے' جب میں تم سے کسی چیز کے بارے پوچھوں' تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم! ہم سچ بتائیں گے اگر دروغ گوئی سے کام لیں گے تو آپ کو ہماری دروغ گوئی معلوم ہو جائے گی جیسا کہ والد کے سوال میں ہوئی ـــــ تو آپ نے پوچھا' دوزخی کون ہیں تو انہوں نے کہا' ہم دوزخ میں کچھ مدت ہوں گے' پھر تم ہمارے جانشین ہو جاؤ گے' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' بخدا' ہم تمہارے کبھی بھی جہنم میں جانشین نہ ہوں گے۔

پھر آپ نے پوچھا' کیا مجھے درست جواب دو گے جب میں تم سے سوال کروں تو انہوں نے کہا' جی ہاں! اے ابوالقاسم! آپ نے پوچھا' کیا تم نے اس بھنی ہوئی بکری میں زہر ڈالا ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے پوچھا تم نے یہ کیونکر کیا؟ تو انہوں نے کہا' ہمارا یہ مقصد تھا کہ اگر آپ جعلی نبی ہوں گے تو ہمیں آپ سے راحت میسر ہو گی اور اگر آپ واقعی نبی ہوئے تو آپ پر یہ زہر اثر انداز نہ ہو گی۔ "کتاب الجزیہ" میں اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن یوسف از لیث بیان کیا ہے اور کتاب المغازی میں قتیبہ از لیث بیان کیا ہے۔

اعتراف جرم : حافظ بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' ابوالعباس اصم' سعید بن سلیمان' عباد بن عوام' سفیان بن حسین' زہری' سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ کسی یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس زہر آلود بکری "تحفتاً" بھیجی تو آپ نے صحابہؓ کو فرمایا' رک جاؤ کھانا نہیں یہ زہر آلود بکری ہے اور آپ نے اس سے پوچھا تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ تو اس نے کہا' میرا ارادہ تھا' اگر آپ سچے نبی ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو مطلع فرما دے گا' اگر آپ مصنوعی نبی ہوئے تو میں لوگوں کو آپ کے ایذا سے بچا دوں گی۔ آپ نے یہ بیان سن کر اس کو کچھ نہ کہا۔ اس روایت کو امام ابوداؤد نے ہارون بن عبداللہ کی معرفت سعید بن سلیمان سے نقل کیا ہے' نیز حافظ بیہقی نے اس کو عبداللہ بن ابی نضرہ از ابو نضرہ از جابر بن عبداللہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد نے (شریح' عباد' ہلال بن جناب' عکرمہ) حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ کسی یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کو ایک زہر آلود بکری بطور ہدیہ ارسال کی' آپ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور پوچھا تم نے یہ شرارت کیوں کی ہے۔ اس نے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ میری خواہش تھی کہ اگر آپ واقعی نبی ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر کر دے گا' اگر آپ نبی نہ ہوئے تو میں لوگوں کو آپ سے راحت دلا دوں گی۔

احرام میں سینگی : راوی کا بیان ہے کہ جب آپ اس زہر سے تکلیف محسوس کرتے تو سینگی لگواتے چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ سفر میں احرام باندھا اور زہر کا اثر محسوس کیا تو آپ نے سینگی لگوائی۔ (تفرد بہ احمد واسنادہ حسن) صحیحین میں (شعبہ از ہشام بن زید از انس بن مالک) مروی ہے کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ

ﷺ کے پاس زہر آلود بھنی ہوئی بکری لائی آپ نے اس سے کھا لیا' پھر اس عورت کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اور آپ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے آپ کی ہلاکت کا ارادہ کیا تھا تو آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ---- تجھے ---- مجھ پر مسلط کرنے والا نہ تھا۔ حاضرین نے پوچھا کیا اس کی پاداش میں آپ اس کو قتل نہ فرمائیں گے آپ نے نفی میں جواب دیا۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں اس زہر کا اثر رسول اللہ ﷺ کے مسوڑھوں میں مسلسل دیکھتا رہا۔

سینگی کس نے لگائی : امام ابوداؤد (سلیمان بن داؤد مہری' ابن وھب' یونس) ابن شہاب سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے بھنی ہوئی بکری میں زہر حل کر دیا پھر اس کو بطور تحفہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کی دستی میں سے کچھ کھایا اور آپؐ کے ہمراہ بعض صحابہ نے بھی کھایا تو آپؐ نے ان کو کہا اپنے ہاتھ اٹھا لو' مت کھاؤ۔ پھر آپ نے کسی کو بھیج کر اس کو بلا کر پوچھا کیا تو نے اس بکری میں زہر حل کیا ہے؟ یہودی عورت نے کہا' آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا مجھے اس دستی نے بتایا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے' اس نے اس بات کی تصدیق کی تو آپ نے پوچھا' تیرا کیا مقصد تھا تو اس نے کہا' میرا خیال تھا اگر آپ برحق نبی ہوئے تو آپ کو نقصان وہ نہ ہو گی۔ اگر آپ نبی نہ ہوئے تو آپ کی ہلاکت سے لوگوں کو میں راحت میسر کروں گی۔ آپ نے اس کو معاف کر دیا اور سزا نہ دی اور آپ کے بعض صحابہ جنہوں نے آپ کے ہمراہ کھایا تھا' فوت ہو گئے اور آپ نے اس زہر خورانی کی وجہ سے اپنے کندھے پر سینگی لگوائی۔ چھری کے ساتھ ابوہند غلام بنی بیاضہ انصاری نے آپ کو سینگی لگائی۔

عورت کو قتل کرایا : ابوداؤد (وھب بن بقیہ' خالد' محمد بن عمرو) ابو سلمہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی عورت نے خیبر میں ایک بھنی ہوئی بکری بطور ہدیہ بھیجی۔ (ابو سلمہ نے حضرت جابر کی مذکور بالا روایت کی طرح بیان کر کے کہا ہے) کہ حضرت بشرؓ بن براء بن معرور فوت ہو گئے تو آپ نے یہودی عورت کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا تو نے یہ کرتوت کیوں کی؟ اس نے اعتراف جرم کر لیا تو وہ آپ کے حکم سے قتل کر دی گئی اس میں سینگی لگانے کا بیان نہیں ہے۔ بیہقی کا بیان ہے کہ یہ روایت (حماد بن سلمہ از محمد بن عمرو از ابو سلمہ از ابو ہریرہؓ) مروی ہے۔ حافظ بیہقی کا خیال ہے کہ ابتداء میں تو آپ نے اس کو کچھ نہ کہا اور نہ قتل کا حکم دیا جب بشر بن براءؓ شہید ہو گئے تو آپ نے اس کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا۔

یہودی خاتون کے مسلمان ہونے کی مرسل روایت : حافظ بیہقی (عبدالرزاق' معمر' زہری) عبدالرحمان بن کعب بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بھنی ہوئی بکری بطور تحفہ ارسال کی۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے کہا ھدیہ ہے' اور اس نے "صدقہ" اس وجہ سے نہ کہا کہ آپ نہ کھائیں گے۔ چنانچہ آپ نے اور بعض صحابہ نے کھا لیا تو آپ نے فرمایا رک جاؤ' پھر آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا تو نے اس میں زہر ملایا ہے؟ اس نے پوچھا آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ نے فرمایا "اس ہڈی نے" جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے اقبال جرم کر لیا تو اس سے

پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ اس نے بتایا کہ میرا خیال تھا اگر آپ جھوٹے نبی ہوئے تو ہم آپ کی ہلاکت سے آرام و راحت پائیں گے اگر آپ سچے نبی ہوئے تو آپ کو یہ نقصان رساں نہ ہو گی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کندھے پر سینگی لگوائی اور صحابہ کو بھی سینگی لگوانے کا حکم دیا' انہوں نے سینگیاں لگوا لیں اور ایک صحابی فوت ہو گیا۔

زہری کا بیان ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو گئی تو آپ نے اس کو قتل نہ کیا' چھوڑ دیا' بقول حافظ بیہقی' یہ روایت مرسل ہے' ممکن ہے اس کو عبدالرحمان بن کعب بن مالک نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے اخذ کیا ہو۔

زینب زوجہ سلام یہودیہ : ابن لہیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا اور بعض کو ان میں سے موت کے گھاٹ اتار دیا تو زینب بنت حارث یہودیہ "زوجہ سلام بن مشکم" مرحب کی بھتیجی نے آپ کو ایک بھنی ہوئی بکری کا تحفہ بھیجا' اور اس میں زہر ملا دیا' بازو اور دستی میں زہر ذرا زیادہ ڈال دیا کہ اس کو معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان اعضاء کا گوشت پسند کرتے ہیں۔

نبی علیہ السلام صفیہ کے پاس گئے' آپکے ہمراہ بشر بن براء بن معرور سلمی بھی تھے۔ اس نے ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی رسول اللہ ﷺ نے دستی پکڑ لی اور اس سے نوچ لیا اور بشرؓ نے ایک ہڈی کو پکڑ کر نوچ لیا' رسول اللہ ﷺ نے اپنا لقمہ نگل لیا تو بشرؓ نے بھی اپنے منہ والا لقمہ نگل لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھانے سے ہاتھ اٹھا لو' بکری کی اس دستی نے مجھے بتایا ہے کہ اس میں موت کی خبر دی گئی ہے۔ بشرؓ نے کہا' واللہ! میں نے جو لقمہ کھایا ہے اس میں زہر کا اثر محسوس کیا تھا' میں نے آپکے احترام کی وجہ سے اسکو تھوکا نہ تھا' جب آپ نے نگل لیا تو آپکی وجہ سے میں نے نگل لیا اور میری خواہش تھی کہ آپنے وہ نہ کھایا ہوتا اس میں زہر تھا' چنانچہ بشرؓ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے' ان کا رنگ سیاہ طیلسان کی طرح کالا ہو گیا اور درد نے اس قدر لاچار کر دیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے' یہاں تک کہ ان کو اٹھایا گیا۔

زہری نے جابر سے بیان کیا ہے کہ اس روز رسول اللہ ﷺ نے سینگی لگوائی' بنی بیاضہ کے ایک غلام نے یہ عمل انجام دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد تین سال تک زندہ رہے' یہاں تک کہ آپ نے مرض موت میں فرمایا خیبر میں جو لقمہ میں نے زہر آلود بکری کا کھا لیا تھا اس کی تکلیف برابر محسوس کرتا رہا ہوں مگر اب تو میری رگ جان کٹی جا رہی ہے۔ چنانچہ آپ نے شہادت کا رتبہ پایا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (فتح خیبر کے بعد) مطمئن اور بے فکر ہو گئے تو زینب بنت حارث' زوجہ سلام بن مشکم نے آپ کے پاس بھنی ہوئی بکری کا تحفہ بھیجا' اس نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کون سے عضو کا گوشت زیادہ پسند ہے تو اسے بتایا گیا کہ دستی کا گوشت زیادہ مرغوب ہے۔ چنانچہ اس نے دستی میں خوب زہر ملا دیا اور باقی گوشت کو بھی زہر آلود کر کے لے آئی جب اس نے آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے دستی اٹھا کر' اس کے ایک ٹکڑے کو منہ میں چبایا مگر نگلا نہیں' آپ کے ساتھ بشر بن

برا بن معرور بھی تھے' انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی طرح ایک لقمہ لے لیا اور اس کو نگل لیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کو تھوک دیا تھا' پھر آپ نے فرمایا یہ ہڈی مجھے بتا رہی ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔ پھر آپ نے اس عورت کو بلا بھیجا تو اس نے جرم کا اعتراف کر لیا تو آپ نے اس سے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا' تو اس نے کہا آپ کو میری قوم کے مصائب کا خوب علم ہے۔ میں نے سوچا اگر وہ جھوٹا ہوا تو مجھے اس سے راحت مل جائے گی اور اگر سچا ہوا تو اسے اطلاع مل جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اس سے درگزر فرمایا اور حضرت بشرؓ کی اسی لقمہ سے موت واقع ہو گئی۔

بشر کی ہمشیرہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے مروان بن عثمان بن ابی سعید بن معلی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مرض موت میں بشر بن براءؓ کی ہمشیرہ ام بشر آئی تو آپ نے فرمایا اے ام بشر! اب میں اس زہریلے لقمہ سے جو تیرے بھائی کے ساتھ کھایا تھا اپنی شہ رگ کے کٹنے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں۔ مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نبوت و رسالت کے ساتھ شہادت کے رتبہ پر بھی فائز ہیں۔

زہریلا گوشت کھایا اور نقصان نہ ہوا : حافظ ابوبکر بزار (م ۲۹۲ھ) (ہلال بن بشر اور سلیمان بن یوسف حرانی' ابو غیاث سہل بن حماد' عبدالملک بن ابی نضرہ' ابیہ) حضرت ابوسعید خدری سے بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کھال سمیت بھنی ہوئی بکری کا تحفہ بھیجا لوگوں نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رک جاؤ اس کا ایک عضو مجھے بتا رہا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔ چنانچہ آپ نے اس عورت کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا گیا تو نے اس میں زہر ملایا ہے اس نے جرم کا اقرار کر لیا تو پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا ہے' تو اس نے جواب دیا میرا خیال تھا اگر آپ جھوٹے ہوئے تو لوگوں کی آپ سے جان چھوٹ جائے گی اور اگر آپ سچے ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی خبر دے دے گا۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ دراز فرما کر کہا کھاؤ بسم اللہ' اس کا بیان ہے کہ ہم نے یہ گوشت اللہ کا نام لے کر کھایا اور کسی کو نقصان نہ ہوا۔

یہ روایت صرف عبدالملک بن ابی نضرہ سے مروی ہے اور بقول امام ابن کثیرؒ اس میں شدید قسم کی نکارت اور غرابت ہے' واللہ اعلم۔

عیینہ کا جھوٹا خواب اور یہود کا اعتراف : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ عیینہ بن حصن نے مسلمان ہونے سے قبل ایک خواب دیکھا اور اس کو خواب سے یہ امید پیدا ہوئی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے جنگ کر کے کامیاب ہو سکتا ہے چنانچہ وہ خیبر کی طرف روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ خیبر فتح کر چکے تھے تو اس نے کہا اے محمد! آپ نے جو مال غنیمت میرے حلیفوں --- اہل خیبر --- سے حاصل کیا ہے وہ آپ مجھے دے دیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرا خواب جھوٹا ہے اور آپ نے اس کو وہ خواب پورا بتا دیا تو عیینہ واپس چلا آیا اور اس کی حارث بن عوف سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کیا میں نے تجھے بتایا نہ تھا کہ ایک رائیگاں کوشش اور سعی لاحاصل کر رہا ہے۔ واللہ! محمدؐ مشرق اور مغرب کے درمیان سارے کرہ ارض پر غالب آجائیں گے۔ خیبر کے یہود ہمیں یہ

بات بتایا کرتے تھے' میں گواہ ہوں کہ میں نے ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم محمدؐ سے نبوت کی وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ وہ ہارون کے خاندان سے خارج ہو گئی ہے۔ واللہ بے شک وہ رسول ہیں لیکن یہودی میری یہ بات نہیں مانتے' ہمیں اس کے ہاتھوں دو دفعہ ذبح اور ہلاک ہونا ہے' ایک دفعہ یثرب میں اور دوسری بار خیبر میں۔ حارث کا بیان ہے میں نے سلام سے پوچھا کیا وہ دنیا پر غالب آجائے گا تو اس نے "ہاں" کہہ کر کہا اس تورات کی قسم! جو موسیٰ پر نازل ہوئی ہے' لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ یہود کو' محمد کے بارے' میری اس رائے کا علم ہو۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر سے فارغ ہو کر وادی قریٰ کی طرف روانہ ہوئے چند روز ان کا محاصرہ کیا اور مدینہ سے واپس لوٹ آئے۔ بعد ازاں امام ابن اسحاق نے مدعم غلام کو ناگہانی تیر لگنے کا واقعہ مفصل بیان کیا ہے اور وادی قریٰ کا ذکر آئندہ بیان ہو گا۔

اشجعی کا جنازہ : امام احمد (یحییٰ بن سعید' محمد بن یحییٰ بن حبان' ابو عمرہ) زید بن خالد جہنیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک اشجعی صحابی غزوہ خیبر میں فوت ہوا اور رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا تم اپنے ساتھی کا نماز جنازہ پڑھ لو۔ یہ سن کر لوگوں کے چہروں کا رنگ فق ہو گیا تو آپ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے ہم نے اس کا سازوسامان کھول کر دیکھا تو اس میں ایک ہار تھا جو دو درہم کے بھی مساوی نہ تھا۔ امام ابوداؤد اور نسائی نے اس روایت کو اسی طرح یحییٰ بن سعید قطان سے نقل کیا ہے۔ نیز اس کو ابوداؤد نے بشر بن مغفل اور ابن ماجہ نے لیث بن سعد کی معرفت یحییٰ بن سعید انصاری سے بھی بیان کیا ہے۔

بنی فزارہ پر رعب : حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ خیبر سے واپسی کے وقت' رسول اللہ ﷺ سے بنی فزارہ نے جنگ کا ارادہ کیا اور وہ اس کے لئے اکٹھے بھی ہوئے۔ آپ نے ان کو "معین مقام" پر لڑنے کا پیغام بھیجا تو وہ پیغام سن کر بھاگ کھڑے ہوئے اور جہاں سینگ سمائے چلے گئے۔

اثناء راہ میں شادی : حضرت صفیہ ام المومنین جب حیض سے پاک ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے اثناء راہ میں بمقام "سد صہباء" ان سے شادی کی اور دعوت ولیمہ میں حیس اور حلوہ کا انتظام کیا اور وہاں سہ روز قیام فرمایا وہ مسلمان ہو گئیں تھیں آپ نے اس کو آزاد کر کے نکاح کر لیا اور اس کی آزادی اور عتق کو مہر قرار دیا آپ وہاں سے روانہ ہوئے تو ان کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھا کر پردہ ڈال دیا تو صحابہؓ سمجھ گئے کہ ان کا شمار امت کی ماؤں میں ہے۔ ام سلیم بنت ملحان والدہ انس بن مالک نے ان کو آراستہ و پیراستہ کیا اور کنگھی پٹی کی۔

حضرت ابوایوب کے لئے دعا : رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کے ہمراہ اپنے خیمہ میں رات بسر کی اور حضرت ابوایوب انصاری مسلح ہو کر صبح تک آپ کے خیمے کا پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھ کر کہا ابوایوب کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ پر اس عورت سے خطرہ محسوس کیا کہ آپ نے اس کے والد' خاوند اور قوم کو قتل کیا ہے اور یہ خود بھی نو مسلم ہے لہٰذا مجھے اس سے آپ کے ... ﷺ نے

ان کو دعا دی "اے اللہ! تو ابوایوب کی حفاظت فرما جیسا کہ وہ رات بھر میری حفاظت کرتا رہا ہے۔"

خیبر سے واپسی میں نماز فجر سورج چڑھے پڑھی : ابن اسحاق نے بذریعہ زہری' سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپسی کے دوران نیند کے باعث نماز فجر بروقت ادا نہ کر سکے اور رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے نیند سے بیدار ہوئے' تو حضرت بلال سے پوچھا تم نے کیا کیا' یہ سن کر حضرت بلال نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کی طرح مجھے بھی نیند آگئی' تو آپ نے فرمایا تم نے درست کہا پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر تھوڑی دور گئے وہاں اتر کر وضو کیا اور حسب سابق نماز فجر پڑھی۔ اس روایت کو امام مالک نے بذریعہ زہری' سعید سے اسی طرح مرسل بیان کیا ہے اور یہ روایت اس سند سے مرسل ہے۔

یاد آنے پر نماز پڑھ لی : امام ابوداؤد (احمد بن صالح' ابن وھب' یونس' ابن شہاب' سعید بن مسیب) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ نیند نے ستایا تو اتر کر سو گئے اور حضرت بلال سے فرمایا آج رات ہماری نگرانی کرنا۔ حضرت بلال پالان سے تکیہ لگائے لیٹ رہے تھے کہ نیند غالب آگئی۔ رسول اللہ ﷺ' حضرت بلالؓ اور جملہ صحابہ کرام دن چڑھے بیدار ہوئے مگر رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے اور آپ نے گھبرا کر فرمایا اے بلال! تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ پر میرا ماں باپ قربان' مجھے بھی آپ کی طرح نیند غالب آگئی۔ چنانچہ وہ لوگ وہاں سے معمولی سا فاصلہ چلے پھر اتر کر رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور حضرت بلال کو حکم دیا' انہوں نے تکبیر کہی اور آپ نے ان کو فجر کی نماز پڑھائی' نماز سے فارغ ہو کر فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جب یاد آئے تو پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **واقم الصلوة لذكرى** (طہ۔۲۰/۱۴) یاد آنے پر نماز پڑھو۔ یونس کا بیان ہے کہ امام ابن شہاب' "ذِکریٰ" یعنی مصدر پڑھا کرتے تھے' امام مسلم نے بھی اسی طرح حرملہ بن یحییٰ از عبداللہ بن وھب بیان کیا ہے اور اس میں یہ مذکور ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے واپسی کے دوران پیش آیا۔

(شعبہ از جامع بن شداد از عبدالرحمان بن ابی علقمہ از ابن مسعود) منقول ہے کہ یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے واپسی کے دوران پیش آیا اور حضرت ابن مسعود کی ایک روایت میں ہے کہ بلال نگرانی کر رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ (یعنی ابن مسعود) نگہبانی کر رہے تھے بقول حافظ بیہقیؒ' ممکن ہے کہ یہ واقعہ دوبار پیش آیا ہو۔ عمران بن حصین اور ابو قتادہ کی حدیث میں نماز سے سو جانے کا بیان ہے اور اس میں وضو کے ظرف اور برتن کا واقعہ بھی مذکور ہے۔ احتمال ہے کہ یہ دوسرا واقعہ ہو یا تیسرا۔ واقدی نے حضرت ابو قتادہ کی حدیث میں بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ غزوہ تبوک سے واپسی کے دوران پیش آیا۔ زافر بن سلیمان نے (شعبہ از جامع بن شداد از عبدالرحمان از ابن مسعودؓ) نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ تبوک سے واپسی کے وقت پیش آیا' واللہ اعلم۔

حافظ بیہقیؒ نے وہ روایت بیان کی ہے جس کو امام بخاری نے عوف اعرابی کے قصہ میں ابو رجاء از عمران بن حصین بیان کیا ہے اس میں فجر کی نماز کیلئے نہ بیدار ہونے اور دو مشکیزوں والی عورت (جن سے پانی لیا اور سارا لشکر سیراب ہو گیا مگر پانی کم نہ ہوا) کا قصہ بیان ہے۔

امام مسلم نے (ثابت بنانی از عبداللہ بن رباح از ابو قتادہ) ایک طویل حدیث بیان کی ہے اس میں نماز کیلئے بیدار نہ ہونے کا واقعہ ہے اور اس میں وضو کے ظرف میں پانی کے بڑھ جانے کا معجزہ مذکور ہے۔ اس روایت کو عبدالرزاق نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

"لاحول" کی فضیلت : امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل' عبدالواحد' عاصم' ابو عثمان) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف روانہ ہوئے' رستہ میں لوگ ایک بلند جگہ پر چڑھے تو بلند آواز سے "اللہ اکبر لا الہ الا اللہ" کہنے لگے تو آپ نے فرمایا اپنے اوپر آسانی کرو۔ (زور سے چلانے کی تکلیف نہ اٹھاؤ) تم بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو سننے والے اور دیکھنے والے خدا کو پکار رہے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے سن کر فرمایا۔ اے عبداللہ بن قیس! عرض کیا یارسول اللہ ﷺ حاضر خدمت ہوں آپ نے فرمایا میں تجھ کو ایک کلمہ نہ بتاؤں جو بہشت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے عرض کیا کیوں نہیں! فرمایئے یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' آپ نے فرمایا وہ کلمہ ہے "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس روایت کو باقی محدثین نے متعدد طرق سے' عبدالرحمان بن علی ابی عثمان نہدی' از ابو موسیٰ اشعری بیان کیا ہے۔

تعاقب : اور درست بات یہ ہے کہ یہ واقعہ خیبر سے واپسی کے دوران پیش آیا کیونکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری فتح خیبر کے بعد آئے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

عبسی کو مرغیاں دیں : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ میرے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فتح خیبر کے زمانہ میں' ابن لقیم عبسی کو خیبر کی تمام مرغیاں یا پالتو جانور دے دیئے تھے اور خیبر ماہ صفر میں ۷ھ فتح ہوا۔ ابن لقیم نے کہا۔

رميت نطاة من الرسول بفيلق شهباء ذات مناكب وفقار
واستيقنت بالذل لما شيعت ورجال أسلم وسطها وغفار
صبحت بني عمرو بن زرعة غدوة والشق أظلم أهله بنهار
جرّت بأبطحها الذيول فلم تدع إلا الدجاج تصيح بالاسحار

(رسول اللہ ﷺ کی جانب سے نطاۃ علاقہ پر حملہ کیا گیا ہے سخت جان عظیم مسلح لشکر کے ساتھ۔ جب ان کو متفرق کر دیا گیا تو انہوں نے اپنی ذلت و رسوائی کا یقین کر لیا ان کے وسط میں اسلم اور غفار قبیلہ کے لوگ ہیں۔ جنہوں نے صبح دم بنی عمرو بن زرعہ پر حملہ کیا اور شق علاقہ کے لوگ مصیبت اور بدحالی کا شکار ہیں۔ وہ اس کے میدان سے بھاگ گئے ماسوائے مرغیوں کے کچھ نہیں چھوڑا جو سحری کے وقت چلا رہی ہیں)

ولكل حصن شاغل من خيلهم من عبد الاشهل أو بني النجار
ومهاجرين قد اعلموا سيماهم فوق المغافر لم ينوا لفرار
ولقـ

فـرت يهـود عنـد ذلـك فـي الـوغـى تـحـت العجـاج غمـائـم الأبصـار

اور ہر قلعے پر عبدالاشہل یا بنی نجار کا لشکر مشغول ہے۔ اور مہاجروں کا بھی جنہوں نے اپنی خودوں پر علامات لگائی ہوئی ہیں۔ ان کی فرار کی نیت نہیں۔ یہود کو یقین ہے کہ محمدؐ غالب آجائے گا اور وہ ان میں ماہ صفر تک قیام کرے گا۔ اس وقت یہود لڑائی کی گرد و غبار کی تاریکی میں بھاگ کھڑے ہوئے ہیں آنکھیں بند کر کے)

شہدائے خیبر : امام ابن اسحاق وغیرہ ائمہ مغازی کے مطابق مہاجرین میں سے شہید ہوئے' ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ اسدی غلام بنی امیہ' ثقیف بن عمرو' رفاعہ بن مسروح حلیف بنی امیہ' عبداللہ بن ھبیب بن امیب بن سحیم بن نمیرہ حلیف بنی اسد' اور ان کا بھانجا۔ اور انصار میں سے شہید ہوئے' بشر بن براء بن معرور سلمی زہریلا گوشت کھانے کی وجہ سے' فضیل بن نعمان سلمی' مسعود بن سعد بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق زرقی' محمود بن مسلمہ اشہلی' ابو ضیاح حارثہ بن ثابت بن نعمان عمری' حارث بن حاطب' عروہ بن مرہ بن سراقہ' اوس بن فائد یا فاتک یا ابن فاتک' انیف بن حبیبہ' ثابت بن اثلہ' طلحہ' عمارہ بن عقبہ' ایک تیر لگنے سے شہید ہوئے' عامر بن اکوع' سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا' گھٹنے پر تلوار کی نوک لگی اور شہید ہو گئے' اور اسود راعی اس کا نام اسلم ہے اور بقول ابن ہشام اہل خیبر سے ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ امام زہری کے بیان کے مطابق ابن زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ قاری ان کا حلیف' اور انصار میں سے اوس بن قتادہ یکے از بنی عمرو بن عوف۔

حجاج بن علاط بہزی سلمی کا قصہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ فتح خیبر کے بعد' رسول اللہ ﷺ سے' حجاج سلمی نے گزارش کی یارسول اللہ ﷺ! مکہ میں میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس میرا مال و زر ہے' نیز اس کے پاس میرا بیٹا معوض بن حجاج ہے اور مکہ کے تاجر پیشہ لوگوں کے پاس بھی رقم ہے۔ آپ مجھے جانے کی اجازت فرمایئے' آپ نے اجازت مرحمت فرمادی تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی ویسی اور ناگفتہ بہ بات کرنا ناگزیر ہے۔ آپ نے فرمایا کہہ لینا۔

حجاج سلمی کا بیان ہے کہ میں وہاں سے روانہ ہوا' چلتا چلتا مکہ پہنچ گیا اور قریش کو "ثنیہ بیضاء" میں موجود پایا۔ جو غزوہ خیبر کے بارے خبروں کی ٹوہ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے پوچھ رہے تھے چنانچہ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا' واللہ! اس کو معلوم ہو گا (اور ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا) انہوں نے پوچھا' ابو محمد بتاؤ' ہمیں معلوم ہوا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا خیبر گیا ہوا ہے اور یہ یہود کا علاقہ ہے اور حجاز کا سرسبز و شاداب حصہ ہے۔ میں نے کہا' مجھے یہ بات معلوم ہے اور میرے پاس تمہارے لئے روح افزا مژدہ ہے چنانچہ وہ میری سواری کے دائیں بائیں ہو کر پوچھنے لگے' بتاؤ حجاج! میں نے کہا' اسے فاش شکست ہوئی ہے جس کی دنیا میں نظیر نہیں' اس کے اصحاب قتل کر دیئے گئے ہیں تم نے ایسی قتل و غارت کبھی نہ سنی ہو گی اور محمدؐ اسیر ہو چکا ہے ان کا خیال ہے کہ وہ اسے مکہ میں لا کر' تمہارے مقتولوں کے عوض' قتل کریں گے۔

یہ سن کر وہ چیختے چلاتے مکہ میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ محمدؐ اسیر

ہے' تم اس بات کے منتظر رہو کہ وہ تمہارے پاس لا کر قتل کر دیا جائے گا۔ میں نے ان کو کہا' مکہ میں تم میرا سرمایہ فراہم کرنے میں' میری مدد کرو اور میرے قرض داروں کو اس پر آمادہ کرو' میں خیبر جانا چاہتا ہوں کہ عام تاجروں کے وہاں پہنچنے سے قبل' محمدؐ اور ان کے اصحاب کی شکست سے فائدہ اٹھاؤں۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور نہایت جلدی سے سرمایہ جمع کر دیا' پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا (اور اس کے پاس میرا کافی مال تھا) اور کہا مال لاؤ' شاید میں خیبر جاؤں اور تاجروں کی آمد سے قبل ہی خرید و فروخت کا موقعہ پاؤں۔

عباسؓ یہ خبر اور میری باتیں سن کر میرے پاس آئے' میں تاجروں کے خیمہ میں تھا' میرے پہلو میں آ کر کھڑے ہو گئے اور پوچھا حجاج! یہ کیا خبر لائے ہو' یہ سن کر میں نے کہا' کیا یہ بات آپ صیغہ راز میں رکھیں گے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے کہا آپ ذرا انتظار کریں میں خود آپ کو ملوں گا' اب میں سرمایہ جمع کرنے میں مصروف ہوں جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں' میں فارغ ہو کر فوراً آیا۔ جب میں نے سرمایہ جمع کر لیا اور روانگی کا عزم کر لیا تو عباس سے ملا اور تین روز تک راز داری کی تاکید کی کہ مجھے ان کے تعاقب کا خطرہ ہے۔ بعد ازاں جو دل چاہے کہو۔ عباس نے یقین دلایا تو میں نے بتلایا' واللہ! میں تیرے بھتیجے کے پاس سے آ رہا ہوں وہ صفیہ بنت حیی کے دولہا ہیں' انہوں نے خیبر فتح کر لیا ہے' اور اس کا سارا مال جمع کر لیا ہے' وہ مال محمدؐ اور ان کے صحابہؓ کے قبضہ میں ہے۔ یہ سن کر عباس نے کہا' بتاؤ اب کیا کہتے ہو' میں نے کہا واللہ! یہ بات راز میں رہے' میں مسلمان ہو چکا ہوں' میں صرف اپنا سرمایہ ڈوب جانے کے خطرہ سے آیا ہوں' تین روز کے بعد' آپ راز فاش کر دیں' واللہ! وہ آپ کے خاطر خواہ ہیں۔

تیسرے روز حضرت عباسؓ نے حلہ پہنا' خوشبو لگائی اور عصا پکڑ کر کعبہ میں چلے اور طواف کیا۔ حضرت عباسؓ کو اس حالت میں دیکھ کر حاضرین نے کہا' جناب ابوالفضل! واللہ! یہ عظیم صدمے کی برداشت کا بڑا دلیرانہ مظاہرہ اور بے جا تکلف ہے۔ یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا یہ بات ہرگز نہیں واللہ! محمد ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے اور ان کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لی ہے' ان کا سب مال جمع کر لیا ہے' وہ آپ کے اور صحابہؓ کے قبضہ میں ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے پوچھا یہ بات تمہیں کس نے بتائی' تو کہا جس نے تم کو بتائی وہ مسلمان ہو کر تمہارے پاس آیا تھا اور اپنا سرمایہ لے کر چلتا بنا۔ محمد ﷺ اور ان کے صحابہؓ کے پاس پہنچ گیا ہے وہ ان کے ساتھ قیام کرے گا۔ یہ سن کر انہوں نے کف افسوس ملتے ہوئے کہا' اے اللہ کے بندو! وہ اللہ کا دشمن تمہارے ہاتھ سے نکل گیا۔ واللہ! اگر پہلے پتہ چل جاتا تو ہمارا اور اس کا انجام قابل دید ہوتا' ازاں بعد' فوراً ان کو صحیح خبر معلوم ہو گئی۔

ابن اسحاق نے یہ قصہ منقطع سند سے بیان کیا ہے اور امام احمد نے اس کو موصول بیان کیا ہے۔ عبدالرزاق سے اور اس نے معمر کی معرفت ثابت از انس بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا تو حجاج سلمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مکہ میں میرا سرمایہ موجود ہے اور میرا اہل و عیال ہے۔ میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں' کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے بارے کوئی ناگفتہ بہ اور ناحق بات کہہ لوں' آپ نے اسے اجازت دے دی تو وہ مکہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور اسے کہا' جو تیرے پاس' سرمایہ موجود ہے وہ

سب اکٹھا کر کے مجھے دے دے' میں محمدؐ اور اس کے اصحاب کو خریدنا چاہتا ہوں' وہ غلام بنا لئے گئے ہیں اور ان کا مال چھین لیا گیا ہے۔ یہ بات سارے مکہ میں پھیل گئی' مسلمانوں کو صدمہ پہنچا اور مشرکوں نے فرحت و مسرت کا اظہار کیا' حضرت عباسؓ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ صدمہ سے نڈھال ہو گئے اور اٹھ نہ سکے۔

دل بہلانا : معمر کا بیان ہے کہ مجھے عثمان خزرجی نے مقسم سے بتایا کہ حضرت عباسؓ اپنے بیٹے قثم کو سینے پر بٹھا کر کہنے لگے۔

حبي قثم شبيه ذي الأنف الأشم بني ذي النعم بزعم من زعم

مجھے پیارا ہے' اونچی ناک والے کا شبیہ ہے میرا بیٹا منعم ہے' دشمنوں کی مرضی کے خلاف)

خوشی سے غلام آزاد : ثابت نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ پھر حضرت عباس نے اپنے غلام کو حجاج سلمی کے پاس یہ کہہ کر بھیجا' افسوس! تو کیا خبر لایا ہے اور کیا کہہ رہا ہے۔ اللہ کا وعدہ' تمہاری خبر کے برعکس ہے' حجاج سلمی نے یہ سن کر کہا کہ عباسؓ کو میرا سلام کہنا اور بتانا کہ اپنے گھر میں تنہا ہو' میں ابھی آیا' خبر فرحت بخش ہے۔ غلام نے گھر میں آ کر بتایا جناب ابو الفضل مبارک ہو! ابو الفضل حضرت عباسؓ نے اچھل کر اس کی پیشانی چوم لی' غلام نے ان کو صورت حال سے آگاہ کیا تو آپؓ نے اس کو آزاد کر دیا۔ پھر حجاج نے آ کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے اور ان کے مال پر قبضہ کر لیا ہے اور مجاہدین میں تقسیم کر دیا ہے' صفیہؓ بنت حیی کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے اور اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ آزاد ہو کر آپ کی زوجیت میں آجائے یا اپنے خاندان میں چلی جائے چنانچہ اس نے آزادی کے بعد آپ کی زوجیت میں رہنا پسند کر لیا ہے۔

میں یہاں اپنا سرمایہ فراہم کرنے کیلئے آیا ہوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے خلاف ناحق بات کہنے کی اجازت طلب کی تھی آپ نے اجازت دے دی' یہ راز تین روز تک فاش نہ ہو' ازاں بعد' جو چاہو کہو' اس کی بیوی نے جو مال اس کے پاس تھا' سب اکٹھا کر کے اس کو دے دیا اور وہ چلتا بنا۔

تیسرے روز کے بعد' حضرت عباسؓ حجاج کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے حجاج کے بارے پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ فلاں روز چلے گئے تھے۔ اور اس نے حضرت عباسؓ سے تعزیت کے طور پر کہا جناب ابو الفضل! اللہ آپ کو غمناک نہ کرے' ہمیں "اس خبر" سے بڑا صدمہ پہنچا ہے۔ یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا' اللہ مجھے غمگین نہ کرے گا' "بحمد اللہ" حالات خاطر خواہ ہیں' اللہ نے اپنے رسول کو خیبر فتح کرا دیا ہے' مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہے' رسول اللہ ﷺ نے صفیہؓ کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اگر تجھے اپنے خاوند کی ضرورت ہے تو اس کے پاس چلی جا۔

یہ سن کر اس نے کہا واللہ! میں آپ کو سچا سمجھتی ہوں تو عباسؓ نے کہا میں صحیح کہہ رہا ہوں' بات وہی ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے۔ بعد ازاں حضرت عباسؓ قریش کی مجلسوں کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کو بطور ہمدردی کہنے لگے جناب آپ کو اللہ بہ خیریت رکھے۔ یہ سن کر حضرت عباسؓ نے کہا بحمد اللہ' میں خیر و عافیت سے ہوں۔ مجھے حجاج سلمی نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خیبر فتح کرا دیا ہے اس کا مال غنیمت تقسیم ہو چکا ہے اور آپؐ نے صفیہؓ کو اپنے لئے پسند کر لیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ تین روز

تک' میں یہ راز فاش نہ کروں' وہ تو صرف اپنا سرمایہ لینے آیا تھا۔

چنانچہ جو رنج و غم مسلمانوں کو لاحق تھا' اس میں مشرک مبتلا ہو گئے مجبور اور خانہ نشین مسلمان حضرت عباسؓ کے پاس آئے اور آپ نے ان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ باغ باغ ہو گئے۔

یہ سند شیخین کی شرط کی حامل ہے۔ صحاح ستہ میں سے' صرف سنن نسائی میں' اسحاق بن ابراہیم از عبدالرزاق مروی ہے' اس روایت کو حافظ بیہقی نے محمود بن غیلان از عبدالرزاق نقل کیا ہے' نیز یعقوب بن سفیان از زید بن مبارک از محمد بن ثور از معمر بیان کیا ہے۔

"مغازی" میں موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے کہ قریش نے باہمی شرطیں لگا رکھی تھیں اور آپس میں معاہدے کئے تھے' بعض کہتے تھے کہ محمد ﷺ اور ان کا لشکر غالب آئے گا اور بعض کا خیال تھا کہ یہود اور ان کے حلیف غالب آئیں گے حجاج سلمی' مسلمان ہو گئے تھے اور فتح خیبر میں شامل تھے ان کی بیوی تھی ام شیبہ' خواہر عبدالدار بن قصی۔ وہ بڑے سرمایہ دار تھے۔ بنی سلیم کے علاقہ کی کانوں اور معادن کے مالک تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ خیبر پر فتح یاب ہو گئے تو اس نے اپنے مال و دولت کو قبضہ میں کرنے کی خاطر رسول اللہ ﷺ سے مکہ آنے کی اجازت طلب کی تھی اور آپ نے اس کو اجازت دے دی تھی جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے' واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسانؓ نے غزوہ خیبر کے بارے کہا۔

بئس ما قاتلت خیابر عمّا جمعوا من مزارع ونخیل
کرهوا الموت فاستبیح حماهم وأقروا فعل الذمیم الذلیل
أمن الموت یهربون فان الموت موت الهزال غیر جمیل

(اہل خیبر نے اپنے کھیتوں اور نخلستان کا برا دفاع کیا۔ انہوں نے موت کو ناگوار سمجھا' ان کی حمی اور چراگاہ مباح ہو گئی اور انہوں نے کمینے اور ذلیل آدمی کا کردار ادا کیا۔ کیا وہ موت کے خوف سے بھاگتے ہیں' بے شک محتاجی اور کمینگی کی موت اچھی نہیں ہوتی)

ابن ہشام نے ابو زید انصاری سے بیان کیا ہے کہ کعب بن مالکؓ نے کہا۔

ونحن وردنا خیبراً وفروضه بکل فتی عاری الاشاجع مزود
جواد لدی الغایات لا واهن القوی جریء علی الاعداء فی کل مشهد
عظیم رماد القدر فی کل شتوة ضروب بنصل المشرفیّ المهند
یری القتل مدحاً إن أصاب شهادة من الله یرجوها وفوزاً بأحمد

(ہم خیبر اور اس کے جملہ گھاٹ پر' ہر ایسے نوجوان کو لائے جس کی ہتھیلی کی پشت کی رگیں واضح نہیں ہے۔ اور وہ محافظ ہے۔ جھنڈوں کے نزدیک سخی ہے۔ اس کے قویٰ مضمحل نہیں ہر جنگ میں دشمن پر جرات کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ہر موسم قحط میں مہمان نواز ہے اور ہندی تلوار کی دھار سے ضرب لگانے والا ہے۔ اگر وہ اللہ کے راہ میں شہادت پا لے جس کا وہ امیدوار ہے تو وہ اس موت کو اچھا سمجھتا ہے اور احمدؐ کو کامرانی سمجھتا ہے)

يذود ويحمي عن ذمار محمد ويدفع عنه باللسان وباليد
وينصره من كل أمر يريبه يجود بنفس دون نفس محمد
يصدق بالأنباء بالغيب مخلصا يريد بذاك العز والفوز في غد

محمد ﷺ کے اصول و قواعد کی حمایت کرتا ہے اور ان کا دفاع کرتا ہے اپنی زبان اور ہاتھ ان کا دفاع کرتا ہے۔ اور ہر مشکوک فعل سے ان کو بچاتا ہے۔ محمد ﷺ کی جان کے ورے اپنی جان نثار کرتا ہے۔ تہ دل سے غیب کی خبروں کی تصدیق کرتا ہے اس سے اس کا مقصد قیامت کے روز فوز و کامیابی اور عزت ہے)

وادی قریٰ پر نبی علیہ السلام کا گزرنا' یہود کا محاصرہ کرنا اور ان سے مصالحت کرنا : واقدی نے (عبدالرحمن بن عبدالعزیز از زہری از ابوسلمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم خیبر سے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ وادی قریٰ کی طرف روانہ ہوئے اور رفاعہ بن زید بن وهب جذامی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سیاہ فام غلام' مدعم نامی ہبہ کیا وہ آپ کی سواری تیار کیا کرتا تھا' جب ہم وادی قریٰ میں اترے تو یہود کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے ان کے ساتھ چند عرب بھی شامل ہو گئے تھے مدعم' رسول اللہ ﷺ کی سواری کا کجاوہ اتار رہا تھا۔ ابھی ہم وہاں اترے ہی تھے کہ یہود نے تیر اندازی شروع کر دی' اور ہم لڑائی کے لئے تیار نہ تھے۔ وہ اپنے محلات میں شوروغل مچا رہے تھے کہ ایک تیر آیا مدعم کے لگا اور وہ جان بحق ہو گیا۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا اس کے لئے جنت مبارک' تو نبی علیہ السلام نے فرمایا ہرگز نہیں! بخدا والذی نفسی بیدہ! خیبر میں وہ چادر' جو اس نے مال غنیمت سے قبل از تقسیم اٹھائی تھی وہ اس پر شعلہ زن ہے۔ یہ سن کر ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یا دو تسمے لایا تو آپ نے فرمایا یہ ایک تسمہ آگ کا ہے یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

یہ حدیث صحیحین میں (مالک' ثور بن یزید' ابوالغیث) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی صف آرائی کی اور علم سعد بن عبادہ کے سپرد کیا' ایک پرچم حباب بن منذر کو دیا اور ایک جھنڈا سہل بن حنیف کے حوالے کیا اور ایک پھریرا عباد بن بشر کو سونپا۔ پھر آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور ان کو بتایا اگر وہ اسلام قبول کر لیں گے تو اپنا جان و مال محفوظ کر لیں گے' اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (انہوں نے اسلام قبول نہ کیا) اور ان کا ایک آدمی میدان جنگ میں اترا۔ حضرت زبیر بن عوامؓ اس کے مقابلے میں آئے اور اس کو تہ تیغ کر دیا پھر ان کا ایک اور آدمی جنگ مبارزت کے لئے نمودار ہوا تو حضرت علیؓ نے اس کو للکارا اور موت کے گھاٹ اتار دیا یہاں تک کہ ان میں سے گیارہ اشخاص کو جہنم رسید کیا جب بھی ان کا ایک آدمی قتل ہو جاتا آپؐ باقی ماندہ کو اسلام کی طرف بلاتے۔ نماز کا وقت آتا تو صحابہ کو نماز پڑھاتے اور لڑائی شروع کرنے سے قبل ان کو اسلام اور اللہ' رسول کی طرف دعوت دیتے' آپؐ ان سے شام تک لڑتے رہے۔

دوسرے روز آپ ان کے بالمقابل آئے۔ مگر سورج طلوع ہوتے ہی وہ لڑائی سے دست بردار ہو گئے اور آپ نے اس کو بزور بازو فتح کیا ان کے مال و دولت کو اللہ نے آپ کے لئے مال غنیمت بنا دیا اور اسلامی

لشکر کے ہاتھ بہت سا مال و متاع آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وادی قریٰ میں چار روز تک قیام کیا' مال غنیمت کو مجاہدین پر تقسیم کیا' اراضی اور نخلستان بٹائی پر یہود کے حوالے کر دیئے۔ "تیماء" کے یہود کو خیبر' فدک اور وادی قریٰ پر رسول اللہ ﷺ کے قبضہ اور تصرف کی اطلاع ملی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے جزیہ کی ادائیگی پر مصالحت کر لی اور اپنے باغات میں مقیم رہے۔

جلاوطنی : حضرت عمرؓ نے خیبر اور فدک کے یہود کو اپنے عہد خلافت میں خیبر اور فدک سے جلاوطن کر دیا' وادی قریٰ اور تیماء کے باشندوں کو جلاوطن نہیں کیا کہ یہ دونوں علاقے حدود شام میں داخل ہیں۔ حضرت عمرؓ کا خیال ہے کہ وادی قریٰ سے لے کر مدینہ تک حجاز میں شامل ہے اور اس کے ورے حدود شام میں --- خیبر اور وادی قریٰ کے غزوات سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف مراجعت فرمائی۔

معصیت کا اثر : واقدی (یعقوب بن محمد' عبدالرحمان بن عبداللہ بن ابی صعصعہ' حارث بن عبداللہ بن کعب) حضرت ام عمارہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے "جرف" میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا کہ اب تم نماز عشاء کے بعد اپنی بیویوں کے پاس نہ جانا چنانچہ (رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر کے) ایک آدمی اپنے گھر چلا گیا تو اس نے ناگوار حالات کو دیکھا پھر اس نے اپنی بیوی کو شتر بے مہار چھوڑ دیا اور تعلق قطع نہ کیا کہ اس کے شکم سے اس کی اولاد تھی اور وہ اس سے محبت کرتا تھا۔

بٹائی اور مزارعت : صحیحین میں ہے کہ فتح خیبر کے بعد' رسول اللہ ﷺ نے یہود سے نصف بٹائی پر معاملہ طے کر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہم مرضی کے مطابق تم کو برقرار رکھیں گے۔ سنن میں مذکور ہے کہ پھل پکنے کے موسم میں' عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا جاتا آپ تخمینہ لگاتے اور مزارع کے سپرد کر کے چلے آتے' غزوۂ موتہ میں عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کے بعد جبار بن صخر کو بھیجا جاتا۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ میں نے امام زہری سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو نخلستان کس طرح سپرد کئے تھے تو اس نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو بزور بازو فتح کیا تھا اور خیبر کا مال غنیمت تھا رسول اللہ ﷺ نے اس سے پانچواں حصہ نکالا اور باقی ماندہ کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اہل خیبر جلاوطنی کے معاہدہ پر قلعوں سے نیچے اترے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بلا کر کہا' چاہو تو ہم یہ اراضی اور نخلستان تمہارے حوالے کر دیتے ہیں۔ تم کام کرو اور اس کی پیداوار ہمارے اور تمہارے درمیان نصف نصف ہو گی۔ جب تک اللہ کو منظور ہوا ہم تمہیں بے دخل نہ کریں گے۔ یہود نے یہ شرائط قبول کر لیں اور انہیں شرائط پر مزارعت کرتے رہے' رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن رواحہ کو بھیجتے تھے وہ اندازہ لگاتے اور اس کو تقسیم کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے جلاوطن کیا : رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اپنے عہد خلافت میں یہود کو اسی طرح آباد رکھا' بعد ازاں حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض موت میں فرمایا تھا --- **لا تجتمعن بجزيرة العرب دينان** --- بہ تحقیق معلوم ہو گیا ہے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا کوئی معاہدہ ہو وہ لے آئے میں اس کو نافذ کر دوں گا۔ اور جس کے پاس کوئی معاہدہ نہیں ہے وہ جلاوطنی کے

لئے تیار ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے جن یہود کے پاس کوئی معاہدہ نہ تھا ان کو جلاوطن کر دیا۔

عہد نامہ اور اس کی اہمیت : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ۳۰۰ھ کے بعد' یہود خیبر نے دعویٰ کیا کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک "عہد نامہ" ہے اس میں آپؐ نے "جزیہ" موقوف کرنے کی بابت فرمایا ہے۔ بعض اہل علم اس "عہد نامہ" کو دیکھ کر دھوکہ میں آگئے یہاں تک کہ وہ یہود سے جزیہ کے اسقاط کے قائل ہو گئے۔ ان میں شیخ ابو علی بن خیرون شافعی بھی شامل ہیں' یہ عہد نامہ جھوٹا' جعلی' مصنوعی اور بے بنیاد ہے۔ میں نے اس کے جعلی اور جھوٹا ہونے کے' ایک رسالہ میں متعدد وجوہ بیان کئے ہیں اور کئی ایک اہل علم نے اس "عہد نامہ" کی تردید اپنی کتابوں میں بیان کی ہے مثلاً ابن صباغ نے اپنے "رسائل" میں' شیخ ابو حامد نے اپنی تعلیمات میں اور ابن مسلمہ نے اس کی تردید میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے۔

۷۰۰ھ کے بعد' یہود نے ایک تحریک شروع کی اور اس میں ایک عہد نامہ بھی پیش کیا' میں نے خود اس "عہد نامہ" کو دیکھا ہے وہ قطعاً جھوٹا ہے اور مصنوعی ہے کیونکہ اس میں حضرت سعدؓ بن معاذ (م۵ھ) کی گواہی ثبت ہے جو فتح خیبر سے قبل فوت ہو چکے تھے۔ نیز اس میں حضرت معاویہؓ بن ابوسفیانؓ ۶۵ھ کی گواہی بھی موجود ہے جو اس وقت مسلمان بھی نہ ہوئے تھے اور اس کے آخر میں ہے "**وکتبه علی بن ابی طالب**" یہ عہد نامہ سراسر غلط اور جعلی ہے۔

اس میں "جزیہ" کی معافی کا ذکر ہے' اس وقت جزیہ مشروع ہی نہ تھا کہ سب سے پہلے جزیہ وفد نجران سے لیا گیا اور وفد نجران ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' واللہ اعلم۔

حضرت ابن عمرؓ پر حملہ اور جلاوطنی : ابن اسحاق نے نافع غلام ابن عمر کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ میں' زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود' خیبر میں اپنے باغات کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لئے گئے' وہاں پہنچ کر ہم اپنے اپنے باغات میں چلے گئے' میں رات کو بستر پر سویا ہوا تھا کہ کسی نے مجھ پر حملہ کر کے میرے ہاتھ توڑ دیئے۔ میں نے زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود کو بلا بھیجا وہ آئے تو انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ کس کا کارنامہ ہے؟ میں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو وہ میرا علاج کروا کے حضرت عمرؓ کے پاس لے آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا یہ خیبر کے یہود کا کارنامہ ہے۔ پھر آپؓ نے اپنے خطاب میں فرمایا' اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود سے اس بات پر بٹائی کا معاملہ طے کیا تھا کہ جب ہم چاہیں گے بے دخل کر دیں گے۔ انہوں نے ابن عمرؓ پر حملہ کر کے ہاتھ توڑ دیئے ہیں' جیسا کہ انہوں نے قبل ازیں ایک انصاری پر بھی حملہ کیا تھا' اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ وہاں یہود کے علاوہ ہمارا کوئی دشمن نہیں' جس کا مال خیبر میں ہے وہ وہاں پہنچ جائے۔ میں یہود کو جلاوطن کرنے والا ہوں' چنانچہ آپ نے ان کو جلاوطن کر دیا۔

حضرت عمرؓ کا بھی خیبر میں حصہ تھا آپ نے اس کو فی سبیل اللہ وقف کر دیا تھا اور یہ وقف مشروط تھا جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے نیز اس میں یہ شرط بھی مذکور تھی کہ اس کی نگرانی ان کی نسل میں سے نیک سے نیک مرد و زن کے سپرد ہو گی۔

سرایا : دلائل میں حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ وہ سرایا اور فوجی دستے جو فتح خیبر کے بعد اور عمرہ قضاء

سے قبل بیان کئے جاتے ہیں گو بعض کی تاریخ' ائمہ مغازی کے نزدیک واضح نہیں وہ یہ ہیں۔

سرایا حضرت ابوبکرؓ : امام احمد (بہز' عکرمہ بن عمار' ایاس بن سلمہ) حضرت سلمہؓ بن اکوع سے بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ ایک سریہ میں روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر نامزد کیا تھا چنانچہ ہم نے بنی فزارہ سے جنگ کی۔ جب ہم ان کے چشمہ کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے' ہم نے وہاں رات بسر کی۔ نماز فجر کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں حملہ کرنے کا حکم دیا جو ہمارے سامنے آیا ہم نے اس کو قتل کر دیا --- سلمہ کا بیان ہے پھر میں نے پہاڑ کی طرف لوگوں کا گروہ دیکھا اس میں بچے اور خواتین بھی تھیں۔ میں ان کے تعاقب میں دوڑ رہا تھا اور مجھے اندیشہ لاحق ہوا کہ وہ پہاڑ پر چڑھ جائیں گے چنانچہ میں نے ایک تیر پھینکا جو پہاڑ اور ان کے درمیان گرا (اور وہ رک گئے) میں ان کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس چشمہ پر لے آیا۔ ان میں ایک فزاری خاتون تھی' پرانا چمڑا پہنے ہوئے تھی' اس کے ساتھ' اس کی بیٹی تھی جو نہایت خوبصورت تھی' حضرت ابوبکرؓ نے وہ خوبصورت لڑکی مجھے بطور انعام دے دی۔ میں نے اس کو چھوا تک نہیں' یہاں تک کہ مدینے میں آگیا۔ رات بسر کی' اور اس کو مس تک نہ کیا۔ صبح رسول اللہ ﷺ مجھے بازار میں ملے اور فرمایا سلمہ! مجھے لونڈی ہبہ کر دے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے وہ بھلی لگی ہے اور میں نے اب تک اس کا کپڑا تک نہیں کھولا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو کر چلے گئے۔ اگلے دن رسول اللہ ﷺ مجھے پھر بازار میں ملے اور پھر وہی فرمایا اور میں نے بھی کل جیسا ہی جواب دیا۔ آپ خاموش ہو کر چلے گئے' یہاں تک کہ اگلے روز مجھے پھر بازار میں ملے اور فرمایا (یاسلمة هب لی المراة لله ابوک) میں نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ میں نے اس کو مس تک نہیں کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مجھ سے لے کر مکہ روانہ کر دیا اہل مکہ کے پاس کچھ مسلمان اسیر تھے آپ نے یہ عورت ان کو بطور فدیہ دے دی۔ اس روایت کو امام مسلم اور بیہقی نے عکرمہ بن عمار سے بیان کیا ہے۔

سریہ حضرت عمرؓ کی' تربتہ کی طرف روانگی جو مکہ سے چار میل ادھر ہے : حافظ بیہقی نے بہ سند خود واقدی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو تیس سواروں پر امیر بنا کر روانہ کیا۔ آپ کے ساتھ بنی ہلال کا ایک دلیل راہ اور راہنما تھا۔ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپے رہتے تھے' جب منزل مقصود (ہوازن) پر پہنچے تو وہ لوگ فرار ہو گئے اور حضرت عمرؓ واپس مدینہ چلے آئے۔ آپ سے کسی نے خثعم قبیلہ کے ساتھ لڑائی کے لئے کہا تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صرف ہوازن سے' ان کے علاقہ میں لڑنے کا حکم دیا تھا۔

سریہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ یسیر بن رزام یہودی کی طرف : حافظ بیہقی' زہری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں تیس سواروں کا ایک دستہ یسیر بن رزام یہودی کی طرف روانہ کیا' ان میں عبداللہ بن انیس بھی شامل تھے۔ یہ لوگ خیبر میں یسیر یہودی کے پاس آئے (رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ غطفان کو جمع کر کے آپ کے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے) اور اس

کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ کو خیبر کا عامل مقرر کریں۔ وہ اس کے ساتھ ایسی طمع آمیز گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ وہ تیس آدمیوں کا ایک قافلہ لے کر ان کے ساتھ روانہ ہو پڑا' ہر مسلمان کے پیچھے ایک یہودی سوار تھا' جب وہ "قرقرہ نیار" جو خیبر سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے' پہنچے تو ہر یہودی کو پشیمانی ہوئی اور یسیر نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ اس کی بدگمانی اور بدنیتی کو بھانپ گئے اور اپنی سواری کو تیز دوڑا کر قافلہ میں گھس گئے اور موقعہ پا کر یسیر کا پاؤں تلوار سے کاٹ دیا اور یسیر نے شوحط درخت کی چھڑی سے عبداللہ بن رواحہ کے چہرے پر کاری زخم لگایا یہ دیکھ کر ہر مسلمان' اپنے یہودی ردیف پر ٹوٹ پڑا صرف ایک یہودی نے دوڑ کر جان بچائی باقی سب قتل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کے زخم پر لعاب دہن لگایا اور مرتے دم تک اسؓ میں نہ پیپ پڑی اور نہ درد ہوا۔

سریہ بشیر بن سعدؓ : واقدی نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک میں بنی مرہ کی طرف حضرت بشیر بن سعد کی قیادت میں تیس سواروں کا ایک قافلہ روانہ کیا وہ ان کے مال مویشی ہانک کر لے آئے پھر بنی مرہ نے بشیر بن سعد انصاری سے جنگ کی اور آپ کے اکثر رفقاء کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور بشیر انصاری نے اس روز صبر کا مظاہرہ کر کے خوب جم کر دفاع کیا۔ پھر وہ فدک میں ایک یہودی کی پناہ میں چلے آئے اس کے پاس رات بسر کی اور مدینہ واپس لوٹ آئے۔

سریہ غالب بن عبداللہ کلبیؓ : رسول اللہ ﷺ نے پھر ان --- بنی مرہ --- کی طرف غالب بن عبداللہؓ کو روانہ کیا ان کے ساتھ' کبار صحابہ کی ایک جماعت تھی ان میں اسامہ بن زید' ابو مسعود بدری اور کعب بن عجرہ بھی تھے' اسامہ بن زید نے مرداس بن نہیک' حلیف بنی مرہ کو قتل کرنے کے لئے تلوار اٹھائی تو اس نے کلمہ توحید --- لا الہ الا اللہ --- پڑھ لیا مگر اس کو حضرت اسامہؓ نے قتل کر دیا اور صحابہؓ نے اس کو طعن و ملامت کی تو وہ سخت نادم اور پشیمان ہوئے۔

اس قصہ کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے بنی سلمہ کے ایک شیخ کی معرفت' اس کی قوم کے بعض افراد سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبیؓ کو بنی مرہ کے علاقہ کی طرف روانہ کیا وہاں مرداس بن نہیک حرقی' حلیف بنی مرہ کو پایا اور اس کو اسامہؓ نے قتل کر دیا۔

کلمہ توحید کی عظمت : ابن اسحاق' حضرت اسامہ بن زید سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور ایک انصاری نے مرداس بن نہیک کو پا لیا۔ جب ہم نے اس کو قتل کرنے کے لئے تلواریں اٹھائیں تو اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ' مگر ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ہم نے یہ قصہ آپ کے گوش گزار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے اسامہ! توحید سے تیرا کون ضامن ہو گا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے یہ صرف قتل سے بچنے کے لئے کہا تھا آپ نے پھر دہرایا **من لک یا اسامہ بلا الہ الا اللہ** بخدا' آپؐ یہ کلمات بار بار دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ میں نے آرزو کی کہ میں قبل ازیں مسلمان نہ ہوا ہوتا اور اب مسلمان ہوتا اور اس کو قتل نہ کیا ہوتا اور میں نے عرض کیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ میں

آئندہ کلمہ گو کو قتل نہ کروں گا۔ آپ نے مزید فرمایا اے اسامہ! میری زندگی کے بعد بھی عرض کیا جی! آپ کی زندگی کے بعد بھی کسی کلمہ گو کو قتل نہ کروں گا۔

امام احمد (ہیثم بن بشیر' حصین' ابو ظبیان) حضرت اسامہ بن زیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جہینہ کے حرقہ قبیلے کی طرف روانہ کیا ہم صبح سویرے ان پر حملہ آور ہوئے۔ ان میں سے ایک آدمی ایسا تھا جب وہ حملہ کرتے تو وہ تابڑ توڑ حملے کرتا اور جب پسپا ہوتے تو وہ ان کی حفاظت و نگہبانی کرتا۔ چنانچہ ایک انصاری اور میں نے اس کو گھیر لیا۔ جب ہم اس کو قتل کرنے لگے تو اس نے کلمہ توحید پڑھ لیا۔ انصاری تو رک گیا مگر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا اے اسامہ! آیا تو نے اس کو کلمہ توحید کہہ لینے کے بعد قتل کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس نے تو صرف قتل سے بچنے کے لئے کہا تھا آپ ان الفاظ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں آج ہی مسلمان ہوتا' اس روایت کو بخاری اور مسلم نے ھیثم سے بیان کیا ہے۔

سریہ کدید : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے یعقوب بن عتبہ نے مسلم بن عبداللہ جھنی کی معرفت جندب بن مکیث جھنی سے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ لیثی کلبی کو بنی ملوح کی طرف کدید روانہ کیا اور ان پر حملہ آور ہونے کا حکم فرمایا اور میں --- ابن مکیث --- بھی سریہ میں شامل تھا ہم چلتے چلتے قدید پہنچے اور حارث بن مالک بن برصاء لیثی سے ہماری ملاقات ہوئی اور ہم نے اس کو گرفتار کر لیا تو اس نے بتایا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لئے آ رہا تھا تو غالب بن عبداللہ لیثی نے کہا اگر تم اسلام قبول کرنے کے لئے آ رہے تھے تو ایک دن رات کی پابندی تمہیں کوئی نقصان دہ نہیں' اگر کچھ اور ارادہ ہوا تو ہم اس کی تحقیق کر دیں گے چنانچہ اس کو باندھ کر ایک سیاہ فام پستہ قد آدمی کو اس پر نگران مقرر کر دیا اور اس کو ہدایت کی۔ ہمارے واپس آنے تک اس کے پاس رہو' اگر وہ نزاع کرے تو اس کا سر قلم کر دینا۔

ہم وہاں سے روانہ ہو کر کدید میں عصر کے بعد پہنچے اور رفقاء نے مجھے اس قبیلہ کی طرف بھیجا۔ میں وہاں قبل از غروب ایک ٹیلے پر جا کر لیٹ گیا جہاں سے مجھے آبادی نظر آ رہی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور مجھے ٹیلے پر لیٹے دیکھ کر اپنی بیوی کو کہنے لگا' میں اس ٹیلے پر دھندلا سا نشان دیکھ رہا ہوں جو پہلے نہ تھا۔ دیکھو' کتا کوئی تمہارا برتن نہ لے گیا ہو' اس نے برتن دیکھ کر کہا واللہ! سب برتن موجود ہیں۔ تو اس نے کہا' مجھے میری کمان اور دو تیر لا کر دو' چنانچہ اس نے یہ تیر لا دیئے تو اس نے پہلا تیر میرے پہلو میں پیوست کر دیا' میں نے اس کو بغیر حرکت کے نکال کر اپنے پاس رکھ لیا پھر اس نے دوسرا تیر میرے کندھے پر مارا میں نے وہ بھی نکال کر رکھ لیا۔

پھر اس نے کہا واللہ! اگر کوئی طلیعہ اور جاسوس ہوتا تو وہ حرکت کرتا' سویرے جا کر ان تیروں کو لے آنا' مبادا کتے چبالیں۔ ہم نے ان کو مہلت دی' وہ اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر اطمینان سے سو گئے اور رات کا کافی حصہ گزر گیا تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا ان کو قتل کر کے ان کے مویشی ہانک لائے تو ان کے فریاد رس' اور معاون قریب سے نمودار ہوئے۔

کرامت : ہم تیزی سے نکل آئے' حارث بن مالک بن برصاء اور اس کے نگران کے پاس آئے ان کو ساتھ لے کر چل پڑے' فریاد رس لوگوں کی اتنی کمک آئی کہ ہم کو مقابلہ کی سکت نہ تھی۔ وہ اتنے قریب آگئے کہ ہمارے اور ان کے درمیان صرف وادی قدید ہی حائل تھی' قادر مطلق نے سیلاب بھیج دیا' قبل ازیں بادل کا نام و نشان نہ تھا اور ایسا عظیم طوفان تھا کہ کوئی اس کو عبور نہ کر سکتا تھا۔

چنانچہ میں نے ان کو اپنے سامنے کھڑے دیکھا کسی کو عبور کرنے کی ہمت نہ تھی اور ہم ان کو ہانک کر جلدی جلدی ایک راستہ میں لے گئے ہم محفوظ ہو گئے اور وہ ہم سے کچھ نہ لے جا سکے۔ اس روایت کو امام ابوداؤد نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے ان کی روایت میں ہے عبداللہ بن غالب' مگر صحیح غالب بن عبداللہ ہے' کما تقدم۔ واقدی نے یہ قصہ ایک اور سند سے بیان کیا ہے اور اس میں ہے کہ اس کے ہمراہ ایک سو تیں صحابہؓ تھے۔

سریہ بشیر بن سعد : حافظ بیہقی نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ بشیر بن سعد کا سریہ خیبر کی جانب روانہ کیا' عرب کے ایک گروہ سے لڑائی ہوئی اور ان سے کافی مال غنیمت حاصل ہوا اور فوجی دستہ کی روانگی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے مشورہ سے عمل میں آئی' بشیرؓ کے ساتھی تین سو صحابہؓ تھے اور ان کا دلیل راہ تھا حسیل بن نویرہ جو خیبر کی طرف رسول اللہ ﷺ کا دلیل راہ اور راہ نما تھا۔

سریہ ابی حدرد' غابہ کی طرف : یونس نے محمد بن اسحاق سے جعفر بن عبداللہ بن اسلم کی معرفت ابوحدرد سے نقل کیا ہے کہ میں نے اپنی قوم میں شادی کی اور دو سو درہم مہر دیا اور اس سلسلہ میں اعانت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کتنا مہر دیا ہے؟ عرض کیا دو سو درہم۔ تو آپ نے فرمایا' ارے' سبحان اللہ' واللہ! اگر تم اس کو کسی وادی سے بہ سہولت بھی پکڑ لیتے تو اس سے زیادہ نہ دیتے واللہ! میرے پاس تمہارے تعاون کے لئے کچھ نہیں --- میں وہاں کئی روز تک ٹھہرا رہا کہ رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ یکے از بنی جیشم بن معاویہ' اپنی قوم کی ایک جمعیت لے کر "غابہ" میں چلا آیا وہ قیس قبیلہ کو جمع کر کے' رسول اللہ ﷺ سے لڑائی لڑنا چاہتا تھا اور وہ جیشم قبیلہ میں ایک نامور اور معزز شخص تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہمراہ دو آدمیوں کو روانہ کر کے فرمایا تم اس آدمی کی طرف جاؤ اور اس کے حالات معلوم کر کے آؤ۔

آپ نے ہمیں ایک لاغر سی سواری دی' اس پر ہم میں سے ایک آدمی سوار ہوا' واللہ وہ اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے ایک سوار کو بھی لے کر نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ کچھ آدمیوں نے اس کو پیچھے سے پٹکا دے کر بمشکل اٹھایا اور آپؐ نے فرمایا اسی ناتواں سواری پر تم پہنچو۔

حکمت عملی : چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور ہم تیر اور تلوار سے مسلح تھے یہاں تک کہ ہم غروب آفتاب کے وقت آبادی کے قریب پہنچے۔ میں ایک جگہ چھپ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا تم آبادی کے دوسری طرف چھپ جاؤ' اور ان کو بتایا کہ جب تم میرا نعرہ تکبیر سنو اور سمجھو کہ میں نے لشکر پر حملہ کر دیا ہے تم بھی نعرہ تکبیر مارتے ہوئے حملہ آور ہو جاؤ۔

واللہ! ہم اسی طرح چھپے ہوئے قوم کی غفلت کے منتظر تھے کہ ان میں سے کسی کو پالیں' اسی حیص بیص میں رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ اتفاق سے ان کا ایک چرواہا رات گئے دیر تک نہ آیا تھا' ان کو اس کے بارے تشویش لاحق ہوئی تو رفاعہ بن قیس تلوار کو حمائل کئے ہوئے باہر آیا اور اس نے کہا میں چرواہے کی تلاش میں جاتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے اس کو کسی آفت نے گھیر لیا ہے۔ یہ سن کر اس کے ساتھیوں نے کہا آپ نہ جائیں' ہم یہ کام انجام دیتے ہیں۔ تو اس نے کہا' نہ' نہ' میں ہی جاتا ہوں پھر انہوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں تو اس نے کہا واللہ میں تنہا جاتا ہوں' میرے پیچھے کوئی نہ آئے وہ باہر نکلا اور چلتا چلتا میرے پاس سے گزرا تو میں نے موقعہ پا کر اس کو تیر مارا جو اس کے دل پر لگا' واللہ! وہ بول نہ سکا اور میں نے آگے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا پھر میں نے نعرہ تکبیر مار کر ان پر حملہ کر دیا اور میرے ساتھیوں نے بھی نعرہ مار کر حملہ کر دیا۔

واللہ! وہاں بھگدڑ مچ گئی وہ اپنے اہل و عیال اور ہلکے پھلکے سامان کو اٹھانے کیلئے ایک دوسرے کو تیار کر رہے تھے اور ہم اونٹوں اور بکریوں کی کافی مقدار ہانک کر لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور میں اس کا سر بھی اپنے ساتھ لیتا آیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مہر کے سلسلہ میں عطا فرمائے اور میں مہر ادا کر کے اپنی اہلیہ کو گھر لے آیا۔

ابن اسحاق' یزید بن عبداللہ بن قسیط سے' ابن عبداللہ بن ابی حدرد کی معرفت ابن ابی حدرد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چند مسلمانوں کے ہمراہ اضم وادی کی طرف روانہ کیا ان میں ابو قتادہ حارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس بھی شامل تھے۔ چنانچہ ہم بطن اضم میں تھے کہ ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی' اپنے اونٹ پر سوار گزرا اس کے پاس معمولی سا سامان اور دودھ کا برتن تھا اس نے ہمیں السلام علیکم کہا' ہم نے اس کو کچھ نہ کہا اور محلم بن جثامہ نے پرانی رنجش کی وجہ سے اس کو حملہ کر کے قتل کر دیا اس کے اونٹ اور سامان پر قبضہ کر لیا۔ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کو سارا ماجرا کہہ سنایا تو ہمارے بارے آیت (۴/۹۴) نازل ہوئی کہ ایمان والو! جب سفر کرو' اللہ کی راہ میں' تو تحقیق کر لیا کرو' اور مت کہو اس شخص کو جو تم سے السلام علیکم کرے کہ تو مسلمان نہیں تم چاہتے ہو اسباب دنیا کی زندگی کا' سو اللہ کے ہاتھ بہت غنیمت ہیں۔ تم بھی تو ایسے ہی تھے اس سے پہلے' پھر اللہ نے تم پر فضل کیا۔

امام احمد نے اس روایت کو اسی طرح (یعقوب از ابیہ از ابن اسحاق از یزید بن عبداللہ بن قسیط از قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدرد از ابیہ) بیان کیا ہے۔

خون کا مطالبہ اور محلم کا واقعہ : ابن اسحاق (محمد بن جعفر' زیاد بن ضمیرہ بن سعد ضمری' عروہ بن زبیر) ابیہ وجدہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ دونوں غزوہ حنین میں شامل تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر کے بعد ایک درخت کے سایہ میں تشریف فرما تھے کہ عیینہ بن بدر' رئیس عامر نے' عامر بن اضبط اشجعی کے خون کا مطالبہ کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا ایسا ممکن ہے کہ پچاس اونٹ تم اب لے لو اور باقی پچاس مدینہ میں جا کر دے

دیں گے تو یہ سن کر عیینہ بن بدر نے کہا واللہ! (میں دیت قبول نہ کروں گا) اس کے قتل سے باز نہ آؤں گا' اس کی عورتوں کو غم و غصہ میں مبتلا کروں گا جیسا کہ انہوں نے ہماری عورتوں کو رنج و الم میں مبتلا کیا ہے۔

تو ابن مکیتل لیثی کوتاہ قامت نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اب اس مقتول کی مثال بکریوں کے ریوڑ کی ہے جو گھاٹ پر آئیں ایک کو مار دیا گیا باقی بھاگ کھڑی ہوئیں آج اس کا قصاص دیجئے کل جو چاہیں فیصلہ کر لیجئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہاری خواہش ہے کہ آدھی دیت اب لے لو' باقی مدینہ میں ادا کر دیں گے۔ آپ ان کو مسلسل کہتے رہے یہاں تک کہ وہ دیت لینے پر راضی ہو گئے۔

پھر محلم بن جثامہ کی قوم نے کہا کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کرو' رسول اللہ ﷺ اس کے لئے معافی اور بخشش مانگیں چنانچہ ایک دراز قامت دبلا پتلا آدمی' حلہ پہنے ہوئے آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا جو قتل ہونے کے لئے تیار تھا تو آپ نے سہ بار فرمایا اللہ! تو محلم کو نہ بخش' وہ یہ سن کر چلا آیا اور وہ اپنے آنسو اپنے دامن سے صاف کر رہا تھا اور ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس کی قوم نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے مغفرت کی دعا کی تھی۔

اس روایت کو امام ابوداؤد نے اسی طرح حماد بن سلمہ از ابن اسحاق بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے (ابوبکر ابن ابی شیبہ از ابو خالد احمر از ابن اسحاق از محمد بن جعفر از زید بن ضمیرہ از ابیہ و عمہ) بیان کیا ہے مگر درست وہی سند ہے جس کو ابن اسحاق نے محمد بن جعفر سے زیاد بن سعد بن ضمیرہ کی معرفت ابیہ و جدہ سے نقل کیا ہے اور اسی طرح امام ابوداؤد نے اس روایت کو (ابن وھب' عبدالرحمان بن ابی الزناد اور عبدالرحمان بن حارث' محمد بن جعفر' زیاد بن سعد بن ضمیرہ' ابیہ و جدہ) بیان کیا ہے' کما تقدم۔

اقرع بن حابس کی مصالحت کی کوشش : ابن اسحاق نے سالم ابوالنضر سے بیان کیا ہے کہ عیینہ بن بدر وغیرہ نے دیت نہ قبول کی تو اقرع بن حابس نے ان کو علیحدہ کر کے کہا اے معشر قیس! رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی خاطر تم سے مقتول کی دیت قبول کرنے کی خاطر فرمایا اور تم نے آپ کا فرمان قبول نہ کیا۔ کیا اندیشہ نہیں کہ تم پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہو جائیں گے اور تم پر لعنت کریں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے غصہ کی وجہ سے تم سے غصہ ہو جائے گا اور ان کی لعنت کی وجہ سے تم پر لعنت بھیجے گا؟ تم رسول اللہ ﷺ کی بات تسلیم کر لو ورنہ بنی تمیم کے پچاس گواہ پیش کروں گا کہ مقتول کافر تھا اس نے کبھی نماز نہ پڑھی تھی' اور اس کے قتل کا مطالبہ نہ ہو گا۔ اقرع بن حابس نے جب یہ بات ان کو سمجھائی تو انہوں نے دیت قبول کر لی' یہ روایت منقطع اور معضل ہے۔

محلم کو زمین نے قبول نہ کیا : ابن اسحاق نے ایک ثقہ راوی کی معرفت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے محلم بیٹھا تو آپ نے اس کو فرمایا پہلے تو نے اس کو امان دی پھر اس کو قتل کر دیا' بعد ازاں آپ نے اس کو بددعا دی۔

حسن کا بیان ہے کہ وہ ساتویں دن مر گیا اسے دفن کیا تو قبر نے اسے اگل دیا' پھر دفن کیا تو پھر قبر نے اسے باہر پھینک دیا پھر قبر میں اتارا تو پھر قبر نے پٹخ دیا' پھر زمین پر پتھروں میں اسے چھپا دیا گیا۔ رسول اللہ

ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ زمین تو اس سے بدتر کو بھی اپنے اندر سما لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں حرام کے ارتکاب سے نصیحت فرمائی ہے۔

عامر بن اضبط : ابن جریر (وکیع' جریر' ابن اسحاق' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کارواں میں محلم بن جثامہ کو روانہ کیا ان سے عامر بن اضبط کی ملاقات ہوئی اس نے سلام عرض کیا' ان کی آپس میں جاہلی دور سے عداوت چلی آ رہی تھی' چنانچہ محلم نے اس کو تیر مار کر قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو عیینہ بن بدر اور اقرع بن حابس نے اس کے بارے گفتگو کی' تو اقرع نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آج اس کے قصاص کا فیصلہ فرما دیجئے کل کو تبدیل فرما دیجئے۔ تو عیینہ بن بدر نے کہا' واللہ! ایسا نہ ہو گا جو صدمہ ہماری عورتوں نے برداشت کیا ہے' وہی المیہ ان کی عورتیں بھی جھیلیں گی۔ پھر محلم دو چادروں میں ملبوس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا کہ آپؐ اس کے لئے دعا مغفرت کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اس کو معاف نہ کرے' تو یہ سن کر وہ اپنے آنسو پوچھتا ہوا چلا آیا۔ اور ساتویں روز فوت ہو گیا اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو اگل دیا' یہ ماجرا رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا زمین تو اس سے بھی بدتر کو سما لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عبرت کا سامان مہیا کیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کو پہاڑ پر ڈال کر پتھروں سے ڈھانپ دیا اور آیت (۴/۹۴) نازل ہوئی۔

اس واقعہ کو موسیٰ بن عقبہ اور شعیب نے (زہری از عبداللہ بن وھب از قبیصہ بن ذویب) نقل کیا ہے مگر اس میں محلم بن جثامہ اور عامر بن اضبط کا نام مذکور نہیں اور حافظ بیہقی نے حسن بصری سے اسی طرح کا حادثہ کا حصہ بیان کیا ہے۔ ہم --- ابن کثیر --- نے سورہ نساء (۴/۹۴) میں اس کو بقدر کفایت نقل کیا ہے' وللہ الحمد والمنہ۔

سریہ عبداللہ بن حذافہ سہمی اور اطاعت امیر کا انوکھا واقعہ : مسلم اور بخاری میں (اعمش' سعد بن عبیدہ' ابوعبدالرحمان حبلی) حضرت علیؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو کاروان کا امیر نامزد کیا اور ان کو روانگی کے وقت بتایا کہ وہ امیر کاروان کی بات سنیں اور اس کی اطاعت بجا لائیں' کسی معاملہ میں وہ ان سے ناراض ہو گئے تو امیر نے ان کو ایندھن جمع کرنے کا حکم دیا ایندھن اکٹھا کر دیا گیا تو اس نے آگ جلانے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے آگ جلا دی تو امیر نے ان کو کہا' کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں میری بات سننے اور اطاعت کا حکم نہیں فرمایا۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں! پھر اس نے کہا تم اس میں کود جاؤ۔ یہ حکم سن کر وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور انہوں نے کہا آگ سے بچنے کے لئے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے زیر سایہ آئے۔ یہ سن کر اس کا غصہ فرو ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس میں کود جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ نکلتے' اطاعت امیر تو صرف نیکی اور معروف امور میں ہے۔ اور یہ واقعہ صحیحین میں یعلی بن مسلم نے سعید بن جبیر کی معرفت حضرت ابن عباسؓ سے بھی نقل کیا ہے۔ ہم نے تفسیر میں اس پر ... لکھا ہے ... والحمد للہ

عمرۂ قضا : عمرۂ قضا' اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ عمرہ' عمرہ حدیبیہ کے قضاء کے طور پر تھا' عمرہ قصاص' بقول سہیلی' یہ نام راجح ہے اور والحرمات قصاص (۲/۱۹۴) سے ماخوذ ہے کہ ذی قعد ۶ھ میں مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا' آپ نے بطور بدلہ اور قصاص یہ عمرہ ذی قعد ۷ھ میں ادا کیا۔ عمرہ قضیہ' مقاضاۃ سے ماخوذ ہے اور اس ناطے سے کہ صلح حدیبیہ میں طے کردہ اصولوں کے مطابق ادا کیا گیا کہ آپ امسال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال آئیں اور تلواریں نیام میں ڈال کر آئیں اور تین روز سے زیادہ قیام نہ رہے' سورہ فتح (۴۸/۲۷) کی آیت میں یہی عمرہ مذکور ہے۔

اور یہی عمرہ موعود' رسول اللہ ﷺ کے فرمان میں مذکور ہے جو آپ نے حضرت عمرؓ کے اس قول (کہ کیا آپؐ نے ہمیں فرمایا نہ تھا کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں گے اور اس کا طواف کریں گے) کے جواب میں فرمایا تھا' کیوں نہیں' کیا میں نے بتایا تھا کہ اسی سال آؤ گے' عرض کیا جی نہیں تو آپؐ نے فرمایا تم اس میں داخل ہو گے اور اس کا طواف کرو گے۔

اور اسی عمرہ کی طرف عبداللہ بن رواحہ شہید موتہ کے شعر میں اشارہ ہے جو انہوںؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے عمرہ قضاء کے روز مکہ میں داخل ہوتے وقت پڑھا تھا۔

خلوا بني الكفار عن سبيله اليوم نضربكم على تأويله

كما ضربنا كم على تنزيله

(اے اولاد کفار! تم ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ آج ہم تمہیں ان کے خواب کی تعبیر کے مطابق ماریں گے جو آپ نے دیکھا (اور اس کی تعبیر روز روشن کی طرح آپ کے سامنے آگئی۔ جیسا کہ ہم نے تمہیں اس کے اترنے کے وقت مارا تھا)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر سے مدینہ واپس آئے اور وہاں ماہ محرم سے لے کر آٹھ ماہ' ماہ شوال تک قیام فرمایا اور اس اثنا میں ادھر' ادھر سرایا اور فوجی دستے روانہ فرماتے رہے پھر آپ گذشتہ سال کے عمرہ' کی ادائیگی کے لئے ذی قعد ۷ھ میں روانہ ہوئے' جس کی ادائیگی سے آپ کو مشرکین مکہ نے روکا تھا' بقول ابن ہشام' آپ نے مدینہ پر عوف بن اضبط دئلی کو امیر مقرر کیا۔

عمرۂ قصاص : اس عمرہ کو عمرۂ قصاص کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کہ ذی قعد ۶ھ میں مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا' آپ نے بطور قصاص اور بدلہ یہ عمرہ ذی قعد ۷ھ میں ادا کیا اور بقول ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ نے اس بارے والحرمات قصاص (۲/۱۹۴) نازل فرمایا۔ معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے ''مغازی'' میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے واپسی کے بعد' مدینہ میں قیام فرمایا اور سرایا کو روانہ فرمایا' جب ذی قعد ۷ھ کا چاند نظر آیا تو اعلان فرمایا' عمرے کے لئے تیار ہو جاؤ' چنانچہ آپ تیاری کے بعد مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ ﷺ کی آمد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ' وہ مسلمان روانہ ہوئے جن کو ۶ھ میں عمرہ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ جب مشرکین کو آپکی آمد کی اطلاع پہنچی تو وہ مکہ سے باہر نکل گئے

اور آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ محمد ﷺ ضعف و ناتوانی اور مصیبت میں مبتلا ہیں۔

رمل : ابن اسحاق نے ایک معتبر راوی کے ذریعہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین دارالندوہ کے قریب جمع ہو گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو دیکھیں۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے چادر کو اپنے دائیں بازو کے نیچے کر لیا اور کندھے کو ننگا کر کے فرمایا اللہ اس مرد پر رحمت کرے جو آج مشرکین کے سامنے' اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرے۔ پھر آپؐ حجر اسود کو بوسہ دے کر تیز چلے اور صحابہؓ بھی آپکے ہمراہ خوب تیز رفتار سے دوڑ کر چل رہے تھے جب بیت اللہ مشرکین کے درمیان حائل ہو جاتا تو آپ رکن یمانی کو بوسہ دے کر حجر اسود تک آہستہ چلتے پھر وہاں سے تیز رفتار سے دوڑ کر چلتے' آپ نے اسی کیفیت سے تین چکر لگائے اور باقی چار چکروں میں عام رفتار سے چلتے رہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ رمل اور پہلوانی چال' واجب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محض یہ مشرکوں کے مذکور بالا مقولہ کی وجہ سے کیا تھا پھر آپ نے حجۃ الوداع میں بھی رمل کو اختیار کیا تو یہ طریقہ سنت بن گیا۔

امام بخاری (سلیمان بن حرب' حماد بن زید' ایوب' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کی آمد کی خبر سن کر مشرکین نے کہا کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کو یثرب کے بخار نے ناتواں اور کمزور کر دیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ پہلے تین چکروں میں رمل کریں' رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلیں۔ آپ نے ان کو سارے چکروں میں رمل کرنے سے محض محبت و شفقت کی وجہ سے منع فرمایا۔ اس روایت میں حماد بن سلمہ نے ایوب سے سعید کی معرفت حضرت ابن عباس سے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ جب آپ مکہ میں' اس سال تشریف لائے جس کا آپ نے مشرکین سے معاہدہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا رمل کرو' کہ مشرک مسلمانوں کی قوت و طاقت دیکھ لیں' اس وقت مشرک لوگ کوہ قعیقعان کی طرف کھڑے تھے۔

اس روایت کو امام مسلم نے ابو الربیع زہرانی کی معرفت حماد بن زید سے نقل کیا ہے اور حافظ بیہقی نے اس کو حماد بن سلمہ کی سند سے بیان کیا ہے۔ امام بخاری (علی بن عبداللہ' سفیان' اسماعیل بن ابی خالد) ابن ابی اوفی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم نے آپؐ کو مشرکین اور ان کے لونڈوں سے چھپا رکھا تھا مبادا وہ آپ کو اذیت پہنچائیں گے۔

ابن رواحہ کے اشعار : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابوبکر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی سواری کی مہار تھامے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

خلوا بني الكفار عن سبيله   خلوا فكل الخير في رسوله
يارب إني مؤمن بقيله   أعرف حق الله في قبوله
نحن قتلناكم على تأويله   كما قتلناكم على تنزيله

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ویذھل الخلیل عن خلیلہ

(اے کفار کی اولاد' تم ان کے رستہ سے ہٹ جاؤ ان کا رستہ چھوڑ دو' ہمہ قسم کی بھلائی رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ہے۔ اے پروردگار! میں ان کے فرمان پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کے فرمان قبول کرنے میں' میں اللہ کا حق جانتا ہوں۔ ہم نے تم کو ان کے خواب کی تعبیر پر قتل کیا جیسا کہ ہم نے تمہیں اس کے نزول پر قتل کیا۔ ہم ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو اپنے مقام سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی)

تعاقب : بقول ابن ہشام' یہ آخری دو اشعار' حضرت عمار بن یاسر نے جنگ صفین میں کہے تھے' اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ کے مخاطب مشرک ہیں اور مشرک لوگوں نے تنزیل کا اعتراف نہیں کیا' تاویل پر اس سے لڑائی ہوتی ہے جو تنزیل کا معترف ہو۔ ابن ہشام کا یہ قول محل نظر ہے کیونکہ حافظ بیہقی نے متعدد اسناد سے (عبدالرزاق از معمر از زہری از انس) بیان کیا ہے کہ عمرہ قضاء میں نبی علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے ہوئے چل رہے تھے (اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ قد نزل الرحمن فی تنزیلہ
بأن خیر القتل فی سبیلہ نحن قتلناکم علی تأویلہ

(اے کافروں کی اولاد! تم ان کا راستہ چھوڑ دو' اللہ نے اپنی کلام میں نازل فرمایا ہے۔ کہ بہترین قتل وہ ہے جو اللہ کی راہ میں ہو۔ ہم نے اس کی تاویل کے مطابق تم کو قتل کیا ہے)

اضافہ : اسی سند سے ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے۔

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ الیوم نضربکم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ویذھل الخلیل عن خلیلہ
یا رب إنی مؤمن بقیلہ

سواری پر طواف کیا : یونس بن بکیر نے بذریعہ ہشام بن سعد' زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے سال مکہ میں داخل ہوئے اور اپنی سواری پر بیت اللہ کا طواف کیا (بقول ابن ہشام' بغیر کسی مرض کے) اور چھڑی سے حجر اسود کو بوسہ دیا' مسلمان آپ کے گرد و پیش دوڑ رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

بسم الذی لا دین إلا دینہ بسم الذی محمد رسولہ
خلوا بنی الکفار عن سبیلہ

(اس ذات کے نام نامی سے' جس کا دین تمام ادیان سے معتبر ہے' اس ذات کے نام سے جس کا رسول محمد ہے۔ اے کافروں کی اولاد! تم ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ)

یاجج میں اسلحہ : موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ! ذی قعدہ ۷ھ میں روانہ ہوئے اور "بطن یاجج" میں پہنچ کر تمام تر اسلحہ جنگ وہیں چھوڑ دیا اور صرف نیام میں تلواریں لئے مکہ

میں داخل ہوئے۔ حضرت جعفر طیار کو حضرت میمونہ بنت حارث عامریہ کی طرف نکاح کا پیغام دے کر مکہ میں داخل ہونے سے قبل روانہ کیا تو انہوں نے اپنا معاملہ حضرت عباسؓ کے سپرد کر دیا کہ ان کی ہمشیرہ ام فضل بنت حارث، حضرت عباسؓ کی بیوی تھیں چنانچہ حضرت عباسؓ نے ان کو رسول اللہ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا۔

رسول اللہ ﷺ مکہ میں وارد ہوئے تو صحابہؓ کو فرمایا، کندھوں سے کپڑا کھول لو اور طواف میں خوب دوڑو کہ مشرک لوگ، آپ کی طاقت و توانائی دیکھ لیں اور رسول اللہ ﷺ ہر ممکن تدبیر سے، ان پر اپنی برتری کا اظہار فرماتے تھے، مکہ کے اکثر مرد و زن اور بچے آپؐ کو اور صحابہؓ کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ آپ کے آگے تلوار حمائل کئے ہوئے یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

خلوا بني الكفار عن سبيله أنا الشهيد أنه رسوله
قد أنزل الرحمن في تنزيله في صحف تتلى على رسوله
فاليوم نضربكم على تأويله كما ضربناكم على تنزيله
ضربا يزيل الهام عن مقيله ويذهل الخليل عن خليله

(اے کفار کی اولاد! تم ان کا راستہ چھوڑ دو میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ نے اپنی کلام اتاری ہے جو صحیفوں میں اس کے رسول پر پڑھی جاتی ہے۔ آج ہم تمہیں اس کی تاویل پر ماریں گے جیسا کہ ہم نے اس کو تنزیل پر تمہیں مارا ہے۔ ایسا ماریں گے جو سر کو اس کے مقام سے جدا کر دے اور دوست کو دوست سے غافل کر دے)

مشرکین مکہ کے اعیان و اشراف، اپنے بغض و عناد اور رنج و حسد کی وجہ سے آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لاتے ہوئے مکہ سے باہر خندمہ میں چلے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سہ روز تک قیام فرمایا اور چوتھے روز صبح سویرے سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ مجلس انصار میں حضرت سعد بن عبادہؓ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ حویطب بن عبدالعزیٰ نے بلند آواز سے چلا کر کہا، ہم آپ کو اللہ اور عہد و پیمان کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ آپ ہمارے شہر سے نکل جائیں تین روز گزر چکے ہیں۔

دعوت ولیمہ : یہ سن کر حضرت سعدؓ بن عبادہ نے کہا، تیری ماں نہ رہے، تو نے غلط کہا ہے۔ یہ شہر تیرا اور تیرے باپ دادا کا نہیں ہے واللہ! آپؐ شہر سے نہ نکلیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور حویطب کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے آپ کے ہاں ایک خاتون سے نکاح کیا ہے، ہم کچھ دیر قیام کریں اور دعوت ولیمہ کا اہتمام کریں اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمائیں تو کیا حرج ہے۔ یہ سن کر انہوں نے کہا ہم آپ کو اللہ اور معاہدہ صلح کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ تشریف لے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع کو کوچ کرنے کا حکم دیا تو اس نے روانگی کا اعلان کر دیا، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان روانہ ہو کر "سرف" میں فروکش ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع کو مکہ میں چھوڑ دیا کہ وہ میمونہؓ کو ساتھ لے آئے، حضرت میمونہؓ ام المومنین اور ابو رافع نے بے وقوف مشرکوں اور ان کے بچوں کے ہاتھوں

سخت اذیت اور مصیبت برداشت کی۔

عجائبات زمانہ : حضرت میمونہؓ سرف میں پہنچ گئیں اور آپ وہاں رات بسر کرنے کے بعد، صبح اندھیرے میں ہی عازم مدینہ ہو گئے اور عجائبات قدرت میں سے ہے کہ حضرت میمونہؓ کو موت بھی سرف میں آئی، جہاں رسول اللہ ﷺ نے آپ کے پاس رات بسر کی تھی۔

پھر موسیٰ بن عتبہ نے بنت حمزہ کا قصہ بیان کر کے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا **الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص** (۲/۱۹۴) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ذی قعد ۷ھ میں وہ عمرہ ادا کیا جس سے آپ کو ماہ ذی قعد ۶ھ میں روک دیا گیا تھا۔ ابن لھیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ بن زبیر سے اسی قسم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ اس واقعہ کے متعدد احادیث میں شواہد موجود ہیں۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہ غرض عمرہ روانہ ہوئے تو مشرکین مکہ، آپ کے بیت اللہ میں داخلہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ تو آپ نے حدیبیہ میں قربانی ذبح کرنے کے بعد سر منڈا لیا اور کفار سے معاہدہ کر لیا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور اپنے ساتھ صرف تلوار لا سکیں گے اور عمرہ کے دوران قیام قریش کی مرضی کے مطابق ہو گا چنانچہ آپ نے حسب معاہدہ آئندہ سال عمرہ کیا۔ تین روز کے بعد، انہوں نے آپ کو مکہ سے چلے جانے کا کہا تو آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ واقدی نے عبداللہ بن نافع سے نافع کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا یہ تو صرف مسلمانوں کے لئے ایک شرط تھی کہ وہ آئندہ سال اسی ماہ میں عمرہ کر لیں۔

محصور عمرے والا قربانی ساتھ لے جائے : امام ابوداؤد (نفیلی، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، عمرو بن میمون، ابو حاضر عثمان بن حاضر حمیری) میمون بن مھران سے بیان کرتے ہیں کہ جس سال اہل شام نے مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر ۷۲ھ کا محاصرہ کیا تو میں عمرے کی نیت سے روانہ ہوا اور میرے ہمراہ چند لوگوں کی "ھدی" بھی تھیں جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو اہل شام نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے منع کر دیا چنانچہ میں نے اسی جگہ ھدی کے جانور ذبح کر دیئے اور احرام کھول کر واپس چلا آیا پھر میں آئندہ سال عمرے کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوا اور حضرت ابن عباسؓ سے ھدی کے بارے دریافت کیا تو آپؓ نے بتایا کہ اور ھدی ساتھ لے جاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو نئی ھدی لے جانے کے لئے فرمایا تھا ان کے بجائے جو انہوں نے حدیبیہ میں ذبح کی تھیں۔ (تفرد بہ ابوداؤد)

حضرت ابن عباس کا فتویٰ اور گائے : حافظ بیہقی (حاکم، اصم، احمد بن عبدالجبار، یونس بن بکیر، ابن اسحاق) عمرو بن میمون سے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد بکثرت پوچھا کرتے تھے کیا رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں جو "ھدی" ذبح کی تھیں ان کی بجائے آئندہ سال اور ھدی ساتھ لے گئے تھے؟ مگر آپ شافی جواب نہ پاتے تھے حتیٰ کہ میں نے سنا وہ ابوحاضر حمیری سے اس کے بارے پوچھ رہے تھے چنانچہ ابوحاضر حمیری نے کہا آپ ایک باخبر عالم کے پاس آئے ہیں اور اس نے بتایا کہ میں ابن زبیر کے پہلی بار محصور ہونے کے عرصہ میں ۷۲ھ حج کے لئے گیا اور ھدی ساتھ لے گیا انہوں نے مجھے حرم میں داخل نہ ہونے دیا تو میں نے ھدی

کو ذبح کیا اور یمن واپس چلا آیا اور دل میں کہا کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ موجود ہے' چنانچہ آئندہ سال میں حج کے لئے گیا اور حضرت ابن عباس سے دریافت کیا' آیا میں نے جو محصور ہونے کے وقت ھدی ذبح کی تھی اس کے بدلے اب ذبح کروں یا نہ؟ آپ نے فرمایا' ہاں' ذبح کرو' کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے جو حدیبیہ میں قربانیاں اور ھدی ذبح کی تھیں ان کے بجائے عمرہ قضا میں بھی ھدی ذبح کی تھیں چنانچہ اونٹ ناپید ہو گئے تو آپ نے گائے ذبح کرنے کی رخصت فرمائی۔

ھدی کے جانوروں کا نگران : واقدی نے غانم بن ابن غانم سے بذریعہ عبداللہ بن دینار' حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ھدی کے جانوروں پر ناجیہ بن جندب اسلمی کو نگران مقرر کیا۔ وہ آپ کے آگے آگے ان جانوروں کو چرایا کرتے تھے' ان کے ہمراہ چار اسلمی نوجوان بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ قضا میں ساٹھ اونٹ ھدی اور قربانی کیلئے تھے۔ محمد بن نعیم مجمر نے اپنے والد کی معرفت حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ میں بھی اونٹوں کی نگرانی کرنے والوں کے ہمراہ تھا۔

سفر کی کچھ روئیداد : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روانہ ہوتے وقت لبیک کہا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہا' محمد بن مسلمہ گھوڑوں کے دستہ کو لے کر مرالظہران پہنچ گئے اور وہاں قریش کے چند لوگوں کو پایا تو انہوں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کل ان شاء اللہ رسول اللہ ﷺ اس منزل میں ہوں گے۔ انہوں نے بشر بن سعدؓ کے ہمراہ وافر اسلحہ دیکھا تو فوراً قریش کے پاس آئے اور ان کو اسلحہ کے بارے بتایا تو قریش کو تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے کہا ہم نے معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔ ہم اپنے صلح نامہ پر قائم ہیں تو پھر محمد ﷺ ہم سے کیوں کر جنگ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں تشریف لائے اور اسلحہ کو بطن یاجج میں بھیج دیا جہاں سے حدود حرم نظر آتی ہیں۔

قریش نے مکرز بن حفص بن احنف کو چند لوگوں کے ہمراہ آپؐ کی خدمت میں روانہ کیا ان کی آپؐ سے بطن یاجج میں ملاقات ہو گئی' رسول اللہ ﷺ' صحابہؓ کے ہمراہ وہاں مقیم تھے' ھدی کے جانور اور اسلحہ بھی وہاں پہنچ چکا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر مکرز نے عرض کیا اے محمد ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ کسی خورد و کلاں نے عہد شکنی نہیں کی' آپ یہ اسلحہ لے کر حرم میں داخل ہوں گے؟ حالانکہ آپؐ نے ان سے شرط کی تھی کہ آپ صرف مسافر کا اسلحہ یعنی نیام میں تلوار لے کر آئیں گے' تو نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اسلحہ لے کر حرم میں نہ داخل ہوں گا۔ یہ سن کر مکرز بن حفص نے آپ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا' یہی وہ بات ہے جس سے نیکی اور عہد کی پاسداری واضح ہوتی ہے۔ پھر اس نے فوراً مکہ پہنچ کر' قریش کو صورت حال سے آگاہ کیا' قریش یہ سن کر' مکہ سے نکل کر' پہاڑوں میں چلے گئے اور مکہ خالی کر دیا اور انہوں نے کہا ہم محمدؐ اور اس کے صحابہ کو نہ دیکھیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ھدی کے جانور اپنے آگے ذی طویٰ میں پہنچانے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری قصواء پر سوار تھے اور مسلمان تلواریں حمائل کئے ہوئے آپ کے گرد ہالہ بنائے ہوئے لبیک پکار رہے تھے جب آپ ''ذی طویٰ'' میں پہنچے تو اپنی سواری قصواء کو روک لیا اور ابن رواحہ آپ کی سواری کی مہار تھامے یہ رجز پڑھ رہے تھے **خلوبنی الکفار عن سبیله**' اے

کافروں کی اولاد' تم ان کے راستہ سے دور ہٹ جاؤ' الخ

رمل : بخاری' مسلم میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح چار ذی قعدہ ۷ھ میں مکہ تشریف لائے اور مشرکوں نے کہا ہمارے پاس ایک ایسی جماعت آرہی ہے' جس کو یثرب کے بخار نے کمزور و ناتواں کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو پہلے تین چکروں میں رمل کرنے کا حکم دیا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان عام رفتار سے چلنے کا حکم دیا اور سارے چکروں میں دوڑنے کا حکم محض ان سے محبت و شفقت کی بنا پر نہیں دیا۔

معجزہ : امام احمد (محمد بن صباح' اسماعیل بن زکریا' عبداللہ بن عثمان' ابوالطفیل) حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ' عمرہ قضا کے سفر میں' مرالظہران پہنچے تو معلوم ہوا کہ قریش کہہ رہے ہیں یہ لوگ تو ضعف و ناتوانی سے اٹھ نہیں سکتے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے کہا' اگر ہم اپنی سواریاں ذبح کر لیں گوشت اور شوربا کھالیں تو کل صبح جب ہم ان لوگوں کے پاس پہنچیں گے تو خوب توانا ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایسا نہ کرو' بلکہ تم اپنا زاد سفر' میرے پاس جمع کرو چنانچہ انہوں نے یہ جمع کر کے دستر خوان بچھا دیا۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا' کھانا بچ گیا اور ہر ایک نے اپنی ضرورت کے مطابق وہاں سے اٹھا لیا۔ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے' قریش حطیم کی جانب بیٹھے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اضطباع کیا اور فرمایا قریش تم میں کوئی کمزوری نہ محسوس کریں' پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور رکن یمانی تک رمل کیا' رکن یمانی سے حجر اسود تک عام رفتار سے چلے یہ دیکھ کر قریش نے کہا' یہ لوگ تو چلنے اور معمول کی رفتار پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہرنوں کی طرح دوڑ رہے ہیں۔ یہ رمل تین چکروں میں کیا اور سنت قرار پا گیا۔

ابو طفیل کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس نے بتایا' رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل حجۃ الوداع میں کیا۔

رمل اور حضرت ابن عباس : امام ابوداؤد (ابوسلمہ موسیٰ' حماد بن سلمہ' ابو عاصم غنوی) ابوالطفیل سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طواف میں رمل کیا تھا اور یہ سنت ہے تو آپ نے فرمایا وہ درست بھی کہتے ہیں اور غلط بھی۔ میں نے پوچھا درست اور غلط بیانی کیا ہے؟ تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا درست یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا اور اس کو سنت قرار دینا غلط ہے۔ حدیبیہ کے زمانہ میں قریش نے کہا محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دو' یہیں پڑا رہنے دو' یہاں تک کہ وہ دفعتہً یکبارگی سب مر جائیں گے۔ چنانچہ جب انہوں نے آئندہ سال عمرہ کرنے پر مصالحت کی اور مکہ میں سہ روزہ قیام پر صلح قرار پائی' رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے تو قریش کوہ قعیقعان میں بیٹھے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا تم تین چکروں میں رمل کرو اور فرمایا یہ سنت ہیں۔

اس روایت کو امام مسلم نے سعید جریری' عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی حسین اور عبدالملک بن سعید بن الجبر سے ابو طفیل عامر بن واثلہ کی معرفت حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔

رمل میں اختلاف : طواف میں رمل کرنا' جمہور کا مذہب ہے' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ قضا اور عمرہ جعرانہ میں رمل کیا ہے' جیسا کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عثمان بن خیثم سے ابو طفیل کی معرفت حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے نیز حدیث جابرؓ میں (جو مسلم وغیرہ میں مذکور ہے) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع کے طواف میں رمل کیا۔ بنابریں حضرت عمرؓ نے کہا اب رمل کی کیا ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب اور فاتح قوت بنا دیا ہے بایں ہمہ جو فعل رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا وہ ہم کرتے رہیں گے' اس میں سے کچھ نہ چھوڑیں گے۔

ابن عباس کا مشہور مسلک یہ ہے کہ وہ رمل کو سنت نہیں سمجھتے جیسا کہ مسلم بخاری میں (سفیان بن عیینہ از عمرو بن دینار از عطا از ابن عباس) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی کہ مشرکوں کے سامنے اپنی قوت و برتری کا مظاہرہ کریں۔

اذان سے نفرت : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضا کی ادائیگی کے بعد بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے اور آپ اس کے اندر ہی تھے کہ حضرت بلالؓ نے آپ کے حکم سے بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر ظہر کی اذان کہی تو عکرمہ بن ابی جہل نے کہا' اللہ تعالیٰ نے ابوالحکم یعنی ابوجہل کو شرف بخشا کہ اس نے اس غلام کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا اور صفوان بن امیہ نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے والد کو اس (اذان) کے سننے سے قبل ہی موت سے ہمکنار کر دیا۔ اور خالد بن اسید نے کہا اس خدا کے لئے سب حمدوستائش ہے جس نے میرے والد کو بقید حیات نہ رکھا اور اس روز بد کے دیکھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر بلال کے رینگنے کی آواز سنتا۔ سہیل بن عمرو اور دیگر اشخاص نے اذان کی آواز سن کر اپنے چہرے ڈھانپ لئے۔ بقول حافظ بیہقی' اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اکثر لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں حافظ بیہقی نے یہ مذکور بالا واقعہ واقدی سے نقل کیا ہے مگر مشہور یہ ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے وقت ظہور پذیر ہوا' واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کا حضرت میمونہ سے شادی کا قصہ : ابن اسحاق نے ابان بن صالح اور عبداللہ بن ابی نجیح سے عطاء اور مجاہد کی معرفت حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ قضا کے سفر کے دوران بہ حالت احرام حضرت میمونہؓ سے شادی کی اور حضرت عباسؓ نے حضرت میمونہؓ کو آپؐ کی زوجیت میں دینے کا کام انجام دیا۔ بقول ابن ہشام' حضرت میمونہ نے اپنے نکاح کا معاملہ' اپنی ہمشیرہ ام فضل زوجہ عباس کے سپرد کر دیا تھا اور ام فضلؓ نے یہ معاملہ اپنے خاوند حضرت عباسؓ کے سپرد کر دیا اور حضرت عباسؓ نے ان کو آپؐ کی زوجیت میں دے دیا اور چار سو درہم ان کو نبی علیہ السلام کی طرف بطور مہر ادا کر دیا۔ سہیلی نے (۲/۲۵۵) پر بیان کیا ہے کہ حضرت میمونہؓ اپنے اونٹ پر سوار تھیں کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام نکاح موصول ہوا تو انہوں نے اس خوشی میں یہ کہا کہ سواری اور سوار سب کچھ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اور ان کے بارے یہ آیت (۳۳/۵۰) نازل ہوئی' "اور مسلمان عورت کو بھی (آپ کے لئے حلال کیا ہے) جو بلا عوض اپنی ذات کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہے یہ خالص آپ کے

لئے ہے نہ اور مسلمانوں کے لئے۔"

امام بخاری نے ایوب سے عکرمہ کی معرفت حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ سے شادی بہ حالت احرام کی اور ان سے ملاقات احرام اتارنے کے بعد ہوئی اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں۔ حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ دار قطنی نے ابوالاسود یتیم عروہ اور مطر وراق سے عکرمہ کی معرفت حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے شادی احرام اتارنے کے بعد کی۔ اور حضرت ابن عباس کی مذکور بالا روایت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ آپ ماہ حرام میں تھے جیسا کہ شاعر نے کہا۔ **قتلوا ابن عفان الخلیفة محرما** یعنی انہوں نے حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ سوم کو ماہ حرام میں قتل کیا۔

بقول امام ابن کثیرؒ یہ تاویل محل نظر ہے۔ کیونکہ بیشتر روایات میں ابن عباس سے اس کے برخلاف منقول ہے کہ آپ نے احرام کی حالت میں شادی کی اور احرام کھولنے کے بعد زناشوئی کی اور آپ اس وقت ماہ حرام ماہ ذیقعد میں تھے۔ محمد بن یحییٰ ذہلی' (عبدالرزاق (ان کا بیان ہے کہ مجھے ثوری نے کہا اہل مدینہ کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائے) عمرو' ابو الشعثاء) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہ حالت احرام شادی کی۔

فائدہ : ابوعبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے عبدالرزاق سے پوچھا کہ سفیان ثوری نے اس حدیث کو دو اسناد سے بیان کیا ہے۔ (۱) عمرو از ابو شعثاء از ابن عباس (۲) ابن خثیم از سعید بن جبیر از ابن عباس تو اس نے "ہاں" کہہ کر بتایا کہ ابن خثیم کی حدیث تو اس نے ہمیں یہاں یمن میں بیان کی اور عمرو کی روایت اس نے ہمیں مکہ میں بیان کی' مسلم اور بخاری میں یہ روایت عمرو بن دینار سے مروی ہے۔

تعاقب : بخاری میں (اوزاعی از عطاء از ابن عباس) مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں حضرت میمونہؓ سے شادی کی۔ یہ سن کر سعید بن مسیب نے کہا گو حضرت میمونہؓ ابن عباسؓ کی خالہ ہیں مگر حضرت ابن عباسؓ سے غلطی ہو گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے احرام کھولنے کے بعد ہی حضرت میمونہؓ سے شادی کی۔ یونس نے ابن اسحاق سے بقیہ کی معرفت سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے احرام کی حالت میں شادی کی' یہ ان کا وہم ہے۔ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے' احرام کا کھولنا اور نکاح ہونا بیک وقت عمل میں آئے اور حضرت ابن عباسؓ کو اس سے وہم پیدا ہو گیا۔

امام مسلم اور اصحاب سنن نے متعدد طرق سے یزید بن اصم عامری کی معرفت اس کی خالہ حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے "سرف" میں شادی کی اور ہم دونوں حلال اور بغیر احرام کے تھے۔ مگر امام ترمذی کا بیان ہے کہ متعدد راویوں نے یہ حدیث یزید بن اصم سے مرسل بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے شادی کی۔

حافظ بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی الزاہد' اسماعیل بن اسحاق قاضی' سلیمان بن حرب' حماد

بن زید' مطر وراق' ربیعہ بن ابی عبدالرحمان' سلیمان بن یسار) ابو رافع سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہؓ سے احرام کھولنے کے بعد شادی کی اور "سرف" میں شب اول گزاری اور آپ حلال تھے' احرام میں نہ تھے اور میں نے دونوں کے درمیان سفارت اور نمائندگی کا فریضہ انجام دیا۔ امام ترمذی اور نسائی نے اس روایت کو قتیبہ از حماد بن زید بیان کیا ہے' امام ترمذی کا بیان ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس کو حماد از مطر کسی راوی نے بیان نہیں کیا ــــ اس کو مالک نے ربیعہ از سلیمان مرسل بیان کیا ہے اور اس کو سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے مرسل بیان کیا ہے۔ بقول امام ابن کثیرؒ حضرت میمونہ "سرف" میں ۶۳ھ میں یا ۶۰ھ میں فوت ہوئیں' رضی اللہ عنہا

عمرہ قضا کی ادائیگی کے بعد مکہ سے روانگی : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ قریش نے تین روز گزر جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حویطب بن عبدالعزیٰ کو بھیجا کہ آپؐ حسب شرط یہاں سے تشریف لے جائیں تو آپ نے فرمایا کہ میمونہؓ سے شادی کی دعوت ولیمہ آپ کے ہاں کرنا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے تالیف قلبی اور دل جوئی کی خاطر ان کو دعوت ولیمہ دی مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا آپ چلے جائیں چنانچہ آپ نے اعلان رحیل فرما دیا۔ ابن اسحاق نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بخاری (عبید اللہ بن موسیٰ' اسرائیل' ابواسحاق) حضرت براء سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ماہ ذی قعد ۶ھ میں عمرہ کے لئے تشریف لائے اور اہل مکہ نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ یہاں تک کہ آئندہ سال سہ روزہ قیام پر فیصلہ ہو گیا۔

اعتراض اور نام کا مٹانا : جب صلح نامہ کی یادداشت لکھنا شروع کی تو لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس کا محمد رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا۔ کفار نے "محمد رسول اللہ" پر اعتراض کیا اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپؐ کو کسی بات سے نہ روکتے لیکن آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں رسول اللہ ﷺ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ کو کہا "رسول اللہ" مٹا دو تو وہ کہنے لگے واللہ میں آپؐ کے اسم گرامی کو کبھی نہ کاٹوں کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر اپنے ہاتھ میں لی (آپ خوش خط نہ تھے) اور لکھ دیا یہ ہے وہ معاہدہ جو محمد بن عبداللہ نے قبول کیا کہ مکہ کے اندر نیام میں تلوار رکھ کر' داخل ہوں گے اور کوئی مکہ کا باشندہ ہمارے ساتھ جانا چاہے تو اس کو اپنے ہمراہ نہ لے جائیں گے اور کوئی ہمارا ساتھی مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو بھی اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے۔

دختر حمزہ : رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے اور مدت معینہ گزر گئی تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان کو کہا کہ اپنے "صاحب" کو کہو چلا جائے' مقرر وقت گزر چکا ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام وہاں سے روانہ ہوئے تو بنت حضرت حمزہؓ یا عم! یا عم! کہتی ہوئی آپ کے پیچھے چلی آئی تو حضرت علیؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت فاطمہؓ کو کہا' اسے اٹھا لو' یہ آپ ﷺ کی بنت عم ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے اس کو اٹھا لیا۔ بعد ازاں حضرت علیؓ' حضرت زید اور حضرت جعفر میں اس لڑکی کی کفالت اور تربیت کا نزاع پیدا ہوا تو حضرت علی نے کہا میں نے اس کو پکڑا ہے اور میرے چچا کی بیٹی ہے اور حضرت جعفر نے دلیل پیش کی

کہ یہ میری بنت عم ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور حضرت زید نے یہ حجت پیش کی وہ میرے اسلامی بھائی کی بیٹی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ صادر کر دیا اور فرمایا خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے اور حضرت علیؓ کی دل جوئی کے لئے فرمایا "انت منی وانا منک" تو من شدی من تو شدی اور حضرت جعفرؓ کو فرمایا تو میری شکل و شباہت اور اخلاق کے مشابہ ہے۔ اور حضرت زیدؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا تم ہمارے اسلامی بھائی اور مولیٰ ہو۔ بعد ازاں حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ بنت حمزہ سے شادی نہ کریں گے تو یہ سن کر آپ نے فرمایا یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ (تفرد به البخاری من هذا الوجه)

عمارہ دختر حمزہ : واقدی (ابن ابی حبیبہ، داؤد بن حصین، عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عمارہ بنت حمزہؓ کی والدہ سلمیٰ بنت عمیس مکہ میں مقیم تھی۔ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضاء کے لئے مکہ تشریف لائے تو حضرت علیؓ نے آپ سے بنت حمزہؓ کے بارے بات چیت کی کہ ہم اپنی بنت عم اور یتیم لڑکی کو مشرکوں میں کیوں رہنے دیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو منع نہ فرمایا اور وہ اس کو ساتھ لے آئے تو حضرت زیدؓ نے کہا (جو حمزہ کے وصی تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان اسلامی اخوت قائم کر دی تھی) میں اس کی پرورش کا زیادہ حقدار ہوں، میرے بھائی کی بیٹی ہے اور حضرت علیؓ نے اس پر اپنا حق جتایا کہ تم اس معاملہ میں کیوں نزاع پیدا کر رہے ہو، یہ میری بنت عم ہے اور میں ہی اس کو مشرکوں سے نکال کر لایا ہوں، تمہارا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ میں اس کا تم سب سے زیادہ مستحق ہوں۔ حضرت جعفرؓ نے کہا اس کی خالہ میری بیوی ہے اور میرا حق سب سے فائق ہے کہ خالہ والدہ کے مساوی ہوتی ہے۔

بھانجی اور خالہ : یہ دلائل سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا زید! تو اللہ کا دوست اور رسول اللہ کا غلام ہے اور اے جعفر! تم میری شکل و صورت کے مشابہ ہو اور میرے اخلاق کے حامل ہو۔ تم ان سب سے اس کی کفالت کے حقدار ہو کہ تمہاری بیوی اسماء بنت عمیس اس کی خالہ ہے اور بھانجی اپنی خالہ کی سوت نہیں بن سکتی اور نہ ہی بھتیجی اپنی پھوپھی کی سوکن بن سکتی ہے۔ چنانچہ آپؐ نے عمارہ کا فیصلہ حضرت جعفرؓ کے حق میں دے دیا۔

عمارہ کی شادی : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفرؓ کے حق میں یہ فیصلہ سنایا تو وہ ایک ٹانگ پر رسول اللہ ﷺ کے گرد کودنے اور اچھلنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا جعفر! یہ کیا ہے؟ تو حضرت جعفر نے بتایا کہ نجاشی جب کسی کو مسرور اور خوش کر دیتا تھا تو وہ اس کے گرد اس طرح رقص کرتا تھا۔ پھر انہوں نے نبی علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپؐ اس سے شادی کر لیں تو آپ نے فرمایا یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ پھر آپ نے اس کی شادی سلمہ بن ابی سلمہ سے کر دی اور رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کیا میں نے ابو سلمہ کے احسان کا بدلہ دے دیا ہے۔ بقول امام ابن کثیرؒ واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ اسی نے اپنی والدہ حضرت ام سلمہؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کرایا تھا کہ وہ اپنے بھائی عمر بن ابی سلمہ سے بڑا تھا، واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہ ذی الحج میں ہی مدینہ واپس چلے آئے اور ۷ھ کے حج کا اہتمام مشرکوں نے کیا اور بقول ابن ہشام' ابوعبیدہ کے مطابق' اللہ تعالیٰ نے اس عمرہ قضا کے بارے یہ آیت نازل فرمائی (۴۸/۲۷) بے شک اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دکھایا اگر اللہ نے چاہا تو تم امن کے ساتھ مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اپنے سر منڈاتے ہوئے اور بال کتراتے ہوئے' بے خوف و خطر ہو گے' پس جس بات کو تم نہ جانتے تھے اس نے اسے جان لیا تھا پھر اس نے اس سے پہلے ہی ایک فتح بہت جلدی کر دی' یعنی فتح خیبر۔

سریہ ابن ابی العوجا سلمی : حافظ بیہقی نے واقدی سے بذریعہ محمد بن عبداللہ بن مسلم' امام زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ قضا سے ماہ ذوالج ۷ھ میں مدینہ واپس آئے اور ابن ابی العوجاء سلمی کو پچاس سواروں میں بنی سلیم کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ "العین" میں اپنی قوم کے پاس پہنچے' ان کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا' انہوں نے کثیر تعداد میں لوگوں کو جمع کیا ہوا تھا اور لڑائی کے لئے مستعد تھے۔ انہوں نے اسلام کی دعوت کو نظرانداز کرتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور کہا ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں نے بھی تھوڑی دیر جوابی حملہ کیا مگر بنی سلیم کو برابر کمک پہنچتی رہی' یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر لیا اور مسلمانوں نے خوب جان فشانی سے دفاع کیا یہاں تک کہ اکثر شہید ہو گئے اور ابن ابی العوجاء شدید زخمی ہوئے اور بمشکل باقی ماندہ رفقاء کے ساتھ مدینہ میں یکم صفر ۸ھ کو واپس آئے۔

حضرت زینبؓ کو شوہر کے سپرد کرنا : بقول واقدی ماہ ذوالج ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر ابی العاص بن ربیع سپرد کیا اور ماہ ذوالج ۷ھ میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس سے واپس آئے ان کے ہمراہ ماریہؓ اور سیرینؓ تھیں جو راستہ میں ہی مشرف بہ اسلام ہو چکی تھیں۔ ان کے ساتھ خصی غلام بھی تھا اور بقول واقدی' ماہ ذوالج ۷ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے منبر تیار کروایا' مگر درست یہ ہے کہ وہ ۸ھ میں بنوایا گیا۔

۸ھ کے واقعات : (عمرو بن عاص' خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ کا مسلمان ہونا)

سلام بن ابی الحقیق ابو رافع یہودی کے قتل کے واقعہ کے بعد ۵ھ کے واقعات میں ان مشاہیر کے اسلام قبول کرنے کے بارے کچھ بیان کیا گیا ہے مگر حافظ بیہقی نے عمرۂ قضا کے بعد یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ : حافظ بیہقی (واقدی' عبدالحمید بن جعفر' جعفر) حضرت عمرو بن عاصؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں اسلام کا سخت مخالف تھا اور اس سے شدید بغض اور نفرت رکھتا تھا جنگ بدر میں مشرکوں کے ہمراہ شریک ہوا اور زندہ بچ نکلا' پھر جنگ احد میں مشرکوں کے ساتھ شامل ہوا اور صحیح سلامت واپس آگیا پھر غزوہ خندق میں حاضر ہوا اور بخیریت گھر پہنچ گیا اور دل میں سوچا کہ کب تک اسلام سے کنارہ کش رہوں گا۔ واللہ! محمدؐ قریش پر غالب اور حکمران ہو جائیں گے۔ اسی حیص بیص میں' میں اپنے "رھط" والے نخلستان میں چلا گیا اور لوگوں سے میل جول کم کر دیا۔ پھر حدیبیہ کا وقت آیا رسول اللہ ﷺ صلح کے

بعد مدینہ تشریف لے گئے اور قریش واپس مکہ میں چلے آئے ۔۔۔ میں دل سے کہنے لگا' محمد ﷺ صحابہؓ سمیت آئندہ سال مکہ میں تشریف لائیں گے' نہ مکہ رہائش کے قابل ہے نہ طائف' یہاں سے باہر' چلے جانا ہی بہتر ہے۔ مجھے ابھی تک "اسلام" سے شدید نفرت تھی' میرا خیال تھا اگر سارے قریش مسلمان ہو گئے تو میں پھر بھی اسلام کے قریب نہ جاؤں گا۔

چنانچہ میں' اسی ادھیڑبن میں مکہ واپس چلا آیا اور اپنے ہم خیال دوستوں کو جمع کیا جو میری رائے کو پسند کرتے تھے اور مجھے مانتے تھے اور ان سے پوچھا میرے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا' آپ ہم میں سے دانشور' تجربہ کار اور خوش قسمت انسان ہیں۔ پھر میں نے کہا' واضح رہے بخدا' میں دیکھ رہا ہوں کہ محمدؐ کا مذہب تمام مذاہب پر چھا رہا ہے اور سب پر عجب طرح سے سربلند اور غالب ہو رہا ہے اور میں نے اس کے تدارک کے لئے ایک رائے سوچی ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ ہم نجاشی کے پاس پہنچ جائیں اور وہاں سکونت اختیار کر لیں' اگر محمدؐ غالب آ گئے تو ہم نجاشی کے قلمرو میں ہوں گے اور ہمارا نجاشی کے ماتحت رہنا محمدؐ کے ماتحت رہنے سے بہتر ہے۔ اگر قریشی غالب آ گئے تو ہم ممتاز لوگ ہیں ہماری حیثیت اور پوزیشن ان سے مخفی نہیں' سب نے اس تدبیر کو درست قرار دیا تو میں نے کہا' نجاشی کے لئے تحائف مہیا کرو اور ہمارے علاقہ کا نجاشی کے نزدیک سب سے اعلیٰ تحفہ چمڑا ہے' چنانچہ ہم بہت سے تحائف جمع کر کے نجاشی کے پاس پہنچ گئے۔

واللہ! ہم اس کے پاس رہائش پذیر تھے کہ عمرو بن امیہ ضمریؓ بھی آ گئے۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنا مکتوب گرامی دے کر بھیجا تھا' جس میں تحریر تھا کہ وہ حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیانؓ کی شادی آپؐ سے کر دے۔ وہ نجاشی کے دربار میں آئے اور مکتوب گرامی حوالے کر کے چلے گئے تو میں نے اپنے احباب سے مشورہ کیا یہ عمرو ضمری آیا ہے' میں اگر نجاشی کے پاس جاؤں اور اس سے اس کے بارے سوال کروں اور وہ اس کو میرے حوالے کر دے اور میں اس کا سر قلم کر دوں تو کیا خیال ہے؟ جب ہم اس منصوبے پر عمل درآمد کر لیں گے تو قریش خوش ہو جائیں گے اور ہم نے محمد کے قاصد کو قتل کر کے اس کے فکر و تردد اور پریشانی کا کچھ بوجھ ہلکا کر دیا ہو گا۔

چنانچہ میں حسب معمول سجدہ ریز ہو کر نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا' اس نے خوش آمدید کہہ کر پوچھا اپنے ملک اور علاقے کا کوئی تحفہ لائے ہو؟ عرض کیا حضور! بادشاہ سلامت! عمدہ قسم کے چمڑے لایا ہوں۔ یہ تحائف پیش کئے تو اس نے خوب پسند کئے' کچھ اپنے درباریوں میں تقسیم کر دیئے اور باقی ماندہ کو اپنے خزانہ میں بھیج دیا اور بحفاظت رکھنے کا حکم دیا۔ میں نے اس کو شادمان اور خوش دل محسوس کیا' تو عرض کیا عالی جاہ! بادشاہ سلامت! میں نے ابھی دیکھا ہے کہ ایک آدمی آپ کے دربار سے باہر نکلا ہے۔ وہ ہمارے دشمن کا قاصد ہے۔ اس نے ہمیں نقصان پہنچایا ہے اور ہمارے اشراف و اعیان کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ آپ اس قاصد کو میرے حوالے کر دیں میں اس کو قتل کر دوں۔ یہ سن کر شاہ بہت غضبناک ہو گیا اور ہاتھ اٹھا کر میری ناک پر ایسی کاری ضرب لگائی' میں سمجھا کہ میری ناک ٹوٹ گئی ہو گی' میرے نتھنوں سے خون جاری ہو

گیا اور میں اپنے کپڑوں سے خون پونچھنے لگا اور میں اس قدر رسوا اور نادم و شرمسار ہوا کہ کاش زمین پھٹ جاتی اور میں اس میں مارے شرم کے دھنس جاتا۔

میں نے پھر عرض کیا' بادشاہ سلامت! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کو میری بات ناگوار گزرے گی' تو میں آپ سے نہ کہتا۔ یہ سن کر بادشاہ کچھ شرمندہ ہوا اور اس نے کہا اے عمرو! تو نے مجھ سے' ایسے شخص کے قاصد کو قتل کے لئے طلب کیا جس کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے' جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے' میری بدنیتی اور بدگمانی میں اصلاح پیدا کر دی اور میں نے دل میں کہا' اس حق کو عرب و عجم سمجھ چکے ہیں اور تو اس کے خلاف ڈٹا ہوا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا بادشاہ سلامت! کیا آپ اس دین کے قائل ہیں اس نے کہا "ہاں" میں قائل ہوں۔ اور اے عمرو! تو میری بات مان اور اس کے تابع ہو جا۔ واللہ! وہ حق پر قائم ہے اور اپنے مخالف پر غالب آجائے گا جیسا کہ موسیٰؑ" فرعون اور اس کے لشکر پر غالب آئے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا' کیا آپ مجھ سے اس کی طرف سے اسلام کی بیعت لے لیں گے' اس نے ہاں کہہ کر اپنا ہاتھ پھیلایا اور مجھے بیعت کر لیا۔

پھر اس نے میرا خون صاف کروا کر' نیا لباس پہنایا کہ میرا لباس خون آلود ہو چکا تھا' اور میں باہر چلا آیا۔ میرے رفقاء نجاشی کی طرف سے نیا لباس دیکھ کر مسرور ہوئے اور پوچھا کیا آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں' میں نے بتایا کہ میں پہلی ملاقات میں' ان سے یہ بات نہ کرنا چاہتا تھا' آئندہ کروں گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ کی رائے درست ہے۔

میں ان سے رفع حاجت کا بہانہ بنا کر علیحدہ ہو گیا اور لنگر گاہ کی طرف چلا گیا' وہاں پہنچا تو کشتی روانہ ہونے کو تیار تھی۔ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا' میرے پاس زادراہ موجود تھا۔ وہ شعبہ مقام پر پہنچے تو میں کشتی سے اترا' اور سواری خرید کر مدینہ کی طرف راہ لی اور مرالظہران کو عبور کیا اور وہاں سے ہوتا ہوا "ھدہ" چلا آیا تو معلوم ہوا کہ تھوڑی دیر پہلے دو آدمی پہنچے ہیں جو کسی منزل کی تلاش میں ہیں۔ ایک خیمہ کے اندر ہے اور دوسرا اپنی سواریاں تھامے ہوئے ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ خالد بن ولید ہے۔ میں نے پوچھا' کہاں کا قصد ہے؟ اس نے کہا محمدؐ کے پاس جا رہا ہوں اس لئے کہ سب لوگ مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں اور کوئی قابل ذکر آدمی کفر پر باقی نہیں رہا۔ واللہ! اگر ہم اپنے دین پر قائم رہے تو وہ ہمیں ایسے دبوچ لے گا جیسے بجو کو دبوچ لیا جاتا ہے۔ میں نے بتایا واللہ! میں بھی محمدؐ کی طرف جا رہا ہوں اور مسلمان ہونے کا ارادہ ہے۔ پھر عثمان بن طلحہ آئے اور اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور ہم سب ایک ہی مقام پر فروکش ہو گئے پھر ہم اکٹھے مدینہ آئے۔

حضرت عمرو بن عاص کا بیان ہے کہ مجھے اب تک اس آدمی کی بات یاد ہے جس کو ہم نے "چاہ ابی عتبہ" میں پایا وہ بلند آواز سے چلا رہا تھا یا رباح' یا رباح' یا رباح۔ ہم نے اس کی بات سے نیک شگون لیا اور مسرور ہوئے پھر اس نے ہمیں سنا کر کہا' ان دونوں کے بعد مکہ قیادت و سیادت سے دست بردار ہو گیا ہے اور میں سمجھا کہ اس کی مراد' میں اور خالد بن ولید ہیں اور وہ دوڑ کر مسجد نبوی کی طرف چلا گیا میں نے خیال کیا کہ وہ

رسول اللہ ﷺ کو ہماری آمد کی خبر دینے گیا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ہم نے حرہ میں سواریوں کو بٹھایا اور لباس تبدیل کیا۔ اتنے میں عصر کی اذان ہو گئی۔ پھر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ کا چہرہ اقدس چمک رہا تھا۔ آپ کے گرد و پیش صحابہ' ہمارے مسلمان ہونے کی وجہ سے مسرور اور خوش تھے۔ پہلے خالد بن ولید آگے بڑھے اور بیعت کی' پھر عثمان بن طلحہ نے بیعت کی' پھر میں آگے بڑھ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور شرم و حیا کی وجہ سے آپ سے آنکھیں چار نہ کر سکا۔ چنانچہ میں نے آپ سے بیعت کی اور کہا کہ آپ میرے پچھلے قصور اور جرائم معاف فرما دیں۔ مجھے موخر اور مابعد کے جرائم کا ذکر کرنا یاد نہ رہا۔ آپ نے فرمایا اسلام اپنے ماقبل کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور ہجرت بھی اپنے ماقبل کے جرائم کو ختم کر دیتی ہے۔

واللہ! ہمارے مسلمان ہونے کے بعد' رسول اللہ ﷺ کو جو اہم امر پیش آیا آپ نے اس میں ہمارے برابر کسی کو نہیں سمجھا اور ہماری قدر و منزلت حضرت ابوبکر کے نزدیک بھی تھی اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں بھی میرا یہی رتبہ رہا البتہ خالدؓ" حضرت عمرؓ کے کچھ دیر معمولی سے زیر عتاب رہے۔ واقدی کے شیخ عبدالحمید بن جعفر کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث' یزید بن خبیب کو سنائی تو اس نے کہا یہ حدیث مجھے راشد غلام خبیب بن ابی اوس ثقفی نے اپنے آقا خبیب کی معرفت حضرت عمرو بن عاص سے اسی طرح بیان کی۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس روایت کو محمد بن اسحاق نے یزید بن ابی خبیب سے راشد کی معرفت اپنے آقا" خبیب سے اسی طرح بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت عمرو بن عاص نے بتایا۔ پھر اس نے وہ متن نقل کیا ہے جو قتل ابو رافع کے بعد ۵ھ کے واقعات میں بیان ہو چکا ہے مگر واقدی کا بیان اس سے مفصل ہے۔

یکم صفر ۸ھ کو حضرت عمروؓ مدینہ آئے : واقدی نے اپنے شیخ عبدالحمید سے نقل کیا ہے کہ میں نے یزید بن ابی خبیب سے پوچھا بتایئے عمروؓ اور خالدؓ کب آئے تھے تو اس نے کہا صحیح تعین تو مشکل ہے مگر یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے۔ یہ سن کر عبدالحمید بن جعفر نے کہا میرے والد نے مجھے بتایا ہے کہ عمرو' خالد اور عثمان بن طلحہ یکم صفر ۸ھ میں آئے تھے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کی وفات کے بیان میں صحیح مسلم کی روایت بیان کریں گے جو ان کی تمام زندگی کی آئینہ دار ہے۔

حضرت خالدؓ بن ولید کا اسلام قبول کرنا : واقدی (یحیٰی بن مغیرہ بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام' ابیہ) حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کو میری رشد و ہدایت منظور ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

میں محمد ﷺ کے خلاف تمام جنگوں میں شریک ہوا جس جنگ سے بھی واپس آتا' دل میں کہتا کہ یہ ایک بے کار مشغلہ ہے اور محمد ﷺ عنقریب غالب آجائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ تشریف لائے تو میں عسفان میں' رسول اللہ کے بالمقابل گھوڑوں کے ایک دستہ میں آیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' آپ نے نماز ظہر ہمارے سامنے پڑھائی اور ہم نے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا' مگر ہمارا مصمم ارادہ نہ ہوا --- اور اس

میں بھی کوئی بھلائی تھی --- آپ ہمارے عزائم پر مطلع ہو گئے اور نماز عصر' نماز خوف پڑھائی اور ہم اس بات سے متاثر ہوئے اور سمجھ گئے کہ محمدؐ محفوظ اور مامون ہے۔ چنانچہ ہم وہاں سے چلے آئے اور نبی علیہ السلام ہمارا راستہ چھوڑ کر دائیں طرف روانہ ہو گئے۔

جب آپ نے قریش سے مصالحت کی اور قریش نے آئندہ سال آنے پر آپ کو مجبور کیا' تو میں نے دل میں کہا' اب کیا وقار باقی رہ گیا ہے' کہاں جاؤں' نجاشی کے پاس جاؤں' جو محمدؐ کا پیروکار ہے اور محمد ﷺ کے اصحاب اس کے پاس امن و امان سے ہیں' ہرقل کے پاس جاؤں اور اپنا دین ترک کر کے یہودیت یا عیسائیت اختیار کروں اور عجم میں قیام کروں' یا میں اپنے علاقہ میں باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ سکونت رکھوں۔

میں اس لیت و لعل اور تردد میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ قضاء کے لئے مکہ میں تشریف لے آئے' میں مکہ سے غائب رہا اور آپ کے قیام کے دوران میں مکہ میں نہ آیا' میرا بھائی ولید بن ولیدؓ بھی آپ کے ہمراہ آیا' اس نے مجھے تلاش کیا اور ناامید ہو کر اس نے خط تحریر کیا۔

مکتوب ولیدؓ : بسم اللہ الرحمان الرحیم اما بعد! میرے نزدیک تمہارا اسلام کو ناقابل اعتناء سمجھنا نہایت تعجب خیز ہے' حالانکہ تمہارا فہم و شعور بے مثال ہے اور اسلام جیسے انصاف پرور دین سے کوئی بے بہرہ ہو؟ (کیسی حیران کن بات ہے) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ خالد کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ اس کو آپ کی خدمت میں لے آئے گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا "اس جیسا دانشور اسلام سے ناآشنا ہو؟ اگر یہ اپنی جوانمردی اور جدوجہد کا مظاہرہ مسلمانوں کے ہمراہ کرے تو اس کے لئے بہتر ہو گا اور ہم اس کو دوسروں پر مقدم سمجھیں گے۔ اے برادر! جو اچھے موقع گزر چکے ہیں اب ان کا تدارک کر لو۔

خواب : جب مجھے یہ مکتوب موصول ہوا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے میرے بارے دریافت کرنے سے' مجھے خواب آیا گویا میں تنگ و تاریک اور قحط زدہ علاقہ میں ہوں اور وہاں سے نکل کر وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب علاقہ میں آگیا ہوں' میں نے کہا یہ ایک حسب معمول خواب ہے۔ میں مدینہ میں آیا اور حضرت ابوبکرؓ کو یہ خواب سنایا تو آپ نے فرمایا تنگی اور قحط زدگی سے مراد تیری مشرکانہ زندگی ہے' وسعت اور خوشحالی سے مراد تیرا مسلمان ہونا ہے۔

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کس کے ہمراہ جاؤں۔ چنانچہ میں نے صفوان بن امیہ سے ملاقات کی اور اس کو کہا' تم ہماری بدحالی سے خوب آگاہ ہو' ہم کمزور و ناتواں ہیں۔ محمد ﷺ غالب آچکے ہیں' اگر ہم محمد ﷺ کے پاس چلے جائیں اور ان کی اتباع کر لیں تو ان کا شرف و وقار ہمارا شرف و اعزاز ہو گا۔ یہ سن کر اس نے شدید رد عمل کا اظہار کیا اور کہا اگر میں تنہا اکیلا ہی رہ جاؤں تو بھی اس کی اتباع نہ کروں گا۔ میں اس بات کے بعد چلا آیا اور دل میں کہا کہ اس کا بھائی اور باپ بدر میں مارا گیا ہے۔ پھر میری ملاقات عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی' اس سے بھی مذکور بالا باتیں ہوئیں تو اس نے بھی صفوان ایسا جواب دیا۔ یہ سن کر میں نے اس کو کہا یہ بات امانت

ہے' تو اس نے کہا میں کسی کے پاس اس کا ذکر نہ کروں گا۔ پھر میں اپنے مکان پر آیا اور سواری لے کر عازم سفر ہوا تو خیال آیا کہ عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہو اس سے دوستی ہے۔ اگر میں اس کے پاس اپنی خواہش کا اظہار کروں تو شاید بات بن جائے پھر مجھے اس کے آباء کا قتل ہونا یاد آیا تو پھر میں نے خیال ترک کر دیا۔ میں نے پھر سوچا' میں تو اب پابہ رکاب ہوں' کیا ہرج ہے' میں اس کے پاس اظہار کر لیتا ہوں جو ہو سو ہو۔

چنانچہ میں نے' اس سے کہا' ہماری مثال تو لومڑی ایسی ہے جو اپنی بل میں ہو' اس پر پانی کا ایک ڈول ڈال دیا جائے تو وہ فوراً باہر آجائے اور دیگر احباب کی باتیں بھی اس کے گوش گزار کیں تو وہ فوراً تیار ہو گیا او رمیں نے اس کو کہا میں تو اب روانہ ہو رہا ہوں اور میری سواری "فج متاخہ" میں تیار کھڑی ہے' چنانچہ میں نے "یاجج" میں ایک دوسرے کا انتظار کرنے کا وعدہ کر لیا' جو وہاں سے پہلے پہنچ جائے وہ دوسرے کا انتظار کرے۔

بعد ازاں ہم طلوع فجر سے قبل رات کو ہی روانہ ہوئے اور یاجج میں اکٹھے ہو گئے وہاں سے روانہ ہو کر "حدہ" پہنچے تو وہاں عمرو بن عاصؓ کو موجود پایا اس نے خوش آمدید کہا اور ہم نے بھی مسرت آمیز جواب دیا اور اس نے پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ ہم نے کہا' تم کیونکر آئے ہو' اس نے بھی ہم سے پوچھا تم کیسے آئے ہو' بالآخر ہم نے بتایا کہ مسلمان ہونے اور محمدؐ کی اتباع کی خاطر' یہ سن کر اس نے کہا یہی مرا مقصد ہے چنانچہ ہم اکٹھے مدینہ کے اندر داخل ہوئے اور حرہ میں سواریوں کو بٹھا دیا' رسول اللہ ﷺ کو ہمارے متعلق معلوم ہوا تو بہت مسرور ہوئے۔

میں نے لباس تبدیل کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں مجھے میرا بھائی ملا' اس نے کہا جلد چلو' رسول اللہ ﷺ کو آپ کی آمد کی اطلاع مل گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ تمہاری آمد سے نہایت خوش و خرم ہیں اور تمہارے انتظار میں ہیں' چنانچہ ہم سرعت رفتاری سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ ہمیں دیکھ کر مسکراتے رہے۔ میں نے آپ کو "یا نبی اللہ" کہہ کر سلام عرض کیا تو آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے جواب دیا پھر میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ۔ تو آپ نے یہ سن کر فرمایا' آگے آؤ۔ میں آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے تیری راہنمائی فرمائی۔ مجھے تمہاری دانشمندی سے قوی امید تھی کہ وہ تمہیں رشد و ہدایت سے بہرہ ور کرے گی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کہ میں جن جنگوں میں آپکے خلاف بغض و عناد سے لڑا ہوں دعا کیجئے' اللہ میرے وہ گناہ معاف فرما دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بایں ہمہ دعا فرمایئے تو آپ نے دعا فرمائی' یا اللہ! خالد بن ولید کی ہر حرکت جو اسلام کے خلاف تھی معاف فرما دے پھر عثمانؓ اور عمروؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اور ہماری آمد ماہ صفر ۸ھ میں تھی۔ واللہ! پیش آمدہ امور میں رسول اللہ ﷺ میرے برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے۔

سریہ شجاع بن وھب اسدی سوئے ھوازن : واقدی نے ابن ابی سبرہ سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کی معرفت عمر بن حکم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وھب اسدی کو چوبیس

آدمیوں کے قافلہ میں ہوازن کے ایک گروپ کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ ان پر حملہ آور ہوں۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے' رات میں چلتے تھے اور دن میں چھپے رہتے تھے۔ آپ چلتے چلتے ان کے پاس پہنچ گئے اور وہ بالکل غافل اور بے خبر تھے۔ آپ نے اپنے مجاہدین کو حکم دیا کہ ان کا شدید تعاقب نہ کریں' چنانچہ ان سے مال غنیمت میں بیشتر اونٹ اور بکریاں جمع کیں اور ان کو ہانک کر مدینہ لے آئے اور ہر مجاہد کے حصہ میں پندرہ اونٹ آئے۔ بعض کا خیال ہے کہ کچھ کو اسیر بنایا اور امیر کارواں نے اپنے لئے ایک خوبرو لڑکی کو منتخب کر لیا۔

پھر یہ بنی ہوازن مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے امیر سے مشورہ کیا کہ یہ ان کو واپس کر دی جائیں تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی تجویز پر صاد کیا اور امیر کارواں کی منتخب شدہ لڑکی کو اختیار دیا گیا تو اس نے واپسی جانے سے انکار کر دیا اور امیر کارواں کے پاس رہنے کو پسند کیا۔

ممکن ہے کہ یہ مذکور بالا سریہ وہی ہو جو امام شافعی نے (مالک از نافع از ابن عمرؓ) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ اور فوجی دستہ نجد کی جانب روانہ کیا ان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے ان کا بیان ہے کہ ہم نے مال غنیمت میں کافی اونٹ پائے اور ہر مجاہد کے حصہ میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ ہمیں بطور انعام دیا --- یہ حدیث مالک' مسلم اور بخاری میں مذکور ہے۔ اس کو امام مسلم نے لیث اور عبداللہ سے بھی نقل کیا ہے اور ان تینوں نے نافع از ابن عمر اسی طرح بیان کیا ہے۔ امام ابوداؤد (ہناد' عبدہ' محمد بن اسحاق' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ نجد کی طرف روانہ کیا میں بھی اس میں شامل تھا ہم نے بہت سے مویشی حاصل کئے۔ امیر قافلہ نے ہر مجاہد کو ایک ایک اونٹ بطور انعام دیا اور باقی ماندہ مال غنیمت کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے مال غنیمت کو تقسیم فرمایا' خمس کے بعد ہر مجاہد کے حصہ میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور امیر کارواں نے جو ہمیں انعام دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کی باز پرس نہ کی' چنانچہ ہر مجاہد کے حصہ میں تیرہ تیرہ اونٹ آئے۔

سریہ کعب بن عمیر غفاری بہ طرف بنی قطاعہ : واقدی نے محمد بن عبداللہ زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عمیر غفاریؓ کو پندرہ مجاہدین کا امیر بنا کر روانہ کیا۔ وہ چلتے چلتے شام کے علاقہ "ذات اطلاع" میں پہنچ گئے وہاں کفار کی بڑی تعداد موجود تھی' مسلمانوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام کی دعوت کو قبول نہ کیا اور اس کا جواب تیروں سے دیا۔ صحابہؓ نے صورت حال دیکھ کر خوب دفاع کیا اور سب شہید ہو گئے صرف ایک زخمی زندہ بچا' رات گئے وہ اٹھا اور بصد مشکل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا رسول اللہ ﷺ نے انتقامی کارروائی کے لئے ایک اور سریہ بھیجنے کا ارادہ کیا لیکن آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دوسرے مقام پر منتقل ہو گئے ہیں۔

غزوہ موتہ : یہ تین ہزار کا لشکر' زید بن حارثہ کی قیادت میں شام کے علاقہ بلقاء میں پہنچا۔ محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ قضا کے بعد ماہ ذوالحجہ کے باقی ماندہ ایام محرم' صفر' ربیع الاول' ربیع

الثانی ۸ھ میں' مدینہ میں قیام فرمایا اور جمادی اولی ۸ھ میں زید بن حارثہ کو شام کی طرف روانہ کیا۔ محمد بن اسحاق نے محمد بن جعفر بن زبیر کی معرفت عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو حضرت زید بن حارثہ کی قیادت میں جمادی اولیٰ ۸ھ میں موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور یہ اعلان کیا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے' وہ بھی شہادت کا رتبہ پالیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں گے' چنانچہ یہ تین ہزار کا لشکر روانہ ہوا۔

یہودی کا تبصرہ : واقدی نے ربیعہ بن عثمان سے عمرو بن حکم کی معرفت حکم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اور لوگوں کے ہمراہ نعمان بن متحص یہودی بھی موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید بن حارثہ میر کارواں ہے۔ زیدؓ شہید ہو جائے تو جعفرؓ' جعفرؓ شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہؓ اگر ابن رواحہ بھی شہادت کا رتبہ پالے تو مسلمان کسی کو اپنا امیر منتخب کر لیں۔

یہ سن کر نعمان یہودی نے کہا جناب ابوالقاسم! اگر آپ برحق نبی ہیں تو جن امرا کا آپ نے نام لیا ہے وہ سب شہید ہو جائیں گے کہ انبیاء بنی اسرائیل جب کسی کو امیر نامزد کر کے یہ کہتے اگر فلاں شہید ہو جائے تو فلاں امیر ہو گا وہ اگر سو امیر کو بھی نامزد کر دیتے سب کے سب شہید ہو جاتے تھے۔

پھر وہ حضرت زیدؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگا' یاد رہے اگر محمدؐ سچا نبی ہے تو' تو زندہ واپس نہ لوٹے گا یہ سن کر حضرت زیدؓ نے کہا میں گواہ ہوں کہ وہ سچے نبی اور سراپا نیک ہیں' روایت بیہقی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء کارواں کو الوداع کہا اور انہوں نے آپ کو سلام عرض کیا۔ عبداللہ بن رواحہ کو الوداع کہا تو وہ اشکبار ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا' ابن رواحہ! کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا بخدا' مجھے زندگی سے محبت ہے اور نہ تمہارے ساتھ' لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت (۷۱/۱۹) پڑھتے سنا ہے کہ "اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں' جس کا اس پر گزر نہ ہو یہ تیرے رب پر لازم مقرر کیا گیا ہے" مجھے معلوم نہیں کہ اس ورود کے بعد صدور کیسے ہو گا تو مسلمانوں نے دعا دی' اللہ آپ کا رفیق اور ساتھی ہو' تمہارا دفاع کرے اور تم کو صحیح سالم واپس لائے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا۔

لکنني أسأل الرحمن مغفرة وضربة ذات فرع تقذف الزبدا
و طعنة بيدي حرّان مجهزة بحربة تنفذ الاحشاء والكبدا
حتى يقال اذا مروا على جدثي أرشده الله من غاز وقد رشدا

(لیکن میں تو اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں اور کاری زخم کا جو خون کے ساتھ جھاگ پھینکے۔ یا خون کے پیاسے کے نیزے کا جو جان لیوا ثابت ہو۔ ایسا نیزہ جو انتڑیاں اور جگر کو چیر دے۔ کہ جب لوگ میری قبر پر گزریں تو ہر ایک کی زبان پر ہو' اللہ اس غازی کو رشد سے نوازے اور وہ رشد و ہدایت سے سرفراز ہوا)

رسول اللہ ﷺ سے ملاقات : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجاہد روانگی کے لئے تیار ہوئے تو عبداللہ بن رواحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' الوداع ہونے کے بعد کہا۔

فثبت اللہ ما آتاك من حسن تثبیت موسی ونصرا کالذی نصروا
إنی تفرست فیك الخیر نافلة اللہ یعلم انی ثابت البصر
أنت الرسول فمن یحرم نوافله والوجه منه فقد أزری به القدر

(اللہ آپ کی خوبیوں کو موسیٰؑ کی طرح دوام بخشے اور ان کی طرح نصرت سے نوازے۔ میں نے آپ کی ذات میں اللہ کے ہدایت و عطیات کو معلوم کر لیا ہے اللہ جانتا ہے کہ میری نگاہ دور رس ہے۔ آپ سچے رسول ہیں' جو شخص آپ کے مواہب اور مقبولیت سے محروم رہا وہ بے نصیب ہے)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کو الوداع کیا اور رخصت کیا واپس پلٹنے لگے تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا۔

خلف السلام علی أمرئ ودعته فی النخل خیر مشیع وخلیل

(جس ذات گرامی کو میں نے نخلستان میں الوداع کہا اس پر ہمیشہ سلامتی رہے جو بہتر الوداع کہنے والا اور بہتر دوست ہے)

رسول اللہ ﷺ کی بات پر عمل کرنا بہتر ہے یا آپ کے ساتھ رہنا : امام احمد (عبداللہ بن محمد' ابو خالد احمر' حجاج' حکم' مقسم) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موتہ کی طرف لشکر روانہ کیا اور زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا زید شہید ہو جائے تو جعفر امیر ہو گا اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ۔ ابن رواحہ لشکر کے ساتھ' روانہ نہ ہوئے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی۔ آپ نے ان کو دیکھ کر پوچھا گئے کیوں نہیں؟ تو انہوں نے عرض کیا آپ کے ساتھ جمعہ ادا کرنے کی خواہش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبح یا شام کی ایک منزل' دنیا وما فیھا اور دنیا کے تمام تر مال سے بہتر ہے۔

امام احمد (ابو معاویہ' حجاج' حکم' مقسم) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو ایک مہم میں روانہ کیا جو جمعہ کے روز تھی۔ انہوں نے اپنے رفقاء کو بھیج دیا اور خود رک گئے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کر کے روانہ ہو جاؤں گا۔ نماز جمعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا تو پوچھا تم اپنے رفقاء کے ساتھ صبح کیوں نہیں گئے تو عرض کیا میرا ارادہ تھا کہ آپ کے ساتھ جمعہ پڑھ کر ساتھ مل جاؤں گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو دنیا جہاں کا ساز و سامان اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو بھی ان کے صبح کے سفر کی فضیلت کو نہیں پا سکتے۔

کس روز روانگی ہوئی : اس روایت کو امام ترمذی نے ابو معاویہ کی معرفت حجاج ابن ارطاۃ سے بیان کیا ہے۔ (پھر اس کو شعبہ کے ایک بیان کے مطابق معلول کہا ہے) کہ حکم کو مقسم سے صرف پانچ روایات کا سماع حاصل ہے اور یہ مذکور بالا روایت ان میں شامل نہیں بقول امام ابن کثیر حجاج بن ارطاۃ کی روایت بھی محل نظر ہے' واللہ اعلم۔ اور اس حدیث کو یہاں بیان کرنے سے ہمارا مقصد ہے کہ موتہ کی طرف روانگی بروز جمعہ ہوئی' واللہ اعلم۔

کفار کی فوج دو لاکھ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ روانہ ہو کر شام کے علاقہ "معان" میں فروکش

ہوئے اور اسلامی لشکر کو معلوم ہو گیا کہ ہرقل بلقاء کے علاقہ "ماب" میں ایک لاکھ رومیوں کے ہمراہ خیمہ زن ہے' لخم' جذام' قین' بہراء اور بلی قبائل کے ایک لاکھ افراد مالک بن رافلہ بلوی کے زیر قیادت بھی موجود ہیں۔

اور ایک روایت میں (یونس از ابن اسحاق) مذکور ہے کہ ہرقل "ماب" میں ایک لاکھ رومی فوج کے ساتھ مقیم تھا اور ایک لاکھ مستعربہ کی فوج تھی جب مسلمانوں کو یہ اطلاع پہنچی تو وہ معان میں ہی دو روز قیام پذیر رہے' آئندہ کے لائحہ عمل کے لئے غور و فکر کرتے رہے' بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو ایک مکتوب لکھ کر دشمن کی تعداد سے آگاہ کر دیں بعد ازاں ہماری امداد کے لئے مزید کمک بھیجیں گے یا کوئی اور ارشاد فرمائیں گے اور ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

حضرت ابن رواحہ ؓ کی ولولہ انگیز تقریر اور جذبہ : یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے نہایت دلیری سے لوگوں کو جرات و جسارت پر آمادہ کیا' اے لوگو! واللہ! یہ شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن' جس چیز "شہادت" سے تم خوف کھا رہے ہو' اس کی طلب میں تو تم گھر سے نکلے تھے' ہم دشمن سے تعداد و طاقت اور کثرت کے بل بوتے پر نہیں لڑتے ہم تو دینی جوش و جذبہ سے لڑتے ہیں جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز فرمایا ہے۔ پس "اللہ کا نام لے کر" چلو۔ دو میں سے ایک بات ناگزیر ہے۔ نصرت یا شہادت' یہ سن کر مجاہدین نے بیک زبان کہا' واللہ! ابن رواحہ نے صحیح کہا ہے۔ چنانچہ مجاہدین روانہ ہو پڑے اور عبداللہ بن رواحہ نے ان دو رات کے قیام کے بارے کہا۔

جلبنا الخيل من اجأٍ وفرعٍ تَغُرُّ من الحشيش الى العكوم
حذوناها من الصوان سبتا أزل كأن صفحته أديم
أقامت ليلتين على معان فاعقب بعد فترتها جموم
فرحنا والجياد مسومات تنفس في مناخرها سموم

(ہم گھوڑوں کو اجا اور فرع کے پہاڑوں سے لائے ہیں۔ ان کو بار بار چارہ ڈالا جاتا ہے وہ موٹے تازے ہیں۔ ہم نے ان کو خشک اور ملائم زمین کے نعل لگائے ہمیں گویا زمین کی سطح چمڑا ہے۔ انہوں نے معان میں دو راتیں بسر کی ہیں اور وہ ضعف و ناتوانی کے بعد تازہ دم ہو گئے ہیں۔ ہم روانہ ہوئے اور ہمارے گھوڑے تیز رفتار تھے ان کے نتھنوں سے گرم سانس جاری تھا)

فلا وأبي مآب لنأتينها وإن كانت بها عرب وروم
فعبأنا اعنتها فجاءت عوابس والغبار لها بريم
بذي لجب كأن البيض فيه اذا برزت قوانسها النجوم
فراضية المعيشة طلقتها اسنتنا فتنكح أو تئيم

باپ کی قسم! ہم "ماب" میں ضرور پہنچیں گے گو وہاں عرب اور رومی جمع ہیں۔ ہم نے ان کے لگام تیار کئے ہیں وہ بے قرار ہیں ان پر گرد و غبار ہے۔ لشکر میں جب خودوں کے بالائی حصے نمایاں ہوتے ہیں گویا وہ اس میں ستاروں کی

طرح چمکتے ہیں۔ اس کے نیزوں نے عمدہ زندگی کو خیرباد کہہ کر اس کو طلاق دے دی ہے اب نکاح کرے یا بغیر نکاح کے رہے)

چند اشعار : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت زید بن ارقم سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے زیر کفالت یتیم تھا۔ وہ مجھے موتہ کے سفر میں سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر لے گئے اور وہ دوران سفر ایک شب یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اذا أدنيتنــي وحملــت رحلــي	مســيرة أربــع بعــد الحســاء
فشــأنك أنعــم وخــلاك ذم	ولا أرجــع الى أهلــي ورائــي
وجــاء المســلمون وغــادر ونــي	بــارض الشــام مســتنهى الثــواء
وردك كــل ذى نســب قريــب	الى الرحمــن منقطــع الأخــاء
هنــالك لا أبــالى طلــع بعــل	ولا نخــل أســافلها رواء

(جب تو مجھے وہاں پہنچا دے اور میرا کجاوہ حساء کے بعد چار شب کی مسافت تک اٹھا لے۔ تو' تو ناز و نعمت میں ہو گی اور تجھ سے مشقت دور ہو گی اور میں اپنے اہل میں واپس نہ لوٹوں گا۔ مسلمان چلے آئیں گے اور مجھے ارض شام میں آخری قیام گاہ میں چھوڑ آئیں گے۔ اور تجھے تمام قریبی رشتہ دار اللہ کے سپرد کر کے چلے آئیں گے۔ وہاں میں بارانی درخت کے شگوفے اور سیراب ہونے والی کھجور سے بے نیاز ہوں گا)

زید کا بیان ہے کہ میں ان اشعار کو سن کر رونے لگا انہوں نے مجھے کوڑا اٹھا کر مارا اور کہا اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ خدا مجھ کو شہادت نصیب کرے اور تم سوار ہو کر گھر چلے آؤ۔ اور عبداللہ بن رواحہ نے دوران سفر یہ رجز بھی پڑھا۔

یــا زیــد زیــد الیعمــلات الذبــل تطــاول اللیــل هدیــت فــانزل

صف آرائی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسلمان روانہ ہو کر "بلقاء" علاقے کی سرحد پر پہنچے تو وہاں ان کو "مشارف" بستی میں ہرقل کی فوج سے آمنا سامنا ہوا' دشمن کی فوج مزید قریب آگئی اور مسلمان "موتہ" بستی کی طرف سمٹ آئے اور جنگ کے لئے صف آرا ہو گئے' میمنہ پر قطبہ بن قتادہ عذری کو متعین کیا اور میسرہ پر عبایہ بن مالک انصاری کو۔

نصرت کثرت سے نہیں : واقدی نے ربیعہ بن عثمان سے مقبری کی معرفت حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ میں بھی جنگ موتہ میں موجود تھا۔ مشرک جب ہمارے قریب آئے تو ہم نے ایک ایسا ٹڈی دل دیکھا جو اسلحہ سے لیس اور سیم و زر سے آراستہ تھا' جس کے مقابلہ کی کسی کو سکت نہ تھی' تو مارے حیرت کے میری آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر مجھے ثابت بن ارقم نے کہا' اے ابو ہریرہؓ گویا تو اس جم غفیر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہے۔ میں نے کہا ہاں! تو اس نے کہا تم ہمارے ساتھ جنگ بدر میں شریک نہ تھے؟ ہماری نصرت' کثرت سے مضمر نہیں۔ (روایت بیہقی)

کوچیں کاٹنے والے پہلے غازی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ فریقین قریب آئے اور لڑائی شروع

ہوئی تو حضرت زید بن حارثہؓ رسول اللہ ﷺ کا علم تھامے لڑے یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ حضرت پھر جعفرؓ نے پرچم پکڑا تو لڑے حتیٰ کہ شہید ہو گئے اور حضرت جعفرؓ مسلمانوں میں پہلے غازی ہیں جنہوں نے گھوڑے کی کوچیں کاٹیں۔ ابن اسحاق نے (یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے) عباد بن عبداللہ کی معرفت ان کے رضاعی والد یکے از بنی مرہ بن عوف سے بیان کیا ہے جو غزوہ موتہ میں شریک تھے' واللہ! گویا میری آنکھوں کے سامنے یہ منظر ہے کہ جعفر اپنے شقراء گھوڑے سے کود پڑے اور اس کی کونچیں کاٹ کر دشمن سے مردانہ وار لڑے یہاں تک کہ وہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔

یا حبذ الجنة واقترابها ضيبة وباردا شرابها

والروم روم قددنا عذابها كافرة بعيدة أنسابها علىّ إن لاقيتها ضرابها

(کیا خوب ہے جنت اور اس کا قرب' عمدہ اور اس کا پانی یخ ٹھنڈا ہے۔ اور روم کا عذاب قریب آچکا ہے' خدا کے منکر ہیں اور ان کا نسب بعید ہے۔ اگر میں ان کے سامنے آؤں تو ان کو مارنا مجھ پر واجب ہے)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ اشعار مذکور نہیں ہیں۔

جانور قتل کرنا : اس واقعہ سے دشمن کے استفادہ کے پیش نظر جانور کو قتل کر دینے پر استدلال لیا گیا ہے جیسا کہ مال غنیمت کے بارے امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ جب اس کو ہمراہ لے جانا دشوار ہو اور دشمن کے استفادہ کا خطرہ لاحق ہو تو اس کو ذبح کر دیا جائے اور جلا دیا جائے' واللہ اعلم۔ اور بقول سہیلی' کسی نے حضرت جعفرؓ کے فعل پر نفرت کا اظہار نہیں کیا' ہاں جب دشمن کے استفادہ کا خطرہ لاحق نہ ہو تو عبث قتل کرنا درست نہیں۔

حضرت جعفر طیارؓ : ابن ہشام نے ثقہ عالم سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفرؓ کے دائیں ہاتھ میں علم تھا' تو وہ کٹ گیا' بائیں سے پکڑا تو وہ بھی کاٹ دیا گیا پھر آپ نے باقی ماندہ دونوں بازوؤں سے علم اپنے آغوش میں لے لیا اور شہادت تک اس کو تھامے رکھا' اس وقت آپ کی عمر ۳۳ سال تھی' ان بازوؤں کی بجائے اللہ نے آپ کو جنت میں دو بازو عطا کئے جن سے آپ جہاں چاہتے ہیں اڑ کر چلے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ ایک رومی پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ جسم کو دو ٹکڑے کر دیا۔

ابن رواحہ کے اشعار : ابن اسحاق نے یحییٰ بن عباد سے ان کے والد کی معرفت ان کے رضاعی باپ یکے از بنی مرہ بن عوف سے نقل کیا ہے کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد' عبداللہ بن رواحہ نے آگے بڑھ کر علم اٹھالیا وہ گھوڑے پر سوار تھے کسی قدر جھجک اور تامل و تردد محسوس کیا تو خود کو مخاطب کر کے کہا۔

أقسمت يا نفس لتنزلنه لتنزلن أو لتكرهنه

إن أجلب الناس وشدوا الرنه مالي أراك تكرهين الجنة

قد طال ما قد كنت مطمئنه هل أنت إلا نطفة في شنه

(اے جان من! میں حلفاً کہتا ہوں کہ تو میدان جنگ میں اتر تو بخوشی میدان میں آئے گی یا جبراً لایا جائے گا۔ اگر دشمن حملہ آور ہے اور وہ واویلا کر رہا ہے تو' تو جنت میں جانے سے کیوں کراہت کر رہا ہے۔ تو ایک عرصہ تک

مطمئن تھا' تو' تو ایک پرانے مشکیزے میں معمولی سا پانی ہے مشکیزہ پھٹ جائے گا اور وہ پانی بہہ جائے گا)

یا نفس إن لا تقتلي تموتي هذا حمام الموت قد صليت
وما تمنيت فقد أعطيت إن تفعلي فعلهما هديت

اے نفس! اگر تو قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا یہ موت کا حمام ہے' تو اس میں داخل ہو چکا ہے۔ اور جو تیری تمنا تھی مل رہی ہے اگر تو نے زید اور جعفر کا کارنامہ انجام دیا تو' تو ہدایت یافتہ ہے)

پھر وہ میدان جنگ میں اترے اور ان کا چچا زاد بھائی گوشت کا ٹکڑا لایا اور عرض کیا آپ کئی دن سے متفکر اور پریشان ہیں' یہ کھا کر توانا ہو جایئے' تو انہوں نے ایک لقمہ لیا اور لشکر کے ایک گوشہ سے لڑائی کی آواز سنی تو گوشت کا ٹکڑا پھینک کر تلوار تھام لی۔ اس قدر جاں فشانی سے لڑے کہ شہید ہو گئے۔

حضرت خالدؓ کی امارت : بعد ازاں ثابت بن اقرم عجلانی نے علم تھام کر کہا' اے مسلمانو! کسی آدمی کو امیر منتخب کر لو' آواز آئی تم ہی امیر ہو' اس نے کہا میں یہ کام انجام نہ دے سکوں گا۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو امیر منتخب کر لیا اور انہوں نے جھنڈا سنبھالا اور قوم کا دفاع کیا اور باقی ماندہ فوج کو بچا لائے۔

شہداء کی خبر : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب امرائے موتہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ زیدؓ بن حارثہ نے علم لیا' وہ لڑتا رہا' یہاں تک کہ شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گیا پھر جعفرؓ نے پرچم پکڑ لیا وہ بھی جنگ کرتا رہا یہاں تک کہ جام شہادت نوش کر لیا (پھر آپ نے معمولی دیر سکوت فرمایا تو انصار کو تشویش لاحق ہو گئی کہ عبداللہ بن رواحہ سے کوئی ناگوار فعل سرزد ہو گیا ہے) بعد ازاں آپ نے فرمایا عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لیا وہ خوب لڑے یہاں تک کہ جان' جان آفریں کے سپرد کر دی۔

ابن رواحہ کے بارے : پھر آپ نے فرمایا' میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ یہ شہداء طلائی چارپایوں پر جنت کی طرف لے جائے گئے ہیں مجھے عبداللہ بن رواحہؓ کی چارپائی میں' زیدؓ اور جعفرؓ کی چارپایوں سے کچھ کجی سی نظر آئی ہے دریافت ہوا کیونکر تو بتایا کہ وہ دونوں تو بلا تامل میدان جہاد میں اتر گئے اور عبداللہ بن رواحہ نے کسی قدر ہچکچاہٹ کی۔ ابن اسحاق نے یہ روایت منقطع بیان کی ہے۔

وحی سے اطلاع : امام بخاری (احمد بن واقد' حماد بن زید' ایوب' حمید بن ہلال) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زیدؓ' حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کی شہادت کی خبر موصول ہونے سے قبل ہی لوگوں کو بتا دیا۔ فرمایا زید نے علم لیا وہ شہید ہو گئے' جعفر نے پرچم پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈا تھاما وہ بھی شہید ہو گئے پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ---- خالدؓ---- نے علم تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا کی۔ "تفرد بہ البخاری" اور ایک دوسرے باب میں امام بخاری نے بیان کیا ہے کہ آپؐ اس وقت منبر پر جلوہ افروز تھے اور آپ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے پاس موجود ہونے کی خواہش نہیں۔

نوے سے زیادہ زخمی : امام بخاری (احمد بن ابی بکر' مغیرہ بن عبدالرحمان مخزومی ولید بن ... کرائی' عبداللہ بن

سعید' نافع) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ میں حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر نامزد کیا اور فرمایا اگر زیدؓ شہید ہو جائے تو جعفرؓ امیر ہوں گے اگر جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو ابن رواحہؓ امیر ہوں گے۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں بھی اس غزوہ میں موجود تھا۔ ہم حضرت نے جعفرؓ کی لاش کو تلاش کیا' تلاش کرنے کے بعد ہم نے ان کے جسم پر تیر اور تلوار کے نوے سے زائد زخم پائے' تفرد به البخاری۔

امام بخاری (احمد' ابن وھب' عمرو بن حارث انصاری' سعید بن ابی ہلال لیثی' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ موتہ میں حضرت جعفرؓ کی لاش کے پاس تھا میں نے نیزے اور تلوار کے پچاس زخم ان کے جسم پر گنے' کوئی زخم پشت پر نہ تھا' تفرد به البخاری۔

ان دونوں روایات میں تطبیق یوں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے اتنے ہی زخم دیکھے ہوں اور دیگر اشخاص نے اس سے زیادہ زخم دیکھے ہوں یا یہ زخم حضرت ابن عمر نے صرف سامنے والے گنے ہوں اور جب وہ شہید ہو کر گر پڑے ہوں تو ان کی پشت پر بھی زخم لگا دیئے گئے ہوں۔ اس کی تائید ابن ہشام کے اس بیان سے ہوتی ہے کہ پہلے ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا جس میں علم تھامے ہوئے تھے پھر بایاں۔

یابن ذی الجناحین : امام بخاری (محمد بن ابی بکر' عمر بن علی' اسماعیل بن ابی خلاد) عامر سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ جب ابن جعفر کو سلام کہتے تو یوں کہتے "السلام علیک یابن ذی الجناحین" اس کو امام بخاری نے مناقب میں بھی بیان کیا ہے اور امام نسائی نے اس کو یزید بن ہارون از اسماعیل بن ابی خالد بیان کیا ہے۔

حضرت خالدؓ اور نو تلواریں : امام بخاری (ابو نعیم' سفیان بن اسماعیل' قیس بن ابی حازم) حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں' بالآخر صرف ایک چوڑی یمنی تلوار میرے ہاتھ میں رہ گئی۔ امام بخاری (محمد بن مثنیٰ' یحییٰ بن اسماعیل' قیس) حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ **لقد دق فی یدی یوم موتة تسعة اسیاف' وصبرت فی یدی صفحة یمانیة** (انفرد به البخاری)

حضرت جعفرؓ کی جرات : حافظ بیہقی (ابو نصر بن قتادہ' ابو عمرو مطر' ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی' سلیمان بن حرب' اسود بن شیبان) خالد بن سمیر سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رباح انصاری تشریف لائے۔ انصار ان کو فقیہ کہتے تھے' ان کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ میں بھی ان میں موجود تھا کہ انہوں نے کہا ابو قتادہؓ' جو رسول اللہ ﷺ کے شاہ سوار تھے' نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے "امراء" کا لشکر روانہ کیا اور فرمایا زید بن حارثہ کی امارت کو تسلیم کرو۔ اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر امیر ہو گا' اگر جعفر شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہو گا۔ یہ سن کر حضرت جعفرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرا خیال نہ تھا کہ آپ زید کو مجھ پر امیر بنائیں گے۔ ارشاد ہوا' جاؤ تم نہیں جانتے کہ بھلائی کس بات میں مضمر ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور چند ایام کے بعد آپ نے اعلان کروایا' لوگ اکٹھے ہوئے اور آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا میں تمہیں تمہارے لشکر کے بارے بتاتا ہوں۔ وہ یہاں سے روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر دشمن سے جہاد کیا زیدؓ

شہید ہو گئے' اور آپ نے اس کے لئے دعاء مغفرت کی پھر جعفرؓ نے علم لیا دشمن پر حملہ کیا لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ آپ نے ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کی۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے پرچم پکڑا اور حوصلہ مندی سے جم کر جہاد کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے' پھر آپ نے ان کے لئے بخشش کی دعا کی۔ پھر خالد بن ولید نے علم تھام لیا آپ کا شمار نامزد امراء میں نہ تھا۔ آپ نے حوصلہ مندی سے کام لیا اور خود کو امارت کے لئے پیش کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے' تو اس کا ناصر اور حامی ہو' اس روز سے حضرت خالد بن ولیدؓ کا نام سیف اللہ پڑ گیا۔

اس روایت کو امام نسائی نے عبداللہ بن مبارک کی معرفت اسود بن شیبان سے نقل کیا ہے اور اس میں ایک عمدہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے فرمایا یہ ایک بہتر باب ہے اور ایک بہتر دروازہ ہے۔ باب خیر' باب خیر۔

روحانی رابطہ یا انکشاف : واقدی (عبدالجبار بن عمارہ بن غزیہ' عبداللہ بن ابوبکر بن عمرو بن حزم) بیان کرتے ہیں کہ جب غزوہ موتہ شروع ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور شام کے درمیان جو حجاب حائل تھا وہ کھول دیا۔ آپ ان کے میدان کارزار کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا زید بن حارثہؓ نے علم تھاما تو شیطان نے آکر دنیا کو عزیز اور خوش آئند بنا کر پیش کیا اور موت کو ناگوار اور کریہہ صورت میں پیش کیا تو اس نے کہا اب مسلمانوں کے دلوں میں ایمان پختہ اور مستحکم ہو چکا ہے' تو اب مجھے دنیا کو خوش ادا بنا کر دکھا رہا ہے۔ پھر زید نے پیش قدمی کی' لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعائے رحمت کی اور فرمایا تم اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ وہ شہادت کے رتبہ پر فائز ہو کر جنت میں داخل ہو گیا ہے۔

واقدی نے (محمد بن صالح کی معرفت' عاصم بن عمر بن قتادہ سے) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب زید شہید ہو گئے تو جعفرؓ نے پرچم پکڑ لیا اور شیطان نے آکر وسوسے سے ڈالنے شروع کئے' دنیا کو عزیز اور محبوب بنا کر دکھایا اور اس کی خواہش پیدا کی اور موت کو ناگوار بنا کر دکھایا تو اس نے کہا مسلمانوں کے دلوں میں اب ایمان مستحکم اور مضبوط ہو چکا ہے اور تو مجھے دنیا کی آرزو دلاتا ہے پھر اس نے آگے بڑھ کر حوصلہ مندی سے جہاد کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے' رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعاء خیر فرمائی اور مسلمانوں کو کہا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرو وہ شہید ہے جنت میں داخل ہو چکا ہے اور وہ جنت میں اپنے دو یاقوتی بازوؤں سے جہاں چاہے اڑ کر چلا جاتا ہے۔

بعد ازاں عبداللہ بن رواحہ نے علم تھام لیا اور شہید ہو گیا۔ وہ جنت میں ذرا آڑے ہو کر داخل ہوا ہے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا مطلب؟ تو آپ نے فرمایا وہ زخمی ہوا تو ذرا ہچکچایا پھر اس نے خود کو عتاب کیا اور جرأت و جسارت دلائی تو آگے بڑھ کر جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ یہ سن کر عبداللہ بن رواحہ کی قوم کا فکر دور ہوا۔

جنگ کا بازار گرم ہے : واقدی نے (عبداللہ بن حارث بن فضیل کی معرفت حارث بن فضیل سے) بیان کیا

ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے پرچم تھام لیا تو آپؐ نے فرمایا "الآن حمی الوطیس" اب شدت سے جنگ ہو رہی ہے۔

حکمت عملی : واقدی نے عطاف بن خالد سے بیان کیا ہے کہ جب عبداللہؓ بن رواحہ شام کو شہید ہو گئے تو حضرت خالدؓ بن ولید نے اندوہ و غم میں رات بسر کی اور صبح کو لشکر کی ترتیب بدل دی۔ مقدمہ کو ساقہ میں تبدیل کر دیا اور میمنہ کو میسرہ میں تبدیل کر دیا اور دشمن نے تبدیل شدہ کیفیت دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اسلامی لشکر کو کمک پہنچ گئی ہے۔ وہ مرعوب ہو گئے اور شکست کھا کر بدحواس ہو گئے اور کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

تائید : یہ مذکور بالا بیان موسیٰ بن عقبہ کے بیان کے موافق ہے جو اس نے اپنے "مغازی" میں بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ سے واپس مدینہ لوٹے تو وہاں چھ ماہ قیام کیا پھر اسلامی لشکر کو موتہ کی طرف روانہ کیا اور حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر نامزد کر کے فرمایا اگر وہ شہید ہو جائے تو جعفرؓ امیر ہے اگر جعفرؓ شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہے۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور موتہ میں پہنچ کر ابن ابی بسرہ غسانی سے برسر پیکار ہوئے' وہاں عرب اور روم کے عیسائیوں کی افواج جمع تھیں۔ ابن ابی بسرہ غسانی نے تین روز تک اپنا قلعہ بند رکھا۔ پھر ان کی "زرع احمر" پر لڑائی ہوئی اور شدید لڑائی ہوئی' اور علم بردار حضرت زید بن حارثہؓ شہید ہو گئے پھر حضرت جعفرؓ نے علم تھاما وہ بھی شہید ہو گئے' پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے پرچم پکڑا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان امراء رسول اللہ ﷺ کے بعد' لوگوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ مخزومی کو منتخب کر لیا۔ اللہ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا اور مسلمانوں کو غلبہ نصیب فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو --- بروز جمعہ --- جمادی اولیٰ ۸ھ میں روانہ فرمایا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ راویوں کا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ کی صف میں میرے پاس سے جعفرؓ ان کی طرح اڑتے ہوئے گزرے ہیں اور ان کے دو بازو ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ مورخین کا خیال ہے کہ جنگ موتہ کی خبر لے کر یعلی بن امیہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا دل چاہے تو مجھے روئیداد سناؤ ورنہ میں بتاتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ فرمائیے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے تمام تر واقعہ ہوبہو بتا دیا تو انہوں نے عرض کیا بخدا' والذی .... بالحق! آپ نے من و عن پورا واقعہ سنا دیا ہے۔ اس میں ذرہ برابر کمی نہیں' ان کی روئیداد اسی طرح ہے جیسے آپ نے فرمایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے وہ علاقہ میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے تمہارا سارا معرکہ دیکھا۔

اس بیان میں چند فوائد ہیں جو ابن اسحاق کے بیان میں نہیں ہیں اور اس میں ایک بات --- لشکر کی تبدیلی اور فتح --- ابن اسحاق کے اس بیان کے خلاف ہے کہ حضرت خالدؓ اپنی قوم کو بچا کر لے آئے یہاں تک کہ روم اور عرب کے عیسائیوں سے چھٹکارا پایا۔

موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے بصراحت بتایا ہے کہ مسلمانوں نے عرب اور روم کے لشکر کو شکست سے

دو چار کیا اور مذکور بالا حضرت انسؓ کی مرفوع روایت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بعد ازاں علم کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار --- حضرت خالدؓ --- نے سنبھال لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی (رواہ البخاری) اور حافظ بیہقی کا بھی اسی طرف میلان ہے اور اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔

تطبیق : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحاق اور دیگر محدثین کے اقوال کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ حضرت خالدؓ نے جب علم سنبھالا تو مسلمانوں کی فوج کافروں کے نرغے سے بچا لائے' صبح ہوئی تو لشکر کا نظام تبدیل کر دیا۔ میمنہ کو میسرہ میں بدل دیا اور مقدمہ کو ساقہ کی جگہ کر دیا (جیسا کہ واقدی کا بیان ہے) رومی سمجھے کہ مسلمانوں کو کمک پہنچ گئی ہے۔ ان حالات میں جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے حملہ کیا تو ان کو اللہ کے حکم سے شکست سے دوچار کر دیا۔

استقبال : ابن اسحاق نے محمد بن جعفر کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ موتہ کا اسلامی لشکر مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور بچے بھی استقبال کے لئے دوڑے آ رہے تھے اور نبی علیہ السلام گھوڑے پر سوار تھے تو آپ نے فرمایا بچوں کو پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لو اور ابن جعفرؓ کو مجھے پکڑا دو چنانچہ عبداللہ بن جعفر کو آپ کے پاس لایا گیا اور آپ نے اس کو اپنے آگے بٹھا لیا۔ لوگ لشکر پر خاک اڑانے لگے اور کہنے لگے اے بھگوڑو! تم جہاد سے بھاگ کر آئے ہو۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں ہیں۔ یہ تو ان شاء اللہ کرار اور مسلسل حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ روایت اس سند سے مرسل ہے اور میرے (ابن کثیر) خیال میں' ابن اسحاق کو اس بات میں غلط فہمی ہوئی ہے کہ سارا لشکر مفرور اور بھگوڑا تھا بلکہ بعض مجاہد فرار ہوئے تھے۔ سارے فرار نہ ہوئے تھے۔ اور باقی ماندہ کو اللہ نے فتح سے سرفراز فرمایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے برسر منبر فرمایا پھر علم کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار --- سیف اللہ --- نے سنبھال لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو فتح یاب فرمایا' اس پیش گوئی کے سن لینے کے بعد مسلمان ان کو بھگوڑے نہ کہہ سکتے تھے' بلکہ مسلمانوں نے تو ان کی تعظیم و تکریم کی خاطر والہانہ استقبال کیا --- طعن و ملامت اور چہروں پر خاک پھینکنا تو صرف ان کے لئے تھا جو بھاگ کر آئے اور مجاہدین کو معرکہ میں چھوڑ آئے' ان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شامل تھے۔

امام احمد (حسن' زہیر' یزید بن ابی زیاد' عبدالرحمان بن ابی لیلی) حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے فرستادہ سرایا میں سے' میں بھی ایک سریہ میں شامل تھا' لوگ بھاگ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ آیا۔ ہم نے کہا' اب ہم کیا کریں ہم تو میدان جنگ سے بھاگے ہوئے ہیں اور غضب الٰہی میں گرفتار ہیں' پھر ہم نے سوچا اگر ہم مدینہ جائیں تو قتل ہو جائیں گے۔ پھر ہمارے خیال میں آیا' اگر ہم خود کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیں تو بہتر ہے اگر ہماری توبہ قبول ہوئی تو فبہا ورنہ ہم میدان جنگ میں چلے جائیں گے چنانچہ ہم نماز فجر سے قبل' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ گھر سے باہر تشریف لائے پوچھا کون ہیں' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم بھگوڑے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تو کرار اور دوبارہ حملہ کرنے والے ہو' میں تمہاری اور جملہ مسلمانوں کی جماعت ہوں' پھر ہم آگے بڑھے اور آپ

کے ہاتھ چوم لئے۔

اس روایت کو منذر نے (شعبہ از یزید بن ابی زیاد از ابن ابی لیلیٰ) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ ہم ایک فوجی دستہ اور سریہ میں تھے اور بھاگ نکلے اور ہم نے ارادہ کیا کہ سمندر میں کشتی پر سوار ہوں' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم فرار ہیں اور جنگ سے بھگوڑے ہیں تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم تو عکار اور دوبارہ حملہ کرنے والے ہو۔

اس روایت کو ترمذی اور ابن ماجہ نے یزید بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے اور ترمذی کا بیان ہے کہ یہ حسن ہے' اور ہم اس حدیث کو صرف اس سند سے جانتے ہیں۔

امام احمد (اسحاق بن عیسیٰ اور اسود بن عامر' شریک' یزید بن ابی زیاد' عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ کیا جب ہم دشمن کے آمنے سامنے ہوئے تو ہم پہلے ہی ہلے میں بھاگ نکلے۔ چنانچہ ہم لوگ رات میں مدینہ میں آئے اور چھپ رہے۔ پھر ہم نے سوچا' اگر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور معذرت کریں تو بہتر ہے۔ چنانچہ ہم معذرت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم مفرور لوگ ہیں' تو آپ نے فرمایا نہیں تم تو دوبارہ حملہ کرنے والے ہو اور میں تمہاری جماعت کا مرکز ہوں ــــ اسود' راوی کے الفاظ ہیں وانا فئة کل مسلم

حضرت سلمہؓ : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم کی معرفت عامر بن عبداللہ بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین' ام سلمہؓ نے سلمہؓ بن ہشام بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا بات ہے کہ سلمہؓ نماز باجماعت ادا نہیں کرتے؟ تو اس نے کہا وہ گھر سے باہر نکلنے کی سکت نہیں رکھتے۔ جب بھی وہ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو لوگ ان کو بھگوڑا اور مخنث کہنا شروع کر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ تنگ آ کر گھر میں ہی بیٹھ رہتے ہیں۔ یہ واقعہ غزوہ موتہ کا ہے۔

چند لوگ مفرور تھے : امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ دو لاکھ کا ٹڈی دل دیکھ کر بعض لوگ بھاگ نکلے اور ایسے مہلک مقام سے فرار روا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے چند لوگ بھاگ نکلے اور باقی ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح یاب کیا اور ان کے چنگل سے بہ سلامت نکل آئے اور ان میں کشتوں کے پشتے لگا دیئے' جیسا کہ واقدی اور موسیٰ بن عتبہ سے قبل ازیں بیان ہو چکا ہے اور اس کی تائید' امام احمد کی مذکور ذیل روایت سے ہوتی ہے۔

عوف اشجعی اور مددگار : امام احمد (ولید بن مسلم' صفوان بن عمرو' عبد الرحمان بن جبیر بن نفیر' جبیر) عوف بن مالک اشجعیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ موتہ میں' میں بھی زید بن حارثہ کے ہمراہ روانہ ہوا اور یمن سے میرا ایک امدادی آیا' اس کے پاس بجز تلوار کے کچھ نہ تھا' کسی مسلمان نے اونٹ ذبح کیا اس سے میرے امدادی یمنی نے اونٹ کا کچھ چمڑا مانگا' چنانچہ اس نے یہ چمڑا اس کو دے دیا اور اس نے اسے ڈھال کی شکل میں تبدیل کر لیا۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور رومی لشکر سے آمنا سامنا ہوا تو ان میں ایک رومی اشقر

گھوڑے پر سوار تھا اس کی زین طلائی تھی اور اسلحہ بھی طلائی تھا اور وہ رومی مسلمانوں پر حملہ کے لئے اکسا رہا تھا۔ یہ امدادی' ایک پتھر کے پیچھے اس کی تاک میں بیٹھ گیا وہ اس کے پاس سے گزرا تو اس نے رومی کے گھوڑے کی کونچ کاٹ دی۔ وہ گر پڑا تو اس کو قتل کر کے اس کا گھوڑا اور سامان حرب سنبھال لیا۔

فتح یاب ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید نے اس کو بلایا اور اس سے سلب اور مقتول کا سامان حرب واپس لے لیا۔ عوف اشجعی کا بیان ہے کہ میں حضرت خالدؓ کے پاس آیا اور بتایا کہ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قاتل کے حق میں سلب کا فیصلہ کیا ہے؟ حضرت خالدؓ نے کہا کیوں نہیں' لیکن یہ مال کثیر ہے۔ میں نے دوبارہ عرض کیا' آپ اس کو یہ واپس کر دیں ورنہ میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔ انہوں نے پھر بھی واپس کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے امدادی کا قصہ اور حضرت خالدؓ کا رویہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد! جو کچھ تم نے اس سے اخذ کیا ہے واپس لوٹا دو۔

یہ سن کر عوف نے کہا' لے خالد' لے' کیا میں نے جو تم سے وعدہ کیا تھا پورا نہیں کیا' تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے' میں نے آپ کو بتایا تو آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا' اے خالد! مت واپس کرو' کیا تم میرے امراء پر نکتہ چینی سے باز نہ آؤ گے' تمہارے لئے ان کا حاصل کردہ بہترپانی ہو اور ان کو اس سے گدلا پانی میسر ہو۔ ولید بن مسلم کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کے بارے ثور سے دریافت کیا تو اس نے مجھے یہ حدیث خالد بن معدان سے جبیر بن نفیر کی معرفت عوف اشجعی سے اسی طرح سنائی' اس روایت کو امام مسلم اور ابوداؤد نے جبیر بن نفیر از عوف بن مالک اشجعی اسی طرح نقل کیا ہے۔

اس حدیث کا مقتضی ہے کہ مجاہدین موتہ نے دشمن سے مال غنیمت حاصل کیا' ان کے اشراف کو قتل کیا اور ان سے سلب اتارا۔ قبل ازیں روایت بخاری میں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں جنگ موتہ میں نو تلواریں ٹوٹیں' آخر کار صرف ایک یمنی تلوار ہاتھ میں باقی رہی۔

فتح یابی : اس بے تحاشہ جرات و جسارت کا مطلب ہے کہ انہوں نے خوب خونریزی کی اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے' اگر ایسی جوانمردی اور بے باکی کا مظاہرہ نہ ہوتا تو وہ دشمن کے نرغے سے نہ نکل سکتے تھے۔ فتح یابی پر یہی ایک حدیث مفصل دلیل ہے' واللہ اعلم۔

موسیٰ بن عقبہ' واقدی' بیہقی اور زہری (حسب بیان ابن ہشام) کا یہی مختار قول ہے۔

حافظ بیہقی نے بیان کیا ہے کہ اہل مغازی کا مجاہدین موتہ کے فرار اور انحراف میں اختلاف ہے۔ بعض اہل سیر کا خیال ہے کہ وہ فرار ہو گئے تھے اور بعض کا دعویٰ ہے کہ مسلمان مشرکوں پر غالب آئے اور مشرک شکست و ہزیمت سے ہمکنار ہوئے اور بخاری میں روایت انسؓ **ثم اخذھا خالد ففتح اللّٰہ علیہ** ان کے ظہور و غلبہ پر واضح دلیل ہے' واللہ اعلم۔

ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ خطبہ میں قتادہ عذری' امیر میمنہ نے مالک بن زافلہ یا رافلہ' امیر نصاری اعراب پر حملہ کیا اور اس کو تہ تیغ کر دیا۔ اس نے اس کارنامے پر فخریہ انداز میں کہا ہے۔

ضعنت ابن رافلة بن الاراش برمح مضى فيه ثم انحطم
ضربت على جيده ضربة فمال كما مال غصن السلم
وسقنا نساء بنى عمه غداه رقوقين سوق النعم

(میں نے ابن رافلہ پر نیزے سے وار کیا جو اس میں گھس کر ٹوٹ گیا۔ میں نے اس کی گردن پر ایک وار کیا وہ درخت کی شاخ کی طرح جھک کر گر پڑا۔ اور ہم اس کی برادری کی عورتوں کو رقوقین میں صبح جانوروں کی طرح ہانک لائے)

یہ اشعار ہمارے موقف کی تائید کرتے ہیں کیونکہ معمول ہے کہ جب میر کارواں قتل ہو جائے تو کارواں بھاگ جاتا ہے' علاوہ ازیں اشعار میں اس بات کی وضاحت ہے کہ انہوں نے ان کی خواتین کو اسیر بنایا اور یہ بات ہمارے مدعی کی واضح دلیل ہے' واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا موقف اور دلیل : باقی رہے امام ابن اسحاق تو ان کا یہ موقف ہے کہ اسلامی لشکر صرف ان سے بچ کر نکل آیا اور رومیوں کے چنگل سے چھوٹ آیا اور دشمن کے شدید محاصرے سے گلو خلاصی' اس کے جم غفیر سے نجات اور اس کے تابڑ توڑ حملوں سے بچاؤ کو اس نے نصرت اور فتح کا نام دیا ہے کیونکہ ایسے ماحول اور حالات کا تقاضا تھا کہ ان سے صلح ہو مگروہ رومیوں کے نرغے سے باہر نکل آئے' ایسے دشوار مقام اور گرداب سے نکل آنا ہی انتہائی کامیابی ہوتا ہے۔

امام ابن اسحاق کے اس موقف کا بھی احتمال موجود ہے مگر یہ سراسر حدیث رسول اللہ ﷺ --- **ففتح الله عليهم** --- کے خلاف ہے۔ امام ابن اسحاق نے اپنے اس موقف (کہ لوگ شدید مخمصے میں تھے اور خالد بن ولید ان کو رومیوں کے چنگل سے چھڑا لائے) پر **قیس بن محسر یعمری** کے درج ذیل معذرت خواہانہ اشعار سے استدلال کیا ہے۔

فو الله لا تنفك نفسى تلومنى على موقفى والخيل قابعة قبل
وقفت بها لا مستجيراً فنافذا ولا مانعاً من كان حم له القتل
على أننى آسيت نفسى بخالد ألا خالد فى القوم ليس له مثل
وجاشت الى النفس من نحو جعفر بمؤتة إذ لا ينفع النابل النبل
وضم الينا حجزتيهم كليهما مهاجرة لا مشركون ولا عزل

(واللہ! مجھے میرا دل اپنے موقف اور مقام پر ملامت کرتا رہا اور گھوڑے سر جھکائے ترچھی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ میں وہاں ٹھہرا نہ تو کسی کو پناہ دے سکتا تھا اور نہ کسی مقتول کو بچا سکتا تھا۔ علاوہ اس کے میں نے اپنے لئے خالد کو قدوہ اور اسوہ بنایا' سنو! قوم میں خالد ایسا کوئی نہیں۔ موتہ میں جعفرؓ کی وجہ سے میرا دل بھر آیا جب تیرانداز کو تیر مفید نہ ہو۔ ہمارے دونوں گوشوں کو مہاجروں نے ہماری طرف پیوستہ کر دیا' مشرک اور بے اسلحہ لوگوں نے نہیں)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ **قیس یعمری** نے اپنے اشعار میں ایک مختلف اور متنازع مسئلہ کا واضح حل پیش کر دیا ہے کہ لوگ مقابلہ کرنے سے رک گئے اور موت سے گھبرا گئے اور اس نے خالدؓ کے اپنے رفقاء کو

بچالانے کو ثابت کر دیا۔ ابن ہشام نے امام زہری سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے خالد بن ولید کو اپنا امیر منتخب کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح سے سرفراز فرمایا اور مدینہ سے واپسی تک وہی مجاہدین موتہ کے امیر تھے۔

تعزیت اور کھانا تیار کرنا : ابن اسحاق (عبداللہ بن ابی بکر' ام عیسیٰ خزاعیہ' ام جعفر بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب' جدھا) حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب جعفر اور ان کے رفقاء شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے' میں اپنے دباغت کے کام سے فارغ ہو چکی تھی' آٹا گوندھ چکی تھی اور بچوں کو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا چکی تھی' تو آپ نے فرمایا جعفر کے بچوں کو لاؤ' چنانچہ میں نے ان کو حاضر خدمت کیا تو آپ نے آبدیدہ ہو کر ان کو پیار فرمایا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ فدا ہوں' آپ آبدیدہ کیوں ہیں؟ کیا جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی اطلاع آئی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! وہ آج شہید ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر میں چیخنے لگی اور دیگر عورتیں بھی میرے پاس جمع ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ واپس اپنے گھر تشریف لے گئے اور اہل خانہ سے فرمایا آل جعفر کا خیال رکھنا' ان کا کھانا تیار کرنا' وہ جعفر کی وجہ سے ہوش میں نہیں ہیں۔

اس روایت کو امام احمد نے ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے اور اس کو ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر از ام عیسیٰ از ام عون بنت محمد بن جعفر از اسماء بیان کیا ہے۔ (ام جعفر اور ام عون ایک ہی خاتون ہے)

امام احمد (سفیان' جعفر بن خالد' خالد) عبداللہ بن جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفرؓ کا تمام تر واقعہ ہوبہو بتا دیا تو اس نے عرض کیا اس کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! آپ نے من و عن پورا واقعہ سنا دیا ہے۔ اس میں ذرہ برابر کمی نہیں۔ ان کی روئیداد اسی طرح ہے جیسے آپ نے فرمایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے وہ علاقہ میرے سامنے کر دیا یہاں تک کہ میں نے تمہارا سارا معرکہ دیکھا۔

اس بیان میں چند فوائد ہیں جو ابن اسحاق کے بیان میں نہیں ہیں اور اس میں ایک بات ـــــ لشکر کی تبدیلی اور فتح ـــــ ابن اسحاق کے اس بیان کے خلاف ہے کہ خالدؓ اپنی قوم کو بچا کر لے آئے یہاں تک کہ روم اور عرب کے عیسائیوں سے چھٹکارا پایا۔ موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے بصراحت بتایا ہے کہ مسلمانوں نے عرب اور روم کے لشکر کو شکست سے دوچار کیا اور مذکور بالا حضرت انسؓ کی مرفوع روایت کا بھی یہی مفہوم ہے کہ بعد ازاں جھنڈے کو اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ـــــ حضرت خالدؓ ـــــ نے سنبھال لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی۔ (رواہ البخاری) اور حافظ بیہقی کا بھی اسی طرح میلان ہے اور اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔

تطبیق : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ابن اسحاق اور دیگر محدثین کے اقوال کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ حضرت خالدؓ نے جب علم سنبھالا' شہادت کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا آل جعفر کے لئے کھانا تیار کرو وہ موت کی وجہ سے مغموم ہیں۔ اس روایت کو امام ابوداوُد' ترمذی اور ابن ماجہ نے (سفیان بن عینیہ از جعفر بن

خالد بن سارہ مخزومی مکی از ابیہ خالد از عبداللہ بن جعفر) نقل کیا ہے اور بقول ترمذی حسن ہے۔

نوحہ لائق نیست برخاک شہیداں : محمد بن اسحاق (عبدالرحمان بن قاسم' قاسم) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت جعفرؓ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو آپ کے چہرۂ انور پر غم و اندوہ کے آثار ہویدا تھے۔ آپ کے پاس آکر ایک آدمی نے بتایا یارسول اللہ ﷺ! خواتین رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ' ان کو چپ کرا دو۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور اس نے واپس آکر پھر وہی بات دہرائی تو آپ نے فرمایا بسا اوقات تکلف نقصان دہ ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اس کو کہا جا ان کو خاموش کرا دے' اگر وہ انکار کریں تو ان کے منہ میں خاک ڈال دو۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے میں نے دل میں کہا اللہ تجھے ایسا ویسا کرے' واللہ نہ تو خاموش ہوتا ہے اور نہ تو رسول اللہ ﷺ کا فرمان مانتا ہے اور مجھے معلوم تھا کہ وہ ان کے منہ میں خاک نہیں ڈال سکتا۔ اس کو صرف ابن اسحاق نے اس سند سے بیان کیا ہے اور دیگر کتب حدیث میں نہیں ہے۔

امام بخاری (قتیبہ' عبدالوھاب' یحیٰی بن سعید' عمرہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو حضرت زیدؓ' حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی تو آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ آپ کے روئے انور پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی' ایک آدمی نے آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! جعفر کی خواتین رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو منع کر دے' پھر آکر اس نے بتایا واللہ! وہ ہمارا کہا نہیں مانتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے منہ میں خاک ڈال دے۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے کہا' اللہ تیری ناک خاک آلود کرے۔ واللہ! نہ تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرتا ہے اور نہ تو آپ کو بے جا تکلیف دینے سے باز آتا ہے۔

اس روایت کو امام مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے متعدد اسناد سے (یحیٰی بن سعید انصاری از عمرہ) اسی طرح نقل کیا ہے۔

تین روز تک رونے کی مہلت : امام احمد (وھب بن جریر' جریر' محمد بن ابی یعقوب' حسن بن سعد) عبداللہ بن جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا اور زید بن حارثہ کو اس کا امیر نامزد کیا اور فرمایا زید شہید ہو جائے تو جعفر امیر ہے اور وہ بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہو گا۔ چنانچہ جب اسلامی لشکر کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو زیدؓ نے پرچم پکڑا' جہاد کرتے رہے تاآنکہ وہ شہید ہو گئے' پھر جعفرؓ نے علم سنبھالا اور وہ بھی جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ وہ بھی راہ خدا میں لڑتے لڑتے جام شہادت پی گئے تو خالد بن ولیدؓ نے علم سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح سے ہمکنار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ منبر پر جلوہ آفروز ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ آپ کے بھائیوں کی' دشمن سے لڑائی ہوئی۔ زیدؓ' جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش فرما گئے۔ پھر خالد بن ولیدؓ نے علم سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں فتح نصیب کر دی۔ پھر آپ آل جعفر کے پاس تین روز تک تشریف نہ لے گئے۔ بعد ازاں ان کو بتایا کہ آج کے بعد' تم میرے بھائی پر مت رونا۔ جعفرؓ کی اولاد کو بلاؤ' چنانچہ ہمیں آپ

کے پاس لایا گیا گویا ہم پرندوں کے چوزے ہیں' نہایت کم سن۔ پھر آپ نے فرمایا حجام کو بلاؤ' وہ حاضر ہوا تو ہمارے سر منڈوا دیئے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا محمد بن جعفر تو ہمارے چچا ابو طالب کا شبیہ ہے اور عبداللہ بن جعفر میری صورت اور سیرت دونوں میں میرے مشابہ ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر کو اٹھایا اور فرمایا یااللہ! یہ جعفرؓ کی آل و اولاد میں جانشین ہو' اور عبداللہ بن جعفر کے بیع و شرا اور خرید و فروخت میں برکت کر۔ (آپؐ نے یہ دعا تین بار کی)

پھر ہماری والدہ اسماء بنت عمیس آئیں تو انہوں نے ہماری یتیمی اور بے مائیگی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کیا تجھے ان کے فقر و فاقہ کا اندیشہ لاحق ہے؟ میں ان کا دنیا اور آخرت میں ولی ہوں۔ اس روایت کا بعض حصہ امام ابوداؤد نے بیان کیا اور امام نسائی نے یہ پوری روایت وھب بن جریر سے بیان کی ہے۔ اس روایت کا مقتضی ہے کہ آپؐ نے ان کو تین روز تک رونے کی اجازت مرحمت فرمائی پھر بعد ازاں اس سے منع فرمایا۔ شاید' امام احمد کی' اس روایت کا یہی مطلب ہو جو انہوں نے حکم بن عبداللہ بن شداد کی معرفت' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ جب جعفرؓ شہید ہوئے تو آپؐ نے ان کو فرمایا تین روز تک مجھے حزن و ملال' آہ و بکا اور شق ثیاب کی اجازت ہے پھر آئندہ تو جو دل چاہے کر۔ (تفرد بہ احمد)

خصوصی احادیث : ممکن ہے یہ شق ثیاب اور آہ و بکا کی اجازت اسکے شدید رنج و غم کے پیش نظر' اس کیلئے خصوصی اجازت ہو یا اس کیلئے سہ روز تک ایام عدت میں خوب رونے دھونے اور شق ثیاب کی اجازت ہو' بعد ازاں عام عدت گزارنے والی عورتوں کی طرح عدت گزارے' واللہ اعلم۔ ایک روایت میں ہے کہ "تسلی ثلاثا" یعنی صرف سہ روز صبر کرے' یہ روایت دیگر روایات کے خلاف ہے' واللہ اعلم۔ وہ روایت جو امام احمد نے (یزید' محمد بن طلحہ' حکم بن عیینہ' عبداللہ بن شداد) حضرت اسماء بنت عمیس سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ' جعفرؓ کے قتل کے تیسرے روز بعد' تشریف لائے اور آپ نے فرمایا آج کے بعد' تو سوگ نہ کرنا۔ امام احمد اس میں منفرد ہیں۔ اس کی سند میں کوئی قباحت نہیں' لیکن اس کا ظاہری مفہوم درست نہیں کیونکہ مسلم اور بخاری میں مذکور ہے کہ کسی مسلمان عورت کے لئے روا نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ کرے ماسوائے اپنے خاوند کے' کہ وہ اس کا سوگ چار ماہ دس روز تک منائے۔

اگر اس روایت کی سند محفوظ ہے تو یہ اس کے لئے خصوصی رعایت ہو گی۔ یا اس کو تین روز تک خوب سوگ منانے کی اجازت ہو گی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے' واللہ اعلم۔

حضرت اسماء بنت عمیس نے اپنے شوہر کا سوگ منایا۔ وہ ایک قصیدہ میں یوں گویا ہیں۔

فآليت لا تنفك نفسي حزينة علیك ولا ینفك جلدي أغبرا
فلله عيناً من رأى مثله فتى أكر وأحمى في الهياج وأصبرا

(میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں تجھ پر ہمیشہ غمناک رہوں گی اور میرا جسم غبار آلود رہے گا)

عدت گزر جانے کے بعد' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے شادی کر لی۔ دعوت ولیمہ میں حضرت علیؓ بھی موجود تھے' عام لوگ چلے گئے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے اجازت طلب کی کہ وہ اسماءؓ سے پردے کے

پیچھے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اجازت دے دی تو آپ جب پردے کے قریب ہوئے اور مہک آئی تو اس سے پوچھا یہ شعر کس کا ہے۔

فـآليت لا تنفـك نفسـي حزينـة عليـك ولا ينفـك جلـدي أغـبـر

تو انہوں نے یہ سن کر کہا' ابوالحسن' اس بات کو چھوڑیئے' آپ کی طبع میں ظرافت اور مزاح و مذاق ہے۔

محمد بن ابوبکر : حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے بطن سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ حجتہ الوداع کے سفر کے دوران مکہ اور مدینہ کے درمیانی مقام شجرہ میں آپؐ نے ان کو غسل کے بعد احرام باندھنے کا حکم دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد' حضرت علیؓ سے شادی کی اور اولاد پیدا ہوئی' رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شفقت : ابن اسحاق نے محمد بن جعفر بن زبیر کی معرفت عروہ بن زبیر سے بیان کیا ہے کہ موتہ کا لشکر جب واپس مدینہ کے قریب پہنچا تو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے استقبال کیا اور بچے بھی دوڑتے ہوئے ان سے جا ملے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ہمراہ گھوڑے پر سوار واپس مدینہ کی طرف آرہے تھے تو آپؐ نے فرمایا بچوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ سوار کر لو اور مجھے ابن جعفر پکڑا دو۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر کو لایا گیا اور آپ نے اس کو اپنے آگے بٹھا لیا۔ لوگ لشکر پر خاک اڑانے لگے اور بھگوڑے کہنے لگے کہ وہ جہاد سے فرار ہو کر آئے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ بھگوڑے نہیں ہیں وہ تو ان شاء اللہ دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں' یہ روایت مرسل ہے۔

تین سوار : امام احمد (ابومعاویہ' عاصم' مورق عجلی) حضرت عبداللہ بن جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جب سفر سے واپس لوٹتے تو اہل بیت کے بچوں کو اٹھا لیتے۔ آپ ایک دفعہ سفر سے واپس آئے اور مجھے آپ کے پاس لے جایا گیا اور آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا پھر حسنؓ یا حسینؓ کو لایا گیا تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ چنانچہ ہم تینوں سوار ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے' اس روایت کو امام مسلم' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے عاصم احول از مؤرق عجلی بیان کیا ہے۔

قثم بن عباس : امام احمد (روح' ابن جریج' خالد بن سارہ) سارہ مخزومی مکی سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن جعفر نے بتایا کہ میں' قثم اور عبداللہ پسران حضرت عباسؓ بچے تھے' کھیل کود رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر تشریف لائے اور فرمایا کہ عبداللہ کو اٹھا کر مجھے پکڑا دو۔ چنانچہ آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھا لیا اور قثم بن عباس کے بارے فرمایا اس کو بھی اٹھا کر مجھے پکڑا دو' اور آپ نے اس کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ عبداللہ بن عباس' حضرت عباسؓ کو قثم سے زیادہ پیارے تھے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کا خیال کئے بغیر قثم کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور پھر میرے سر پر تین بار دست شفقت پھیر کر دعا کی یااللہ! یہ جعفر کی اولاد کا جانشین ہو۔ حضرت عبداللہ بن جعفر سے قثم کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا وہ شہید ہوئے۔ یہ سن کر میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو نیکی کا خوب علم تھا۔ میں نے کہا جی ہاں' اس روایت کو امام نسائی نے "الیوم واللیلہ" میں ابن جریج سے بیان کیا ہے۔

تنبیہہ : یہ مذکور بالا واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ کیونکہ عباس فتح مکہ کے بعد ہی مدینہ آئے تھے۔

مسکت جواب : وہ حدیث جو امام احمد نے اسماعیل از حبیب بن شہید از عبداللہ بن ابی ملیکہ سے بیان کیا ہے (کہ عبداللہ بن جعفر نے ابن زبیر سے پوچھا کیا یاد ہے کہ جب میری تمہاری اور ابن عباس کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی' آپ نے مجھے اور ابن عباس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور تجھے نظر انداز کر دیا یہ روایت بخاری اور مسلم میں بھی حبیب بن شہید سے مروی ہے) دندان شکن جوابات میں شمار ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ یہ جواب حضرت ابن عباسؓ نے بھی حضرت ابن زبیرؓ کو دیا تھا۔ یہ اور واقعہ ہے جو فتح مکہ کے بعد پیش آیا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

حضرت زیدؓ' حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے فضائل و محاسن

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ : کا سلسلہ نسب یہ ہے زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبدالعزی بن امری القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عزرہ بن زید املات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کلبی غلام رسول اللہ ﷺ

ان کی سرگزشت یہ ہے کہ والدہ سعدی بنت ثعلبہ' اپنے کم سن بچے کے ساتھ' اپنے میکہ جانے کے لئے روانہ ہوئیں۔ ان پر ایک قافلہ نے لوٹ ڈالی اور اس کم سن بچہ کو اٹھا کر ہمراہ لے گئے۔ انہوں نے فروخت کے لئے عکاظ میں پیش کیا تو حکیم بن حزام نے اس کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ بنت خویلد کے لئے خرید لیا۔ بعض کا خیال ہے کہ ان کو خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ کے لئے خریدا تھا' اور انہوں نے قبل از نبوت رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا تھا۔ ان کے والد نے تلاش بسیار کے بعد پا لیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں قیام کو پسند کیا اور آپ نے ان کو آزاد کر کے متبنی بنا لیا اور زید بن محمدؐ کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور جملہ موالی سے قبل مسلمان ہوئے۔

اور ان کے بارے قرآن پاک کی چند آیات نازل ہوئیں۔ ماجعل ادعیاء کم ابناء کم (۳۳/۴) ادعوهم لا بائہم هواقسط عندالله (۳۳/۵) ما كان محمدٌ ابا احد من رجالكم (۳۳/۴۰) اذ تقول للذی انعم الله وانعمت علیه (۳۳/۳۷) فلما قضی زید منها وطرا (۳۳/۳۷) انعم الله علیه (۳۳/۳۷) کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام سے مشرف فرمایا اور انعمت علیک (۳۳/۳۷) کا معنی ہے کہ آپؐ نے ان کو آزاد کیا۔ قرآن مجید میں حضرت زیدؓ کے علاوہ کسی صحابی کا نام نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آزاد کر کے اپنی کنیز ام ایمن برکت سے نکاح کر دیا۔ اس کے بطن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے۔ حب بن حب کے نام سے زبان زد تھے۔ پھر آپ نے اپنی پھوپھی زاد زینبؓ بنت جحش سے ان کی شادی کر دی اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ سے ان کی اخوت قائم کی اور غزوہ موتہ میں' امارت کے سلسلہ میں ان کو حضرت جعفرؓ پہ ترجیح دی۔

حضرت زیدؓ کی فضیلت : امام احمد اور امام ابوبکر بن ابی شیبہ (محمد بن عبید' وائل بن داؤد' بہی) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ زید بن حارثہ کو جس سریہ میں روانہ کرتے' اس کو امارت کا منصب عطا کرتے۔ اگر وہ زندہ رہتے تو اس کو خلیفہ نامزد کرتے۔ اس روایت کو نسائی نے احمد بن سلیمان کی معرفت' محمد بن عبید طنافسی سے نقل کیا ہے۔ یہ سند نہایت قوی ہے اور شرط بخاری کی حامل ہے اور نہایت غریب ہے' واللہ اعلم۔

محبوب ترین : امام احمد (سلیمان' اسماعیل' ابن دینار) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا اور اس کا عہدہ امارت اسامہ بن زیدؓ کو عطا کیا۔ بعض نے ان کی امارت پر نکتہ چینی کی' تو آپؐ نے فرمایا' تم لوگ پہلے جس طرح اس کے باپ کی قیادت پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے' اسی طرح اب تم اس کی سیادت پر طعن و طنز کرتے ہو۔ بخدا! وہ امارت و قیادت کا سزاوار تھا اور وہ میرا محبوب ترین شخص تھا اور اس کے بعد اسامہؓ مجھ کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔

اس روایت کو بخاری اور مسلم نے (قتیبہ بن اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر مدنی از عبداللہ بن دینار) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو (موسیٰ بن عقبہ از سالم' از ابیہ) بیان کیا ہے اور حافظ بزار نے (عاصم بن عمر از عبید اللہ بن عمر عمری از نافع از ابن عمرؓ) بیان کیا ہے اور اس سند سے اس کو غریب قرار دیا ہے۔

حافظ بزار (عمر بن اسماعیل' مجالد' شعبی' مسروق) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب زیدؓ شہید ہوئے اور اسامہ بن زیدؓ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا گیا تو اس کو دیکھ کر آپ آب دیدہ ہو گئے اور اس کو پیچھے کر دیا گیا۔ دوسرے روز پھر وہ آپ کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا آج بھی مجھے وہی دکھ درد ہے جو کل تھا۔ اس حدیث میں غرابت ہے' واللہ اعلم۔

صحیحین کی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بر سر منبر ان شہداء موتہ کا ذکر کیا اور آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں اور آپ نے فرمایا ان کو ہمارے پاس ہونا پسند نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا زیدؓ نے علم لیا تو وہ جام شہادت نوش فرما گئے' جعفرؓ نے پرچم پکڑا تو وہ واصل بحق ہوئے پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا سنبھالا تو وہ بھی شہید ہو گئے اور دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا اور ان کو جنت کا مژدہ سنایا۔ حضرت حسان نے کہا۔

عین جودی بدمعك المنزور　　واذکری فی الرخاء أهل القبور
واذکری مؤتة وما کان فیها　　یوم راحوا فی وقعة التغویر
حین راحوا وغادروا ثم زیداً　　نعم مأوی الضریك والمأسور
حب خیر الانام طراً جمیعاً　　سید الناس حبه فی الصدور

(اے آنکھ! تو اپنے باقی ماندہ آنسوؤں سے سخاوت کر اور آسودگی میں اہل قبور کو یاد کر۔ تو موتہ اور اس کے سانحہ کو یاد کر جب وہ ضرار والے سانحہ میں گئے۔ جب وہ آئے اور زید کو وہاں چھوڑ آئے وہ فقیر اور اسیر کا عمدہ ملجا و ماوی

تھا۔ سرور عالمؐ کا محبوب تھا اور سعید بشرؐ کا حبیب تھا اس کی محبت دلوں میں جاگزیں ہے)

ذکرهم أحمد الذی لاسواه ذاك حزنی له معاً و سروری
إن زيد قد كان منا بامر ليس أمر المكذب المغرور
ثم جودی للخزرجی بدمع سيداً كان ثم غير نزور
قد أتانا من قتلهم ما كفانا فبحزن نبيت غير سرور

(آپ ہمیں احمد ﷺ جن کے سوا کوئی آخری نبی نہیں ان ہی کے لئے میرا رنج و الم اور سرور و جور موقوف ہے۔ زیدؓ ہمارے ایسے امر پر مامور تھے کہ وہ غلط کار اور فریب خوردہ کا منصب نہ تھا۔ پھر تو سید خزرجی کے لئے اشکبار ہو جس کے عطایا کم نہ تھے۔ ان کی شہادت کی خبر ہمیں موصول ہوئی ہے جو رنج و غم کے لئے کافی ہے چنانچہ ہم غم و اندوہ میں رات بسر کرتے ہیں)

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ : حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم' رسول اللہ ﷺ کے چچازاد' حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے اور عقیل سے دس سال بڑے تھے۔ حضرت جعفرؓ آغاز اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں آپ نہایت معزز و محترم تھے۔ آپکے کارنامے درخشاں تھے اور آپ کے جوابات دندان شکن اور صائب تھے' ہم یہ ہجرت حبشہ میں بیان کر چکے ہیں' وللہ الحمد۔

غزوہ خیبر کے وقت رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور آپ نے فرمایا معلوم نہیں کہ مجھے فتح کی زیادہ خوشی ہے یا جعفرؓ کی آمد کی۔ آپ نے کھڑے ہو کر ان سے معانقہ فرمایا اور ماتھا چوما اور آپ نے عمرہ قضا سے روانگی کے وقت فرمایا تھا تم میری صورت اور سیرت کے مشابہ ہو اور غزوہ موتہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضرت زیدؓ کا نائب مقرر فرمایا۔ شہادت کے بعد' ان کے سامنے کے جسم میں نوے سے زائد زخم پائے گئے' ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا' پھر بایاں جس میں آپ علم تھامے ہوئے تھے۔ بعد ازاں آپ نے بازوؤں کے سہارے علم کو آغوش میں دبا لیا اور اس حالت میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مشہور ہے کہ ایک رومی نے تلوار کے وار سے آپ کے دو ٹکڑے کر دیئے' رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی اطلاع دی اور وہ قطعی جنتی ہیں اور احادیث میں ان کا نام ذوالجناحین بیان ہوا ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب وہ عبداللہ بن جعفر کو سلام کہتے تو ان الفاظ میں کہتے السلام علیک یا ابن ذی الجناحین اور بعض کا بیان ہے کہ یہ حدیث خود حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ مگر درست وہی ہے جو بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں یہ دو بازو' آپ کو دو کٹے ہوئے ہاتھوں کی بجائے عطا کئے۔

امام ترمذی نے (علی بن حجر' عبداللہ بن جعفرؒ' علاء بن عبدالرحمان' عبدالرحمان) حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جعفر کو ملائکہ کے ساتھ اڑتے دیکھا ہے۔ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کی عمر اس وقت ۳۳ سال تھی۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ۴۱ سال تھی۔ بقول امام ابن کثیر' حضرت جعفرؓ کا حضرت علیؓ سے دس سال بڑا اور معمر ہونے کا مقتضی ہے کہ

شہادت کے وقت ان کی عمر ۳۹ سال ہو کیونکہ حضرت علیؓ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے' مکہ میں ۱۳ سال قیام کیا اور ۲۱ سال کی عمر میں ہجرت کی اور آٹھ ہجری میں غزوہ موتہ بپا ہوا' واللہ اعلم۔ حضرت جعفرؓ شہادت کے بعد' جعفر طیار کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ نہایت سخی اور فیاض تھے' سخاوت کی بدولت آپ کی کنیت ابوالمساکین تھی۔

ایک حدیث کی تطبیق : امام احمد (عفان بن و حیب' خالد' عکرمہ) حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد' حضرت جعفرؓ سب سے افضل ہیں۔ یہ سند جید ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کو کرم و جود اور سخاوت کے پیش نظر افضل قرار دیا ہے باقی رہی دینی امور میں فضیلت و برتری تو واضح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ' حضرت عمر فاروقؓ بلکہ حضرت عثمان غنیؓ بھی ان سے افضل تھے۔ باقی رہے حضرت علیؓ تو بظاہر یہی ہے کہ وہ دونوں مساوی تھے یا حضرت علیؓ ان سے افضل و اعلیٰ تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا مقصد' صرف کرم و جود میں فضیلت بیان کرنا تھا جیسا کہ بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ابو ہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ سنو! میرا سارا وقت رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں گزرتا تھا' میں محتاج آدمی تھا صرف عام روٹی پر اکتفا کرتا تھا۔ عمدہ اور مرغن غذا نہ کھاتا تھا' ریشم اور حریر نہ پہنتا تھا' بغیر خادم کے زندگی بسر کرتا تھا' اکثر بھوک کے باعث پیٹ کو کنکروں سے دبائے رکھتا تھا اور قرآن کی آیت مجھے یاد بھی ہوتی تو اس کو لوگوں سے پوچھتا پھرتا کہ شاید کوئی مجھے اپنے گھر لے جائے اور کچھ کھلائے۔ جعفرؓ مسکینوں کے حق میں سب سے بہتر تھے وہ ہم لوگوں کو اپنے گھر لے جاتے اور جو کچھ ہوتا سامنے لا کر رکھ دیتے یہاں تک کہ بعض اوقات گھی کا خالی ڈبہ لا دیتے اور ہم اس کو پھاڑ کر جو اس کے اندر ہوتا چاٹ لیتے۔ (انفرد بہ البخاری) حضرت حسانؓ نے حضرت جعفر کا مرثیہ کہا۔

ولقد بکیت وعز مهلك جعفر　　حب النبی علی البریة کلها
ولقد جزعت وقلت حین نعیت لی　　من للجلاد لدی العقاب وظلها
بالبیض حین تسل من أغمادها　　ضربا وإنهال الرماح وعلها
بعد ابن فاطمة المبارك جعفر　　خیر البریة کلها وأجلها

(میں اشکبار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے محبوب جعفرؓ کی موت مجھے نہایت شاق گزری۔ میں نے گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار کیا اور جب مجھے ان کی موت کی خبر ملی تو میں نے کہا کہ عقاب پرچم اور اس کے سایہ کے پاس نیام سے تلوار نکال کر کون حملہ کرے گا اور یکے بعد دیگرے نیزے کون مارے گا۔ فاطمہ کے لخت جگر' جعفرؓ کے بعد' جو مخلوق سے اعلیٰ تھا اور سب سے بڑا تھا مصیبت کے لحاظ سے)

رزءاً وأکرمها جمیعاً محتدا　　وأعزها متظلما وأذلها
للحق حین ینوب غیر تنحل　　کذباً وأنداها یدا وأقلها
فحشاً وأکثرها اذا ما یجتدی　　فضلا وأنداها یداً وأبلها
بالعرف غیر محمد لامثله　　حی من احیاء البریة کلها

ور سب سے اکرم تھا نسب کے لحاظ سے اور سب سے زیادہ مظلوم تھا اور حق کے لئے۔ سب سے زیادہ سرنگوں تھا جب وقت آئے یہ جھوٹ نہیں اور سب سے زیادہ فیاض تھا اور فحش سے عاری تھا۔ اور جب اس سے کچھ طلب کیا جائے تو اعلیٰ سخی تھا اور سب سے زیادہ وہ جواد تھا اور سب سے زیادہ نیکی کا خوگر تھا ماسوائے محمدؐ کے کہ وہ تمام کائنات میں سے بے مثال اور فقید المثال ہیں)

حضرت عبداللہ بن رواحہ انصاری خزرجی : پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو بن امری القیس اکبر بن مالک بن اغر بن ثعلب بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج

کنیت : ابو محمد یا ابو رواحہ یا ابو عمرو' نعمان بن بشیر کے ماموں اور عمرہ بنت رواحہ کے بھائی' آغاز اسلام میں مسلمان ہوئے' عقبہ میں حاضر ہوئے اور بنی حارث بن خزرج کے نقیب مقرر ہوئے بدر' احد' خندق' حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے' رسول اللہ ﷺ ان کو نخلستان خیبر کی پیداوار کا تخمینہ لگانے کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ عمرہ قضا میں مکہ کے اندر داخل ہوئے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کی مہار تھامے ہوئے تھے (یا رکاب) اور آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ خلوا بنی عن سبیلہ جیسا کہ مفصل بیان ہو چکا ہے۔

غزوہ موتہ کے شہید امراء میں آپ کا شمار بھی ہے۔ رومیوں کے ساتھ جنگ کرنے کی مجلس مشاورت میں آپ نے دلیرانہ مشورہ دیا اور علم سنبھالتے وقت خود کو بھی جرات و جسارت پر آمادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی تصدیق کی اور آپؓ قطعی جنتیوں میں سے ہیں۔

دعائے استقلال : جب ابن رواحہ نے الوداع کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ شعر پڑھا

فثبت اللہ ما آتاك من حسن　تثبيت موسى ونصراً كالذى نصروا

(اللہ آپ کی خوبیوں کو موسیٰ کی طرح دوام بخشے اور ان کی طرح نصرت سے نوازے)

تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعا دی کہ اللہ تجھے بھی استقلال بخشے۔ چنانچہ اللہ نے آپ کو ثابت قدم رکھا اور شہادت کا رتبہ پا کر جنت میں داخل ہوئے۔

طاعت کا نمونہ : حماد بن زید' ثابت کی معرفت عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی زبان پر خطبہ کے دوران تھا کہ تم بیٹھ جاؤ' "اجلسوا" چنانچہ سنتے ہی' مسجد کے باہر' بیٹھ گئے حتیٰ کہ خطبہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کو کسی نے یہ بتایا تو آپ نے فرمایا اللہ اور رسول کی طاعت میں' اللہ ان کی حرص و آرزو میں اضافہ کرے۔

زہد و تقویٰ : صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ ابن معاذ نے کہا آؤ' آؤ مل بیٹھیں' ذرا ایمان تازہ کریں۔ اس قسم کا فقرہ عبداللہ بن رواحہ سے بھی مذکور ہے۔ امام احمد (عبدالصمد' عمارہ' زیاد نمیری) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہؓ جب کسی صحابی سے ملتے تو اس کو کہتے آؤ' ذرا دیر کے لئے ایمان تازہ کر لیں۔ ایک روز یہ جملہ کسی صحابی سے کہا تو وہ ناراض ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ابن رواحہ کو نہیں دیکھتے وہ آپ پر ایمان لانے سے نفرت کر کے' ایک

ساعت کے ایمان پر رغبت کرتا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدا ابن رواحہؓ پر رحم کرے۔ وہ ایسی مجلسیں پسند کرتا ہے جن پر فرشتے بھی فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے۔

بیہقی (حاکم' ابوبکر' محمد بن ایوب' احمد بن یونس' شیخ مدنی' صفوان بن سلیم) عطاء بن یسار سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ نے کسی کو کہا آؤ' ہم تھوڑی دیر کیلئے مسلمان بن جائیں تو یہ سن کر اس نے کہا' کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ آپ نے کہا کیوں نہیں' لیکن ہم اللہ کا ذکر کریں اور ایمان میں اضافہ کر لیں۔

حافظ ابوالقاسم الالکائی (ابو الیمان' صفوان بن سقیم) شریح بن عبید سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کسی ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر کہتے' ٹھہرو' تھوڑی دیر کے لئے ایمان تازہ کر لیں اور مجلس ذکر میں بیٹھیں۔ یہ روایت دونوں اسناد سے مرسل ہے۔ شرح بخاری کے آغاز میں ہم نے اس روایت پر بالاستیعاب بحث کی ہے' وللہ الحمد و المنہ۔ بخاری میں حضرت ابودرداءؓ سے مذکور ہے کہ ہم لوگ شدید گرمی کے موسم میں' رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' صرف رسول اللہ ﷺ اور ابن رواحہ روزے دار تھے۔

نعت گو شاعر : عبداللہ بن رواحہ کا شمار مشہور شعراء میں تھا۔ امام بخاری نے مدح رسول اللہ ﷺ کے بارے ان کے اشعار نقل کئے ہیں۔

وفینا رسول اللہ نتلوا کتابه إذا انشق معروف من الفجر ساطع
یبیت یجافی جنبه عن فراشه إذا استثقلت بالمشرکین المضاجع
أتی بالهدی بعد العمی فقلوبنا به موقنات أن ما قال واقع

(ہم میں' اللہ کے رسول موجود ہیں ہم اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں جب صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ اللہ کے رسول بستر سے اٹھ کر رات بسر کرتے ہیں جب کہ مشرکوں کے بستر بوجھل ہوتے ہیں۔ ضلالت کے بعد ہدایت کو لے کر آئے ہمارے دل اس بات پر مطمئن ہیں کہ ان کا فرمان سچا اور وقوع پذیر ہے)

بے ہوش کا روزہ : امام بخاری (عمران بن میسرہ' محمد بن فضیل' حصین' عامر) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ' ابن رواحہؓ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بہن نوحہ کرنے لگی' ہائے میرا ایسا' ہائے میرا ویسا جب افاقہ ہوا تو بتایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی تھی' مجھ سے اس کی تصدیق کرائی جاتی تھی کہ کیا تم ایسے ہو۔ امام بخاری (قتیبہ' خیثمہ' حصین' شعبی) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن رواحہ پر بیہوشی کا دورہ پڑا تو ـــــــ پھر اس کی ہمشیرہ والا واقعہ بیان کیا ہے ـــــ چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو بہن نے ان پر نوحہ اور بین نہیں کیا۔

غزوہ موتہ میں مجاہدین میں سے ایک اسلامی شاعر نے کہا۔

کفی حزنا أنی رجعت وجعفر وزید وعبد اللہ فی رمس أقبر
قضوا نحبهم لما مضوا لسبیلهم وخلفت للبلوی مع المتغیر

(مجھے یہی حزن و ملال کافی ہے کہ میں واپس چلا آیا جعفرؓ زیدؓ اور عبداللہؓ سب قبروں میں مدفون ہیں۔ انہوں نے شہادت کا رتبہ پا کر اپنی منت پوری کر لی اور میں مصائب کے لئے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ رہ گیا)

غزوہ موتہ کے شہداء : "مہاجروں میں سے" (۱) جعفرؓ بن ابی طالب (۲) زید بن حارثہ کلبی (۳) مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضلہ عدوی (۴) وھب بن سعد بن ابی سرح' اور انصار میں سے (۱) عبداللہؓ بن رواحہ (۲) عباد بن قیس خزرجی (۳) حارث بن نعمان بن اساف بن نضلہ نجاری (۴) سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء مازنی --- امام ابن اسحاق کے مطابق کل آٹھ صحابی شہید ہوئے' لیکن ابن ہشام نے زہری سے یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ (۱) ابو کلیب بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول مازنی انصاری (۲) اس کا حقیقی بھائی جابر انصاری (۳) عمرو بن سعد بن حارث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصی انصاری (۴) اور اس کا بھائی عامر بن سعد انصاری۔

دونوں اقوال کے مطابق کل بارہ صحابی شہید ہوئے۔

تبصرہ : یہ حیرت انگیز معرکہ ہے کہ دو لشکر بر سرپیکار ہیں' دونوں دینی جذبہ سے سرشار ہیں اسلامی لشکر کی تعداد تین ہزار ہے اور صلیبی فوج دو لاکھ ہے۔ ایک لاکھ رومی عیسائی اور ایک لاکھ عرب عیسائی' دونوں فوجوں میں گھمسان کا معرکہ بپا ہوتا ہے۔ آمنے سامنے مقابلہ ہوتا ہے' ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوتا ہے۔ اسلامی لشکر سے صرف بارہ مجاہد جام شہادت نوش فرماتے ہیں اور مشرکوں کے کشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔ اکیلے سپہ سالار حضرت خالدؓ کا یہ بیان ہے کہ غزوہ موتہ میں' میرے ہاتھ نو تلواریں ٹوٹیں اور ہاتھ میں صرف ایک یمنی تیغہ باقی رہ گیا۔ --- باقی جنگ آزمودہ اور جان نثاروں کے ہاتھوں مقتولوں کے علاوہ --- اندازہ کیجئے کہ صرف ان کے ہاتھوں' کتنے کافر کھیت رہے ہوں گے اور جہنم رسید ہوئے ہوں گے --- اس معرکہ پر یہ آیت بالکل راست آتی ہے' "ابھی گزر چکا ہے تمہارے سامنے ایک نمونہ دو فوجوں میں' جن میں مقابلہ ہوا' ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری فوج کافروں کی ہے' دیکھتے ہیں یہ ان کو اپنے سے دو چند صریح آنکھوں سے" (۳/۱۳)

غزوہ موتہ کے امراء کی فضیلت : دلائل النبوۃ میں جو ایک عظیم اور مفید کتاب ہے' حافظ ابوزرعہ عبداللہ بن عبدالکریم رازیؒ (صفوان بن صالح دمشقی' ولید' ابن جابر --- عبدالرحمان بن ابراہیم دمشقی' ولید اور عمرو بن عبدالواحد' ابن جابر' سلیم بن عامر خبائری) حضرت ابو امامہ باہلیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میں حالت خواب میں تھا کہ میرے پاس دو آدمی آئے انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ لیا اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ پر لے آئے' انہوں نے کہا اوپر چڑھیے' میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو سہولت مہیا کر دیں گے چنانچہ میں چڑھ گیا۔ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو میں نے خوفناک آوازیں سنیں' میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا یہ دوزخیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنی کونچوں کے بل الٹے لٹکے ہوئے ہیں' ان کے منہ زخمی ہیں اور زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں' بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو قبل از وقت روزہ افطار کر لیتے ہیں۔ (آپ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ خائب و خاسر ہیں۔ سلیم راوی کا بیان ہے معلوم نہیں یہ جملہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے یا از خود اپنے رائے سے کہہ دیا ہے) پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں ایسے لوگ ہیں' جن

کے جسم خوب پھولے ہوئے ہیں۔ اور سخت بدبو دار ہیں' گویا وہ پائے خانے اور سنڈاس ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ کافروں میں سے مقتول ہیں۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے' دیکھا تو وہاں ایسے اشخاص موجود ہیں جن کے جسم پھولے ہوئے ہیں اور ٹٹیوں کی طرح سخت بدبودار ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں' بتایا کہ یہ بدکار مرد اور عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں عورتیں ہیں' جن کے پستانوں کو سانپ ڈس رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں تو بتایا کہ یہ وہ مائیں ہیں جو اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتیں۔ پھر وہ مجھے آگے لے گئے دیکھا تو وہاں بچے ہیں جو دو دریاؤں کے درمیان کھیل رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں بتایا یہ مسلمانوں کے بچے ہیں' پھر وہ مجھے ایک بلند مقام پر لے گئے دیکھا تو وہاں تین شخص شراب نوش کر رہے ہیں پوچھا یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ ہیں جعفرؓ بن ابی طالب' زیدؓ بن حارثہ اور عبداللہؓ بن رواحہ۔ پھر وہ مجھے ایک اور بلند مقام پر لے گئے' پوچھا یہ کون حضرات ہیں بتایا کہ یہ ہیں ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ جو آپ کے انتظار میں ہیں۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے شہداء موتہ کے متعلق کہا :

تأوبنی لیل بیثرب أعسر ۔۔۔ وَهَمّ اذا ما نوّم الناس مسهر
لذكرى حبيب هيجت لی عبرة ۔۔۔ سفوحاً وأسباب البكاء التذكر
بلى إن فقدان الحبيب بلية ۔۔۔ وكم من كريم يبتلى ثم يصبر
رأيت خيار المسلمين تواردوا ۔۔۔ شعوباً وخلفاً بعدهم يتأخر
فلا يبعدن الله قتلى تتابعوا ۔۔۔ بمؤتة منهم ذو الجناحين جعفر

(مجھے یثرب میں ایک ناگوار رات پیش آئی اور نیند سے باز رکھنے والا غم لاحق ہوا جب سب لوگ نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ ایسے دوست کی یاد میں جس نے مجھے اشکبار کر دیا اور آہ و بکا کے وجوہات میں یاد آوری۔ کیوں نہیں! دوست کا مفقود ہونا ایک عظیم مصیبت ہے۔ اور کتنے ہی بہتر لوگ ہیں جو مصیبت میں مبتلا ہو کر صبر کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہتر مسلمان موت کے گھاٹ پر چلے گئے اور ان کے جانشین موجود ہیں۔ اللہ شہدائے موتہ کو اپنی آغوش رحمت سے رکھے' ان میں سے ذوالجناحین جعفر طیار ہیں)

وزيد وعبد الله حين تتابعوا ۔۔۔ جميعاً وأسباب المنية تخطر
غداة مضوا بالمؤمنين يقودهم ۔۔۔ الى الموت ميمون النقيبة أزهر
أغر كضوء البدر من آل هاشم ۔۔۔ أبىّ إذا سيم الظلامة مجسر
فطاعن حتى مال غير مؤسد ۔۔۔ بمعترك فيه القنا متكسر

(زید اور عبداللہ ہیں جو یکے بعد دیگرے شہید ہوئے' اور موت کے اسباب سر پر منڈا رہے تھے۔ جب وہ مسلمانوں کو لے کر موت کی طرف روانہ ہوئے' ان کا قائد تھا ایک خوش نصیب خوب رو۔ بدر کی طرح روشن چراغ' ہاشمی' جب اس پر ظلم و ستم کیا جائے تو وہ جرات مندی سے اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ وہ نیزہ بازی کرتا ہوا بغیر کسی سہارے کے میدان کارزار میں گر پڑا ہے کہ اس میں نیزے ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں)

فسار مع المستشهدين ثوابه   جنان وملتف الحدائق أخضر
وكنا نرى في جعفر من محمد   وفاء وأمراً حازماً حين يأمر
وما زال في الاسلام من آل هاشم   دعائم عز لا يزلن ومفخر
هموا جبل الاسلام والناس حولهم   رضام الى ضود يروق ويبهر

(اور وہ شہیدوں کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے' اس کا ثواب و صلہ جنات ہیں اور گنجان سرسبز باغات۔ ہم جعفرؓ کی ذات میں محمد ﷺ کی وفاداری اور پختگی دیکھ رہے تھے جب وہ حکم کرے۔ اسلام میں آل ہاشم کے غیر متزلزل ستون رہے ہیں اور فخر و مباہات کے پیکر۔ وہ اسلام کا قلعہ ہیں اور لوگ ان کے گردوپیش غالب اور مضبوط پہاڑ کے پشت بان ہیں)

بهاليل منهم جعفر وابن أمه   عليّ ومنهم أحمد المتخير
وحمزة والعباس منهم ومنهموا   عقيل وماء العود من حيث يعصر
بهم تفرج اللأواء في كل مأزق   عماس اذا ما ضاق بالناس مصدر
هم أولياء الله أنزل حكمه   عليهم وفيهم ذا الكتاب المطهر

(روشن رو سادات میں ان میں سے جعفرؓ اور ان کے بھائی علی ہیں اور ان میں سے احمد مختار ہیں۔ حمزہ اور عباس بھی ان میں سے ہیں اور عقیل بھی اور ان میں سے لکڑی کا عصارہ ہے جب نچوڑا جائے۔ ہر مشکل اور تاریک مقام سے جب لوگوں کی واپسی دشوار ہو جائے تو ان ہی کی بدولت مصائب رفع ہوتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے ولی ہیں۔ اللہ نے ان پر اپنا حکم نازل کیا ہے۔ ان ہی میں اترا ہے یہ کلام پاک)

حضرت کعب بن مالک انصاریؓ نے کہا :

نام العيون ودمع عينك يهمل   سحاكما وكف الطباب المخضل
في ليلة وردت علي همومها   طوراً أحن وتارة أتمهل
واعتادني حزن فبت كأنني   ببنات نعش والسماك موكل
وكأنما بين الجوانح والحشا   مما تأوبني شهاب مدخل
وجدا على النفر الذين تتابعوا   يوما بمؤتة أسندوا لم ينقلوا

(لوگ سو گئے ہیں اور تیری آنکھیں زاروقطار رو رہی ہیں۔ جیسا کہ مشکیزے کے بوسیدہ پٹے سے پانی ٹپکتا ہے۔ ایسی رات میں کہ وہ غم و رنج کی آماج گاہ ہوں کبھی میں روتا ہوں اور کبھی بے چینی سے بستر پر تلملاتا ہوں۔ اور میں حزن و ملال کا شکار ہوں میں نے ایسے رات بسر کی گویا میں بے خوابی میں دختر شماری کر رہا ہوں۔ اس دکھ' درد سے گویا میرے پہلوؤں اور انتڑیوں کے درمیان ایک دہکتا ہوا انگارا داخل کر دیا گیا ہے۔ ان لوگوں پر رنج و الم کی وجہ سے جو لوگ پے درپے جنگ موتہ میں داخل ہوئے اور واپس نہ ہوئے)

صلى الأله عليهم من فتية   وسقى عظامهم الغمام المسبل
صبروا بمؤتة للأله نفوسهم   حذر الردى ومخافة أن ينكلوا

فمضوا أمام المسلمين كأنهم فنق عليهن الحديد المرفل
إذ يهتدون بجعفر ولوائه قدام أولهم فنعم الأول

(انہوں نے موتہ میں ہلاکت کے خوف سے اور دشمن کی ہیبت سے پسپائی کے خوف سے خود کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے آگے چلے گئے' گویا وہ اونٹوں کی طرح طاقتور ہیں اور زرہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ جب وہ جعفر اور اس کے علم سے راہ نمائی حاصل کر رہے ہیں اپنے پہلے پیش رو کے آگے پس کیا اچھا ہے پہلا قائد)

حتى تفرجت الصفوف وجعفر حيث التقى وعث الصفوف مجدل
فتغير القمر المنير لفقده والشمس قد كسفت وكادت تأفل
قرم علي بنيانه من هاشم فرعا أشم وسؤددا ما ينقل
قوم بهم عصم الاله عباده وعليهم نزل الكتاب المنزل

(یہاں تک کہ دشمن کی صفیں الٹ گئیں اور جعفر دشوار گزار معرکہ میں گرے پڑے تھے۔ ان کی شہادت سے قمر منیر کا رخ متغیر ہو گیا اور سورج بے نور ہو گیا قریب تھا کہ وہ غروب ہو جائے۔ ہاشمی رئیس ہے اس کے افتخار کی عمارت فلک بوس ہے اور اس کی سیادت مستحکم ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کی بدولت اللہ نے اپنے بندوں کی حفاظت کی ہے اور ان پر کلام پاک نازل ہوا ہے)

فضلوا المعاشر عزة وتكرما وتغمدت أحلامهم من يجهل
لا يطلقون الى السفاه حباهموا وترى خطيبهم بحق يفصل
بيض الوجوه ترى بطون أكفهم تندى اذا اعتذر الزمان الممحل
وبهديهم رضي الآله خلقه وبجدهم نصر النبي المرسل

عزت و کرامت کی وجہ سے وہ لوگوں سے افضل ہیں اور ان کی بردباری جاہلوں کی پردہ پوش ہے۔ وہ سفاہت و حماقت کا تعاون نہیں کرتے' اور ان کا خطیب دو ٹوک بات کرتا ہے۔ ان کے چہرے روشن ہیں اور شدید قحط کے ایام میں وہ سخاوت کے پیکر ہوتے ہیں۔ مخلوق کی راہنمائی کی وجہ سے اللہ ان پر خوش ہے۔ اور ان کی جدوجہد سے نبی مرسل کا تعاون ہوا)

بادشاہوں کے نام' رسول اللہ ﷺ کے مکاتیب گرامی : واقدی کا بیان ہے کہ سلاطین کو اسلام کی دعوت عمرہ قضاء کے بعد' ماہ ذی حج ۶ھ میں دی گئی مگر امام بیہقی نے یہ عنوان غزوہ موتہ کے بعد قائم کیا ہے' واللہ اعلم۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ بادشاہوں کے نام خطوط کا سلسلہ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل شروع ہوا کہ ابوسفیان نے ہرقل کے جواب میں کہا تھا جب اس نے پوچھا تھا کیا وہ بدعہدی کرتا ہے؟ تو اس نے کہا نہیں' مگر اب ہمارا اس سے ایک معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں وہ کیا کرے؟ اور بخاری میں ہے یہ سلسلہ خطوط صلح حدیبیہ کے عرصہ میں جاری ہوا جو ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ سے طے کیا تھا اور محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ یہ صلح حدیبیہ اور آپؐ کے وصال کے درمیانی عرصہ میں ہوا۔ ہم --- ابن کثیر --- یہ مکاتیب نبوی اس موقعہ پر بیان کرتے ہیں اگرچہ واقدی کے مذکور بالا قول کا احتمال ہے' واللہ اعلم۔

امام مسلم نے (یوسف بن حماد المعنی' عبدالاعلیٰ' سعید بن ابی عروبہ' قتادہ) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ سے قبل کسریٰ' قیصر' نجاشی' --- وہ نہیں جس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی --- اور امراء کی طرف خطوط لکھے۔

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق' زہری' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت عبداللہ بن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان نے مجھے روبرو بتایا کہ ہم تجارت پیشہ لوگ تھے اور لڑائی نے ہمیں پابند اور محصور کر رکھا تھا یہاں تک کہ سرمایہ بھی ضائع ہو چکا تھا۔ جب ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ حدیبیہ ہوا تو ہم امن کے باوجود بے خوف نہ تھے۔ چنانچہ میں قریش کے ایک قافلہ کے ہمراہ شام کی طرف تجارت کے لئے روانہ ہوا' اور مکہ کے ہر مرد و زن نے مجھے تجارت کے لئے سرمایہ فراہم کیا' ملک شام میں غزہ کا علاقہ ہمارا تجارتی مرکز تھا چنانچہ ہم وہاں پہنچ گئے۔

شاہانہ اعزاز : یہ وہ زمانہ تھا جب قیصر روم نے ایرانیوں کو شکست دے کر اپنے علاقہ سے باہر نکال دیا تھا اور ان سے مقدس صلیب کو واپس لوٹا لیا تھا جو وہ چھین کر لے گئے تھے۔ اس دوران قیصر کا قیام حمص میں تھا۔ وہ وہاں سے بطور شکریہ نماز ادا کرنے کی خاطر بیت المقدس پیدل چل کر آیا تھا' راستہ میں اس کے لئے قالین بچھائے جاتے تھے اور پھول نچھاور کئے جاتے تھے۔

خواب : ایلیاء میں پہنچ کر اس نے شکرانے کی نماز ادا کی تو وہ ایلیاء میں ہی قیام پذیر تھا کہ ایک روز صبح کو بہت پریشان ہو کر اٹھا اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر درباریوں نے عرض کیا' جناب بادشاہ سلامت! آپ فکرمند معلوم ہوتے ہیں۔ اس نے "ہاں" میں جواب دیا تو عرض کیا' کیا بات ہے؟ تو اس نے بتایا' میں نے آج شب دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آگیا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا' ہمارے علم کے مطابق' یہود کے ماسوا کوئی ختنہ نہیں کرتا۔ وہ آپ کے ماتحت ہیں اور آپ کی رعایا ہیں' اگر ان کے بارے دل میں کوئی خلش ہو تو ساری قلم رو میں اعلان کروا دیجئے کہ سب یہودی تہ تیغ کر دئے جائیں اور آپ کی یہ خلش رفع ہو جائے۔

وہ لوگ اس تدبیر کے بارے غور و فکر کر رہے تھے کہ ان کے پاس گورنر بصریٰ کا قاصد آیا اور ایک عرب کو ساتھ لایا اور اس نے عرض کیا حضور! یہ شخص عرب سے آیا ہے جو مال مویشی کے چرواہے ہیں۔ یہ آپ کو عرب میں ایک نئے حادثے کے بارے بتائے گا' آپ اس سے دریافت فرمائیے۔ جب وہ عربی قیصر کے پاس آیا تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا' اس سے پوچھو' تیرے ملک میں کون سا حادثہ رونما ہوا ہے؟ اس سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا' ایک قریشی کا ظہور ہوا ہے' وہ خود کو نبی کہتا ہے' بعض نے اس کی بات مان لی ہے اور کچھ نے مخالفت کی ہے۔ ان کے آپس میں کئی معرکے بپا ہوئے ہیں' میں روانہ ہوا تھا تو وہ اس حال میں تھے۔ جب قیصر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا اس کو برہنہ کر کے دیکھو' دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ ختنہ شدہ ہے تو اس نے یہ دیکھ کر کہا' واللہ! یہ مجھے خواب میں نظر آیا ہے۔ وہ بات نہیں جو تم کہتے ہو' اس کو لباس دے دیا اور وہ چلا گیا۔

پھر اس نے انتظامیہ کے اعلیٰ افسر کو بلا کر کہا کہ ملک شام کی تفتیش کرو' اور میرے پاس اس "شخص" کی قوم کا کوئی فرد لاؤ' میں اس سے اس کے متعلق دریافت کروں۔

ابو سفیان دربار میں : ابو سفیان کا بیان ہے کہ میں مع رفقاء غزہ میں مقیم تھا کہ وہ افسر ہمارے ہاں گھس آیا اور اس نے پوچھا تم کون لوگ ہو۔ ہم نے بتایا' تو وہ ہم سب کو قیصر کے پاس لے گیا۔ جب ہم اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے پوچھا' تم میں سے "اس" کا قریبی رشتہ دار کون ہے؟ میں نے عرض کیا' جناب میں ہوں۔ تو اس نے کہا اس کو میرے قریب لاؤ۔ میں قریب ہوا تو اس نے مجھے اپنے سامنے بٹھا کر کہا کہ اس کے رفقا کو اس کے پیچھے بٹھا دو اور میرے ساتھیوں کو تاکید کی اگر میں دروغ گوئی سے کام لوں تو وہ میری تردید کر دیں۔ (بقول ابو سفیان) مجھے معلوم تھا اگر میں غلط بیانی سے کام لوں تو وہ میری تکذیب نہ کریں گے لیکن میں رئیس آدمی تھا' جھوٹ بولنے سے شرم کرتا تھا اور کم از کم مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ لوگ اس کذب بیانی کو مجھ سے منسوب کریں گے اور مکہ میں جا کر میرے بارے چہ میگوئیاں کریں گے اور میں ان کی تردید نہ کر سکوں گا۔ قیصر نے پوچھا' مجھے اس آدمی کے بارے بتائیے جو تم میں "نبی" ظاہر ہوا ہے۔ میں نے' آپؐ کی شان کو اس کے پاس کم کر کے بیان کیا اور آپ کو معمولی سا قرار دیا اور عرض کیا جو پوچھنا چاہیں' پوچھیے۔

سوالات : قیصر نے پوچھا ان کا نسب تم میں کیسا ہے' عرض کیا وہ خالص اور بڑے نسب والے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا بتائیے! کیا ان کے خاندان میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کہ وہ اس کی نقل کر رہا ہو؟ عرض کیا جی نہیں پھر اس نے پوچھا بتائیے! کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ تھا' تم نے اس کی بادشاہت چھین لی ہو' اور وہ اس "نبوت" کے ذریعے اس کو واپس لینا چاہتا ہو؟ عرض کیا جی نہیں پھر اس نے کہا بتائیے ان کے پیروکار کیسے لوگ ہیں' عرض کیا' نوجوان' کم عقل' کمزور اور مسکین۔ باقی رہے شرفا اور خاندانی لوگ' تو وہ اس کے پیروکار نہیں۔ پھر اس نے کہا بتائیے کیا ان کے پیروکار' ان کی تعظیم و تکریم کرتے' اور ان سے محبت کرتے ہیں یا ان کو برا سمجھ کر ان سے الگ رہتے ہیں' عرض کیا ان کا کوئی پیروکار ان سے الگ نہیں ہوا۔ پھر اس نے کہا بتاؤ تمہارے اور ان کے درمیان لڑائیوں کا کیا حال ہے؟ عرض کیا لڑائی ہمارے درمیان ڈولوں کی طرح ہے کبھی ہم غالب اور کبھی وہ' پھر اس نے پوچھا بتائیے! کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ صرف اسی سوال میں' میں کوئی آمیزش کر سکتا تھا۔ عرض کیا جی نہیں' مگر ہمارے اور اس کے درمیان ایک معاہدہ قائم ہے' ہمیں اس سے بدعہدی کا خطرہ ہے۔ واللہ! قیصر نے میری اس بات کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔

حکیمانہ تبصرہ : اس گفتگو کے بعد قیصر نے ہر جواب کو دہرا کر تبصرہ کیا کہ تیرا خیال ہے کہ وہ تم میں عالی نسب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ نبی کو اعلیٰ نسب سے منتخب کرتا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کیا اس کے خاندان میں کوئی نبوت کا دعویدار تھا کہ وہ اس سے رشک کر رہا ہو' تم نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے پوچھا تھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ تھا اور تم نے اس کی بادشاہی چھین لی ہو اور وہ اس طریق سے بادشاہی کو دوبارہ حاصل کر رہا ہو۔ تم نے اس کا بھی نفی میں جواب دیا۔ میں نے اس کے اتباع کے بارے دریافت کیا تھا تو تم نے بتایا وہ نوعمر اور ضعیف و مسکین ہیں۔ ہر دور میں انبیاء کے اتباع ایسے لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے

پوچھا تھا کیا اس کے پیروکار اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی تعظیم بجالاتے ہیں یا اس سے بغض و عداوت رکھتے ہیں اور اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔ تم نے کہا ان کے ساتھی کم ہی ان سے جدا ہوتے ہیں' واقعی ایمان کی حلاوت' دل میں رچ جائے تو وہ خارج نہیں ہوتی اور میں نے لڑائی کے بارے پوچھا تھا تم نے کہا تھا برابر سرابر ہے۔ کبھی ہم غالب اور کبھی وہ' انبیاءؑ کی لڑائی اسی طرح ہوتی ہے' مگر انجام ان کے حق میں ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا تھا کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں تم نے کہا بالکل نہیں۔

اگر تم نے صحیح جوابات دیئے ہیں تو وہ میرے ان قدموں کی جگہ پر بھی قابض ہو جائے گا۔ میری خواہش ہے کہ میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں صاف کرتا۔ پھر بادشاہ نے ابو سفیان سے کہا آپ جا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں افسوس کرتا ہوا ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارتا ہوا اٹھا اور کہا سنو! اللہ کے بندو! ابن ابی کبشہ --- رسول اللہ ﷺ --- کا دین خوب پھیل گیا ہے اور روم کے بادشاہ بھی اس سے لرزہ براندام ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔

مکتوب گرامی : امام ابن اسحاق نے زہری کی معرفت ایک عیسائی پادری سے (جو اس زمانے میں موجود تھا) بیان کیا ہے کہ دحیہ کلبیؓ رسول اللہ ﷺ کا یہ مکتوب گرامی لے کر ہرقل کے پاس آیا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم من محمد رسول اللہ الی ھرقل عظیم الروم' سلام علی من اتبع الھدی اما بعد' فاسلم تسلم یؤتک اللہ اجرک مرتین' فان ابیت فان اثم الا کاریین علیک

"محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہرقل عظیم روم کے نام' ہدایت کے پیروکار پر سلامتی ہو' امابعد! اسلام قبول کرو' سلامت رہو گے' اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا' اگر تم نے انکار کیا تو رعایا کا گناہ بھی تمہارے ذمہ ہو گا۔"

یہ مکتوب گرامی اس کو موصول ہوا تو اس نے پڑھ کر اس کو اپنے سینے سے لگا لیا اور ایک رومی کو تحریر کیا جو عبرانی میں ترجمہ کر لے اور مکتوب کے مضمون سے آگاہ کرے' چنانچہ اس نے جواب تحریر کیا کہ بلاشبہ آپ وہی نبی ہیں جن کا انتظار تھا ان کی اتباع کرو۔

ہرقل کا اعتراف : چنانچہ اس نے رومی سلطنت کے ارکان کا اجلاس طلب کیا اور ان کو ملک کے ایک عظیم ہال میں جمع کیا اور خوف و خطرہ کی وجہ سے اپنے بالاخانہ کے اندر سے مخاطب ہوا۔ اے گروہ روم! مجھے احمدؐ کا مکتوب گرامی موصول ہوا ہے۔ واللہ! وہ وہی نبی ہے جس کا ہم انتظار کرتے تھے' ہماری کتب میں ان کا مجمل حال مذکور ہے۔ ہم ان کو علامات سے پہچانتے ہیں اور ان کی آمد کے عہد مسعود سے جانتے ہیں۔ تم مسلمان ہو جاؤ اور ان کی اتباع کرو تمہاری دنیا اور آخرت سلامت رہے گی۔ تو انہوں نے بیک آواز غصے اور نفرت کا اظہار کیا اور ہال کے باہر نکلنے کے لئے دروازوں کی طرف لپکے اور دروازوں کو بند پایا' چنانچہ ہرقل نے ان سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے کہا' ان کو واپس میرے پاس لاؤ' چنانچہ وہ واپس آئے تو اس نے کہا اے قوم روم! میں نے تو یہ بات تمہاری آزمائش کی خاطر کہی تھی' اندازہ لگاؤں کہ تم اپنے دین پر کس قدر پختہ ہو۔ واقعی تمہارے مظاہرے سے میں محظوظ ہوا ہوں۔ یہ سن کر وہ سارے سجدہ ریز ہو گئے پھر ہال کے

دروازے کھول دیئے گئے اور وہ باہر نکل آئے۔

امام بخاری نے یہ مذکور بالا واقعہ خوب تفصیل سے نقل کیا ہے۔ ہم اس کو بیان کر کے قاری کو دونوں بیانات کے تفاوت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں اور اس میں مذکور فوائد سے آشنا کرنا چاہتے ہیں۔

ہرقل کی مجلس کی روداد : امام بخاری (ابوالیمان حکم بن نافع' شعیب' زہری' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے ان کو بتایا کہ ہرقل نے میرے پاس پیغام بھیجا اور میں مع دیگر تاجروں کے شام میں مقیم تھا۔ --- اس عرصہ صلح میں جس میں رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور قریش سے صلح حدیبیہ کا معاہدہ کیا تھا --- چنانچہ ہم لوگ اس کے پاس ایلیا میں آئے اور اس نے ہمیں اپنی مجلس میں مدعو کیا اور اس کے گردوپیش روم کے اشراف و اعیان رونق افروز تھے۔ اس نے ہمیں اپنے ترجمان کے ذریعہ مخاطب کیا کہ اس شخص کا جو خود کو نبی کہتا ہے کون قریبی رشتہ دار ہے؟

ابوسفیان کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا' میں ان کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے کہا' اس کو میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پیچھے بٹھادو۔

پھر اس نے اپنے ترجمان کے ذریعہ کہا میں اس شخص (ابوسفیان) سے ان (محمدؐ) کے بارے پوچھتا ہوں اگر یہ غلط بیانی کرے تو اس کی تردید کر دینا۔ واللہ! اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ لوگ مجھے جھوٹا کہتے رہیں گے تو میں آپؐ کی نسبت جھوٹی باتیں کہہ دیتا۔ پھر ہرقل نے مجھ سے سب سے پہلا یہ سوال پوچھا' ان کا نسب تم میں کیسا ہے' عرض کیا وہ عالی نسب ہے' پھر ھرقل نے پوچھا' کیا اس سے قبل بھی تم سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے' عرض کیا جی نہیں' پھر ہرقل نے پوچھا کیا اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ گزرا ہے عرض کیا جی نہیں پھر ہرقل نے پوچھا کیا اس کے پیروکار اشراف ہیں یا کمزور و ناتوان' عرض کیا ان کے تابعدار ضعیف اور مسکین لوگ ہیں پھر ہرقل نے پوچھا کیا ان کے تابع داروں میں اضافہ ہوتا ہے یا کمی واقع ہوتی ہے' عرض کیا ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے' پھر ہرقل نے پوچھا آیا ان میں سے کوئی شخص دین سے ناراض ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟ عرض کیا جی نہیں پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم نے نبوت کے دعویٰ سے قبل ان کو جھوٹ بولتے پایا؟ عرض کیا جی نہیں پھر ہرقل نے پوچھا آیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ عرض کیا جی نہیں لیکن اب ہمارا ان سے ایک مدت تک صلح کا معاہدہ ہے معلوم نہیں وہ اب کیا کریں۔ حضرت ابوسفیانؓ کا بیان ہے کہ میں اس بات کے علاوہ کوئی بات آپ کے خلاف نہ کہہ سکا۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا تم لوگ ان سے جنگ و جدال کرتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ پھر ہرقل نے پوچھا تمہاری جنگ ان سے کیسی رہتی ہے؟ عرض کیا جنگ ہمارے درمیان برابر سرابر رہتا ہے' کبھی وہ غالب اور کبھی ہم غالب۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ' اپنے آباء و اجداد کے رسم و رواج ترک کر دو۔ وہ ہمیں نماز پڑھنے' سچ بولنے' پاکدامن رہنے اور صلہ رحمی کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

تائید : ہرقل نے اپنے ترجمان کے ذریعہ کہا کہ اس کو بتا دو میں نے ان کے خاندان کے بارے پوچھا اور

تم نے جواب دیا کہ وہ عالی نسب ہیں' سنو! رسول اسی طرح عالی خاندان میں مبعوث ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا تم سے کسی نے ان سے قبل نبوت کا دعویٰ کیا تھا تم نے نفی میں جواب دیا' میں نے دل میں کہا' اگر کوئی ان سے پہلے نبوت کا دعویدار ہوتا تو میں یوں کہوں گا کہ اس نے اپنے سے پہلے کی بات کو اپنے لئے نمونہ بنا لیا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا اس کے خاندن سے کوئی بادشاہ گزرا ہے تم نے نفی میں جواب دیا اگر ان کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ ایک آدمی ہے جو اپنے آباء کی حکومت کا طلب گار ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ نبوت کے اعلان سے قبل تم ان پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگاتے تھے' تم نے نفی میں جواب دیا تو میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایسا ناممکن ہے کہ وہ لوگوں پر تو اتہام نہ لگائے اور اللہ پر افترا اور غلط بیانی سے کام لے۔ میں نے پوچھا تھا آیا اشراف اور سرمایہ دار اس کے پیروکار ہیں یا کمزور و ناتواں لوگ' تم نے بتایا کہ کمزور لوگ اس کے پیروکار ہیں' واقعی ایسے لوگ ہی انبیاءؑ کے تابعدار ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا آیا ان میں اضافہ ہوتا ہے یا وہ کم ہوتے ہیں تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہوتا رہتا ہے' واقعی ایمان کا حال یہی ہوتا ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا کوئی مسلمان دین میں داخل ہونے کے بعد' دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے تم نے نفی میں جواب دیا اور ایمان کا حال ایسا ہوتا ہے جب اس کی بشاشت اور حلاوت دل میں سرایت کر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں تم نے نفی میں جواب دیا اور بات یہ ہے کہ اس طرح انبیاء و رسلؑ عہد شکنی نہیں کرتے اور میں نے پوچھا تھا کہ وہ کس بات کی تلقین کرتے ہیں تم نے بتایا کہ وہ اللہ کی پرستش کی تاکید کرتے ہیں اور شرک سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں' بت پرستی سے روکتے ہیں اور نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں' سچ بولنے اور پاکدامنی کی تاکید کرتے ہیں۔

سنو! اگر تمہارے جوابات درست ہیں تو وہ عنقریب میرے ان دونوں پاؤں کے مقام پر قابض ہو جائیں گے۔ مجھے معلوم تھا کہ ان کا ظہور ہونے والا ہے مگر یہ معلوم نہ تھا وہ تم میں سے ہوں گے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں ان کی خدمت میں پہنچ جاؤں تو میں ضرور اہتمام کرتا اگر میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں کو صاف کرتا۔ پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا وہ مکتوب گرامی منگوایا جو حضرت دحیہ کلبیؓ کی معرفت "عظیم بصریٰ" کے پاس بھیجا گیا تھا' اس نے یہ مکتوب ہرقل کے حوالے کیا اس میں تحریر تھا

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله إلى كسرى عظيم فارس، سلام على من اتبع الهدى، وآمن بالله ورسوله وشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمداً عبده ورسوله، وأدعوك بدعاية الله فإني أنا رسول الله إلى الناس كافة لأنذر من كان حيا ويحق القول على الكافرين، فإن تسلم تسلم وإن أبيت فإن إثم المجوس عليك.

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام' اس کو سلامتی ہے جو ہدایت کا پیرو ہے' امابعد! میں تجھ کو اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں مسلمان ہو جا' سلامت

رہے گا' اللہ تعالیٰ تجھے دوگنا اجر دے گا اگر نہ مانا تو رعایا کا گناہ تیرے اوپر ہو گا۔ "اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کوئی کسی کو' اللہ کو چھوڑ کر الہ نہ بنائے اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا تبصرہ : حضرت ابوسفیانؓ کا بیان ہے کہ جب ہرقل اپنی بات چیت اور مکتوب پڑھنے سے فارغ ہوا تو بہت شوروغل ہوا' کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ ابن ابی کبشہ اور محمدؐ کا دین پھیل گیا ہے اور شاہ روم اس سے خوفزدہ ہے۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ غالب آجائے گا اور رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دین سے مانوس کر دیا۔

ابن ناظور کا بیان : ابن ناظور حاکم ایلیا' شام کے عیسائیوں کے پادری' کا بیان ہے کہ جب ہرقل ایلیا میں آیا تو ایک روز صبح کو اس کی طبیعت ناساز تھی' تو بعض حاضرین نے کہا آپ کی طبیعت خراب معلوم ہوتی ہے (ہرقل' نجومی تھا' ماہر ستارہ شناس تھا) تو اس نے کہا جب میں نے ستاروں کو دیکھا تو معلوم ہوا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آگیا ہے۔ دیکھو' ان اقوام میں سے کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا' اور آپ کو ان کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں۔ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں احکام بھیج دیں کہ وہ سب یہود کو موت کے گھاٹ اتار دیں۔

وہ لوگ اسی تدبیر اور غور و فکر میں تھے کہ ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا (جس کو شاہ غسان نے بھیجا تھا) وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے بتاتا تھا۔ جب ہرقل نے اس سے معلوم کر لیا تو اس نے کہا اس کو تنہائی میں لے جاؤ۔ معلوم کرو کیا اس کا ختنہ ہوا ہے یا نہیں؟ انہوں نے معلوم کرنے کے بعد بتایا کہ اس کا ختنہ ہوا ہے اور اس سے عرب کے بارے پوچھا' اس نے کہا عرب لوگ ختنہ کرتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے ہرقل نے کہا اس قوم کا بادشاہ ظاہر ہوا ہے۔

ایک اور نجومی کی تائید : پھر ہرقل نے رومیہ میں اپنے ایک دوست کو جو علم نجوم میں اس کا ہم پایہ تھا' یہ حال لکھا اور خود حمص چلا گیا اور کچھ دیر بعد' حمص میں اس کو اپنے دوست کا خط موصول ہوا جو نبی کے ظہور کے بارے اس کی تائید کرتا تھا۔ بعد ازاں ہرقل نے روم کے معززین کا حمص کے عظیم ہال میں اجلاس طلب کیا اور ہال کے تمام دروازے بند کر دیئے اور ہرقل نے اپنے بالا خانہ سے نمودار ہو کر خطاب فرمایا' اے قوم روم! کیا فلاح و بہبود اور رشد و ہدایت کے تم خواہش مند ہو اور تمہاری خواہش ہے کہ تمہارا ملک باقی اور قائم رہے؟ سنو! تم اس "نبی" کی پیروی اور اتباع کرو۔ یہ سن کر وہ نفرت سے جنگلی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے اور دروازوں کو بند پایا۔

نیا جال اور ہرقل کا حال : جب ہرقل نے ان کی نفرت و ناگواری کا مظاہرہ دیکھا اور ان کے مسلمان ہونے سے مایوس ہو گیا تو اس نے کہا ان کو میرے پاس واپس بلاؤ تو اس نے کہا میں نے تو یہ بات' تمہاری دین پر استقامت اور مداومت معلوم کرنے کے لئے کہی تھی اور اب میں نے اندازہ کر لیا۔ چنانچہ وہ لوگ یہ

سن کر سجدہ میں گر گئے اور اس سے خوش ہو گئے اور یہ ہرقل کی آخری حالت تھی۔

امام بخاری کا بیان ہے کہ شعیب کے علاوہ اس روایت کو زہری سے صالح بن کیسان' یونس اور معمر نے بھی نقل کیا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر درج کیا ہے اور ابن ماجہ کے بغیر سب اصحاب سنن نے اس کو متعدد طرق سے' امام زہری سے بیان کیا ہے اور ہم نے صحیح بخاری کی اپنی شرح میں' اس حدیث پر مفصل بحث کی ہے اور عمدہ فوائد و نکات بیان کئے ہیں' وللہ الحمد والمنة

ابو سفیان ایلیا میں : ابن لہیعہ نے اسود کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سفیان چند قریشی تاجروں کے ہمراہ' شام کی طرف روانہ ہوئے اور ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کے بارے اطلاع پہنچ چکی تھی اور ہرقل کی خواہش تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے معلومات حاصل کرے۔ اس لئے اس نے شام میں' اپنے نائب اور گورنر کو پیغام بھیجا کہ میرے پاس عرب لوگ بھیجو کہ وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے پوچھے۔ چنانچہ اس نے تیس آدمیوں کا ایک قافلہ روانہ کر دیا جن میں ابو سفیان بھی موجود تھے۔ وہ اس کے پاس ایلیاء کے گرجا میں پہنچے' تو ہرقل نے ان کو بتایا کہ میں نے آپ کو یہ زحمت اس لئے دی ہے کہ آپ مجھے ان کے بارے بتائیں جو مکہ میں ہیں' ان کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا وہ سحار ہے' جادوگر ہے' جھوٹا ہے' نبی نہیں ہے۔ یہ سن کر اس نے پوچھا' بتاؤ تم میں سے' سب سے زیادہ ان کا کون واقف اور قریبی رشتہ دار ہے؟ انہوں نے کہا' یہ ابو سفیان ہے' ان کا ابن عم ہے اور ان سے برسرپیکار ہے۔ بعد ازاں ان سب کو نکال دیا گیا اور ابو سفیان کو بٹھا کر ہرقل نے اس سے پوچھا جناب ابو سفیان! بتائیے' تو اس نے کہا وہ ساحر' جادوگر اور جھوٹا ہے یہ سن کر ہرقل نے کہا میں ان کے بارے سب و شتم اور گالی گلوچ نہیں پوچھ رہا' میں تو ان کے نسب کے بارے پوچھ رہا ہوں تو اس نے کہا' واللہ! وہ خالص قریشی ہے۔ پھر پوچھا ان کی عقل و دانش کے متعلق کیا خیال ہے تو بتایا ان کے ہوش و حواس میں کبھی فتور نہیں آیا' ہرقل نے پوچھا کیا وہ قسم باز' جھوٹا اور مکار ہے' تو ابو سفیان نے کہا واللہ! وہ ایسا نہیں۔

ہرقل نے کہا شاید وہ اپنے آباء کی سلطنت کا طالب ہو' تو ابو سفیان نے کہا' بالکل نہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا تم میں سے کیسے لوگ اس کے پیروکار ہیں' کیا ان میں سے کوئی پھر بھی جاتا ہے؟ تو ابو سفیان نے کہا جی نہیں۔ ہرقل نے پوچھا جب وہ معاہدہ کرتا ہے تو کیا عہد شکنی کرتا ہے تو ابو سفیان نے کہا جی نہیں مگر اب ان سے ایک معاہدہ قائم ہے شاید وہ بدعہدی کرے۔ ہرقل نے پوچھا تمہیں اس معاہدے سے کیا خطرہ ہے؟ اس نے بتایا کہ میری قوم نے اپنے حلیفوں کی (آپؐ کے مدینہ میں ہونے کے باوصف) ان کے حلیفوں کے خلاف مدد کی ہے۔ یہ سن کر ہرقل نے کہا اگر تمہاری طرف سے ابتدا ہے تو تم بدعہد ہو' یہ سن کر ابو سفیان نے ناراض ہو کر کہا صرف "وہ" ایک بار جنگ بدر میں غالب آیا' میں اس میں موجود نہ تھا' بعد ازاں ہم نے ان سے ان کے علاقہ میں دو جنگیں کیں۔ ہم نے ان کے پیٹ چاک کئے' ان کے جسم کے اعضاء کاٹے۔ یہ سن کر ہرقل نے پوچھا' تم ان کو دروغ گو سمجھتے ہو یا راست گو؟ اس نے کہا وہ جھوٹا ہے۔ پھر ہرقل نے کہا

اگر وہ تمہاری قوم میں نبی مبعوث ہے تو ان کو مت قتل کرو۔ ایسا کارنامہ تو یہود کی خصلت ہے۔ پھر ابو سفیان اس مجلس سے چلے آئے۔

اس بیان میں کچھ انوکھا پن ہے نیز اس میں وہ فوائد ہیں جو ابن اسحاق اور بخاری سے مروی نہیں اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی اپنے مغازی میں قریباً عروہ بن زبیر کے واقعہ کے مطابق بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

صفاطر پادری کی شہادت : ابن جریر نے اپنی تاریخ میں (ابن حمید از سلمہ از ابن اسحاق از بعض اہل علم) بیان کیا ہے کہ حضرت دحیہ کلبیؓ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر ہرقل کے پاس آئے تو ہرقل نے کہا واللہ! مجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ نبی مرسل ہیں' آپ وہی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور ان کی علامات ہم اپنی کتاب میں موجود پاتے ہیں لیکن مجھے روم سے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہے۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں آپ کی اتباع کر لیتا۔ تم صفاطر پادری کے پاس جاؤ اور اس کے پاس اپنے "صاحب" کا تذکرہ کرو۔ واللہ وہ اہل روم کی نظر میں مجھ سے بڑا ہے اور اس کی بات میری بات سے زیادہ مقبول ہے۔ چنانچہ دیکھو وہ کیا جواب دیتا ہے۔

حضرت دحیہ کلبیؓ نے آکر صفاطر پادری کو یہ سب کچھ گوش گزار کیا تو اس نے کہا واللہ! آپ کا "صاحب" نبی مرسل ہے۔ ہم ان کو ان کی صفات کی وجہ سے پہچانتے ہیں اور ہم اپنی کتاب میں ان کا اسم گرامی مذکور پاتے ہیں۔ پھر وہ اٹھ کر اپنے کمرے کے اندر گیا سیاہ لباس اتار کر سفید لباس زیب تن کیا اور عصا پکڑ کر رومیوں کے سامنے کنیسہ میں آکر کہا' اے قوم روم! ہمارے پاس احمد ﷺ کا مکتوب گرامی آیا ہے' وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف دعوت دیتے ہیں اور میں تو شاہد ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور احمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔

یہ سن کر وہ اس پر یکبارگی پل پڑے اور اس کو اتنا مارا کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر حضرت دحیہ نے آکر یہ سارا ماجرا ہرقل کے گوش گزار کیا تو اس نے کہا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہے۔ واللہ! صفاطر' ان کے نزدیک بڑا عالم تھا اور میری بات سے' اس کی بات زیادہ کارگر تھی۔

ہرقل مسلمان تھا مگر---- : طبرانی (یحییٰ بن سلمہ بن کہیل' سلمہ بن کہیل' عبداللہ بن شداد) حضرت دحیہ کلبیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قیصر روم کی طرف اپنا مکتوب گرامی دے کر روانہ کیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو باریابی کی اجازت دو' چنانچہ قیصر محل سے باہر آیا اور اس کو بتایا گیا کہ دروازے پر ایک آدمی ملاقات کا منتظر ہے' وہ خود کو رسول اللہ ﷺ کا قاصد بتاتا ہے۔ یہ سن کر وہ گھبرا گیا اور مجھے اندر آنے کی اجازت دی۔ میں اس کے پاس اندر آیا' وہاں اس کے ارکان حکومت بھی موجود تھے۔ میں نے مکتوب گرامی اس کے سپرد کیا اس میں تحریر تھا۔ (بسم اللہ الرحمان الرحیم' من جانب محمدؐ' بنام قیصر صاحب روم) یہ سن کر ہرقل کے بھتیجے نے (جو سرخ فام نیلگوں آنکھوں والا' گھنگریالے بالوں والا تھا) کہا آپ اس مکتوب کو نہ پڑھئے اس نے خط کو اپنے نام سے آغاز کیا ہے اور بجائے "ملک الروم" لکھنے کے "صاحب روم" لکھا ہے۔

بایں ہمہ مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا گیا' پھر اس نے حاضرین کو باہر چلے جانے کا کہا۔ وہ باہر چلے گئے تو اس نے مجھے بلایا اور میں نے اس کے سوال کا جواب دیا' پھر اس نے پادری کو جو مشیر اعظم تھا بلوایا۔ وہ اندر آیا اور اس نے مکتوب گرامی پڑھ کر کہا' واللہ! محمدؐ وہی نبی ہیں جس کی آمد کی بشارت موسیٰ اور عیسیٰ نے دی تھی اور ہم ان کے منتظر تھے یہ سن کر قیصر نے پوچھا کیا حکم ہے تو پادری نے کہا میں تو ان کا تابع دار اور پیروکار ہوں۔ تو قیصر نے کہا میں بھی سمجھتا ہوں وہ نبی ہیں لیکن مجھے ایمان کے اظہار کی استطاعت نہیں۔ اگر میں اعلانیہ مسلمان ہو جاؤں تو ملک ہاتھ سے چلا جائے گا اور رومی مجھے ہلاک کر دیں گے۔

سب حربے ناکام : محمد بن اسحاق نے خالد بن یسار سے ایک آدمی کی معرفت قدمائے شام سے نقل کیا ہے کہ ہرقل کو جب نبی علیہ السلام کی نبوت کی اطلاع پہنچی اور اس نے شام کو ترک کر کے قسطنطنیہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو اہل روم کو اکٹھا کر کے خطاب کیا' اے قوم روم! میں تمہارے سامنے چند امور پیش کرتا ہوں' تم ان میں غور و فکر کرو۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟

اس نے بتایا تم جانتے ہو' واللہ! یہ (محمدؐ) شخص نبی اور رسول ہیں۔ ہم ان کو ان کی صفات سے پہچانتے ہیں جو ہماری کتاب میں موجود ہیں۔ آؤ ہم ان کی اتباع کر لیں ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے گی۔ یہ سن کر انہوں نے کہا' ہم عرب کے ماتحت ہوں گے حالانکہ ان لوگوں سے ہمارا ملک عظیم' ہماری تعداد کثیر اور ہمارا شہر وسیع و عریض ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا' آؤ! ہم ان کو سالانہ جزیہ ادا کریں' اس کے ذریعہ ہم ان کی شان و شوکت کو دبا دیں گے اور ان کے ساتھ برسرپیکار ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

یہ تجویز سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم عرب کو جزیہ ادا کر کے ذلت و حقارت سے دوچار ہوں' حالانکہ ہم ان سے تعداد میں زیادہ ملک و سلطنت میں بڑے اور شہر و دیار میں ان سے زیادہ محفوظ و مامون ہیں' واللہ! ہم یہ تجویز قطعاً قبول نہ کریں گے۔

سوریہ : بعد ازاں اس نے کہا' آؤ ہم ان سے مصالحت کر لیں' سلطنت سوریہ ان کو دے دیں اور ارض شام کو چھوڑ دیں --- فلسطین' اردن' دمشق' حمص اور درب سے ادھر کا علاقہ سوریہ کہلاتا ہے --- اور درب سے ادھر کا علاقہ شام کہلاتا ہے --- یہ تجویز سن کر انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو سوریہ کا علاقہ دے دیں حالانکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ ارض سوریہ شام ہی کا علاقہ ہے' واللہ ہم یہ تجویز قبول نہ کریں گے۔ جب یہ تمام تجاویز انہوں نے مسترد کر دیں تو اس نے کہا' واللہ! تم اپنے شہر میں ہی' ان سے محفوظ رہنے کو کامیابی سمجھتے ہو' پھر وہ اپنے خچر پر سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔ درب پر پہنچ کر ارض شام کی طرف متوجہ ہو کر الوداعی سلام کہا' السلام علیک یا ارض سوریہ تسلیم الوداع۔ پھر اس نے سواری کو ایڑ لگائی اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا' واللہ اعلم۔

آنحضور ﷺ کا نامہ مبارک' شام میں عیسائیوں کے شاہ عرب کے نام : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وھب یکے از بنی اسد بن خزیمہ کے ہاتھ' منذر بن حارث بن ابی شمر غسانی حاکم دمشق کے نام' نامہ مبارک روانہ کیا --- ابن ہشام' میں منذر کی بجائے باپ کا نام ہے

بقول واقدی آپ نے اس کو یہ نامہ گرامی دیا۔

سلام علی من اتبع الھدی وآمن بہ وادعوک الی ان تومن باللہ وحدہ لا شریک لہ یبقی لک ملکک

"سلام ہے اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اس پر ایمان لائے اور میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ تمہاری بادشاہت تمہارے لئے باقی رہے گی۔"

حضرت شجاعؓ بن وھب اسدی نے اس کو نامہ مبارک پڑھ کر سنایا تو اس نے کہا میرا ملک مجھ سے کون چھین سکتا ہے' میں خود اس کی طرف پیش قدمی کروں گا۔

آنحضور ﷺ کا کسریٰ شاہ فارس کے نام : امام بخاری (لیث' یونس' زہری' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا نامہ مبارک ایک آدمی کے ہاتھ' کسریٰ کی طرف روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ بحرین کے حاکم کے سپرد کر دے اور اس نے کسریٰ کے حوالے کر دیا۔ کسریٰ نے اس نامہ مبارک کو پڑھ کر غصہ سے پھاڑ دیا اور ابن مسیب کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی کہ وہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں۔

شجاع اسدی قاصد ہے؟ : عبداللہ بن وھب (یونس' زہری) عبدالرحمان بن عبد القاری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز حمد و ثنا کے بعد بر سر منبر فرمایا' میں تم سے بعض کو شاہان عجم کی طرف مبعوث کرنا چاہتا ہوں' تم مجھ سے ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا بنی اسرائیل نے عیسیٰؑ سے اختلاف کیا تھا۔ تو مہاجرین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ سے کبھی کچھ اختلاف نہ کریں گے' آپ ہمیں مبعوث فرمایئے۔ چنانچہ آپ نے شجاع بن وھب اسدی کو کسریٰ کی طرف روانہ کیا' کسریٰ نے اپنے ایوان کو آراستہ کرنے کا حکم دیا' پھر اس نے فارس کے سربر آوردہ لوگوں کو بلانے کے بعد' حضرت شجاعؓ بن وھب کو بلایا۔ وہ تشریف لائے تو کسریٰ نے حکم دیا کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی وصول کر لیا جائے۔ یہ سن کر حضرت شجاع اسدی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہ نامہ مبارک میں خود براہ راست آپ کے سپرد کروں گا تو کسریٰ نے کہا آگے تشریف لایئے۔ آپ نے آگے بڑھ کر مکتوب گرامی اس کے سپرد کر دیا پھر اس نے اپنے کاتب اور منصرم کو بلایا جو حیرہ کا باشندہ تھا' اس نے نامہ مبارک پڑھنا شروع کیا اس میں رقم تھا' نوشتہ از محمد' سوئے پرویز' منجانب محمد بن عبداللہ اور رسول اللہ ﷺ' کسریٰ عظیم فارس کی طرف۔

نامہ مبارک میں سرعنوان رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک سن کر غضبناک ہو کر چیخا چلایا اور نامہ مبارک کو پورا پڑھنے سے قبل ہی چاک کر ڈالا اور حضرت شجاع اسدیؓ کو دربار سے نکل جانے کا حکم دیا۔ حضرت شجاع اسدیؓ یہ منظر دیکھ کر سواری پر سوار ہوئے اور واپس روانگی کے وقت کہا' واللہ! جبکہ میں رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی پہنچا چکا ہوں' تو مجھے پرواہ نہیں کہ میں دو راستوں میں سے کس پر چلوں۔ جب کسریٰ کا غصہ فرو ہوا تو اس نے حضرت شجاع اسدیؓ کو دوبارہ طلب کیا مگر وہ بسیار تلاش کے بعد نہ ملے چنانچہ ان کو حیرہ تک تلاش کیا گیا مگر بے سود۔ حضرت شجاع اسدیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوری کارروائی آپؐ کے گوش گزار کر دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ کسریٰ نے اپنا ملک ریزہ ریزہ

کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ : محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت ابو سلمہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ نامہ مبارک دے کر کسریٰ کی طرف روانہ کیا تھا اس نے نامہ مبارک پڑھ کر چاک کر ڈالا تھا رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا اس نے اپنا ملک چاک کیا ہے۔

بازام کا دو آدمیوں کو آپ کو لانے کے لئے بھیجنا : ابن جریر طبری (احمد بن حمید' سلمہ' ابن اسحاق) زید بن ابی حبیب سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کو رسول اللہ ﷺ کا یہ مکتوب گرامی دے کر کسریٰ شاہ فارس کی طرف روانہ کیا گیا۔

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد بن عبدالله ورسوله إلى هرقل عظيم الروم، سلام على من اتبع الهدى أما بعد، فاني أدعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يؤتك الله أجرك مرتين، فان توليت فان عليك إثم الاريسيّين و (يا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواء بيننا وبينكم أن لا نعبد الا الله ولا نشرك به شيئاً ولا يتخذ بعضنا بعضاً أربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون.

"بسم اللہ الرحمان الرحیم محمد رسول اللہ کی جانب سے کسریٰ عظیم فارس کی طرف۔ اس شخص پر سلام ہے جو ہدایت کا پیروکار ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ وحدہ لاشریک کے معبود ہونے کی گواہی دیتا ہے اور محمد ﷺ کی عبودیت اور رسالت کا اعتراف کرتا ہے"

"میں تمہیں' اللہ کے دین کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں' تمام لوگوں کی طرف تاکہ میں زندہ دل شخص کو آگاہ کروں اور منکروں پر حق بات ثابت ہو جائے اگر مسلمان ہو جاؤ تو سلامت رہو گے اگر انکار کیا تو مجوس قوم کا گناہ بھی تمہارے سر ہو گا۔"

نامہ مبارک کسریٰ نے پڑھ کر پھاڑ دیا اور کہا وہ میرا غلام ہو کر مجھے ایسی گستاخانہ تحریر لکھتا ہے۔ پھر کسریٰ نے یمن میں اپنے نائب باذام کو لکھا کہ "اس آدمی" کی طرف حجاز میں دو جوان ہمت آدمی بھیج اور وہ "اس آدمی" کو میرے سامنے پیش کریں' چنانچہ باذام نے اپنے کاتب اور خزانچی کے ہمراہ ایک فارسی مسمی خرخرہ کو روانہ کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ایک خط' ان کے ہاتھ روانہ کیا کہ آپ ان دونوں کے ہمراہ کسریٰ کے پاس حاضر ہوں ـــــ اور اباذویہ کو کہا کہ "اس آدمی" کے پاس جاؤ' ان سے بات چیت کر کے مجھے صحیح صورت حال سے آگاہ کرو ـــــ چنانچہ وہ دونوں قاصد طائف پہنچے اور وہاں کسی قریشی سے آپ کے بارے دریافت کیا تو اس نے بتایا آپ مدینہ میں ہیں۔ ان کو دیکھ کر طائف والے اور قریش خوب خوش اور مسرور ہوئے کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے' مبارک ہو کہ شہنشاہ کسریٰ "ان" کے مدمقابل آگیا ہے اور اب تم کو "ان" کے بارے کوئی فکر نہ ہو گی۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اباذویہ آپ سے ہم کلام ہوا' اور اس نے کہا' شہنشاہ کسریٰ نے یمن کے حاکم باذام کی طرف ایک حکم نامہ بھیجا ہے کہ وہ آپ کی طرف کسی شخص کو بھیجے جو آپ کو اس کے پاس لائے اور اس نے مجھے آپ کے ساتھ

روانہ ہو جائیں' اگر آپ نے اس حکم کی تعمیل کی تو باذام آپ کے بارے سفارشی خط لکھ دے گا جو آپ کے لئے مفید ہو گا' اگر آپ نے تعمیل نہ کی تو جیسے آپ کو معلوم ہی ہے کہ وہ آپ کو مع قوم ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو تباہ کر دے گا۔

داڑھی مونچھوں کے مونڈنے سے کراہت : بعد ازاں وہ دونوں قاصد بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ دونوں داڑھی مونچھ منڈے (کلین شیو) ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھنا پسند نہ کیا اور فرمایا (**ویلکما من امرکما بھذا**) افسوس! تمہیں ایسی حجامت بنوانے کا کس نے حکم دیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے رب کسریٰ نے یہ حکم دیا ہے تو آپ نے فرمایا لیکن مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کترانے کا حکم دیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا جاؤ کل آنا۔ رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا ہے۔ اور بیٹے نے باپ کو فلاں ماہ کی فلاں رات کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ آپ نے ان قاصدوں کو بلا بھیجا اور ان کو یہ بات بتا دی' یہ سن کر انہوں نے کہا ہوش ٹھکانے ہے' کیا کہہ رہے ہو' ہم تو اس سے بھی معمولی بات کو آپ کے خلاف قابل سرزنش سمجھتے ہیں؟ کیا ہم آپ کی یہ بات لکھ بھیجیں اور باذام کو اس بات سے مطلع کریں تو آپ نے فرمایا ہاں' لکھ بھیجو اور اس کو بتا دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کی تمام قلمرو پر محیط ہو جائے گی' اونٹ اور گھوڑے --- کے نقش پا --- تک پہنچ جائے گا اور اس کو بتا دینا اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں زیر انتظام علاقہ تمہارے سپرد کر دوں گا اور تمہاری قوم کا تمہیں بادشاہ بنا دوں گا۔ پھر آپ نے خرخرہ کو ایک کمربند دیا جو سیم و زر سے مرصع تھا یہ منطقہ آپ کو کسی بادشاہ نے بطور تحفہ ارسال کیا تھا۔

باذام کا تبصرہ : چنانچہ وہ باذام کے پاس آئے اور اس کو سارا ماجرا کہہ سنایا تو اس نے سن کر یہ تبصرہ کیا کہ یہ کلام کسی بادشاہ کا نہیں اور میں تو اس کو نبی سمجھتا ہوں جیسا کہ وہ کہتا ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ اگر یہ بات سچی ہوئی تو وہ واقعی نبی اور رسول ہے' اگر وہ بات سچ نہ ہوئی تو ہم اس کے بارے کوئی اور رائے قائم کریں گے۔

مکتوب شیرویہ : کچھ روز بعد باذام کو شیرویہ کا مکتوب موصول ہوا' میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور میں نے یہ اقدام ملک فارس کی حفاظت کے لئے اٹھایا ہے' کہ اس نے ملک کے اشراف کو قتل کرنے اور خون ریزی کو مباح سمجھا تھا۔ جب آپ کو میرا حکم نامہ ملے تو فوراً میرے لئے اپنے ماتحت لوگوں سے اطاعت کی بیعت لے لو اور جس شخص کے بارے کسریٰ نے آپ کو لکھا تھا' اس کو میرے حکم تک مشتعل نہ کرنا۔

باذام کا اسلام : جب یہ حکم نامہ باذام کو موصول ہوا تو اس نے کہا "وہ آدمی" اللہ کا رسول ہے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور یمن میں جو "ابناء" مقیم تھے سب مسلمان ہو گئے اور باذویہ نے باذام کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہیبت ناک کسی کو نہیں پایا۔ باذام نے پوچھا ان کے ساتھ پولیس تھی' بتایا جی نہیں۔

تاریخ قتل : بقول واقدی' طلوع فجر سے قبل منگل کی رات دس جمادی اخریٰ ۷ھ کو کسریٰ خسرو پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ بقول امام ابن کثیر' بعض اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ماہ محرم میں

قتل ہوا تھا۔ قتلوا بليل كسرى محرما

کسی نے کہا۔

قتلوا كسرى بليل محرما فتولى لم يمتع بكفن

(اور کسریٰ کے جسم کو جب اس کے بیٹوں نے تلواروں سے تقسیم کر لیا قصاب کی طرح)

عورت کی سربراہی : حافظ بیہقی (حماد بن سلمہ' حمید' حسن) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک ایرانی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے آج شب تیرے رب کو قتل کر دیا ہے اور نبی علیہ السلام کو بتایا گیا کہ اس نے اپنی بیٹی کو اپنا جانشین نامزد کر دیا آپ نے فرمایا وہ قوم فلاح و آسودگی نہیں پا سکتی جس کی سربراہ عورت ہو۔

اور حدیث دحیہ کلبی میں مروی ہے کہ جب وہ قیصر کے پاس سے واپس آیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کسریٰ کے نمائندے دیکھے' کسریٰ نے حاکم صفاء کو دھمکی آمیز لہجہ میں کہلا بھیجا کیا تو مجھے "اس آدمی" سے کفایت نہ کرے گا جو تیرے علاقہ سے' مجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے؟ تم یہ کام انجام دو گے یا میں تجھے اس کی پاداش میں سزا دوں گا۔ چنانچہ حاکم صنعاء نے آپؐ کی طرف نمائندے بھیجے اور آپ نے ان نمائندوں کو بتایا کہ اسے آگاہ کر دو' کہ میرے رب نے اس کے رب کو آج شب قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس پیش گوئی کو درست پایا۔ داؤد بن ابی ہند نے ابوہند کی معرفت ابوہریرہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

حافظ بیہقی نے (ابوبکر بن عیاش' داؤد بن ابی ہند' ابوہند) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ رہے تھے آپؐ نے سعد کو دیکھ کر فرمایا کہ سعدؓ کے چہرے مہرے سے ایک خبر ہویدا ہو رہی ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کسریٰ ہلاک ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کسریٰ پر لعنت کرے' وہ فارس اور عرب کے حکمرانوں میں سے سب سے اول ہلاک ہوا۔

بقول امام ابن کثیرؒ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب باذام کے نمائندوں کو کسریٰ کے ہلاک ہونے کی پیش گوئی فرمائی' اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے موافق ایران سے خبر آئی اور علاقہ میں خوب پھیل گئی تو حضرت سعدؓ سب سے پہلے یہ خبر سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو پیش گوئی کے موافق خبر دی' اس انداز کے موافق امام بیہقی نے اس کو بیان کیا ہے۔

عجب مبلغ : حافظ بیہقی نے متعدد اسناد سے زہری سے نقل کیا ہے کہ مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمانؒ بن عوف نے بتایا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ کسریٰ اپنے ملک کے بڑے ہال اور دسکرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے لئے ایک مبلغ اور داعی اسلام بھیجا گیا جو اس کو اسلام کی دعوت دے۔ ناگہاں کسریٰ کو ایک آدمی ہاتھ میں عصا لئے چلتا ہوا نظر آیا۔ اس نے کہا اے کسریٰ! کیا تو میرے اس عصا کو اپنے سر پر مار کر توڑنے سے قبل مسلمان ہو جائے گا؟ یہ سن کر کسریٰ نے کہا جی ہاں' اس کو میرے سر پر نہ توڑیئے۔ وہ مبلغ چلا گیا تو کسریٰ نے اپنے دربانوں کو ڈانٹ پلائی' اس آدمی کو کس نے اجازت دی تھی۔ سب نے کہا' کوئی نہیں آیا تو اس نے کہا

تم جھوٹ بولتے ہو' ان کو خوب ڈانٹا ڈپٹا اور معاف کر دیا۔ سال بعد' پھر وہی آدمی ہاتھ میں عصا لئے ہوئے آیا اور اس نے کہا کیا تجھے اسلام قبول کرنے میں رغبت ہے' قبل اس کے کہ میں اس کو (تیرے سر پر مار مار کر) توڑ دوں۔ اس نے کہا جی ہاں! اسے "میرے سر پر" مت توڑیئے۔ جب وہ واپس چلا گیا تو اس نے اپنے محافظوں کو بلا کر حسب سابق ڈانٹا۔ آئندہ سال پھر وہ آدمی آیا اور اس کے پاس عصا تھا اس نے حسب سابق کسریٰ کو مخاطب کر کے کہا کیا تو اس عصا کو (تیرے سر پر) توڑنے سے قبل مسلمان ہو جائے گا؟ کسریٰ نے یہ سن کر کہا' اس کو میرے سر پر نہ توڑیئے۔ اس نے عصا کو مار مار کر توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اس وقت ہلاک کر دیا۔

پیش گوئی : امام شافعی (ابن عیینہ' زہری' سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو کوئی کسریٰ اس کا جانشین نہ ہو گا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو کوئی قیصر اس کے بعد نہ ہو گا۔ بخدا! والذی نفسی بیدہ! ان کے خزانے فی سبیل اللہ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ اس روایت کو مسلم اور بخاری نے زہری سے نقل کیا ہے۔ نیز مسلم نے سفیان بن عیینہ سے۔ امام شافعی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی کسریٰ کو موصول ہوا تو اس نے چاک کر ڈالا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے اپنے ملک کو چاک کر ڈالا ہے۔

دریدآن نامہ گردن شکن راء زنامہ بلکہ نام خویشتن را

یہ بات مشہور ہے کہ قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کا احترام کیا اور اس کو کستوری کے ڈبہ میں محفوظ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا ملک قائم رہے گا۔ شافعی وغیرہ ائمہ کا بیان ہے کہ عرب لوگ شام اور عراق کے علاقہ میں بغرض تجارت آیا جایا کرتے تھے۔ بعض لوگ ان میں سے مسلمان ہو گئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شاہان عراق اور شام کا شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا جب کسریٰ نیست و نابود ہو گیا تو اس کے بعد کوئی اس کا جانشین نہ ہو گا۔ اسی طرح جب قیصر ہلاک ہو گیا تو قیصر کا بھی کوئی جانشین نہ ہو گا۔ چنانچہ کسریٰ کا ملک بالکل تہس نہس ہو گیا اور قیصر کی حکومت بھی شام سے ختم ہو گئی۔ گو رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے فی الجملہ ان کا ملک باقی رہا کہ انہوں نے نامہ مبارک کی تعظیم و تکریم کی تھی۔ واللہ اعلم۔ اس حدیث میں ایک عظیم بشارت ہے کہ شام میں روم کی حکومت کبھی قائم نہ ہو گی۔

پیش گوئی کی تائید : امام مسلم (قتیبہ' وغیرہ' ابو عوانہ' سماک) حضرت جابر بن سمرۃؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی ایک جماعت قصر ابیض میں سے کسریٰ کے خزانے حاصل کرے گی اور اسباط نے سماک کی معرفت حضرت جابر بن سمرۃؓ سے مزید نقل کیا ہے کہ میں اور میرے والد ہم دونوں اس لشکر میں شریک تھے' ہم نے اس کا مال غنیمت سے ایک ہزار درہم وصول پایا۔

رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک' مقوقس' شاہ اسکندریہ کے نام : مقوقس کا نام تھا جریج بن میناء قبطی۔ یونس بن بکیر (ابن اسحاق' زہری) عبداللہ بن عبدالقاری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو اپنا نامہ مبارک دے کر مقوقس شاہ اسکندریہ کی جانب روانہ کیا' وہ رسول اللہ

ﷺ کا نامہ مبارک لے کر اس کے پاس آیا تو اس نے نامہ مبارک کو بوسہ دیا' حاطب کی تعظیم کی اور خوب مہمانی کی اور ان کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک خلعت' ایک خچر مع زین اور دو لڑکیاں روانہ کیں' ایک ان میں سے' ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ ہیں اور دوسری آپؐ نے محمد بن قیس عبدی کو ہبہ فرما دی تھی۔ (روایت بیہقی)

سوال کا ایک عمدہ جواب : حافظ بیہقی (عبدالرحمان بن زید بن اسلم' زید' یحییٰ بن عبدالرحمان بن حاطب' عبدالرحمان) حضرت حاطب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مقوقس شاہ اسکندریہ کی طرف بھیجا میں اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی لے کر حاضر ہوا اس نے مجھے اپنے مکان میں ٹھہرایا' بعد ازاں اس نے ارکان سلطنت کو اکٹھے کر کے مجھے بلایا اور اس نے کہا میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں' میں چاہتا ہوں کہ آپ سوچ سمجھ کے بعد اس کا جواب دیں' میں نے عرض کیا فرمایئے' تو اس نے کہا اپنے "صاحب" کے بارے بتایئے کیا وہ نبی نہیں ہیں؟ عرض کیا کیوں نہیں وہ اللہ کے رسول اور نبی ہیں تو اس نے کہا جب قریش نے ان کو جلاوطن کیا تو بایں جلالت و شوکت' انہوں نے قوم کے خلاف بددعا کیوں نہ کی؟ میں نے عرض کیا آپ حضرت عیسیٰؑ کی رسالت کے معتقد ہیں؟ اس نے کہا' کیوں نہیں۔ اس اعتراف کے بعد' میں نے عرض کیا کہ جب حضرت عیسیٰ کو ان کی قوم نے گرفتار کر لیا اور صلیب پر چڑھانے کا ارادہ کیا تو حضرت عیسیٰؑ نے ان پر کیوں بددعا نہ کی؟ یہ سن کر مقوقس نے اعتراف کیا کہ آپ حکیم و دانا ہیں اور حکیم و دانشمند کی طرف سے تشریف لائے ہیں۔

تحائف : یہ وہ تحائف ہیں جو میں آپکے ہاتھ محمد ﷺ کی طرف روانہ کر رہا ہوں' اور آپکے ہمراہ محافظ روانہ کر رہا ہوں جو آپکو منزل مقصود تک پہنچا دیں گے۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تین کنیزیں روانہ کیں۔ ایک ان میں سے ام ابراہیم بن محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور ایک آپ نے حسان بن ثابتؓ کو ہبہ کر دی تھی' نیز اس نے آپکی خدمت میں اپنے علاقہ کی عمدہ اشیاء بھی روانہ کیں۔

چار کنیزیں : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس نے چار لونڈیاں بھیجی تھیں۔ ایک ان میں سے ماریہ ام ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ اور ایک ہے سیرین۔ ام عبدالرحمان بن حسانؓ جو آپ نے حضرت حسانؓ کو ہبہ کی تھی۔ بقول امام ابن کثیر' ان تحائف میں ایک سیاہ فام خصی غلام' مابور بھی شامل تھا' دو سیاہ موزے اور ایک سفید خچر بھی تھا۔

مابور : ایک خصی اور نامرد غلام تھا' لوگوں کو اس بات کا علم نہ تھا وہ حسب عادت حضرت ماریہؓ کے پاس آیا جایا کرتا تھا یہ دیکھ کر لوگوں نے ان کے بارے چہ میگوئیاں شروع کر دیں اور یہ حقیقت حال سے بے خبر تھے۔ یہاں تک کہ بعض کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس کے قتل کا حکم فرما دیا تھا چنانچہ حضرت علیؓ نے اس کو خصی پا کر چھوڑ دیا۔ (صحیح مسلم)

ھوذہ بن علی اور شاہان عمان : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلیط بن عمرو بن عبدود یکے از بنی عامر بن لوی کو ھوذہ بن علی شاہ یمامہ کی طرف روانہ کیا اور علاء بن حضرمی کو منذر بن جلندی

ازدی اور عمار بن جلندی ازدی شاہان عمان کی طرف روانہ کیا۔

غزوہ ذات سلاسل : حافظ بیہقی نے یہ غزوہ قبل از فتح مکہ یہاں بیان کیا ہے۔ حافظ بیہقی نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "مشارف شام" میں ذات سلاسل کی طرف بلی اور عبداللہ وغیرہ قبائل قضاعہ میں حضرت عمرو بن عاص کو روانہ کیا (بقول عروہ' بنی بلی' عمرو بن عاص کے ماموں تھے) جب وہ وہاں پہنچے تو دشمن کی کثرت تعداد سے خائف ہو کر رسول اللہ ﷺ سے مزید کمک طلب کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اولین مہاجرین کو اس بات کی طرف متوجہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی دیگر مہاجرین کے ہمراہ تیار ہو گئے اور آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو ان پر امیر نامزد کر دیا۔

موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ جب یہ لوگ حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا میں تم سب کا امیر ہوں اور میں نے ہی رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کی تھی۔ مہاجروں نے یہ سن کر کہا' آپ اپنے قافلہ اور سریہ کے امیر ہیں اور ابوعبیدہؓ مہاجروں کے امیر ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمروؓ نے کہا' سنو! تم میرے معاون اور مددگار ہو' میں نے ہی مدد طلب کی تھی۔

اتفاق : حضرت ابوعبیدہ نے' جو نہایت خوش اخلاق اور نرم طبع تھے' یہ صورت حال دیکھ کر فرمایا جناب عمروؓ! آپ کو معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری تاکید یہ کی تھی کہ جب عمروؓ کے پاس پہنچو' تو باہمی اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنا۔ آپ اگر میری بات تسلیم نہ کریں گے تو میں آپ کی بات مان لوں گا۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے منصب امارت حضرت عمرو بن عاصؓ کے سپرد کر دیا۔

تالیف قلبی : محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن حصین تمیمی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمروؓ بن عاص کو عرب لوگوں سے اسلام کے لئے مدد طلب کرنے کے لئے روانہ کیا کیونکہ حضرت عمروؓ بن عاص کی والدہ بنی بلی سے تھی' آپ نے ان کو ان سے تالیف قلبی اور دوستی کے لئے بھیجا تھا۔ آپ چلتے چلتے ذات سلاسل میں پہنچے جس کے نام پر یہ غزوہ موسوم ہے' تو آپ نے خطرہ محسوس کیا اور رسول اللہ ﷺ سے کمک طلب کی تو آپ نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کو مہاجرین کے لشکر میں روانہ کر دیا جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی شامل تھے اور آپؐ نے روانگی کے وقت حضرت ابوعبیدہؓ کو تاکید فرمائی کہ آپس میں اختلاف مت کرنا۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ جب حضرت عمروؓ کے پاس آئے تو حضرت عمروؓ نے کہا تم لوگ میرے معاون اور مددگار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا میں اپنے رفقا پر امیر ہوں اور آپ اپنے ساتھیوں پر۔ پھر حضرت ابوعبیدہ کو جو نرم مزاج' خوش طبع تھے اور امارت کے دلدادہ نہ تھے' حضرت عمروؓ نے کہا تم لوگ میری امداد کے لئے آئے ہو' تو بالآخر حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا اے عمروؓ! رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا اختلاف نہ کرنا اگر آپ میری بات نہ تسلیم کریں گے تو میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ چنانچہ حضرت عمروؓ نے کہا میں تمہارا امیر ہوں اور تم میری کمک ہو تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا آپ ہی امارت قبول کریں۔ بعد ازاں حضرت عمرو بن عاصؓ نے لوگوں کو باجماعت نماز پڑھائی۔

عامر بن ربیعہ زخمی ہوئے : واقدی نے ربیعہ بن عثمان کی معرفت یزید بن رومان سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ عمرو بن عاص کے پاس پہنچ گئے تو ان کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔ وہ دن رات سفر کرتے ہوئے علاقہ بلی میں پہنچ گئے اور اس کو روند ڈالا اور جس مقام کے بارے آپ کو اطلاع پہنچی کہ وہاں دشمن کی جمعیت جمع ہے' آپ وہاں کا قصد کرتے تو وہ آپ کی آمد کی خبر سن کر منتشر ہو جاتے۔ یہاں تک آپ بلی' عذرہ اور بلقین قبائل کی آخری حدود تک پہنچ گئے اور اس کے آخر میں ایک لشکر سے جو زیادہ نہ تھا نبرد آزما ہوئے' معمولی دیر لڑائی ہوئی اور باہمی نیزوں کا تبادلہ ہوا۔ عامر بن ربیعہؓ کے بازو پر تیر لگا' مسلمان ان پر حملہ آور ہوئے وہ ہزیمت کھا کر بھاگ نکلے اور حضرت عمروؓ نے سب علاقے کو روند ڈالا اور وہاں کئی روز تک قیام کیا اور قرب و جوار میں دشمن کا صفایا کر دیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ مختلف دستوں کو روانہ کرتے' وہ بھیڑ بکریاں لے آتے وہ ذبح کر کے کھا جاتے' اس جنگ میں علاوہ ازیں کوئی مال غنیمت نہ تھا۔

حضرت عمروؓ کا اجتہاد اور غسل کرنا : امام ابوداؤد (ابن مثنیٰ' وھب بن جریر' جریر ابوہ' یحییٰ بن ایوب' یزید بن ابی حبیب' عمران بن ابی انس' عبدالرحمان بن جبیر) حضرت عمرو بن عاصؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل میں ایک رات سخت سردی تھی۔ مجھے احتلام ہو گیا' غسل کرنے سے مجھے جان کا خطرہ لاحق تھا چنانچہ میں نے تیمم کر کے فجر کی نماز پڑھائی۔ یہ مسئلہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کیا تو آپ نے پوچھا عمروؓ تم نے جنابت کی حالت میں لوگوں کو نماز پڑھائی؟ میں نے عرض کیا غسل کرنے سے جان کا خطرہ لاحق تھا اور میں نے کلام اللہ میں سے سنا ہے **ولا تقتلوا انفسکم** (۴/۲۹) چنانچہ رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور مجھے کچھ نہ کہا۔

محمد بن سلمہ (ابن لھیعہ اور عمرو بن حارث' یزید بن ابی حبیب' عمران بن ابی انس' عبدالرحمان بن جبیر) ابو قیس مولیٰ عمرو بن عاصؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عمرو' امیر سریہ نے اپنی ٹانگوں کو دھو لیا اور وضو کر کے فجر کی نماز پڑھائی' اس میں تیمم کا تذکرہ نہیں۔ امام ابوداؤد کا بیان ہے کہ یہ قصہ اوزاعی از حسان بن عطیہ مروی ہے اور اس میں تیمم کرنے کا ذکر ہے۔

عوفؓ اونٹ والا : واقدی نے (افلح بن سعید کی معرفت' ابن عبدالرحمان بن اقیشی) ابوبکر بن حزم سے بیان کیا ہے کہ واپسی میں حضرت عمرو بن عاص نہایت شدید سردی کی رات میں احتلام سے ہو گئے تو انہوں نے اپنے رفقاء سے پوچھا کیا خیال ہے' واللہ! اگر میں نے غسل کیا تو مرجاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے پانی سے استنجا کیا' وضو کے بعد تیمم کر کے فجر کی نماز پڑھا دی۔

عوف بن مالکؓ کو بطور قاصد روانہ کر دیا گیا۔ عوف کا بیان ہے کہ میں سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا' آپ نماز پڑھ رہے تھے پھر میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے پوچھا عوفؓ ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ عوف بن مالک ہوں؟ آپ نے فرمایا "صاحب الجزور" اونٹ والا' عرض کیا جی ہاں! آپ نے مزید بر آں کوئی بات نہ پوچھی۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا روئیداد سناؤ' چنانچہ میں نے لشکر کے جملہ حالات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار

کر دیئے اور حضرت ابو عبیدہ کی طاعت کا بھی تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ ابو عبیدہ پر رحمت کرے۔ بعد ازاں میں نے عرض کیا کہ عمروؓ نے جنابت کی حالت میں نماز فجر پڑھائی۔ پانی موجود تھا لیکن صرف استنجا کر کے وضو کیا اور نماز پڑھا دی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے۔ جب حضرت عمرو بن عاصؓ آئے تو آپ نے ان سے نماز فجر کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا بخدا! والذی بعثک بالحق' اگر میں غسل کر لیتا تو مر جاتا۔ میں نے ایسی سردی کبھی محسوس نہیں کی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۴/۲۹) **ولا تقتلوا انفسکم** یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور مزید کچھ نہ کہا۔

شیخین کا ورع و تقویٰ : ابن اسحاق نے یزید بن ابی حبیب کی معرفت عوف بن مالک اشجعی سے بیان کیا ہے کہ میں اس غزوہ ذات سلاسل میں شامل تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن عاص کو امیر بنا کر روانہ کیا تھا۔ لشکر میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے' میں ایک قافلے کے پاس سے گزرا' انہوں نے اونٹ ذبح کیا تھا مگر وہ اس کا گوشت بنانے سے قاصر تھے۔ میں قصاب تھا' میں نے کہا دسواں حصہ دو' تو میں یہ تم میں تقسیم کر دوں گا۔ انہوں نے ہاں کی تو میں نے چھری پکڑی اور فوراً تقسیم کر کے اپنا حصہ لے کر چلا آیا چنانچہ ہم نے پکایا اور کھایا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے پوچھا عوف! یہ گوشت کہاں سے آیا' میں نے ان کو سارا قصہ بتایا تو انہوں نے کہا' ہمیں یہ کھلا کر تم نے اچھا نہیں کیا۔ پھر انہوں نے قے کر کے' کھانا پیٹ سے نکال دیا۔ واپسی میں سب سے پہلے' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ گھر میں نماز پڑھ رہے تھے میں نے السلام علیک یارسول اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ عرض کیا تو آپ نے پوچھا کیا عوف ہے؟ عرض کیا جی ہاں میرے ماں باپ فدا ہوں پھر آپ نے فرمایا "صاحب الجزور" اونٹ والا ہے اور مزید برآں کچھ نہیں کہا۔ محمد بن اسحاق نے یزید بن ابی حبیب کی معرفت عوف بن مالک اشجعی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ یہ سند منقطع بلکہ مفصل ہے۔ حافظ بیہقی کے مطابق اس روایت کو ابن لھیعہ اور سعید بن ابی ایوب نے (یزید بن ابی حبیب کی معرفت ربیعہ بن لقیط از مالک بن زھدم از عوف بن مالک) اسی طرح نقل کیا ہے مگر اس میں مذکور ہے کہ میں نے یہ گوشت حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا انہوں نے مجھ سے اس کے بارے پوچھا اور میں نے بتا دیا تو آپ نے فرمایا تم نے اپنا اجر جلد لے لیا اور گوشت نہ کھایا۔ پھر اس نے حضرت ابو عبیدہؓ کا قصہ بیان کیا ہے مگر اس میں حضرت ابوبکرؓ کا نام نہیں لیا اور باقی ماندہ روایت حسب سابق بیان کی ہے۔

طالع آزمائی : حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ اور ابو سعید بن ابی عمرو' ابو العباس محمد بن یعقوب اصم' یحییٰ بن ابی طالب' علی بن عاصم' خالد حذاء' ابو عثمان نھدی) حضرت عمرو بن عاصؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے غزوہ ذات سلاسل کے لشکر میں امیر نامزد کر کے بھیجا۔ لشکر میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی موجود تھے' میرے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں میرا ایک خاص مقام و رتبہ ہے کہ مجھے ابوبکرؓ اور عمرؓ پر بھی منصب امارت پر ترجیح دیں۔ چنانچہ میں واپس آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے پیارا کون ہے؟ فرمایا عائشہؓ' میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے اہل و عیال

کے بارے نہیں پوچھ رہا۔ پھر آپ نے فرمایا' عائشہ کا والد' میں نے سہ بار عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ۔ میں نے پھر سوال کا اعادہ کیا تو آپ نے چند ایک لوگوں کا نام لیا تھا حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا آئندہ کبھی ایسا سوال نہ کروں گا۔

یہ حدیث صحیحین میں (خالد حذاء از عبدالرحمان بن مل ابو عثمان نہدی) حضرت عمرو بن عاصؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ کو جیش ذات السلاسل پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا' واپسی میں آنحضور ﷺ سے پوچھا آپ کو سب سے پیارا کون ہے' فرمایا عائشہؓ' پوچھا مردوں میں سے بتایا اس کا والد۔ پوچھا پھر کون فرمایا' عمرؓ پھر آپ نے چند ایک لوگوں کا نام لیا (**ھذا لفظ البخاری**) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمروؓ نے کہا' میں اس اندیشہ سے خاموش ہو گیا کہ مجھے سب سے آخر کر دیں گے۔

سریہ حضرت ابوعبیدہ' ساحل سمندر کی طرف : امام مالک وھب بن کیسان کی معرفت حضرت جابرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فوجی دستہ ساحلی علاقہ کی طرف روانہ کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امارت کا منصب عطا کیا اور کل تعداد تین سو تھی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں بھی اس سریہ میں شامل تھا ہم مدینہ سے روانہ ہوئے' ابھی راستہ میں ہی تھے کہ زاد راہ ختم ہو گیا پھر حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم سے سارے لشکر کا توشہ جمع کیا گیا اور وہ دو تھیلے ہوا۔ وہ روزانہ ہمیں تھوڑا تھوڑا دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا اور صرف ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ وھب نے جابر سے پوچھا' بھلا ایک کھجور سے کیا گزارہ ہوتا ہو گا' اونٹ کے منہ میں زیرہ' تو اس نے کہا وہ ایک بھی غنیمت تھی' جب وہ بھی نہ رہی تو اس کی قدر معلوم ہوئی۔

پھر ہم چلتے چلتے ساحل سمندر پر پہنچے تو دیکھا ایک مچھلی ہے بڑے ٹیلے کی طرح' اس سے پورے لشکر نے اٹھارہ روز تک کھایا بعد ازاں اس کی پسلیوں میں سے دو پسلیوں کو حضرت ابوعبیدہ کے حکم سے کھڑا کیا گیا' پھر ان کی سواری پر پالان ڈالا گیا اور وہ سوار ہو کر نیچے سے گزر گئے اور (وہ اتنی اونچی تھیں) کہ سواری ان کو چھوتی تک نہیں۔ اس روایت کو مسلم اور بخاری نے امام مالک سے اس طرح بیان کیا ہے۔

جیش خیط : صحیحین میں (علی بن عبداللہ' سفیان بن عیینہ' عمرو بن دینار) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا' ہمارے امیر ابوعبیدہ بن جراح تھے۔ ہم قریش کے تجارتی قافلہ کی تاک میں تھے۔ ہمیں بھوک نے اس قدر ستایا کہ ہم درختوں کے پتے تک کھا گئے اسی سبب سے اس لشکر کا نام "جیش خیط" پڑ گیا' ایک آدمی نے --- قیس بن سعد بن عبادہ --- نے تین اونٹ ذبح کئے۔ پھر اور تین ذبح کئے' بعد ازاں تین اور ذبح کئے پھر امیر جیش ابوعبیدہ نے اونٹ ذبح کرنے سے روک دیا اور سمندر نے اچھال کر عنبر مچھلی باہر پھینک دی' ہم پندرہ روز تک اس کا گوشت کھاتے رہے اور مچھلی کا تیل استعمال کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ہماری صحت صحیح ہو گئی' پھر پسلیوں والا قصہ بھی نقل کیا ہے۔

یہ سریہ قبل از حدیبیہ تھا : ہم قریشی قافلہ کی تاک میں تھے' یہ جملہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے قبل روانہ کیا' واللہ اعلم۔

حافظ بیہقی (ابوبکر بن اسحاق' اسماعیل بن قتیبہ' یحییٰ بن یحییٰ' ابو خیثمہ' زہیر بن معاویہ' ابوالزبیر) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روانہ فرمایا اور ابوعبیدہؓ کو امیر نامزد کیا کہ ہم قریش کے قافلہ سے تعرض کریں اور ہمیں ایک تھیلی میں کھجوریں دیں علاوہ ازیں کچھ نہ تھا۔ چنانچہ ابوعبیدہؓ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے تھے۔ حضرت جابر سے زبیر نے پوچھا تم کیسے گزارہ کرتے تھے بتایا ہم اس کو بچوں کی طرح چوس کر اوپر سے پانی پی لیتے تھے اور شام تک گزارہ ہو جاتا تھا۔ پھر لاٹھیوں سے' درختوں کے پتے جھاڑ لیتے اور ان کو بھگو کر کھا لیتے۔

مچھلی کی جسامت : ہم ساحل سمندر پر گئے' بڑے ٹیلے کی طرح ساحل پر ایک چیز نظر آئی' قریب آئے تو عنبر مچھلی ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا یہ مردار ہے' پھر کہا نہیں ہم تو رسول اللہ ﷺ کے فرستادہ لوگ ہیں اور اللہ کی راہ میں مجاہد ہیں اور مجبور ہیں' لہٰذا کھاؤ۔ ہم نے اس سے مہینہ بھر کھایا۔ ہم تین سو افراد تھے' خوب کھایا یہاں تک کہ ہم موٹے تازے ہو گئے' آنکھ کے گڑھے سے ہم مٹکوں سے تیل نکالتے تھے اور اس سے بیل کی طرح بڑے بڑے گوشت کے ٹکڑے کاٹتے تھے۔ پھر ابوعبیدہ نے ہم سے ۱۳ آدمی' اس کے آنکھ کے گڑھے میں بٹھائے۔ پھر اس نے' اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو کھڑا کیا اور سب سے اونچا اونٹ اس کے نیچے سے گزارا اور ہم نے اس کے گوشت سے کچھ ٹکڑے بطور توشہ اور زاد راہ رکھ لئے۔ پھر ہم نے مدینہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا "وہ رزق ہے جو اللہ نے تمہارے لئے برآمد کیا ہے' تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ" چنانچہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت حاضر کیا اور آپ نے اس سے تناول فرمایا۔ اس روایت کو امام مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن یونس سے اور امام ابوداؤد نے نفیلی سے بیان کیا ہے اور ان تینوں نے (ابو خیثمہ زہیر بن معاویہ جعفی کوفی از ابو زبیر محمد بن مسلم بن تدرس مکی از جابر بن عبداللہ انصاری) بیان کیا ہے۔

امام بیہقی کی متابعت : بقول امام ابن کثیرؒ اس بیان کا تقاضا ہے کہ یہ سریہ صلح حدیبیہ سے قبل کا ہو' لیکن ہم نے اس کو یہاں حافظ بیہقی کی متابعت میں بیان کیا ہے کیونکہ انہوں نے غزوہ موتہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل اس سریہ کو بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

سریہ اسامہ بن زید' جہینہ کے حرقہ قبیلہ کی طرف : امام بخاری رحمہ اللہ کتاب المغازی میں (عمرو بن محمد' ہیثم' حصین بن جندب) ابو ظبیان سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ نے بتایا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حرقہ قبیلہ کی طرف روانہ کیا۔ ہم صبح کے وقت حملہ آور ہوئے اور ان کو شکست دے دی۔ میں اور ایک انصاری نے ایک شخص کا تعاقب کیا جب وہ زد میں آگیا تو لا الہ الا اللہ پکار اٹھا' انصاری نے تو اپنا ہاتھ روک لیا اور میں نے اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا' ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ معلوم ہوا تو فرمایا اے اسامہ! آیا تم نے ایک شخص کو کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ عرض کیا اس نے اپنا بچاؤ کیا تھا --- آپ نے یہ عذر ناقابل قبول سمجھا --- اور بار بار اس جملہ کو دہراتے رہے یہاں تک کہ مجھ کو اتنی ندامت ہوئی کہ دل میں کہنے لگا کاش آج سے پہلے اسلام نہ لایا ہوتا۔

امام بخاری حضرت سلمہ بن اکوع سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات غزوات کئے اور نو فوجی دستوں کے ہمراہ گیا کبھی حضرت ابوبکرؓ امیر ہوتے تھے اور کبھی اسامہ بن زیدؓ

نجاشی کی وفات اور غائبانہ نماز جنازہ : حافظ بیہقی نے (مالک از زہری از سعید بن مسیب) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جس روز نجاشی فوت ہوا اس کے مرنے کی اطلاع دی اور ان کو "جنازہ گاہ میں" صف بستہ کر کے نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ اس روایت کو مسلم بخاری نے مالک سے بیان کیا ہے نیز (لیث از عقیل از زہری، از سعید و ابی سلمہ از ابوہریرہ) اس طرح بیان کیا ہے۔ اور مسلم و بخاری میں (ابن جریج از عطا از جابر) مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج ایک مرد صالح فوت ہوا ہے چنانچہ اصحمہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ نجاشی کی موت کا سانحہ فتح مکہ سے کافی عرصہ قبل کا ہے کیونکہ مسلم شریف میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے شاہان ممالک کی طرف مکاتیب روانہ کئے تو نجاشی کی طرف نامہ مبارک لکھا اور وہ مسلمان نہ تھا، مگر واقدی وغیرہ کا خیال ہے کہ یہ وہی تھا، واللہ اعلم۔

حافظ بیہقی (مسلم بن خالد زنجی، موسیٰ بن عقبہ، ابیہ) ام کلثومؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (عمرہ قضا کے بعد) حضرت ام سلمہؓ سے شادی کی تو فرمایا میں نے نجاشی کو چند اوقیہ کستوری اور ایک جوڑا لباس بطور تحفہ ارسال کیا ہے اور وہ فوت ہو چکا ہے اور غالباً تحفہ واپس کر دیا جائے گا، اگر تحفہ واپس آگیا تو میں یہ تحفہ تم (ازواج مطہرات) میں تقسیم کر دوں گا یا یہ سارا ہی تجھے عطا کر دوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نجاشی فوت ہو گیا اور تحفہ واپس ہو گیا۔ پھر آپ نے اس کستوری سے ایک اوقیہ ایک بیوی کو عطا کیا لباس کا جوڑا اور باقی ماندہ کستوری حضرت ام سلمہؓ کو عطا کر دی، واللہ اعلم۔

فتح مکہ

غزوہ فتح مکہ، ماہ رمضان ۸ھ کا واقعہ ہے سورہ حدید (۱۰/۵۷) میں (من قبل الفتح ۱۰/۵۷) اور سورہ النصر میں (۱/۱۱۰) (اذا جاء نصر اللّٰه والفتح) میں مذکور ہے۔

معاہدہ حدیبیہ کے بعد فتح مکہ کے اسباب : محمد بن اسحاق نے زہری کی معرفت عروہ از مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم بیان کیا ہے کہ صلح حدیبیہ میں ایک دفعہ یہ تھی کہ جو کوئی چاہے محمد ﷺ کے عہد و پیمان اور ان کے گروپ میں داخل ہو سکتا ہے اور جو کوئی چاہے قریش کے عہد و پیمان اور ان کے گروپ میں داخل ہو سکتا ہے چنانچہ خزاعہ قبیلہ نے فوراً اعلان کر دیا کہ ہم محمد ﷺ کے عہد و پیمان اور ان کے گروپ میں شامل ہوتے ہیں اور "بنی بکر" نے اعلان کر دیا کہ ہم قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہوتے ہیں چنانچہ وہ سترہ یا اٹھارہ ماہ تک اس معاہدہ حدیبیہ کے پابند رہے۔

پھر بنی بکر مع قریش نے خزاعہ پر مکہ کے قریب "وتیر" مقام پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیا اور قریش نے کہا یہ رات کی تاریکی ہے ہمارے بارے محمدؐ کو کچھ معلوم نہیں اور نہ ہمیں کوئی دیکھتا ہے چنانچہ

قریش نے بنی بکر کا گھوڑوں اور اسلحہ سے تعاون کیا اور رسول اللہ ﷺ سے بغض و عناد کی بنا پر ان کے ساتھ جنگ میں بھی شریک ہوئے۔

وتیر کے اس ہنگامے کے بعد عمرو بن سالم خزاعی از بنی کعب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا کہہ سنایا اور اس نے کہا۔

یا رب إنی ناشد محمدا حلف أبیہ وأبینا الأتلدا
قد کنتموا وُلداً وکنا والدا ثمت أسلمنا فلم ننزع یدا
فانصر رسول اللہ نصرا أبدا وادع عباد اللہ یأتوا مددا
فیھم رسول اللہ قد تجردا إن سیم خسفا وجھہ تربدا

(اے رب! میں محمدؐ کو اپنے اور ان کے خاندان کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں۔ آپ لوگ ہماری اولاد تھے اور ہم تمہارے نانا ابا تھے' پھر ہم نے آپ کی تابعداری کی اور کبھی نافرمانی نہ کی۔ اے رسول اللہ! پر زور اور فوری مدد کی جائے اور اللہ کے بندوں کو بلایئے وہ مدد کو آئیں گے۔ ان میں رسول اللہ ہیں' تلوار بے نیام کوئی ناروا بات کی جائے تو ان کا چہرہ غصہ سے متغیر ہو جاتا ہے)

فی فیلق کالبحر یجری مز بدا إن قریشاً أخلفوك الموعد
ونقضوا میثاقك المؤكدا وجعلوا لی فی كداء رصدا
وزعموا أن لیست أدعو احدا فهم أذل وأقل عددا
هم بیتونا بالوتیر هجدا وقتلونا ركعاً و سجدا

لشکر جرار کے دلاور بحر زخار کی مانند چلتا ہے۔ قریش نے آپ کے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور آپ کے پختہ عہد کو توڑ ڈالا ہے اور انہوں نے کداء میں میرے لئے گھات لگائی۔ اور انہوں نے سمجھا کہ میں مدد کے لئے کسی کو نہ پکاروں گا' وہ ذلیل تر اور نہایت کم تر ہیں۔ انہوں نے رات کے وقت "وتیر" میں شب خون مارا اور رکوع' سجود کی حالت میں ہمیں قتل کر دیا)

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تو منصور اور مدد کیا گیا ہے۔ فوراً آسمان پر بادل نمودار ہوا تو آپ نے فرمایا بے شک یہ بادل بنی کعب کی نصرت کے لئے آواز دے رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو تیاری کا حکم دے دیا اور ان کو روانگی کا وقت نہ بتایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قریش کو اس بات کی خبر نہ ہو اور اچانک ان پر حملہ آور ہوں۔

باعث نزاع : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اس لڑائی کا باعث یہ تھا کہ مالک بن عباد حضرمی حلیف اسود بن رزن دیلی' بغرض تجارت روانہ ہوا' خزاعہ کے علاقہ کے اندر سے گیا تو انہوں نے اس کو قتل کر کے مال و زر پر قبضہ کر لیا' بعد ازاں بنی بکر نے ایک خزاعی کو اس کے عوض قتل کر دیا پھر اسلام کے ظہور سے کچھ عرصہ قبل' خزاعہ نے سلمیٰ' کلثوم اور ذؤیب پسران اسود بن رزن دیلی کو جو بنی کنانہ کے سرمایہ افتخار اور اشراف تھے' عرفہ میں حدود حرم کے پاس قتل کر ڈالا ---- ابن اسحاق نے کسی دیلی سے بیان کیا ہے کہ اسود بن

ازن کی اولاد کی جاہلیت کے دور میں دیت دوگنا ہوتی تھی --- بنی بکر اور خزاعہ کے درمیان یہ چپقلش اور کش مکش جاری تھی کہ اسلام کا ظہور ہو گیا اور وہ اس کے درمیان حائل ہو گیا اور لوگ اس نزاع میں مصروف ہو گئے ----- معاہدہ حدیبیہ ہوا تو بنی بکر قریش کے گروپ میں شامل ہو گئے اور خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیمان میں شریک ہو گئے اور بنی بکر نے خزاعہ سے اپنا بدلہ چکانے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت اور بہتر سمجھا چنانچہ نوفل بن معاویہ دیلی جو اپنی قوم کا قائد اور رئیس تھا قوم کو ساتھ لے کر آیا اور خزاعہ پر جو "وتیر" چشمہ پر آباد تھے رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوا اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر ڈالا۔ چنانچہ باہمی سخت معرکہ بپا ہوا' قریش نے بھی بنی بکر کی اسلحہ سے مدد کی۔ اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر بعض قریشی بھی اس لڑائی میں شامل ہو گئے' یہاں تک کہ خزاعہ کو حرم کی طرف دھکیل لائے۔ جب وہ حرم میں داخل ہو گئے تو بنی بکر نے کہا ہم حرم میں داخل ہو چکے ہیں خدا سے ڈرو! خدا سے ڈرو! یہ سن کر نوفل دیلی نے آگ بگولا ہو کر ایک بڑی بات کہی' اے بنی بکر! آج کوئی الہ نہیں' بس اپنا بدلہ لے لو' زندگی کی قسم! تم حرم میں چوری تو کر لیتے ہو' کیا انتقام نہیں لے سکتے' اور خزاعہ بامر مجبوری' بدیل بن ورقاء اور اپنے ایک غلام رافع کے گھر میں پناہ گزین ہو گئے اور اخزر بن لعط دیلی نے اس موقعہ پر کہا۔

ألا هل أتى قصوى الأحابيش أننا رددنا بني كعب بأفوق ناصل
حبسناهم في دارة العبد رافع وعند بديل محبساً غير طائل
بدار الذليل الآخذ الضيم بعد ما شفينا النفوس منهم بالمناصل
حبسناهم حتى اذا طال يومهم نفخنا لهم من كل شعب بوابل

(کیا قریش کے حلیفوں کے مخالف لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ ہم نے بنی کعب کو ناکام لوٹا دیا ہے۔ ہم نے ان کو غلام رافع کے گھر میں محبوس کر دیا اور بدیل کے پاس بھی ان کا محبوس ہونا کوئی مفید نہیں۔ ایک ذلیل کے گھر میں' جو ظلم و ستم کو بخوشی قبول کرتا ہے بعد اس بات کے کہ ہم نے تلواروں سے اپنے دل کا غبار نکال لیا۔ ہم ان کو بکروں کی طرح ذبح کر رہے تھے گویا ہم شیر ہیں جو دانتوں کے ساتھ ان میں مقابلہ کر رہے ہیں)

نذّبحهم ذبح التيوس كأننا أسود نباري فيهم بالقواصل
هم ظلمونا واعتدوا في مسيرهم وكانوا لدى الانصاب أول قاتل
كأنهم بالجزع إذ يطر دونهم قفاثو رحفان النعام الجوافل

(ان لوگوں نے سفر میں ہم پر ظلم و زیادتی کی تھی اور یہ لوگ حدود حرم کے پاس پہلے قاتل ہیں۔ گویا کہ وہ جب ان کو دامن وادی میں جبل فاثور کے پاس بھگا رہے تھے تیز رفتار شتر مرغ تھے)

جواب آں غزل کے طور پر بدیل بن عبد مناۃ بن عمرو بن اجب عرف بدیل بن ام اصرم نے کہا۔

تعاقد قوم يفخرون ولم ندع لهم سيدا يندوهم غير نافل
أمن خيفة القوم الاولى تزدريهم تجيز الوتير خائفا غير آيل
وفي كل يوم نحن نحبوا حباءنا لعقل ولا يحبى لنا في المعاقل

نحن صبحنا بالتلاعة داركم   بأسيافنا يسبقن لوم العوذ

(فخر و کبر کا اظہار کرنے والی قوم تباہ ہو' ہم نے ان کا سوائے نوفل کے کوئی سردار نہیں چھوڑا جو ان کو مجلس میں جمع کرے۔ کیا اس قوم کے خوف سے جن کو تو حقیر سمجھتا ہے چشم و تیر کو ڈر کے مارے پیچھے چھوڑ آیا کبھی دوبارہ نہ آئے گا۔ ہم روزانہ دیت میں عطیہ دیتے ہیں اور ہمیں کبھی زیتون میں کچھ نہیں دیا گیا۔ ہم نے صبح دم تلاعہ میں تمہارے گھر پر تلواروں سے حملہ کیا جو ملامت گروں کی ملامت سے تجاوز کر گئیں۔)

ونحن منعنا بين بيض وعتود   إلى خيف رضوى من مجر القبائل

ويوم الغميم قد تكفت ساعياً   عبيس فجعناه بجلد حلاحل

أ إن أجمرت في بيتها أم بعضكم   بجعموسها تنزون إن لم نقاتل

كذبتم وبيت الله ما إن قتلتموا   ولكن تركنا أمركم في بلابل

(ہم نے مقام بیض اور عتور کے درمیان خیف رضوی تک لشکر جرار سے حفاظت کی۔ اور جنگ غمیم میں عیس نے اپنا راہ چھوڑ دیا ہم نے اس کو طاقتور رئیس کے ساتھ رنج و غم سے دوچار کیا۔ کہ تم میں سے کسی کی والدہ کا ان کے گھر میں پاخانہ خطا ہو گیا تھا؟ تو اب کود رہے ہو کہ ہم نے جنگ نہیں کی۔ بیت اللہ کی قسم! تم دروغ گو ہو تم نے کسی کو قتل نہیں کیا مگر ہم نے تم میں انتشار پیدا کر دیا ہے)

پیش گوئی : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا تم ابوسفیان کو دیکھ رہے ہو کہ وہ معاہدہ کو پختہ کرنے اور مدت مصالحت میں اضافہ کرنے کیلئے آرہا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بدیل بن ورقاء چند خزاعیوں کے ہمراہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ کو اپنے مصائب سے آگاہ کیا اور قریش کے بنی بکر کی معاونت اور مدد سے باخبر کیا۔ پھر وہ واپس چلے آئے اور واپسی میں "عسفان" میں ابوسفیان سے ملاقات ہوئی اس کو قریش نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تجدید عہد اور مدت مصالحت میں اضافہ کے لئے بھیجا تھا اور ان کو اپنی عہد شکنی کے خوفناک انجام کا احساس ہو گیا تھا۔ ابوسفیان نے ملاقات کے دوران بدیل سے پوچھا' کہاں سے آرہے ہو؟ اور اس کا خیال تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آرہا ہے۔ اس نے کہا' میں خزاعہ قبیلہ کے ہمراہ اس وادی کے ساحلی علاقہ میں گیا تھا' یہ سن کر ابوسفیان' بدیل کی سواری کے مبرک اور بیٹھنے کی جگہ پر گیا۔ اس کے لینڈ کو مسلا اور اس میں کھجور کی گٹھلی دیکھ کر کہا بخدا' بدیل محمدؐ کے پاس گیا تھا۔

ابوسفیان آستانہ نبوی میں : پھر ابوسفیان' عسفان سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہؓ ام المومنین کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو اس نے یہ بستر لپیٹ لیا تو ابوسفیان نے کہا اے پیاری بیٹی! معلوم نہیں' کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس کے قابل نہیں سمجھا یہ سن کر اس نے جواب دیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا بستر ہے اور آپ مشرک اور نجس ہیں۔ میں نہیں چاہتی کہ آپ ان کے بستر پر بیٹھیں تو ابوسفیان نے کہا واللہ! ہمارے پاس سے چلے آنے کے بعد' تمہاری طبیعت بدل گئی ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس گیا اور ان سے درخواست

کی کہ آپ اس بارے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں تو حضرت ابو بکر نے کہا میں نہیں کر سکتا پھر حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا تو حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں تمہاری سفارش رسول اللہ ﷺ کے پاس کروں۔ واللہ! میرے پاس چیونٹیوں کا لشکر بھی ہو تو تم سے ضرور جہاد کروں پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس گئے ان کے پاس حضرت فاطمہؓ بھی بیٹھی تھیں ان کے سامنے حضرت حسن آہستہ آہستہ چل پھر رہے تھے تو حضرت علیؓ سے کہا جناب! میرا آپ سے تعلق سب سے گہرا ہے' اور آپ میرے قریبی رشتہ دار ہیں' میں ایک ضرورت سے آیا ہوں' ایسا نہ ہو کہ میں جیسے آیا تھا ویسے ہی ناکام واپس چلا جاؤں۔ آپ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سفارش کریں۔ یہ سن کر انہوں نے کہا افسوس! ابو سفیان! واللہ! رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے امر کا عزم کر لیا ہے ہمیں آپ سے اس بارے گفتگو کرنے کی سکت نہیں۔ پھر اس نے حضرت فاطمہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا آپ اپنے اس بیٹے کو کہیں گی کہ وہ لوگوں کے درمیان "پناہ" دینے کا اعلان کر دے اور اس سے وہ رہتی دنیا تک عرب کا سردار کہلائے تو انہوں نے کہا' واللہ! میرا یہ بیٹا اس عمر تک نہیں پہنچا اور نہ ہی کوئی رسول اللہ ﷺ کے خلاف مرضی پناہ دے سکتا ہے۔

پھر اس نے کہا جناب ابوالحسن! میں محسوس کر رہا ہوں کہ حالات بگڑ چکے ہیں۔ آپ میری خیر خواہی فرمائیں تو حضرت علیؓ نے کہا واللہ! میرے علم میں کوئی ایسی بات نہیں جو آپ کے لئے مفید ہو۔ البتہ آپ بنی کنانہ کے رئیس ہیں' لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر امان اور پناہ کا اعلان کر دیں اور واپس چلے جائیں۔ یہ سن کر ابو سفیان نے پوچھا کیا یہ اعلان میرے لئے کچھ کار آمد بھی ہو گا' تو حضرت علیؓ نے کہا' واللہ! میرے خیال میں یہ اعلان کچھ مفید نہیں لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہیں تو ابو سفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا' اے لوگو! میں لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کرتا ہوں' **ایہاالناس! انی قد اجرت بین الناس!**

اعلان کے بعد وہ سوار ہوا اور قریش کے پاس چلا آیا' قریش نے پوچھا' کیا بات ہوئی! اس نے بتایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گھر گیا میں نے بات کی مگر آپؐ نے کچھ جواب نہ دیا پھر میں ابو بکرؓ کے پاس آیا واللہ! اس کے پاس بھی کچھ حاصل نہ ہوا' پھر عمرؓ کے پاس آیا اس کو بدترین دشمن پایا' اس کے بعد علیؓ کے پاس آیا ان کو سب سے نرم پایا' انہوں نے مجھے مشورہ دیا اور میں نے اس پر عمل درآمد کیا واللہ! مجھے معلوم نہیں' وہ مفید بھی ہے یا نہیں لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ بتایا اس نے مجھے کہا کہ میں لوگوں کے درمیان امن و امان کا اعلان کر دوں اور میں نے یہ اعلان کر دیا' یہ سن کر لوگوں نے پوچھا کیا محمدؐ نے اس کو منظور کیا؟ بتایا نہیں' منظور نہیں کیا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا' افسوس! علیؓ نے تیرے ساتھ محض مذاق کیا ہے۔ اور تمہارا بذات خود پناہ کا اعلان کوئی مفید امر نہیں تو ابو سفیان نے کہا واللہ! علاوہ ازیں میں نے کوئی بات مفید نہیں سمجھی۔

ایک قابل التفات تطبیق : حدیث میں ہے "**یجیر علی المسلمین ادناھم**" مسلمانوں میں سے ایک ادنیٰ شخص بھی مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے سکتا ہے اور حضرت فاطمہؓ نے فرمایا "**مایجیر احد علی النبی**" کہ نبی علیہ السلام کی طرف سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بقول امام سہیلی (۲ج/۲۶۷) اس کی تطبیق

یہ ہے کہ حدیث کا مطلب ہے کہ مسلمان ایک دو' یا چند لوگوں کو پناہ دے سکتا ہے' اور حضرت فاطمہؓ کے قول کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان لوگوں کو کوئی پناہ نہیں دے سکتا جن سے آپ کا جنگ کرنے کا ارادہ ہو۔ بقول سحنون اور ابن ماجشون' عورت کا امان کا اعلان' امام کی اجازت پر موقوف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانی کو مخاطب کر کے فرمایا تھا جس کو تو نے پناہ دی' ہم نے وہ پناہ منظور کر لی۔ یہ قول حضرت عمروؓ بن عاص اور حضرت خالدؓ بن ولید سے بھی منقول ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ غلام کا پناہ دینا جائز نہیں' مگر مذکور بالا حدیث میں لفظ "ادناھم" (ایک ادنیٰ شخص بھی) کا تقاضا ہے کہ غلام اور عورت بھی پناہ دے سکتی ہے' واللہ اعلم۔ بیہقی نے (حماد از محمد از ابو سلمہ از ابوہریرہ) نقل کیا ہے کہ بنی کعب نے کہا۔

لاھم إنی ناشد محمدا حلف أبینا وأبیه الأتلد

غزوہ مکہ کی مزید وضاحت : موسیٰ بن عقبہ نے فتح مکہ کے سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ بنی دیل میں سے بنی نفاثہ نے بنی کعب پر حملہ کیا اور وہ اس عرصہ میں رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مابین صلح حدیبیہ کی وجہ سے مصالحت میں شریک تھے بنی کعب رسول اللہ ﷺ کے گروپ میں شامل تھے اور بنی نفاثہ قریش کے گروپ میں تھے۔ چنانچہ بنی بکر نے بنی نفاثہ کا تعاون کیا اور قریش نے بھی اسلحہ اور غلاموں سے ان کا ساتھ دیا۔ بنو مدلج اس فتنہ سے الگ رہے اور صلح حدیبیہ کی پاسداری کی --- بنی دیل میں سلمی بن اسود اور کلثوم بن اسود قوم کے قائد تھے --- ان کا خیال ہے کہ قریش میں سے صفوان بن امیہ' شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو نے بنی دیل کا تعاون کیا۔ بنی دیل نے بنی کعب پر حملہ کر دیا' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں کا امتیاز کئے بغیر ہلا بول دیا اور ان کو بدیل بن ورقاء کے مکان میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا' پھر بنی کعب کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور دیگر شہروں میں منتقل ہو جاؤ۔

اندریں حال ابوسفیان مکہ سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عہد شکنی کے جرم سے ڈر کر اس نے عرض کیا' اے محمدؐ! صلح نامہ کی تجدید کر لیں اور مدت صلح میں اضافہ کر لیں' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اسی غرض کے لئے آئے ہو' کیا کوئی تمہاری طرف سے حادثہ تو رونما نہیں ہو گیا' اس نے کہا معاذ اللہ! خدا کی پناہ! ہم صلح حدیبیہ پر قائم ہیں' ہم اس میں کوئی تغیرو تبدیلی نہیں کریں گے۔ یہ کہہ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر نکلا اور حضرت ابوبکرؓ سے کہا' آپ معاہدہ حدیبیہ کی تجدید کریں اور مدت صلح میں بھی اضافہ کر دیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا میری پناہ و امان رسول اللہ ﷺ کی پناہ اور حمایت کے تحت ہے' واللہ! اگر میں چیونٹیوں کو بھی تمہارے ساتھ بر سرپیکار پاؤں تو میں تمہارے خلاف ان کی مدد کروں۔

پھر وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے گزارش کی تو آپ نے کہا' ہمارے صلح نامہ کی تجدید نہ ہو گی اللہ اس کو قصہ پارینہ بنا دے جو اس میں مثبت تھا اللہ اس کو منقطع کر دے اور جو منفی تھا اللہ اس کو

ثابت نہ رکھے۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا آپ نے ایک رشتہ دار کو بدترین بدلہ دیا ہے۔

پھر حضرت عثمانؓ کے ہاں آئے اور ان سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا' میری پناہ تو رسول اللہ ﷺ کی پناہ کے ساتھ ہے۔ پھر الگ الگ اشراف قریش سے ملاقات کی۔ سب کا متفقہ جواب تھا کہ ہمارا معاہدہ' رسول اللہ ﷺ کے معاہدہ کے تحت ہے۔ ان سب سے مایوس ہو کر حضرت فاطمہؓ کے در پر گئے اور ان سے درخواست کی تو انہوں نے کہا میں تو ایک خاتون خانہ ہوں ایسے امور تو رسول اللہ ﷺ کے حیطہ اختیار میں ہیں۔ مزید کہا کہ اپنے کسی بیٹے سے کہو تو بتایا کہ وہ کم سن بچے ہیں' پناہ دینے کی عمر کو ابھی نہیں پہنچے پھر کہا' علیؓ سے بات کیجئے تو حضرت فاطمہؓ نے کہا آپ خود ہی ان سے بات کریں چنانچہ حضرت علیؓ سے بات ہوئی تو آپ نے کہا جناب! ابوسفیان! رسول اللہ ﷺ کی پناہ اور امان کو کوئی صحابی بھی نظرانداز نہیں کر سکتا۔ آپ قریش کے رئیس اور عظیم قائد ہیں اور ان کے حقوق کے محافظ ہیں' اپنے قبیلے کے درمیان آپ پناہ کا اعلان کر دیں۔ یہ سن کر ابوسفیان نے تائید کی اور کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے چنانچہ وہ گیا اور اعلان کر دیا کہ میں نے لوگوں کے درمیان پناہ و امان کا اعلان کر دیا' واللہ! میرے خیال میں' اس کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے گا۔

پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا اے محمدؐ! میں نے لوگوں کے درمیان امان کا اعلان کر دیا ہے۔ واللہ! میرا گمان ہے کہ اس کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے گا' اور نہ میری امان کی تردید کرے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! (اے ابوسفیان) اے ابوحنظلہ! تو خود ہی کہہ رہا ہے (جو چاہے کہہ لے) پھر ابوسفیان آپ کے پاس سے روانہ ہوا تو بعض کا بیان ہے (واللہ اعلم) کہ آپ نے دعا فرمائی' یااللہ! ان کے کانوں اور آنکھوں کو ہماری طرف دیکھنے سے بند کر دے وہ ہمیں ناگہاں دیکھیں اور اچانک ہماری خبر سنیں۔ ابوسفیان مکہ چلا آیا قریش نے پوچھا' کیا بات ہوئی' محمدؐ کا پروانہ ملا یا زبانی معاہدہ' تو اس نے کہا واللہ! محمدؐ نے سراسر انکار کیا ہے۔ میں نے ان کے سب صحابہؓ کا جائزہ لیا' میں نے کسی قوم کو نہیں دیکھا جو اپنے بادشاہ کی' ان سے زیادہ طاعت گزار ہو۔ صرف علیؓ نے مجھ سے کہا' آپ لوگوں کی پناہ اور امان حاصل کیجئے' آپ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی طرف سے کسی کو پناہ نہیں دے سکتے' آپ قریش کے رئیس اور عظیم راہنما ہیں اور قوی امکان ہے کہ آپ کے امان اور پناہ کی خلاف ورزی نہ کی جائے گی۔ چنانچہ میں نے امن و امان کا اعلان کر دیا پھر میں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر آیا اور بتایا کہ میں نے لوگوں میں امان کا اعلان کر دیا اور میں نے کہا' میرا گمان ہے کہ آپ میری خلاف ورزی نہ کریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوحنظلہ! یہ بات تو خود ہی کہہ رہا ہے۔

قریش نے یہ سن کر کہا' تم مخالف فریق کی رضا کے بغیر راضی ہو کر چلے آئے' ایک غیر مفید اور بے کار بات کر کے چلے آئے۔ علیؓ نے تو آپ سے محض مذاق کیا' واللہ آپ کا امان کا اعلان نامنظور ہے اور اس کی خلاف ورزی ان پر نہایت آسان ہے۔ ابوسفیان گھر آیا اور بیوی سے ملاقات ہوئی اور اس کو سفر کی روئیداد سنائی تو اس نے کہا' قوم کے ایسے نمائندے کا اللہ برا کرے' کوئی اچھی خبر نہیں لائے ہو۔

رازداری کی انتہا : رسول اللہ ﷺ نے ایک ابر کرم دیکھ کر فرمایا' یہ بنی کعب کی نصرت برسا رہا ہے۔ ابوسفیان کی روانگی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر توقف فرمایا پھر جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور حضرت عائشہؓ کو فرمایا کہ وہ تیاری کریں اور اس کو مخفی رکھیں۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ مسجد تشریف لے گئے یا اور کسی ضرورت کیلئے گھر سے چلے گئے اور حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور ان کو گندم کی صفائی میں مصروف پایا اور پوچھا بیٹی! یہ غلہ کیوں صاف کر رہی ہو؟ یہ سن کر وہ خاموش رہی پھر خود ہی پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا جہاد کا عزم ہے؟ یہ سن کر پھر بھی وہ چپ رہیں تو خود ہی کہا' روم کے ساتھ جہاد کا ارادہ ہے پھر بھی وہ نہ بولیں تو کہا شاید اہل نجد سے جنگ کا خیال ہو' پھر بھی انہوں نے کچھ جواب نہ دیا تو کہا شاید قریش سے لڑائی کا عزم ہو' پھر بھی انہوں نے زبان نہ کھولی۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا کہیں جانے کا ارادہ ہے؟ فرمایا "ہاں" پوچھا روم کی طرف فرمایا نہیں' عرض کیا نجد کی جانب فرمایا نہیں' دریافت کیا' شاید قریش کی سمت جانا ہو' فرمایا ہاں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کے اور ان کے درمیان مصالحت نہیں؟ فرمایا کیا تمہیں خبر نہیں کہ قریش نے بنی کعب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں جہاد کا اعلان فرما دیا۔ اور حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے اس اعلان کے بارے قریش کو تحریر کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا۔

زاد راہ : ابن اسحاق نے محمد بن جعفر سے عروہ کی معرفت حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے۔ وہ گندم چھان رہی تھیں۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے تیاری کا حکم فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پوچھا کدھر کا قصد ہے؟ بتایا صرف تیاری کا حکم دیا ہے اور کچھ نہیں کہا بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بتا دیا کہ مکہ جا رہے ہیں اور سب کو سعی و کوشش اور تیاری کا حکم فرما دیا اور دعا فرمائی یااللہ! مشرکین مکہ کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے اور ان کو بہرہ کر دے یہاں تک کہ ہم اچانک ان کے علاقہ میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ لوگ تیار ہوئے اور حضرت حسانؓ نے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرنے اور خزاعہ کی مصیبت کے سلسلہ میں کہا۔

عنانی و لم أشهد ببطحاء مكة رجال بنی كعب تحز رقابها

بأيدی رجال لم يسلوا سيوفهم وقتلى كثير لم تجن ثيابها

الا ليت شعری هل تنالنّ نصرتی سهيل بن عمرو حرها وعقابها

(مجھے بنی کعب کے لوگوں کی بات نے فکرمند کر دیا ہے جن کی گردنیں کاٹ دی گئی ہیں (اور میں مکہ میں نہ تھا) چند آدمیوں کے ہاتھوں اور مقتولوں نے تلواروں کو بے نیام نہ کیا تھا اور بیشمار مقتول دفن نہیں کئے گئے۔ اے سہیل بن عمرو! کاش مجھے معلوم ہوتا کیا میری نصرت (یعنی کو نیچا مارنا اور ان کو سزا دینا) ان تک پہنچ جائے گی)

وصفوان عوداً حز من شفر استه فهذا أوان الحرب شد عصابها

فلا تأمننا يا ابن أم مجالد اذا احتلبت صرفا وأعصل نابها

لا تجزعوا منها فان سیوفنا لها وقعة بالموت يفتح بابها

(صفوان ایک جوان اونٹ ہے جو اپنے چوتڑ کے بالوں سے بلبلاتا ہے' یہ وقت جنگ ہے' اس کی پٹی مضبوط باندھ دی گئی ہے۔ اے ابن مجالد' عکرمہ بن ابی جہل تو بے خوف نہ ہو' جب اس کا خالص دودھ دوہ لیا جائے اور اس کے داڑھ کج ہو جائے۔ تم گھبراؤ نہیں کیونکہ ہماری تلواریں موت کا پیغام ہوتی ہیں ان سے موت کا دروازہ کھولا جاتا ہے)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ : محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ محمد بن جعفر نے عروہ بن زبیر وغیرہ اہل علم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف روانہ ہونے کا عزم کیا تو حضرت حاطبؓ نے قریش کو ایک خط آپ کے عزم سفر کے بارے تحریر کیا اور معاوضہ دے کر (بزعم محمد بن جعفر) ایک مزنی خاتون (اور بقول بعض) مسماۃ سارہ کنیز یکے از بنی عبدالمطلب کے سپرد کیا کہ وہ قریش کو پہنچا دے۔ چنانچہ وہ یہ خط سر کی چوٹی میں چھپا کر روانہ ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو حاطب کے اس فعل کی آسمان سے اطلاع ہوئی۔ تو حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو بھیجا کہ ایک عورت کو پکڑ لو' اس کے ہمراہ حاطبؓ کا ایک خط ہے' قریش کی طرف وہ ان کو ہمارے عزم سفر سے آگاہ کر رہا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوئے اور اس کو خلیفہ بنی ابی احمد میں جا لیا اور اس کو سواری سے نیچے اتار کر اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کچھ نہ ملا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے کہا میں حلفاً کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے غلط نہیں فرمایا اور نہ ہمیں غلط اطلاع ملی ہے تم یہ خط نکال دو گی یا ہم تجھے برہنہ کر دیں گے۔ اس نے یہ عزم صمیم دیکھ کر کہا ذرا مجھ سے منہ پھیرو' منہ پھیرا تو اس نے اپنی چوٹی کھولی اور خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا اور انہوں نے یہ خط رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ پھر آپ نے حاطبؓ کو بلا کر پوچھا حاطب! تم نے یہ خط کیوں لکھا؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! واللہ! میرا اللہ اور اس کے رسول پر پختہ ایمان ہے۔ نہ میں بدلا ہوں اور نہ میں نے مذہب تبدیل کیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ میں قریشی نہیں ہوں اور نہ ان سے قرابت ہے' میرے اہل و عیال وہیں ان کے پاس ہیں' اس خیال سے میں نے ان پر احسان کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا' اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عمر! تجھے کیا پتہ' ممکن ہے اللہ نے معرکہ بدر میں بدریوں پر نمودار ہو کر کہا ہو' تم جو چاہو کرو' میں نے تمہیں بخش دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطبؓ کے بارے نازل فرمایا (۱/ ۱۰' ممتحنہ) اے مومنو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ' ابن اسحاق نے یہ قصہ اسی طرح مرسل بیان کیا ہے۔

خط : اور سہیلی نے بیان کیا ہے کہ خط کا مضمون تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر جرار لے کر سیل رواں کی طرح رواں دواں ہیں اور میں حلفاً کہتا ہوں اگر وہ تنہا بھی تمہاری طرف چلے آئیں تو اللہ ان کو تم پر غالب کر دے گا۔ اللہ ان سے اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہے۔ اور تفسیر ابن سلام میں ہے کہ حضرت حاطبؓ کا مکتوب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کے لئے روانگی کا اعلان کر دیا ہے۔ آپؐ کی روانگی تمہاری طرف ہو یا اور کسی کی طرف یہ نہیں معلوم' لیکن تم محتاط رہو۔

خط لکھنے کی معذرت : امام بخاری حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے' زبیرؓ اور مقدادؓ کو روانہ فرما کر کہا' جاؤ "روضہ خاخ" میں پہنچو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے' وہ اس سے پکڑ لو۔ چنانچہ ہم سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے روضہ خاخ میں پہنچے دیکھا تو وہاں عورت موجود ہے۔ ہم نے کہا خط نکالو۔ اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ہم نے کہا تم خود ہی خط نکال کر پیش کروں گی یا ہم برہنہ کرکے تلاشی لیں گے۔ یہ سن کر اس نے خط اپنے چونڈے سے نکال کر دے دیا اور ہم لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اس کا عنوان تھا حاطب کی جانب سے مشرکین مکہ کی طرف' اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی بعض باتیں درج تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے پوچھا حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ میرے خلاف عجلت سے فیصلہ نہ فرمائیں میں قریش میں اجنبی آدمی تھا۔ ان کا حلیف تھا۔ خاص ان کے خاندان سے نہ تھا اور آپ کے پاس' جو مہاجر ہیں۔ ان کی ان سے رشتہ داریاں ہیں۔ ان کی وجہ سے وہ ان کے اہل و عیال اور اموال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے سوچا جب کہ میری ان سے رشتہ داری نہیں ہے تو میں ان پر احسان کر دوں کہ وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام ارتداد کی نیت سے نہیں کیا اور نہ ہی اسلام پر کفر کو ترجیح دے کر۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تمہیں سچ بات بتا دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے' میں اس منافق کی گردن قلم کر دوں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ معرکہ بدر میں شریک تھا۔ کیا معلوم ہے؟ خدا نے اہل بدر کو مخاطب کر کے کہا ہو تم جو چاہو کرو' میں نے تم کو بخش دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ ممتحنہ (۱/۶۰) نازل فرمائی' **فقد ضل سواء السبیل** تک۔

اس روایت کو بجز ابن ماجہ' اصحاب سنن نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

باز پرس : امام احمد (حجین اور یونس' لیث بن سعد' ابو زبیر) حضرت جابر بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کی طرف خط لکھا اس میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے جنگ کا عزم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کی نشاندہی کی جس کے پاس خط تھا۔ آپ نے اس کی طرف بھیج کر خط وصول کر لیا اور پوچھا حاطب! کیا تم نے یہ فعل کیا ہے' عرض کیا جی ہاں! مگر میں نے یہ آپ سے دھوکہ اور فریب کرنے یا نفاق کی وجہ سے نہیں لکھا' مجھے یقین تھا کہ اللہ اپنے رسولؐ کو غالب فرمائے گا اور اپنے دین کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا' علاوہ ازیں میں اہل مکہ میں اجنبی تھا' میری والدہ ان کے ساتھ مکہ میں ہے۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں ان پر احسان کر دوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ایک بدری کو قتل کرو گے تجھے کیا معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نگاہ کرم فرما کر کہا ہو' تم جو چاہو کرو' میں نے تم کو بخش دیا ہے۔ یہ سند شرط مسلم کی حامل ہے اور امام احمد اس میں منفرد ہیں' واللہ اعلم۔

دس ہزار : ابن اسحاق نے زہری سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی معرفت حضرت ابن عباسؓ سے

نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر جہاد پر روانہ ہوئے اور مدینہ پر ابو ام کلثوم بن حصین بن عتبہ بن ظفر غفاری کو امیر نامزد کیا۔ روانگی دس ماہ رمضان ۸ھ میں عمل میں آئی' سب روزہ دار تھے۔ عسفان اور امج کے درمیان کدید میں پہنچ کر روزہ افطار کر دیا۔ پھر آپ نے مرالظہران میں پڑاؤ ڈالا دس ہزار فوج ہمراہ تھی اور بقول عروہ بن زبیر بارہ ہزار صحابہؓ ساتھی تھے۔ امام زہری اور موسیٰ بن عقبہ کا بھی یہی قول ہے۔

فوج : سلیم قبیلہ کے لوگ سات سو تھے اور بقول بعض سلیم اور مزینہ کے افراد ہزار ہزار تھے' ہر قبیلہ کے متعدد مسلمان شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مہاجر اور انصار پورے کے پورے تھے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہا۔ امام بخاری نے (محمود از عبدالرزاق از معمر از زہری) اسی طرح بیان کیا ہے۔

روانگی کب ہوئی : بیہقی نے (عاصم بن علی' لیث بن سعد' عقیل' زہری' عبید اللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان ۸ھ میں غزوہ فتح مکہ کیا۔ زہری نے سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے آخری ایام میں روانہ ہوئے اور رمضان شروع ہو گیا یا رمضان میں سفر کا آغاز کیا مگر ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ سے تھے۔ کدید اور عسفان کے درمیان پہنچ کر کدید میں روزہ افطار کر دیا اور آپ نے ماہ رمضان ۸ھ کے اختتام تک روزہ نہ رکھا۔ اس روایت کو امام بخاری نے عبداللہ بن یوسف از لیث بیان کیا ہے مگر شعبان اور رمضان کا تردد بیان نہیں کیا۔

روزہ : امام بخاری (علی بن عبداللہ' جریر' منصور' مجاہد' طاؤس) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان میں سفر کا آغاز کیا روزہ رکھا اور عسفان پہنچ کر پانی منگوایا اور سورج غروب ہونے سے قبل پانی پی لیا کہ سب لوگ دیکھ لیں اور مکہ پہنچنے تک دوران سفر روزہ نہیں رکھا۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور ترک بھی کیا ہے۔ مرضی ہو تو کوئی روزہ رکھے اور مرضی ہو تو سفر میں روزہ نہ رکھے۔

یونس (ابن اسحاق' زہری' عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ابو رھم غفاری کو مدینہ کا امیر نامزد کیا اور یہ روانگی مورخہ دس ماہ رمضان ۸ھ میں عمل میں آئی۔ سب لوگ روزہ سے تھے عسفان اور امج کے درمیان پہنچ کر روزہ کھول دیا اور بغیر روزہ کے مکہ میں داخل ہوئے' لوگوں کا خیال ہے کہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کا روزہ نہ رکھنا' آخری فعل تھا اور آخری فعل پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے۔

۱۰ رمضان کو روانگی مدرج ہے : بقول امام بیہقی یہ فقرہ مدرج ہے اور زہری کا اضافہ ہے اور امام زہری نے اس کو (عبداللہ بن ادریس از یعقوب بن سفیان از جابر از یحیٰی از صدقہ از ابن اسحاق) نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۰ ماہ رمضان ۸ھ کو فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حافظ بیہقی اور ابواسحاق فزاری (محمد بن ابی حفصہ' زہری' عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ ۱۳ رمضان کو مکہ فتح ہوا۔ بقول بیہقی ۱۰ رمضان ۸ھ کی تاریخ روانگی کے الفاظ مدرج ہیں اور یہ امام زہری کا کلام ہے۔ بیہقی نے ابن وھب سے یونس کی معرفت زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ فتح مکہ میں ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال بعد

مدینہ میں سے' رمضان ۸ھ میں دس ہزار مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے اور سترہ رمضان کو مکہ فتح کیا۔

امام بیہقی نے (عبدالرزاق از معمر از زہری از عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ روزہ رکھا اور کدید پہنچ کر کھول دیا اور امام زہری کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نئے اور جدید فعل پر عمل کیا جاتا ہے اور زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۱۳۔ رمضان ۸ھ کو مکہ میں پہنچے اور اس قول کو صحیحین میں عبدالرزاق کی سند سے بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

امام بیہقی نے (سعید بن عبدالعزیز متوفی' عطیہ بن قیس) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ہمیں ۲ رمضان کو مکہ کے لئے روانگی کا حکم دیا۔ ہم نے روزہ رکھا اور کدید پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ کھول دو۔ چنانچہ بعض لوگ روزے سے تھے اور بعض نے روزہ افطار کر دیا تھا یہاں تک کہ مکہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے روزہ نہ رکھنے کا حکم دیا چنانچہ ہم سب نے روزہ نہ رکھا۔ اس روایت کو امام احمد نے (ابو المغیرہ' سعید بن عبدالعزیز' عطیہ بن قیس' اس سے جس نے عمن حدثہ) حضرت ابوسعید خدریؓ سے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ۲ رمضان کو سفر کا حکم دیا ہم نے روزہ رکھا اور جب کدید میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے روزہ کھولنے کا حکم دے دیا چنانچہ بعض نے روزہ کھول دیا اور بعض روزے سے رہے جب مکہ کے قریب پہنچے تو سب کو افطار کا حکم دیا چنانچہ سب نے روزہ نہ رکھا۔

فتح کب ہوئی : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ زہری کے قول کے مطابق مکہ ۱۳ رمضان ۸ھ میں فتح ہوا اور حضرت ابوسعید خدری کے بیان کے مطابق مکہ سے روانگی ۲ رمضان کو عمل میں آئی۔ پس مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافت کو ۱۱ دن میں طے کیا۔ لیکن حافظ بیہقی نے (ابوالحسین بن فضل' عبداللہ بن جعفر' یعقوب بن سفیان' حسن بن ربیع' ابن ادریس' محمد بن اسحاق' زہری' محمد بن علی بن حسین' عاصم بن عمر بن قتادہ) عمرو بن شعیب اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ ۲ رمضان ۸ھ میں ہوئی۔

راستہ میں روزہ کھول دیا : ابوداؤد طیالسی (وہیب' جعفر بن محمد' محمد ابیہ) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ روزہ سے روانہ ہوئے۔ کچھ پیدل تھے اور کچھ سوار' رمضان کا مہینہ تھا' کراع الغمیم میں پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! روزہ رکھنا لوگوں پر دشوار ہے اور وہ آپ کے فعل کے انتظار میں ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور لوگوں کے سامنے پی لیا۔ چنانچہ بعض نے روزہ کھول لیا اور بعض روزہ سے رہے یہاں تک رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بعض روزہ دار ہیں تو آپ نے فرمایا "یہ روزہ دار نافرمان ہیں۔"

اس روایت کو امام مسلم نے ثقفی اور دراوردی کی معرفت جعفر بن محمد سے بیان کیا ہے۔ اور امام احمد نے (محمد بن اسحاق از بشیر بن یسار) از حضرت ابن عباسؓ نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ رمضان میں روانہ ہوئے۔ سب روزہ دار تھے جب کدید میں پہنچے تو آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا۔ آپ سوار تھے' آپ

نے لوگوں کے سامنے پی لیا۔ لوگوں کو بتانے کے لئے کہ آپ نے روزہ کھول دیا ہے چنانچہ سب مسلمانوں نے روزہ افطار کر دیا۔ تفرد بہ احمد۔

رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس' ابوسفیان بن حارث' رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی اور عبداللہ بن ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی برادر ام سلمہؓ ام المومنین کا اسلام لانا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا اور مکہ جاتے ہوئے راہ میں آپؐ سے ملاقات ہو جانا

عباس رضی اللہ عنہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے راستہ میں عباس بن عبدالمطلب کی ملاقات ہوئی اور بقول ابن ہشام' جحفہ میں ملاقات ہوئی۔ وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر ہجرت کر کے چلے آ رہے تھے وہ قبل ازیں مکہ میں مقیم تھے اور منصب سقایہ پر فائز تھے اور رسول اللہ ﷺ ان سے راضی تھے جیسا کہ ابن شہاب زہری کا بیان ہے۔

ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ کا اسلام : بقول ابن اسحاق ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن ابی امیہ کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے مکہ اور مدینہ کے درمیان "نیق العقاب" میں ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا التماس کیا تو ام سلمہؓ نے ان کے بارے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ابوسفیان آپ کا چچازاد بھائی ہے اور عبداللہ' آپ کا پھوپھی زاد سسرالی عزیز اور میرا بھائی ہے۔ آپ ان کو باریابی کی اجازت دیں۔ آپ نے کہا مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں' میرے چچازاد نے تو میری ہجو کی تھی۔ باقی رہا' پھوپھی زاد' تو اس نے بھی مکہ میں میرے بارے ناشائستہ الفاظ کہے تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے اس جواب کا علم ہوا اور ابوسفیان کے ہمراہ اس کا چھوٹا بیٹا بھی تھا تو ابوسفیان ابن حارث نے کہا' واللہ! آپ مجھے شرف باریابی کی اجازت فرما دیں گے یا میں اپنے اس بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں نکل جاؤں گا اور بھوکا پیاسا مر جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کے اس عزم کی خبر ہوئی تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور ان کو باریابی کی اجازت دی' وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔ ابوسفیان نے اپنی سابقہ زندگی سے معذرت کی اور اسلام کے بارے کہا۔

لعمرك أني يوم أحمل راية	لتغلب خيل اللات خيل محمد
لكا لمدلج الحيران أظلم ليله	فهذا أواني حين أهدى وأهتدي
هداني هادٍ غير نفسي ونالني	مع الله من ضردت كل مطرد
أصد وأنأى جاهداً عن محمد	وأدعى وإن لم أنتسب من محمد
هموا ما هموا من لم يقل بهواهم	وإن كان ذا رأي يلم ويفند

(تیری بقا کی قسم! جب میں علم اٹھائے ہوئے لات کے لشکر کی قیادت کر رہا تھا کہ محمد کے لشکر پر غالب آ جائے۔ تو میں رات کی تاریکی میں حیران مسافر کی طرح تھا۔ اب وقت ہے کہ میں ہدایت دیا جاؤں اور ہدایت پا لوں۔ میری ذات کی بجائے کسی نے میری راہنمائی کی ہے اور مجھے اللہ کے ساتھ اس نے پہنچایا ہے جس کو میں نے پوری کوشش سے دھکیلا تھا۔ میں کوشش سے محمد کے دین سے روکتا تھا اور دور رہتا تھا اور مجھے محمد سے منسوب کیا جاتا تھا اگرچہ میں

خود منسوب نہ ہوں۔ وہ' وہ لوگ ہیں جو ان کے فرمان کے مطابق نہ کہے اگرچہ عقل مند ہو' ملامت زدہ اور جھوٹا ہوتا ہے)

أريد لأرضيهم ولست بلائط مع القوم ما لم أهد في كل مقعد
فقل لثقيف لا أريد قتالها وقل لثقيف تلك عيرى أوعدى
فما كنت في الجيش الذى نال عامر وما كان عن جرى لسانى ولا يدى
قبائل جاءت من بلاد بعيدة نزائع جاءت من سهام وسردد

میں ان کو خوش کرنا چاہتا ہوں اور قوم کے ساتھ میرا تعلق نہیں جب تک میری ہر مقام پر راہنمائی نہ کی جائے۔ ثقیف کو بتا دو میں ان سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتا اور ان کو کہہ دو کہ میں نے ناگوار بات کی دھمکی دی ہے۔ میں اس لشکر میں نہ تھا جس نے عامر کو قتل کیا اور نہ یہ میرے ہاتھ اور زبان کے باعث ہوا۔ سہام اور سرود مقام سے اور علاقہ کے اجنبی قبائل آئے تھے)

بقول ابن اسحاق جب اس نے **"نالنی مع اللہ من طرت کل مطرد"** پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا تو نے مجھے ہر موقعہ پر دور ہٹایا۔

مرالظہران میں : رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں پہنچ کر فروکش ہوئے جیسا کہ امام بخاری نے حضرت جابرؓ سے بیان کیا ہے کہ ہم لوگ نبی علیہ السلام کے ہمراہ مرالظہران میں تھے اور پیلو توڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا سیاہ سیاہ توڑو' وہ عمدہ ہوتی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا "ہاں" اور ہر نبیؑ نے بکریاں چرائی ہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ : بیہقی (حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' سنان بن اسماعیل) ابوالوحید سعید بن میناء سے بیان کرتے ہیں کہ جب اہل مکہ فارغ ہو کر مدینہ سے چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو مکہ کی طرف روانگی کا حکم دیا۔ مرالظہران میں پہنچ کر عقبہ میں فروکش ہوئے تو آپ نے لوگوں کو پیلو توڑنے کے لئے روانہ کیا۔ سنان نے سعید سے پوچھا کباث کیا ہے؟ بتایا "پیلو" چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ بھی گئے' پیلو کا جب کوئی عمدہ دانہ سامنے آتا تو سب اپنے' اپنے منہ میں ڈال لیتے اور درخت پر چڑھتے ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ کی پتلی پتلی ٹانگیں دیکھ کر صحابہ بے اختیار ہنس رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کی پتلی ٹانگوں پر ہنستے ہو۔ بخدا! والذی نفسی بیدہ! یہ "قیامت کے روز" میزان عدل میں کوہ احد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گی ابن مسعود جو عمدہ عمدہ پیلو توڑ رہے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور اس بارے کہا۔

هذا جناى وخياره فيه إذ كل جان يده الى فيه

(یہ پھل میں توڑ کر لایا ہوں اور عمدہ بھی اس میں موجود ہے جبکہ ہر توڑنے والے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف جاتا تھا)

خرگوش : مسلم اور بخاری میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ مرالظہران میں ہم نے ایک خرگوش بھگایا' لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور تھک گئے' میں اس کو پکڑ لایا اور ابو طلحہ نے اس کو ذبح کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کے ران لایا آپ نے ان کو قبول فرمالیا۔

جاسوس : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مرالظہران میں فروکش تھے اور قریش کو آپ کی آمد کا کوئی علم نہ تھا اور ان کو آپ کی طرف سے کوئی بات معلوم نہ ہو رہی تھی اور ان کو آپ کے لائحہ عمل اور پروگرام کا کچھ پتہ نہ تھا چنانچہ ان ایام میں ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا جاسوسی کی غرض سے نکلے کہ کسی سے کچھ پوچھیں اور سنیں۔

ابوسفیان کی گرفتاری : اس روایت کو ابن لھیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آگے جاسوس روانہ کئے جو جاسوسوں کی ٹوہ لگا رہے تھے اور خزاعہ قبیلہ اپنے علاقہ سے آگے کسی کو نہیں جانے دیتا تھا چنانچہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی آئے تو اسلامی لشکر نے ان کو گرفتار کر لیا اور حضرت عمرؓ ابوسفیان کی طرف اٹھے کہ اس کی گردن مار دیں یہاں تک کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے جو اس کے دوست تھے' حضرت عمرؓ سے پناہ دلائی۔

حضرت عباسؓ کی تشویش : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مرالظھران میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے تو حضرت عباسؓ نے کہا **واصباح قریش!** ہائے قریش کی فریاد' واللہ! اگر رسول اللہ ﷺ مکہ میں بزور بازو داخل ہو گئے اور اہل مکہ نے آپ سے امن و امان کی درخواست کی تو رہتی دنیا اور ابد تک قریش مٹ جائیں گے۔ حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سفید خچر پر سوار ہوا' اس کو دوڑاتا ہوا "اراک" کے درختوں تک لے آیا۔ میرا خیال تھا شاید کسی ایندھن والے یا دودھ والے یا کسی ضرورت مند کو پا سکوں جو مکہ جا رہا ہو اور وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی "مرالظھران" میں موجودگی کی اطلاع دے دے۔ وہ آکر آپ سے امن کی درخواست کریں قبل اس بات کے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کو بزور فتح کر لیں۔

واللہ! میں خچر پر سوار تھا اور اپنے مقصد کی تلاش میں تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل کی آواز سنی وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ابوسفیان نے کہا واللہ! میں نے آج رات جیسی آگ اور فوج کبھی نہیں دیکھی۔ یہ سن کر بدیل نے کہا' واللہ! یہ خزاعہ کی آگ ہے اور جنگ نے ان کو مشتعل کر دیا ہے یہ سن کر ابوسفیان نے کہا' خزاعہ اس سے نہایت ذلیل اور قلیل ہیں' یہ ان کی آگ اور فوج نہیں ہو سکتی۔

بدیل اور حکیم کا مسلمان ہونا : میں نے اس کی آواز پہچان کر کہا اے **ابوحنظلہ!** اس نے میری آواز پہچان کر پوچھا ابوالفضل ہے؟ میں نے ہاں کہا تو اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ میں نے کہا افسوس اے ابوسفیان! رسول اللہ ﷺ لشکر میں موجود ہیں یہ سن کر اس نے کہا **واصباح قریش!** ہائے قریش کی تباہی! واللہ! اب بچاؤ کی کیا تدبیر ہے؟ میں نے بتایا' واللہ! اگر تو آپؐ کے قابو آگیا تو تیرا سر قلم کر دیں گے "جلدی سے" خچر پر میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلتا ہوں اور ان سے تیرے لئے امن کی درخواست کروں گا۔ چنانچہ وہ میرے پیچھے بیٹھ گیا اور اس کے دونوں ساتھی (بدیل اور حکیم) واپس چلے گئے۔ بقول عروہ' وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان سے اہل مکہ کی باتیں پوچھتے رہے اور بقول زہری اور موسیٰ بن عقبہ

ابو سفیان کو اسلام کی تلقین اور اعزاز : یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عباس! اسے اپنے ڈیرے میں لے جاؤ۔ صبح میرے پاس لانا۔ چنانچہ رات اس نے میرے پاس بسر کی اور میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپؐ نے اس کو دیکھ کر کہا' افسوس! اے ابو سفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس قدر بردبار' کس قدر فیاض اور کس قدر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

واللہ! اگر مجھے گمان ہوتا کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہے تو اب تک میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس! اے ابو سفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھے یقین ہو جائے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ پر میرے ماں باپ صدقے! آپ کتنے حلیم ہیں' کتنے کریم ہیں اور آپ کتنے اقربا نواز ہیں' واللہ! اس بات میں تو ابھی تک دل میں تذبذب ہے۔ یہ سن کر عباس نے کہا افسوس! گردن زدنی سے قبل اسلام قبول کر لو اور توحید و رسالت کا اقرار کر لو چنانچہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ آدمی کچھ فخر پسند ہے۔ آپ اس کے لئے کسی اعزاز اور رتبہ کا اعلان فرما دیں تو آپ نے فرمایا جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ عروہ نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ جو شخص حکیم کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی محفوظ ہے۔

اسلامی لشکر کا منظر : موسیٰ بن عقبہ نے بھی زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی باامن ہے اور جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے۔ وہ جب جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پہاڑ کے دامن میں وادی کے تنگ راستہ پر روک لو کہ اسلامی لشکر کو گزرتے ہوئے دیکھ سکے۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ ابو سفیان' بدیل اور حکیم بن حزام' پہاڑ کے دامن میں حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے اسلامی لشکر کا منظر دیکھ رہے تھے اور حضرت سعد بن عبادہؓ نے ابو سفیان کو دیکھ کر کہا' **الیوم یوم الملحمہ' الیوم تستحل الحرمہ** آج خون ریز لڑائی کا دن ہے۔ آج کعبہ کی حرمت حلال ہو گئی۔

ابو سفیانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت سعدؓ کا شکوہ کیا تو آپ نے ان کو معزول کر کے انصار کا علم حضرت زبیرؓ بن عوام کے سپرد کر دیا وہ اس علم کو لے کر مکہ کے بالائی حصہ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور اس علم کو "حجون" پر گاڑ دیا۔ حضرت خالدؓ مسفلہ سے مکہ کے اندر داخل ہوئے' بنی بکیر اور ہذیل نے مزاحمت کی تو بنی بکیر کے بیس اور حذیل کے تین چار افراد قتل کر دیئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور "حزورہ" میں قتل کر دیئے گئے یہاں تک ان کا کشت و خون بیت اللہ کے دروازے تک پہنچا۔

نبوت ہے نہ کہ بادشاہت : حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں ابو سفیان کو لے کر وہاں ٹھہر گیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا سب قبائل اپنے اپنے علم لئے سامنے سے گزر رہے تھے جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابو سفیان پوچھتے جناب عباس! یہ کون لوگ ہیں مثلاً میں کہتا سلیم تو ابو سفیان کہتے مجھے ان سے کیا

ابوسفیان کو اسلام کی تلقین اور اعزاز : یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عباس! اسے اپنے ڈیرے میں لے جاؤ۔ صبح میرے پاس لانا۔ چنانچہ رات اس نے میرے پاس بسر کی اور میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ آپؐ نے اس کو دیکھ کر کہا' افسوس! اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ سن کر اس نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کس قدر بردبار' کس قدر فیاض اور کس قدر صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

واللہ! اگر مجھے گمان ہوتا کہ اللہ کے سوا کوئی اور بھی خدا ہے تو اب تک میرے کچھ کام آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس! اے ابوسفیان! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تجھے یقین ہو جائے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ پر میرے ماں باپ صدقے! آپ کتنے حلیم ہیں' کتنے کریم ہیں اور آپ کتنے اقربا نواز ہیں' واللہ! اس بات میں تو ابھی تک دل میں تذبذب ہے۔ یہ سن کر عباس نے کہا افسوس! گردن زدنی سے قبل اسلام قبول کر لو اور توحید و رسالت کا اقرار کر لو چنانچہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آدمی کچھ فخر پسند ہے۔ آپ اس کے لئے کسی اعزاز اور رتبہ کا اعلان فرما دیں تو آپ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے۔ عروہ نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ جو شخص حکیم کے گھر میں داخل ہو جائے وہ بھی محفوظ ہے۔

اسلامی لشکر کا منظر : موسیٰ بن عقبہ نے بھی زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی باامن ہے اور جو شخص بیت اللہ میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے۔ وہ جب جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پہاڑ کے دامن میں وادی کے تنگ راستہ پر روک لو کہ اسلامی لشکر کو گزرتے ہوئے دیکھ سکے۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ ابوسفیان' بدیل اور حکیم بن حزام' پہاڑ کے دامن میں حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے اسلامی لشکر کا منظر دیکھ رہے تھے اور حضرت سعد بن عبادہؓ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا' **الیوم یوم الملحمہ' الیوم تستحل الحرمہ** آج خون ریز لڑائی کا دن ہے۔ آج کعبہ کی حرمت حلال ہو گئی۔

ابوسفیانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت سعدؓ کا شکوہ کیا تو آپ نے ان کو معزول کر کے انصار کا علم حضرت زبیرؓ بن عوام کے سپرد کر دیا وہ اس علم کو لے کر مکہ کے بالائی حصہ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوئے اور اس علم کو "حجون" پر گاڑ دیا۔ حضرت خالدؓ مسفلہ سے مکہ کے اندر داخل ہوئے' بنی بکیر اور ہذیل نے مزاحمت کی تو بنی بکیر کے بیس اور ھذیل کے تین چار افراد قتل کر دیئے اور وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور "حزورہ" میں قتل کر دیئے گئے یہاں تک ان کا کشت و خون بیت اللہ کے دروازے تک پہنچا۔

نبوت ہے نہ کہ بادشاہت : حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں ابوسفیان کو لے کر وہاں ٹھہر گیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا سب قبائل اپنے اپنے علم لئے سامنے سے گزر رہے تھے جب بھی کوئی قبیلہ گزرتا تو ابوسفیان پوچھتے جناب عباس! یہ کون لوگ ہیں مثلاً میں کہتا سلیم تو ابوسفیان کہتے مجھے ان سے کیا

واسطہ‘ پھر کوئی قبیلہ گزرتا تو پوچھتے عباس! یہ کون لوگ ہیں میں کہتا مزینہ قبیلہ ہے تو وہ کہتے مجھے مزینہ سے کیا تعلق یہاں تک کہ جو قبیلہ گزرتا وہ مجھ سے پوچھتے اور میں بتاتا تو کہتے مجھے اس قبیلہ سے کیا مطلب۔ یہاں تک رسول اللہ ﷺ ایک مسلح لشکر میں گزرے۔ صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں اس میں مہاجر اور انصار شامل تھے اس لشکر کو دیکھ کر ابوسفیان نے پوچھا سبحان اللہ! ارے عباس یہ کون ہیں میں نے عرض کیا مہاجر اور انصار کے لشکر میں رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں تو اس نے کہا ان سے نبرد آزمائی کی کس میں طاقت ہے؟ واللہ ابوالفضل! آج تو تیرا برادر زادہ بڑا بادشاہ بن گیا ہے۔ میں نے عرض کیا ابوسفیان! یہ بادشاہت نہیں نبوت ہے تو اس نے کہا ہاں اب ٹھیک ہے پھر میں نے کہا اب قوم کی فکر کیجئے۔

قومی غیرت : یکایک ایک بلند آواز سنائی دی اے قوم قریش! یہ ہیں محمد ﷺ تمہارے سامنے ایسا لشکر لے کر آئے ہیں کہ اس کے مقابلہ کی کس کو تاب نہیں۔ سنو! جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ مامون ہو گا یہ سن کر ہند بن عتبہ زوجہ ابوسفیان نے کھڑے ہو کر ابوسفیان کی مونچھ پکڑ کر کہا‘ ایسے قوم کے نمائندہ اور محافظ کا برا ہو‘ ایسے لحیم شحیم شخص کو قتل کر ڈالو۔

یہ سن کر ابوسفیان نے کہا افسوس! اس عورت کی بات تمہیں فریب میں نہ ڈالے وہ ایسا لشکر جرار لے کر آئے ہیں کسی کو اس کے مقابلہ کی تاب نہیں‘ ہاں جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے گا وہ محفوظ رہے گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا افسوس! تیرے گھر میں کتنے آدمی سما سکتے ہیں پھر اس نے کہا جو شخص اپنا دروازہ بند کرے گا وہ بھی مامون ہے اور جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے گا وہ بھی امن و امان میں ہے چنانچہ لوگ منتشر ہو کر اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے اور بعض مسجد حرام میں چلے آئے۔

حضرت ابوسفیانؓ کا شکوہ : عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے عرض کیا‘ میں بہت سے نامانوس چہرے دیکھ رہا ہوں اور یہ بکثرت موجود ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایں ہمہ آوردہ تست! یہ تیرا اور تیری قوم کے سلوک کا نتیجہ ہے۔ ان لوگوں نے میری تصدیق کی جب تم نے تکذیب کی اور ان لوگوں نے میرا تعاون کیا جب تم نے مجھے ملک بدر کیا۔

سعدؓ نے غلط کہا : ابوسفیان نے سعد بن عبادہ کی بات کی کہ جب وہ میرے پاس سے گزرا تو اس نے کہا اے ابوسفیان! آج کشت و خون کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت حلال سمجھی جائے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعد نے غلط کہا ہے بلکہ اس روز تو اللہ کعبہ کی عظمت و حرمت کو دوبالا کرے گا اور کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔

نماز کا نظارہ : عروہ کا بیان ہے کہ اس رات کی فجر کو جو ابوسفیان نے عباسؓ کے پاس بسر کی تھی‘ ابوسفیان نے دیکھا کہ لوگ نماز کے لئے چلے آرہے ہیں۔ وضو اور استنجا کے لئے ادھر ادھر منتشر ہو رہے ہیں ”یہ منظر دیکھ کر“ اس نے خطرہ محسوس کر کے کہا عباس! کیا بات ہے؟ عباسؓ نے بتایا ان لوگوں نے اذان سنی ہے اور نماز کے لئے آرہے ہیں۔ جماعت کھڑی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ لوگ آپ کے رکوع کے ساتھ رکوع میں چلے جاتے ہیں اور سجدہ کے ساتھ سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ یہ عجب منظر دیکھ کر اس نے کہا عباس! یہ

حیرت انگیز نظارہ ہے' جو وہ حکم کرتا ہے فوراً بجالاتے ہیں۔ عباس نے کہا بالکل واللہ! اگر آپ ان کو خورد و نوش کے ترک کا حکم کریں تو فوراً تسلیم کر لیں گے۔ موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو شروع کیا تو لوگ ہتھیلیاں پھیلا کر (وضو کے پانی کو نیچے نہیں گرنے دیتے تھے) تو ابو سفیان نے کہا عباس! میں نے آج رات جیسا نظارہ کبھی نہیں دیکھا' نہ قیصر کے دربار میں نہ کسریٰ کی بارگاہ میں۔

حافظ بیہقی' حاکم وغیرہ نے (اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' ابن اسحاق' حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس' عکرمہ) ابن عباس سے یہ قصہ مکمل نقل کیا ہے جیسا کہ زیاد بکائی نے ابن اسحاق سے بہ سند منقطع بیان کیا ہے' واللہ اعلم۔

ابو سفیانؓ کے مسلمان ہونے کا وقت : علاوہ ازیں بیہقی نے (ابوبلال اشعری' زیاد بکائی' محمد بن اسحاق' زہری' عبیداللہ) حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ عباس ابو سفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے --- مذکور بالا پورا واقعہ بیان کرنے کے بعد --- اس نے ذکر کیا ہے کہ ابو سفیان صبح سے قبل رات کو ہی رسول اللہ ﷺ کے سامنے مشرف بہ اسلام ہو گئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے تو ابو سفیان نے عرض کیا' میرا گھر لوگوں کو کافی نہ ہو گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کعبہ کے اندر داخل ہو جائے وہ محفوظ ہو گا۔ یہ سن ابو سفیان نے عرض کیا کعبہ میں بھی لوگ سما نہ سکیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے وہ پرامن ہو گا۔ ابو سفیان نے عرض کیا' مسجد بھی ناکافی ہو گی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی مامون ہو گا تو ابو سفیان نے کہا ہاں' یہ کافی ہے۔

ابو سفیان دربار نبوت میں اور فوج کا منظر' جھنڈا : امام بخاری' عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو ابو سفیان' حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رسول اللہ ﷺ کے بارے معلومات حاصل کرنے کے لئے نکلے' وہ چلتے چلتے مرالظهران "وادی فاطمہ" میں آئے تو دیکھا کہ روشنی ہی روشنی ہے گویا وہ عرفہ کی روشنیاں ہیں۔ یہ دیکھ کر ابو سفیان نے کہا یہ کیا ہے گویا وہ عرفہ کا الاؤ ہے تو بدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو کی روشنی ہے۔ تو ابو سفیان نے کہا بنی عمرو کی آبادی اس سے نہایت کمتر ہے۔

ان کو رسول اللہ ﷺ کے محافظوں نے دیکھ لیا اور ان کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا چنانچہ ابو سفیان مسلمان ہو گیا۔ جب وہ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو کہا' ابو سفیان کو پہاڑ کے دامن میں روک لو تاکہ مسلمانوں کی فوج کا منظر دیکھ لے۔ انہوں نے ابو سفیان کو وہاں روک لیا اور فوج کے گروہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گزر رہے تھے اور ایک ایک دستہ ابو سفیان کے سامنے سے گزر رہا تھا چنانچہ فوج کا ایک دستہ گزرا تو ابو سفیان نے عباس سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ غفاری ہیں۔ تو ابو سفیان نے کہا' مجھے غفار سے کیا مطلب' پھر جہینہ قبیلہ گزرا تو اسی قسم کی گفتگو ہوئی' بعد ازاں سعد بن ہذیم اور

سلیم کے قبائل گزرے تو پھر بھی اسی طرح کی بات ہوئی۔ یہاں تک کہ ایک بڑا لشکر گزرا' ابوسفیان نے ایسا لشکر کبھی نہیں دیکھا تھا تو حیران ہو کر پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ انصاری ہیں ان کا امیر سعدؓ بن عبادہ علم بردار ہے تو سعد بن عبادہ نے کہا' اے ابوسفیان' آج خون ریز لڑائی کا دن ہے' آج کعبے میں لڑنا درست ہو گا۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا اے عباس! اپنے ذمہ سے عہدہ برآ ہونے کا اچھا دن ہے۔ پھر ایک لشکر آیا جو دیگر لشکروں سے چھوٹا تھا اس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ جلوہ افروز تھے اور رسول اللہ ﷺ کا علم زبیرؓ بن عوام کے ہاتھ میں تھا۔

جھنڈا حجون پر : رسول اللہ ﷺ کا گروپ ابوسفیان کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا کیا آپ کو سعد بن عبادہ کی بات معلوم نہیں ہوئی' پوچھا' اس نے کیا کہا' بتایا اس نے ایسا ایسا کہا ہے تو آپ نے فرمایا سعد نے غلط کہا ہے' یہ تو وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبہ کی عظمت کو دوبالا کرے گا اور اس کو غلاف پہنایا جائے گا اور رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ آپؐ کا جھنڈا حجون میں گاڑا جائے جو جنت معلی کے پاس ہے۔

دو مجاہد شہید : عروہ نے نافع بن جبیر بن مطعم سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عباسؓ سے سنا وہ حضرت زبیرؓ سے پوچھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں جھنڈا گاڑنے کا حکم دیا ہے بتایا ہاں' نیز اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو "کداء" کی جانب سے مکہ کے بالائی حصہ سے مکہ کے اندر داخل ہونے کا حکم دیا اور رسولُ اللہ ﷺ "کدیٰ" کی جانب سے مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت خالدؓ کی سپاہ میں سے جیش بن اشعرؓ اور کرز بن جابر فہریؓ شہید ہوئے۔

ابوسفیان کا اعزاز : امام ابوداؤد (عثمان بن ابی شیبہ' یحییٰ بن آدم' ادریس' محمد بن اسحاق' زہری' عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال' رسول اللہ ﷺ کے پاس عباسؓ ابوسفیان کو لائے' وہ مرالظہران میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت عباسؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ابوسفیان فخرو تعلی اور شان و شوکت کو پسند کرتا ہے اگر آپ اس کے لئے کوئی اعزاز فرمادیں تو بہتر ہو آپ نے فرمایا "ہاں" جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرے وہ بھی محفوظ ہو گا۔

مکہ میں کیسے داخل ہوئے : مسلم بخاری میں' مالک نے زہری کی معرفت حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے اندر داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔ آپ نے خود سر سے اتاری تو کسی نے آکر بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے غلاف سے لٹکا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا' اس کو قتل کر دو۔ بقول امام مالک ہمارے علم کے مطابق رسول اللہ ﷺ احرام سے نہ تھے' واللہ اعلم۔

سیاہ عمامہ : امام احمد (عفان' حماد' ابو زبیر) حضرت جابر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ یہ روایت سنن اربعہ میں حماد بن سلمہ سے مذکور ہے اور بقول ترمذی حسن صحیح ہے۔ اس روایت کو امام مسلم نے (قتیبہ از یحییٰ بن یحییٰ' معاویہ بن عمار دھنی' ابو زبیر) حضرت جابرؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور آپ کے سر پر

سیاہ عمامہ تھا۔ امام مسلم نے (ابو اسامہ' مساور وراق' جعفر بن عمرو بن حریث) عمرو بن حریث سے بیان کیا ہے گویا میں اب دیکھ رہا ہوں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے سر پر سیاہ کالی پگڑی تھی اس کے دونوں کنارے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ مسلم' ترمذی اور نسائی نے عمار دھنی سے ابو زبیر کی معرفت حضرت جابرؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

سفید جھنڈا : سنن اربعہ میں (یحییٰ بن آدم' شریک قاضی' عمار دھنی' ابو زبیر) حضرت جابرؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابوبکر کی معرفت حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا سفید تھا اور آپ کا ایک سیاہ جھنڈا "عقاب" نامی تھا وہ ایک منقش کپڑے کا پارچہ تھا۔

تلاوت : امام بخاری' عبداللہ بن قرہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہؓ بن مغفل سے سنا وہ کہہ رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو میں نے فتح مکہ کے روز سواری پر دیکھا آپ سورہ فتح' ترجیع --- ایک آیت کو دوبارہ پڑھنا --- کے ساتھ پڑھ رہے تھے اگر مجھے اپنے گردوپیش لوگوں کے ہجوم کا خطرہ نہ ہوتا تو میں بھی آپ کی طرح ترجیع سے پڑھوں جیسے رسول اللہ ﷺ تلاوت کر رہے تھے۔

تواضع اور انکساری : محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ "ذی طویٰ" میں پہنچے تو آپ سرخ رنگ کا ایک کپڑا سر پر لپیٹے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر تواضع اور انکساری سے نیچا کیا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح و نصرت سے نوازا ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک کے بال کجاوے کی لکڑی کو چھو رہے تھے۔ حافظ بیہقی' حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو فروتنی اور خاکساری سے آپ کی ٹھوڑی کجاوے کو مس کر رہی تھی۔

ہیبت : بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابوبکر بن الویہ' احمد بن صاعد' اسماعیل بن ابی حارث' جعفر بن عون' اسماعیل بن ابی خالد' قیس) حضرت ابن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز ایک آدمی رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے لگا تو اس پر کپکپی طاری ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اطمینان کیجئے۔ میں بھی تو محض ایک قریشی خاتون کا بچہ ہوں جو خشک گوشت کھاتی تھی۔

اس روایت کو (محمد بن سلیمان بن فارس اور احمد بن یحییٰ بن زہیر) نے اسماعیل بن ابی حارث سے موصول بیان کیا ہے اور بیہقی نے اس کو (ابو زکریا مزکی' ابو عبداللہ محمد بن یعقوب' محمد بن عبدالوھاب' جعفر بن عون' اسماعیل بن قیس) مرسل بیان کیا ہے اور یہ سند محفوظ ہے۔

عجوبہ روزگار : فتح و کامیابی کے موقعہ پر لشکر جرار کے ہمراہ مکہ میں داخلہ کے وقت ایسی فروتنی' عاجزی اور انکساری کا اظہار عجوبہ روزگار ہے۔ اس کے برعکس جب بنی اسرائیل کو بیت المقدس کے دروازے سے سر جھکا کر عاجزی سے دعاء مغفرت اور "حطۃ" کہتے ہوئے داخل ہونے کا حکم ہوا تو وہ چوتڑوں کے بل رینگتے ہوئے حنطۃ

کداء یا کدیٰ : امام بخاری‘ حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں "کداء" کی جانب سے جو مکہ کی بالائی جانب ہے‘ داخل ہوئے‘ حفص میسرہ کی طرح ابو اسامہ اور وھب نے بھی لفظ "کداء" بیان کیا ہے۔ امام بخاری (عبید بن اسماعیل‘ ابو اسامہ‘ ہشام) عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح کے سال کداء کی سمت سے جو مکہ کی بالائی جانب ہے مکہ میں داخل ہوئے‘ **وھو اصح**

وھو اصح : اس سے یہ مراد ہو کہ یہ مرسل روایت مذکور بالا مسند روایت سے اصح ہے تو کلام درست ہے۔ ورنہ دونوں روایات میں "کداء" ممدودہ ہی مذکور ہے اور یہ مکہ کے بالائی حصہ کی طرف ہے اور "کدیٰ" مقصورہ یہ مکہ کے زیریں حصہ کی طرف ہے اور یہی مشہور اور معروف اور مناسب ہے۔ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو اعلیٰ مکہ سے روانہ کیا اور خود رسول اللہ ﷺ اسفل مکہ سے "کدیٰ" کی جانب سے داخل ہوئے اور یہ صحیح بخاری میں مذکور ہے‘ واللہ اعلم۔

حسن اتفاق : بیہقی‘ حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ کے اندر داخل ہوئے تو خواتین گھوڑوں کے مونہوں پر دوپٹے مارنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر حضرت ابو بکرؓ کو کہا‘ حسان نے کیسے کہا تھا تو حضرت ابو بکر نے پڑھا۔

عدمت بنیتی إن لم تروها　　تثیر النقع من کنفی کداء

ینازعن الأعنة مسرجات　　یلطمهن بالخمر النساء

(میرا جسم نہ رہے! اگر تم ان گھوڑوں کو نہ دیکھو جو کداء کے دونوں طرف غبار اڑا رہے ہوں۔ زین والے گھوڑوں کی لگامیں چھین رہی ہیں ان کی خواتین اپنے اوڑھنیوں سے مار رہی ہیں)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو وہیں سے مکہ کے اندر داخل کرو جہاں حسانؓ نے کہا ہے۔

ابو قحافہ کا مسلمان ہونا : محمد بن اسحاق‘ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ "ذی طویٰ" میں آکر رکے تو ابو قحافہ نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی کو کہا‘ پیاری بیٹی! مجھے جبل ابی قیس کے اوپر لے چلو۔ ان کی بینائی سلب ہو چکی تھی۔ چنانچہ لڑکی ان کو کوہ ابی قیس کی چوٹی پر لے گئی تو ابو قحافہ نے پوچھا‘ بچی کیا نظر آرہا ہے؟ اس نے کہا میں ایک سیاہ انبوہ دیکھ رہی ہوں۔ ابو قحافہ نے بتایا یہ لشکر ہے۔ پھر بچی نے بتایا میں لشکر کے سامنے آدمی کو دیکھ رہی ہوں جو دوڑتا ہوا کبھی آگے بڑھتا ہے اور کبھی پیچھے ہٹ جاتا ہے ابو قحافہ نے کہا یہ وازع اور منتظم ہے جو لشکر کو ترتیب دے رہا ہے پھر اس نے کہا واللہ! وہ سیاہ انبوہ پھیل گیا ہے پھر ابو قحافہ نے کہا واللہ! اب لشکر روانہ ہو رہا ہے۔ مجھے جلدی جلدی گھر لے چلو۔ وہ اس کو پہاڑ سے اتار لائی اور گھر میں پہنچنے سے قبل لشکر مکہ میں داخل ہو گیا‘ لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا ایک آدمی نے اس کو پکڑ کر گردن سے کاٹ لیا۔

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت ابو بکرؓ اپنے والد ابو قحافہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو آتے دیکھ کر فرمایا آپ نے شیخ کو گھر میں کیوں نہ رہنے دیا ہم خود ہی چلے آتے تو حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی نسبت ان کا آنا بہتر ہے۔ چنانچہ ابو قحافہ کو

رسول اللہ ﷺ کے سامنے بٹھا دیا۔ آپ نے ان کے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا اسلام قبول کر لو چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے۔

ہار : ابو قحافہ کا سر ثغامہ اور درمغہ کی طرح سفید تھا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے بالوں کی رنگت بدل دو' پھر حضرت ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر ہمشیرہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اعلان کیا میں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری ہمشیرہ کا ہار واپس کر دیا جائے۔ کسی نے جواب نہ دیا تو فرمایا' اے ہمشیرہ! صبر کر' آج لوگوں میں دیانت داری کم ہے۔ "آج" سے مراد وہ مخصوص یوم ہے کیونکہ لشکر بہت بڑا تھا۔ لوگوں کا ہجوم تھا کوئی کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھتا تھا شاید ہار اتارنے والے نے یہ سمجھا ہے کہ وہ کسی حربی کا ہے' واللہ اعلم۔

خضاب : بیہقی (عبداللہ الحافظ' ابو العباس اصم' بحر بن نصر' ابن وھب' ابن جریج' ابو زبیر) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ابو قحافہؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا کیا تو آپ نے فرمایا ان کے بالوں کا رنگ تبدیل کر دو اور سیاہ رنگ کو قریب نہ لے جاؤ۔

مبارک باد : ابن وھب نے عمر بن محمد کی معرفت زید بن اسلم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ابو قحافہؓ کے مسلمان ہونے کی مبارک باد دی۔

لشکر کی ترتیب : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "ذی طویٰ" سے لشکر کو مرتب کیا۔ زبیر بن عوام' مجنبہ یسریٰ اور بائیں پہلو پر امیر تھے۔ آپ نے ان کو کداء کی جانب سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تھا اور سعدؓ کو "کدی" کی جانب سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ (بقول ابن اسحاق) مہاجر لوگوں کے ہمراہ۔

حضرت سعدؓ کا علم : بعض اہل علم کا خیال ہے کہ حضرت سعدؓ جب مکہ کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے کہا **الیوم یوم الملحمہ' الیوم تستحل الحرمۃ** یہ الفاظ (بقول ابن ہشام) حضرت عمرؓ نے سن لئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ نے سعدؓ کی بات سنی ہے؟ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ قریش پر حملہ آور ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو کہا' اس کو تلاش کرو' اس سے جھنڈا لے کر تم مکہ میں جھنڈا لے کر داخل ہو۔ امام ابن کثیر کا فرمان ہے کہ محمد بن اسحاق کے علاوہ کسی نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب ابوسفیان نے سعد بن عبادہ کی مذکور بالا بات کی شکایت کی تو آپ نے اس کی تقلید کرتے ہوئے تادیباً جھنڈا واپس لینے کا حکم فرمایا' بقول قیس بن سعدؓ کے سپرد کر دیا گیا اور بقول زہری زبیرؓ بن عوام کو دے دیا گیا' واللہ اعلم۔

خاتون نے شکوہ کیا : حافظ ابن عساکر نے یعقوب بن اسحاق کے ترجمہ و تعاون میں عبداللہ بن سری زنعائی' عبدالرحمان بن ابی الزناد سے اور موسیٰ بن عقبہ از ابوزبیر از جابرؓ بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا حضرت سعدؓ بن عبادہ کے سپرد کیا اور وہ اس کو جنبش دے کر کہہ رہے تھے۔ **الیوم یوم**

الملحمة' الیوم تستحل الحرمه یہ نعرہ قریش کو ناگوار گزرا اور ان کے دلوں پر شاق گزرا تو ایک خاتون نے راستہ میں رسول اللہ ﷺ کے یہ نعرہ گوش گزار کیا اور یہ اشعار کہے۔

يا نبي الهدى اليك لجا حي　قريش ولات حين لجاء
حين ضاقت عليهم سعة الأرض　وعاداهم آله السماء
[والتقت حلقتا البطان على القوم　ونودوا بالصيلم الصلعاء]
إن سعداً يريد قاصمة الظهر　بأهل الحجون والبطحاء
خزرجي لو يستطيع من الغيظ　رمانا بالنسر والعواء

(اے نبی ھدیٰ! آپ کی طرف قبیلہ قریش نے پناہ پکڑلی ہے اور پناہ کا وقت نہیں ہے۔ جب ان پر وسیع زمین تنگ ہوگئی اور اللہ نے ان سے بغض کا اظہار کیا۔ قوم پر مصیبت کا وقت آگیا ہے اور وہ سخت آفت کے لئے پکارے گئے ہیں۔ سعدؓ کا ارادہ ہے اہل حجون اور اہل بطحاء پر کمر توڑ مصیبت لانے کا۔ وہ خزرجی ہے اگر اس کو غصہ کے اظہار کا موقعہ ملا تو وہ ہمیں کرگس اور درندوں کے سامنے پھینک دے گا)

فانهينه فانه الاسد الاسود　والليث والغ في الدماء
فلئن أقحم اللواء ونادى　يا حماة اللواء أهل اللواء
لتكونن بالبطاح قريش　بقعة القاع في أكف الاماء
انه مصلت يريد لها الرأي　صموت كالحية الصماء

(آپ اس کو منع کریں وہ شیروں کا شیر ہے اور خونخوار ہے۔ اگر وہ علم لے کر گھس گیا اور اس نے علم والوں کو پکارا اے علم کے حامیو! قریش مکہ میں لونڈیوں کے ہاتھوں میں ذلیل ہو جائیں گے۔ وہ برہنہ تلوار ہے اس کی یہ رائے ہے وہ خاموش ہے زہریلے سانپ کی طرح)

علم، قیس کے پاس : رسول اللہ ﷺ نے یہ اشعار سنے تو آپ رحمدل ہو گئے اور ان پر مہربان ہو گئے اور جھنڈا سعدؓ سے لے کر اس کے بیٹے قیس بن سعد بن عبادہؓ کو دے دیا گیا۔ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو مایوس نہ کیا کہ وہ آپ کی رحمت کی امیدوار تھی اور سعد کو بھی ناراض نہ کیا کہ اس سے پکڑ کر اس کے بیٹے کو دے دیا۔

قبہ نصب کر دیا گیا : ابن اسحاق نے ابن ابی نجیح سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو امیر مقرر کیا اور وہ کچھ لوگوں کے ہمراہ لیط کے راستہ سے زیریں مکہ میں داخل ہوئے اور آپ لشکر کے دائیں پہلو پر امیر تھے اور اس میں اسلم، سلیم، غفار، مزینہ، جہینہ اور عرب کے دیگر قبائل کے لوگ بھی شریک تھے۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح، پیادے مسلمانوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے آگے مکہ میں اترے اور رسول اللہ ﷺ اذاخر کے راستہ آئے یہاں تک کہ مکہ کے بالائی حصہ سے آئے اور آپ کے لئے وہاں قبہ نصب کر دیا گیا تھا۔

خیف بن کنانہ میں قیام : امام بخاری نے حضرت اسامہؓ بن زید بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ

میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کل کہاں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان باقی بھی چھوڑا ہے۔ (سب بیچ باچ دیئے) پھر آپ نے فرمایا کافر' مسلمان کا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ امام بخاری نے (ابوالیمان' شعیب' ابوزبیر' عبدالرحمان) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ جب اللہ نے فتح نصیب کی تو ہمارا قیام خیف بن کنانہ میں ہوگا' جہاں قریش نے کفر پر قائم رہنے کی قسم کھائی تھی۔ اس روایت کو امام بخاری نے ابراہیم بن سعد سے بھی بیان کیا ہے۔

خندمہ : ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی نجیح اور عبداللہ بن ابی بکر سے بیان کیا ہے کہ صفوان بن امیہ' عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے چند لوگوں کو "خندمہ" میں لڑائی کے لئے اکٹھے کر رکھا تھا۔

حماس کا اعتراف شکست اور شہداء : حماس بن قیس بن خالد یکے از بنی بکر' رسول اللہ ﷺ کی مکہ میں آمد سے قبل' اپنا اسلحہ درست کرتا رہتا تھا۔ اس کی بیوی نے پوچھا یہ کیا تیاری کر رہے ہو؟ اس نے کہا' محمد اور اس کے ساتھیوں کے لئے' تو اس نے جواب دیا واللہ! محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی۔ یہ سن کر اس نے کہا واللہ! مجھے غالب امید ہے کہ ان میں سے کسی کو تیرا خادم بنا کے لاؤں گا اور اس نے کہا۔

ن یقبلوا الیوم فما لی علۃ هذا سلاح کامل وألـه

وذو غرارین سریع السلـه

(اگر وہ آج میرے سامنے آگئے تو مجھے میں کوئی عص نہیں۔ یہ مکمل ہتھیار ہے اور برچھی ہے۔ اور دو دھاری تلوار ہے فوراً میان سے باہر آنے والی)

بعد ازاں وہ صفوان' عکرمہ اور سہیل کے ساتھ خندمہ میں حاضر ہوا اور حضرت خالدؓ کی زیر قیادت مسلمانوں سے معمولی سی جھڑپ ہوئی اور حضرت خالدؓ کے لشکر میں سے کرز بن جابر فہری' اور خنیش بن خالد بن ربیعہ بن احرم حلیف بنی منقذ (اور بقول سہیلی صحیح نام حبیش ہے) شہید ہو گئے۔ یہ دونوں خالد کے لشکر سے علیحدہ ہو کر اور راستے پر چل پڑے تھے۔ کرز' حبیش سے قبل شہید ہوئے اور سلمہ بن المیلاء جہنی بھی شہید ہو گئے اور مشرکوں کے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے پھر وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے اور حماس بھی ہزیمت اٹھا کر دوڑ آیا اور گھر میں داخل ہوتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا دروازہ بند کر دو تو اس نے ازراہ مذاق کہا تمہاری ڈینگیں کہاں گئیں تو اس نے کہا۔

إنك لو شهدت يوم الخندمه إذ فر صفوان وفر عكرمه

وأبو يزيد قائم كالمؤتمه واستقبلتهم بالسيوف المسلمه

يقطعن كل ساعد وجمجمه ضربا فلا يسمع إلا غمغمه

لهم نهيت خلفنا وهمهمه لم تنطقي في اللوم أدنى كلمه

(اگر تو جنگ خندمہ کا حال دیکھ لیتی جب صفوان اور عکرمہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور ابویزید یتیموں والی بیوہ عورت کی طرح حیران کھڑا تھا اور ان کا مسلمانوں نے تلواروں سے استقبال کیا۔ جو ہر کلائی اور کھوپڑی کو اس طرح کاٹ رہی

تھیں کہ محض شور و غل سنائی دیتا تھا۔ وہ ہمارے پیچھے' دھاڑ رہے تھے اور شور مچا رہے تھے تو' تو ادنیٰ سی ملامت بھی نہ کرتی)

اور بقول ابن ہشام' یہ اشعار رعاش ہذلی سے مروی ہیں۔

شعار : غزوہ فتح مکہ' حنین اور طائف میں مہاجروں کا شعار اور خفیہ اشارہ تھا "یابنی عبدالرحمان" اور خزرج کا شعار تھا یابنی عبداللہ' اور اوس کا شعار تھا یا بنی عبیداللہ۔

نامہ بر کی غلطی اور حضرت خالدؓ کا عمل : امام طبرانی (علی بن سعید ازی' ابوسفیان زیادی' شعیب بن صفوان' عطاء بن سائب' طاؤس) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس روز زمین و زمان کو پیدا اور سورج چاند بنایا اس روز سے اس شہر مکہ کو محترم قرار دیا اور اس کے مقابل آسمان تک فضا کو بھی محترم بنایا اور اس میں مجھ سے قبل کسی کو لڑائی حلال نہ تھی۔ صرف میرے لئے دن کے کچھ حصہ میں لڑائی روا ہوئی اور پھر اس کی حرمت حسب سابق برقرار رہی۔

آپ کو بتایا گیا کہ خالد بن ولید جنگ کر رہے ہیں۔ آپؐ نے ایک صحابی کو کہا' اٹھ جا اور خالد بن ولید کو کہہ کہ قتل و خون ریزی سے دست کش ہو جائے۔ چنانچہ وہ آدمی آیا اور اس نے کہا نبی علیہ السلام فرما رہے ہیں جو قابو آئے' قتل کر دو چنانچہ خالد نے ستر آدمی قتل کر دیئے۔ وہ نبی علیہ السلامؑ کے پاس آیا اور اس نے یہ بتایا تو آپؐ نے خالد کو پھر پیغام بھیجا کیا میں نے تم کو قتل کرنے سے روکا نہ تھا؟ خالدؓ نے جواب دیا' میرے پاس فلاں شخص آیا اس نے مجھے کہا جو قابو میں آئے اسے تہ تیغ کر دو۔ پھر آپ نے اس پیامبر کو بلایا اور کہا کیا میں نے تم کو قتل سے روکنے کا پیغام نہ دیا تھا؟ تو اس نے جواب دیا آپ کا کچھ ارادہ تھا اور اللہ تعالیٰ کا کچھ اور مگر اللہ کا ارادہ غالب آگیا اور میں وہی کر سکا جو ہوا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ چپ رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امراء لشکر کو نصیحت کی تھی کہ وہ صرف اس شخص سے جنگ کریں جو ان کے بالمقابل جنگ کرے مگر کچھ آدمیوں کو ہر حال میں قتل کرنے کا حکم دیا گو وہ غلاف کعبہ کے نیچے چھپے ہوئے ہوں۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا' مسلمان ہوا' کاتب وحی مقرر ہوا' پھر مرتد ہو کر مکہ چلا گیا جب رسول اللہ ﷺ "فتح مکہ" کے وقت مکہ آئے تو آپ نے اس کے قتل کو جائز قرار دے دیا۔ وہ بھاگ کر حضرت عثمانؓ کی پناہ میں چلا گیا اور وہ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں امان طلبی کے لئے چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ دیر تک خاموش رہے پھر آپ نے "ہاں" میں جواب دیا جب وہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تم میں کوئی رجل رشید اور بھلا آدمی نہ تھا جو اس نے مجھے خاموش دیکھا تھا تو وہ اٹھ کر اس کا کام تمام کر دیتا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اشارہ کیوں نہ فرما دیا تو آپ نے فرمایا نبی اشارے کنائے سے قتل نہیں کرتا (اور ایک روایت میں ہے) کہ نبی کو لائق نہیں کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرے۔ بقول ابن ہشام بعد ازاں ان کی اسلامی زندگی میں اخلاص پیدا ہو گیا اور

حضرت عمرؓ نے بعض امور ان کے سپرد کئے اور حضرت عثمانؓ نے ان کو حاکم مصر مقرر کر دیا۔ اور بقول امام ابن کثیر' وہ فجر کی نماز میں سجدہ میں فوت ہوئے یا نماز کے بعد گھر میں فوت ہوئے ۳۶ یا ۳۷ھ میں۔

ابن خطل : عبداللہ بن خطل تیمی بقول مصنف' اس کا نام ہے عبدالعزیٰ بن خطل ہے یا احتمال ہے کہ اس کا نام پہلے عبدالعزیٰ ہو' مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ نام رکھ دیا ہو۔ آپؐ نے اس کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا اس کے ہمراہ ایک انصاری بھی تھا اور اس کا ایک مسلمان غلام بھی ساتھ تھا وہ اس پر ناراض ہو گیا اور اس کو قتل کر کے مرتد ہو کر فرار ہو گیا۔ اس کے ساتھ اس کی دو گویا لونڈیاں بھی تھیں جو رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہجو کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام ضرتنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا اور اس کی دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرما دیا چنانچہ وہ غلاف کعبہ سے لٹکا ہوا قتل کر دیا گیا اور اس کو ابو برزہ اسلمی اور سعید بن حریث مخزومی دونوں نے قتل کیا اور ایک لونڈی قتل ہو گئی دوسری کے لئے امان طلب کر لی گئی۔

حویرث : حویرث بن نقیذ بن وھب بن عبد قصی' مکہ میں رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتا تھا اور حضرت عباسؓ نے جب آغاز ہجرت میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ دختران رسول اللہ ﷺ کو آپ کے پاس مدینہ بھیجنے کے لئے روانہ کیا تو اس نے ان کی سواری کو زور سے مارا۔ وہ بدکی اور یہ دونوں زمین پر گر گئیں۔ اس کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

مقیس بن صبابہ : اس نے اپنے بھائی کے قاتل کو دیت وصول کرنے کے بعد قتل کر دیا تھا پھر مسلمان ہو گیا تھا قتل کے بعد مرتد ہو کر چلا گیا اور اس کو اس کے قومی بھائی نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا۔

سارہ : بنی عبدالمطلب اور عکرمہ بن ابی جہل کی کنیز تھی' رسول اللہ ﷺ کو مکہ میں اذیت پہنچایا کرتی تھی بقول امام ابن کثیر' یہ وہی کنیز ہے جو حاطب بن ابی بلتعہ کا نامہ لے کر مکہ چلی تھی۔ آپ نے اس کو معاف کر دیا ہو یا وہ بھاگ کر مکہ چلی گئی اور آپ نے اس کو اشتہاری مجرم قرار دے دیا' واللہ اعلم۔ اور رسول اللہ ﷺ سے اس کے لئے امان حاصل کر لی گئی' پھر وہ خلافت فاروقی تک بقید حیات رہی اور کسی گھوڑ سوار کی زد میں آکر مر گئی' بقول سہیلی "قریشی" بھی مسلمان ہو گئی تھی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ : عکرمہ بن ابی جہل فرار ہو کر یمن کی طرف چلے گئے اور ان کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام مسلمان ہو گئی اور اس نے عکرمہ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے امان طلب کی تو آپ نے اس کو امان دے دی وہ ان کو تلاش کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئی اور وہ مسلمان ہو گئے۔

امام بیہقی (ابوطاہر محمد بن محمس فقیہ' ابوبکر محمد بن حسین مقطان' احمد بن یوسف سلمی' احمد بن مفضل' اسباط بن نصر ہمدانی' مصعب بن سعد) سعد سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے ماسوائے چار مرد اور دو خواتین کے سب کو امان دے دیا اور معاف کر دیا اور ان کے بارے فرمایا ان کو قتل کر دو گو وہ کعبہ کے غلاف سے لٹکے ہوئے ہوں' عکرمہ بن ابی جہل' عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔

عبداللہ بن خطل' کعبہ کے غلاف سے لٹکا ہوا تھا' سعید بن حریث اور عمار بن یاسر اس کی طرف دوڑ کر گئے۔ سعید جوان تھا اس نے آگے بڑھ کر' ابن خطل کو قتل کر دیا۔ مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا اور اس کو جہنم رسید کر دیا۔

حضرت عکرمہ کشتی پر سوار ہوئے' کشتی طوفان کی زد میں آگئی اور ملاحوں نے کشتی سواروں کو کہا' اللہ کی خالص عبادت کرو کہ تمہارے معبود یہاں کچھ کام نہیں آتے تو عکرمہ نے کہا واللہ! اگر سمندر میں اخلاص اور تنہا خدا نجات دیتا ہے تو زمین پر بھی وہی نجات دے سکتا ہے یااللہ! میرا پختہ عہد ہے اگر مجھے اس گرداب سے نجات بخش دے تو میں محمد ﷺ کی خدمت حاضر ہوں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ غالب امید ہے میں ان کو معاف کرنے والا کریم شخص پاؤں گا۔ چنانچہ وہ آئے اور مسلمان ہو گئے۔

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح' حضرت عثمانؓ کے پاس آکر چھپ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسلام پر بیعت کے لئے بلایا تو حضرت عثمانؓ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر حاضر ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ! عبداللہ کی بیعت لے لیجئے۔ آپ نے اس کی طرف سہ بار سر اٹھا کر دیکھا اور بیعت سے انکار کر دیا۔ تیسری دفعہ انکار کے بعد اس کی بیعت لی پھر آپ نے حاضرین سے مخاطب کر کے کہا کیا تم میں کوئی رجل رشیدؓ اور بھلا آدمی نہ تھا جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں بیعت سے تردد کر رہا ہوں تو وہ اٹھ کر اس کو قتل کر دیتا۔ انہوں نے کہا' یارسول اللہ! ہمیں آپ کے دل کی بات کا کیا علم تھا۔ آپ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ کر دیا تو آپ نے فرمایا کسی نبی کو لائق نہیں کہ وہ آنکھوں سے خیانت کرے۔ اس روایت کو ابوداؤد اور نسائی نے احمد بن مفضل سے اس طرح بیان کیا ہے۔

عبداللہ اور ام سارہ : بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' ابوالعباس اصم' ابوزرعہ دمشقی' حسن بن بشر کوفی' حکم بن عبدالملک' قتادہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماسوائے چار افراد کے سب کے جرم معاف فرما کر امن دے دیا۔ عبدالعزیٰ بن خطل' مقیس بن صبابہ' عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اور ام سارہ۔

ان میں سے ابن خطل کو غلاف کعبہ سے لٹکے ہوئے قتل کر دیا گیا۔ ایک انصاری نے نذر مانی تھی کہ جب وہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو دیکھے گا قتل کر دے گا۔ عبداللہ حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے کہ اس کی سفارش کریں۔ انصاری نے دیکھا تو تلوار لے کر چلا آیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے حلقہ مجلس میں پایا چنانچہ اس نے تامل کیا اور قتل سے گریز کیا۔ دریں اثنا رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ دراز کیا اور اس نے آپ کی بیعت کرلی۔ پھر آپ نے انصاری کو بتایا کہ میں نے تیری نذر کے پورا کرنے کی خاطر انتظار کیا تھا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے ڈر گیا۔ آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا تو آپ نے فرمایا کسی نبی کو لائق نہیں کہ وہ اشارہ کرے۔

مقیس بن صبابہ' مسلمان ہوا اور اپنے مقتول بھائی کی دیت وصول کرنے کے بعد مسلمان قاتل کو قتل کر کے مرتد ہوا اور فرار ہو گیا۔

ام سارہ یہ قریش کی کنیز تھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنی تنگ دستی کا

اظہار کیا تو آپ نے اس کا تعاون کیا۔ پھر اس کو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط دے کر روانہ کیا۔

محمد بن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے نقل کیا ہے کہ مقیس بن صبابہ کا بھائی ہشام' غزوہ بنی مصطلق میں غلطی سے کسی مسلمان کے ہاتھوں شہید ہو گیا تھا۔ مقیس مسلمان ہو کر آیا اور اپنے بھائی کی دیت کا مطالبہ کیا۔ دیت وصول کی اور بھائی کے قاتل کو بھی قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مکہ چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ نے جب اس کے قتل کو مشتہر کر دیا تو وہ کوہ صفا پر مروہ کے درمیان قتل کر دیا گیا۔ ابن اسحاق اور بیہقی نے اس کے وہ چار اشعار بیان کئے ہیں جو اس نے اپنے بھائی کے قاتل کے قتل کے موقعہ پر کہے تھے۔ (ان کا ترجمہ غزوہ بنی مصطلق میں گزر چکا ہے) امام ابن کثیر کے مطابق جن دو لونڈیوں کے قتل کا اعلان کیا تھا وہ بھی مقیس بن صبابہ کی ملکیت تھیں اور مقیس کو اس کے چچا زاد --- نمیلہ بن عبداللہ --- نے قتل کیا تھا صفا' مروہ کے درمیان اور بقول بعض' ابن خطل کو زبیر بن عوام نے قتل کیا تھا۔

نماز چاشت : ابن اسحاق نے سعید بن ابی ہند کی معرفت ابو مرہ غلام عقیل بن ابی طالب سے نقل کیا ہے۔ ام ہانی زوجہ ہبیرہ بن ابو وھب مخزومی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ "اعلیٰ مکہ" میں تشریف فرما تھے کہ میرے سسرالی رشتہ داروں میں سے دو مخزومی --- (بقول ابن ہشام) حارث بن ہشام اور زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ --- بھاگ کر میرے پاس چلے آئے اور میرے بھائی علیؓ بن ابی طالب نے کہا واللہ! میں ان کو قتل کر دوں گا۔ میں ان کو اپنے گھر کے اندر بند کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس چلی آئی۔ آپ "اعلیٰ مکہ" میں تھے۔ میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا' پانی ایک برتن میں تھا جس میں آٹے کے آثار موجود تھے اور فاطمہؓ آپ کا کپڑے سے پردہ کئے ہوئے تھی۔ آپ نے غسل کے بعد کپڑا اپنے اوپر ڈھانپ لیا اور آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی پھر مجھے خوش آمدید کہہ کر پوچھا ام ہانی! کیونکر آئیں؟ میں نے ان دو مخزومیوں اور علیؓ کے قصہ کی بابت بتایا تو آپ نے فرمایا جن کو تم نے پناہ دی ہم نے ان کو پناہ دے دی اور جن کو تم نے امان دی ہم نے بھی ان کو امان دے دی' اب وہ ان کو قتل نہ کریں گے۔

امام بخاری (ابو الولید' شعبہ' عمرو بن مرہ) ابن ابی لیلی سے بیان کرتے ہیں کہ ام ہانی کے علاوہ ہمیں کسی نے نہیں بتایا کہ آپ نے نماز چاشت پڑھی ہو۔ اس نے فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ بعد ازاں آپ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ اس کا بیان ہے کہ یہ نماز ہلکی پھلکی تھی مگر رکوع اور سجود اعتدال کے ساتھ تھے۔

امام مسلم (لیث' یزید بن ابی حبیب' سعد بن ابی ہند' ابو مرہ مولی عقیل) ام ہانی زوجہ ہبیرہ مخزومی سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دوران دو مخزومی میرے پاس آئے اور میں نے ان کو پناہ دے دی۔ علیؓ گھر آئے تو انہوں نے کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں۔ میں ان کی یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس "اعلیٰ مکہ" میں آئی آپ نے مجھے خوش آمدید کہہ کر پوچھا کیسے آئیں' عرض کیا میں نے اپنے دو مخزومی رشتہ داروں کو پناہ دی ہے اور علی ان کو قتل کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے ام ہانی! جن کو تم نے پناہ دی ہم نے بھی ان کو پناہ دے دی۔ پھر آپ غسل کے لئے اٹھے' فاطمہؓ نے آپ کا کپڑے سے پردہ کیا غسل کے بعد' آپ نے کپڑا ڈھانپا

اور آٹھ رکعت نماز چاشت پڑھی۔

ایک روایت میں ہے کہ ام ہانی آئیں اور آپ غسل کر رہے تھے' حضرت فاطمہؓ کپڑے سے آپ کا پردہ کئے ہوئے تھیں' آپ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا ام ہانی۔ آپ نے خوش آمدید کہا۔ ام ہانی نے عرض کیا کہ علیؓ دو آدمیوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں جن کو میں نے پناہ دی ہے آپ نے فرمایا اے ام ہانی! جن کو تم نے پناہ دی ہم نے بھی ان کو پناہ دی پھر آپ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی اور یہ نماز چاشت ہے۔

اکثر اہل علم کا خیال ہے کہ یہ نماز ضحیٰ اور نماز چاشت ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ نماز فتح ہے اور سہیلی وغیرہ اہل علم کا قول ہے کہ نماز فتح آٹھ رکعت ایک سلام سے ہوتی ہے۔ مگر اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آپ نے ہر دو رکعت پر سلام پھیرا اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے فتح مدائن کے روز ایوان کسریٰ میں آٹھ رکعت نماز پڑھی اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرا' وللہ الحمد۔

لکڑی کا کبوتر : ابن اسحاق (محمد بن جعفر بن زبیر' عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی ثور) صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے۔ جنگ کے بعد لوگ مطمئن اور مسرور تھے کہ آپ رہائش گاہ سے بیت اللہ میں تشریف لائے اور سوار ہو کر بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور آپ حجر اسود کو ہاتھ کے عصا سے استلام کر رہے تھے۔ طواف پورا کرنے کے بعد' عثمان بن طلحہ کو بلایا اس سے کعبہ کا کلیدی دروازہ کھولا گیا تو آپ اس میں داخل ہوئے۔ وہاں لکڑی کا کبوتر پایا' اس کو ہاتھ سے توڑ کر پھینک دیا پھر آپؐ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور سب لوگ آپ کے سامنے جمع ہو گئے۔

مقام ابراہیم کو مؤخر کیا : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ طواف کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ چاہ زمزم کی طرف گئے' اس میں جھانکا اور پانی منگوا کر پیا' پھر وضو کیا اور لوگ آپکے مستعمل پانی پر ٹوٹ پڑے اور مشرک اس منظر کو دیکھ کر حیرت زدہ تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے آپ ایسا بادشاہ سنا نہ دیکھا اور مقام ابراہیم کو جو بیت اللہ سے ملحق تھا' موجودہ مقام تک پیچھے ہٹا دیا۔

قریش سے خطاب : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے بعض اہل علم نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا' **لا الہ الا اللّٰہ' وحدہ لا شریک لہ صدق وعدہ' ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ** تمام ترقدیم مفاخر اور اعزاز یا تمام انتقامی قتل یا قدیم مالی دعوے' سب میرے ان دو قدموں کے نیچے پامال ہو چکے ہیں ماسوائے بیت اللہ کی تولیت اور حاجیوں کے لئے پانی کے انتظام کے' "قتل خطا" شبہ عمد کی' جو کوڑوں اور لاٹھیوں سے ہو' دیت سو اونٹ ہے جن میں چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔ اے قوم قریش! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کا فخر و غرور ختم کر دیا ہے' نسلی گھمنڈ اور آباء و اجداد پر افتخار و تعلّی کو نیست و نابود کر دیا ہے۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہے۔ پھر فرمایا (حجرات' ۴۹/۱۳) "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ایک دوسرے (اپنی رشتہ داری) کو پہچان سکو تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو بے شک اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے۔"

آزادی اور کلید کعبہ : بعد ازاں آپ نے فرمایا اے قوم قریش! تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا ہم اچھے سلوک کے امیدوار ہیں' آپ شریف و نجیب بھائی اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں' آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو' بعد ازاں رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھ گئے' حضرت علیؓ نے جن کے ہاتھ میں کلید کعبہ تھی حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک! سقایا "پانی پلانے کا منصب" کے ساتھ' آپ ہمارے لئے تولیت کعبہ کا منصب بھی جمع فرما دیجئے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ چنانچہ اس کو بلایا گیا تو آپ نے فرمایا اے عثمان! یہ لو اپنی کلید! آج نیکی اور وفاداری کا دن ہے۔

دیت کا اعلان : امام احمد (سفیان' ابن جدعان' قاسم بن ربیعہ) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز کعبہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرمایا' اس خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دیا' اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا احزاب کو شکست دی۔ سنو! قتل عمد شبہ خطا جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو کی دیت سو اونٹ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ دیت مغلظ اور شدید ہے اس میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہوں گی۔ سنو! جاہلی دور کا ہر قدیم فخر و اعزاز قتل اور مالی دعویٰ میرے قدموں کے نیچے پامال ہو چکا ہے ماسوائے سقایہ اور بیت اللہ کی تولیت کے منصب کے۔ ان کو میں نے ان کے سابقہ لوگوں کے لئے قائم رکھا ہے۔

اس روایت کو ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے (علی بن زید بن جدعان از قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی) حضرت ابن عمر سے بیان کیا ہے۔

ابراہیم کی تصویر : ابن ہشام نے بعض اہل علم سے بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اس میں ملائیکہ وغیرہ کی تصاویر دیکھیں' ابراہیم کی تصویر دیکھی ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ ان کو غارت کرے۔ انہوں نے ہمارے شیخ کو فال گر بنا دیا ہے۔ ابراہیمؑ کی فال گیری کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی لیکن سیدھے راستے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے (۳/۶۷) پھر آپ کے حکم سے یہ سب تصاویر مٹا دی گئیں۔

امام احمد (سلیمان' عبدالرحمان' موسیٰ بن عقبہ' ابو زبیر) جابر سے بیان کرتے ہیں کہ کعبہ کے اندر تصویریں منقش تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مٹانے کا حکم دیا تو حضرت عمرؓ نے کپڑا تر کر کے ان کو مٹا دیا رسول اللہ ﷺ اندر آئے اس میں کوئی تصویر نہ تھی۔

۳۶۰ بت : امام بخاری (حذقہ بن فضل' ابن عیینہ' ابن ابی نجیح' مجاہد' ابو معمر) حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے۔ بیت اللہ کے گرد و پیش تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان کو ٹھوکر لگا کر فرماتے تو کہہ آیا دین سچا ہے اور جھوٹ تو کسی چیز کو نہ پیدا کرے اور نہ پھیر کر لائے (۳۴/۴۹) اس روایت کو مسلم نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ بیہقی (ابن اسحاق' عبداللہ بن ابی بکر' علی بن عبداللہ بن عباس) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح

مکہ کے روز بیت اللہ میں آئے' کعبہ کی چھت پر تین سو بت تھے آپ نے چھڑی پکڑی آپ بت کی طرف نشانہ کرتے اور وہ گر پڑتا یہاں تک کہ سب بت گر پڑے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو وہاں ۳۶۰ بت پائے۔ آپ نے ہر بت کی طرف عصا سے اشارہ کر کے پڑھا (۱۷/۸۱) کہدو' حق آگیا ہے اور باطل مٹ گیا ہے بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا۔ آپ جس بت کی طرف اشارہ فرماتے وہ بت بغیر عصا لگنے کے خود بخود گر پڑتا۔ یہ روایت گو ضعیف ہے مگر مذکور بالا روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

نائلہ : حنبل بن اسحاق (ابو ربیع' یعقوب قمی' جعفر بن ابی مغیرہ) ابن ابزیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک سفید بالوں والی سیاہ فام حبشی بوڑھی عورت اپنا چہرہ نوچتے ہوئے واویلا کرتے ہوئے آئی تو آپ نے فرمایا یہ نائلہ ہے مکہ میں اپنی پرستش سے مایوس ہو چکی ہے۔

بت کو اشارہ : ابن ہشام نے ایک ثقہ راوی سے (ابن شہاب از عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ) از ابن عباس نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز سوار ہو کر آئے' سواری پر طواف کیا کعبہ کے گرد قلعی کی تار سے بت بندھے ہوئے تھے' آپ بت کی طرف ہاتھ کی چھڑی سے اشارہ کرتے اور پڑھتے **جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** (۱۷/۸۱) گدی کی طرف سے اشارہ فرماتے تو بت منہ کے بل گر پڑتا۔ اور منہ کی طرف سے اشارہ فرماتے تو بت گدی کے بل گر پڑتا۔ حتیٰ کہ سب بت گر پڑے اور تمیم بن اسد خزاعی نے کہا۔

وفي الأصنام معتبر وعلم   لمن يرجوا الثواب أو العقابا

(جو شخص آخرت میں ثواب و عتاب سے ڈرتا ہے اس کے لئے بتوں میں عبرت اور آگاہی ہے)

سعی کے بعد دعا : صحیح مسلم میں (سنان بن فروخ' سلیمان بن مغیرہ' ثابت' عبداللہ بن رباح) حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث فتح مکہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے حجر اسود کا بوسہ لیا اور طواف کے بعد' ایک بت کے پاس آئے جس کی قریش پرستش کرتے تھے آپ نے ہاتھ میں جو کمان تھی آپ اس کا خمیدہ کنارا پکڑے ہوئے تھے آپ جس بت کے پاس آتے اس کی آنکھ میں مار کر پڑھتے **جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا** (۱۷/۸۱) طواف سے فارغ ہو کر کوہ صفا پر آئے' اس پر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف نگاہ کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

بیت اللہ کے اندر نماز : امام بخاری (اسحاق بن منصور عبدالصمد' ابوہ' ایوب' عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں تشریف لائے تو کعبہ میں بت ہونے کی وجہ سے آپ نے اس کے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا پھر آپ کے حکم سے وہ بت باہر نکال دیئے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی مورتیاں بھی نکالی گئیں تو آپ نے فرمایا اللہ مشرکوں کو غارت کرے وہ خوب جانتے تھے کہ ان بزرگوں نے کبھی فال نہیں نکالی پھر آپ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے' بیت اللہ کے چاروں کونوں میں اللہ اکبر کہا' باہر نکل آئے اور نماز نہیں پڑھی۔ (تفرد بہ البخاری)

۶ ستون : امام احمد (عبدالصمد، ہمام، عطاء) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر داخل ہوئے اور اس میں چھ ستون تھے۔ ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہ پڑھی اس روایت کو مسلم نے (شیبان بن فروخ از ہمام بن یحییٰ عوذی از عطا) بیان کیا ہے۔

کعبہ کے اندر تصاویر : امام احمد (ہارون بن معروف، ابن وھب، عمرو بن حارث، بکیر، کریب) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مریمؑ کی تصویر تھی تو آپ نے فرمایا، ان لوگوں کو معلوم ہے کہ ملائیکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو یہ ابراہیم کی تصویر ہے۔ "وہ فال نکال رہے ہیں" ان کو فال سے کیا نسبت۔ اس حدیث کو بخاری اور نسائی نے ابن وھب سے بیان کیا ہے۔ امام احمد (عبدالرزاق، معمر، عثمان خزرجی، مقسم) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے اس کے کونوں میں دعا کی اور باہر نکل آئے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ (تفرد بہ احمد)

کعبہ کے اندر نماز پڑھی : امام احمد (اسماعیل، لیث، مجاہد) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔

امام بخاری (لیث، مجاہد) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز "اعلیٰ مکہ" سے اسامہؓ کو ردیف بنائے ہوئے سواری پر تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ عثمان بن طلحہ یکے از کلید برادران بیت اللہ بھی تھے آپ نے سواری بٹھائی اور کعبہ کی کلید لانے کا حکم دیا چنانچہ آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت بلالؓ اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی تھے۔ آپ اس کے اندر دیر تک ٹھہرے پھر باہر تشریف لائے۔ لوگ اندر جانے کے لئے لپکے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سب سے پہلے اندر داخل ہوئے۔ دروازے کے پیچھے حضرت بلال کو کھڑے پایا تو ان سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی ہے؟ انہوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ میں تعداد رکعت پوچھنے سے بھول گیا۔

امام احمد (ھیثم، ابن عون وغیرہ، نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ کے ہمراہ اسامہ بن زید، فضل بن عباس، عثمان بن طلحہ اور بلال بھی تھے آپ نے بلال کو فرمایا اور انہوں نے دروازہ بند کر دیا آپ دیر تک وہاں ٹھہرے پھر باہر آئے۔ حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے سب سے پہلے بلال سے میری ملاقات ہوئی پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے بتایا یہاں دو ستونوں کے درمیان۔

جائے نماز کی کیفیت : امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی۔ دروازے کے سامنے غربی دیوار سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر، بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔ شرقی تین ستونوں کو پیچھے کیا اور غربی دو ستونوں کو دائیں طرف اور ایک ستون کو بائیں طرف۔

امام احمد (اسماعیل، لیث، مجاہد) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے اندر دو

رکعت نماز پڑھی۔

کعبہ میں اذان بلالی : ابن ہشام نے بعض اہل علم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال کعبہ کے اندر داخل ہوئے۔ آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم فرمایا' ابوسفیان بن حرب' عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام بیت اللہ کے صحن میں موجود تھے۔ اذان سن کر عتاب بن اسید نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسید کو یہ اعزاز بخشا کہ اس نے یہ اذان نہ سنی' زندہ رہتا تو یہ تکلیف دہ آواز سنتا' اور حارث بن ہشام نے کہا' واللہ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ برحق ہیں تو میں آپ کی اتباع کر لوں گا۔ ابوسفیان نے کہا' میں کچھ نہ کہوں گا۔ اگر میں نے کوئی بات کی تو یہ کنکریاں بھی میرے بارے بتا دیں گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان کو بتایا جو تم نے باتیں کی ہیں وہ مجھے معلوم ہو گئیں ہیں پھر آپ نے ان کو یہ باتیں بتا دیں یہ سن کر حارث اور عتاب نے کہا' ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ہماری ان باتوں کا کسی کو علم ہی نہ تھا کہ ہم کہتے کہ اس نے آپؐ کو بتا دیا ہے۔

یونس بن بکیر' یکے از آل جبیر بن مطعم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ آپ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی۔ یہ سن کر سعید بن عاص کے کسی بیٹے نے کہا کہ اللہ نے سعید کو اعزاز بخشا کہ اس حبشی کی کعبہ پر اذان سننے سے قبل ہی فوت کر دیا۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ ایوب سے بیان کیا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو فرمایا اور انہوں نے کعبہ کی چھت پر فتح مکہ کے روز اذان کہی۔ ایک قریشی نے حارث بن ہشام کو کہا' کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ یہ غلام کہاں چڑھ رہا ہے؟ تو اس نے کہا' چھوڑو' اگر اللہ کو نامنظور ہوا تو اس کو بدل دے گا۔

یونس بن بکیر وغیرہ نے (ہشام بن عروہ از ابیہ) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال حضرت بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ مشرکوں کا جی جلانے اور غصہ دلانے کیلئے۔

ابوسفیان کا ارادہ اور رسول ﷺ : محمد بن سعد نے (واقدی از محمد بن حرب از اسماعیل بن ابی خالد از ابو اسحاق) بیان کیا ہے کہ ابوسفیان فتح مکہ کے بعد بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں کہا "اگر میں محمدؐ کے خلاف فوج جمع کر لوں" وہ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مار کر فرمایا۔ تب اللہ تجھے رسوا کر دے گا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس کھڑے تھے تو ابوسفیان نے کہا مجھے اب یقین آیا کہ آپ نبیؐ ہیں۔

بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابو حامد احمد بن حسن مقری' احمد بن یوسف سلمی' محمد بن یوسف فریابی' یونس بن ابو اسحاق' ابو السفر) ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابوسفیان نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے لوگ چل رہے ہیں تو اس نے اپنے دل میں سوچا "اگر میں اس شخص سے دوبارہ جنگ شروع کر دوں" اسی اثنا میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس کے سینے پر ہاتھ مار کر کہا تب اللہ تجھے رسوا و ذلیل کر دے گا۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا میں اللہ کی طرف توجہ اور رجوع کرتا ہوں اور اپنی بکواس سے مغفرت کا طلب گار ہوں۔

بیہقی' ابن خزیمہ' وغیرہ (ابو حامد بن شرقی' محمد بن یحییٰ ذھلی' موسیٰ بن اعین حزری' ابوہ' اسحاق بن راشد) حضرت سعیدؒ بن مسیبؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کی رات جب لوگ بیت اللہ میں آئے تو صبح تک تہلیل و تکبیر اور طواف میں مصروف رہے۔ یہ منظر دیکھ کر ابو سفیان نے ہند سے پوچھا' کیا تیرے خیال میں یہ اللہ کی جانب سے ہے؟ اس نے کہا ہاں یہ منجانبؑ اللہ ہے۔ صبح کو ابو سفیان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ہند کو کہا کیا خیال ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس نے کہا "ہاں" یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تو ابو سفیان نے کہا میں گواہ ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بخدا! میری یہ بات ہند کے علاوہ کسی نے نہیں سنی۔

حرم کے مسائل : امام بخاری (اسحاق' ابوعاصم' ابن جریج' حسن بن مسلم) حضرت مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کی آفرینش کے وقت ہی مکہ کو حرم قرار دے دیا تھا اور یہ قیامت تک حرم ہے اس میں جنگ و جدال کسی کے لئے نہ مجھ سے قبل حلال تھا اور نہ مجھ سے بعد' اور میرے لئے بھی اس میں معمولی دیر تک جنگ کرنا حلال ہوا۔ اس کے اندر شکار نہ بھگایا جائے اور نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے اور نہ اس کا گھاس کاٹا جائے اور نہ اس کا لقطہ اور گرا ہوا سامان اٹھایا جائے البتہ اس کے مشتہر کرنے والے کے لئے جائز ہے۔ یہ سن کر حضرت عباس بن عبدالمطلب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اذخر اور کھوی کو مستثنیٰ فرمادیں کہ وہ دفن اور گھروں کی ضروریات کے لئے ناگزیر ہے۔ آپ نے استثنا فرماتے ہوئے کہا کہ اس کا کاٹنا حلال ہے۔

ابن جریج نے عبدالکریم بن مالک جزری کی معرفت عکرمہ از ابن عباس اسی طرح کی روایت بیان کی ہے اور اس کو حضرت ابوہریرہ نے بھی بیان کیا ہے۔ امام بخاری نے اس کو پہلی سند سے جو مرسل ہے بیان کیا ہے اور اس کو دوسری سند سے بھی بیان کیا ہے۔

مکہ صلح سے فتح ہوا یا بزور : ان روایات سے ائمہ نے یہ استدلال لیا ہے کہ مکہ بزور شمشیر فتح ہوا اور "خندمہ" کا واقعہ بھی اس امر کی دلیل ہے جس میں قریباً ۲۰ آدمی کام آئے۔ یہ جمہور علماء کا مسلک ہے اور امام شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا کیونکہ یہ مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا گیا نیز آپ نے فرمایا جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ مامون ہے اور جو شخص حرم میں پناہ لے لے وہ بھی محفوظ ہے اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ بھی امن و امان میں ہے۔ اس مسئلہ کی مفصل بحث ان شاء اللہ "کتاب الاحکام الکبیر" میں ہو گی۔

ابو شریح اور امیر مدینہ : امام بخاری' ابو شریح خزاعی سے بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن سعید امیر مدینہ مکہ کی طرف فوجیں روانہ کر رہے تھے عہد یزید میں۔ میں نے کہا جناب امیر! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی وہ بات بتاؤں جو آپ نے فتح مکہ کے دوسرے روز فرمائی تھی جس کو میرے کانوں نے سنا' میرے دل و دماغ نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے۔ لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا۔ کسی مسلمان

شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے روا نہیں کہ اس میں خون ریزی کرے اور اس کا درخت کاٹے۔ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے قتال سے جنگ کی رخصت پر دلیل اخذ کرے تو تم اس کو کہو کہ اللہ نے اپنے رسول کو اجازت دی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف دن کا کچھ حصہ اجازت ملی اور آج اس کی حرمت کل کی طرح پلٹ آئی۔ حاضر کو چاہئے کہ وہ غائب کو بتا دے۔

ابو شریح سے کسی نے پوچھا' عمرو بن سعید امیر مدینہ نے آپ کو کیا جواب دیا۔ اس نے کہا ابو شریح! ہمیں اس مسئلہ کے بارے آپ سے زیادہ معلوم ہے۔ حرم کسی نافرمان کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی خون خرابہ کر کے بھاگ آنے والے کو۔ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے **قتیبہ از لیث** بھی نقل کیا ہے۔

خراش خزاعی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابن اثوغ نے جاہلی دور میں احمر خزاعی کو قتل کر دیا تھا' فتح مکہ کے روز خزاعہ قبیلہ نے ابن اثوغ کو مکہ میں قتل کر دیا۔ اس کا قاتل ہے خراش ابن امیہ خزاعی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قتل سے رک جاؤ' اگر قتل مفید ہوتا تو بہت ہو چکا ہے تم نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے میں اس کی دیت ادا کروں گا۔

ابن اسحاق نے عبدالرحمان بنی حرملہ اسلمی کی معرفت سعید بن مسیب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو خراش خزاعی کے قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا خراش قتال آدمی ہے۔ ابن اسحاق نے سعید بن ابی سعید مقبری کی معرفت حضرت ابو شریح خزاعی سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن زبیر "بقول سہیلی عمر اشدق" مکہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کے لئے آئے تو میں نے کہا' جناب! ہم لوگ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ فتح کے دوسرے روز خزاعہ نے ایک ہذیلی مشرک کو قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا' اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے روز آفرینش سے ہی مکہ کو حرم قرار دیا ہے۔ یہ تاقیامت حرم ہے' کسی شخص کو جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے جائز نہیں کہ اس میں خون ریزی کرے اور اس کا درخت کاٹے اور یہ حرم نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا اور نہ مجھ سے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا اور میرے لئے بھی صرف معمولی دیر' اہل مکہ پر اللہ کے غیظ و غضب کی وجہ سے حلال ہوا۔ سنو! اس کی حرمت کل کی طرح واپس پلٹ آئی ہے۔ حاضر کو چاہئے کہ غیر حاضر اور غائب کو بتا دے اور جو شخص تمہیں یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں جنگ کیا (لہٰذا ہم بھی اس میں جنگ کرتے ہیں) تو اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا' تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔

اے قوم خزاعہ! تم قتل سے ہاتھ اٹھا لو' اگر قتل مفید ہوتا تو بہت ہو چکا ہے۔ تم نے ایک شخص کو قتل کیا ہے میں اس کی دیت ادا کروں گا جس نے بعد ازیں قتل کیا تو مقتول کے وارثوں کو اختیار ہے کہ وہ قاتل سے قصاص لے لے یا ان سے دیت اخذ کر لے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس مقتول کی دیت دے دی جس کو خزاعہ نے قتل کیا تھا --- یہ سن کر عمرو اشدق نے ابو شریح خزاعی کو کہا' جناب شیخ! آپ تشریف لے جایئے ہم کو آپ سے زیادہ معلوم ہے مکہ' خون ریز کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ہی باغی کو اور نہ جزیہ روکنے والے کو۔

حضرت ابو شریح کا بیان ہے کہ میں وہاں حاضر تھا اور تم غائب تھے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کا حکم تھا کہ حاضر غیر حاضر کو بتا دے میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔

مقتول جس کی دیت ادا کی : بقول ابن ہشام' جس پہلے مقتول کی رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز دیت ادا کی تھی وہ جنیدب بن اکوع ہے جس کو بنی کعب نے قتل کیا تھا اور سو ناقہ دیت میں ادا کی۔

خزاعی کو خصوصی اجازت : امام احمد (یحییٰ' حسین' عمرو بن شعیب' ابیہ' جدہ سے) بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کہ ماسوائے خزاعہ کے سب لوگ ہتھیار بند کر لیں آپ نے ان کو نماز عصر تک جنگ کی اجازت دی پھران کو بھی ہتھیار بند کر لینے کا حکم دیا چنانچہ ایک خزاعی نے دوسرے روز مزدلفہ میں بنی بکر میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ آپ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے کھڑے ہو کر خطاب فرمایا (راوی کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ سے پشت لگائے ہوئے دیکھا) کہ سب سے ظالم وہ شخص ہے جو حرم میں قتل کرے یا اپنے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے یا جاہلی دور کے قتل کے عوض کسی کو قتل کرے یہ حدیث نہایت غریب ہے اور اصحاب سنن نے اس حدیث کے بعض اجزا بیان کئے ہیں۔ باقی رہا فتح مکہ کے روز عصر تک خزاعہ کو بنی بکر سے اپنا بدلہ لینے کی اجازت دینا۔ میں نے صرف اسی حدیث میں دیکھا ہے اگر یہ سند صحیح ہو تو گویا کہ یہ اجازت ان کو "شب دتیر" کے المیہ کی وجہ سے خصوصی اجازت تھی' واللہ اعلم۔

لا تغز کا مطلب : امام احمد (یحییٰ بن سعید' سفیان عینیہ' یزید بن ہارون اور محمد بن عبید' زکریا بن ابی زائدہ' عامر شعبی) حارث بن مالک بن برصاء خزاعی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے روز سنا "**لا تغزی هذه بعد اليوم الى يوم القيامه**" آج کے بعد تاقیامت اس میں جنگ نہ ہو گی۔ اس روایت کو ترمذی نے بندار از یحییٰ بن قطان بیان کیا ہے بقول امام ابن کثیرؒ اگر اس حدیث میں نہی ہو تو حدیث میں کوئی اشکال نہیں اگر نفی ہو تو بقول بیہقی اس کا معنی ہے کہ اہل مکہ سے لڑائی کفر پر مبنی نہ ہو گی۔

صحیح مسلم میں (زکریا بن ابی زائدہ از عامر شعبی از عبداللہ بن مطیع) مطیع بن اسود عدوی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا کہ آج کے بعد تاقیامت کوئی قرشی باندھ کر قتل نہ ہو گا' اس کا مفہوم بھی مذکور بالا حدیث کی طرح ہے۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے تحت مکہ میں تشریف لائے' کوہ صفا پر دعا کی اور انصار آپ کے گردو پیش ہالہ کی طرح تھے انہوں نے آپس میں بات کی۔ کیا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ اب فتح کے بعد مکہ میں قیام فرمائیں گے؟ آپ نے دعا سے فارغ ہونے کے بعد پوچھا تم لوگوں نے کیا بات کی؟ عرض کیا' کچھ نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ مسلسل ان سے پوچھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے بتا دیا تو آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ میرا مرنا جینا ہے۔

دعوت میں تبلیغ کا اہتمام : اس مذکور بالا روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں عبداللہ بن رباح سے نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ کے پاس ماہ رمضان میں کئی وفد گئے۔ میں اور ابو ہریرہؓ بھی ان میں موجود تھے' ہم ایک دوسرے کی دعوت کرنے لگے۔ ابو ہریرہؓ بکثرت دعوت کا اہتمام کرتے اور اپنے ڈیرے میں بلاتے۔

میرے دل میں آیا کہ دعوت کا اہتمام کروں اور ان کو اپنی رہائش گاہ پر بلاؤں۔ میں نے کھانا تیار کروایا‘ عشاء کو ابو ہریرہؓ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا جناب ابو ہریرہ! آج رات کو میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے کہا تم نے مجھ سے قبل ہی دعوت کا انتظام کر لیا میں نے اثبات میں جواب دیا چنانچہ حسب دعوت سب لوگ میرے پاس تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا اے قوم انصار! کیا میں تمہیں تمہارے بارے ایک حدیث نہ سناؤں‘ چنانچہ آپؓ نے فتح مکہ کا تذکرہ کیا فرمایا رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے‘ زبیرؓ بن عوام کو ایک دستہ کا امیر بنایا اور خالدؓ بن ولید کو دوسرے دستہ پر امیر مقرر کیا اور ابو عبیدہؓ کو بے زرہ لوگوں پر امیر نامزد کیا اور وہ وادی کے اندر گئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر میں تھے‘ قریش نے اوباش اور کمینے لوگوں کو جمع کر رکھا تھا‘ ان کا خیال تھا ہم ان کو آگے کرتے ہیں‘ اگر ان کو کچھ غلبہ ہوا تو ہم ان کے ساتھ ہیں اگر کوئی آفت آئی تو آپ نے ہم سے جو کچھ مانگا وہ ہم دے دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر بلایا ابو ہریرہ! میں نے لبیک کہا تو آپ نے فرمایا انصار کو بلاؤ اور ان کے ساتھ اور کوئی نہ ہو‘ میں نے ان کو بلایا وہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حصار اور اپنے گھیرے میں لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قریش کے اوباش اور کمینے لوگوں کو دیکھ رہے ہو‘ پھر آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارتے ہوئے کہا ان کو کاٹ کر کوہ صفا میں میرے پاس چلے آؤ۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے ہم وہاں سے روانہ ہوئے جو کوئی ہم میں سے کافروں کو مارنا چاہتا تھا مار ڈالتا اور کوئی ہمارے مقابل نہ آتا تھا یہ دیکھ کر ابو سفیان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! قریش کا گروہ تباہ کر دیا گیا آج کے بعد‘ قریش نہ ہوں گے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے وہ مامون ہے اور جو شخص ابو سفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے وہ بھی محفوظ ہے۔ یہ سن کر سب لوگوں نے اپنے اپنے دروازے بند کر لئے۔

رسول اللہ ﷺ حجر اسود کی طرف تشریف لائے اس کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ اس کا کونا تھامے ہوئے تھے‘ آپ طواف کے دوران بیت اللہ کے پہلو میں ایک بت کے پاس سے گزرے جس کی وہ پرستش کرتے تھے آپؐ اس کی آنکھ میں مارتے ہوئے پڑھ رہے تھے (۱۷/۸۱) حق آگیا ہے‘ باطل مٹ گیا ہے اور آخر باطل کو مٹنا ہی تھا۔ پھر آپ کوہ صفا پر چڑھ آئے جہاں سے بیت اللہ نظر آتا تھا آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ انصار کوہ صفا کے نیچے تھے‘ وہ ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو اپنے شہر سے الفت اور محبت پیدا ہو گئی ہے اور اپنے قبیلے پر شفقت و رحمت آگئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اتری‘ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو ہم سب کو معلوم ہو جاتا وحی کے دوران آپ کی طرف کوئی نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا یہاں تک کہ وحی ختم ہو جائے۔ جب وحی نازل ہو چکی تو آپؐ نے سر اقدس اٹھا کر فرمایا‘ اے گروہ انصار! کیا تم نے کہا ہے کہ (اما الرجل

فادرکتہ رغبة فی قریتہ و رافتہ فی عشیرتہ اس کا ترجمہ مذکور بالا سطور میں گزرا ہے) انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے یہ بات کہی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تب میرا نام کیا ہو گا۔ (میرے نام میں کوئی تبدیلی نہیں) سنو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں' میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف' میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور میرا مرنا بھی تمہارے ساتھ' یہ سن کر انصار' آپ کی طرف روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے' واللہ! ہم نے جو کچھ کہا' اس کا مقصد صرف اللہ اور اس کے رسول سے رغبت و محبت اور حرص و لالچ تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول تمہاری بات کی تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

اس روایت کو امام مسلم نے (حماد بن سلمہ اور سلیمان بن مغیرہ سے اور نسائی نے سلیمان بن مغیرہ اور سلام بن مسکین سے اور ان تینوں نے ثابت از عبداللہ بن رباح انصاری نزیل بصرہ از ابو ہریرہ) اسی طرح بیان کیا ہے۔

فضالہ لیثی کا ارادۂ قتل : ابن ہشام نے بعض اہل علم سے بیان کیا ہے کہ فضالہ بن عمیر بن ملاح لیثی نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے روز' طواف کے دوران قتل کرنے کا ارادہ کیا اور آپؐ کے قریب ہوا تو آپ نے کہا' کیا فضالہ ہو' یہ سن کر اس نے کہا ہاں فضالہ ہوں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ نے پوچھا تم دل میں کیا کہہ رہے تھے' اس نے کہا کچھ نہیں' اللہ کا ذکر کر رہا تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ پھر اس نے کہا میں اللہ سے مغفرت کا طالب ہوں پھر آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کے دل کو قرار آگیا۔ فضالہ لیثی کا بیان ہے واللہ! رسول اللہ ﷺ نے جب میرے سینے سے ہاتھ اٹھایا تو آپ مجھے جملہ کائنات سے محبوب تھے پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا راستہ میں ایک عورت ملی جس سے میں ایسی ویسی باتیں کیا کرتا تھا اس نے مجھے دعوت دی' میں نے اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور کہا۔

قالت هلم إلى الحديث فقلت لا ‏ يأبى عليك الله والاسلام

وما رأيت محمداً وقبيله ‏ بالفتح يوم تكسر الأصنام

لرأيت دين الله أضحى بيّناً ‏ والشرك يغشى وجهه الاظلام

(اس نے مجھے باتوں کی طرف دعوت دی میں نے انکار کر دیا اور کہا اللہ اور اسلام ایسی باتوں سے منع کرتا ہے۔ اگر تم محمد اور ان کی جماعت کو فتح مکہ میں دیکھ لیتی جب بت توڑ دیئے گئے۔ تو' تو اللہ کے دین کو واضح اور بین دیکھ لیتی اور شرک کے چہرے پر تاریکی چھائی ہوئی ہے)

صفوان کو امان : ابن اسحاق نے (محمد بن جعفر بن زبیر سے عروہ کی معرفت) حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ صفوان بن امیہ جدہ چلا گیا کہ وہاں سے سوار ہو کر یمن چلا جائے۔ عمیر بن وھب نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ صفوان بن امیہ رئیس قوم' آپ کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا ہے کہ خود کو سمندر میں غرقاب کر دے' یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کو امان دیں۔ آپ نے فرمایا وہ پرامن ہے۔ پھر عمیر نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ امن کی کوئی علامت عطا فرما دیں کہ اس کو معلوم ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا وہ عمامہ دے دیا جس کو باندھ کر آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ یہ نشانی لے کر عمیر جدہ آیا اور اس کو وہاں

پایا' وہ کشتی پر سوار ہونا چاہتا تھا تو عمیر نے کہا اے صفوان! تجھ پر میرا ماں باپ قربان! اللہ سے ڈرو خود کشی سے باز آجاؤ' یہ رسول اللہ ﷺ کے امان کا نشان ہے میں وہ تمہارے پاس لایا ہوں۔

یہ سن کر صفوان نے کہا' میری نگاہ سے دور ہو جا' مجھ سے بات نہ کر عمیر نے پھر کہا' صفوان! تجھ پر میرا ماں باپ قربان! آپؐ سب لوگوں سے افضل ہیں' سب سے نیک اور سب سے بردبار اور بہتر ہیں' تمہارے ابن عم ہیں ان کی عزت و آبرو تمہاری عزت و آبرو ہے۔ ان کا شرف و افتخار تمہارا فخر اور وقار ہے۔ ان کا ملک تمہارا ملک ہے۔ یہ سن کر صفوان نے کہا مجھے ان سے جان کا خطرہ لاحق ہے تو عمیر نے کہا آپ اس سے زیادہ حلیم و بردبار اور فائق ہیں چنانچہ وہ اس کے ساتھ واپس چلا آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا عمیر کہتا ہے آپؐ نے مجھے امان دے دیا ہے آپ نے فرمایا اس نے صحیح کہا ہے' یہ سن کر اس نے دو ماہ کی مہلت طلب کی' تو آپ نے فرمایا تمہیں چار ماہ تک اختیار ہے۔

پہلا نکاح بحال : ابن اسحاق نے زہری سے بیان کیا ہے کہ صفوان کی بیوی' فاختہ بنت ولید اور عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام دونوں مسلمان ہو گئیں' ام حکیم نے رسول اللہ ﷺ سے عکرمہ کے لئے امان طلب کی' آپ نے اس کو امان دے دی تو وہ عکرمہ کو یمن سے واپس لے کر آئی اور وہ مسلمان ہو گیا پھر جب وہ دونوں مسلمان ہو گئے تو آپ نے ان کا پہلا نکاح بحال رکھا۔

ابن زبعری کا مسلمان ہونا : ابن اسحاق نے سعید بن عبدالرحمان بن حسان بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسانؓ نے ابن زبعری کے بارے جو نجران میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا تھا صرف یہ ایک شعر کہا۔

لا تعدمن رجلا أحلك بغضه نجران في عيش احذ لئيم

(تو ایسے شخص کو معدوم نہ پائے جس کے بغض نے تمہیں نجران کی غیر پسندیدہ اور ناگوار زندگی میں مبتلا کر دیا ہے)

یہ شعر ابن زبعری نے سنا تو نجران سے لوٹ آیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور مسلمان ہونے کے وقت کہا۔

يا رسول الله المليك إن لساني راتق ما فتقت إذ أنا بور

إذ أباري الشيطان في سنن الغي ومن مال ميله مثبور

آمن اللحم والعظام لربي ثم قلبي الشهيد أنت النذير

إنني عنك زاجر ثم حيا من لؤي وكلهم مغرور

منع الرقاد بلابل وهموم والليل معتلج الرواق بهيم

(اے رسول اللہ! میری زبان بند ہے میں نے ان کو کھولا نہیں کہ میں تباہ حال ہوں۔ جب کہ میں شیطان سے گمراہی کے راہ مقابلہ کرتا تھا اور جو شخص راہ حق سے مائل ہو جائے اس کا میلان ہلاکت ہے۔ میرا گوشت پوست' پروردگار پر ایمان لے آیا ہے پھر میرا دل بھی گواہ ہے کہ آپ نذیر اور رسول ہیں۔ میں آپ سے لوی کے قبائل کو روکنے والا ہوں اور یہ سب فریب خوردہ ہیں۔ رنج و غم نے نیند کو اچاٹ کر دیا ہے اور رات اندھیری گھپ ہے)

ـا أتاني أن احمد لامني　　فيه فبت كأنني محموم

يا خير من حملت على أوصالها　　عير انة سرح اليدين غشوم

إني لمعتذر اليك من الذي　　أسديت اذ أنا في الضلال أهيم

أيام تأمرني بأغوى خطة　　سهم وتأمرني بها مخزوم

ـد أسباب الردى ويقودني　　أمر الغواة وأمرهم مشؤم

(اس خبر سے کہ احمدؐ نے اس کے بارے مجھے ملامت کی ہے میں نے رات بسر کی ہے گویا میں بخار زدہ ہوں۔ اے ان لوگوں سے بہتر اور برتر جن کو طاقتور تیز رفتار منزل مقصود پر پہنچنے والی اونٹنی نے اٹھایا۔ میں آپ کی طرف معذرت خواہ ہوں اسی جرم سے جس کا میں نے گمراہی میں ارتکاب کیا جبکہ میں گمراہی میں غلطاں تھا۔ جب میری انتہائی غلط راہ کی طرف سہم اور مخزوم قبیلہ راہنمائی کرتا تھا۔ اور میں ہلاکت کے اسباب میں اضافہ کرتا تھا اور گمراہ لوگوں کا حکم میرا قائد تھا اور ان کا امر منحوس ہے)

ـاليوم آمن بالنبي محمد　　قلبي ومخطئ هذه محروم

مضت العداوة وانقضت أسبابها　　ودعت أواصر بيننا وحلوم

فاغفر فدىً لك والدىً كلاهما　　زللي فانك راحم مرحوم

وعليك من علم المليك علامة　　نور أغر وخاتم مختوم

ـطاك بعد محبة برهانه　　شرفا وبرهان الاله عظيم

(آج نبی محمد ﷺ پر میرا دل ایمان لے آیا ہے اور اس سے خطادار محروم ہے۔ بغض و عناد ختم ہو گیا اور اس کے اسباب زائل ہو گئے باہمی رشتہ داری اور عقل و خرد نے دعوت دی ہے۔ آپ پر میرے ماں باپ دونوں قربان میری لغزش معاف فرمائیے آپ مہربان اور رحمت یافتہ ہیں۔ آپ پر اللہ کے علم کی چھاپ ہے روشن نور ہے اور آپ پر نبوت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ محبت اور الفت کے بعد اس نے آپ کو اپنی برہان کے شرف سے نوازا ہے اور اللہ کی برہان اور دلیل عظیم ہے)

ولقد شهدت بأن دينك صادق　　حق وأنك في المعاد جسيم

والله يشهد أن أحمد مصطفى　　مستقبل في الصالحين كريم

قرم علا بنيانه من هاشم　　فرع تمكن في الذرى وأروم

(میں گواہ ہوں کہ تیرا دین سچا اور برحق ہے اور آپ بندوں میں عظیم ہیں۔ اللہ گواہ ہے کہ احمد ﷺ مصطفیٰ اور کائنات کے بہتر ہیں اور نیک آدمیوں کے منظور نظر ہیں۔ سید دو عالم جن کی بنیاد ہاشم قبیلے سے بلند ہوتی ہے اور وہ شاخ ہے جو بلندیوں اور اصولوں پر متمکن ہے)

بقول ابن ہشام اکثر شعراء ان اشعار کی ابن زبعری کی طرف نسبت سے انکار کرتے ہیں' بقول امام ابن کثیر' عبداللہ بن زبعری سہمی اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا اور ان شعراء میں سے تھا جنہوں نے اپنی طاقت اور قویٰ کو مسلمانوں کی ہجو میں استعمال کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ' انابت اور اسلام کی طرف

رجوع نصیب کیا اور اسلام کے دفاع اور اعانت پر مامور کیا۔

مجاہدین کی تعداد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ فتح مکہ میں مجاہدین کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے ایک ہزار' بنی غفار میں سے چار سو' اسلم میں سے چار سو اور مزینہ میں سے ۱۳۰۰ سو اور باقی چھ ہزار نو سو قریش انصار ان کے حلیف' تمیم' قیس اور اسد کے قبائل عرب میں سے اور بقول عروہ' زہری اور موسیٰ بن عقبہ کو فتح مکہ کے روز بارہ ہزار مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے' واللہ اعلم۔

فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت حسانؓ کا کلام : بقول ابن اسحاق' حضرت حسان بن ثابتؓ نے فتح مکہ کے موقعہ پر کہا۔

عفت ذات الاصابع فاجْواء   إلى عذراء منزلها خلاء
ديار من بنى الحسحاس قفر   تعفيها الروامس والسماء
وكانت لا يزال بها أنيس   خلال مروجها نعم وشاء
فدع هذا ولكن من لَطيفٍ   يؤرقنى اذا ذهب العشاء
لشعثاء التى قد تيمته   فليس لقلبه منها شفاء

(ذات اصابع اور جواء سے لے کر عذراء تک تمام مقاماتْ تبدیل ہو چکے ہیں۔ بنی حسحاس کے علاقے خالی پڑے ہیں۔ اندھیریاں اور بارش ان کے نشانات کو مٹا رہی ہیں۔ ان میں لوگ آباد تھے اور ان کی چراگاہوں کے درمیان اونٹ اور بکریاں چرتی تھیں۔ ان باتوں کو چھوڑ دے! لیکن جب عشاء کا وقت گزر جاتا ہے تو کس کا خیال بیدار رکھتا ہے۔ وہ شعثا بنت سلام کا تصور ہے جو اس کا قصد کرتا ہے اس کے دل کو اس سے شفا نصیب نہیں)

كأن خبيئة من بيت رأسٍ   يكون مزاجها عسل وماء
اذا ما الأشربات ذكرن يوماً   فهن لطيّب الراح الفداء
نوليها الملامة أن ألمنا   اذا ما كان مغث أو لحاء
ونشربها فتتركنا ملوكا   وأسداً ما ينهنهنا اللقاء
عدمنا خيلنا أن لم تروها   تثير النقع موعدها كداء

(گویا کہ مقام "بیت راس" کی شراب محفوظ پڑی ہے اور اس میں پانی اور شہد کی آمیزش ہے۔ جب تمام شرابوں کا کبھی ذکر ہو تو وہ سب اس شراب "بیت راس" پر قربان ہیں۔ اگر ہم قابل مذمت کام کریں تو ہم ان شرابوں کی ملامت کرتے ہیں جب ہاتھا پائی اور گالی گلوچ ہو۔ ہم ان کو پی لیتے ہیں تو وہ ہمیں بادشاہ اور شیر بنا دیتے ہیں ہمیں جنگ پسپا نہیں کرتی۔ ہم اپنے گھوڑوں کو معدوم پائیں اگر تم ان کو غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھو ان کا مقام وعدہ مقام کداء ہے)

ينازعن الأعنة مصغيات   على أكتافها الأسل الظماء
تظل جيادنا متمطرات   يلطمهنّ بالخمر النساء

(وہ لگاموں کو کھینچتے ہیں ٹیڑھی گردن کر کے ان کے کندھوں پر پیاسے نیزوں والے سوار ہیں۔ ہمارے گھوڑے ایک

دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ عورتیں اپنے دوپٹوں سے ان کے چہروں پر مار رہی ہیں)

"نوٹ" : رسول اللہ ﷺ اسی شعر کا مصداق دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصیدہ قبل از فتح مکہ کہا گیا جیسا کہ ابن ہشام کا قول ہے۔

فإما تعرضوا عنا اعتمرنا — وكان الفتح وانكشف الغطاء

وإلا فاصبروا لجلاد يوم — يعز الله فيه من يشاء

وجبريل رسول الله فينا — وروح القدس ليس له كفاء

وقال الله قد أرسلت عبدا — يقول الحق إن نفع البلاء

(اگر تم نے ہم سے اعراض کیا تو ہم نے عمرہ ادا کیا اور مکہ فتح ہوا اور پردہ کھل گیا۔ اگر کوئی اور بات نہیں تو قوم کی لڑائی میں صبر کا مظاہرہ کرو اللہ اس میں جس کو چاہے سرفراز کرے گا۔ اور جبرائیل اللہ کا فرستادہ ہم میں ہے اور روح قدس ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ اللہ نے فرمایا میں نے اپنے بندے کو رسول بنایا ہے وہ سچ کہتے ہیں اگر آزمائش مفید ہو)

شهدت به فقوموا صدقوه — فقلتم لا نقوم ولا نشاء

وقال الله قد سيرت جندا — هم الانصار عرضتها اللقاء

لنا في كل يوم من معد — سباب أو قتال أو هجاء

فنحكم بالقوافي من هجانا — ونضرب حين تختلط الدماء

(میں اس بات کا شاہد ہوں پس تم کھڑے ہو جاؤ اور اس کی تصدیق کرو مگر تم نے کہا ہم نہ کھڑے ہوں گے اور نہ اس کو چاہیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ایک لشکر روانہ کیا ہے وہ انصار ہیں ان کی سرشت جنگ ہے۔ ہمارا کام روزانہ معد قبیلہ سے لڑنا بھڑنا ہے۔ ہم اشعار سے اپنے ہجو کرنے والوں کو روکتے ہیں اور جب جنگ ہو تو ہم تلوار سے مارتے ہیں)

الا أبلغ أبا سفيان عني — مغلغلة فقد برح الخفاء

بأن سيوفنا تركتك عبدا — وعبد الدار سادتها الاماء

هجوت محمداً فأجبت عنه — وعند الله في ذاك الجزاء

أتهجوه ولست له بكفء — فشركما لخيركما الفداء

(سنو! میری طرف سے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کو ایک واضح پیغام پہنچا دو اب پردہ کھل چکا ہے۔ کہ ہماری تلواروں نے تجھ کو غلام بنا دیا ہے اور عبدری لوگوں کی آقائیں لونڈیاں ہیں۔ تم نے محمدؐ کی ہجو کی' میں نے اس کا جواب دیا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس گفتار میں اجر عظیم ہے۔ کیا تو ان کی ہجو کرتا ہے حالانکہ تو ان کا ہمسر نہیں تم سے بدتر' بہتر اور برتر پر قربان ہو)

هجوت مباركا برا حنيفاً — أمين الله شيمته الوفاء

أمن يهجو رسول الله منكم — ويمدحه وينصره سواء

فإن أبي ووالده وعرضي لعرض محمد منكم وقاء

لساني صارم لا عيب فيه وبحري لا تكدره الدلاء

(تو نے بابرکت نیک مسلمان اور اللہ کے امین کی ہجو کی' جس کی عادت ار خو وفاداری ہے۔ کیا تم سے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنے والا اور ان کی مدح و ستائش اور مدد کرنے والا یکساں اور مساوی ہے۔ بے شک میرا والد اور اس کا والد اور میری آبرو' محمدؐ کی آبرو کے لئے تم سے بچاؤ ہے۔ میری زبان عیب سے پاک قاطع تلوار ہے اور میرے گہرے سمندر کو ڈول مکدر اور گدلا نہیں کرتے)

انس بن زنیم ذیلی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ان اشعار سے معذرت چاہی جو عمرو بن سالم خزاعی نے آپ سے مدد طلب کرنے کے وقت کہے تھے۔

أأنت الذي تهدى معد بأمره بل الله يهديهم وقال لك اشهد

وما حملت من ناقة فوق رحلها أبر وأوفى ذمة من محمد

أحث على خير وأسبغ نائلا اذا راح كالسيف الصقيل المهند

وأكسى لبرد الخال قبل ابتذاله وأعطى لرأس السابق المتجرد

(کیا آپ وہ ہیں جن کے حکم سے معد قبیلہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے بلکہ اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے اور آپ کو کہا ہے کہ گواہ رہو۔ اور کسی سواری نے اپنے کجاوے پر آپ سے زیادہ نیک اور عہد کا وفادار نہیں اٹھایا۔ نیکی پر ابھارنے والا بھرپور عطیہ دینے والا جب وہ خوش ہو تو وہ ہندی چمکدار تلوار کی طرح ہے۔ اور یمنی چادروں کا عطیہ دینے والا ان کے مبتذل اور بے قدر ہونے سے قبل اور تیز رفتار گھوڑے کا عطیہ دینے والا)

نعلم رسول الله أنك مدركي وأن وعيداً منك كالأخذ باليد

تعلم رسول الله أنك قادر على كل صرم متهمين ومنجد

تعلم أن الركب ركب عويمر هموا الكاذبو المخلفوا كل موعد

ونبوا رسول الله أني هجوته فلا حملت سوطي الىّ إذن يدى

سوى أنني قد قلت ويل ام فتية أصيبوا بنحس لا بطلق وأسعد

(یارسول اللہ ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ آپ مجھ کو پکڑنے والے ہیں اور آپ کی دھمکی بالکل صحیح ہے جیسا ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز۔ اے اللہ کے رسول! معلوم ہے کہ آپ تہامہ اور نجد میں آباد ہر قوم کے پکڑنے پر قادر ہیں۔ واضح ہو کہ عامر خزاعی کا قافلہ جھوٹا اور ہر وعدہ کی خلاف ورزی کرنے والا ہے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی ہے کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے تب میرا ہاتھ میرا کوڑا نہ اٹھا سکے۔ بجز اس بات کے کہ میں نے کہا نوجوانوں کی ماں تو افسوس ہو جو نحوست سے قتل کر دیئے گئے' نہ معتدل اور اچھے موسم میں)

أصابهموا من لم يكن لدمائهم كفاء فعزت عبرتي وتبلدى

وإنك قد أخبرت أنك ساعيا بعبد بن عبد الله وابنة مهود

ذؤيب وكلثوم وسلمى تتابعوا جميعاً فان لا تدمع العين أكمد

بسلمى وسلمى ليس حي كمثله وأخوته وهل ملوك كأعبد

فاني لا ذنبا فتقت ولا دما هرقت تبين عالم الحق واقصد

(ان کو ایسے لوگوں نے قتل کیا جو ان کے خون کے ہم پلہ نہیں میرے آنسو رک گئے اور حیرت سے ہوں۔ تو نے عہد کی خلاف ورزی کی ہے اگر تو نے عبد بن عبداللہ اور بنت مسعود پر بہتان لگایا ہے۔ ذویت کلثوم اور سلمی یکے بعد دیگرے ہلاک ہو گئے اگر آنکھ اشکبار نہ ہو تو پر آشوب ہو جاتی ہے۔ اور سلمی کیا کہنا' سلمیٰ اور اس کے بھائی بے مثال تھے کیا شاہ غلاموں کی طرح ہوتے ہیں۔ نہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے اور نہ خون ریزی کی ہے اے عالم حق! یہ بات واضح ہے اور اعتدال کی راہ اختیار کیجئے)

بجیر کے اشعار : بجیر بن زہیر بن ابی سلمیٰ نے فتح مکہ کے بارے کہا۔

نفى أهل الحبلق كل فج مزينة غدوة وبنو خفاف

ضربناهم بمكة يوم فتح النبي الخير بالبيض الخفاف

صبحناهم بسبع من سليم والف من بني عثمان واف

نطأ أكتافهم ضربا وطعنا ورشقا بالمريشة اللطاف

ترى بين الصفوف لها حفيفا كما انصاع الفواق من الرصاف

(مزینہ اور بنی خفاف نے بکریوں والوں کو ہر راستہ پر دوڑا دیا۔ صاحب خیر' نبی کی فتح کے روز' ہم نے ان کو مکہ میں ہلکی پھلکی تلواروں سے مارا۔ ہم نے ان پر سات سو بنی سلیم کے ساتھ حملہ کیا اور پورے ایک ہزار بنی عثمان میں سے۔ ہم ان کے کندھوں پر تلوار' نیزے اور نرم پروں والے تیر سے مارتے تھے۔ تم دشمن کی صفوں میں ان کی آواز سنو گے جیسا کہ نیزے کی نوک سے اس کا پٹھہ پھٹ جائے)

فرحنا والجياد تجول فيهم بارماح مقومة الثقاف

فأبنا غانمين بما اشتهينا وآبوا نادمين على الخلاف

وأعطينا رسول الله منا مواثقنا على حسن التصافي

وقد سمعوا مقالتنا فهموا غداة الروع منا بانصراف

(ہم ان کی طرف سیدھے نیزے لے کر گئے اور ہمارے گھوڑے رن میں کود رہے تھے۔ ہم حسب خواہش مال غنیمت لے کر لوٹے اور وہ خلاف ورزی پر نادم ہو کر لوٹے۔ اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی طرف سے بہترین خلوص سے عہدوپیمان دیئے۔ انہوں نے ہماری بات سنی اور لڑائی کی صبح ہی انہوں نے فرار کا ارادہ کر لیا)

عباس بن مرداس سلمی : حضرت عباسؓ بن مرداس سلمی نے فتح مکہ کے روز کہا۔

منا بمكة يوم فتح محمد ألف تسيل به البطاح مسوم

نصروا الرسول وشاهدوا آياته وشعارهم يوم اللقاء مقدم

في منزل ثبتت به أقدامهم ضنك كأن الهام فيه الحنتم

جــرت ســنابكها بنجــد قبلهـــا　حتى استقام لها الحجـاز الأدهـم

(ہم میں سے مکہ میں "فتح مکہ" کے روز ایک ہزار معروف لوگ تھے بطحا مکہ میں ان کا سیلاب بہہ رہا تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدد کی اور ان کے معجزات کا مشاہدہ کیا اور جنگ کے دوران کا شعار اور نشان "مقدم" تھا۔ ایسے مشکل مقام میں ان کے قدم رہے گویا کھوپڑیاں اس میں اندرائن ہیں جو کھیت میں پڑے ہیں۔ قبل ازیں ان گھوڑوں نے نجد کو اپنے قدموں سے پامال کیا حتیٰ کہ مضبوط حجاز بھی ان کے لئے سیدھا ہو گیا)

الله مكنــــه لــــــه وذلـــــه　حكم السيوف لنا وجد مزحـم

عــود الرياســة شــامخ عرنينــــه　متطلــع ثغــر المكـــارم خضــــرم

(اللہ نے ان کے لئے اس کو مستحکم کیا اور تلواروں کے حکم نے اور شدید مزاحمت نے ان کو ذلیل کر دیا۔ مجرب حکمران کی ناک اونچی ہے۔ وہ حسن اخلاق کی حدود کو پھلانگتا ہے فیاض ہے)

حضرت عباسؓ بن مرداس سلمی کے ضمار بت کے اندر سے غیبی تلقین سے مسلمان ہونے کا واقعہ "باب ھواتف جان" میں مفصل بیان ہو چکا ہے' وللہ الحمد والمنہ۔

حضرت خالدؓ بن ولید کی بنی جذیمہ از کنانہ کی طرف روانگی : ابن اسحاق نے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف کی معرفت ابو جعفر محمد بن علی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید کو داعی اور مبلغ بنا کر روانہ کیا' جنگ کی غرض سے مبعوث نہ کیا' ان کے ساتھ قبائل عرب' سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ بھی تھے' وہ بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے پاس پہنچے' لوگوں نے ان کو دیکھ کر ہتھیار تھام لئے۔ حضرت خالدؓ نے کہا تم ہتھیار رکھ دو' سب لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحاق نے بنی جذیمہ کے بعض اہل علم سے نقل کیا ہے کہ جب خالد نے ہمیں ہتھیار رکھ دینے کا حکم فرمایا تو ہمارے ایک آدمی جدم نے کہا' افسوس! اے بنی جذیمہ! امیر لشکر خالد ہے! ہتھیار رکھ دینے کے بعد' گرفتاری عمل میں آئے گی اور اس کے بعد سر قلم ہوں گے واللہ! میں تو ہتھیار نہ رکھوں گا چنانچہ اس کو قوم کے چند افراد نے پکڑ کر کہا تو قوم کا خون بہانا چاہتا ہے' لوگ مسلمان ہو چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور لوگ امن و امان سے ہیں۔ وہ برابر اس سے ایسی باتیں کرتے رہے' یہاں تک کہ اس سے اسلحہ چھین لیا اور حضرت خالدؓ کے حکم کی وجہ سے سب لوگ اسلحہ اتار چکے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی بیزاری : ابن اسحاق نے حکیم بن حکیم کی معرفت ابو جعفر سے بیان کیا ہے کہ بنی جذیمہ نے اسلحہ رکھ دیا تو خالد کے حکم سے ان کی مشکیں باندھ دی گئیں' پھر ان کو تہ تیغ کر دیا چنانچہ ان سے کافی لوگ قتل ہو گئے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے اوپر کو ہاتھ اٹھا کر فرمایا یااللہ! میں خالد بن ولید کے اس فعل سے بیزار ہوں۔ ابن ہشام نے بعض اہل علم سے بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک آدمی چھوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے پورا ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا' کیا کسی نے اعتراض بھی کیا تھا اس نے کہا جی ہاں! ایک آدمی سفید فام میانہ قد تھا اس نے اعتراض کیا تو خالد نے اس کو ڈانٹ دیا تو وہ چپ ہو گیا' ایک اور آدمی دراز قامت نحیف و نزار تھا۔ اس نے بھی

اعتراض کیا ان کی آپس میں خوف تو تکرار ہوئی۔

ابن عمر اور سالم کا اعتراض : حضرت عمرؓ نے یہ سن کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلا معترض تو میرا بیٹا عبداللہؓ ہے اور دوسرا سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ ہے۔ ابن اسحاق نے حکیم بن حکیم کے ذریعہ ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا بنی جذیمہ کے پاس جاؤ۔ ان کے معاملہ میں غور و فکر کرو' اور جاہلی باتوں کو نظرانداز کر دو۔

چنانچہ حضرت علیؓ روانہ ہوئے' رسول اللہ ﷺ نے بہت سا مال ان کے ہمراہ کر دیا' وہ پہنچے تو ان کے مقتولوں کی دیت ادا کی' اور ان سے مال و متاع چھین لیا گیا تھا اس کا بھی پورا معاوضہ دے دیا یہاں تک کہ انہوں نے کتے کے پینے کے برتن تک کی قیمت بھی ادا کر دی۔ ان کا سب نقصان پورا کرنے کے بعد کچھ مال باقی بچ رہا تو حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا' کیا کوئی چیز ایسی باقی رہ گئی ہے جس کا معاوضہ ادا نہ کیا گیا ہو۔ سب نے کہا جی نہیں! تو حضرت علیؓ نے کہا' یہ باقی ماندہ مال بھی احتیاطاً" رسول اللہ ﷺ کی خاطر تمہارے سپرد کرتا ہوں' جس نقصان کا تمہیں علم نہ ہو' اس کے معاوضہ کے طور پر۔ چنانچہ وہ یہ کارروائی کر کے واپس چلے آئے اور رسول اللہ ﷺ کو روئیداد سنائی تو آپ نے فرمایا تم نے درست کیا ہے اور اچھا کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کعبہ رخ ہو کر اوپر کو اس قدر ہاتھ بلند کر کے' کہ آپ کے کندھوں کے نیچے سے بغلیں صاف نظر آ رہی تھیں سہ بار فرمایا یااللہ! میں خالدؓ کے قتل سے بری ہوں۔

معذرت : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بعض لوگ حضرت خالدؓ کی طرف سے یہ معذرت پیش کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کے حکم سے میں نے جنگ شروع کیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا۔

ابن ہشام نے ابوعمرو مدینی سے نقل کیا ہے کہ خالدؓ ان کے پاس پہنچے تو وہ صبانا' صبانا --- ہم بے دین ہو گئے --- کہنے لگے۔ یہ روایات مرسل اور منقطع ہیں۔

غلط فہمی : امام احمد (عبدالرزاق' معمر' زہری' سالم بن عبداللہ بن عمر) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف روانہ کیا۔ حضرت خالدؓ نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی تو وہ صحیح الفاظ میں' اسلام کا اظہار نہ کر سکے۔ اسلمنا (ہم مسلمان ہوئے) کی بجائے صبانا صبانا (بے دین ہوئے) کہنے لگے۔ (حضرت خالد اس کو سمجھ نہ سکے) تو ان کے قتل اور اسیر بنانے کا حکم دے دیا۔ ہر مسلمان کے حوالے ایک اسیر کر دیا' صبح ہوئی تو خالدؓ نے حکم دیا کہ ہر مسلمان اپنا اسیر قتل کر دے۔ یہ سن کر حضرت ابن عمرؓ نے کہا واللہ! میں اپنا اسیر قتل نہ کروں گا اور میرے رفقاء میں سے بھی کوئی اپنا اسیر قتل نہ کرے گا۔

چنانچہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضرت خالدؓ کا سارا ماجرا سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر دوبار فرمایا یااللہ! میں خالدؓ کے فعل سے بری ہوں۔ اس روایت کو امام بخاری اور نسائی نے عبدالرزاق سے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جحدم نے حضرت خالدؓ کے تیور بھانپ کر کہا اے بنی جذیمہ! گیا

وقت پھر ہاتھ آتا نہیں' میں نے تمہیں اس اندیشے سے آگاہ کیا تھا۔

حضرت خالدؓ کو عتاب : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف کے درمیان اس بات پر تکرار ہوئی۔ حضرت عبدالرحمانؓ نے کہا خالدؓ تم نے اسلام میں جاہلی دور کا کام کیا۔ یہ سن کر حضرت خالدؓ نے کہا' میں نے تمہارے والد کے قاتل کو مارا ہے تو حضرت عبدالرحمان نے کہا تم نے غلط کہا ہے میں نے تو اپنے والد کے قاتل کو قتل کر دیا تھا' لیکن تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلہ لیا۔ بعد ازاں دونوں میں نہایت گرم گفتگو ہوئی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو فرمایا' بس خالد! میرے اصحاب کو چھوڑ' واللہ! اگر تم راہ خدا میں کوہ احد کے برابر سونا خرچ کرو' تب بھی میرے ایک صحابی کے صبح و شام کے سفر کے اجر کو نہیں پا سکتے۔

عوف کے قتل کا واقعہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید کا چچا فاکہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم' عوف بن عبد عوف بن عبدالحارث بن زہرہ والد عبدالرحمان بن عوف' عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس اور عثمان بن عفان یمن میں تجارت کے خیال سے گئے تھے۔

واپسی میں ان کے پاس بنی جذیمہ کے ایک تاجر کا مال تھا جو یمن میں فوت ہو گیا تھا وہ اس کے وارثوں کو مال دینے کے لئے لا رہے تھے راستہ میں' بنی جذیمہ کے علاقہ میں خالد بن ہشام نے ورثاء تک پہنچنے سے قبل ہی اس مال کا مطالبہ کیا' مال دینے کے انکار پر باہمی لڑائی ہوئی' لڑائی میں عوف اور فاکہ دونوں کام آئے اور ان کا مال بھی چھین لیا گیا' عثمان اور عفان دونوں باپ بیٹا بھاگ کر مکہ چلے آئے۔ حضرت عبدالرحمانؓ نے اپنے والد کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کر دیا۔ قریش نے بنی جذیمہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ کیا تو انہوں نے معذرت کی کہ یہ جنگ بن جذیمہ کے اکابر کے مشورہ کے بغیر لڑی گئی ہے چنانچہ انہوں نے مقتولوں کی دیت ادا کی اور سلب شدہ مال بھی واپس لوٹا دیا اور جنگ کا اندیشہ نہ رہا۔ بنابریں حضرت خالدؓ نے حضرت عبدالرحمانؓ کو کہا تھا کہ میں نے تیرے والد کا بدلہ لیا ہے اور انہوں نے جواب میں کہا' میں نے اپنا بدلہ لے لیا تھا البتہ تم نے اپنے چچا فاکہ کا بدلہ ضرور لیا ہے۔

دونوں صحابہؓ کے بارے غالب گمان یہی ہے کہ ان کا یہ مقصد نہ تھا' یہ تو معاصرانہ چشمک اور ہنگامی جواب ہے۔ بنی جذیمہ کے قتل سے حضرت خالد بن ولیدؓ کا مقصد اسلام اور اہل اسلام کی مدد تھا' گو ان سے غلطی ہو گئی اور انہوں نے سمجھا کہ وہ صبانا' صبانا کہہ کر اسلام کی توہین کے مرتکب ہوئے ہیں اور یہ بات نہ سمجھ سکے کہ وہ مسلمان ہونے کا اعلان کر رہے ہیں چنانچہ کچھ لوگ قتل ہوئے اور کچھ قید اور قیدیوں میں سے بھی بیشتر قتل ہو گئے۔ بایں ہمہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو معزول نہیں کیا' بلکہ ان کو منصب امارت پر بدستور قائم رکھا گو ان کے اس فعل سے برات کا اظہار کیا اور ان کے مقتولوں کی دیت ادا کی اور اس واقعہ میں اہل علم کے اس مسلک کی دلیل ہے کہ امیر کی خطاء اور غلطی کا تاوان بیت المال سے ادا ہو گا نہ کہ اس کے ذاتی مال سے' واللہ اعلم۔

اسی غلط فہمی اور توجیہ کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی حضرت خالد کو معزول نہ کیا تھا جب ارتداد

کے زمانے میں حضرت خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اس کی بیوی ام تمیم کو اپنے لئے منتخب کر لیا تھا۔ اور حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو مشورہ دیا تھا کہ اس کو معزول کر دیں' اس کی تلوار میں جلد بازی ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا میں اس تلوار کو نیام میں نہیں کر سکتا' جس کو خدا نے مشرکین پر بے نیام کیا ہے۔

عاشق صادق : ابن اسحاق (یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن اخنس' زہری) ابن ابی حدرود اسلمی سے بیان کرتے ہیں کہ خالدؓ کے لشکر میں' میں بھی بنی جذیمہ کے خلاف لڑائی میں شامل تھا' بنی جذیمہ کے ایک نوجوان کے جو میرا ہم عمر تھا' ہاتھوں کو گردن کے ساتھ رسی سے کس کر باندھ دیا گیا اور قریب ہی چند خواتین کھڑی تھیں' اس نے مجھے مخاطب کیا' میں نے پوچھا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا' کیا آپ یہ رسی پکڑ کر مجھے ان عورتوں کے پاس لے چلتے ہیں' مجھے ان سے ایک ضروری کام ہے' پھر واپس لا کر جو چاہو کرو' چنانچہ میں نے اس کو لے جا کر ان کے پاس کھڑا کر دیا تو اس نے کہا اے **حبیشہ** تاحیات سلامت رہو' اور کہا۔

رأيتك إذ طالبتكم فوجدتكم   بحلية أو ألفيتكم بالخوانق

ألم يك أهلا أن ينول عاشق   تكلف إدلاج السرى والودائق

فلا ذنب لي قد قلت إذ أهلنا معا   أثيبي بود قبل إحدى الصفائق

أثيبي بود قبل أن يشحط النوى   وينأى الامير بالحبيب المفارق

(میں نے تجھے دیکھا جب میں نے تمہارا تعاقب کیا اور حلیہ یا خوانق میں پایا۔ کیا عاشق عطیہ کے لائق نہیں جس نے رات کو چلنے اور دوپہر کی دھوپ کی صعوبت برداشت کی۔ جب ہمارے خاندان اکٹھے تھے تو میرا اس مطالبے میں کوئی جرم نہ تھا کہ تو کسی حادثہ سے قبل الفت اور محبت کا اظہار کر دے۔ تو اپنی محبت اور پیار کا تحفہ دے قبل اس کے کہ فراق ہو جائے اور امیر حبیب مفارق کو جدا کر دے)

فأني لا ضيعت سر أمانة   ولا راق عيني عنك بعدك رائق

سوى أن ما نال العشيرة شاغل   عن الود إلا أن يكون التوامق

(میں نے راز داری کی امانت کو ضائع نہیں کیا اور نہ مجھے تمہارے بعد کوئی خوشنما چیز اچھی لگی بجز اس بات کے کہ قبیلہ کی مصیبت سے محبت کا ہوش نہ رہا۔ الا یہ کہ دل میں محبت ہو)

یہ اشعار سن کر **حبیشہ** نے کہا تم بھی ۱۹ سال طاق اور ۸ سال جفت جیتے رہو۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد ازاں میں اس کو واپس لایا اور سر قلم کر دیا۔ ابن اسحاق نے ابو فراس بن ابی سنبلہ سلمی سے ان کے شیوخ کی معرفت حاضرین جنگ سے نقل کیا ہے کہ جب اس کا سر قلم کر دیا گیا تو وہ اس پر اوندھی گر پڑی اور اس کو مسلسل بوسے دیتی رہی یہاں تک کہ وہ بھی اس کے پاس مر گئی۔

بیہقی (حمیدی' سفیان بن عیینہ' عبدالملک بن نوفل بن مساحق' ابن عصام مزنی) عصام مزنی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی سریہ روانہ فرماتے تو وصیت فرماتے جب تم مسجد دیکھ لو یا اذان کی آواز سن لو تو کسی کو قتل نہ کرو' پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں روانہ کر کے یہ وصیت فرمائی۔

چنانچہ ہم تہامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم نے ایک آدمی کو پایا جو اپنی سواریوں کو ہانک کر لے جا رہا تھا' ہم نے کہا اسلام قبول کر لو' اس نے پوچھا' اسلام کیا ہے؟ ہم نے اس کو بتایا تو معلوم ہوا کہ وہ سمجھ نہیں رہا۔ پھر اس نے کہا اگر میں اسلام قبول نہ کروں تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے' ہم نے کہا قتل کر دیں گے۔

یہ سن کر اس نے کہا ان عورتوں کے پاس چلے جانے تک مجھے مہلت دو گے' ہم نے کہا مہلت ہے' وہ ان عورتوں کے پاس چلا گیا اور اس نے کہا "**اسلمی حبیش قبل نفاد العیش**" اے حبیش! تم تاحیات سلامت رہو! تو دوسری عورت نے کہا تم بھی ۱۹ سال طاق اور آٹھ سال جفت جیتے رہو۔ مذکور بالا اشعار پڑھنے کے بعد ہمارے پاس چلا آیا اور اس نے کہا' اپنا کام کر لو چنانچہ ہم نے اس کو قتل کر دیا تو ایک عورت اپنے ھودج سے اتر کر اس کے پاس آئی اور اس کے پاس بیٹھ کر فوت ہو گئی۔

امام بیہقی (ابو عبدالرحمان نسائی' محمد بن علی بن حرب مروزی' علی بن حسین بن واقد' ابوہ' یزید نحوی' عکرمہ)

حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا' اس نے مال غنیمت حاصل کیا ان میں ایک آدمی تھا' اس نے بتایا کہ میں اس قبیلہ سے نہیں ہوں مجھے ایک خاتون سے عشق ہے' میں اس کے پاس آیا ہوں' مجھے ایک نظر اسے دیکھنے کی اجازت دو' پھر جو دل چاہے میرے ساتھ کر لینا' وہ گیا دیکھا تو وہ دراز قامت گندمی رنگ کی خاتون ہے' اس نے کہا اے حبیش! تاحیات سلامت رہو' اس نے یہ سن کر کہا' جی ہاں! میں تم پر قربان ہوں' بعد ازاں اس کو قتل کر دیا پھر وہ عورت آئی اور اس پر گر کر' اس نے دو یا تین دفعہ رونے کی آواز نکالی اور مر گئی۔ یہ لوگ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے فرمایا **اما کان فیکم رجل رحیم** کیا تم میں ایک آدمی بھی مہربان نہ تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا عزیٰ کو مسمار کرنا : بقول ابن جریر' اس کو ۲۵ ماہ رمضان ۸ھ میں مسمار کیا۔ بقول ابن اسحاق' رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو عزیٰ کے گرانے کے لئے روانہ کیا' یہ ایک مقام نخلہ میں صنم کدہ تھا' قریش کنانہ اور مضر اس کی خوب تعظیم کرتے تھے اس کے مجاور بنی شیبان کے قبیلہ میں سے' بنی سلیم حلیف قریش تھے اس کے مجاور سلمی کو حضرت خالدؓ کی آمد کا علم ہوا تو وہ اپنی تلوار درخت پر لٹکا کر' یہ کہتا ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا۔

أیا عز شدی شدة لا شوی لها علی خالد ألقی القناع وشمری
أیا عز إن لم تقتلی المرء خالداً فبوئی باثم عاجل أو تنصری

(اے عزیٰ! تو خالد پر ایک ناقابل شکست حملہ کر اپنی اوڑھنی اتار دے اور کوشش کر۔ اے عزیٰ! اگر تم نے خالد کو قتل نہ کیا تو' تو اپنے موجودہ گناہ میں لوٹ آ یا مدد طلب کر)

جب حضرت خالدؓ اس کے پاس پہنچے' اس کو گرایا اور واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے۔

واقدی وغیرہ کا بیان ہے کہ ۲۵ ماہ رمضان ۸ھ میں عزیٰ کو مسمار کر کے حضرت خالدؓ واپس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلے آئے اور آپ کو سارا واقعہ بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' تم نے کچھ دیکھا' عرض کیا نہیں' فرمایا' پھر جاؤ جب وہ آئے تو اس صنم کدہ سے ایک بھیانک شکل کی کالی عورت پراگندہ سر چیختی

چلاتی باہر آئی اس پر تلوار کا وار کر کے کہا۔

یا عزی کفرانک لا سبحانک انی رأیت اللّٰہ قد اھانک

(اے عزیٰ! تیرا انکار ہے تیری پاکیزگی کا اعتراف نہیں، میں نے دیکھا ہے کہ اللہ نے تجھے ذلیل کر دیا ہے)

اس صنم کدہ کو مسمار کر دیا اور جو اس میں مال و زر تھا وہ اٹھا لیا اور واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہی عزیٰ تھی، آئندہ اس کی پرستش نہ ہو گی۔

بیہقی (محمد بن ابی بکر فقیہ، محمد بن ابی جعفر، احمد بن علی، ابو کریب، ابن فضیل، ولید بن جمیع) ابوالطفیل سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خالدؓ کو نخلہ مقام کی طرف روانہ کیا وہاں عزیٰ تھا جس پر کیکر کے تین درخت تھے۔ حضرت خالدؓ نے درخت کاٹ دیئے اور صنم کدہ کو گرا دیا، رسول اللہ ﷺ کو آکر بتایا تو آپ نے فرمایا پھر جاؤ تم نے استیصال نہیں کیا چنانچہ خالدؓ واپس آئے اور مجاور ان کو آتے دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے اے عزیٰ! تو اس کو دیوانہ بنا دے تو اس کو اندھا کر دے ورنہ خود ذلت سے مر جا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ آئے تو وہاں ایک بھیانک شکل کی برہنہ عورت ہے، پراگندہ سر اپنے منہ اور سر پر خاک اڑا رہی ہے۔ حضرت خالدؓ نے اس کو تلوار کے بھرپور وار سے تہ تیغ کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا (تلک العزی) وہی عزیٰ تھی۔

مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کی مدت اور اختلاف روایات : یہ بات متفق علیہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ رمضان کے باقی ایام مکہ میں قیام فرمایا، آپ نے نماز دوگانہ ادا کی اور روزہ نہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ فعل اس بات کی دلیل ہے کہ مسافر جب قیام کا عزم نہ کرے تو وہ --- دو اقوال میں سے ایک کے مطابق --- اٹھارہ یوم تک نماز قصر کرے اور افطار کرے۔ امام بخاری (ابو نعیم اور قتیبہ، سفیان، یحییٰ بن ابی اسحاق) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مکہ میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ۱۸ یوم تک نماز قصر پڑھی۔ اس روایت کو باقی محدثین نے متعدد اسناد سے (یحییٰ بن ابی اسحاق بصری حضرمی از انس) اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بخاری نے (عبدان، عبداللہ، عاصم، عکرمہ) حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ۱۹ روز قیام فرمایا اور دوگانہ پڑھتے رہے۔ یہ روایت امام بخاری نے دوسری سند سے بھی بیان کی ہے۔ امام بخاری نے (ابو حصین، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے عاصم بن سلیمان احول از عکرمہ) حضرت ابن عباس سے نقل کیا اور ابوداؤد کی عبارت میں ۱۷ یوم مذکور ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول : (احمد بن یونس، احمد بن شہاب، عاصم، عکرمہ) حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ۱۹ روز بسر کئے اور نماز قصر کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ ہم انیس روز تک قیام میں نماز قصر کرتے ہیں اس سے زیادہ قیام کا عزم ہو تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

امام ابوداؤد (ابراہیم بن موسیٰ، ابن علیہ، علی بن زید، ابو نضرہ) عمران بن حصینؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ

فتح مکہ میں' میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ موجود تھا رسول اللہ ﷺ نے ۱۸ روز قیام فرمایا اور نماز قصر کرتے رہے اور یہ اعلان بھی کرتے رہے۔ اے اہل بدر! تم لوگ پوری نماز پڑھو' ہم مسافر لوگ ہیں۔ اس روایت کو ترمذی نے علی بن زید بن جدعان سے نقل کر کے حسن کہا ہے۔

محمد بن اسحاق نے (زہری' از عبیداللہ بن عبداللہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں ۱۸ روز قیام کیا اور نماز قصر کی۔ ابن اسحاق سے متعدد راویوں نے یہ روایت بیان کی ہے مگر اس میں ابن عباس کا نام نہیں ہے۔ ابن ادریس (ابن اسحاق' زہری' محمد بن علی بن حسین' عاصم بن عمرو بن قتادہ' عبداللہ بن ابوبکر) عمرو بن شعیب وغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ۱۵ روز قیام کیا۔

قیام مکہ کے دوران احکام : امام بخاری (عبداللہ بن مسلم' مالک بن شہاب' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں (لیث از یونس از عروہ از عائشہؓ) کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی کنیز کا بیٹا اپنے قبضہ میں کر لے وہ میرا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ فتح مکہ میں مکہ تشریف لائے تو سعدؓ ابن ولیدہ زمعہ کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور عبد بن زمعہ' بھی ساتھ چلے آئے' سعد نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا برادر زادہ ہے' اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کا بیٹا ہے اور اس کے گھر پیدا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے ولیدہ زمعہ کے بیٹے کو غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ وہ عتبہ بن ابی وقاص کے ہم شکل ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عبد بن زمعہ! وہ تیرا ہے اور تیرا بھائی ہے اس وجہ سے کہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سودہ ام المومنین! تم اس سے پردہ کرو کہ وہ عتبہ بن ابی وقاص کی شبیہ ہے۔

ابن شہاب نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اولاد صاحب فراش کی ہوتی ہے اور زانی کا مقسوم پتھر ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ اس کو صراحت سے بیان کرتے تھے۔ اس روایت کو مسلم' بخاری' ابوداؤد اور ترمذی نے قتیبہ از لیث بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے اور امام بخاری نے یہ روایت مالک از زہری بیان کی ہے۔

شرعی حدود میں سفارش : امام بخاری (محمد بن مقاتل' عبداللہ' یونس' ابن شہاب) عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے ایام میں رسول اللہ ﷺ کے عہد میں کسی عورت نے چوری کر لی تو اس کے لواحقین' اسامہ بن زید کے پاس سفارش کے لئے آئے' اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے بات کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہو گیا اور فرمایا کیا تو مجھ سے اللہ تعالیٰ کی حدود اور شرعی احکام کے بارے سفارش کرتا ہے تو اسامہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا مغفرت فرمائیں۔ شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حمد و ثنا کے بعد خطاب فرمایا اما بعد! تم سے قبل لوگ اس وجہ سے تباہ ہوئے کہ جب ان میں کوئی شریف اور سرمایہ دار چوری کرتا تو اس کو سزا نہ دیتے ویسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب اور

مفلس چوری کرتا تو اس پر فوراً حد جاری کر دیتے' بخدا! والذی نفسی محمد بیدہ! اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کر لیتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا بعد ازاں اس کی توبہ خالص ثابت ہوئی اور اس نے شادی کر لی۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ بعد ازاں وہ عورت میرے پاس آتی اور میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی ضرورت پیش کر دیتی۔ اس روایت کو امام بخاری نے دوسرے مقام پر بھی بیان کیا ہے اور امام مسلم نے (ابن وھب از یونس از زہری از عائشہؓ) بیان کیا ہے۔

متعہ : صحیح مسلم میں سبرہ بن معبد جہنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال جب مکہ میں داخل ہوئے تو متعہ کی اجازت فرمائی اور روانگی سے قبل منع فرما دیا --- اور ایک روایت میں ہے --- آپ نے فرمایا سنو! یہ حرام ہے' آج سے لے کر تاقیامت حرام ہے --- مسند احمد اور سنن میں مروی ہے --- کہ یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے' واللہ اعلم۔

امام مسلم (ابوبکر بن ابی شیبہ' یونس بن محمد' عبدالواحد بن زیاد' ابوالعمیس' ایاس بن سلمہ بن اکوع) حضرت سلمہؓ بن اکوع سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ اوطاس میں متعہ کی تین روز تک اجازت دی پھر روک دیا۔ (بقول بیہقی' غزوہ اوطاس اور فتح مکہ کا زمانہ ایک ہی ہے) امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ متعہ کے بارے غزوہ خیبر میں جس نے ممانعت نقل کی ہے اس کا بیان ہے کہ وہ دو مرتبہ مباح ہوا اور دو مرتبہ حرام' امام شافعی وغیرہ سے یہ مروی ہے کہ بعض کا بیان ہے کہ وہ دو دفعہ سے زیادہ بار مباح اور حرام ہوا' واللہ اعلم۔

بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک بار ہی حرام ہوا اور یہ ہے فتح مکہ کے روز اور بعض کا قول ہے کہ یہ حسب ضرورت مباح ہوا' بنابریں بوقت ضرورت مباح ہے اور یہ روایت امام احمد کی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ مطلق حرام نہیں ہوا بلکہ مباح ہے اور یہ قول حضرت ابن عباس اور بعض صحابہ سے منقول ہے الاعتبار از حازمی (م ۵۸۴ھ ص ۱۴۱) پر مذکور ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے اس فتویٰ سے توقف اور رجوع کر لیا تھا۔ (ندوی) احکام میں یہ مسئلہ مفصل بیان ہو گا۔

بیعت : امام احمد (عبدالرزاق' ابن جریج' عبداللہ بن عثمان بن خیثم' محمد بن اسود بن خلف) حضرت اسودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ فتح مکہ میں لوگوں کی بیعت لیتے ہوئے دیکھا آپ "قرن" کے سامنے تشریف فرما تھے' آپ نے اسلام اور "شہادت" پر لوگوں سے بیعت لی ----- عبداللہ بن عثمان نے محمد بن اسود سے پوچھا --- کہ شہادت کیا ہے اس نے بتایا کہ اللہ پر ایمان لانے پر بیعت کی اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت پر' تفرد بہ احمد --- اور بیہقی میں موجود ہے کہ چھوٹے بڑے مرد و زن سب سے رسول اللہ ﷺ نے اسلام اور شہادت پر بیعت لی۔

ابن جریر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت لینے کے لئے مکہ میں لوگ جمع ہو گئے آپ کوہ صفا پر تشریف فرما تھے اور حضرت عمرؓ آپ کی مجلس سے ذرا نیچے بیٹھے تھے اور آپ نے لوگوں سے اللہ

اور اس کے رسول کی طاعت و فرمانبرداری پر حسب استطاعت عہد و پیمان لیا جب آپ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو چکے تو عورتوں سے بیعت لینی شروع کر دی اور ان عورتوں میں ہند بنت عتبہ بھی بھیس بدل کر بیٹھی تھی' حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ بے حرمتی کی وجہ سے۔ اس کو خطرہ لاحق تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر گرفت کریں گے بیعت کے لئے جب عورتیں رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوئیں تو آپ نے فرمایا' تم میری اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی یہ سن کر ہند نے کہا واللہ! آپ خواتین سے وہ عہد و پیمان لیتے ہیں جو مردوں سے نہیں لیتے۔ پھر آپ نے فرمایا اور چوری نہ کرو گی یہ سن کر ہند نے کہا واللہ! میں ابوسفیان کے مال سے تھوڑا بہت لے لیتی ہوں معلوم نہیں کہ وہ ہمیں حلال ہے یا نہیں یہ سن کر ابوسفیان نے کہا (جو وہاں موجود تھا) جو تم نے قبل ازیں لیا ہے وہ تمہارے لئے حلال ہے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم ہند ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دے کر عرض کیا' آپ گذشتہ کوتاہیاں معاف فرما دیجئے اللہ آپ کو معاف فرمائے پھر آپ نے فرمایا اور زنا نہ کرو گی' تو ہند نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آزاد عورت بھی زنا کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی' یہ سن کر اس نے بے ساختہ کہا ہم نے تو بچپن میں ان کو پالا پوسا اور بڑے ہونے پر آپ لوگوں نے بدر میں قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ خوب ہنسے پھر آپ نے فرمایا اور کوئی بہتان نہ تراشو گی تو اس نے کہا واللہ! بہتان بازی ایک قبیح حرکت ہے اور کچھ درگزر بہتر ہوتا ہے۔

بیعت کا دستور : رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے کہا تم ان سے بیعت لے لو' چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان سے بیعت لے لی اور رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا آپ کسی عورت سے مصافحہ نہ کرتے اور آپ غیر محرم عورت کو نہ چھوتے۔ مسلم' بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ واللہ! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی اجنبی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ زبانی بیعت لیتے تھے اور فرماتے کہ میری زبان سے ایک عورت کے لئے بیعت سو عورت کی بیعت کی مانند ہے۔

متفق علیہ روایت میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ہند زوجہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا' ابوسفیان بخیل آدمی ہے بقدر کفایت خرچ نہیں دیتا' کیا اس کی لاعلمی میں' میں اس کے مال سے کچھ لے لوں تو گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تم معروف طریقہ سے بقدر کفایت لے سکتی ہو۔

بیہقی (یحییٰ بن بکیر' لیث' یونس' ابن شہاب' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کرہ ارض پر آپ کے خاندان اور اہل بیت کی رسوائی سے مجھے کوئی چیز عزیز نہ تھی مگر اب کرہ ارض پر آپ کے خاندان اور اہل بیت کی عزت و آبرو سے مجھے کسی کی عزت و آبرو محبوب نہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخدا! والذی نفسی بیدہ! ہم بھی ایسے ہی ہیں۔ پھر اس نے عرض کیا یارسول اللہ! ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے کیا مجھ پر گناہ ہے کہ میں اس کے مال سے کچھ لے لوں تو آپ نے فرمایا صرف معروف طریقے سے' اس روایت کو بخاری نے یحییٰ بن بکر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

ہجرت نہیں : امام ابوداؤد (عثمان بن ابی شیبہ' جرید' منصور' مجاہد' طاؤس) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز فرمایا اب ہجرت نہیں' البتہ جہاد اور نیت ہے جب تم کو جہاد کے لئے طلب کیا جائے تو جہاد کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ اس روایت کو بخاری نے عثمان بن ابی شیبہ اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ کی معرفت جریر سے بیان کیا ہے۔

امام احمد (عفان' وھب' ابن طاؤس' طاؤس) صفوان بن امیہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کو کسی نے کہا کہ ہجرت کے بغیر کوئی جنت میں داخل نہ ہو گا تو اس نے کہا میں گھر جانے سے قبل ہی رسول اللہ ﷺ سے اسکے بارے پوچھوں گا چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا تو فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت فرض نہیں رہی البتہ جہاد اور نیت باقی ہے۔ جب تمہیں جنگ میں طلب کیا جائے تو جنگ میں جاؤ۔

امام بخاری (محمد بن ابی بکر' فضیل بن سلیمان' عاصم' ابو عثمان نہدی) مجاشع بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ میں ابومعبد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا کہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لے لیں تو آپ نے فرمایا ہجرت کا زمانہ تو مہاجرین کے ساتھ ختم ہو چکا ہے۔ میں اس کی اسلام اور جہاد پر بیعت لے لوں گا' ابوعثمان نھدی کا بیان ہے کہ ابومعبد سے میری ملاقات ہو گئی۔ اس سے پوچھا تو اس نے کہا مجاشع نے صحیح کہا ہے۔ مگر خالد نے ابوعثمان نھدی کی معرفت مجاشع سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی مجالد کو لایا تھا۔

امام بخاری (عمرو بن خالد' زہیر' عاصم' ابو عثمان) مجاشع سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی کو لایا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کی ہجرت پر بیعت فرمالیں تو آپ نے فرمایا اصحاب ہجرت تو اپنا ثواب لے چکے پھر عرض کیا آپ کس بات پر اس سے بیعت لیں گے؟ فرمایا اسلام و ایمان اور جہاد پر' ابوعثمان کا بیان ہے کہ بعد ازیں میری ملاقات ابومعبد سے ہوئی جو دونوں بھائیوں سے بڑے تھے میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا مجاشع نے صحیح کہا ہے۔

امام بخاری (محمد بن بشار' غندر' شعبہ' ابوبشر) مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے عرض کیا میں شام کی طرف ہجرت کا ارادہ کر رہا ہوں تو آپ نے فرمایا اب ہجرت نہیں البتہ جہاد باقی ہے جاؤ اور جہاد کی تلاش کرو اگر جہاد کا موقعہ مل گیا تو بہتر ورنہ واپس لوٹ آؤ۔

(نضر' شعبہ' ابوبشر) مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا آج کل ہجرت نہیں یا فرمایا رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ہجرت نہیں۔

(اسحاق بن یزید' یحییٰ بن حمزہ' ابو عمرو اوزاعی' عبدۃ بن ابولبابہ' مجاہد بن جبیر) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔ (**لاهجرة بعد الفتح**)

امام بخاری (اسحاق بن یزید' یحییٰ بن حمزہ' اوزاعی) عطاء بن ابی رباح سے بیان کرتے ہیں کہ میں عبید بن عمیر کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے ہجرت کے بارے پوچھا تو فرمایا آج کل ہجرت نہیں ہے۔ مسلمان لوگ اپنا دین بچانے کی خاطر اللہ اور اس کے رسول کے پاس ہجرت کر کے چلے آتے تھے اب آج تو اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے۔ مسلمان جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے البتہ جہاد اور نیت جہاد باقی ہے۔

تبصرہ : ان احادیث و آثار سے واضح ہوا کہ مکمل ہجرت یا مطلق ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے کیونکہ لوگ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور اس کی بنیاد اور ستونوں کو مستحکم کر دیا ہے۔ اب ہجرت باقی نہیں رہی الا یہ کہ غیر مسلموں میں رہائش کی وجہ سے دینی شعائر کا اظہار دشوار ہو تو ایسے ناگفتہ بہ حالات سب پر دارالاسلام کی طرف ہجرت ضروری امر ہے۔ یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے لیکن یہ ہجرت قبل از فتح مکہ ایسی نہیں' جیسا کہ جہاد اور فی سبیل اللہ انفاق تاقیامت مشروع اور مرغوب ہے لیکن یہ فتح مکہ سے قبل کے جہاد اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے مساوی نہیں (۱۰/ ۵۷) میں ہے' "برابر نہیں تم میں' جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی۔ ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے۔ ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا اللہ نے خوبی کا۔"

سورہ نصر اور حضرت ابوسعیدؓ کی جراءت : امام احمد (محمد بن جعفر' شعبہ' عمرو بن مرہ' ابوالبختری طائی) حضرت ابوسعید خدری سے بیان کرتے ہیں کہ جب سورہ نصر (۱-۳/ ۱۱۰) نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکمل تلاوت فرما کر کہا لوگ خیروعافیت میں ہیں' میں اور صحابہؓ بھی بخیریت ہیں۔ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت جہاد باقی ہے۔ یہ سن کر مروان بن حکم نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس مجلس میں رافع بن خدیج اور زید بن ثابت بھی موجود تھے تو ابوسعید خدری نے کہا اگر یہ دونوں صاحب چاہیں تو تجھے یہ حدیث سنا سکتے ہیں لیکن اس کو اپنی قوم کی عرافت اور نمائندگی کے چھن جانے کا خطرہ لاحق ہے اور اس کو زکوٰۃ کی تحصیل داری کے سلب ہونے کا اندیشہ اور فکر ہے۔ یہ سن کر مروان نے اس کو مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا تو ان دونوں صحابہ نے کہا واقعی اس نے صحیح کہا ہے۔ (تفرد بہ احمد)

حضرت ابن عباس کی فضیلت : امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل' ابوعوانہ' ابوبشر' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے اصحاب بدر کی مجلس میں شامل کر لیتے تھے۔ بعض کو میری شمولیت ناگوار گزری کہ ان کو کیوں شامل کر لیتے ہو جبکہ ہمارے بھی تو ان کے برابر بچے موجود ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا یہ اس خاندان سے ہے جس کو تم خوب جانتے ہو' چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک روز ان کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ مدعو کیا اور میرا خیال تھا کہ ان کو میری شمولیت کی وجہ سے آگاہ کرنا چاہتے تھے۔

تو حضرت عمرؓ نے پوچھا اذا جاء نصر اللہ والفتح (۱/۱۱۰) کے بارے تمہارا کیا خیال ہے' کسی نے کہا مکہ فتح ہو گیا اور ہماری نصرت و مدد ہوئی' تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حمدوثنا اور مغفرت طلب کرنے کا حکم دیا ہے اور اکثر خاموش رہے تو حضرت عمرؓ نے مجھ سے پوچھا اے ابن عباس! کیا تم بھی ایسے ہی کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی نہیں تو پوچھا تم کیا کہتے ہو' عرض کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی اجل اور وفات کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سورت اتار کر موت سے آگاہ کیا' یہ سورت آپ کی اجل کی علامت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا مجھے بھی اس سورت کے بارے یہی کچھ معلوم ہے۔ تفرد بہ البخاری۔ یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے متعدد اسناد سے مروی ہے' مجاہد' ابوالعالیہ اور ضحاک وغیرہ بکثرت اہل علم کا یہی مسلک ہے جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

غزوۂ ہوازن اور غزوۂ حنین

"اور بہت سے میدانوں میں اللہ نے تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی' پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے' پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں کہ جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔" (۲۵-۲۶/۹)

امام ابن اسحاق نے سیرت میں تحریر فرمایا ہے کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ۵ ماہ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور فتح مکہ کا واقعہ اس سے قبل پندرہ یوم' بیس رمضان ۸ھ کو رونما ہو چکا تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ سے اسی طرح مروی ہے' عروہ بن زبیر کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد کا یہ مختار قول ہے اور طبری نے بھی تاریخ میں اس کو مختار قول کہا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کی طرف ۶ تاریخ ماہ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور ۱۰ ماہ شوال کو پہنچے اور حضرت ابوبکرؓ کا قول ہے کہ آج ہم قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے لیکن ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے' سب سے قبل بنی سلیم' بھاگے' بعد ازاں اہل مکہ اور پھر باقی لوگ۔

سپہ سالار اور درید کا باہمی اختلاف : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ہوازن کو رسول اللہ ﷺ کی آمد اور فتح مکہ کا علم ہوا تو ان کے رئیس مالک بن عوف نضری نے ان کو اکٹھا کیا۔ چنانچہ اس کے پاس ہوازن کے ساتھ سارا ثقیف قبیلہ بھی جمع ہو گیا' نصر' جشم' سعد بن بکر کے قبائل اور بنی ہلال کے چند افراد بھی اس کے پاس جمع ہوئے' قیس عیلان کے قبائل میں سے صرف یہ مذکورہ قبائل اس کے ساتھ شامل ہوئے کعب اور کلاب دونوں قبیلے اس میں شامل ہوئے اور جشم قبیلہ سے تھا درید۔

درید بن صمہ جشمی : ایک عمر رسیدہ ماہر جنگ تھا' تجربہ کار اور جنگجو تھا' چراغ سحری تھا۔ صرف اس کے مہارت جنگ اور طویل تجربے سے استفادہ مقصود تھا اور بنی ثقیف کے دو رئیس بھی ہمراہ تھے اور احلاف میں سے قارب ابن اسود بن مسعود بن معتب بھی شامل تھا اور بنی مالک میں سے ذوالخمار سبیع بن حارث اور اس کا بھائی احمر بن حارث بھی موجود تھا۔ ان سب افواج کا سپہ سالار مالک بن عوف نضری تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہونے کا عزم کیا تو اپنا سب مال و دولت اور اہل و عیال بھی ساتھ لے آیا اور اوطاس میں فروکش ہو گیا اور ساری فوج بھی اس کے ساتھ خیمہ زن تھی۔ ان میں درید بن صمہ جشمی بھی اپنے کھلے ہودے پر سوار تھا۔ جب وہ سواری سے اترا تو اس نے پوچھا' تم لوگ کس وادی میں ہو' بتایا اوطاس میں ہیں' تو اس نے کہا لشکر کی جولان گاہ عمدہ ہے نہ پتھریلی ہے نہ کھردری اور نہ نرم و ملائم۔

کیا بات ہے کہ میں اونٹوں کی بلبلاہٹ' گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں' بچوں کے رونے کی آواز اور بکریوں کی ممیاہٹ سن رہا ہوں؟ بتایا کہ سپہ سالار مالک بن عوف' فوج کے ہمراہ اپنے مال و دولت اور بال

غزوۂ ہوازن اور غزوۂ حنین

"اور بہت سے میدانوں میں اللہ نے تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی' پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے' پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں کہ جنہیں تم نے دیکھا نہیں اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔" (۲۵-۹/۲۶)

امام ابن اسحاق نے سیرت میں تحریر فرمایا ہے کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ ۵ ماہ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور فتح مکہ کا واقعہ اس سے قبل پندرہ یوم' بیس رمضان ۸ھ کو رونما ہو چکا تھا۔ حضرت ابن مسعودؓ سے اسی طرح مروی ہے' عروہ بن زبیر کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد کا یہ مختار قول ہے اور طبری نے بھی تاریخ میں اس کو مختار قول کہا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کی طرف ۶ تاریخ ماہ شوال ۸ھ کو روانہ ہوئے اور ۱۰ ماہ شوال کو پہنچے اور حضرت ابوبکرؓ کا قول ہے کہ آج ہم قلت تعداد کی وجہ سے مغلوب نہ ہوں گے لیکن ہزیمت اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے' سب سے قبل بنی سلیم' بھاگے' بعد ازاں اہل مکہ اور پھر باقی لوگ۔

سپہ سالار اور درید کا باہمی اختلاف : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ہوازن کو رسول اللہ ﷺ کی آمد اور فتح مکہ کا علم ہوا تو ان کے رئیس مالک بن عوف نضری نے ان کو اکٹھا کیا۔ چنانچہ اس کے پاس ھوازن کے ساتھ سارا ثقیف قبیلہ بھی جمع ہو گیا' نصر' جشم' سعد بن بکر کے قبائل اور بنی ہلال کے چند افراد بھی اس کے پاس جمع ہوئے' قیس عیلان کے قبائل میں سے صرف یہ مذکورہ قبائل اس کے ساتھ شامل ہوئے کعب اور کلاب دونوں قبیلے اس میں شامل ہوئے اور جشم قبیلہ سے تھا درید۔

درید بن صمہ جشمی : ایک عمر رسیدہ ماہر جنگ تھا' تجربہ کار اور جنگجو تھا' چراغ سحری تھا۔ صرف اس کے مہارت جنگ اور طویل تجربے سے استفادہ مقصود تھا اور بنی ثقیف کے دو رئیس بھی ہمراہ تھے اور احلاف میں سے قارب ابن اسود بن مسعود بن معتب بھی شامل تھا اور بنی مالک میں سے ذوالخمار سبیع بن حارث اور اس کا بھائی احمر بن حارث بھی موجود تھا۔ ان سب افواج کا سپہ سالار مالک بن عوف نضری تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہونے کا عزم کیا تو اپنا سب مال و دولت اور اہل و عیال بھی ساتھ لے آیا اور اوطاس میں فروکش ہو گیا اور ساری فوج بھی اس کے ساتھ خیمہ زن تھی۔ ان میں درید بن صمہ جشمی بھی اپنے کھلے ھودے پر سوار تھا۔ جب وہ سواری سے اترا تو اس نے پوچھا' تم لوگ کس وادی میں ہو' بتایا اوطاس میں ہیں' تو اس نے کہا لشکر کی جولان گاہ عمدہ ہے نہ پتھریلی ہے نہ کھردری اور نہ نرم و ملائم۔

کیا بات ہے کہ میں اونٹوں کی بلبلاہٹ' گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں' بچوں کے رونے کی آواز اور بکریوں کی ممیاہٹ سن رہا ہوں؟ بتایا کہ سپہ سالار مالک بن عوف' فوج کے ہمراہ اپنے مال و دولت اور بال

بچوں کو بھی ہانک لایا ہے' پوچھا مالک کہاں ہے بتایا گیا یہ ہے اسے بلایا گیا تو درید نے کہا' جناب! مالک آپ قوم کے رئیس ہیں' یہ ایک جنگ ہے جس کے اثرات آئندہ جنگوں پر مرتب ہوں گے' یہ اونٹوں کی بلبلاہٹ' گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں' بچوں کے رونے اور بکریوں کے ممیانے کی آواز کیوں سن رہا ہوں؟ یہ سن کر مالک نے کہا میں لوگوں کے ساتھ ان کے بیوی بچوں اور مال مویشی کو بھی ہانک لایا ہوں' پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں ہر آدمی کے پیچھے اس کا اہل اور مال لگا دوں تاکہ وہ ان کا دفاع کرے۔

پھر درید نے اس کو چٹکی بجا کر' کہا واللہ! اناڑی اور چرواہے ہو بھلا شکست خوردہ کو کوئی چیز' بھاگنے سے روک سکتی ہے۔ سنو! جنگ میں تمہاری کامیابی ہوئی تو بھی تیغ و سنان سے مسلح شخص ہی تمہارے لئے مفید ہو گا' اگر ناکامی ہوئی تو اہل و مال کے سلسلہ میں مزید رسوا ہو گے۔ درید نے پوچھا' کعب اور کلاب کا کیا حال ہے' بتایا کہ ان میں سے ایک آدمی بھی موجود نہیں۔ یہ سن کر درید نے کہا جرات اور جسارت سے محروم ہوئے اگر آج عزت و وقار کا دن ہوتا تو کعب اور کلاب غیر حاضر نہ ہوتے اور میری خواہش تھی کہ تم بھی وہی کرتے جو کعب اور کلاب نے کیا ہے۔

درید نے پوچھا تم میں سے اور کون لوگ اس میں شریک ہیں؟ بتایا' عمرو بن عامر اور عوف بن عامر' درید نے کہا یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے۔ پھر اس نے کہا مالک! تم نے ھوازن کے خورد و کلاں کو' دشمن کے سامنے لا کر اچھا کام نہیں کیا۔ ان کو محفوظ مقام اور بلند چوٹیوں میں بھیج دو' پھر گھوڑوں کی پشت پر بیٹھ کر بے دینوں کا مقابلہ کرو' اگر کامیابی ہوئی تو پیچھے والے بھی تم سے آملیں گے اگر ناکامی ہوئی تو یہ صرف تمہارے تک محدود رہے گی اور اپنے اہل و مال کو ان کی دستبرد سے بچا لیا ہو گا۔

یہ سن کر مالک نے کہا بخدا! میں ایسا نہ کروں گا تم بوڑھے ہو چکے ہو اور تمہارا فہم و فراست بھی۔ پھر مالک نضری نے کہا واللہ! اے جماعت ھوازن! یا تو تم میری اطاعت کرو گے یا میں تلوار پر ٹیک لگا دوں گا اور وہ میرے جسم کے آرپار ہو جائے گی۔ (مالک نے اس جنگ میں درید کے نام اور کام کو پسند نہ کیا) یہ سن کر سب نے کہا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں تو درید نے کہا یہ ایسی جنگ ہے کہ نہ اس میں میں شریک ہوں اور نہ غیر حاضر۔

یالیتنی فیها جذع أخب فیها وأضع
أقود وطفاء الزمع کأنها شاة صدع

(کاش! میں اس وقت نوجوان ہوتا دوڑتا اور بھاگتا' پاؤں کے لمبے ریشے والے گھوڑے کو چلاتا گویا وہ میانہ قد پہاڑی بکرا ہے)

پھر مالک نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم دشمن کو دیکھو' تو اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو اور یکبارگی حملہ آور ہو جاؤ۔

مالک کے جاسوسوں کی بے کسی : ابن اسحاق نے امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے بیان کیا ہے کہ مالک بن عوف نے اپنے کچھ جاسوس روانہ کئے وہ واپس آئے تو ان کے جسم اور جوڑ ٹوٹ پھوٹ چکے تھے اس نے پوچھا' افسوس! تمہیں کیا ہو گیا' انہوں نے کہا ہم نے چٹے گورے لوگ چتکبرے گھوڑوں پر

سوار دیکھے ہیں واللہ! ان کو دیکھتے ہی ہمارے اوسان خطا ہو گئے' واللہ! یہ عبرتناک منظر بھی اس کو اپنے عزم سے نہ باز رکھ سکا۔

ابن ابی حدرد کی جاسوسی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو روانہ کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے درمیان گھس جائیں اور ان میں قیام کر کے پورے حالات کا جائزہ لیں پھر آکر بتائیں چنانچہ ابن ابی حدرد گئے اور ان کے مکمل حالات کا جائزہ لے کر واپس آئے اور رسول اللہ ﷺ کو سارے حالات سے آگاہ کیا۔

مشرک سے ہتھیار مستعار : رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی طرف روانہ ہونے کا عزم کیا تو کسی نے بتایا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہیں اور اسلحہ ہے۔ وہ اس وقت مشرک تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو امیہ! اپنے ہتھیار مستعار دے دو ہم یہ جنگ میں استعمال کریں گے تو صفوان نے کہا' اے محمدؐ! جبراً لیتے ہو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ مستعار ہیں اور ان کی ضمانت ہے کہ ہم ان کو واپس کریں گے تو اس نے کہا اس میں کوئی قباحت نہیں چنانچہ اس نے سو زرہیں مع ان کے لوازمات کے پیش کیں۔ محدثین کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہا کہ وہ خود ہی لا کر دے دے چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ ابن اسحاق نے یہ واقعہ بغیر سند کے بیان کیا ہے اور یونس بن بکیر نے (ابن اسحاق از عاصم بن عمر بن قتادہ از عبدالرحمان بن جابر بن عبداللہ از ابیہ) بیان کیا ہے۔

یہ واقعہ عمرو بن شعیب' زہری' عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم وغیرہ سے مذکور ہے اور اس میں مزید یہ بات ہے کہ ابن ابی حدرد نے واپسی میں رسول اللہ ﷺ کو ہوازن کے صحیح حالات سے آگاہ کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کی بات کو جھٹلا دیا تو ابن ابی حدرد نے کہا' عمرؓ! تو نے مجھے دروغ گو کہا ہے تو کیا ہم نے بسا اوقات سچ کی تکذیب کی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اس کی بات سن نہیں رہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم گمراہ تھے اللہ نے تمہیں ہدایت نصیب کی۔

بعض زرہیں گم ہو گئیں : امام احمد (یزید بن ہارون' شریک بن عبدالعزیز بن رفیع' امیہ بن صفوان بن امیہ) صفوان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں امیہ سے زرہیں مستعار لیں تو اس نے کہا اے محمدؐ! کیا جبراً لے رہے ہو؟ فرمایا نہیں بلکہ عاریتہ ہیں اور ضمانت شدہ ہیں چنانچہ بعض زرہیں گم ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا تاوان دینا چاہا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آج مجھے اسلام میں رغبت اور اشتیاق ہے۔

اس روایت کو ابوداؤد اور نسائی نے یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے نیز امام نسائی نے (اسرائیل از عبدالعزیز بن رفیع از ابن ابی ملیکہ عبدالرحمان بن صفوان بن امیہ) بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے زرہیں مستعار لیں اور امام نسائی نے اس کو (ھیثم از حجاج از عطاء) بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان سے زرہیں اور گھوڑے مستعار لئے۔

امام ابوداؤد (ابوبکر بن ابی شیبہ' جریر' عبدالعزیز بن رفیع) آل عبداللہ بن صفوان سے بیان کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صفوان! کیا آپ کے پاس کچھ اسلحہ ہے۔ اس نے پوچھا بطور عاریہ یا جبراً تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبراً نہیں بلکہ بطور عاریہ ہیں چنانچہ اس نے تیس سے چالیس کے درمیان زرہیں دیں اور آپ نے حنین میں جنگ کی۔ جب مشرکوں کو ہزیمت ہوئی اور زرہیں اکٹھی کی گئیں تو کچھ زرہیں نہ ملیں تو رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو کہا' تمہاری کچھ زرہیں ضائع ہو گئی ہیں' ہم ان کا تاوان ادا کریں؟ تو اس نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آج میرے دل میں وہ جذبہ ہے جو اس وقت نہ تھا۔ (یہ بھی مرسل ہے)

۱۲ ہزار فوج : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے تو دس ہزار کے علاوہ آپ کے ہمراہ دو ہزار مکی لوگ بھی تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب کی اور یہ فوج ۱۲ ہزار پر مشتمل تھی۔ بقول ابن کثیر! عروہ' زہری اور موسیٰ بن عقبہ کے مطابق مدنی اور مکی دونوں لشکروں کی تعداد ۱۴ ہزار تھی کیونکہ ان کے مطابق مدینہ سے ۱۲ ہزار فوج آئی تھی۔

عتاب رضی اللہ عنہ امیر مکہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ۵ ماہ شوال ۸ھ میں مکہ سے روانہ ہوئے اور عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس اموی کو مکہ کا امیر نامزد کیا (بقول ابن کثیر) اس کی عمر اس وقت بیس سال کے قریب تھی اور خود ہوازن سے جنگ کیلئے روانہ ہوئے۔

ابن اسحاق نے عباس بن مرداس سلمی کا قصیدہ ذکر کیا ہے اس میں ہے۔

سمّع هوازن أعلاها وأسفلها منّي رسالة نصح فيه تبيان
إنّي أظن رسول الله صابحكم جيشاً له في فضاء الارض أركان
فيهم سليم أخوكم غير تاركِكم والمسلمون عباد الله غسان
وفي عضادته اليمنى بنو أسد والاجربان بنو عبس وذبيان
كاد ترجف منه الأرض رهبته وفي مقدمه أوس وعثمـ ...

(تو ہوازن کے اعلیٰ اور اسفل قبیلہ کو میری طرف خیر خواہی کا پیغام پہنچا دے اس میں خوب وضاحت ہے۔ میرا غالب گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم پر صبح کو ایسا بڑا لشکر لائیں گے کہ وسیع زمین میں اس کے افراد پھیلے ہوئے ہیں۔ لشکر میں تمہارے بھائی بنو سلیم ہیں جو تم کو سلامت چھوڑنے والے نہیں اور اللہ کے بندے مسلمان غسان بادشاہ معلوم ہوتے ہیں۔ اس کے میمنہ میں بنی اسد ہیں اور اجربان بنی عبس اور ذبیان۔ قریب ہے کہ اس کے خوف سے زمین پر لرزہ طاری ہو جائے اور ان کے مقدمتہ الجیش ہیں اوس اور عثمان مزینہ کے دونوں قبیلے)

ذات انواط : ابن اسحاق نے (زہری سے سنان بن ابی سنان دیلی کی معرفت ابوواقد لیثی سے) بیان کیا ہے کہ حارث بن مالک نے بتایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم تازہ اور نو بنو مسلمان ہوئے تھے اور ہم لوگ راستہ میں تھے کہ بیر کا ایک بہت بڑا سرسبز درخت نظر آیا' ہم راستہ کے مختلف گوشوں سے پکار اٹھے یارسول اللہ ﷺ! ہمارے لئے بھی ذات انواط کا میلہ مقرر کر دیجئے جیسا کہ ان کفار کا ہے --- قریش اور عرب کے دیگر کفار کا ایک "ذات انواط" نامی بہت بڑا شاداب درخت تھا وہ اس پر سالانہ ایک روزہ میلہ لگاتے تھے اس پر اسلحہ لٹکاتے اور اس کے پاس جانور ذبح کرتے تھے ---

تو آپ نے فرمایا اللہ اکبر! بخدا والذی نفسی بیدہ! تم نے ویسی بات کہی جیسی موسیٰ کی قوم نے کہی تھی کہ ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دیجئے جیسے ان کے معبود ہیں۔ فرمایا تم جاہل قوم ہو' یہ دوسروں کی ریس کے طور طریقے ہیں تم بھی پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلنے لگو گے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے (سعید بن عبدالرحمان مخزومی از سفیان) اور امام نسائی نے (محمد بن رافع از عبدالرزاق از معمر) اور ان دونوں (سفیان اور معمر) نے زہری سے بیان کیا ہے جیسا کہ ابن اسحاق نے زہری سے نقل کیا ہے اور بقول ترمذی یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں (کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف از ابیہ از جدہ) مرفوع بیان کیا ہے۔

غنیمت کا مژدہ : امام ابوداؤد (ابو توبہ' معاویہ بن سلام' زید بن سلام' ابوسلام' سلولی) سہل بن حنظلیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں دیر تک چلتے رہے کہ زوال شروع ہو گیا۔ نماز ظہر کا وقت آگیا تو ایک اس پر سوار آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بنی ہوازن سب کے سب بال بچوں اونٹوں اور بکریوں سمیت حنین تک پھیلے ہوئے ہیں۔ تو آپ نے مسکرا کر فرمایا' ان شاء اللہ' کل یہ سب کچھ مسلمانوں کا مال غنیمت ہو گا' پھر آپ نے پوچھا آج رات ہمارا حارس اور دربان کون ہو گا' تو انس بن ابی مرثد غنوی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔

انسؓ غنوی کا رتبہ : چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا اس گھاٹی کی طرف روانہ ہو جا اور اس پر چڑھ جا صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھ کر پوچھا کیا تم نے اپنے دربان کو دیکھا ہے عرض کیا جی نہیں۔ پھر تکبیر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور شعب کی طرف التفات تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا مبارک ہو! تمہارا حارس اور دربان آرہا ہے آپ درختوں کے درمیان میں شعب میں دیکھ رہے تھے کہ وہ آکر رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا اس نے بیان کیا کہ میں روانہ ہو کر اس شعب پر چلا گیا جہاں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا جب صبح ہوئی تو میں نے شعب کے دونوں طرف دیکھا مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو رات کو اپنی سواری سے نیچے اترا تھا؟ اس نے عرض کیا ماسوائے نماز اور رفع حاجت کے میں سواری سے نیچے نہیں اترا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے جنت کو حاصل کر لیا بعد ازیں کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی قباحت نہیں۔

اس روایت کو امام نسائی نے (محمد بن یحییٰ از محمد بن کثیر حرانی از ابو توبہ ربیع بن نافع) بیان کیا ہے۔

آغاز جنگ میں اہل اسلام کا فرار پھر بہتر انجام : یونس بن بکیر وغیرہ' (ابن اسحاق' عاصم بن عمر بن قتادہ' عبدالرحمان بن جابر بن عبداللہ) جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ سپہ سالار مالک بن عوف نضری اپنے لشکر کو لے کر حنین میں خیمہ زن ہوا اور رسول اللہ ﷺ سے قبل وہ یہاں پہنچ گیا وادی کے دشوار گزار تنگ مقامات اور خفیہ دروں میں اس نے اپنے لشکر کو مستعد کر کے بٹھا دیا۔ رسول اللہ ﷺ اور اسلامی

لشکر صبح کے اندھیرے میں ہی وادی کے اندر ان کے پاس اترا' اترتے ہی سامنے سے دشمن کا لشکر آیا اور اس نے فوراً حملہ کر دیا۔ لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے' وہ ہزیمت کھا کر ایسے بھاگ رہے تھے کہ کسی کو دوسرے سے کوئی سروکار نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا اعلان : رسول اللہ ﷺ دائیں طرف ہو کر پکار رہے تھے' اے لوگو! کہاں دوڑے جا رہے ہو' میری طرف آؤ میں ہوں اللہ کا رسول' میں ہوں اللہ کا رسول میں ہوں محمد بن عبداللہ' عظیم المیہ ہے' ایسی بھگدڑ تھی کہ اونٹوں پر اونٹ چڑھ رہے تھے۔

ثابت قدم لوگ : رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو آپ کے ہمراہ اہل بیت میں سے چیدہ چیدہ لوگ تھے۔ علیؓ بن ابی طالب' ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب' ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب' فضل بن عباس' فضیل بن عباس' ایمن بن ام ایمن' اسامہ بن زید' قثم بن عباس۔ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آپ کے ہمراہ تھے اور حضرت عباسؓ آپ کے سفید خچر کی (جس پر آپ سوار تھے) اس قدر زور سے لگام تھامے ہوئے تھے کہ اس کا منہ کھول دیا تھا۔

حضرت علیؓ اور ایک انصاری کا کارنامہ : ایک ہوازنی' سرخ شتر پر سوار تھا' ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو لمبے نیزے کی نوک پر بندھا ہوا تھا' وہ اپنے قبیلے کے پیش پیش تھا جب کوئی اس کی زد میں آتا تو اس کو نیزہ مارتا ورنہ وہ اپنا جھنڈا اوپر کو اٹھائے رکھتا اور وہ لوگ اس کے پیچھے چلے آتے۔

وہ ہوازنی قوم کی اسی طرح قیادت کر رہا تھا کہ حضرت علیؓ اور ایک انصاری اس کی طرف لپکے' حضرت علی نے اس کے شتر کی کونچیں کاٹ دیں وہ پیچھے کو سرکا اور انصاری نے بڑھ کر اس کے پاؤں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ آدھی پنڈلی کٹ گئی اور وہ دھڑام سے نیچے آرہا' اور لوگوں میں جنگ شروع ہو گئی' واللہ! شکست خوردہ لوگ ابھی واپس نہ آئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں۔ اس روایت کو امام احمد نے یعقوب بن ابراہیم زہری کے والد کی معرفت محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے۔

ابوسفیان : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس یوم ہوازن میں ثابت قدم رہے تھے۔ وہ مسلمان ہونے کے بعد اسلام پر مضبوط اور پختہ تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی زین کا پچھلا حصہ پکڑا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا یارسول اللہ! ابن امک' آپ کی دادی کا بیٹا۔

غبار خاطر : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو سرکش لوگوں نے اپنی دلی عداوت اور کینے کا اظہار کیا چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے (جو نئے نئے مسلمان تھے اور اس روز قسمت آزمائی کے تیر بھی اس کے ساتھ تھے) کہا یہ شکست خوردہ لوگ سمندر سے ادھر نہ رکیں گے۔ کلدہ بن حنبل' صفوان بن امیہ کے اخیافی بھائی نے (جو صفوان کے ساتھ تھے اور صفوان مدت مہلت میں ابھی تک مشرک تھے) چلا کر کہا آج جادو کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ تو صفوان نے کہا چپ خدا تیرے دانت توڑے' واللہ! مجھے قریش کی حکومت ہوازن کی کسی آدمی کی حکومت سے محبوب تر ہے

ابو طلحہ' ابو قتادہ اور ام سلیم کے واقعات : امام احمد (عفان بن سلم' حماد بن سلمہ' اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہوازن جنگ حنین میں اپنے بال بچے' اونٹ بکریاں سب مال و متاع ساتھ لائے اور ان کو صف بستہ کر دیا رسول اللہ ﷺ پر کثرت کا رعب جمانے کے لئے' جب جنگ میں آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ دکھا کر بھاگ دوڑے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ثم ولیتم مدبرین** (۹/۲۵) اور رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر آپ نے فرمایا اے معشر انصار! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں بالآخر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست سے دوچار کر دیا اور نبی علیہ السلام نے خود تیغ و تفنگ سے کام نہیں لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس روز فرمایا جو شخص کافر کو قتل کرے گا اس کے لئے اس کا سامان حرب ہے۔ چنانچہ ابو طلحہ نے اس روز بیس کافر قتل کئے اور ان کے سامان حرب حاصل کئے۔ ابو قتادہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ایک کافر کے کندھے پر وار کیا تھا زرہ پوش تھا' میں اس کا سر قلم نہ کر سکا' معلوم کیجئے وہ زرہ کس نے اٹھائی ہے تو ایک آدمی نے اٹھ کر کہا وہ میں نے پکڑ لی تھی۔ آپ اس کو کچھ دے کر راضی کر دیں ---- رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا جب آپ سے کسی چیز کا سوال کیا جاتا تو آپ عطا فرما دیتے یا خاموش رہتے چنانچہ آپ خاموش رہے ---- تو حضرت عمرؓ نے کہا واللہ! اللہ کے شیر کو محروم کر کے تجھے کیونکر دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرؓ نے درست کیا ہے۔ نوٹ' اس قول کی نسبت عمر کی طرف مستبعد اور عجیب معلوم ہوتی ہے' مشہور یہ ہے کہ یہ مقولہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔

حضرت ابو طلحہؓ' ام سلیمؓ کے پاس آئے اور اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا اگر کوئی مشرک میرے قریب آیا تو اس کے پیٹ میں گھونپ دوں گی۔ حضرت ابو طلحہ نے اس کا یہ مقولہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپؐ مسکرائے۔ ام سلیمؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان ہوازن کے بعد' ان طلقاء (جو فتح مکہ کے روز غلام بنائے بغیر چھوڑ دیئے گئے تھے) کو قتل کر دیں جو ہزیمت کا باعث بنے ہیں تو آپ نے فرمایا اے ام سلیم! اللہ تعالیٰ نے کفایت کر دی ہے۔ اور احسان فرمایا ہے۔

ام سلیم کا خنجر والا واقعہ امام مسلم نے بیان کیا ہے اور امام ابوداؤد نے "**من قتل قتیلا فله سلبه**" والا حصہ بیان کیا ہے اور یہ دونوں حماد بن سلمہ سے مروی ہیں۔

حضرت انسؓ سے سوالات : امام احمد (عبدالصمد بن عبدالوارث' ابوہ) نافع ابو غالب سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالکؓ سے علاء بن زیاد عدوی نے پوچھا جناب ابو حمزہ! رسول اللہ ﷺ کس عمر میں مبعوث ہوئے بتایا چالیس سال کی عمر میں پوچھا بعد ازاں کیا ہوا؟ بتایا کہ مکہ میں دس سال قیام رہا اور مدینہ میں بھی دس سال' پھر آپ کی وفات ساٹھ سال کی عمر میں ہوئی' پوچھا آپ کی اس وقت صحت اور حالت کیسی تھی' بتایا نوجوانوں کی طرح' حسین و جمیل اور صحت مند' پھر پوچھا جناب ابو حمزہ! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جنگ میں شامل ہوئے بتایا ہاں! میں غزوہ حنین میں آپ کے ہمراہ تھا۔ سب مشرک اکٹھے ہو کر نکلے' اچانک حملہ آور ہوئے' یہاں تک کہ ہم ان کے نرغے میں آگئے اور ایک مشرک ہم پر تابڑ توڑ حملے کر رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ یہ صورت حال دیکھ کر سواری سے اتر آئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔

ایک صحابی نے منت مانی تھی اگر اس تابڑ توڑ حملہ کرنے والے مشرک کو اسیر بنا کر لایا گیا تو میں اس کا سر قلم کر دوں گا' رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش رہے۔ جب اس مشرک کو قیدی بنا کر لایا گیا تو اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ کی طرف رجوع کرتا ہوں (اور مسلمان ہوتا ہوں) نبی علیہ السلام یہ سن کر رک گئے کہ وہ صحابی اپنی نذر پوری کر لے اور وہ صحابی رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے لگا کہ آپ مجھے قتل کا حکم فرمائیں اور وہ رسول اللہ ﷺ سے ہیبت زدہ بھی تھا' چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے محسوس کیا کہ وہ کچھ نہیں کر رہا تو آپ نے اس مشرک کی بیعت لے لی۔ پھر اس صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! "میری نذر؟" تو آپ نے فرمایا میں تیری نذر کے ایفاء کی وجہ سے رکا رہا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے اشارہ کیوں نہ فرما دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی نبی کو سزاوار نہیں کہ وہ مخفی اشارہ کرے' (تفرد بہ احمد)

دعا : امام احمد (یزید' حمید طویل) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں دعا فرمائی یااللہ! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد کرہ ارض میں تیری عبادت نہ ہو تو ------

اس حدیث کی سند ثلاثی ہے اور شرط شیخین کی حامل ہے اور اس سند سے کسی محدث نے اسکو بیان نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ کی شجاعت : امام بخاری (محمد بن بشار' منذر' شعبہ) ابواسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ براء بن عازب سے کسی قیسی نے پوچھا کیا غزوہ حنین میں تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے تو اس نے بتایا لیکن رسول اللہ ﷺ ثابت قدم رہے۔ ہوازن بلا کے تیرانداز تھے جب ہم ان پر حملہ آور ہوتے تو وہ تتر بتر ہو گئے' ہم مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کر دی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سفید خچر پر سوار دیکھا۔ ابوسفیانؓ لگام تھامے ہوئے تھا اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے' **انا النبی لا کذب** میں سچا نبی ہوں جھوٹا نہیں۔ اس روایت کو امام بخاری نے ابوالولید از شعبہ بھی نقل کیا ہے اور اس میں ہے **انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب**

امام بخاری کا بیان ہے کہ اسرائیل اور زہیر نے ابواسحاق از براءؓ بیان کیا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ خچر سے نیچے اترے" اس روایت کو نسائی نے بغداد سے اور امام مسلم نے بندار اور ابوموسیٰ سے اور یہ دونوں غندر سے بیان کرتے ہیں۔ امام مسلم نے (زکریا بن ابی زائدہ از ابواسحاق از براء بن عازب) نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اتر کر اللہ تعالیٰ سے نصرت کی دعا مانگی اور آپؐ فرما رہے تھے **انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اللّٰھم انزل نصرک**" میں سچا نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں' عبدالمطلب کا بیٹا ہوں' یااللہ! اپنی مدد نازل فرما۔ حضرت براءؓ کا بیان ہے کہ جب لڑائی تیز ہوتی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی آڑ لیتے' شجاع اور دلیر وہ ہوتا جو آپ کے شانہ بشانہ لڑتا۔

میں عاتکہ نامی خواتین کا فرزند ہوں : بیہقی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ ہوازن میں فرمایا "میں ہوں عواتک کا فرزند" اور طبرانی نے اپنی سند سے (ابن عاصم سلمیؓ) سے نقل کیا ہے کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "انا ابن العواتک" (عاتکہ بنت ہلال والدہ عبد مناف' عاتکہ بنت مرہ والدہ ہاشم' عاتکہ بنت اوقص والدہ وھب والد آمنہ) (ندوی)

ابو قتادہ نے زرہ کے عوض باغ خریدا : امام بخاری (عبداللہ بن یوسف' مالک' یحییٰ بن سعید' عمرو بن کثیر بن افلح' ابو محمد مولی ابو قتادہ) حضرت ابو قتادہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' جب آمنا سامنا ہوا تو مسلمانوں کو کچھ شکست ہوئی میں نے ایک مشرک کو دیکھا وہ ایک مسلمان کے تعاقب میں ہے میں نے پیچھے سے اس کے کندھے پر تلوار کا وار کر کے زرہ کاٹ دی' وہ میری طرف پلٹا اور مجھے اس قدر دبوچا کہ جیسے مجھے موت یاد آگئی پھر دفعتہ" اس کی روح پرواز ہو گئی اور اس نے مجھے چھوڑ دیا بعد ازاں' میری عمرؓ سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا "اللہ کا حکم" اور جن لوگوں کے پاؤں اکھڑے تھے وہ واپس پلٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور فرمایا جو شخص کسی کافر کو قتل کرے گا اس کا "سلب اور سامان حرب اس کو ملے گا۔

یہ حدیث سن کر میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا' میرے قتیل کی کون گواہی دیتا ہے؟ یہ اعلان کر کے میں بیٹھ گیا' رسول اللہ ﷺ نے مذکور بالا اعلان کا پھر اعادہ فرمایا تو میں نے پھر کھڑے ہو کر وہی بات دہرائی اور بیٹھ گیا بالآخر رسول اللہ ﷺ نے تیسری بار یہ اعلان دہرایا اور حسب سابق میں نے اٹھ کر عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ابو قتادہ کیا بات ہے؟ تو میں نے سارا قصہ آپ کے گوش گزار کر دیا تو ایک آدمی نے سن کر کہا وہ درست کہہ رہے ہیں' وہ "سلب" میرے پاس ہے آپ اس کو میری طرف سے راضی فرما دیجئے تو حضرت ابو بکرؓ نے کہا' واہ! واہ! بخدا! تو اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کا جو اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتا' حق دباتا ہے اور شرماتا نہیں' کیا اس کا حق تجھے دے دیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ابو بکر نے درست کہا ہے' یہ سلب ابو قتادہ کو دے دے۔ چنانچہ اس نے وہ سامان حرب مجھے دے دیا میں نے اس کے عوض بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا اور یہ پہلا باغ تھا جو میں نے اسلامی دور میں خریدا۔ اس روایت کو بجز امام نسائی سب اصحاب سنن نے یحییٰ بن سعید سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابو قتادہؓ کی شجاعت : امام بخاری (لیث بن سعد' یحییٰ بن سعید' عمرو بن کثیر بن افلح' ابو محمد مولی ابو قتادہ) حضرت ابو قتادہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں' میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان' مشرک سے لڑ رہا ہے اور پیچھے سے ایک اور مشرک مسلمان کو دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے' میں اس دھوکے باز کی طرف لپکا' اس نے مجھے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا میں نے وار کر کے اس کا ہاتھ کاٹ دیا پھر اس نے مجھ کو ایسا بھینچا کہ میں ڈر گیا اب موت آئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور جسد بے روح ہو گیا تو میں نے اس کو دھکیلا اور قتل کر دیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ نکلا' لوگوں میں حضرت عمرؓ کو دیکھ کر پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا اللہ کا حکم' پھر یکایک لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف پلٹ آئے اور رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مقتول پر یہ دلیل پیش کر دے کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے وہ اس کے سلب اور سامان حرب کا حقدار ہے۔ میں اپنے مقتول کے بارے گواہ کی تلاش کے لئے کھڑا ہوا' میں نے دیکھا کہ کوئی بھی میری گواہی نہ دے گا چنانچہ میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا میں نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا' مجلس میں سے ایک آدمی نے کہا' اس مقتول کا سامان حرب میرے پاس ہے آپ اس کو میری طرف راضی فرما دیجئے' تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا ہرگز نہیں' کہ آپ قریش کے ایک بجو کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو نظرانداز کر دیں جو اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتا ہے' بالآخر رسول اللہ ﷺ نے وہ سلب مجھے دلوا دیا میں نے اس کے عوض ایک باغ خریدا اور اسلامی دور میں یہ پہلا باغ تھا جو میں نے خریدا۔

اس روایت کو امام بخاری نے متعدد مقامات پر درج کیا ہے نیز امام بخاری اور مسلم نے اس کو قتیبہ از لیث بیان کیا ہے۔ قبل ازیں نافع ابی غالب از انسؓ کی روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ ابو قتادہؓ کی تائید حضرت عمرؓ نے کی۔ شاید حضرت عمرؓ نے' حضرت ابوبکر صدیقؓ کی متابعت اور موافقت میں یہ بات کہی ہو' یا راوی کو التباس اور اشتباہ پیدا ہو گیا ہو' واللہ اعلم۔

حمی الوطیس : امام بیہقی (حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' محمد بن اسحاق' عاصم بن عمر' عبدالرحمان بن جابر) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کے میدان سے' لوگوں کے پاؤں اکھڑتے دیکھ کر فرمایا' اے عباس! یہ اعلان کرو! اے اصحاب انصار! اے اصحاب بیعت رضوان! یہ آواز سنتے ہی لوگ لبیک لبیک کہتے ہوئے دوڑے آئے' اگر کوئی اپنا اونٹ نہ موڑ سکتا تو وہ اپنی زرہ اس کی گردن پر پھینک دیتا ہاتھ میں تلوار اور ڈھال لے کر کود پڑتا اور آواز کی طرف دوڑتا اسی طرح آپ کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے' لوگ بالمقابل آئے اور لڑائی کا آغاز ہو گیا۔

سب سے پہلے مطلق انصار کو پکارا' پھر بالخصوص خزرج کو پکارا وہ لوگ لڑائی میں نہایت پامردی اور استقلال کا مظاہرہ کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے زین کی رکابوں میں کھڑے ہوئے اور میدان کارزار کی طرف دیکھ کر فرمایا **الآن حمی الوطیس** اب لڑائی کا میدان خوب گرم ہے۔ واللہ! بھاگے ہوئے لوگ ابھی واپس آ رہے تھے کہ آپ کے پاس مشکیں کسے ہوئے قیدی موجود تھے بعض ان میں سے قتل ہو گئے اور بعض شکست کھا کر بھاگ نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مال و دولت اور اہل و عیال کو مال غنیمت بنا دیا۔ ابن لہیعہ نے یہ ابوالاسود کی معرفت عروہ سے نقل کیا ہے۔ مغازی میں موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ سے مطمئن اور مسرور ہونے کے بعد ہوازن کی طرف روانہ ہوئے۔

مکی لوگوں کی روانگی : رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ کے پیدل اور سوار سب لوگ تھے حتیٰ کہ مشرک عورتیں تماش بین اور غنیمت کی امیدوار بھی ساتھ تھیں۔ بایں ہمہ' یہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور اسلامی لشکر کی شکست کو دوبھر اور ناگوار نہ سمجھتے تھے' ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ جس کی بیوی مسلمان تھی' بھی ہمراہ تھے۔ اس جنگ میں ہوازن کا رئیس مالک بن عوف نضری تھا۔ اس کے ہمراہ درید بن صمہ بھی تھا جو بڑھاپے کی وجہ سے لرزہ براندام تھا عورتیں بچے اور مال مویشی بھی سب ساتھ تھے۔

جاسوس : رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو جاسوسی کے لئے روانہ کیا' اس نے وہاں ان کے اندر رات بسر کی اور مالک بن عوف نصری کا خصوصی پیغام سنا کہ صبح سویرے ہی تم ان پر یکبارگی شخص واحد کی طرح حملہ کر دو اور تلواروں کے نیام توڑ دو' اپنے مویشیوں کو ایک قطار میں کھڑا کر دو اور ایک قطار میں بال بچوں کو۔

آغاز جنگ : ابوسفیان' صفوان اور حکیم بن حزام مسلمانوں سے الگ بیٹھے اس بات کے منتظر تھے کہ کس کی فتح ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے اور مسلمان صف بستہ تھے' جب دونوں فریق مقابل آئے تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور بشرط صبر ان کو فتح کا مژدہ سنایا۔ مسلمان اسی طرح صف بستہ تھے کہ مشرکوں نے اچانک مرد واحد کی طرح یکبارگی حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

باقی ماندہ لوگ : بقول حارثہ بن نعمان' مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ میرے اندازے کے مطابق سو آدمی تھے۔

صفوان کا قول : ایک قریشی نے صفوان بن امیہ کو اسلامی لشکر کی ہزیمت کا مژدہ سنا کر کہا واللہ! وہ کبھی اس سے جان بر نہیں ہو سکیں گے تو صفوان نے ناراض ہو کر کہا' تو مجھے اعرابیوں کی فتح کی خوشخبری سناتا ہے واللہ! مجھے قریشی حکمران اعرابی حکمران سے عزیز ہے۔ صفوان نے اپنا غلام بھیجا' پتا کرے کہ کس کے شعار کا آواز اونچا ہے۔ اس نے آکر بتایا کہ لوگ یابنی عبدالرحمان یابنی عبداللہ' یابنی عبیداللہ پکار رہے ہیں تو وہ سمجھ گیا کہ اسلامی لشکر غالب ہے کہ یہ مذکور بالا مسلمانوں کا شعار تھا۔

جنگ تیز : جب جنگ تیز ہوئی تو رسول اللہ ﷺ خچر پر سوار رکابوں پر پاؤں رکھ کر کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی یااللہ! میں وعدۂ موعود کا واسطہ دیتا ہوں یااللہ! ان کا غلبہ لائق نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو آواز دی' اے حدیبیہ میں بیعت کرنے والو! اللہ سے ڈرو' تمہارے نبی پر حملہ ہے اور آپ نے ان کو جنگ پر آمادہ کیا۔ اے! اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو! اے بنی خزرج' اے سورہ بقرہ کے پیروکارو! اور دیگر لوگوں کو بھی اس اعلان کرنے کا حکم دیا۔

آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر مشرکوں کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا' ان کے چہرے بدشکل ہو گئے۔ جس طرف بھی کنکریاں پہنچیں اللہ نے ان کو پسپا کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے تہ تیغ کر دیا اور مال غنیمت جمع کر لیا۔ جو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے وہ بھی پلٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آلان حمی الوطیس اب لڑائی کا میدان گرم ہے۔ مالک بن عوف اور دیگر اشراف نے بھاگ کر طائف میں پناہ لی' ہوازن پر فتح اور اسلامی غلبہ سے متاثر ہو کر اکثر اہل مکہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس روایت کو بیہقی نے بیان کیا ہے۔

حضرت عباس کی منظر کشی : ابن وہب (یونس' زہری) کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے بیان کرتے

ہیں کہ حضرت عباس نے بتایا میں غزوہ حنین میں موجود تھا' میں اور ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوئے رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ جب فریقین مقابل آئے تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ تن تنہا ہی اپنے خچر کو کفار کی طرف ایڑ لگا رہے تھے۔ حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ میں خچر کے لگام کو پکڑے ہوئے تھا کہ وہ تیز گام نہ ہو اور ابوسفیان رکاب تھامے ہوئے تھے' رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کو کہا' بیعت رضوان والوں کو پکارو! واللہ! وہ میری آواز سنتے ہی لبیک لبیک پکارتے ہوئے اس طرح پلٹے جس طرح گائیں اپنے بچوں پر اور فریقین میں لڑائی ہوئی۔ پہلے مطلق انصار کو پکارا' اے معشر انصار! پھر بنی حارث بنی خزرج کو خصوصی طور پر پکارا اے بنی حارث بن خزرج! رسول اللہ ﷺ نے میدان کارزار کی طرف بلند ہو کر فرمایا! لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے' پھر آپ نے ہاتھ میں کنکریاں لے کر کفار کے سامنے پھینک کر بتایا۔ رب محمدؐ کی قسم! وہ شکست کھا گئے۔

حضرت عباس کا بیان ہے میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی خوب تیز اور اپنے شباب پر ہے۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں پھینکیں تو میں برابر دیکھتا رہا کہ ان کی دھار کند ہو رہی ہے اور تیزی مدھم پڑ رہی ہے اور پسپائی ہو رہی ہے۔ اس روایت کو امام مسلم نے (ابو طاہر از ابن وھب) اسی طرح بیان کیا ہے۔ نیز امام مسلم نے (محمد بن رافع از عبدالرزاق از معمر) از زہری اسی طرح نقل کیا ہے۔

حضرت سلمہؓ کی صاف گوئی : امام مسلم نے (عکرمہ بن عمار سے ایاس بن سلمہ بن اکوع) کی معرفت حضرت سلمہ بن اکوع سے بیان کیا ہے کہ غزوہ حنین میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب دشمن کا سامنا ہوا تو میں آگے بڑھ کر ایک چوٹی پر چڑھ گیا' میرے سامنے ایک مشرک آیا میں نے اس کو تیر مارا اور وہ چھپ گیا پھر معلوم نہیں ہوا وہ کدھر گیا' پھر میں نے دیکھا بہت سے لوگ دوسری چوٹی سے نمودار ہو رہے ہیں' ان کی اور صحابہ کی باہمی جنگ ہوئی۔ صحابہؓ بھاگ کھڑے ہوئے اور میں بھی شکست کھا کر بھاگ رہا تھا' میں ایک چادر کا تہ بند باندھے ہوئے اور دوسری کو اوڑھے ہوئے تھا میرا تہ بند کھل گیا تو میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کر لیا اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اسی ناگفتہ بہ حال میں گزرا (آپ سفید خچر پر سوار تھے) تو آپ نے فرمایا ابن اکوع پریشان اور گھبرایا ہوا ہے جب کفار نے رسول اللہ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ نے خچر سے اتر کر زمین سے ایک مٹھی خاک اٹھائی اور ان کے منہ پر ماری اور فرمایا منہ بگڑ گئے' چنانچہ ان میں کوئی آدمی ایسا نہ رہا جس کی آنکھ میں اس مٹھی سے خاک نہ بھر گئی ہو۔ بالآخر اللہ نے ان کو شکست دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مال و دولت کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت ابوعبدالرحمان فہری کا بیان : اپنی مسند میں ابوداؤد طیالسی (حماد بن سلمہ' یعلی بن عطا' عبداللہ بن یسار) ابوعبدالرحمان فہریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' شدید گرمی کے روز ہم لوگ سفر کے دوران کیکروں کے سایہ تلے اترے جب زوال ہوا تو میں زرہ پہنے گھوڑے پر سوار ہو کر' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا آپ اپنے خیمہ میں تھے میں نے سلام عرض کر

کے پوچھا یارسول اللہ ﷺ روانگی کا وقت ہو چکا ہے! تو آپ نے ہاں میں جواب دیا پھر آپ نے فرمایا اے بلال! یہ سن کر وہ سایہ کے نیچے سے اٹھا گویا اس کا سایہ پرندے ایسا ہے اور اس نے عرض کیا میں قربان ہوں' لبیک و سعدیک آپ نے فرمایا گھوڑے پر زین ڈالو' وہ زین ڈال کر لایا تو آپ گھوڑے پر سوار ہوئے ہم دن بھر چلتے رہے اور دشمن کے قریب آئے فریقین بالمقابل ہوئے اور جنگ برپا ہوئی تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے ثم ولیتم مدبرین (۹/۲۵) اور رسول اللہ ﷺ ان کو پکارنے لگے اے اللہ کے بندو (ادھر آؤ) میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے رسول اللہ ﷺ کے ایک قریب ترین آدمی کا بیان ہے کہ آپ نے خاک کی مٹھی اٹھائی اور دشمن کے منہ پر ماری اور کہا "شاھت الوجوہ" چہرے بگڑ گئے۔

یعلی بن عطاء کا بیان ہے کہ بچوں نے اپنے آباء سے بتایا ہے کہ دشمن کی آنکھیں اور منہ اس خاک سے بھر گیا اور آسمان سے ایک آواز سنی جیسا کہ آہنی طشتری میں لوہا گر رہا ہو' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی اس روایت کو امام ابوداؤد سجستانی نے سنن میں (موسیٰ بن اسماعیل از حماد بن سلمہ) اسی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا بیان : امام احمد (عفان' عبدالواحد بن زیاد' حارث بن حصین' قاسم بن عبدالرحمان بن عبداللہ بن مسعود' عبدالرحمان) حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور صرف آپ کے پاس اسی (۸۰) مہاجر اور انصاری باقی رہ گئے اور ہم لوگ صرف اسی (۸۰) قدم آپؐ سے پیچھے ہٹے' پشت دے کے بھاگے نہیں --- یہ بھی وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا اطمینان و سکون اتارا --- رسول اللہ ﷺ خچر پر سوار تھے' آگے بڑھ رہے تھے خچر ایک طرف جھکا تو آپ زین سے سرکے میں نے کہا ذرا اوپر ہو جائیے اللہ آپ کو بلند فرمائے پھر آپ نے فرمایا' مجھے خاک کی مٹھی اٹھا کر دو' چنانچہ آپ نے وہ خاک ان کے منہ پر دے ماری ان کی آنکھیں خاک سے بھر گئیں۔ آپ نے پوچھا مہاجر اور انصار کہاں ہیں؟ عرض کیا وہ یہ ہیں' فرمایا ان کو آواز دو' وہ ہاتھوں میں تلواریں سونتے ہوئے آئے گویا وہ آتشیں شعلہ ہیں پھر مشرک شکست کھا کر بھاگ دوڑے' تفرد بہ احمد۔

۷۰ قتل کئے : امام بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری' ابوقلابہ' ابوعاصم' عبداللہ بن عبدالرحمان طائفی' عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری) عیاض سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن میں بارہ ہزار فوج لے کر آئے' غزوہ حنین میں اہل طائف میں سے غزوہ بدر کے موافق مشرک جہنم رسید کئے اور آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی لے کر منہ پر ماری اور پسپا ہو گئے۔ اس روایت کو امام بخاری نے تاریخ میں بیان کیا ہے اور عیاض کی نسبت بیان نہیں کی۔

کلام کی تاثیر : مسدد (جعفر بن سلیمان' عوف بن عبدالرحمان غلام ام برثن) یکے از مشرکین ہوازن سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کی فوج کا مقابلہ ہوا تو وہ بکری کے دودھ دوھنے کے عرصہ تک بھی ہمارے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے سامنے تلواریں لہراتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ہم نے

ان کو گھیر لیا اچانک ہمارے اور آپ کے درمیان خوبرو لوگ حائل ہو گئے' انہوں نے کہا "شاھت الوجوہ" چہرے بگڑ گئے' تو ہم اس کلام سے شکست کھا گئے' (روایت بیہقی)

حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ : یعقوب بن سفیان (ابوسفیان' ابوسعید عبدالرحمان بن ابراہیم' ولید بن مسلم' محمد بن عبداللہ شعبی) حارث بن بدل نصری' یکے از حاضرین غزوہ حنین اور عمرو بن سفیان ثقفی سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمان غزوہ حنین میں شکست کھا گئے' صرف حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب آپ کے پاس رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر ان کے منہ پر ماری' ثقفی کا بیان ہے کہ ہم لوگ پسپا ہو گئے' میدان کارزار کا ہر شجر' حجر شاہ سوار محسوس ہو رہا تھا جو ہمارے تعاقب میں ہو' میں گھوڑا دوڑا کر طائف کے اندر داخل ہو گیا۔

حضرت زیدؓ : "مغازی" میں یونس بن بکیر نے یوسف بن صہیب بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صرف زید نامی شخص باقی رہ گیا تھا۔

دعاء مستجاب : بیہقی (کدیمی' موسیٰ بن مسعود' سعید بن سائب بن یسار طائفی سائب بن یسار) یزید بن عامر سوائی سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو مشرکوں نے مسلمانوں کا تعاقب کیا اور رسول اللہ ﷺ نے خاک کی مٹھی بھر کر مشرکوں کے منہ پر دے ماری اور فرمایا' پلٹ جاؤ' چہرے بدشکل ہو گئے' چنانچہ ہر شخص دوسرے سے آنکھ میں تنکے کی شکایت کرتا۔

رعب کی کیفیت : حافظ بیہقی نے (بدو سند' ابوحذیفہ' سعید بن سائب بن یسار طائفی' سائب بن یسار) یزید بن عامر سوائی (جو حنین میں مشرکوں کے ہمراہ تھا بعد میں مسلمان ہوا) ہم ان سے اس کی کیفیت کے بارے دریافت کرتے جو اللہ نے حنین میں مشرکوں کے دلوں میں ڈالا تھا چنانچہ وہ ایک کنکر اٹھا کر طشتری میں پھینکتے اور اس سے آواز پیدا ہوتی تو کہتے اس قسم کی آواز ہم اپنے پیٹوں میں محسوس کرتے تھے۔

وہ کافر کو ہی نظر آتے ہیں : بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ اور محمد بن موسیٰ بن فضل' ابوالعباس محمد بن یعقوب' العباس بن محمد بن بکیر حضرمی' ابوایوب بن جابر بن' صدقہ بن سعید' مصعب بن شیبہ) شیبہ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں' میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا' واللہ! میں اسلام اور اس سے رغبت اور دلچسپی کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ تھا بلکہ مجھے قریش پر ہوازن کے تسلط سے نفرت تھی' چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں چتکبرے گھوڑے دیکھ رہا ہوں' آپ نے فرمایا' شیبہ! وہ کافر کو ہی نظر آتے ہیں' پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا کی یااللہ! شیبہ کو ہدایت نصیب کر' پھر دوبارہ ہاتھ مار کر دعا کی "اللّٰھم اھد شیبۃ" پھر تیسری بار ہاتھ مار کر دعا فرمائی یااللہ! شیبہ کو ہدایت دے۔ واللہ! آپ نے تیسری بار ہاتھ مار کر ابھی اٹھایا نہ تھا کہ آپ تمام کائنات سے مجھے محبوب تھے۔

شیبہ کا رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کرنا : بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی' یوسف بن موسیٰ' ہشام بن خالد' ولید بن مسلم' عبداللہ بن مبارک' ابوبکر ہذلی' عکرمہ مولی ابن عباس) شیبہ بن عثمان بن ابی

طلحہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کو غیر محفوظ دیکھا تو میرے دل میں والد اور چچا کے' علی اور حمزہ کے ہاتھوں قتل ہونے کا خیال آیا تو میں نے کہا آج رسول اللہ ﷺ کو قتل کر کے اپنا انتقام لے لوں گا۔ چنانچہ میں نے آپ کے دائیں طرف سے حملہ کا ارادہ کیا تو دیکھا وہاں حضرت عباسؓ کھڑے ہیں چاندی ایسی سفید زرہ میں ملبوس ہیں' ان کے چچا ہیں' بہرحال مدد کریں گے۔ پھر میں آپ کے بائیں طرف آیا تو معلوم ہوا کہ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب موجود ہیں آپ کے ابن عم ہیں کسی صورت امداد سے دستکش نہ ہوں گے۔ پھر میں آپ کے پیچھے سے آیا' میں تلوار سے حملہ کرنے والا ہی تھا کہ میرے اور آپ کے درمیان آتشیں شعلہ بجلی ایسا حائل ہو گیا مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ وہ مجھے خاکستر کر دے گا چنانچہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹ آیا اور رسول اللہ ﷺ نے التفات فرما کر کہا' شیبہ! میرے قریب ہو جاؤ' یااللہ! اس سے شیطانی وسوسہ رفع کر دے' بعد ازاں میں نے آپ کو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو آپ مجھے میرے سمع و بصر' آنکھ اور کان سے بھی زیادہ عزیز تھے اور آپ نے فرمایا اے شیبہ! کفار سے جنگ کرو۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ عبدری کا والد جنگ احد میں قتل ہو چکا تھا' اس نے کہا آج (غزوہ حنین) میں اپنا انتقام لے لوں گا اور محمدؐ کو قتل کر دوں گا چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے گرد و پیش قتل کی نیت سے گھوما پھرا۔ میرے دل پر ہیبت طاری ہو گئی اور میں قتل نہ کر سکا' تو مجھے یقین ہو گیا کہ آپ محفوظ اور مامون ہیں۔

ابن اسحاق نے اپنے والد سے یکے از محدثین کی معرفت حضرت جبیر بن مطعم سے بیان کیا ہے کہ غزوہ حنین میں' میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ لڑائی جاری تھی۔ میں نے سیاہ چادر کی طرح آسمان سے کوئی چیز اترتی دیکھی یہاں تک کہ وہ ہمارے اور کافروں کے درمیان آپڑی دیکھا تو وہ چیونٹیاں ہیں جن سے وادی پر ہو گئی' بعد ازاں فوراً مشرک شکست کھا گئے۔ ہمیں یقین تھا کہ وہ فرشتے تھے۔ اس روایت کو بیہقی نے (حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر) محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے اور خدیج بن عوجاء نصری نے اس کے بارے کہا۔

ولما دنونا من حنين ومائه	رأينا سواداً منكر اللون أخصفا
بملمومة شهباء لو قذفوا بها	شماريخ من عروى اذاً عاد صفصفا
ولو ان قومي طاوعتني سراتهم	اذاً ما لقينا العارض المتكشفا
اذا ما لقينا جند آل محمد	ثمانين ألفاً واستمدوا بخندفا

(جب ہم حنین اور اس کے چشمہ کے قریب ہوئے ہم نے رنگ برنگ جھلک دیکھی۔ اسلحہ سے لیس لشکر میں اگر وہ عروئی کی چوٹیوں سے ٹکرا جائے تب وہ ملیا میٹ ہو جائے۔ اگر میری قوم کے رئیس میری بات مانتے تب ہم ظاہر بادل سے نہ ٹکراتے۔ تب ہم آل محمد کے اسی (۸۰) ہزار لشکر کے مقابل نہ آتے اور انہوں نے خندف قبیلہ سے مدد طلب کی)

رئیس ہوازن کے اشعار : ابن اسحاق نے مالک بن عوف نصری کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو اس

نے میدان جنگ میں کہے۔

أقـدم مجـاج إنـه يـوم نكـر مثلي على مثلك يحمي ويكر
اذا أضيع الصف يوما والدبر ثم احزألت زمر بعد زمر
كتائب يكل فيهن البصر قد أطعن الطعنة تقدى بالسبر
حين يذم المستكن المنحجر وأطعن النجلاء تعوى وتهر

(یا مجاج! پیش رفت ہو اور آگے بڑھ بے شک وہ عجب دن ہے میرے جیسا بہادر تیرے جیسے عمدہ گھوڑے پر حمایت کرتا ہے اور حملہ کرتا ہے۔ جب لڑائی کی صفیں اور مال ضائع کیا جائے پھر یکے بعد دیگرے لشکر بلند ہوں۔ لشکر جن میں نگاہ تھک جائے میں خون ریز نیزہ مارتا ہوں۔ جب کہ ایک گوشہ میں چھپ رہنے والے کی مذمت کی جاتی ہے اور میں وسیع نیزہ مارتا ہوں جس سے خون جوش مار کر نکلتا ہے)

لها من الجوف رشاش منهمر تفهق تارات وحيناً تنفجر
وثعلب العامل فيها منكسر يا زين يا ابن همهم اين تفر
قد أنفذ الضرس وقد طال العمر قد علم البيض الطويلات الخمر
أني في أمثالها غير غمر إذ تخرج الحاضن من تحت الستر

(پیٹ سے اس کی وجہ سے خون کے چھینٹے پڑتے ہیں کبھی اس کا خون رستا ہے اور کبھی بہتا ہے۔ نیزے کی نوک اس میں ٹوٹی ہوئی ہے اے زین اے ابن ھمھم کہاں بھاگتا ہے۔ دانت گر چکے ہیں عمر رسیدہ ہوں' دراز اوڑھنیوں والی سفید فام عورتیں جانتی ہیں۔ کہ میں ان جیسی عورتوں میں ناتجربہ کار نہیں ہوں جب پاکدامن عورت اپنے پردہ میں نکلتی ہے)

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے مالک بن عوف کے وہ اشعار بھی نقل کئے ہیں جو اس نے مسلمان ہونے کے بعد کہے جب اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

اذكر مسيرهم والناس كلهم ومالك فوقه الرايات تختفق
ومالك مالك ما فوقه أحد يوم حنين عليه التاج يأتلق
حتى لقوا الناس حين البأس يقدمهم عليهم البيض والأبدان والدرق
فضاربوا الناس حتى لم يروا أحدا حول النبي وحتى جنه الغسق

(ان کی روانگی لوگوں کے پاس بیان کر جب وہ جمع ہوئے اور مالک کے اوپر جھنڈے لہرا رہے تھے۔ اور مالک (اس سے کوئی بڑا نہ تھا) جنگ حنین میں اس پر تاج چمک رہا تھا۔ لڑائی کے وقت جب لوگوں کے مقابل آئے وہ ان کا قائد تھا وہ خود زرہ اور ڈھال سے لیس تھے۔ انہوں نے لوگوں کو مارا وہ بھاگ گئے حتیٰ کہ انہوں نے کسی کو نہ دیکھا نبی کے آس پاس اور ان پر تاریکی چھا گئی)

حتى تنزل جبريل بنصرهم فالقوم منهزم منا ومعتلق
منا ولو غير جبريل يقاتلنا لمنعتنا إذاً أسيافنا الفلق

وقد وفى عمر الفاروق إذ هزموا بطعنة كان منها سرجه العلق

(پھر جبرائیل ان کی مدد کے لئے اترے بعض شکست کھا گئے اور بعض ہم سے قید ہوئے۔ اگر جبرائیل کے بغیر ہم سے کوئی اور لڑتا تب ہماری عمدہ تلواریں ہم کو محفوظ رکھتیں۔ اور شکست کے وقت عمر فاروق اس نیزے سے بچ گیا جس سے اس کی زین خون سے تر ہو جاتی)

مسلم خاتون : بقول ابن اسحاق جب مشرک شکست کھا گئے اور اللہ نے اپنے رسول کو فتح یاب کیا تو کسی مسلم خاتون نے کہا۔

قد غلبت خيل الله خيل اللات وخيله أحق بالثبات

(اللہ کا شکر لات کے شکر پر غالب آ گیا ہے اور اللہ کا لشکر صبر و ثبات کا زیادہ حقدار ہے)

بنی مالک کے ۷۰ آدمی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب ہوازن کے پاؤں اکھڑ گئے تو ثقیف کے بنی مالک قبیلہ میں خوب قتل و غارت ہوئی۔ ان کے ستر آدمی "ذی خمار" کے جھنڈے تلے کام آ گئے۔ وہ مارا گیا تو عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن حبیب نے جھنڈا تھام لیا وہ بھی لڑتا ہوا قتل ہو گیا' (بقول عامر بن وھب بن اسود) رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اللہ اس کو ہلاک کرے وہ قریش سے بغض و عناد رکھتا تھا۔

عیسائی ختنہ نہیں کرتے : ابن اسحاق نے یعقوب بن عتبہ سے بیان کیا ہے کہ عثمان مذکور کے ہمراہ اس کا عیسائی غلام بھی مارا گیا۔ ایک انصاری نے اس کا سامان حرب اتارا تو معلوم ہوا وہ بے ختنہ ہے۔ اس نے بلند آواز سے کہا کہ ثقیف لوگ بے ختنہ ہیں' مغیرہ بن شعبہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو خطرہ لاحق ہوا کہ یہ بات عرب میں مشہور ہو جائے گی اور اس کو کہا "فداک ابی وامی" ایسی بات نہ کرو' وہ تو عیسائی غلام تھا چنانچہ میں نے اس کو کئی مقتول دکھا کر کہا' کیا ان کو ختنہ شدہ نہیں دیکھ رہے۔

قارب کے بارے عباس کے اشعار : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ احلاف کا علم قارب بن اسود کے ہاتھ میں تھا جب لوگوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو اس نے علم ایک درخت کے ساتھ کھڑا کر دیا اور خود مع قوم بھاگ گیا چنانچہ ان سے صرف دو آدمی ---- وھب از بنی غیرہ اور جلاح از بنی کبہ ---- قتل ہوئے' رسول اللہ ﷺ کو جلاح کے قتل کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ماسوائے ابن ہنیدہ یعنی حارث بن اویس کے' آج ثقیف کے جوانوں کا رئیس قتل ہو گیا ہے۔ حضرت عباس بن مرداسؓ نے قارب کے فرار اور ذوالخمار کے قتل کا واقعہ بیان کیا ہے۔

ألا من مبلغ غيلان عني وسوف أخال يأتيه الخبير
وعروة إنما أهدى جوابا وقولا غير قولكما يسير
بأنّ محمداً عبد رسول لرب لا يضل ولا يجور
وجدناه نبيا مثل موسى فكل فتى يخايره مخير
وبئس الأمر أمر بني قسي بوج إذا تقسمت الامور

(سنو! غیلان میں سلمہ ثقفی کو میری بات کون پہنچائے گا' گمان ہے کہ عنقریب کوئی باخبر اس کو بتا دے گا۔ اور عروہ بن مسعود ثقفی کو بھی میں تمہاری بات کے علاوہ ایک بات کہتا ہوں۔ کہ محمد ﷺ بشر اور اللہ کے رسول ہیں جو گمراہ اور ظالم نہیں ہیں۔ ہم نے ان کو موسیٰ ایسا نبی پایا ہے جو شخص بھی ان سے نیکی میں مقابلہ کرتا ہے وہ مغلوب ہوتا ہے۔ بنی قسی یعنی بنی ثقیف کا حال وج وادی میں برا ہوا جب امور حرب تقسیم کئے گئے)

ضاعوا أمرهم ولكل قوم أمير والدوائر قد تدور
فجئنا أسد غابات اليهم جنود الله ضاحية تسير
نؤم الجمع جمع بنى قسى على حنق نكاد له نطير
وأقسم لوهموا مكثوا لسرنا اليهم بالجنود ولم يغوروا
فكنا أسد لية ثم حتى أبحناها وأسلمت النصور

(انہوں نے اپنے کام کو ضائع کر دیا اور ہر قوم کا امیر ہوتا ہے اور مصائب آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہم ان کی طرف جنگل کے شیروں کو علی الاعلان اور واشگاف لے کر آئے اور اللہ کا لشکر رواں دواں تھا۔ ہم غصہ سے بے تاب بنی قسی کے لشکر کا قصد کر رہے تھے۔ قریب تھا کہ ہم اس کے باعث پرواز کر جائیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اگر وہ نہ جاتے تو ہم ان کی طرف لشکر لے کر چلتے اور وہ فرار نہ ہوتے۔ وہاں ہم لیہ مقام کے شیر تھے یہاں تک کہ ہم نے ان کو قتل کیا اور نصر قبیلہ بے سہارا رہ گیا)

ويوم كان قبل لدى حنين فأقلع والدماء به تمور
من الأيام لم تسمع كيوم ولم يسمع به قوم ذكور
قتلنا فى الغبار بنى حطيط على راياتها والخيل زور
ولم يك ذو الخمار رئيس قوم لهم عقل يعاقب أو نكير
أقام بهم على سنن المنايا وقد بانت لمبصرها الأمور

(حنین کے پاس ایک روز قبل ازیں جنگ ختم ہوا وہاں خون بہہ رہا تھا۔ وہ فقید المثال جنگوں میں سے تھا ایسا کسی بہادر قوم نے نہیں سنا۔ ہم نے بنی حطیط کو غبار جنگ میں قتل کیا ان کے جھنڈوں کے پاس اور لشکر میں بھاگنے کی طرف میلان تھا۔ ذوالخمار عقل مند یا مدبر قوم کا رئیس نہ تھا کہ اس کو سزا دی جائے۔ اس نے ان کو موت کے راستوں پر کھڑا کیا اور یہ باتیں دیکھنے والے کے لئے واضح تھیں)

فأفلت من نجا منهم حريضا وقتل منهم بشر كثير
ولايغنى الأمور أخو التوانى ولا الغلق الصريّرة الحصور
أحانهم وحان وملكوه أمورهم وأفلتت الصقور
بنو عوف تميح بهم جياد أهين لها الفصافص والشعير
فلولا قارب وبنو أبيه تقسمت المزارع والقصور

(جو ان سے بچ گیا وہ غصہ سے بھوت تھا اور ان سے بہت لوگ قتل ہوئے۔ سست اور گھائل نامرد شخص بڑے امور

کو انجام نہیں دے سکتا۔ خود ہلاک ہوا اور ان کو ہلاک کیا انہوں نے اس کو اپنے امور کا سربراہ بنایا اور شاہین بھاگ گئے۔ بنی عوف کو ان کے عمدہ گھوڑے آہستہ آہستہ لے جا رہے تھے جن کا چارہ برسیم اور جو تھے۔ اگر قارب اور اس کا خاندان نہ ہوتا تو ان کے محلات اور کھیت تقسیم ہو جاتے)

ونکن الرياسة عموها — على يمن أشار به المشير
أضاعوا قاربا وهم جدود — وأحلام إلى عز تصير
فان يهدوا الى الاسلام يلفوا — أنوف الناس ما سمر السمير
فان لم يسلموا فهموا أذان — بحرب الله ليس لهم نصير
كما حكمت بني سعد وجرت — برهط نبي غزية عنقفير

(لیکن کامیابی کی وجہ سے قیادت ان کے سپرد کر دی گئی جن کا مشیر نے مشورہ دیا۔ انہوں نے قارب کی تابعداری کی اور وہ بانصیب اور باشعور ہیں عزت و آبرو کی طرف رواں ہیں۔ اگر ان کو اسلام نصیب ہوا تو وہ تاحیات لوگوں میں معزز ہوں گے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو ان کو اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہے ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ جیسا کہ ہلاک کر دیا ہے بنی سعد کو اور بنی غزیہ قبیلہ کی حماقت نے قیادت کی)

كأن بني معاوية بن بكر — إلى الاسلام ضائنة تخور
فقلنا اسلموا إنا أخوكم — وقد برأت من الاحن الصدور
كأن القوم اذ جاؤا الينا — من البغضاء بعد السلم عور

(گویا بنی معاویہ بلے ہیں جو اسلام کی طرف چیخ رہے ہیں۔ ہم نے ان کو کہا تم مسلمان ہو جاؤ ہم تمہارے بھائی ہیں اور ہمارے دل کینہ سے پاک ہیں۔ گویا کہ لوگ جب ہماری طرف آتے ہیں تو دل بغض سے پاک ہوتے ہیں)

مالک کی فراست اور زبیرؓ : ہوازن کے پاؤں اکھڑ گئے تو مالک بن عوف نضری اپنے احباب کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا تھا۔ اس نے کہا! ٹھہرو کہ تمہارے کمزور لوگ آگے گزر جائیں اور باقی ماندہ مل جائیں (بقول ابن اسحاق) ایک لشکر رونما ہوا تو مالک نے پوچھا اس کو کس حالت میں دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ گھوڑ سواروں نے اپنے نیزے گھوڑوں کے کانوں کے درمیان رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے ران لمبے لمبے ہیں تو اس نے بتایا یہ بنی سلیم ہیں تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں وہ آگے بڑھے اور وادی کے اندر چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر اس کے پیچھے آیا اس نے پوچھا ان کو کس کیفیت میں دیکھ رہے ہو' انہوں نے بتایا کہ وہ بغیر خصوصی علامت کے اپنے نیزوں کو سامنے عرض اور چوڑائی میں رکھے ہوئے ہیں اس نے بتایا یہ اوس اور خزرج ہیں ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں جب وہ چوٹی کے دامن میں آئے تو بنی سلیم کے راستہ پر چلے گئے۔ پھر ایک شاہ سوار سامنے آیا پوچھا کیا دیکھ رہے ہو' تو انہوں نے کہا ایک شاہ سوار ہے' لمبے لمبے ران والا' کندھے پر نیزہ رکھے ہوئے سر پر سرخ رومال باندھے ہے تو اس نے کہا یہ ہے زبیر بن عوام' لات کی قسم! یہ تم سے دوبدو ہو گا۔ تم ثابت قدم رہنا جب حضرت زبیرؓ چوٹی کے دامن میں آئے تو لوگوں کو دیکھ کر ان کی طرف آئے اور ان کو تیر مارتے رہے یہاں تک کہ ان کو چوٹی سے بھگا دیا۔

مالِ غنیمت کا نگران : رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب اونٹ بکریاں اور غلام جمع کر دیئے گئے اور آپ کے حکم کے مطابق جعرانہ میں ٹھہرا دیئے گئے (بقول ابن اسحاق) مسعود بن عمرو غفاری مال غنیمت کا نگران تھا۔

عورت کو جنگ میں نہ قتل کرنا : ابن اسحاق نے کسی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ ہوازن میں ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کو حضرت خالدؓ نے قتل کیا تھا اور لوگ لاش کے گرد جمع تھے آپ نے کسی صحابی کو کہا خالدؓ کو کہہ کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بچے اور عورت اور اجیر کے قتل سے منع فرماتے ہیں۔ ابن اسحاق نے اس کو منقطع سند سے بیان کیا ہے۔

امام احمد (ابوعامر عبدالمطلب بن عامر' مغیرہ بن عبدالرحمان' ابوالزناد' مرقع بن صیفی) اپنے دادا رباح بن ربیع کاتب برادر بنی حنظلہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ سے واپس پلٹ رہے تھے لشکر کے مقدمہ اور اگلے حصہ پر خالدؓ امیر تھے۔ رباح اور صحابہؓ ایک عورت کی لاش پر کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی تشریف لے آئے اور وہ لوگ لاش سے دور ہٹ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی لاش پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ لڑنے کے قابل نہ تھی اور کسی کو کہا کہ خالدؓ کو مل کر کہہ کہ بچے اور اجیر کو نہ قتل کرے' اس روایت کو ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے مرقع بن صیفی سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

غزوۂ اوطاس

ہوازن کے جب پاؤں اکھڑ گئے تو ایک گروہ مالک بن عور نصری کے زیر قیادت طائف میں پناہ گزین ہوا اور ایک گروہ اوطاس میں خیمہ زن ہوا' رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف ایک سریہ ابوعامر اشعری کی زیر امارت روانہ کیا ان سے جنگ ہوئی اور مسلمان ان پر غالب آگئے پھر رسول اللہ ﷺ بہ نفس نفیس طائف کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کیا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ حنین میں مشرک شکست کھا کر مالک بن عوف کے ہمراہ طائف چلے آئے اور بعض اوطاس میں خیمہ زن ہو گئے اور بعض نخلہ کی طرف روانہ ہو گئے نخلہ کی طرف ثقیف میں سے صرف بنی غیرہ گئے اور جو لوگ شتابا اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے اسلامی لشکر نے ان کا تعاقب کیا۔

درید بن صمہ : ربیع بن رفیع سلمی عرف ابن دغنہ نے درید بن صمہ کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اس نے سمجھا کہ یہ ایک عورت ہے جو کجاوے پر سوار ہے' دیکھا تو وہ آدمی ہے۔ اونٹ کو بٹھایا تو معلوم ہوا ایک عمر رسیدہ شخص ہے' وہ تھا درید بن صمہ مگر ابن دغنہ اس کو نہ جانتا تھا۔ درید نے اس سے پوچھا میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ اس نے کہا میں تجھے قتل کر دوں گا' درید نے پوچھا تو کون ہے اس نے بتایا میں ہوں ربیعہ بن رفیع سلمی پھر اس نے تلوار سے وار کیا مگر ناکام' تو درید نے کہا تیری ماں نے تجھے کند ہتھیار دیا ہے۔ میرے کجاوے کے پیچھے سے میری تلوار پکڑ' دماغ کے نیچے اور ہڈیوں کے اوپر وار کر' میں اسی طرح لوگوں کو

قتل کیا کرتا تھا جب ماں کے پاس جاؤ تو اس کو بتانا کہ درید بن صمہ کو قتل کر آیا ہوں واللہ! بہت سی جنگوں میں' میں نے تمہاری خواتین کی حفاظت کی ہے۔

بقول بنی سلیم' ربیعہ نے اس کو قتل کیا تو وہ گر پڑا اور اس کی شرم گاہ کھل گئی تو دیکھا کہ بغیر زین کے گھوڑوں پر سواری کرنے سے اس کا یہ حصہ کاغذ کی طرح سفید اور باریک ہو چکا تھا۔ ربیعہ سلمی نے آکر اپنی والدہ کو بتایا تو اس نے کہا واللہ! اس نے تیری ماؤں (والدہ' دادی اور نانی) کو آزاد کیا تھا۔

بقول ابن اسحاق عمرہ بنت درید نے اپنے والد کا مرثیہ کہا۔

قالوا قتلنا دريداً قلت قد صدقوا فظل دمعي على السربال منحدر

لو لا الذى قهر الأقوام كلهم رأت سليم و كعب كيف يأتمر

إذن لصبّحهم غبا وظاهرة حيث استقرت نواهم جحفل ذفر

(وہ کہتے ہیں ہم نے درید کو قتل کر دیا ہے واقعی انہوں سچ کہا اور میرے آنسو میری قمیض پر بہہ رہے ہیں۔ اگر وہ ذات نہ ہوتی جس نے اقوام عالم کو زیر کر لیا ہے تو سلیم اور کعب دیکھ لیتے کہ وہ کیسے مشورہ کرتے ہیں۔ تب ان پر روزانہ اور ناغ سے بہت بڑا کریہہ منظر لشکر صبح کو حملہ آور ہوتا جہاں ان کی سواریاں ٹھہری ہوں)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس میں خیمہ زن لوگوں کے تعاقب میں ابو عامر اشعری' حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے ابن عم کو روانہ کیا۔ اس کے بعض شکست خوردہ لوگوں سے لڑائی ہوئی۔ کسی نے ان کو تیر مار کر شہید کر دیا تو ابو موسیٰ اشعری نے علم پکڑ لیا' اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ان کو شکست سے ہمکنار کیا۔ مورخین کا خیال ہے کہ سلمہ بن درید بن صمہ نے حضرت ابو عامر اشعریؓ کے گھٹنے پر تیر مار کر شہید کیا اور کہا۔

إن تسألوا عني فاني سلمه ابن سمادير لمن توسّمه

أضرب بالسيف رؤس المسلمه

(اگر تم مجھ سے پوچھو تو میں ہوں سلمہ' سمادیر ماں کا بیٹا جو اس کو دیکھنے میں مسلمانوں کے سروں پر تلوار سے حملہ آور ہوتا ہوں)

دس مشرک بھائی اور ابو عامر : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اوطاس میں خیمہ زن لوگوں کے تعاقب میں ابو عامر اشعری کو روانہ کیا۔ ان کا جنگ اوطاس میں دس مشرک بھائیوں سے مقابلہ ہوا' ایک مشرک نے ابو عامر اشعری پر وار کیا ابو عامر اس کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے ابو عامر نے اس پر حملہ کیا اور کہا یا اللہ! تو اس پر گواہ رہ اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر دوسرے نے حملہ کیا اور ابو عامر نے اس کو اسلام کی دعوت پیش کر کے حملہ کیا اور "**اللّٰھم اشھد علیہ**" کہہ کر قتل کر دیا' اسی طرح ۹ بھائیوں کو قتل کیا۔ دسویں نے حملہ کیا اور ابو عامر نے اس کو دعوت اسلامی پیش کرتے ہوئے حملہ کیا اور کہا یا اللہ تو اس پر گواہ رہ تو اس نے کہا یا اللہ! تو مجھ پر گواہ نہ رہ تو ابو عامر اس سے رک گئے اور وہ بھاگ گیا بعد میں مسلمان ہو گیا اور مخلص مسلمان ہوا' نبی علیہ السلام نے اس کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے یہ ابو عامر سے بھاگا ہوا ہے۔

علاء اور اوفی پسران حارث جشمی نے ابوعامرؓ کو تیر مارا' ایک کا تیر دل پر لگا اور دوسرے کا گھٹنے پر اور آپ کو شہید کر دیا' پھر امیر لشکر حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ان پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔ ایک جشمی ان دونوں کا مرثیہ کہتا ہے

إن الرزيــــة قتــــل العـــــلا　ء وأوفــى جميعــا ولم يسنــد

همـــا القـــاتلان أبـــا عـــامر　وقـــد كـــان داهيـــة أربـــدا

همـــا تركـــاه لـــدى معـــرك　كـــأن علـــى عطفـــة مجســـدا

فلـــم يـــر فـــي النـــاس مثليهمـــا　أقـــل عثـــارا وأرمـــى يـــدا

(علاء اور اوفی دونوں کا قتل بڑی مصیبت ہے اور ان کو کوئی سہارا نہیں دیا گیا۔ یہ دونوں ابوعامر کے قاتل ہیں اور وہ لچک دار خاکستری تلوار والا تھا۔ ان دونوں نے اس کو میدان کارزار میں تنہا چھوڑ دیا گویا اس کے کندھے پر زعفرانی چادر ہے۔ ان دونوں مقتولوں جیسا لوگوں میں لغزش سے محفوظ اور تیرانداز نہیں)

صلحا سے دعا کی درخواست : امام بخاری (محمد بن علاء' ابواسامہ' یزید بن عبداللہ' ابوبردہ) ابوموسیٰ اشعری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوئے تو ابوعامر کو اوطاس کی طرف ایک لشکر پر امیر نامزد کر کے روانہ کیا درید بن صمہ سے مقابلہ ہوا درید قتل ہوا اور اللہ نے ان کو شکست دے دی۔

ابوعامر کی شہادت : حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ ابوعامرؓ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی روانہ کیا۔ ابوعامرؓ کے گھٹنے پر ایک جشمی نے تیر مارا اور اس میں پیوست کر دیا' میں اس کے پاس آیا اور پوچھا یا عم! کس نے مارا ہے تو اس نے ابوموسیٰ کو اشارہ کر کے بتایا یہ ہے میرا قاتل' جس نے مجھے تیر مارا' میں نے اس کا تعاقب کیا اور اس کے قریب آیا تو وہ مجھے دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا میں نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا' شرم نہیں آتی تو ثابت قدم ہو کر کیوں نہیں لڑتا چنانچہ وہ رک گیا ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا بالآخر میں نے اس کو تہ تیغ کر دیا پھر میں نے ابوعامرؓ کو کہا اللہ نے تیرے قاتل کو قتل کروا دیا ہے۔ پھر اس نے کہا یہ تیر نکال' میں نے تیر نکالا تو اس سے بجائے خون کے پانی نکلا تو اس نے کہا اے برادر زادہ! میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو سلام کہنا اور کہنا کہ میرے لئے دعاء مغفرت کریں اور ابوعامر نے مجھے لوگوں پر امیر نامزد کر دیا۔ معمولی دیر بعد ابوعامرؓ فوت ہو گئے۔ واپسی میں' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور رسول اللہ ﷺ گھر میں چارپائی پر دراز تھے' چارپائی پر بستر تھا ------ مگر ایک صاحب نے لکھا ہے کہ یہاں ما نافیہ راوی سے سہواً گر گیا ہے' یعنی بستر نہ تھا۔ "ندوی" ------ اور بنتی کے آثار آپ کی پشت اور پہلوؤں پر ہویدا تھے' میں نے اپنا قصہ' ابوعامر کا واقعہ اور ان کا دعا کا پیغام رسول اللہ ﷺ کے گوش گزر کیا تو آپ نے وضو کے بعد اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی یا اللہ عبید ابوعامر کی مغفرت فرما یا اللہ! ان کو قیامت کے روز اپنی بہت سی مخلوق پر فائق کر' پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے بھی تو رسول اللہ ﷺ نے دعا کی! تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور اس کو قیامت کے روز بہشت اور عزت کی جگہ میں داخل کر' بقول ابوبردہ پہلی دعا ابوعامرؓ کے لئے ہوئی اور دوسری ابوموسیٰؓ

کے لئے۔ اس روایت کو امام مسلم نے ابو کریب محمد بن علاء اور عبداللہ بن ابی براد سے ابواسامہ کی معرفت اسی طرح بیان کیا ہے۔

لونڈی کا مسئلہ : امام احمد (عبدالرزاق' سفیان ثوری' عثمان بتی' ابوالخلیل) حضرت ابو سعید خدریؓ سے بیان کیا ہے کہ جنگ اوطاس میں' ہم نے ایسی لونڈیاں حاصل کیں جن کے خاوند موجود تھے' ہم نے ان سے اختلاط کو پسند نہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو **والمحصنات من النساء الا ماملکت ایمانکم** (۴/۲۴) نازل ہوئی پس اس وجہ سے ہم نے ان کے ساتھ اختلاط مباح سمجھا۔ اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے عثمان بتی سے نقل کیا ہے اور امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں (شعبہ از قتادہ از ابوالخلیل از ابوسعید خدریؓ) بیان کیا ہے اور امام احمد' مسلم' ابوداؤد اور نسائی نے (سعید بن ابی عروبہ) سے بیان کیا ہے۔ (نیز امام مسلم نے شعبہ کا بھی اس میں اضافہ کیا ہے) اور امام ترمذی نے ھمام از یحییٰ بیان کیا ہے۔ اور ان تینوں (شعبہ' سعید بن ابی عروبہ اور یحییٰ) نے (قتادہ از ابوالخلیل از ابو علقمہ ہاشمی از ابوسعید خدری) بیان کیا ہے کہ صحابہؓ نے غزوہ اوطاس میں' مشرک خاوندوں والی لونڈیاں پائیں اور صحابہ نے ان کے ساتھ اختلاط کو گناہ سمجھا تو (۴/۲۴) آیت نازل ہوئی کہ شوہردار عورتیں حرام ہیں مگر جن کے تم مالک ہو جاؤ۔

عجب نکتہ : یہ الفاظ مسند احمد کے ہیں اور اس سند میں ابوالخلیل اور ابوسعید خدری کے درمیان ابو علقمہ ہاشمی کا اضافہ ہے اور یہ ثقہ راوی ہے۔ اور یہی سند محفوظ ہے' واللہ اعلم۔

مذکور بالا آیت سے اسلاف نے یہ استدلال لیا ہے کہ لونڈی کا فروخت کرنا' طلاق کے قائم مقام ہے۔ یہ قول ابن مسعود' ابی بن کعب' جابر بن عبداللہ' ابن عباس' سعید بن مسیب اور حسن بصری سے منقول ہے اور جمہور نے ان کے خلاف حدیث بریدہؓ سے استدلال لیا ہے کہ فروخت کے بعد' اس کو نکاح کے فسخ اور قائم رکھنے کے درمیان اختیار دیا گیا اگر اس کا فروخت کرنا ہی طلاق ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیا جاتا۔ یہ مسئلہ ہم نے بالاستیعاب تفسیر میں بیان کیا ہے اور ان شاء اللہ الاحکام الکبیر میں بھی بیان کریں گے۔ بعض اسلاف نے اس حدیث اوطاس سے مشرک لونڈی کے ساتھ مباشرت کے مباح ہونے پر استدلال لیا ہے اور جمہور نے اس کی مخالفت کی ہے کہ یہ ایک مخصوص واقعہ تھا شاید وہ مسلمان ہو گئیں ہوں یا کتابی ہوں' احکام الکبیر میں تفصیلی ملاحظہ ہو۔

شہدائے حنین اور اوطاس : ایمن بن عبید' ام ایمن کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کا غلام' زید بن زمعہ بن اسود بن مطلب اس کا گھوڑا جناح نامی لے دوڑا اور وہ مر گیا' سراقہ بن مالک بن حارث بن عدی انصاری عجلانی' اور ابوعامر اشعری امیر سریہ اوطاس۔

غزوۂ ہوازن کے بارے میں اشعار : بجیر بن زہیر بن ابو سلمی نے کہا۔

ـــولا الالـــــه وعبـــــده ولیتـــــم حین استخف الرعـب کـل جبـان
بـــاجزع یـــــوم حیالنـــــا أقراننـــــا ومـــــوابح یکبـــــون للأذقـــــان
مـــن بـیـن ســـاع ثوبـــه فــی کفـــه ومقطـــــر بســـــنابك ولبـــــان

ولولا الله أكرمنا وأظهر ديننا وأعزنا بعبادة الرحمن

(اگر اللہ اور اس کا بندہ نہ ہوتا تو تم پیٹھ پھیر جاتے جب ہر بزدل کو رعب نے ہلکا اور مرعوب کر دیا تھا۔ جزع مقام میں جب ہمارے مدمقابل سامنے آئے اور تیز رفتار لوگ جو منہ کے بل گرے تھے۔ بعض دوڑ رہے تھے ان کا لباس ان کے ہاتھ میں تھا اور بعض گھوڑوں کے پاؤں اور سینے سے پہلو کے بل گرے پڑے تھے۔ اللہ نے ہمیں عزت بخشی اور اپنے دین کو غالب کیا اور ہمیں عبادت رحمان کی وجہ سے معزز کیا)

والله أهلكهم وفرق جمعهم وأذلهم بعبادة الشيطان

إذ قام عم نبيكم ووليه يدعون يالكتيبة الإيمان

أين الذين هُمُ أجابوا ربهم يوم العريض وبيعة الرضوان

(اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ہے اور ان کی جماعت کو متفرق کر دیا ہے اور شیطان کی عبادت کی وجہ سے ذلیل کر دیا ہے۔ جب تمہارے نبی چچا اور ان کے ولی نے کھڑے ہو کر پکارا اے ایمان والے لشکر! کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا عریض اور بیعت رضوان کے دن)

عباس بن مرداس اسلمی نے کہا :

فأني والسوابح يوم جمع وما يتلو الرسول من الكتاب

لقد أحببت ما لقيت ثقيف بجنب الشعب أمس من العذاب

هُمُ رأس العدو من أهل نجد فقتلهم ألذ من الشراب

هزمنا الجمع جمع بني قسي وحلت بركها ببني رئاب

(قسم ہے مزدلفہ میں چلنے والوں اور رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کی۔ میں پسند کرتا ہوں جو ثقیف نے شب کے پہلو میں سخت عذاب برداشت کیا۔ وہ اہل نجد میں سے شدید ترین دشمن اور سرخیل ہیں ان کا قتل شراب سے بھی لذیذ ہے۔ ہم نے بنی ثقیف کے لشکر کو شکست دی اور وہ بنی راب میں جا ملے)

وصرما من هلال غادرتهم بأوطاس تعفر بالتراب

ولو لاقين جمع بني كلاب لقام نساؤهم والنقع كابي

ركضنا الخيل فيهم بين بس إلى الاوراد تنحط بالنهاب

بذي لجب رسول الله فيهم كتيبته تعرض للضراب

(اور ہلال خاندان کی ایک جماعت کو میں نے اوطاس میں خاک آلود چھوڑا ہے۔ اگر وہ بنی کلاب کے لشکر کے مقابل ہوتے تو ان کی عورتیں ماتم کے لئے کھڑی ہوتیں اور میدان جنگ کی غبار تاریکی کا منظر پیش کرتی۔ ہم نے ان میں بس اور اوراد کے درمیان گھوڑے دوڑائے جو مال غنیمت لاتے ہوئے ہانپ رہے تھے۔ بہت بڑے لشکر میں رسول اللہ ﷺ ان میں موجود ہیں ان کا لشکر مقابلے کے درپے ہے)

عباس بن مرداس سلمی نے مزید کہا۔

يا خاتم النبَّاء إنك مرسل بالحق كل هدى السبيل هداكا

إنّ الإلـه بنـى عليـك محبـة في خلقـه ومحمـداً سمّاكـا
ثـم الذيـن وفـوا بمـا عـاهدتم جنـد بعثـت عليهـم الضحاكـ
رجـلا بـه ذرب السـلاح كأنـه لمّـا تكنفـه العـدو يراكـا

(اے خاتم انبیاء نبی اور آخری رسول' آپ واقعی رسول ہیں برحق ہر نیکی کا راہ تیرا راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں' آپ کے ساتھ محبت کی بنیاد رکھی ہے۔ اور آپ کا نام محمد تجویز کیا ہے۔ پھر وہ لوگ جنھوں نے آپ کے وعدہ کا پاس کیا ہے وہ لشکر ہے جن پر آپ نے ضحاک کو امیر مقرر کیا ہے۔ وہ ایسا آدمی ہے جو عمدہ اسلحہ سے لیس ہے جب اس کو دشمن گھیر لیتا ہے گویا وہ آپ کو دیکھتا ہے)

يغشى ذوى النسب القريب وإنمـا يبغـي رضـا الرحمـن ثـم رضاكـا
أنبئـك أنـي قـد رأيـت مكـرّه تحـت العجاجـة يدمـغ الاشـراكا
طـورا يعـانق بـاليدين وتـارة يفـرى الجمـاجم صارمـاً فتاكـ
يغشى بـه هـام الكمـاة ولـو تـرى منـه الـذى عـاينت كـان شـفاكا

(اور قریبی رشتہ دار پر حملہ آور ہوتا' وہ اللہ کی رضا کا طالب ہے اور بعد ازاں آپ کی رضا کا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے اس کا حملہ جنگ کی غبار تلے دیکھا ہے جو مشرک کو پاش پاش کرتا ہے۔ کبھی وہ ہاتھوں سے پکڑتا ہے اور گاہے کھوپڑیوں کو قطع کرتا ہے۔ مسلح بہادروں کے سروں کو اس کے ساتھ ڈھانپتا ہے اگر آپ وہ ملاحظہ فرمالیں جو میں نے دیکھا ہے تو وہ آپ کے عزم کے لئے شفا بخش ہے)

وبنـو سـليم معنقـون أمامـه ضربـا وطعنـاً فـي العـدو دراكـا
يمشـون تحـت لوائـه وكـأنهم أسـد العريـن أردن ثـم عراكـا
مـا يرتجـون مـن القريـب قرابـة إلا لطاعـة ربهـم وهواكـا
هـذى مشـاهدنا التـي كـانت لنـا معروفـة وولينـا مولاكـا

(اور بنو سلیم اس کے سامنے تلوار اور نیزے کے دشمن پر استعمال کرنے میں پے درپے تیز گام ہیں۔ وہ اس کے علم تلے چل رہے ہیں گویا وہ کچھار میں شیر ہیں جنھوں نے دفاع کا ارادہ کیا ہے۔ وہ اپنے عزیزوں سے رشتہ داری کی امید نہیں رکھتے بجز اپنے رب کی اطاعت اور آپ کی خواہش کے۔ یہ ہیں ہمارے جنگوں کے منظر جو مشہور ہیں اور ہمارا ولی آپ کا مولیٰ اور اللہ ہے)

عباس بن مرداس سلمی نے قافیہ عین میں کہا۔

عفـا مجـدل مـن أهلـه فمتـالع فمطـلا أريـك قـد خـلا فالمصـانع
ديـار لنـا يـا جمـل إذ جـل عيشـنـا رخـيّ وصـرف الدهـر للحـى جـامع
حبيّـة ألـوت بهـا غربـة النـوى لبيـن فهـل مـاض مـن العيـش راجع

فـــان تبتغـی الکفـار غـیر ملومـــة فـــانی وزیـــر للنبـــی وتـــابع

(مجدل اور متالع مقام اپنے اہل سے خالی ہو چکے ہیں اریک کا کھردرا علاقہ اور مصائع بھی ویران ہو چکے ہیں۔ اے جمل! ہمارے علاقہ کے اکثر لوگ خوشحال ہیں اور حوادثات زمانہ قبیلہ کو اکٹھا رکھتے ہیں۔ محبوبہ کو فراق نے بدل دیا ہے کیا رفتہ زمانہ واپس آنے والا ہے۔ اگر کافر سوائے ملامت کے کسی بات کے طلب گار نہیں تو واضح رہے میں نبی علیہ السلام کا کفش بردار اور تابع ہوں)

دعانـــا الیـــه خـــیر وفـــد علمتهـــم خزیمـــة والمـــرّار منهـــم وواســـع
فجئنـــا بـــألف مـــن سـلیم علیهـــم لبـوس لهـــم مـــن نســـج داود رائـــع
نبایعـــه بالأخشـــبین وإنمـــا یـــد الله بـــین الأخشـــبین نبـــایع
فجسـنا مـــع المهـــدی مکـــة عنـــوة بأسـیافنا والنقـــع کـــاب وســـاطع

(ان کی طرف ہمیں بہترین وفد نے جن کو میں جانتا ہوں دعوت دی ہے خزیمہ مرار اور واسع نے۔ ہم بنی سلیم کے ایک ہزار افراد لائے وہ داوٗدؑ کی بنی ہوئی خوشنما زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ ہم نے مکہ کے احشبین پہاڑوں میں ان کی بیعت کی' ہم نے اللہ کے ہاتھ پر احشبین میں بیعت کی۔ ہم مکہ میں بزور بازو محمد ﷺ کے ہمراہ داخل ہوئے اپنی تلواروں کے ساتھ غبار بلند اور پھیلی ہوئی تھی)

علانیـــة والخیـــل یغشـــی متونهـــا حمیـــم وآن مـــن دم الجـــوف نـــاقع
ویـــوم حنـــین حـــین ســـارت هـــوازن الینـــا وضـــاقت بـــالنفوس الأضـــالع
صـبرنـــا مـــع الضحـــاك لا یســـتفزنا قـــراع الأعـــادی منهـــم والوقـــائع
أمـــام رســـول الله یخفـــق فوقنـــا لـــواء کخـــذروف الســـحابة لامـــع

(واضح اور گھوڑوں کی پشت کو پسینہ ڈھانپے ہوئے تھا اور بہت سا پیٹ کا رنگین گرم خون۔ جنگ حنین میں جب ہوازن ہماری طرف آئے اور پسلیوں میں سانس تنگ ہو گیا۔ ہم نے ضحاک کے ساتھ صبر کیا ہمیں دشمنوں کی ٹکر اور جنگوں نے دل برداشتہ نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہمارا علم لہرا رہا تھا بادل کے کنارے کی طرح وہ چمکدار اور متحرک تھا)

عشـیة ضحـــاك بـــن ســـفیان معتصـــم بســـیف رســـول الله والمـــوت کـــانع
نـــذود أخانـــا عـــن أخینـــا ولـــو نـــری مصـــالا لکنـــا الأقربـــین نتـــابع
ولکـــنّ دیـــن الله دیـــن محمـــد رضینـــا بـــه فیـــه الهـــدی والشـــرائع
أقـــام بـــه بعـــد الضلالـــة أمرنـــا ولیـــس لأمـــر حمّـــه الله دافـــع

(جب ضحاک بن سفیان رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے مار رہے تھے اور موت قریب تھی۔ ہم اپنے مسلم بھائیوں کا مشرک برادری سے دفاع کرتے ہیں اگر ہم محل پسند ہوتے تو قریبی عزیزوں کی اتباع کرتے۔ لیکن اللہ کے دین' دین

محمد کو ہم نے پسند کیا ہے اس میں ہدایت اور شرعی احکام ہیں۔ گمراہی کے بعد انہوں نے ہمارے دین کو درست کیا اللہ کی تقدیر کو کوئی ٹالنے والا نہیں)

عباس بن مرداس سلمی نے کہا۔

تقطع باقي وصل أم مؤمل بعاقبة واستبدلت نية خلفا
وقد حلفت بالله لا تقطع القوى فما صدقت فيه ولا برت الحلفا
خفافية بطن العتيق مصيفها وتحتل في البادين وجرة فالعرفا
فإن تتبع الكفار أم مؤمل فقد زودت قلبي على نأيها شغفا
وسوف ينبئها الخبير بأننا أبينا ولم نطلب سوى ربنا حلفا

(انجام کار ام مؤمل کا آئندہ وصال منقطع ہو چکا ہے اور اس نے نیت کو بدعہدی میں بدل لیا ہے۔ اس نے حلفاً کہا تھا وہ عہدوپیمان منقطع نہ کرے گی۔ اس نے اس میں راست گوئی سے کام نہ لیا اور نہ اس نے قسم کو پورا کیا۔ بنی خفاف میں سے ہے۔ عتیق وادی میں وہ موسم گرما بسر کرتی ہے۔ دیہاتوں میں وہ اجرہ اور عرف مقام میں رہائش رکھتی ہے۔ اگر ام مومل کافروں کی اتباع کرے تو اس نے میرے دل کو محبت سے معمور کر دیا ہے باوجود بعد کے۔ اس کو باخبر آدمی بتا دے گا کہ ہم نے کفر کا انکار کیا ہے اور سوائے رب کے کسی کی محبت طلب نہیں کی)

وإنا مع الهادي النبي محمد وفينا ولم يستوفها معشر ألفا
بفتيان صدق من سليم أعزة أطاعوا فما يعصون من أمره حرفا
خفاف وذكوان وعوف تخالهم مصاعب زافت في طروقتها كلفا
كأن نسيج الشهب والبيض ملبس أسودا تلاقت في مراصدها غضفا

(ہم ھادی --- نبی --- محمدؐ کے ساتھ ہیں' ہم نے اس کی وفا کی ہے اور کسی قوم نے ہزار مجاہد نہیں بھیجا۔ سلیم کے راست گفتار معزز نوجوان کے ساتھ جنہوں نے اطاعت کی اور کسی بات میں ہماری نافرمانی نہیں کی۔ خفاف' ذکوان اور عوف قبائل ان کو نر سمجھتے ہیں وہ اپنی سیاہ اونٹنیوں میں چلتے ہیں۔ گویا سرخ دھاری دار زرہیں اور خود لباس ہے ان کا جو اپنی کمین گاہ میں ڈھیلے کانوں والے بزدل سے ملے ہیں)

بنا عز دين الله غير تنحل وزدنا على الحي الذي معه ضعفا
بمكة إذ جئنا كأن لواءنا عقاب أرادت بعد تحليقها خطفا
على شخص الأبصار تحسب بينها إذا هي جالت في مراودها عزفا
غداة وطئنا المشركين ولم نجد لأمر رسول الله عدلا ولا صرفا

(ہمارے ساتھ اللہ کا دین غالب ہوا جھوٹ نہیں اور ہم نے اس قبیلہ میں جوان کے ساتھ تھا دوچند اضافہ کیا۔ مکہ میں جب ہم آئے گویا ہمارا علم عقاب ہے جس نے پرواز کے بعد جھپٹنے کا ارادہ کیا۔ چندھائی ہوئی آنکھوں پر جوان کے درمیان خیال کرتا ہے جب وہ اپنی جولان گاہ میں آواز کرتے ہیں۔ جب ہم نے مشرکوں کو پامال کیا اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کسی سے فدیہ اور توبہ کو قبول نہ کیا)

بمعترك لا يسمع القوم وسطه — لنا زجمة الا التذامر والنقفا

ببيض تطير الهام عن مستقرها — وتقطف أعناق الكماة بها قطفا

فكائن تركنا من قتيل ملحب — وأرملة تدعو على بعلها لهفا

رضا الله ننوى لا رضا الناس نبتغى — و لله ما يبدو جميعاً وما يخفى

(ایسے میدان کارزار میں کہ لوگ اس کے وسط میں سوائے للکار اور کھوپڑیوں کے توڑنے کی آواز کے کچھ نہ سنتے تھے۔ تلوار کے ساتھ ہم سروں کو گردن سے الگ کرتے ہیں اور وہ بہادروں کی گردنوں کو کاٹتی ہیں۔ بہت سے شکستہ اعضا مقتول ہم نے وہاں چھوڑے اور بیوہ عورتیں جو اپنے خاوندوں پر واویلا کر رہی ہیں۔ ہم اللہ کی رضا کی نیت کرتے ہیں اور لوگوں کی رضا کے طالب نہیں اور ہر نہاں اور پنہاں سب اللہ کا ہے)

عباس بن مرداس سلمی نے کہا۔

ما بال عينك فيها عائر سهر — مثل الحماطة أغضى فوقها الشفر

عين تأوبها من شجوها أرق — فالماء يغمرها طورا وينحدر

كأنه نظم در عند ناظمه — تقطع السلك منه فهو منتثر

يا بعد منزل من ترجو مودته — ومن أتى دونه الصمّان فالحفر

دع ما تقدم من عهد الشباب فقد — ولّى الشباب وزار الشيب والزعر

(تیری آنکھ کا کیا حال ہے اس میں تنکا ہے بے خواب کرنے والا مثل بھوسہ کے جس کے اوپر پلکیں بند ہیں۔ آنکھ اس کے غم سے بے خواب ہے آنسو کبھی اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور کبھی چھلک جاتے ہیں۔ گویا پرونے والی کے پاس موتیوں کا ہار ہے۔ جس کا دھاگا ٹوٹ گیا ہے اور وہ بکھر رہے ہیں۔ اے اس کی منزل کی طویل مسافت' جس کی محبت کا تو طلب گار ہے اور جس کے درے صمان اور حفر مقام ہیں۔ گذشتہ عہد شباب کی باتیں چھیڑ' شباب کا زمانہ چلا گیا بڑھاپے اور گنجے پن نے آلیا)

واذكر بلاء سليم فى مواطنها — وفى سليم لأهل الفخر مفتخر

قوم هموا نصروا الرحمن واتبعوا — دين الرسول وأمر الناس مشتجر

لا يغرسون فسيل النخل وسطهم — ولا تخاور فى مشتاهم البقر

إلا سوابح كالعقبان مغرية — فى دارة حولها الأخطار والعكر

تدعى خفاف وعوف فى جوانبها — وحيّ ذكوان لاميل ولا ضجر

(تو سلیم قبیلہ کی آزمائش کا ذکر ان کے جنگوں میں اور ان میں اہل فخر کے لئے صدر افتخار ہے۔ انہوں نے اللہ کے دین کی مدد کی اور رسول کے دین کی اتباع کی اور لوگوں کا معاملہ مختلف فیہ اور منتشر تھا۔ وہ اپنے وسط میں نہ کھجور کا پودا لگاتے ہیں اور نہ ہی لگائے ان کے موسم سرما میں ان کے پاس آواز کرتی ہے۔ یعنی وہ کاشتکار اور چرواہے نہیں۔ سوائے تیز رفتار گھوڑوں کے جو شاہینوں کی طرح ہیں اور رہائش گاہ کے قریب ہے اس کے گرد بہت اونٹ ہیں۔ ان کے گردونواح خفاف اور عوف قبیلہ پکارا جاتا ہے اور ذکوان قبیلہ وہ اسلحہ کے بغیر نہیں ہیں اور نہ ہی

بدمزاج)

نضاربون جنود الشرك ضاحية ببطن مكة والأرواح تبتدر
حتى رفعنا وقتلاهم كأنهم نخل بظاهرة البطحاء منقعر
ونحن يوم حنين كان مشهدنا للدين عزاً وعند الله مدخر
إذ تركب الموت مخضرا بطائنه والخيل ينجاب عنها ساطع كدر
تحت اللواء مع الضحاك يقدمنا كما مشى الليث في غاباته الخدر

(وہ مشرک لشکر کو روشن دن میں مارنے والے ہیں مکہ میں اور ہوائیں خوب چل رہی تھیں۔ ہم نے ان کو دھکیل دیا اور ان کے مقتول بطحا کے میدان میں گویا کھجور کے درخت ہیں اکھڑے ہوئے۔ جنگ حنین میں ہمارا حاضر ہونا دین کے غلبہ کے لئے تھا اور اللہ کے نزدیک یہ عمل ذخیرہ ہے۔ جب ہم دانستہ موت پر سوار ہوتے ہیں اور گھوڑوں سے گردوغبار اٹھتا ہے۔ علم کے تلے ضحاک کے ساتھ وہ ہمارے آگے چلتا ہے جیسا کہ شیر جنگل میں اپنی کچھار کے چلتا ہے)

في مأزق من مجر الحرب كلكلها تكاد تأفل منه الشمس والقمر
وقد صبرنا بأوطاس أسنتنا لله ننصر من شئنا وننتصر
حتى تأوب أقوام منازلهم لو لا المليك ولولا نحن ما صدروا
فما ترى معشراً قلوا ولا كثروا إلا وقد اصبح منا فيهم أثر

(ان کا سامنا ہوتا ہے جنگ کے مشکل مقام میں' قریب ہے کہ اس کی گردوغبار سے سورج اور چاند چھپ جائے۔ ہم نے اوطاس میں اپنے نیزوں کو گاڑ دیا۔ ہم اللہ کے لئے جس کی چاہیں مدد کرتے ہیں اور بدلہ لیتے ہیں۔ یہاں تک لوگ اپنے گھروں میں واپس آئے اگر اللہ کی مدد نہ ہوتی اور ہم حاضر نہ ہوتے تو وہ واپس نہ آتے۔ چھوٹا اور بڑا کوئی قبیلہ نہیں مگر ان میں ہمارے آثار ظاہر ہیں)

عباس بن مرداس سلمیؓ نے کہا۔

يا أيها الرجل الذى تهوى به وجناء مجمرة المناسم عرمس
إما أتيت على النبي فقل له حقاً عليك اذا اطمأنّ المجلس
يا خير من ركب المطى ومن مشى فوق التراب اذا تعد الأنفس
إنا وفينا بالذى عاهدتنا والخيل تقدع بالكماة وتضرس

(اے وہ شخص جس کو مضبوط جبڑوں والی اور سخت پاؤں والی اونٹنی دوڑا رہی ہے۔ اگر تو نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہو۔ جب اطمینان سے بیٹھ جائے تو لازماً" ان کے سامنے عرض کر۔ اے سواروں سے افضل اور زمین پر چلنے والوں سے بہتر جب لوگ شمار ہوں۔ ہم نے عہد وفا کر دیا ہے جو آپ نے ہم سے کیا تھا اور گھوڑے بہادروں کو روک رہے تھے اور زخمی کر رہے تھے)

إذ سال من أفناه بهثة كلها جمع تظل به المخارم ترجس

حتـى صبحنـا أهـل مكـة فيلقـا　　شـهباء يقدمهـا الهمـام الأشـوس

من كـل أغلـب مـن سـليم فوقـه　　بيضـاء محكمـة الدخـال وقونـس

يروى القنـاة اذا تجاسـر فـى الوغـى　　وتخالـه أسـداً اذا مـا يعبـس

(جب بشہ قبیلہ کے اطراف سے فوج اٹھی اس کے باعث تمام راستے حرکت میں آگئے۔ یہاں تک کہ ہم اہل مکہ کے پاس مسلح فوج لائے ان کا قائد تھا بہادر رئیس۔ سلیم قبیلہ کے ہر مضبوط جوان سے اس کے جسم پر مضبوط زرہ ہے اور خود ہے۔ جب جنگ میں حملہ آور ہوتا ہے تو نیزے کے خون سے سیراب کرتا ہے جب وہ تیوری چڑھائے تو تو اسے شیر گمان کرلے)

يغشـى الكتيبـة معلمـاً وبكفـه　　عضـب يقـدّ بـه ولـدن مدعـس

وعلى حنين قد وفى من جمعنا　　ألـف أمـد بـه الرسـول عرنـدس

كـانوا أمـام المؤمنيـن دريئـة　　والشـمس يومئـذ عليهـم أشمـس

نمضـى ويحرسـنا الالـه بحفظـه　　والله ليـس بضـائع مـن يحـرس

(وہ لشکر پر نمایاں ہو کر حملہ آور ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں قاطع تلوار ہے اور لچکدار نیزہ۔ اور حنین میں ہماری جماعت سے ایک ہزار طاقتور جوان تھا جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا تعاون کیا گیا۔ وہ مسلمانوں کے سامنے دفاع کرنے والے تھے اس روز سورج کی ان پر خوب چمک تھی۔ ہم روانہ ہوئے اور اللہ ہماری حفاظت کرتا ہے اپنے نگہبان سے اللہ جس کی حفاظت کرے وہ ضائع نہیں ہوتا)

ولقـد حبسـنا بالمنـاقب محبسـاً　　رضـى الآلـه بـه فنعـم المحبـس

وغـداة أوطـاس شـددنا شـدة　　كفت العدو وقيل منها يا احبسوا

تدعـو هـوازن بـالأخرة بيننـا　　ثـدى تمـد بـه هـوازن أيبـس

حتـى تركنـا جمعهـم وكأنـه　　عيـر تعاقبـه السـباع مفـرس

(ہم مناقب کے راستہ میں ایک جگہ روک دیئے گئے اللہ اس پر راضی ہوا پس رکنے کی جگہ اچھی ہے۔ اوطاس میں ہم نے ایک حملہ کیا جو دشمن کو کافی ہو گیا اور کہا گیا ان کی جانب سے یا لوگو! رک جاؤ۔ ہوازن قبیلہ برادری کا واسطہ دیتا ہے ہمارے درمیان دودھ کا قدیمی رشتہ ہے جس کا ہوازن اظہار کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ہم نے ان کے لشکر کی ایسی درگت بنائی گویا وہ نیل گاؤ ہے گری پڑی جس کو درندے نوچ رہے ہیں)

عباس بن مرداس سلمیؓ نے کہا۔

مـن مبلـغ الأقـوام أن محمـداً　　رسـول الالـه راشـد حيـث يممـا

دعـا ربـه واسـتنصر الله وحـده　　فـأصبح قـد وفـى اليـه وأنعمـا

سـرينا وواعدنـا قديـداً محمـداً　　يـؤم بنـا أمـراً مـن الله محكمـا

تمـاروا بنـا فـى الفجـر حتـى تبينـوا　　مـع الفجـر فتيانـاً وغابـاً مقومـا

علـى الخيـل مشـدوداً علينـا دروعنـا　　ورجـلا كدفـاع الأتـيّ عرمرمـا

(اقوام عالم کو کون بتائے گا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جہاں کا عزم کریں کامیاب ہیں۔ اس لئے اپنے رب کو پکارا اور اس سے مغفرت طلب کی۔ پس انہوں نے اپنا عہد پورا کیا اور خوب پورا کیا۔ ہم روانہ ہوئے اور محمد ﷺ سے قدید مقام کا وعدہ کیا وہ ہمارے ساتھ اللہ کے محکم امر قصد فرما رہے تھے۔ ان کو ہمارے بارے فجر کے وقت شک ہوا یہاں تک کہ انہوں نے فجر کے ساتھ ہی نوجوانوں اور سیدھے نیزے کو دیکھ لیا' جو گھوڑوں پر سوار تھے زرہ پوش اور بہت سے پیادہ سیل رواں کی طرح)

فإن سراة الحي إن كنت سائلا ... سليم وفيهم منهم من تسلما
وجند من الأنصار لا يخذلونه ... أطاعوا فما يعصونه ما تكلما
فإن تك قد أمرت في القوم خالداً ... وقدمته فانه قد تقدما
بجند هداه الله أنت أميره ... تصيب به في الحق من كان أظلما
حلفت يميناً برة لمحمد ... فأكملتها ألفاً من الخيل ملجما

(اگر تو پوچھے تو قبیلے کے سردار سلیم ہیں ان میں بعض ایسے ہیں جو سلیم کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انصار کا لشکر بھی ان کو بے سہارا نہیں چھوڑتا' وہ ان کے تبع ہیں جب تک وہ ہیں ان کی نافرمانی نہیں کرتے۔ اگر آپ نے قوم کا امیر خالد کو نامزد کر دیا ہے اور ان کو قائد بنا دیا۔ بے شک وہ تو پہلے ہی مقدم ہے۔ ہدایت یافتہ لشکر کو لے کر آپ اس کے امیر ہیں' آپ ہر مظلوم کی اس کے سبب سے حق رسی کرتے ہیں۔ میں نے محمدؐ کے پاس سچی قسم اٹھائی میں نے ایک ہزار لگام والے گھوڑوں کو پورا کیا)

وقال نبي المؤمنين تقدموا ... وحب الينا أن نكون المقدما
وبتنا بنهي المستدير ولم يكن ... بنا الخوف إلا رغبة وتحزما
أطعناك حتى أسلم الناس كلهم ... وحتى صبحنا الجمع أهل يلملما
يظل الحصان الأبلق الورد وسطه ... ولا يطمئن الشيخ حتى يسوما
سمونا لهم ورد القطا زفه ضحى ... وكلا تراه عن أخيه قد احجما

(مسلمانوں کے نبی نے کہا تم آگے بڑھو' ہمیں آگے بڑھنا محبوب تھا۔ ہم نے گول تلاب پر رات بسر کی ہمیں رغبت اور عزم و احتیاط کے علاوہ کسی کا فکر نہ تھا۔ ہم نے آپ کی اطاعت کی حتیٰ کہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور حتیٰ کہ اہل یلملم کے لشکر پر صبح کو حملہ کیا۔ ابلق سرخ گھوڑے اس کے وسط میں چھپ جاتے تھے اور شیخ بغیر علامت کے مطمئن نہ ہوتا تھا۔ ہم ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے قطا جانور کی طرح اٹھے جس کو چاشت کے وقت بھگا دیا ہو)

لدن غدوة حتى تركنا عشية ... حنيناً وقد سالت دوامعه دما
إذا شئت من كل رأيت ضمرة ... وفارسها يهوى ورمحاً محطما
وقد أحرزت منا هوازن سربها ... وحب اليها أن نخيب ونحرما

(صبح سے شام تک ہم نے حنین کو ایسی حالت میں چھوڑ کر اس کے نالوں میں خون بہہ رہا تھا۔ جب تو چاہے ہر ایک

کو تیز رفتار گھوڑے کا شہ سوار دیکھے گا جو آگے بڑھ رہا ہے اور شکستہ نیزے کو دیکھے گا۔ ھوازن نے ہم سے اپنے مویشیوں کو محفوظ کر لیا اور ان کو محبوب تھا کہ خائب و خاسر اور محروم ہوں)

امام ابن اسحاقؒ نے حضرت عباس بن مرداس سلمیؓ کے متعدد قصیدے نقل کئے ہیں' ہم نے بخوف طوالت و ملالت ان میں سے بعض کو نظر انداز کر دیا ہے اور یہی کافی ہیں' واللہ اعلم۔

غزوۂ طائف

عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ ماہ شوال ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین کا معرکہ سر کیا اور طائف کا محاصرہ کیا بقول ابن اسحاق' ثقیف کے شکست خوردہ لوگ طائف میں پناہ گزیں ہو گئے اور شہر کے سارے دروازے بند کر لئے اور جنگ کے لئے مختلف طریقے استعمال کئے۔ عروہ بن مسعود ثقفی اور غیلان بن سلمہ جنگ حنین اور طائف محاصرے کے وقت موجود نہ تھے وہ جرش میں دبابہ' منجنیق اور ضبور کی صنعت کی تعلیم کے لئے گئے ہوئے تھے' آپ غزوہ حنین سے فارغ ہو کر طائف کے محاصرہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت کعب بن مالکؓ نے اس سلسلہ میں کہا۔

قضينا من تهامة كل ريب وخيبر ثم أجممنا السيوفا
نخيرها ولو نطقت لقالت قواطعهن دوسا أو ثقيفا
فلست لحاضن إن لم تروها بساحة داركم منا ألوفا
وننتزع العروش ببطن وج وتصبح دوركم منكم خلوفا
ويأتيكم لنا سرعان خيل يغادر خلفه جمعا كثيفا

(ہم نے تہامہ اور خیبر کے ہر خطرہ کو دور کر دیا ہے پھر ہم نے تلواروں کو آرام دیا۔ ہم ان کو اختیار دیتے ہیں اگر ان کو قوت گویائی میسر ہو تو وہ کہیں کہ ہم دوس یا ثقیف سے جنگ کریں گی۔ میں حلال زادہ نہ ہوں اگر تم ہم سے ہزاروں لوگ اپنے صحن اور علاقہ میں نہ دیکھو۔ ہم وادی وج کی چھتوں کو اتار پھینکیں گے اور تمہارے گھر تم سے خالی اور ویران ہو جائیں گے۔ تمہارے پاس ہمارے لشکر کا ہراول دستہ آئے گا جو اپنے پیچھے کافی جمعیت کو چھوڑ جائے گا)

اذا نزلوا بساحتكم سمعتم لها مما أناخ بها رجيفا
بأيديهم قواضب مرهفات يزرن المصطلين بها الحتوفا
كأمثال العقائق أخلصتها قيون الهند لم تضرب كتيفا
تخال جدية الأبطال فيها غداة الزحف جاديا مدوفا
أجدهم أليس لهم نصيح من الأقوام كان بنا عريفا

(جب وہ تمہارے علاقے میں اتریں گے تو تم ان کی آمد کی ایک خوفناک چیخ سنو گے۔ ان کے ہاتھوں میں قاطع

تلواریں ہیں جو ناپنے والوں کو موت کا مزہ چکھاتی ہیں۔ بجلی کی کرن کی طرح چمکدار ہیں۔ اس کو ہندی کاریگروں نے خوب بنایا ہے وہ معمولی لوہے سے نہیں بنائی گئیں۔ تو اس میں بہادروں کے خون کو لڑائی کے وقت زعفران سے مخلوط دیکھے گا۔ کیا وہ سچ مچ ایسا کر رہے ہیں' کیا اقوام عالم سے ان کا کوئی خیر اندیش نہیں جو ہمیں جانتا ہو)

یخبرهم بأنا قد جمعنا عتاق الخیل والنجب الطروفا
وأنا قد أتیناهم بزحف یحیط بسور حضنهم صفوفا
رئیسهم النبی وکان صلبا نقی القلب مصطبراً عزوفا
رشید الأمر ذا حکم وعلم وحلم لم یکن نزقا خفیفا
نطیع نبینا ونطیع ربا هو الرحمن کان بنا رؤفا

(جو ان کو بتا دے کہ ہم نے عمدہ اور بہترین گھوڑوں کو جمع کیا ہے۔ اور ہم ان کے پاس لشکر لائے ہیں جو ان کے قلعہ کی دیواروں کو قطار در قطار محیط ہے۔ ان کا رئیس اور سربراہ نبیؐ ہے وہ صاف دل بہادر صبرمند اور زاہد ہے۔ صاحب تدبیر' حاکم' عالم اور حلیم ہے اور بے دانش اور حماقت سے محفوظ ہیں۔ ہم اپنے نبی کی اور اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ ہم پر مہربان اور شفیق ہے)

فان تلقوا الینا السلم نقبل ونجعلکم لنا عضداً وریفا
وإن تأبوا نجاهدکم ونصبر ولا یك أمرنا رعشا ضعیفا
نجالد ما بقینا أو تنیبوا الی الاسلام إذعانا مضیفا
نجاهد لا نبالی ما لقینا أ أهلکنا التلاد أم الطریفا
وکم من معشر ألبوا علینا صمیم الجذم منهم والحلیفا

(اگر تم صلح کا پیغام دو تو ہم قبول کر لیں گے اور تم کو اپنا بازو بنا لیں گے اور تمہیں آسودگی دیں گے۔ اگر انکار کرو تو ہم تم سے جہاد کریں گے اور صبر کریں گے اور ہمارا عزم غیر متزلزل ہے۔ جب تک زندہ رہے ہم لڑائی کریں گے یا تم اسلام کی طرف نیاز مندانہ رجوع کرو۔ جو ہمارے سامنے آئے ہم اس سے جہاد کرتے ہیں۔ ہم اس بات سے بے نیاز ہیں کیا ہم نے قدیم جائیداد یا جدید کو ہلاک کر دیا۔ کتنے ہی لوگ ہمارے خلاف جمع ہوئے ہیں عزم صمیم کے ساتھ یا سرسری طور پر)

أتونا لا یرون لهم کفاء فجدعنا المسامع والأنوفا
بکل مهند لین صقیل نسوقهم بها سوقا عنیفا
لأمر الله والأسلام حتی یقوم الدین معتدلا حنیفا
وتنسی اللات والعزی وود ونسلبها القلائد الشنوفا
فأمسوا قد أقروا واطمأنوا ومن لا یمتنع یقبل خسوفا

(وہ آئے وہ ان کو اپنے ہم پلہ نہیں سمجھ رہے تھے' ہم نے ان کے کان اور ناک کاٹ دیے۔ ہر لچکدار' چمکدار اور ہندی تلوار سے' جو ان کو اس کے ساتھ سختی سے ہانکے گا۔ اللہ کے حکم اور اسلام کے لئے یہاں تک کہ دین کو ان

میں معتدل کر دے۔ لات' عزیٰ اور ود بھلا دیئے جائیں گے اور ہم ان کے ہار اور بندے چھین لیں گے۔ انہوں نے اعتراف کر لیا ہے اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو اپنی حفاظت نہ کرے وہ ذلیل و رسوا ہو گا)

کنانہ ثقفی : بقول ابن اسحاق' ان اشعار کا جواب کنانہ بن عبدیالیل بن عمرو بن عمیر ثقفی نے دیا' بقول ابن کثیر' موسیٰ بن عقبہ' ابواسحاق' ابوعمر بن عبدالبر اور ابن اثیر وغیرہ کا بیان ہے کہ وہ بعد ازاں ثقیف کے وفد میں آیا اور ان کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ مدائن کا خیال ہے کہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ وہ روم کے علاقہ میں چلا گیا اور عیسائی ہو گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔

من کان یبغینا یرید قتالنا ۔۔۔ فإنّا بدار معلم لا نریمھا
وجدنا بھا الآباء من قبل ما تری ۔۔۔ وکانت لنا أضواؤھا وکرومھا
وقد جربتنا قبل عمرو بن عامر ۔۔۔ فأخبرھا ذو رأیھا وحلیمھا
وقد علمت - إن قالت الحق - أننا ۔۔۔ اذا ما أتت صعر الخدود نقیمھا

(جو ہم سے لڑائی کا خواہش مند ہے وہ آجائے ہم مشہور مقام میں ہیں ہم اس سے منتقل نہ ہوں گے۔ تمہارے دیکھنے سے قبل ہم نے یہاں اپنے آباء کو موجود پایا اس کے کنوئیں اور تاکستان ہمارے ہیں۔ قبل ازیں بنی عمرو بن عامر نے ہمارا تجربہ کیا ہے اس کے صاحب رائے اور حلیم نے ان کو بتایا ہے۔ اگر اس نے صحیح کہا ہے تو اس کو معلوم ہے کہ ہم متکبر لوگوں کی گردنیں سیدھی کر دیتے ہیں)

نقوّمھا حتی یلین شریسھا ۔۔۔ ویعرف للحق المبین ظلومھا
علینا دلاص من تراث محرق ۔۔۔ کلون السماء زینتھا نجومھا
نرفعھا عنا ببیض صوارم ۔۔۔ اذا جردت فی غمرۃ لا نشیمھا

(ہم ان کو اسی قدر سیدھی کرتے ہیں کہ ان کی شدت گرم پڑ جاتی ہے اور واضح حق کو ظالم پہچان جاتا ہے۔ محرق کے ترکہ کی آسمانی رنگ کی ہمارے پاس زرہیں ہیں جن کو ان کے ستاروں نے آراستہ کر دیا ہے۔ ہم قاطع تلواروں سے ان کو اپنے سے دور کر دیتے ہیں جب وہ نیام سے باہر کر دی جائیں تو ہم ان کو بند نہیں کرتے)

شداد جشمی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ شداد بن عارض جشمی نے رسول اللہ ﷺ کی طائف روانگی کے وقت کہا۔

لا تنصروا اللات إن اللہ مھلکھا ۔۔۔ وکیف ینصر من ھو لیس ینتصر
إن التی حرقت بالسد فاشتعلت ۔۔۔ ولم تقاتل لدی أحجارھا ھدر
إن الرسول متی ینزل بلادکم ۔۔۔ یظعن ولیس بھا من أھلھا بشر

(تم لات کی مدد نہ کرو اللہ اس کو ہلاک کرنے والا ہے جو خود انتقام نہیں لے سکتا اس کی کیسے مدد کی جائے۔ بے شک وہ مورتی جو "سد" میں شعلوں کی نذر کر دی گئی اور اس کی عمارت کے پاس لڑائی نہیں لڑی گئی' رائیگاں ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب تمہارے علاقہ میں آئے' وہاں سے روانہ ہوں گے تو وہاں ان کے باشندوں میں سے کوئی بشر نہ ہو گا)

پہلا قصاص : ابن اسحاق کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ حنین سے طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ

میں نخلہ یمانیہ' پھر قرن' پھر ملیح پھر لیہ کے علاقہ بحرۃ الرغا میں پہنچے۔ وہاں مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھی۔ ابن اسحاق نے عمرو بن شعیب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس روز بحرۃ الرغا میں قیام کے دوران قصاص کا فیصلہ کیا۔ ایک لیثی نے ہذیلی کو قتل کر دیا تھا۔ چنانچہ لیثی کو بطور قصاص قتل کر دیا اور یہ اسلامی تاریخ میں پہلا قصاص ہے۔

سرتابی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ ضیقہ نامی راستہ پر چلے پوچھا اس راستہ کا نام کیا ہے تو عرض کیا ضیقہ "تنگی" تو آپؐ نے فرمایا' نہیں بلکہ اس کا نام ہے یسریٰ "فراخی" پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر نخب پہنچے تو صادرہ نامی بیر کے درخت کے نیچے ایک ثقفی کے باغ کے پاس فروکش ہوئے۔ ثقفی کو پیغام بھیجا ہمارے پاس چلے آؤ ورنہ ہم تمہارا باغ ویران کر دیں گے اس نے آپ کی خدمت میں آنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو خراب کر دینے کا حکم دیا۔

ابو رغال : ابن اسحاق' اسماعیل بن امیہ بن بجیر بن ابی بجیر کی معرفت حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ طائف کی طرف روانہ ہوئے تو ایک قبر کے پاس سے گزرے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ابو رغال کی قبر ہے جو ثقیف کا والد ثمودی تھا حرم میں رہائش کی وجہ سے عذاب سے محفوظ تھا حرم سے باہر نکلا تو اس کو بھی اس مقام میں وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو لاحق ہوا تھا۔ اور یہاں دفن ہوا اور اس بات کے صحیح ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ طلائی چھڑی بھی دفن ہوئی اگر تم اس کو کھود ڈالو تو وہ حاصل کر سکتے ہو۔ لوگوں نے جلدی سے قبر کھود ڈالی اور طلائی چھڑی نکال لی۔ اس روایت کو ابوداؤد نے (یحییٰ بن معین از وھب بن جریر بن حازم از ابیہ از) محمد بن اسحاق بیان کیا ہے اور بیہقی نے (یزید بن زریع از روح بن قاسم' از اسماعیل بن امیہ) بیان کیا ہے۔

مسجد طائف : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ طائف کے قریب فروکش ہوئے اور چند صحابہ تیروں سے شہید ہو گئے کہ آپ کا پڑاؤ طائف کے متصل تھا پھر آپ اس جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ جہاں آج آپؐ کی مسجد ہے جس کی تعمیر عمرو بن امیہ بن وھب ثقفی نے کی تھی اس میں ایک ستون ہے اس پر دھوپ پڑنے کے وقت روزانہ اس سے چیخنے کی آواز آتی ہے۔

کتنے روز محاصرہ : رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ بیس سے زائد روز تک کیا۔ بقول ابن ہشام سترہ روز۔ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مال غنیمت جعرانہ میں چھوڑ کر طائف کی طرف روانہ ہوئے اور قلعہ طائف کے پاس اکمہ میں دس سے زیادہ روز تک قیام کیا۔ ان سے جنگ ہوتا رہا۔ وہ آپ سے قلعوں کے اندر سے جنگ کرتے تھے متعدد مسلمان زخمی ہوئے' ماسوائے ابوبکرہ بن مسروح' زید کے اخیافی بھائی کے کوئی شخص بھی آپ کے پاس نہیں آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ مسلمانوں نے ان کے انگور کے باغات کاٹے تو ثقیف نے عرض کیا' باغات خراب نہ کرو وہ آپ کے ہوں یا ہمارے۔

ابوبکرہ : عروہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان کو حکم دیا کہ وہ کھجور کے پانچ درخت اور انگور

کی پانچ بیلیں کاٹ دے اور اعلان کروایا کہ جو شخص قلعہ سے اتر کر ہمارے پاس آجائے گا وہ آزاد ہے۔ چنانچہ چند لوگ اتر کر آپ کے پاس آئے آپ نے ان کو آزاد کر کے مسلمانوں کی تحویل میں دے دیا ان میں ابوبکرہ بن مسروح' زیاد بن ابو سفیان کے اخیافی بھائی تھے۔

امام احمد (یزید' حجاج' حکم' مقسم) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس "طائف میں" کسی کا غلام مسلمان ہو کر آجاتا تو آپ اس کو آزاد کر دیتے' آپ نے طائف میں دو غلام آزاد کئے۔ امام احمد (عبدالقدوس بن بکر بن خنیس' حجاج' حکم' مقسم) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو آپ کے پاس دو غلام نکل کر آگئے آپ نے ان کو آزاد کر دیا ایک ان میں سے ابوبکرہؓ ہے رسول اللہ ﷺ غلاموں کو آزاد کر دیتے تھے جب وہ مسلمان ہو کر آپ کے پاس آجاتے تھے۔

امام احمد (نصر بن رباب' حجاج' حکم' مقسم) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم طائف میں فرمایا جو غلام ہماری طرف چلا آئے گا وہ آزاد ہے چنانچہ چند غلام نکل کر آپ کے پاس آئے آپ نے ان کو آزاد کر دیا ان میں ابوبکرہؓ بھی تھے اس روایت میں امام احمد منفرد ہیں اور اس حدیث کی صحت کا مدار حجاج بن ارطاہ پر ہے اور وہ ضعیف ہے۔

غلام دارالحرب سے آجائے تو --- : امام احمد کا مسلک ہے کہ جو غلام دارالحرب سے فرار ہو کر دارالاسلام میں داخل ہو جائے وہ مطلقاً شرعی طور پر آزاد ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مطلقاً آزاد نہ ہو گا بلکہ مشروط طور پر اگر مذکور بالا حدیث صحیح ہو تو مطلقاً آزادی مشروع ہو گی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قتیل کا سلب قاتل کے لئے ہے۔ یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق کی معرفت عبداللہ بن مکرم ثقفی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو حارث بن کلدہ کا غلام ابوبکرہ آپ کے پاس آگیا ایک غلام منطجع نامی آیا آپ نے اس کا نام منبعث رکھ دیا۔ یحنس اور وردان بھی آئے اور سب مسلمان ہو گئے جب طائف کا وفد آیا اور وہ مسلمان ہو گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ ہمارے غلام واپس فرما دیجئے تو آپ نے فرمایا یہ آزاد ہیں البتہ ان غلاموں کی ولاء کا حق ان کے آقاؤں کو دے دیا۔

والد کا انکار : امام بخاری (محمد بن بشار' غندر' شعبہ' عاصم) ابو عثمان سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعد سے سنا جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور ابوبکرہ سے سنا جو طائف کی دیوار پر چند ساتھیوں کے ہمراہ چڑھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے' ان دونوں کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو شخص دانستہ' غیر باپ کی طرف منسوب ہو' اس پر جنت حرام ہے۔ اس روایت کو مسلم نے عاصم سے بیان کیا ہے۔

۲۳ آدمی اترے : امام بخاری (ہشام' معمر' عاصم) ابوالعالیہ یا ابو عثمان نہدی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعدؓ اور ابوبکرہؓ سے سنا' عاصم کا بیان ہے کہ میں نے کہا ان دو آدمیوں کی گواہی کافی ہے تو ابو عثمان نے کہا "ہاں" ایک ان میں سے وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلایا اور دوسرا وہ شخص ہے

جو رسول اللہ ﷺ کے پاس طائف سے اتر کر آیا وہ طائف سے اترنے والوں میں ۲۳ واں آدمی تھا۔

منجنیق : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور ام المومنین حضرت زینبؓ تھیں۔ ان دونوں کے لئے دو خیمے نصب تھے' آپ ان خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ آپ نے طائف کا محاصرہ کیا اور ان سے شدید جنگ ہوا اور تیروں کا تبادلہ ہوا (بقول ابن ہشام) آپ نے ان پر منجنیق سے گولہ باری کی اور آپ نے اسلامی تاریخ میں پہلی بار اہل طائف پر منجنیق استعمال کی۔

دبابہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ چند صحابہ دبابہ کے نیچے داخل ہو کر چلے کہ قلعہ طائف کی دیوار کو جلا دیں۔ طائف والوں نے اوپر سے لوہے کے گرم ٹکڑے پھینکے وہ اس کے نیچے سے باہر نکل آئے تو ثقیف نے ان پر تیر اندازی کی' اور ان لوگوں کو شہید کر ڈالا' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے انگور کے باغات کاٹ دینے کا حکم فرمایا چنانچہ لوگ اس کو کاٹنے لگے۔

حضرت ابو سفیانؓ اور حضرت مغیرہؓ کا کارنامہ : حضرت ابو سفیانؓ بن حرب اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ نے ثقیف سے بات چیت کے لئے امان طلب کی' انہوں نے امان دے دی تو قریش اور بنی کنانہ کی خواتین کو بلایا۔ وہ ان کے پاس چلی آئیں (ان کو طائف کے فتح ہونے پر ان کی غلامی کا خطرہ تھا) خواتین نے آنے سے انکار کر دیا تو ابوالاسود بن مسعود نے ان نمائندگان کو کہا کہ میں تم کو ایک بات اس سے بھی بہتر بتاتا ہوں --- رسول اللہ ﷺ وادی عقیق میں خیمہ زن تھے اور یہ وادی ابوالاسود کے باغات اور طائف کے درمیان واقع تھی' ابوالاسود کے باغات پانی زرخیزہ اور شادابی کے لحاظ سے سب سے عمدہ تھے --- کہ محمدؐ نے ان باغات کو کاٹ دیا تو کبھی آباد نہ ہوں گے۔ آپ ان سے بات کرو کہ خود ان پر قبضہ کر لیں یا اللہ اور قرابت کے ناطے سے ان کو نہ کاٹیں چنانچہ وہ بقول ایشان آپ نے اس کو ان کے لئے چھوڑ دیا۔

منجنیق اور حضرت سلمان فارسیؓ : واقدی نے اپنے شیوخ سے اس طرح کا واقعہ بیان کر کے کہا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے منجنیق کو خود بنایا اور اس کے استعمال کا مشورہ دیا' بقول بعض منجنیق اور دبابہ انہوں نے پیش کیا' واللہ اعلم۔

سفارت میں خیانت : بیہقی نے ابن لہیعہ سے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے بیان کیا ہے کہ عیینہ بن حصن نے رسول اللہ ﷺ سے اہل طائف کو اسلام کی دعوت پیش کرنے کی اجازت طلب کی اور آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ ان کے پاس آیا اور ان کو بجائے اسلام کی دعوت دینے کے' قلعہ میں ثابت قدم رہنے کا مشورہ دیا اور ان کو کہا کہ چند درختوں کا کٹ جانا تمہیں پریشان نہ کر دے ایسی اور باتیں بھی کیں۔

جب واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے کیا کہا' اس نے بتایا کہ میں نے اسلام کی دعوت پیش کی' جہنم سے ڈرایا اور جنت کا شوق دلایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم غلط بیانی سے کام لے رہو ہو تم نے تو ایسا ایسا کہا ہے' تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اس جرم سے اللہ اور آپؐ کی طرف توبہ کرتا۔

اعمال جہاد کا ثواب : امام بیہقی (حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' ہشام دستوائی' قتادہ' سالم بن ابی الجعد' معدان بن ابی طلحہ) حضرت ابن ابی نجیح سلمیؓ (یعنی عمرو بن عنبسہ) سے بیان کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ قلعہ طائف کا محاصرہ کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص اپنا تیر "قلعہ طائف" پر پہنچا دے گا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہے چنانچہ میں نے اس روز سولہ تیر وہاں پھینکے۔ آپ نے فرمایا جو راہ خدا میں ایک تیر چلائے گا۔ اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ بعض اشخاص کے راہ خدا' میں جہاد کرتے ہوئے بال سفید ہو گئے وہ اس کے لئے قیامت کے روز نور اور روشنی ہوں گے' جس شخص نے مسلمان غلام آزاد کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے اعضا کو آگ سے بچائے گا' اسی طرح مسلمان عورت' مسلمان لونڈی کو آزاد کرے تو اس کو بھی یہی ثواب و صلہ ملے گا۔ اس روایت کو ابوداؤد' نسائی اور ترمذی نے قتادہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

مخنث ھیت : امام بخاری (حمیدی' سفیان' ہشام' عروہ' زینب بنت ام سلمہ) حضرت ام سلمہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس مخنث تھا جو عبداللہ بن ابی امیہ کو بتا رہا تھا اگر کل طائف فتح ہوا تو بادیہ بنت غیلان کو لے لینا وہ سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار شکنیں پڑتی ہیں' پیٹھ موڑ کر چلتی ہے تو آٹھ شکنیں دکھائی دیتی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آئیں' بقول ابن جریج مخنث کا نام ہے "ھیت" بادیہ بنت غیلان' عبدالرحمان بن عوف کی بیوی سے جویریہ بنت عبدالرحمان پیدا ہوئی جو مسور بن مخرمہ کی بیوی تھی۔ (ندوی)

اس روایت کو بخاری اور مسلم نے متعدد طرق سے (ہشام بن عروہ از ابیہ) بیان کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کو خادم مردوں میں سے سمجھتے تھے جس کو عورتوں کی خواہش نہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا میں اس کو نہیں دیکھ رہا کہ وہ ایسی باتیں جانتا ہے یہ آپ کے پاس نہ آئیں یعنی جب وہ جنسی باتوں سے آگاہ ہے تو وہ (۳۱/۲۴) یا ایسے لڑکوں سے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے واقف نہ ہوں) میں داخل ہے **او الطفل الذین لم یظھرو علی عورات النساء** (۳۱/۲۴) مخنث سے مراد عرف سلف میں وہ ہے جس کو عورتوں کی حاجت نہ ہو' وہ مراد نہیں ہے جس سے جماع ہو سکے اگر ایسا ہو تو وہ واجب القتل ہے۔ جیسا کہ حدیث سے مفہوم ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو اسی جرم میں قتل کر دیا تھا۔

امام بخاری نے اس مخنث کا نام ابن جریج سے ھیت نقل کیا ہے مگر یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ ایک مخنث مانع نامی تھا جس کی رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے پاس آمدورفت تھی۔ ہم نہیں سمجھتے تھے کہ وہ جنسی معاملات سے آگاہ ہو گا' اور نہ ہی اس کو ایسی بات سے دلچسپی ہو گی رسول اللہ ﷺ نے اس کو حضرت خالد بن ولیدؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب خالد! اگر رسول اللہ ﷺ نے طائف کو فتح کر لیا تو بادیہ بنت غیلان تمہارے ہاتھ سے نہ نکل جائے وہ سامنے آتی ہے تو اس کے شکم پر چار سلوٹیں ہوتی ہیں اگر پیٹھ پھیر کر چلے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا میں نہیں

سمجھتا تھا کہ وہ یہ باتیں جانتا ہے پھر آپ نے ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ وہ تمہارے ہاں نہ آئے چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت کے پاس آنے سے روک دیا گیا۔

اکابر کی مخالفت اور حدیث کے بارے عمدہ نکتہ : امام بخاری (علی بن عبداللہ ' شیبان' عمرو' ابو العباس شاعر اعمی) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اور کچھ کامیابی نہ ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمایا ان شاء اللہ کل ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے تو یہ بات مسلمانوں کو گراں گزری اور انہوں نے کہا کہ ہم بغیر فتح کئے ہی چلے جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل لڑائی پر چلنا چنانچہ دوسرے روز لڑائی پر گئے تو زخموں سے چور ہو گئے تو پھر آپ نے فرمایا ان شاء اللہ کل ہم واپس جائیں گے تو وہ یہ سن کر خوش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ کر ہنسے اور سفیان نے ایک بار مسکرانے کا لفظ بھی بیان کیا ہے۔

تدریسی نکتہ : اس روایت کو امام مسلم نے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے اور اس نے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کی طرف منسوب کی ہے۔ بخاری کے نسخہ جات میں بھی یہ اختلاف مذکور ہے اور ایک نسخہ میں صرف عبداللہ بن عمرو بن عاص ہی مذکور ہے' واللہ اعلم۔

بھٹ میں لومڑی : واقدی نے کثیر بن زید بن ولید بن رباح کی معرفت حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے کہ طائف کے محاصرہ پر پندرہ روز گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ کیا نوفل! طائف پر محاصرہ جاری رکھنے کے بارے کیا خیال ہے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! لومڑی اپنے بھٹ میں ہے۔ محاصرہ جاری رکھو تو قابو کر لیں گے اگر نظر انداز کر دو تو نقصان دہ نہیں۔

خواب : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ثقیف کے محاصرہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر کو بتایا مجھے خواب آیا ہے کہ مکھن سے لبریز پیالہ مجھے تحفتہ دیا گیا ہے مرغ نے چونچ مار کر مکھن کو گرا دیا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا میرا گمان ہے کہ آپ حسب ارادہ آج ان پر قابو نہ پا سکیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی اس میں کامیابی نہیں دیکھ رہا۔

کوچ اور عیینہ بن حصن : عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم سلمیہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی تو بادیہ بنت غیلان یا فارعہ بنت عقیل --- جو خواتین ثقیف میں سے عمدہ زیورات رکھتی تھیں --- کے زیورات مجھے عطا کرنا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خولہؓ! اگرچہ مجھے اس کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ یہ بات خولہ نے حضرت عمرؓ کو بتائی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خولہ نے جو مجھے بات بتائی ہے وہ کیا ہے آپ نے فرمایا ہاں! میں نے یہ بات کہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ان کے بارے آپ کو اجازت نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا نہیں ملی تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا' کیا میں کوچ کا اعلان نہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! جب لوگ جانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو عمر سعید بن عبید بن اسید بن ابو عمرو بن علاج ثقفی نے اعلان کیا سنو! ثقیف قبیلہ خیمہ زن اور مقیم ہے' یہ سن کر عیینہ بن حصن نے کہا ہاں! واللہ! یہ عظمت اور وقار ہے۔ تو کسی مسلمان نے سن کر کہا' عیینہ تجھے اللہ

ہلاک کرے کیا تو مشرکوں کی تعریف و توصیف کرتا ہے حالانکہ تو رسول اللہ ﷺ کی نصرت و حمایت میں آیا ہے تو عیینہ نے کہا واللہ! میں تمہارے ہمراہ ثقیف سے لڑنے کے لئے نہ آیا تھا بلکہ میرا ارادہ تھا کہ محمد ﷺ طائف فتح کر لیں گے اور میں ایک ثقفی لڑکی حاصل کر لوں گا ممکن ہے کہ اس کے شکم سے میرے ہاں لڑکا پیدا ہو کیونکہ ثقیف قبیلہ بڑا ہوشیار اور عقلمند ہے۔

دعا : ابن لھیعہ نے ابوالاسود کی معرفت عروہ سے خولہ کا مذکور بالا قصہ اور حضرت عمرؓ کے اعلان رحیل کا واقعہ بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ اپنی سواریوں کو چرنے کے لئے نہ چھوڑیں۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ روانہ ہوئے اور واپس روانگی کے وقت دعا فرمائی۔ یااللہ! ثقیف کو ہدایت نصیب کر اور ان کی محنت اور مؤنت و مشقت سے ہمیں کفایت کر دے۔ امام ترمذی نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہمیں ثقیف کے نیزوں نے جلا کر راکھ دیا ہے آپ ان پر بددعا فرمائیں۔ تو آپ نے اس کی بجائے دعا فرمائی یااللہ! تو ثقیف کو ہدایت فرما بقول امام ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یونس (ابن اسحاق' عبداللہ بن ابی بکر اور عبداللہ بن مکرم) اہل علم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا قریباً تیس روز تک محاصرہ کیا پھر واپس مدینہ چلے آئے آپؐ کو ان کے بارے جنگ کا حکم نہ دیا گیا تھا چنانچہ ان کا وفد رمضان میں آیا اور وہ مسلمان ہو گئے اس کا تفصیلی واقعہ رمضان ۹ھ کے حالات میں ان شاء اللہ بیان ہو گا۔

شہدائے طائف : بقول ابن اسحاق' قریش میں سے شہید ہوئے (۱) سعید بن سعید بن عاص بن امیہ (۲) عرفطہ بن حباب حلیف بنی امیہ (۳) عبداللہ بن ابی بکر صدیق کو تیر لگا اور وہ اس تیر کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد فوت ہوئے (۴) عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ مخزومی (۵) عبداللہ بن عامر بن ربیعہ حلیف بنی عدی (۶) سائب بن حارث بن قیس بن عدی سہمی (۷) اخوہ عبداللہ (۸) جلیحہ بن عبداللہ از بنی سعد بن لیث لیثی اور خزرج میں سے' (۱) ثابت بن جذع اسلمی (۲) حارث بن سہل بن ابی صعصعہ مازنی (۳) منذر بن عبداللہ بن عدی (۴) اور قیم بن ثابت بن ثعلبہ ابن زید بن لوازن بن معاویہ اوسی۔ یہ کل بارہ صحابہؓ شہید ہوئے سات قرشی ایک لیثی اور ایک اوسی اور تین خزرجی۔

بجیر شاعر : بقول ابن اسحاق' رسول اللہ ﷺ طائف سے روانہ ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمی نے حنین اور طائف کا حال بیان کرتے ہوئے کہا۔

کانت علالة يوم بطن حنين وغداة أوطاس ويوم الأبرق
جمعت باغواء هوازن جمعها فتبددوا كالطائر المتمزق
لم يمنعوا منا مقاما واحداً إلا جدارهم وبطن الخندق
ولقد تعرضنا لكيما يخرجوا فاستحصنوا منا بباب مغلق
ترتد حسرانا الى رجراجة شهباء تلمع بالمنايا فيلق

(جنگ حنین اوطاس اور ابرق میں ... جنگ ہوئی ... ہوازن نے بے وقوفی سے بڑی فوج کو جمع کیا پس وہ

شکستہ پرندے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ہم سے کوئی مقام محفوظ نہیں رکھ سکے سوائے اپنی دیوار طائف اور بطن خندق کے۔ ہم ان کے سامنے آئے کہ وہ باہر نکلیں مگر وہ دروازہ بند کر کے قلعہ میں مقید ہو گئے۔ وہ تھکے ماندے ایک بڑے لشکر کی طرف لوٹتے ہیں جو جولان کی موت کی خبر دے رہا ہے)

ملمومة خضراء لو قذفوا بها حصنا لظل كأنه لم يخلق
مشي الضراء على الهراس كأننا قدر تفرق في القياد ويلتقي
في كل سابغة إذا ما استحصنت كالنهي هبت ريحه المترقرق
جدل تمس فضولهن نعالنا من نسج داود وآل محرق

وہ ایک مسلح لشکر ہے اگر وہ اس کو لے کر قلعہ پر حملہ کر دیں تو وہ ملیا میٹ ہو جائے گویا وہ تعمیر ہی نہیں ہوا۔ جیسا کہ جانور گھاس پر چلتے ہیں گویا کہ ہم میں عمدہ گھوڑوں پر سوار ہیں جو چلتے وقت جدا ہوتے ہیں اور ملتے ہیں۔ پوری اور لمبی زرہ میں جب کہ وہ مضبوط ہو وہ تالاب کی طرح چمکتی ہے جس پر ہوا چلتی ہو۔ یہ زرہیں لمبی ہیں داودؑ اور آل محرق کی زرہوں میں سے جو ہمارے جوتوں کو چھوتی ہیں)

صخر کا عجب واقعہ : امام ابوداؤد (عمر بن خطاب ابو حفص' فریابی' ابان' عمرو بن عبداللہ بن ابی حازم' عثمان بن ابی حازم' ابیہ) اپنے دادا صخر ابوالعیلہ احمسیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے **ثقیف** سے جنگ کی۔ صخر کو معلوم ہوا تو وہ اپنا فوجی دستہ لے کر' رسول اللہ ﷺ کے تعاون کے لئے آیا' وہاں پہنچا تو رسول اللہ ﷺ فتح کئے بغیر واپس ہو چکے تھے تو صخر نے اس وقت عہد کیا کہ جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کو مان کر نیچے نہ اتریں گے میں اس قلعہ کو چھوڑ کر نہ جاؤں گا۔ وہ ان کا محاصرہ کئے رہا تاآنکہ وہ رسول اللہ ﷺ کا حکم تسلیم کر کے نیچے اتر آئے اور صخر نے رسول اللہ ﷺ کی طرف تحریر کیا۔

اما بعد! یارسول اللہ! **ثقیف** قبیلہ آپ کا حکم اور فیصلہ کو تسلیم کر کے قلعہ سے نیچے اتر آیا ہے میں ان کو اپنے ساتھ لا رہا ہوں اور وہ میرے لشکر میں ہیں۔ وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے "الصلوۃ جامعہ" کا اعلان کر کے اجتماع بلوایا اور احمس کے لئے دس بار دعا کی یااللہ! احمس قبیلہ کے مردوں اور گھوڑوں میں برکت فرما۔ صخر آیا اور مغیرہ بن شعبہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! صخر نے میری پھوپھی کو گرفتار کر لیا حالانکہ وہ مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو چکی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا اے صخر! لوگ جب مسلمان ہو جائیں تو وہ اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں چنانچہ صخر نے مغیرہؓ کو اس کی پھوپھی واپس کر دی۔ صخر نے رسول اللہ ﷺ سے بنی سلیم کے چشمہ کی درخواست کی جو وہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور عرض کیا کہ مجھے اور میری قوم کو وہاں آباد فرما دیجئے۔ آپ نے اس کی درخواست قبول کر لی اس کو اور اسلم قبیلہ کو وہاں رہنے کی اجازت دے دی۔

پھر وہ لوگ بھی صخر کے پاس آئے اور اس سے اس چشمہ کی واپسی کا مطالبہ کیا تو اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ ہم لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اور ہم نے صخر سے اس چشمہ کو واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور اس نے انکار کر دیا ہے بعد

ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صخر! لوگ جب اسلام قبول کر لیتے ہیں تو وہ اپنے جان و مال کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ تم ان کا چشمہ ان کے حوالے کر دو یہ سن کر اس نے کہا جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ! میں نے دیکھا کہ اس سے اس لڑکی اور چشمہ واپس لے لینے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک شرم و حیا سے متغیر ہو رہا تھا (تفرد بہ ابوداؤد' وفی اسنادہ اختلاف)

تبصرہ : بقول امام ابن کثیر' حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ طائف کی فتح کو موخر اور ملتوی کر دیا جائے تاکہ وہ قتل و غارت سے تباہ نہ ہو جائیں قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ طائف تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت پیش کی اور ان کو کہا کہ وہ آپ کو رسالت کی تبلیغ کے لئے پناہ دیں' ان لوگوں نے بدترین جواب دیا اور آپ کو معاذ اللہ دروغ گو کہا' رسول اللہ ﷺ نہایت رنجیدہ اور فکر مند ہو کر واپس چلے آئے۔ قرن ثعالب کے پاس پہنچے تو رنج و الم سے افاقہ ہوا' دیکھا تو ایک بادل ہے۔ اس میں جرائیلؑ موجود ہیں پھر آپ کو پہاڑوں کے فرشتہ نے آواز دی اے محمد ﷺ! تیرا رب تجھے سلام کہتا ہے' اللہ تعالیٰ آپ کی تبلیغ اور ان کے غلط جواب سے خوب آگاہ ہے۔ چاہو! تو میں مکہ کے دونوں پہاڑوں کو اٹھا کر ان پر ڈال دوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ان کے بارے انتظار کرتا ہوں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو صرف اللہ وحدہ لا شریک کی پرستش کریں۔ چنانچہ آپ کے فرمان "بل استانی بہم" کے مناسب تھا کہ طائف فتح نہ ہوتا' مبادا وہ قتل ہو جائیں اور فتح کو ماہ رمضان ۹ھ تک ملتوی کر دیا گیا تاکہ وہ از خود مسلمان ہو جائیں جیسا کہ بیان ہو گا انشاء اللہ۔

طائف سے واپسی اور ہوازن کے مال غنیمت کی تقسیم : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ طائف سے دحنا ہوتے ہوئے جعرانہ میں خیمہ زن ہوئے۔ آپ کے ہمراہ اسلامی لشکر اور ہوازن کے بے شمار اسیر تھے ایک صحابی نے روانہ ہوتے وقت عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ان پر بددعا فرمائیں۔ یہ سن کر آپ نے دعا فرمائی یااللہ ثقیف قبیلہ کو ہدایت نصیب کر اور ان کو لے آ۔

آپ جعرانہ میں ہی تھے کہ آپ کے پاس ہوازن کا وفد آیا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہوازن کے چھ ہزار اسیر اور بے شمار مال مویشی تھا۔ یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق' عمرو بن شعیب' ابیہ' جدہ سے) بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے ہوازن سے مال غنیمت میں قیدی اور مال مویشی حاصل کئے۔ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم شریف خاندانی لوگ ہیں' ہم مصیبت میں مبتلا ہیں' جو آپؐ سے مخفی نہیں۔ آپ ہم پر احسان فرمائیں' اللہ آپ پر احسان فرما دے گا۔

ان کے خطیب ابو صرد زہیر بن صرد نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان مکانات میں آپ کی خالائیں اور پرورش کنندگان محبوس ہیں۔ اگر ہم ابن ابی شمر یا نعمان بن منذر کو دودھ پلاتے اور ان سے ہم ایسے مصائب میں مبتلا ہو جاتے جیسے آپ سے ہیں تو ہم ان کے احسان اور مروت کے طلب گار ہوتے حالانکہ آپ تو اللہ کے رسول ہیں اور سب سے بہتر کفیل ہیں۔

امنن علینا رسول اللہ فی کرم ۔۔۔ فانك المرء نرجوہ وننتظر
امنن علی بیضة قد عاقها قدر ۔۔۔ ممزق شملها فی دهرها غیر
أبقت لنا الدهر هتافا علی حزن ۔۔۔ علی قلوبهم الغماء والغمر
[یا خیر طفل ومولود ومنتجب ۔۔۔ فی العالمین اذا ما حصل البشر
إن لم تدارکها نعماء تنشرها ۔۔۔ یا أرجح الناس حلماً حین یختبر

(یارسول اللہ! ہم پر فیاضی سے احسان فرمایئے' آپ ہی وہ مرد ہیں جن سے ہم امیدوار ہیں اور ان کے انتظار میں ہیں۔ ایسے قبیلہ پر احسان کر جس کی تقدیر پھوٹ گئی ہے اس کا شیرازہ بکھر گیا ہے اس کے زمانہ میں تغیر ہے۔ حوادثات زمانہ نے ہمیں غمگین کر دیا ہے۔ ان کے دلوں پر آفت اور پریشانی ہے۔ اے بہترین شیر خوار اور نومولود اور انتخاب عالم جب انسان کا خلاصہ نکالا جائے۔ اگر ان کا آپ کے وسیع احسانات نے تدارک نہ کیا تو دشوار ہے اے سب سے بردبار جب آپ کی آزمائش ہو)

امنن علی نسوة قد کنت ترضعها ۔۔۔ إذ فوك تملؤه من محضها الدرر
أمنن علی نسوة قد کنت ترضعها ۔۔۔ وإذ یزنیك ما تأتی وما تذر
لا تجعلنا کمن شالت نعامته ۔۔۔ واستبق منا فانا معشر زهر
إنا لنشکر آلاء وإن کفرت ۔۔۔ وعندنا بعد هذا الیوم مدخر

آپ ان خواتین پر احسان کیجئے جو آپ کو دودھ پلاتی تھیں جب آپ اپنے منہ کو ان کے خالص دودھ سے پر کرتے تھے۔ ان عورتوں پر احسان فرمایئے جن کا آپ دودھ پیتے تھے اور جب کہ آپ کا فعل اور عدم فعل آپ کو آراستہ کرتا ہے۔ آپ ہمیں ایسا نہ کریں جن کی جماعت متفرق ہو چکی ہو ہم پر رحم فرمایئے ہم ہیں عالی خاندان۔ ہم احسانات کے شکر گزار ہیں اگرچہ اور ناشکری کریں ہمارے نزدیک آج کے بعد یہ بات ذخیرہ اور ناقابل فراموش ہو گی)

رسول اللہ ﷺ کی حکمت عملی : یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تمہیں اپنی خواتین اور اولاد پسند ہے یا مال و دولت؟ ان لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں مال اور اولاد کے درمیان اختیار دیا ہے۔ ہمیں اولاد اور خواتین محبوب اور پسند ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' سنو! جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ تمہیں دیا۔ جب میں نماز پڑھا کر فارغ ہو جاؤں تو تم کھڑے ہو کر کہنا ہم رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے ہاں سفارشی لاتے ہیں اور مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں اپنی اولاد اور خواتین کے بارے۔ چنانچہ اس وقت میں تمہیں دے دوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا۔

رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو ان لوگوں نے کھڑے ہو کر وہ جملہ کہا جو آپ نے ان کو بتایا تھا یہ سن کر آپ نے فرمایا جو میرا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ ہے وہ تمہارا ہے تو مہاجروں نے کہا ہمارا حصہ' رسول اللہ ﷺ کا ہے اور انصار نے بھی کہا جو ہمارا ہے وہ سب رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اقرع بن حابس نے کہا' میرا اور بنی تمیم کا حصہ آپ کا نہیں پھر عیینہ نے کہا' میرا اور بنی فزارہ کا حصہ آپ کا نہیں۔ عباس

بن مرداس سلمی نے کہا میرا اور بنی تمیم کا حصہ آپ کا نہیں۔ یہ سن کر بنی سلیم نے کہا' جی نہیں! بلکہ جو ہمارا حصہ ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا ہی ہے۔ تو عباس سلمی نے کہا تم لوگوں نے میری توہین کی ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں سے اپنا حق نہ دینا چاہے ہم اس کو سب سے پہلی غنیمت میں سے' ہر اسیر کے بدلے چھ اونٹ دیں گے چنانچہ سب لوگوں نے ہوازن کی عورتیں اور بچے واپس کر دیئے۔

فراخدلی : پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور لوگ آپ کے پیچھے تھے وہ کہہ رہے تھے یارسول اللہ! آپ مال غنیمت تقسیم فرما دیں۔ اس قدر اصرار کیا کہ آپ کو ایک درخت کی طرف مائل ہونے پر مجبور کر دیا اور درخت سے آپ کی چادر الجھ گئی' تو آپ نے فرمایا اے لوگو! میری چادر مجھے لا دو' بخدا! والذی نفسی بیدہ! اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں کی تعداد میں جانور ہوں تو وہ تم پر تقسیم کر دوں پھر بھی تم مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہ پاؤ گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ ایک اونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور اس کی کوہان سے چٹکی میں ایک بال پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا اے لوگو! واللہ! تمہارے مال غنیمت اور اس مال میں سے میرے لئے بجز ۱/۵ خمس کے کچھ نہیں ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی تم میں تقسیم کر دیا جاتا ہے پس تم سوئی اور دھاگے تک جمع کرا دو۔ بے شک غلول اور خیانت قیامت کے روز عیب' بے عزتی اور آگ کا باعث ہو گی۔ یہ سن کر ایک انصاری بالوں کا گچھا لایا' اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ میں نے اپنے زخمی کوہان والے اونٹ کے پالان کی درستگی کے لئے لیا تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس میں سے میرا حصہ تمہارا ہے۔ تو اس آدمی نے اس کو ہاتھ سے پھینک کر کہا' اس کی' اس قدر اہمیت ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے اسیروں کو مال غنیمت کی تقسیم سے قبل' واپس کر دیا تھا جیسا کہ امام محمد بن اسحاق کا خیال ہے۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے برخلاف۔

ہوازن کی آمد : امام بخاری (لیث' عقیل' زہری' عروہ) مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوازن کا وفد آیا اس نے درخواست کی کہ آپ ان کے مال اور اسیروں کو واپس کر دیں آپ نے کھڑے ہو کر ان کو کہا میرے ساتھ جو لوگ ہیں ان کو تم دیکھ رہے ہو۔ مجھے سچی بات بہت پسند ہے تم دو میں سے ایک چیز پسند کر لو یا اسیر یا مال میں نے تمہارا بہت انتظار کیا رسول اللہ ﷺ نے طائف سے واپس آکر ان کا دس سے زیادہ روز تک انتظار کیا۔ جب ان کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ صرف ایک چیز واپس لوٹائیں گے تو انہوں نے عرض کیا ہم اپنے اسیروں کو پسند کرتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء کے بعد خطاب میں فرمایا امابعد! آپ کے یہ بھائی کفر سے توبہ کر کے آگئے ہیں میرا خیال ہے کہ میں ان کے اسیران کے حوالے کر دوں' جو کوئی یہ طیب خاطر ایسا کرے بہتر ہے اور جو شخص اپنے حصے کو نہ دینا چاہے تو ہم اس کو پہلی غنیمت سے اس کا معاوضہ دے دیں گے اور وہ اپنے حصے کو "بخوشی" دے دے یہ سن کر لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے یہ بہ طیب خاطر دے دیا ہے تو آپ نے فرمایا معلوم نہیں ہوتا آپ میں سے کون راضی ہے اور کون نہیں تم جاؤ۔ تمہارے نقیب اور نمائندے مجھے بتائیں چنانچہ لوگ واپس آئے۔ ان کے نمائندگان نے ان سے بات چیت کی پھر آکر انہوں نے رسول اللہ

ﷺ کو بتایا کہ وہ راضی ہیں اور انہوں نے قیدی واپس کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ہوازن کے اسیروں کے بارے میں یہی معلوم ہوا ہے' قالہ الزہری۔

امام بخاری نے اقرع' عیینہ اور حابس وغیرہ کا قصہ بیان نہیں کیا اور اس سے خاموشی اختیار کی ہے۔ اصول یہ ہے کہ مثبت' منفی سے مقدم ہوتا ہے کجا سکوت اور خاموشی۔

حدیث جبیرؓ : امام بخاری (زہری' عمر بن محمد بن جبیر بن مطعم' محمد) جبیر سے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حنین سے واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ اعراب لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹ گئے۔ آپ سے کچھ مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو ایک درخت کی طرف مائل ہونے پر مجبور کر دیا اور آپ کی چادر اس سے الجھ گئی چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہر کر فرمایا مجھے میری چادر دے دو اگر ان جھاڑیوں کی تعداد میں بھی میرے پاس جانور ہوتے تو میں ان کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر بھی تم مجھے بخیل بزدل اور دروغ گو نہ پاتے۔ (تفرد بہ البخاری)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرہ کنیز عطا کی۔ اور حضرت عثمانؓ بن عفان کو زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان لونڈی عطا کی۔ اور حضرت عمرؓ کو ایک لونڈی عطا کی۔ حضرت عمرؓ نے وہ اپنے بیٹے عبداللہؓ کو ہبہ کر دی۔

ابن اسحاق نے نافع کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ ہبہ شدہ کنیز میں نے اپنے ماموں جمحی کے گھر بھیج دی کہ وہ اس کو آراستہ پیراستہ کر دیں اور میں طواف کر آؤں۔ میں واپسی میں اس کے ساتھ اختلاط کرنا چاہتا تھا۔ میں طواف سے فارغ ہوا تو لوگ دوڑے آرہے تھے میں نے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اسیر واپس کر دیئے ہیں۔ میں نے ان کو بتایا' تمہاری ایک خاتون بنی جمح میں ہے جاؤ اس کو بھی پکڑ کر لے جاؤ چنانچہ وہ اس کو بھی لے گئے۔

عیینہ فزاری : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری نے ہوازن کی ایک عمر رسیدہ خاتون پکڑ لی۔ اور کہا گو عمر رسیدہ ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ قبیلہ میں عالی نسب ہوگی اور اس کا زر فدیہ خوب ہوگا جب رسول اللہ ﷺ نے ایک اسیر کے عوض چھ اونٹ کا معاوضہ دے کر سب کو لوٹا دیا تو عیینہ نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تو زہیر بن صرد نے عیینہ کو کہا یہ معاوضہ قبول کر لو۔ واللہ! یہ نہ تو حمل کے لائق ہے اور نہ اس کا خاوند غمگین ہے اور نہ جسمانی لحاظ سے پرکشش ہے۔ تو نے متوسط عمر کی سفید فام میانہ قامت موٹی اور فربہ خاتون کیوں نہ پکڑی۔ چنانچہ عیینہ نے اس کو چھ اونٹ کے عوض واپس کر دیا۔

حصہ فی مجاہد : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت جعرانہ میں تقسیم کیا ہر مجاہد کے حصہ میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں۔

ایک کوڑے کا معاوضہ : مسلمہ' ابن اسحاق سے عبداللہ بن ابی بکر کی معرفت حنین کے ایک مجاہد سے بیان کرتے ہیں' واللہ میں اپنی سواری پر سوار رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سفر کر رہا تھا۔ میرا جوتا کھردرا تھا' جب میری سواری رسول اللہ ﷺ کی سواری کے محاذ میں آئی تو میرے جوتے کی نوک رسول اللہ ﷺ کی

پنڈلی پر لگی اور آپ کو تکلیف ہوئی تو آپ نے میرے قدم پر کوڑا مار کر کہا' تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ پیچھے ہٹ جاچنانچہ میں دور ہو گیادو سرے روز رسول اللہ ﷺ مجھے تلاش کر رہے تھے --- مجھے معلوم ہوا تو میں نے دل میں کہا واللہ! یہ کل والا معاملہ ہے --- چنانچہ میں اس توقع سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تم نے کل مجھے پیر مار کر تکلیف پہنچائی تھی اور میں نے تیرے قدم پر کوڑا مارا تھااب میں نے تمہیں بلایا ہے کہ تمہیں اس کا معاوضہ دوں۔ چنانچہ آپ نے اس ضرب کے عوض اسی (۸۰) بھیڑیں دیں۔

اسیر کب واپس کئے : خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسیروں کو تقسیم کرنے کے بعد ہوازن کو یہ اسیر واپس کئے جیسا کہ اس بیان سے واضح ہے۔

اور عمرو بن شعیب کی وہ روایت جو ابن اسحاق نے از ابیہ از جدہ بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے اسیر قبل از تقسیم غنائم واپس کر دیئے تھے۔ بنابریں جب اسیر واپس کر دیئے اور رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر چلے تو بدوؤں نے آپ کو گھیر لیا کہ ہماری غنیمت تقسیم فرما دیجئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو ایک کیکر کے درخت کی طرف مائل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور آپ کی چادر اس سے الجھ گئی' تو آپ نے فرمایا اے لوگو! میری چادر مجھے دے دو۔ بخدا والذی نفسی بیدہ! اگر میرے پاس ان جھاڑیوں کی تعداد میں جانور ہوتے تو ان کو میں تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے بخیل بزدل اور دروغ گو نہ پاتے جیسا کہ امام بخاری نے جبیر بن مطعم سے بیان کیا ہے۔

گویا ان کو خطرہ لاحق تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے مال مویشی بھی واپس لوٹا دیں گے جیسا کہ ان کے اسیر واپس کر دیئے ہیں چنانچہ انہوں نے آپ سے مال غنیمت کی تقسیم کا سوال کیا اور آپ نے حسب امر الٰہی جعرانہ میں یہ مال ان میں تقسیم کر دیا۔ تقسیم غنیمت میں چند لوگوں کو ترجیح دی قبائل کے سربراہوں اور امیروں کی تالیف قلبی اور دل جوئی کی اور بعض انصار نے نکتہ چینی کی تو آپ نے خطاب فرمایا اور اس ترجیحی سلوک کی حکمت بیان کی۔ بعض جاہل کندہ ناتراش اور خوارج ذوالخویصرہ وغیرہ نے بھی آپ کی اس تقسیم پر اعتراض کیا جیسا کہ مفصل بیان ہو گا' باللہ المستعان۔

حضرت انسؓ کی روایت کی متعدد اسناد : امام احمد (عارم' معتمر بن سلیمان' سلیمان' سمیط دوسی) حضرت انسؓ بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد ہم غزوہ حنین میں گئے' مشرک لوگوں نے خوب صف بندی کی تھی۔ پہلی قطار میں گھوڑ سوار تھے دوسری میں پیدل بعد ازیں خواتین کی قطاریں تھیں پھر بکریوں کے ریوڑ اور بعد ازاں دیگر مال مویشی مسلمانوں کی فوج چھ ہزار پر مشتمل تھی' لشکر کے ایک پہلو پر خالدؓ بن ولید امیر تھے۔ ایسا حملہ ہوا کہ ہمارا لشکر ہمارے پیچھے پناہ لینے پر مجبور ہو گیا۔ پس معمولی دیر میں ہمارے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اعراب فرار ہو گئے اور چند جانے پہچانے لوگ بھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے **یاللمهاجرین یاللمهاجرین یاللانصار** کہہ کر مہاجر اور انصار کو آواز دی۔ --- حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ یہ حدیث ان کی پھوپھی سے مروی ہے --- اور ہم نے آواز دی' لبیک یارسول اللہ ﷺ! حاضر ہیں یارسول اللہ ﷺ آپ کے آگے اور سامنے ہیں واللہ! ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہی تھے کہ اللہ

تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی۔ ہم نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا اور طائف کی طرف چلے آئے ان کا چالیس روز تک محاصرہ کر کے واپس مکہ چلے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو سو اونٹ دیئے اور کسی کو دو سو اونٹ دیئے۔ انصار نے اس تقسیم پر اعتراض کیا کہ جو لوگ آپؐ سے جنگ لڑتے رہے ہیں ان کو نواز رہے ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ رہے ہیں ان کو محروم کر رہے ہیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے مہاجر اور انصار کے نمائندگان کو بلایا بعد ازاں آپ نے فرمایا صرف انصاری ہی آئیں چنانچہ ہم لوگ ایک خیمہ میں بمشکل سمائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار! مجھے عجب بات معلوم ہوئی ہے۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا بات معلوم ہوئی ہے؟ آپ نے پھر فرمایا "ماحدیث اتانی" انہوں نے پھر پوچھا آپ کو کیا بات معلوم ہوئی ہے؟ بعد ازاں آپ نے فرمایا اے انصار! کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ لوگ مال و دولت لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھروں میں داخل ہو۔ یہ سن کر سب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم راضی ہو گئے' چنانچہ وہ سب خوش و خرم ہو گئے۔

اس روایت کو امام مسلم نے معتمر بن سلیمان سے بیان کیا ہے اس میں یہ بات خلاف واقعہ ہے کہ غزوہ ہوازن میں چھ ہزار تھے' واضح ہے کہ مسلمانوں کی فوج بارہ ہزار تھی۔ اسی طرح اس میں ہے کہ ہم نے طائف کا محاصرہ چالیس روز تک جاری رکھا حالانکہ یہ محاصرہ بیس روز سے کم قریباً ایک ماہ تھا' واللہ اعلم۔

انصار نے صبر نہ کیا : امام بخاری (عبداللہ بن محمد' ہشام' معمر' زہری) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب قبیلہ ہوازن کا مال غنیمت جمع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تقسیم شروع کی۔ کچھ لوگوں کو سو' سو اونٹ دیئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے قریش کو مال دے رہے ہیں اور ہمیں نظرانداز کر رہے ہیں' ہماری تلواروں سے اب بھی انکے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

حضرت انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ بات ہوئی تو آپ نے ان کو ایک چرمی خیمہ میں بلوا لیا۔ صرف انصاری تھے اور کوئی نہ تھا جب آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر فرمایا' وہ کیا بات ہے جو مجھے آپ کے بارے معلوم ہوئی ہے تو انصار کے صاحب فراست لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے نمائندہ لوگوں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی البتہ ہمارے نوجوان طبقہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف کرے' قریش کو مال دے رہے ہیں اور ہمیں نظرانداز کر رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نو مسلم لوگوں کو ان کی دل جوئی اور تالیف قلبی کے لئے مال دیتا ہوں۔ کیا یہ بات تم کو پسند نہیں کہ لوگ مال و دولت لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ (ایسی بابرکت ذات) کو اپنے گھروں اور وطن میں لے جاؤ' واللہ! جو خیر و برکت تم لے جاؤ گے وہ ان کے مال و دولت سے بدرجہا بہتر ہے یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم دل و جان سے راضی ہو گئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب بلا استحقاق تم پر لوگوں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم صبر کرنا حتیٰ کہ تمہاری اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات ہو میں حوض کوثر پر ہوں گا۔ حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ

انصار نے صبر نہ کیا۔ (تفرد بہ البخاری من ھذا الوجہ)

تحقیق مقال : امام بخاری اور مسلم نے (ابن عوف از ہشام بن زید از جدہ) حضرت انسؓ بن مالک سے نقل کیا ہے کہ غزوہ حنین میں ہوازن سامنے آئے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ دس ہزار اور طلقاء مکہ تھے چنانچہ وہ پیٹھ پھیر گئے اور نبی علیہ السلام نے اعلان کیا اے انصار! تو انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ وسعدیک ' ہم آپ کے سامنے حاضر ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے اور فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر مشرک شکست کھا گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت طلقاء مکہ اور مہاجرین کو دے دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار نے نکتہ چینی کی تو ان کو خیمہ کے اندر بلا کر کہا' کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اگر ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسرے راستہ پر تو میں انصار کے ہمراہ چلوں گا۔

بخاری میں اسی سند سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں ہوازن اور غطفان وغیرہ اپنے مال مویشی اور بال بچوں کو ہمراہ لے آئے اور رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دس ہزار افراد کے علاوہ طلقاء تھے' جنگ شروع ہوئی تو وہ لوگ پسپا ہو گئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تنہا رہ گئے آپ نے اس روز بے درپے دو اعلان کئے' دائیں طرف متوجہ ہو کر پکارا اے انصار! تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حاضر ہیں' مژدہ قبول ہو۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر بائیں طرف التفات کر کے فرمایا اے جماعت انصار! انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بشارت قبول فرمایئے ہم آپ کے ہمراہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے آپ نے نیچے اتر کر اعلان کیا میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں پھر مشرک لوگ شکست کھا گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس روز بہت مال غنیمت حاصل کیا پھر وہ مہاجر اور طلقاء مکہ کے درمیان تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ تو انصار نے کہا جب جنگ ہو تو ہمیں پکارا جاتا ہے اور مال غنیمت غیروں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں اکٹھے کر کے پوچھا اے انصار! مجھے کیا بات معلوم ہوئی ہے یہ سن کر وہ خاموش رہے تو پھر آپ نے فرمایا اے گروہ انصار! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ لوگ دنیا کا مال و متاع لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے سمیت اپنے گھروں میں جاؤ انہوں نے کہا کیوں نہیں! پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصاری دوسری شعب میں تو میں انصار کے ہمراہ چلوں گا۔ ہشام بن زید نے اپنے دادا حضرت انسؓ سے پوچھا جناب ابو حمزہ! آپ اس جنگ میں حاضر تھے؟ تو بتایا میں کہاں غائب ہوتا۔

بخاری اور مسلم نے شعبہ از قتادہ از حضرت انسؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو جمع کر کے فرمایا کہ قریش نو مسلم تھے اور تازہ مصائب کا شکار تھے میں نے ان کی تلافی کرنا چاہی اور دل جوئی کی۔ کیا تم لوگ راضی نہ ہو کہ لوگ دنیا کا مال و متاع لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے علاقہ میں لے جاؤ۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں پھر آپ نے فرمایا اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسرے راہ پر تو میں

انصار کے راہ اور میدان میں چلوں گا۔ ایک متفق علیہ روایت میں حضرت انسؓ سے ہے کہ انصار نے یہ موقعہ دیکھ کر کہا' واللہ! یہ عجب بات ہے کہ ہماری تلواروں سے ان کا خون ٹپک رہا ہے اور مال غنیمت بھی ان میں تقسیم کیا جا رہا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے خطاب فرمایا۔ (کما تقدم)

انصار کو تسلی : امام احمد نے (المغان' حماد' ثابت بنانی) حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین میں ابوسفیان' عیینہ' اقرع اور سہیل بن عمرو وغیرہ کو مال غنیمت دیا تو انصار نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان کے خون سے ہماری تلواریں تر بہ تر ہیں اور یہی لوگ مال غنیمت لے جائیں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کیا حتیٰ کہ وہ خیمہ بھر گیا پھر آپ نے پوچھا تم میں کوئی غیر انصاری بھی ہے؟ عرض کیا نہیں' صرف ایک بھانجا ہے آپ نے فرمایا بھانجا تم میں سے ہی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تم نے ایسی ایسی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں تو آپ نے فرمایا تم لوگ میرے شعار اور راز دان ہو اور باقی لوگ دثار اور عوام ہیں کیا تم لوگ یہ پسند نہیں کرتے کہ لوگ مال مویشی لے جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا' کیوں نہیں' آپ نے فرمایا انصار میرے محرم اسرار' قابل اعتبار اور رازدار ہیں۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا' اگر ہجرت کرنا نہ ہوتا تو میں انصاری ہوتا' حماد کا بیان ہے کہ آپ نے سو اونٹ دیئے اور ہر ایک کا نام لیا۔ یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے اور امام احمد اس سند میں منفرد ہیں۔

انصار کی شکایت : امام احمد نے ابن ابی عدی سے حمید کی معرفت حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جماعت انصار! کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے پھر اللہ نے تمہیں میری بدولت ہدایت دی' کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم منتشر تھے میرے باعث اللہ نے تمہارا شیرازہ باندھ دیا۔ کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم باہم دشمن تھے پس اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیئے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ!

بعد ازاں آپ نے فرمایا کیا تم خاموش ہو' اور ایسا کیوں نہیں کہتے کہ آپ ہمارے پاس خوفزدہ آئے ہم نے آپ کو امن و امان دیا۔ آپ شہربدر ہو کر آئے ہم نے آپ کو رہائش دی آپ بے یار و مددگار آئے ہم نے آپ کی مدد کی' یہ سن کر انصار نے کہا' نہیں' بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر احسان ہے۔ یہ سند ثلاثی ہے اور صحیحین کی شرائط کی حامل ہے۔ یہ حدیث حضرت انس بن مالکؓ سے متواتر روایت کی مانند مروی ہے اور دیگر صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

انصار کا رنج : امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل' وحیب' عمرو بن یحییٰ' عباد بن تمیم) عبداللہ بن زید بن عاصم سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت سے نوازا تو آپ نے نو مسلم لوگوں کی دل جوئی کے لئے یہ مال ان میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار کو ذرا رنج ہوا کہ اور لوگوں کو ملا' ان کو نہ ملا' آپ نے ان کو خطاب فرمایا اے جماعت انصار! کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا کہ اللہ

نے میری وجہ سے تم کو ہدایت دی اور تم لوگ منتشر تھے اللہ نے تم کو میرے باعث متحد کر دیا' تم محتاج تھے اللہ نے میرے باعث تم کو مالدار بنا دیا جب رسول اللہ ﷺ کوئی فقرہ فرماتے تو انصار کہتے اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان ہے پھر آپ نے فرمایا آپ ان جملوں کا ایسا ایسا جواب دے کر احسان جتا سکتے تھے؟ پھر آپ نے فرمایا بھلا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر گھروں کو جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر گھروں میں جاؤ اگر ہجرت کرنا نہ ہوتا تو میں ایک انصاری ہوتا اگر لوگ ایک وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار' شعار اور محرم اسرار ہیں اور لوگ دثار اور عوام ہیں' تم پر میرے بعد اور لوگوں کو فضیلت اور برتری ملے گی۔ تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھے حوض کوثر پر ملو۔ اس روایت کو امام مسلم نے عمرو بن یحییٰ مازنی سے نقل کیا ہے۔

انصار کا رنج و غم : یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق' عاصم بن عمر بن قتادہ' محمود بن لبید) ابوسعید خدری سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت پایا' قریش اور عرب کے دیگر قبائل کو تالیف قلبی اور دل جوئی کے لئے مال دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار رنجیدہ اور غمناک ہوئے یہاں تک کہ ان میں سے کسی نے کہا' واللہ! رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے جا ملے ہیں۔ سعدؓ بن معاذ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! انصار آپ پر غصے ہیں۔ پوچھا کس وجہ سے؟ بتایا مال غنیمت کے بارے میں کہ آپ نے اپنی قوم اور قبائل عرب میں تقسیم کیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا سعد! اس کے بارے تمہارا اپنا کیا خیال ہے' تو اس نے عرض کیا میں بھی قوم کا ایک فرد ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کو اس احاطہ میں جمع کرو' جب اکٹھے ہو جائیں تو مجھے بتانا۔ چنانچہ سعد گئے اور ان کو اس احاطہ میں جمع کر دیا۔ ایک مہاجر آیا تو اس کو بھی آنے کی اجازت دی چنانچہ کچھ مہاجر بھی آگئے۔ پھر اور مہاجر آئے تو ان کو روک دیا۔ سب انصاری جمع ہو گئے تو سعدؓ نے آکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! انصار کو جہاں آپ نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا وہ جمع ہو چکے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ان میں کھڑے ہو کر خطاب فرمایا حمد و ثنا کے بعد کہا' اے معشر انصار! کیا میں تمہارے پاس اسی حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے پھر اللہ نے تمہیں میری بدولت ہدایت نصیب کی اور تم محتاج تھے اللہ نے تمہیں غنی بنا دیا' باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی' انہوں نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ!

پھر آپ نے فرمایا اے گروہ انصار! تم جواب کیوں نہیں دیتے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کو کیا جواب دیں اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بہت احسان ہے پھر آپ نے فرمایا واللہ! اگر تم چاہو تو یہ جواب دے سکتے ہو تم سچ ہی کہو گے اور حقیقت حال کا اظہار کرو گے۔' آپ ہمارے پاس شہربدر ہو کر آئے ہم نے آپ کو رہائش دی آپ تہی دست آئے ہم نے آپ کی غم خواری کی۔ آپ خوفزدہ آئے ہم نے آپ کو امن و امان دیا آپ بے سہارا آئے ہم نے آپ کی مدد کی' یہ سن کر سب نے کہا اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر بڑا احسان ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انصاریو! کیا تم دنیا کے مال و دولت کی وجہ سے ناراض ہو گئے ہو۔ جس کے ذریعہ سے میں نے نومسلم قوم کی دل جوئی اور تالیف قلبی کی اور تمہیں تمہارے اسلامی جوش و جذبہ کے حوالے کر دیا۔ اے گروہ انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ اپنے گھروں کو بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے وطن میں لے جاؤ' بخدا' والذی نفسی بیدہ! اگر لوگ ایک راہ پر چلیں اور انصار دوسرے پر تو میں انصار کے راہ پر چلوں گا۔ اگر ہجرت کرنا نہ ہوتا تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا یااللہ' انصار پر رحم فرما' انصار کے بیٹوں پر رحم فرما اور ان کے پوتوں پر رحم فرما۔ یہ سن کر انصار زاروقطار رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے داڑھیاں تر ہو گئیں اور انہوں نے کہا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے نصیب ہونے پر راضی ہیں بعد ازاں رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور وہ بھی منتشر ہو گئے۔ اس روایت کو امام احمد نے ابن اسحاق سے اسی طرح سے نقل کیا ہے اور یہ اس سند سے صحاح ستہ میں مروی نہیں ہے اور یہ صحیح ہے۔

تبصرہ : اس روایت کو امام احمد نے (یحییٰ بن بکیر' فضل بن مرزوق' عطیہ بن سعد عوفی) حضرت ابوسعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک انصاری نے اپنے دوست انصاریوں سے کہا واللہ! میں تم کو بتایا کرتا تھا کہ اگر معاملات درست ہو گئے تو آپؐ تم پر دوسروں کو ترجیح دیں گے۔ یہ سن کر انصار نے اس کی سخت تردید کی۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ان سے کئی باتیں کیں --- جو مجھے یاد نہیں --- اور وہ جواب میں کہتے رہے کیوں نہیں۔ یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا "تم گھوڑوں پر سوار نہ ہوتے تھے" جب بھی آپ ان سے کچھ فرماتے تو وہ کہتے کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! پھر گزشتہ روایت کی طرح خطبہ بیان کیا ہے۔ تفرد بہ احمد۔

امام احمد نے اس روایت کو (اعمش از ابوصالح از ابوسعید خدری) اسی طرح بیان کیا ہے نیز امام احمد نے اس روایت کو (موسیٰ بن عقبہ از ابن لہیعہ از ابوالزبیر از جابرؓ) مختصر بیان کیا ہے۔

سو سو اونٹ دیئے اور عباس سلمی : سفیان بن عیینہ (عمر بن سعید بن مسروق' ابیہ' عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج) اپنے دادا رافع بن خدیج سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مؤلفۃ القلوب لوگوں کو حنین کے مال غنیمت سے سو سو اونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب کو سو' صفوان بن امیہ کو سو' عیینہ بن حصن کو سو' اقرع بن حابس کو سو' علقمہ بن علاثہ کو سو' مالک بن عوف نصری کو سو اور عباس بن مرداس سلمی کو سو سے کم اونٹ دیئے تو اس نے کہا۔

أتجعل نهبي ونهب العبيد ... بين عيينة والأقرع

فما كان حصن ولا حابس ... يفوقان مرداس في المجمع

وما كنت دون امرئ منهما ... ومن تخفض اليوم لا يرفع

وقد كنت في الحرب ذا تدرئ ... فلم أعط شيئاً ولم أمنع

(کیا آپؐ میری اور میرے عبید گھوڑے کی لوٹ کو عیینہ اور اقرع میں تقسیم کر دیں گے۔ حصن اور حابس مرداس

سے کسی مجمع میں فائق سے کسی مجمع میں فائق نہیں ہوئے۔ اور میں ان سے کم رتبہ نہ تھا اور جو آج نیچے ہو جائے گا وہ اونچا نہ ہو گا۔ اور میں اپنی قوم کی لڑائی میں دفاع کرتا ہوں' نہ مجھے کچھ دیا گیا اور نہ محروم کیا گیا)

اس روایت کو مسلم نے ابن عیینہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ (**وھذا لفظ البیہقی**)

ابن مرداس کے اشعار : موسیٰ بن عقبہ' عروہ بن زبیر اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

كانت نهابا تلافيتها بكرى على المهر في الأجرع
وإيقاظي الحي أن يرقدوا إذا هجع الناس لم أهجع
فأصبح نهبي ونهب العبيد بين عيينة والأقرع
وقد كنت في الحرب ذا تدرإ فلم أعط شيئا ولم أمنع

(وہ مال غنیمت تھا جس کو میں نے اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اجرع اور سہل زمین میں حملہ کر کے جمع کیا۔ اور قوم کو سونے سے بیدار رکھ کر' جب لوگ سو جاتے تھے میں نہ سوتا تھا۔ میرا اور میرے گھوڑے عبید کا لوٹا ہوا مال عیینہ اور اقرع میں تقسیم کیا۔ اور میں لڑائی میں اپنی قوم کا دفاع کرتا ہوں' مجھے نہ کچھ دیا گیا اور نہ محروم کیا گیا)

إلا أفائل أعطيتها عديد قوائمها الأربع
وما كان حصن ولا حابس يفوقان مرداس في المجمع
وما كنت دون امرئ منهما ومن تضع اليوم لا يرفع

(بجز چند چھوٹے اونٹوں کے جن کی گنتی میں ٹانگیں چار ہیں۔ حصن اور حابس مرداس سے کسی مجمع میں فائق نہیں ہوئے۔ اور میں ان سے کمتر بھی نہ تھا اور جس کو آپ آج نیچا کر دیں وہ اونچا نہ ہو گا)

رسول اللہ ﷺ نے استفسار کیا : عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے زہری سے نقل کیا ہے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے پوچھا تم نے کہا ہے --- **اصبح نھبی ونھب العبید بین الاقرع وعینۃ** --- یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ اس نے اس طرح نہیں کہا مگر' واللہ! نہ آپ شاعر ہیں اور نہ یہ آپ کے شایان شان ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس نے کس طرح کہا حضرت ابوبکرؓ نے وہ شعر سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دونوں طرح کلام کا مفہوم برابر ہے جو بھی آگے پیچھے کہہ دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**اقطعوا عنی لسانہ**" اس کی مجھ سے زبان روک دو۔ بعض لوگوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا ہے مگر رسول اللہ ﷺ کا مطلب تھا عطیہ دے کر زبان بند کر دو۔

خوش اخلاقی اور تبرک : امام بخاری (محمد بن علاء' اسامہ' یزید بن عبداللہ' ابوبردہ) حضرت ابوموسیٰؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا اور آپ جعرانہ میں مکہ اور طائف "مدینہ" کے درمیان فروکش تھے۔ آپ کے ہمراہ بلالؓ بھی تھے' ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا کیا آپ وعدہ وفا نہ کریں گے؟ آپ نے اس کو کہا "ابشر" خوش ہو جا۔ یہ سن کر اس نے کہا آپ نے کیا "ابشر" کی رٹ لگا رکھی ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت بلالؓ کی طرف غصے کی حالت میں متوجہ ہو کر فرمایا اس نے بشارت کو رد کر دیا ہے تم دونوں قبول کر لو۔ ان دونوں نے کہا ہم قبول کرتے۔

پھر آپؐ نے پانی کا پیالہ منگوایا اس میں ہاتھ' منہ دھو کر' کلی کر دی اور فرمایا تم دونوں اس میں سے پی لو اور باقی ماندہ کو اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو اور بشارت قبول کرو۔ وہ پیالہ پکڑ کر حکم کی تعمیل میں ہی تھے کہ حضرت ام سلمہؓ نے پس پردہ آواز دی کہ اپنی ماں کے لئے بھی کچھ بچا لینا چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا پانی بچا کر حضرت ام سلمہؓ کو دیا۔

امام بخاری (یحیٰی بن بکیر' مالک' اسحاق بن عبداللہ) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا آپ سخت حاشیہ اور کنارے والی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے' ایک اعرابی نے آکر چادر کو سختی سے کھینچا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی گردن کو دیکھا تو اس پر سخت کھینچنے کی وجہ چادر کے کھردرے حاشیہ کے آثار نمایاں تھے پھر اس نے کہا۔ مجھے اللہ کے اس مال میں سے' دیجئے جو آپ کے پاس ہے آپ اس کی طرف مسکرا کر متوجہ ہوئے اور اس کو عطیہ دینے کا ارشاد فرمایا۔

وہ لوگ جن کو ۱۰۰/۱۰۰ اونٹ دیئے : بقول ابن اسحاق' رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین میں درج ذیل لوگوں کو سو' سو اونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب' معاویہ بن ابوسفیان' حکیم بن حزام' حارث بن کلدہ عبدری' علقمہ بن علاثہ' علاء بن حارثہ ثقفی حلیف بن زہرہ' حارث بن ہشام' جبیر بن مطعم' مالک بن عوف نصری' سہیل بن عمرو' حویطب بن عبدالعزیٰ' عیینہ بن حصن' صفوان بن امیہ' اقرع بن حابس۔

جعیلؓ : ابن اسحاق نے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے بیان کیا ہے کہ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے عیینہ اور اقرع کو سو' سو اونٹ دے دئے اور جعیل بن سراقہ ضمری کو نظرانداز کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! بخدا! والذی نفس محمد بیدہ! کہ جعیل' عیینہ اور اقرع ایسے روئے زمین کے بیشتر آدمیوں سے بہتر ہے' میں نے ان کو تالیف قلبی کے لئے دیا ہے کہ اسلام پر پختہ ہو جائیں اور میں نے جعیلؓ کو اس کے پختہ اسلام کے حوالے کر دیا ہے۔

تالیف قلبی کی ایک مثال : صحیح حدیث میں صفوان بن امیہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت سے مجھے مسلسل دیتے رہے۔ مجھے آپؐ سے سخت بغض و عناد تھا حتیٰ کہ آپ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

مالک بن عوف نصریؓ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد ہوازن سے مالک بن عوف نصری کے بارے پوچھا تو وفد نے بتایا کہ وہ ثقیف کے ہمراہ طائف میں پناہ گزین ہے۔ آپ نے فرمایا' اس کو بتاؤ اگر وہ مسلمان ہو کر آجائے تو ہم اس کا اہل اور مال سب کچھ لوٹا دیں گے مزید سو اونٹ دے دیں گے۔ مالک کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ثقیف سے کھسک کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں حاضر ہوا۔ وہ مسلمان ہوا اور اس کا اسلام پختہ تھا چنانچہ آپ نے اس کے اہل اور مال کے علاوہ سو اونٹ بھی دے دیئے تو مالک نے کہا۔

ما إن رأيت ولا سمعت بمثله في الناس كلهم بمثل محمد

أوفى وأعطى للجزيل إذا اجتدى ومتى تشأ يخبرك عما في غد

إذا الكتيبة عردت أنيابها بالسمهري وضرب كل مهند
فكأنه ليث على أشباله وسط الهباءة خادر في مرصد

(میں نے کائنات میں محمد ﷺ کا مثیل اور نظیر نہ دیکھا نہ سنا۔ سب سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والے جب سخاوت کرے تو سب سے فیاض اور جب چاہو تو کل کی بات بتا دیں گے۔ جب لشکر سمہری نیزے اور ہندی تلوار سے وار کرے۔ تو آپ گویا اپنے ساتھیوں پر جنگ کے غبار میں کمین گاہ میں شیر کی طرح بہادر ہیں)

پھر آپ نے اس کو قوم کے مسلمان افراد ثمالہ' سلمہ اور فہم قبائل پر امیر نامزد کر دیا وہ ان کو لے کر ثقیف سے جنگ کرتا اور ان کا جو جانور باہر نکلتا اس کو لوٹ لیتا یہاں تک ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔

عمروؓ بن تغلب : امام بخاری (موسیٰ بن اسماعیل' جریر بن حازم' حسن) عمروؓ بن تغلب سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو مال غنیمت دیا اور بعض کو نہ دیا۔ جن کو نہ ملا' ان لوگوں نے ذرا سخت الفاظ کہے تو آپ نے فرمایا میں ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کی جزع فزع' گھبراہٹ اور بے صبری کا مجھے اندیشہ ہوتا ہے اور بعض لوگوں کو ان کے دلوں کی غنا اور خوبی کے حوالے کر دیتا ہوں۔ ان میں سے ہیں عمروؓ بن تغلب۔ یہ سن کر عمروؓ بن تغلب نے کہا' رسول اللہ ﷺ کے اس کلمہ خیر کے عوض مجھے سرخ اونٹ بھی محبوب نہیں۔

مذکور بالا روایت جو عاصم نے جریر سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا اور آپ نے تقسیم کیا۔ اور صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے بعض کو دیا اور بعض کو نہ دیا جن کو نہ دیا تو انہوں نے نکتہ چینی کی تو آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اما بعد --- بعد ازاں مذکور بالا روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

حضرت حسانؓ کا شکوہ : انصار کو غنیمت سے محروم رکھنے اور ان کو نظر انداز کرنے کے بارے حسان نے کہا۔

[ذر الهموم فماء العين منحدر سحا إذا حفلته عبرة درر]
وجداً بشماء إذ شماء بهكنة هيفاء لا ذنن فيها ولا خور
دع عنك شماء إذ كانت مودتها نزرا وشر وصال الواصل النزر
وائت الرسول وقل ياخير مؤتمن للمؤمنين إذ ما عدد البشر
علام تدعى سليم وهي نازحة قدام قوم هموا آووا وهم نصروا

(تو رنج و غم کو ترک کر دے آنکھ سے آنسو خوب بہہ رہے ہیں جب اس میں آنسو جمع ہو جاتے ہیں۔ شماء پر حزن و شوق کی وجہ سے کہ شماء فربہ پتلی کمر والی ہے نہ اس میں ناک کی اینٹ ہے اور نہ سستی۔ شماء کا خیال ترک کر دے کہ شماء کی محبت و صورت کم ہی ہے اور محبوب کا بدترین وصال بہ عجلت ختم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو اے مومنوں کے بہترین امین جب لوگوں کو شمار کیا جائے۔ سلیم کو دور ہوتے ہوئے بھی آگے کیوں بلایا جاتا ہے انہی لوگوں نے آپ کو رہائش دی اور مدد کی)

تسماهم الله أنصارا بنصرهم دين الهدى وعوان الحرب تستعر
وسارعوا في سبيل الله واعترضوا للنائبات وما خانوا وما ضجروا
والناس إلب علينا فيك ليس لنا إلا السيوف وأطراف القنا وزر
نجالد الناس لا نبقي على أحد ولا نضيع ما توحي به السور

(ان کی دین ھدیٰ کی نصرت کی وجہ سے اللہ نے ان کا نام انصار رکھا ہے اور دیرینہ لڑائی کی آگ جل رہی ہے۔ وہ جہاد میں سرعت کرتے ہیں اور مصائب کے سامنے آتے ہیں وہ خائن اور اکتانے والے نہیں۔ آپ کے باعث لوگ ہمارے خلاف ہیں' ہمارا ملجا اور ماویٰ صرف تلوار اور نیزے کی نوک ہے۔ ہم لوگوں سے جنگ کرتے ہیں اور کسی پر رحم نہیں کرتے اور نہ ہی قرآنی تعلیمات کو ضائع کرتے ہیں)

ولا نهر جناة الحرب نادينا ونحن حين تلظى نارها سعر
كما رددنا ببدر دون ما طلبوا أهل النفاق وفينا ينزل الظفر
ونحن جندك يوم النعف من أحد إذ حزبت بطراً أحزابها مضر
فما ونينا وما خمنا وما خبروا منا عثارا وكل الناس قد عثروا

(جنگ جو لوگ ہماری مجلس کو کریہہ نہیں سمجھتے جب جنگ کی آگ بھڑک رہی ہو تو ہم اس کو تیز کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بدر میں اہل نفاق کا مطالبہ پورا نہیں ہونے دیا اور ہم میں ہی ظفرو کامیابی نازل ہوتی ہے۔ ہم جنگ احد میں آپ کا لشکر تھے جب وہ کبرو غرور سے جمع ہوئے ان کے احزاب مضر تھے۔ نہ ہم ضعیف ہوئے نہ بزدل اور نہ انہوں نے ہم سے لغزش کو دیکھا اور سب لوگ لغزش کا شکار ہوئے)

رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض : امام بخاری (قبیصہ' سفیان' اعمش' ابو وائل) عبداللہ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تو ایک انصاری نے کہا۔ "اس سے اللہ کی رضا مقصود نہیں" میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے آگاہ کیا تو آپ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا بعد ازاں فرمایا۔ موسیٰ پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ ان کو اس سے بھی زیادہ اذیت دی گئی اور صبر کیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے اعمش سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری (قتیبہ' سعید' جریر' منصور' ابووائل) عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو ترجیح دی' اقرع بن حابس اور عیینہ کو سو' سو اونٹ دیئے اور دوسرے لوگوں کو بھی تو ایک آدمی نے کہا اس سے اللہ کی خوشنودی مقصود نہیں۔ میں نے نبی علیہ السلام کو بتایا تو آپ نے فرمایا اللہ موسیٰ پر رحمت کرے۔ ان کو اس سے زیادہ اذیت دی گئی اور صبر کیا۔ امام بخاری نے اس کو منصور از معتمر بھی بیان کیا ہے۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا' بخدا یہ ایک تقسیم ہے' اس میں عدل و انصاف نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس میں اللہ کی رضا مطلوب ہے۔ میں نے کہا میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کروں گا میں نے آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا جب اللہ اور اس کا رسول عدل نہ کرے تو کون عدل

کر سکے گا۔ اللہ موسیٰ پر رحمت کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچی اور صبر سے کام لیا۔

طواف کے دوران ہاتھ میں جوتا : امام احمد بن اسحاق (ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر' مقسم ابوالقاسم) غلام عبداللہ بن حارث بن نوفل سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور تلید بن کلاب لیثی' عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے وہ اپنا جوتا ہاتھ میں لئے طواف کر رہے تھے' ہم نے پوچھا جنگ حنین میں اس تمیمی نے جب رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کیا تھا تم موجود تھے؟ بتایا ہاں! ایک تمیمی ذوالخویصرہ نامی آیا۔ آپ لوگوں میں مال تقسیم کر رہے تھے۔ اس نے کہا اے محمد! جو آپ نے آج کیا ہے میں نے دیکھ لیا ہے آپؐ نے پوچھا ہاں! تم نے کیسے دیکھا اس نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے عدل کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوئے اور فرمایا افسوس! جب عدل و انصاف میرے ہاں بھی نہ ہو تو پھر کس کے ہاں ہو گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں تو فرمایا چھوڑو! اس کی ایک جماعت ہو گی جو دینی مسائل میں اس قدر تشدد اور غلو کرے گی کہ دین سے اس طرح خارج ہو جائے گی جیسے تیر شکار سے۔ تیر کو غور سے دیکھا جائے تو اس میں کوئی چیز نظر نہ آئے گی پھر اس کے عرض میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا پھر اس کی بالائی نوک میں دیکھا جائے اس پر کچھ نظر نہ آئے گا اور وہ خون اور گوبر سے مس کئے بغیر گزر جائے گا۔

لیث بن سعد (یحییٰ بن سعید' ابوزبیر) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حنین سے واپسی کے بعد جعرانہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا۔ حضرت بلال کے پاس کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ ﷺ اس سے پکڑ کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس نے یہ دیکھ کر کہا اے محمد ﷺ! انصاف کیجئے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس! جب میں عدل نہ کروں تو کون عدل کر سکے گا میں خائب و خاسر ہوں گا جب عدل نہ کروں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے میں اس منافق کو تہ تیغ کر دوں تو آپؐ نے فرمایا معاذ اللہ! لوگ چرچا کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں۔ یہ اور اس کے ہم نوا' قرآن کی تلاوت کریں گے جو ان کے حلق سے آگے دماغ تک نہ پہنچے گا' وہ دین سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے گزر جاتا ہے۔ امام مسلم نے اس روایت کو محمد بن رمح از لیث بیان کیا ہے۔

ذوالخویصرہ : امام احمد (ابوعامر' قرہ' عمرو بن دینار) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی نے کہا انصاف کیجئے تو آپ نے فرمایا جب میں عدل نہ کروں تو شقی ہوں گا۔ اس روایت کو امام بخاری نے (مسلم بن ابراہیم از قرہ بن خالد) سے نقل کیا ہے۔

صحیحین میں (زہری' از ابوسلمہ) حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذوالخویصرہ تمیمی نے آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ انصاف کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افسوس! کون عدل کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو خائب و خاسر ہوں' جب میں عدل نہ کروں تو کون کرے گا' تو حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت فرمایئے میں اس کی گردن اڑا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑو۔ اس کے ہم خیال لوگ ہیں' تم ان کی نماز اور

روزے کے نسبت اپنی نماز اور روزے کو حقیر جانو گے' قرآن پڑھیں گے مگر ہنسلیوں کے نیچے نہیں اترے گا۔ اسلام سے اس طرح پار ہو کر نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے۔ تیر کے نصل اور پھل کی طرف دیکھا جائے گا تو اس میں بھی کوئی چیز نہ ہو گی۔ پھر اس کے اصاف اور جوڑ کی طرف دیکھا جائے گا اس میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر اس کے نصب اور دستہ کو دیکھا جائے اس میں بھی کچھ نظر نہ آئے گا' پھر اس کے قذذ اور پر دیکھے جائیں تو بھی کچھ نہ نظر آئے گا وہ گوبر اور خون سے پار ہو گیا۔ اس جماعت کی علامت یہ ہے ان میں ایک آدمی سیاہ فام ہو گا۔ اس کا ایک بازو عورت کی چھاتی کی طرح تھل تھل کر رہا ہو گا' لوگوں کے انتشار کے وقت وہ ظاہر ہوں گے۔

ابو سعید کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں شاہد ہوں کہ حضرت علیؓ نے ان سے جنگ کی۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا' اس آدمی کی تلاش و جستجو کا حکم دیا' اس کو تلاش کر کے لایا گیا اور میں نے اس کا وہی حلیہ دیکھا جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا تھا۔ اس روایت کو مسلم نے (قاسم بن فضل از ابو نضرہ از ابو سعید) بیان کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی رضاعی ہمشیرہ کا جعرانہ میں آنا : ابن اسحاق نے بعض بنی سعد بن بکر سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ ہوازن میں فرمایا اگر تم نجاد از بنی سعد بن بکر پر قابو پا لو تو وہ چھوٹنے نہ پائے۔ اس نے ایک جرم کیا تھا' وہ مسلمانوں کے ہاتھ میں آگیا تو اس کو مع اہل و عیال لے آئے اور اس کے ہمراہ شیماء بنت حارث بن عبدالعزیٰ' رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن کو بھی لے آئے۔ اس کو تیز چلنے کا کہا تو اس نے کہا واضح رہے' واللہ! میں تمہارے نبی کی رضاعی بہن ہوں' وہ اسے سچا نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

بہن سے سلوک : ابن اسحاق نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے بیان کیا ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے بتایا میں آپ کو ران پر بٹھائے ہوئے تھی کہ آپ نے میری پشت پر منہ سے کاٹ لیا تھا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کو پہچان لیا تو آپ نے اپنی ردائے مبارک بچھا دی اور ہمشیرہ کو اس پر بٹھایا اور اس کو کہا' چاہو تو میرے پاس تعظیم و تکریم سے رہو۔ دل چاہے تو میں تمہیں تحائف دیتا ہوں اور تم اپنی قوم کے پاس چلی جاؤ۔ اس نے عرض کیا' نہیں بلکہ آپ مجھے کچھ دے دیں اور قوم کے پاس بھیج دیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تحائف دے کر قوم کے پاس بھیج دیا۔

بنی سعد کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مکحول غلام اور ایک کنیز دی' اس نے ان دونوں کی آپس میں شادی کر دی اور بنی سعد میں ان کی نسل مسلسل جاری رہی۔

بیہقی نے حکم بن عبدالملک کی معرفت قتادہ سے بیان کیا ہے کہ ہوازن کے فتح ہونے کے بعد' ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں' میرا نام شیماء بنت حارث ہے۔ آپ نے پوچھا اگر تم سچی ہو' تو تمہارے بدن پر ایک لازوال نشان ہے تو اس نے

اپنا بازو ننگا کر کے دکھایا' ہاں یارسول اللہ! بچپن میں آپ نے مجھے منہ سے کاٹا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا کر کہا مانگو ملے گا سفارش کرو قبول ہو گی۔

بیہقی (ابونصر بن قتادہ' عمرو بن اسماعیل بن عبد سلمی' مسلم' ابوعاصم' جعفر بن یحییٰ بن ثوبان) عمارہ بن ثوبان' سے بیان کرتے ہیں کہ ابوالطفیل نے اس کو بتایا کہ میں کم عمر ہی تھا کہ اونٹ کے گوشت کا ایک عضو اٹھائے ہوئے تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم کرتے دیکھا' ایک خاتون آئی آپؐ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو معلوم ہوا کہ وہ آپ کی رضاعی والدہ ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ (ممکن ہے کہ اس کا مقصد' بہن کہنا ہو' وہ اپنی والدہ حلیمہ سعدیہ کے ساتھ آپ کی پرورش میں شریک ہو)

حلیمہ : اگر مذکور بالا حدیث محفوظ ہو' تو حلیمہ سعدیہ' عرصہ دراز تک زندہ رہی کیونکہ وقت رضاعت سے لے کر جعرانہ میں آنے تک کا عرصہ آٹھ سال سے زائد ہے اور کم از کم تیس سال کی عمر میں اس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا ہو گا بعد ازاں خدا جانے کب تک زندہ رہی (نوٹ) ایک مرسل روایت میں ہے کہ آپؐ کے رضاعی والدین آپؐ کے پاس آئے تھے' واللہ اعلم۔

مراسیل میں ابوداؤد (احمد بن سعید ہمدانی' ابن وھب' عمرو بن حارث) عمر بن سائب سے بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف فرما تھے کہ آپ کا رضاعی باپ آیا' آپ نے اس کیلئے اپنا کپڑا پھیلا دیا وہ اس پر بیٹھ گیا۔ پھر آپکی رضاعی ماں آئی۔ دوسرے پہلو پر اس کیلئے کپڑا بچھا دیا' وہ اس پر بیٹھ گئی۔ پھر آپکا رضاعی بھائی آگیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکو اپنے سامنے بٹھالیا۔

قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ پوری قوم ہوازن نے رسول اللہ ﷺ کی بنی سعد میں رضاعت سے تقرب اور موالات کا اظہار کیا حالانکہ وہ ہوازن میں معدودے چند تھے۔ ان کے خطیب ابوصرد زہیر بن صرد نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ان حویلیوں میں آپ کی مائیں' خالائیں اور آپ کی تربیت کنندگان ہیں آپ ہم پر احسان کیجئے اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ اس نے کہا

أمنن على نسوة قد كنت ترضعها إذ فوك يملؤه من محضها درر
منن على نسوة قد كنت ترضعها وإذ بزينك ما تأتي ما تذر

(یہی ان سب کی آزادی کا باعث ہوا' آپ کے ان پر قدیم و جدید عام اور خاص بے شمار احسانات ہیں)

نضیر کا اظہار تشکر : واقدی نے ابراہیم بن محمد بن شرحبیل کے واسطہ سے محمد بن شرحبیل سے بیان کیا ہے کہ نضیر بن حارث بن کلدہ جو نہایت خوبصورت تھا کہا کرتا تھا اس خدا کا شکر جس نے ہم پر اسلام کا احسان کیا اور محمد ﷺ کو نبی بنا کر احسان کیا اور ہم اپنے آباء اور بھائیوں کی طرح شرک پر نہ فوت ہوں گے۔ اس کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عداوت کا یہ عالم تھا کہ وہ غزوہ حنین میں کافر قریشیوں کے ہمراہ گیا۔ ان کا خیال تھا اگر رسول اللہ ﷺ شکست کھا گئے تو ہم رسول اللہ ﷺ پر حملہ کر دیں گے مگر یہ ممکن نہ ہوا۔ پھر جعرانہ چلے آئے' واللہ! میرا وہی ارادہ تھا کہ یکایک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نضیر! عرض کیا لبیک! تو

فرمایا' کیا تجھے یوم حنین کے عزم سے' جس کی تکمیل اللہ کو منظور نہ تھی' بہتر عزم کی خواہش ہے۔ میں یہ سن کر فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کیا تجھے گذشتہ دور میں نظر ثانی کا موقعہ ہاتھ نہیں آیا میں نے یہ سن کر عرض کیا' مجھے معلوم ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہوتا تو وہ مجھے کچھ کفایت کرتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لا شریک کے بغیر کوئی معبود نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دی یا اللہ! اس کے ثبات و استقامت میں اضافہ کر' بخدا' والذی بعثہ بالحق گویا دین کے بارے میرا دل ثبات و سکون کے لحاظ سے پتھر پر لکیر ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے اس کو ہدایت نصیب کی۔

ذی قعدہ میں عمرہ جعرانہ : امام احمد' بہز اور عبدالصمد معنی دونوں ہشام بن یحییٰ' قتادہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کتنے حج کئے تو اس نے بتایا ایک حج اور چار عمرے' صلح حدیبیہ والا عمرہ' ذی قعدہ میں مدینہ سے آکر عمرہ قضا' ذی قعد میں عمرہ جعرانہ' جہاں مال حنین تقسیم کیا اور حج کے ہمراہ عمرہ۔ اس روایت کو بخاری' مسلم' ابوداؤد اور ترمذی نے متعدد اسناد سے ہشام بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام احمد (ابو نضر' داؤد' عطار' عمرو' عکرمہ) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے' عمرہ حدیبیہ' عمرہ قضا' عمرہ جعرانہ اور عمرہ مع حج۔ اس روایت کو ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے داؤد بن عبد الرحمان عطاء مکی کی معرفت عمرو بن دینار سے نقل کیا ہے اور امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔

امام احمد (یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ' حجاج بن ارطاۃ' عمرو بن شعیب ابیہ شعیب) جدہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے اور یہ ماہ ذی قعد میں تھے آپ استلام حجر تک تلبیہ کہتے رہے۔ (غریب من هذا الوجه)

عمرہ توجیہہ : یہ تین عمرے ماہ ذی قعد میں تھے' ماسوائے حجۃ الوداع والے عمرہ کے کہ وہ ماہ ذی حج میں حج کے ہمراہ ادا ہوا۔ اگر اس کا خیال' ماہ ذی قعد میں آغاز عمرہ کا ہو' تو ممکن ہے اس نے عمرہ حدیبیہ شمار نہ کیا ہو کہ وہ ادا نہ ہو سکا' واللہ اعلم۔

عمرہ جعرانہ کا انکار : امام ابن کثیر کا بیان ہے کہ نافع اور حضرت ابن عمرؓ دونوں رسول اللہ ﷺ کے عمرہ جعرانہ کا یکسر انکار کرتے ہیں۔ امام بخاری' حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں' ایک روزہ اعتکاف کی منت مانی تھی آپ نے ان کو نذر کے پورا کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عمرؓ کو غنیمت حنین سے دو کنیزیں ملی تھی جن کو مکہ میں کسی گھر میں ٹھہرایا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کے اسیروں کو آزاد کر دیا تو لوگ مکہ کی گلیوں میں دوڑ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے ابن عمر! دیکھو کیا بات ہے تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسیران ہوازن کو آزاد کر دیا ہے۔ آپؓ نے کہا جاؤ ان دو کنیزوں کو بھی چھوڑ دو۔

نافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے آکر عمرہ نہیں کیا اگر عمرہ کیا ہوتا تو حضرت ابن عمرؓ

سے مخفی نہ ہوتا۔ اس روایت کو امام مسلم نے (ایوب سختیانی از نافع از ابن عمر) بیان کیا ہے نیز امام مسلم نے (احمد بن عبدہ ضبی' حماد بن زید' ایوب) نافع سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے عمرہ جعرانہ کا تذکرہ ہوا تو کہا رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا۔ ابن عمر اور نافع کا عمرہ جعرانہ کا انکار نہایت عجیب و غریب ہے۔ ان دونوں کے علاوہ سب سے صحاح' سنن اور مسانید میں یہ منقول ہے۔ سب ائمہ مغازی اور اصحاب سنن نے بیان کیا ہے۔

استدراک : صحیحین میں (عطاء بن ابی رباح از عروہ) حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہؓ نے' حضرت ابن عمرؓ کے اس مقولہ (کہ رسول اللہ ﷺ نے رجب میں عمرہ کیا ہے) کی تردید کرتے ہوئے کہا اللہ ابوعبدالرحمان عبداللہ بن عمرؓ کو معاف فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی عمرہ کیا وہ موجود تھے۔ سنو! رسول اللہ ﷺ نے رجب میں عمرہ قطعاً نہیں کیا۔

امام احمد (ابن نمیر' اعمش) مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ عروہ نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے کس ماہ میں عمرہ کیا تھا تو فرمایا رجب میں۔ حضرت عائشہؓ نے یہ بات سن لی اور عروہ بن زبیر نے ان سے پوچھا اور ان کو ابن عمرؓ کا مقولہ بتایا تو حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ ابوعبدالرحمان پر رحمت کرے' رسول اللہ ﷺ کے ہر عمرے کے وقت وہ موجود تھے رسول اللہ ﷺ نے صرف ماہ ذی قعد میں عمرہ کیا۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے (جریر از منصور از مجاہد) اسی طرح بیان کیا ہے' نیز ابوداؤد اور نسائی نے (زہیر از ابواسحاق از مجاہد) بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے دریافت کیا رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کئے ہیں تو بتایا دو۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے کہا ابن عمرؓ کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع والے عمرہ کے بغیر تین عمرے کئے ہیں۔

چاشت اور عمرہ جعرانہ : امام احمد (یحییٰ بن آدم' مفضل' منصور) مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ میں عروہ بن زبیر کے ہمراہ مسجد نبوی میں آیا دیکھا تو ابن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے کمرہ سے سہارا لگائے ہوئے بیٹھے ہیں اور لوگ نماز چاشت پڑھ رہے ہیں۔ عروہ نے پوچھا جناب ابوعبدالرحمان یہ نماز کیسی ہے؟ بتایا بدعت ہے۔ عروہ نے پوچھا جناب ابوعبدالرحمان! رسول اللہ ﷺ نے کتنے عمرے کئے تو بتایا چار۔ ان میں سے ایک رجب میں۔

دریں اثنا ہم حضرت عائشہؓ کے کمرہ میں مسواک کرنے کی آواز سن رہے تھے۔ عروہ نے بتایا کہ ابوعبدالرحمان ابن عمرؓ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے ہیں اور ایک ان میں سے رجب میں ہے تو حضرت عائشہؓ نے کہا اللہ ابوعبدالرحمان پر رحمت کرے' نبی علیہ السلام نے ہر عمرہ اس کی موجودگی میں کیا ہے اور یاد رہے' رسول اللہ ﷺ نے ماہ رجب میں عمرہ نہیں کیا۔ اس روایت کو امام ترمذی نے اسی طرح (احمد بن منیع از حسن بن موسیٰ از شیبان) از منصور بیان کیا ہے اور اس کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔

ایک وضاحت : امام احمد (روح' ابن جریج' مزاحم بن ابی مزاحم عبدالعزیز بن عبداللہ) محرش کعبی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرے کے لئے جعرانہ سے شام کو روانہ ہوئے اور مکہ میں رات کو داخل

ہوئے اور عمرہ سے فارغ ہو کر رات کو ہی مکہ سے روانہ ہو کر جعرانہ میں صبح کے وقت چلے گئے۔ جیسا کہ رات یہیں بسر کی ہو۔ پھر آپؐ زوال کے بعد جعرانہ سے روانہ ہوئے' بطن سرف میں ٹھہرے یہاں تک کہ سرف کے مدینہ والے راستہ پر آگئے بقول محرش' اسی وجہ سے آپ کے اس عمرے کا لوگوں کو پتہ نہ چل سکا۔ اس روایت کو امام احمد نے (یحیٰی بن سعید از ابن جریج) اسی طرح بیان کیا ہے اور یہ روایت امام احمد کی منفرد روایات میں سے ہے۔ غرضیکہ عمرہ جعرانہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور ان احادیث کا انکار ناممکن ہے۔ اور منکرین عمرہ کے پاس اس کے مقابل کوئی دلیل نہیں' واللہ اعلم۔ بلکہ اس بات پر اجماع ہے کہ وہ غزوہ طائف اور تقسیم غنائم کے بعد ماہ ذی قعد میں ہوا۔

۲۸ شوال کو عمرہ کیا : معجم کبیر میں طبرانی نے جو یہ روایت (حسن بن اسحاق تستری' عثمان بن ابی شیبہ' محمد بن حسن اسدی' ابراہیم بن طہمان' ابوزبیر' عمیر مولیٰ ابن عباس) حضرت ابن عباس سے بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ طائف سے آکر جعرانہ میں اترے' وہاں مال غنیمت تقسیم کیا پھر وہاں سے عمرہ ۲۸ شوال کو کیا' ہایت غریب ہے اور اس کی سند بھی محل نظر ہے۔

فتویٰ : امام بخاری (یعقوب بن ابراہیم' اسماعیل' ابن جریج' عطاء' صفوان بن یعلی) حضرت یعلیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میری آرزو تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو وحی نازل ہونے کے وقت دیکھوں۔ چنانچہ آپ جعرانہ میں تھے اور آپ پر کپڑے کا سایہ کیا ہوا تھا۔ سایہ تلے چند صحابہ بھی تھے کہ ایک اعرابی اور دیہاتی آیا' وہ خوشبو دار جبہ پہنے ہوئے تھا' اس نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے جس نے عمرے کا احرام ایسے جبہ میں باندھ لیا ہو جو خوشبو میں ڈوبا ہو۔

حضرت عمرؓ نے یعلی کو ہاتھ کا اشارہ کر کے بلایا تو انہوں نے اپنا سر کپڑے کے اندر سایہ میں داخل کر دیا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہے۔ آپ خراٹے لے رہے ہیں' معمولی دیر یہ کیفیت رہی پھر یہ حالت موقوف ہو گی۔ بعد ازاں آپ نے پوچھا۔ عمرے کی بابت پوچھنے والا اب کہاں ہے۔ اس کو تلاش کر کے لایا گیا تو آپ نے فرمایا۔ خوشبو جو تیرے جبہ پر ہے اس کو تین مرتبہ دھو ڈال اور جبہ کو اتار دے۔ پھر عمرہ میں وہی کر جو تو حج میں کیا کرتا ہے۔ اس روایت کو امام مسلم نے ابن جریج سے بیان کیا ہے نیز یہ روایت مسلم اور بخاری میں عطا از صفوان بن یعلی بھی مذکور ہے۔

کداء' کدئی : امام احمد (ابواسامہ' ہشام' عروہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال کداء بالائی مکہ سے داخل ہوئے اور عمرہ کے لئے کدئی میں سے داخل ہوئے۔

احرام : ابوداؤد (موسیٰ ابو سلمہ' حماد' عبداللہ بن عثمان بن خیثم' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے جعرانہ سے عمرہ کیا' بیت اللہ کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلتے رہے' احرام کی چادروں کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھوں کے اوپر ڈال لیا تھا۔ اس روایت میں ابوداؤد متفرد ہے۔ نیز ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس کو (ابن خیثم از ابو الطفیل از ابن عباس) مختصر بیان کیا ہے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے بال کاٹے : امام احمد (یحییٰ بن سعید' ابن جریج' حسن بن مسلم' طاؤس) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ امیر معاویہؓ نے مجھے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال مروہ کے پاس تیر کے بھال کے ساتھ کاٹے۔ (یا ابن عباس نے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہو) یہ روایت مسلم اور بخاری میں ابن جریج سے مروی ہے نیز اس روایت کو امام مسلم نے (سفیان بن عیینہ از ہشام بن حجیر از طاؤس از ابن عباسؓ از معاویہؓ) بھی نقل کیا ہے۔ نیز ابوداؤد اور نسائی نے (عبدالرزاق از معمر از ابن طاؤس از ابیہ) بھی نقل کیا ہے۔

عبداللہ بن امام احمد (عمرو بن محمد الناقد' ابواحمد زبیری' سفیان' جعفر بن محمد' ابوہ محمد' ابن عباس) حضرت معاویہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال میں نے کترے۔

یہ بال کترنے کا واقعہ عمرہ جعرانہ پر راست اور صادق آتا ہے کیونکہ عمرہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل نہیں ہو سکے بلکہ آپ کو روک دیا گیا تھا باقی رہا عمرہ قضا تو اس وقت امیر معاویہ مسلمان نہ تھے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے داخل ہونے سے تین روز تک اہل مکہ' مکہ سے غائب رہے۔ اور حجۃ الوداع کے ہمراہ عمرہ سے بہ اتفاق اہل علم' آپ نے عمرے کا احرام نہیں اتارا۔ پس واضح ہوا کہ یہ امیر معاویہ کا مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کترنے کا واقعہ' عمرہ جعرانہ میں رونما ہوا۔

کچھ مال رکھ لیا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کے لئے آئے اور باقی ماندہ مال غنیمت کو مرالظہران کے پہلو میں بہ مقام مجنہ محبوس کرنے کا حکم فرمایا۔ (بقول ابن کثیرؒ) معلوم ہوتا ہے کہ مال غنیمت میں سے کچھ مال آپ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ملنے والے اعراب کی تالیف قلبی اور دل جوئی کے لئے رکھ لیا تھا۔

عتاب اور معاذ رضی اللہ عنہما : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ جعرانہ سے فارغ ہو کر مدینہ واپس چلے آئے مکہ پر عتاب نہیں اسید کو امیر نامزد کیا اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو مکہ میں دینی مسائل اور قرآن کی تعلیم کے لئے چھوڑ آئے۔ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کی طرف جانے سے قبل' حضرت معاذ کو عتاب بن اسید کے ساتھ منسلک کر دیا پھر مدینہ واپسی کے وقت' ان دونوں کو مکہ میں متعین کر دیا۔ ابن ہشام نے زید بن اسلم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید کو امیر مکہ مقرر کیا اور ایک درہم اس کا روزینہ مقرر کیا۔ پھر عتاب بن اسید نے لوگوں کو خطاب کیا اور کہا' اے لوگو! جو شخص روزانہ ایک درہم پر کفایت نہ کر سکے اللہ اس کو بھوکوں مارے رسول اللہ ﷺ نے روزانہ میرے لئے ایک درہم مقرر کیا ہے چنانچہ اب مجھے کسی سے کوئی ضرورت نہیں۔

مدینہ کب آئے : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذی قعد میں عمرہ جعرانہ کیا۔ ذی قعد کے آخری ایام یا آغاز ذوالحج میں مدینہ تشریف لائے۔ بقول ابن ہشام ابو عمرو مدینی کے مطابق ۲۴ ذی قعد کو مدینہ تشریف لائے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ امسال لوگوں نے عرب کے قدیم دستور کے مطابق حج کیا۔ اور اہل اسلام نے ۸ھ میں عتاب بن اسیدؓ کی زیر قیادت حج کیا اور طائف والے طائف میں ہی ماہ ذی قعد ۸ھ

سے ماہ رمضان ۹ھ تک اپنے شرکیہ عقائد پر قائم رہے۔

کعب بن زہیر کا مسلمان ہونا اور قصیدہ بانت سعاد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمی نے اپنے حقیقی بھائی کعب بن زہیر کو بذریعہ خط اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ان تمام آدمیوں کو جو آپؐ کی ہجو کرتے یا آپؐ کو اذیت پہنچاتے تھے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور قریش کے باقی ماندہ شعراء ابن زبعری اور ھبیرہ بن ابی وھب فرار ہو گئے ہیں' اگر تجھے اپنی جان کی ضرورت ہے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس فوراً چلا آ کہ جو شخص آپ کے پاس تائب ہو کر آجائے آپ اسے قتل نہیں کرتے۔ اگر تو ایسا نہ کر سکے تو کسی پناہ گاہ میں چلا جا۔ کعب بن زہیر نے قبل ازیں لکھا تھا۔

أَلا بلغا عني بجيراً رسالة فويحك فيما قلت ويحك هل لكا
فبين لنا إن كنت لست بفاعل على أي شيء غير ذلك دلكا
على خلق لم ألف يوماً أباً له عليه وما تلقى عليه أباً لكا
فإن أنت لم تفعل فلست بآسف ولا قائل إمّا عثرت لعالكا
سقاك بها المأمون كأساً روية فأنهلك المأمون منها وعلكا

(سنو! بجیر کو میرا پیغام پہنچا دو' افسوس! افسوس! جو بات میں نے کہی تھی کیا تجھے اس کی خواہش ہے۔ اگر تمہاری ایسی خواہش نہ ہو تو بتاؤ اس کے بغیر کس چیز نے تمہاری راہ نمائی کی۔ ایسے دین پر کہ میں نے کبھی اس کے والد کو اس پر نہیں پایا اور نہ تم نے اس پر اپنے والد کو پایا۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں افسوس کا اظہار نہ کروں گا اور اگر تم پھیل جاؤ تو میں نصیب دشمنان بھی نہ کہوں گا۔ تجھے مامون یعنی نبیؐ نے سیراب کرنے والا جام پلایا ہے)

ابن ہشام نے بعض علمائے شعر سے یہ اشعار نقل کئے ہیں۔

من مبلغ عني بجيراً رسالة فهل لك فيما قلت بالخيف هل لكا
شربت مع المأمون كأساً روية فأنهلك المأمون منها وعلكا
وخالفت أسباب الهدى وتبعته على أي شيء ويب غيرك دلكا
على خلق لم تلف أماً ولا أباً عليه ولم تدرك عليه أخاً لكا
فإن أنت لم تفعل فلست بآسف ولا قائل إما عثرت لعاً لكا

(بجیر کو میرا پیغام کون پہنچائے گا جو میں نے خیف منیٰ میں تجھے کہا تھا' کیا تجھے اس کی طلب ہے۔ تو نے مامون "نبیؐ" کے ساتھ سیراب کرنے والا جام پیا' تجھے مامون نے اس سے دوبار پلایا۔ تو نے ہدایت کے ذرائع کی مخالفت کی ہے اور اس کی اتباع کی ہے۔ تجھے کس کی موت آئے! کس نے تجھے ایسی بات کی راہنمائی کی ہے۔ تو نے اس طریقہ پر اپنے والدین کو نہیں پایا اور نہ ہی تو نے اس پر اپنے بھائی کو پایا ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو میں متاسف اور رنجیدہ نہیں ہوں اگر تم پھسل جاؤ تو میں نصیب دشمنان کہنے والا نہیں ہوں)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ کعب نے یہ اشعار بجیر کو لکھ بھیجے جب اس کو موصول ہوئے تو اس نے

رسول اللہ ﷺ سے ان کا مخفی رکھنا پسند نہ کیا اور آپ کو پڑھ کر سنائے جب رسول اللہ ﷺ نے **سقاک بہا المامون** سنا تو فرمایا اس نے سچ کہا ہے مگر وہ خود جھوٹا ہے واقعی میں مامون ہوں اور جب **علی خلق لم تلف علیه اما ولا ابا** سنا تو فرمایا' ہاں' اس نے اپنے والدین کو اس دین پر نہیں پایا۔ بعد ازاں بجیر نے کعب کو لکھا۔

مبلغ کعبا فهل لك في التي　　تلوم عليها باطلا وهي أحزم

الله لا العزى ولا اللات وحده　　فتنجوا إذا كان النجاء وتسلم

يوم لا ينجوا وليس تفلت　　من الناس إلا طاهر القلب مسلم

فدين زهير وهو لا شيء دينه　　ودين أبي سلمى عليّ محرم

(کعب کو کون پہنچانے والا ہے کہ کیا اس محتاط بات کا جس کا تو مجھے ناحق ملامت کر رہا ہے۔ تجھے اشتیاق ہے۔ تو اللہ وحدہ کی طرف آکر نجات پا سکتا ہے اور سلامت رہ سکتا ہے جب نجات مقصود ہو نہ کہ عزیٰ اور لات کی طرف۔ اور زہیر کا دین ایک بے کار دین ہے اور ابو سلمیٰ کا دین مجھ پر حرام ہے)

جب کعب کو خط موصول ہوا تو اس پر زمین تنگ ہو گئی اور اس کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور اس کے مخالف افواہیں پھیلانے لگے کہ وہ مقتول اور موت کے منہ میں ہے۔ جب اس کو کوئی چارہ کار نہ رہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ کہا۔ اس میں خوف و یاس اور دشمنوں کی افواہوں کا ذکر کیا پھر وہ مدینہ آیا اور اپنے ایک جھنی دوست کا مہمان ہوا وہ دوست اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس نماز فجر میں لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دوست نے اشارہ کر کے بتایا کہ آپ ہیں رسول اللہ ﷺ اٹھو اور ان سے امان طلب کرو۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے پاس بیٹھ کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ آپ اس کو پہچانتے نہ تھے' اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کعب بن زہیر' توبہ کر کے مسلمان ہو کر جان کی امان کے لئے آیا ہے۔ اگر میں اس کو لے آؤں تو کیا آپ اس کی معذرت قبول کر لیں گے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے "ہاں" کہا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے بیان کیا ہے کہ ایک انصاری نے اچھل کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! اجازت دیجئے میں دشمن خدا کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ چھوڑو' یہ اپنے سابقہ رویہ سے تائب ہو کر آیا ہے۔ یہ سن کر کعب بن زہیر انصار پر ناراض ہو گیا کہ کسی مہاجر نے ان کے خلاف کوئی بات نہ کہی تھی۔ چنانچہ پھر کعب نے اپنا قصیدہ لامیہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول　　متيم عندها لم يفد مكبول

وما سعاد غداة البين إذ رحلوا　　إلا أغن غضيض الطرف مكحول

هيفاء مقبلة عجزاء مدبرة　　لا يشتكي قصر منها ولا طول

تجلو عوارض ذي ظلم إذا ابتسمت　　كأنه منهل بالراح معلول

شجت بذی شبم من ماء محنیة　صاف بأبطح اضحی وهو مشمول

(سعاد جدا ہو گئی ہے' آج میرا دل پریشان اور مفتون ہے اس کے دام محبت میں ذلیل و خوار گرفتار ہے اور اس کا زر فدیہ نہیں ادا کیا گیا۔ جب وہ لوگ روانہ ہوئے تو بوقت جدائی سعاد ناک میں بات کرنے والے' نیچی نگاہ اور سرگیں آنکھوں والے ہرن کے بچہ کا منظر پیش کر رہی تھی۔ سامنے سے آ رہی ہو تو پتلی اور نازک کمر' پیٹھ پھیر کر جا رہی تو پر گوشت سرین' وہ معتدل ہے پست اور دراز قامت کا شکوہ نہیں۔ جب وہ مسکراتی ہے تو آبدار دانتوں کو ظاہر کرتی ہے گویا اس کے دانت خوشبو کی وجہ سے یکے بعد دیگرے شراب سے تر ہیں۔ اس شراب کی وادی کے موڑ میں صاف شفاف شمالی ہوا والے' یخ پانی' میں آمیزش ہے)

تنفی الرياح القذى عنه وأفرطه　من صوب غادية بيض يعاليل
فياها خلة لو أنها صدقت　بوعدها أولو ان النصح مقبول
لكنها خلة قد سيط من دمها　فجع وولع وإخلاف وتبديل
فما تدوم على حال تكون بها　كما تلون في أثوابها الغول
وما تمسك بالعهد الذى زعمت　الا كما يمسك الماء الغرابيل

(ہوائیں اس پانی سے تنکا کو دور ہٹاتی ہیں' صبح کی بارش سے' اس میں بافراط سفید حباب اور بلبلے ہیں۔ پس محبوبہ! اگر وہ وعدہ وفا کرے یا نصیحت کارگر ہو تو بہتر ہے۔ مگر اس کے خون میں تڑپانے والی کذب بیانی' بدعہدی اور ہر آن تغیر کی آمیزش ہے۔ اس کو ایک حالت پر ثبات نہیں وہ بھوت پریت کی طرح رنگا رنگ لباس میں نمودار ہوتی ہے۔ وہ اپنے عہد و پیمان میں ایسے پختہ رہتی ہے جیسے چھلنی میں پانی)

فلا يغرنك ما منت وما وعدت　إن الأماني والاحلام تضليل
كانت مواعيد عرقوب لها مثلا　وما مواعيدها الا الأباطيل
أرجو وآمل أن تدنو مودتها　وما لهن أخال الدهر تعجيل
أمست سعاد بارض لا تبلغها　الا العتاق النجيبات المراسيل
ولن يبلغها إلا عذافرة　فيها على الأين إرقال وتبغيل

(اس کی آرزو مندانہ باتیں اور وعدے تجھے دھوکہ اور فریب میں نہ ڈال دیں بے شک آرزو اور خواب گمراہی کا باعث ہوتے ہیں۔ عرقوب وعدہ خلاف شخص کے وعدے اس کے وعدوں کی ضرب المثل ہیں اور اس کے وعدے سراسر جھوٹ ہیں۔ بایں ہمہ میں اس کی محبت کے قرب کا امیدوار ہوں اور میں تمہاری طرف سے اس عطیہ کا وہم و گمان بھی نہیں کرتا۔ سعاد ایسے دور دراز علاقہ میں ہے جہاں صرف عمدہ طاقتور اور تیز رفتار اونٹنیاں ہی پہنچا سکتی ہیں۔ وہاں صرف مضبوط سواری ہی پہنچا سکتی ہے جو باوجود تھکاوٹ کے سریع رفتار اور تیز گام ہو)

من كل نضاخة الذفرى اذا عرقت　عرضتها طامس الاعلام مجهول
ترمى الغيوب بعيني مفرد لهق　اذا توقدت الحزان والميل
ضخم مقلدها فعم مقيدها　في خلقها عن بنات الفحل تفضيل

حرف أخوها أبوها من مهجنة ... وعمها خالها قوداء شمليل

يمشي القراد عليها ثم يزلقه ... منها لبان وأقراب زهاليل

(کنپٹی پر زیادہ پسینہ والی جب اس کو پسینہ آئے اس کا عزم مٹے ہوئے نشانات والے مجہول رہتے ہیں۔ وہ گم گشتہ راستوں کو سفید نیل گاؤ کی آنکھوں سے دیکھتی ہے جب سنگ ریزے والی سخت زمین اور چھوٹے چھوٹے ٹیلے گرم ہو جائیں۔ اس کی گردن ضخیم ہے۔ اس کے پاؤں مضبوط ہیں اپنی تخلیق میں جفتی والی اونٹنیوں سے ہے' اس کا بھائی اس کا باپ ہے۔ اس کا چچا' اس کا خالو ہے دراز گردن تیز رفتار ہے۔ اس پر چیچڑ چلتے ہیں پھر وہ ان کو اپنے سینہ اور نرم و ملائم پہلو سے پھسلا دیتی ہے)

عيرانة قذفت بالنحض عن عرض ... مرفقها عن بنات الزور مفتول

قنواء في حرتيها للبصير بها ... عتق مبين وفي الخدين تسهيل

كأنما فات عينيها ومذبحها ... من خطمها ومن اللحيين برطيل

تمر مثل عسيب النخل ذا خصل ... في غارز لم تخونه الأحاليل

تهوي على يسرات وهي لاهية ... ذوابل وقعهن الارض تحليل

(نیل گاؤ ہے۔ اس کے پہلو گوشت سے پر ہیں۔ اس کے بازو گردونواح سے بٹے ہوئے ہیں۔ چپٹے ناک والی' اس کے کانوں میں دیکھنے والے کی نظر میں ظاہر عمدگی ہے اور اس کے رخسار برابر ہیں اونچے نہیں۔ گویا اس کی آنکھوں اور حلق سے ناک اور جبڑوں تک ایک مستطیل پتھر ہے۔ وہ اپنی بالوں والی دم کو جو کھجور کی شاخ کی طرح ہے اپنے تھنوں پر گھماتی ہے جن سے دودھ نہیں دوھا گیا۔ وہ اپنے نازک پاؤں پر دوڑتی ہے اور یہ پتلے ہیں اور زمین پر برائے نام لگتے ہیں)

يوماً يظل به الحرباء مصطخدا ... كأن ضاحيه بالشمس محلول

وقال للقوم حاديهم وقد جعلت ... ورق الجنادب يركضن الحصى قيلوا

أوب يدي فاقد شمطاء معولة ... قامت فجاوبها نكد مثاكيل

نواحة رخوة الضبعين ليس لها ... لما نعى بكرها الناعون معقول

تفري اللبان بكفيها ومدرعها ... مشقق عن تراقيها رعابيل

(ایسے وقت میں کہ گرگٹ سخت حرارت میں رنگ بدلتا ہے گویا اس کی پشت دھوپ میں تحلیل ہو چکی ہے۔ اور قوم کے حدی خوان نے کہا' اس حال میں کہ خاکستری ٹڈے کنکریوں کو بیٹھنے کے لئے اڑا رہے تھے۔ (یعنی سخت گرمی تھی) کہ اتر کر قیلولہ کر لو۔ اپنے مردہ بچے پر بوڑھی چلانے والی عورت ہاتھوں کو حرکت دیتی ہوئی کھڑی ہوئی' مرے ہوئے بچوں والی عورتیں بھی اس کی غمخواری میں ہاتھوں سے پیٹنے لگیں۔ وہ نوحہ گر نرم بازوؤں والی عورت جب اس کے پلوٹھی کے بچے کی موت کی خبر لوگوں نے دی تو اس کو کوئی ہوش حواس نہیں۔ وہ اپنے سینہ کو دونوں ہاتھوں پیٹ رہی ہے اور اس کی قمیض اس کی ہنسلیوں سے پرزہ پرزہ ہے)

تسعى الغواة جنابيها وقولهم ... إنك يا ابن أبي سلمى لمقتول

وقال كل صديق كنت آمله   لا ألهينك إني عنك مشغول
فقلت خلوا سبيلي لا أبا لكم   فكل ما قدر الرحمن مفعول
كل ابن أنثى وإن طالت سلامته   يوما على آلة حدباء محمول
أنبئت أن رسول الله أوعدني   والعفو عند رسول الله مأمول

(مفسد لوگ سواری کے دائیں بائیں دوڑ رہے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اے ابن ابی سلمیٰ! تو قتل کیا جائے گا۔ اور میرے ہر دوست نے (جس سے مجھے امید تھی) یہ کہا ہے کہ میں تجھے تیرے حال سے غافل نہیں کرتا اور مجھے تیرے حال کی سمجھ نہیں۔ میں نے کہا تمہارا باپ مرے' میرا راستہ چھوڑ دو اللہ کی ہر تقدیر واقع ہو کر رہے گی۔ ہر انسان خواہ وہ دراز عمر ہو' ایک دن چارپائی پر اس کی لاش اٹھائی جائے گی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرے قتل کی دھمکی دی ہے مگر رسول اللہ ﷺ سے عفو و درگزر کی امید ہے)

مهلا هداك الذي أعطاك نافلة   القرآن فيه مواعيظ وتفصيل
لا تأخذني بأقوال الوشاة ولم   أذنب ولو كثرت في الأقاويل
لقد أقوم مقاما لو يقوم به   أرى وأسمع ما قد يسمع الفيل
لظل يرعد من وجد ما وارده   من الرسول بإذن الله تنويل
حتى وضعت يميني ما أنازعها   في كف ذي نقمات قوله القيل

(ذرا ٹھہریئے! آپ کی راہنمائی وہ کرے جس نے آپ کو نبوت کے علاوہ قرآن دیا ہے اس میں وعظ و نصیحت اور احکام کی تفصیل ہے۔ آپ چغل خوروں کی بات سے میری گرفت نہ کریں۔ میں نے کوئی جرم نہیں کیا اگرچہ میرے بارے بہت سی باتیں ہو چکی ہیں۔ میں ایسی مجلس میں کھڑا ہوا وہ کچھ دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں اگر وہ ہاتھی سن لے۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کی دھمکی کے غم سے کپکپانے لگے' اللہ کے حکم سے ہی عطیہ ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا دایاں ہاتھ' مطیع ہوتے ہوئے انتقام لینے والے نبی کے ہاتھ میں رکھ دیا ہے' ان کا فرمان قابل اعتنا ہے)

فهو أخوف عندي إذ أكلمه   وقيل إنك منسوب ومسئول
من ضيغم بضراء الارض مخدرة   في بطن عثر غيل دونه غيل
يغدو فيلحم ضرغامين عيشهما   لحم من الناس معفور خراذيل
إذا يساور قرنا لا يحل له   أن يترك القرن إلا وهو مغلول
منه تظل حمير الوحش نافرة   ولا تمشي بواديه الأراجيل

(جب میں ان سے ہم کلام ہوتا ہوں تو وہ میرے نزدیک زیادہ پرہیبت اور بارعب ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ تیری طرف کچھ باتیں منسوب ہیں اور باز پرس ہو گی۔ اس شیر سے جو ذخیرہ اور جنگل میں ہو' اس کا کچھار علاقہ عثر میں ہو اور جنگل کے ورے جنگل ہو۔ وہ صبح اٹھ کر اپنے دو بچوں کے لئے گوشت لاتا ہے ان کا کھانا انسانی گوشت ہے' جس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے خاک آلود ہوں۔ جب وہ اپنے ہمسر پر حملہ آور ہوتا ہے تو وہ بہرحال اس کا مدمقابل شکست خوردہ ہوتا ہے۔ اس سے نیل گاؤ دور رہتے ہیں اور اس کی وادی میں لوگ پیدل نہیں چلتے)

ولا يزال بواديه أخو ثقة ... مضرج البز والدرسان مأكول
إن الرسول لنور يستضاء به ... مهند من سيوف الله مسلول
في عصبة من قريش قال قائلهم ... ببطن مكة لما أسلموا زولوا
زالوا فما زال أنكاس ولا كشف ... عند اللقاء ولا ميل معازيل
يمشون مشي الجمال الزهر يعصمهم ... ضرب إذا عرد السود التنابيل

(اس کی وادی میں نہایت دلیر شخص لقمہ اجل ہوتا ہے۔ اس کا اسلحہ اور بوسیدہ لباس خون آلود پڑا ہوتا ہے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ پُرنور ہیں جن سے راہ حق کی طرف راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں' ایک بے نیام ہندی تلوار ہے۔ قریش کی ایک جماعت میں۔ ان میں سے بطن مکہ میں کسی نے کہا جب مسلمان ہو چکے ہیں تو مدینہ روانہ ہو چلو۔ وہ چلے گئے میں ناتواں' لڑائی کے موقعہ پر بے سپر اور بے تیغ و سنان نہ تھے۔ وہ سفید اونٹوں کی طرح چلتے ہیں جب سیاہ فام پست قامت لوگ بھاگ جائیں تو تلوار کی ضرب ان کو محفوظ رکھتی ہے)

شم العرانين أبطال لبوسهم ... من نسج داود في الهيجا سرابيل
بيض سوابغ قد شكت لها حلق ... كأنها حلق القفعاء مجدول
ليسوا مفاريح إن نالت رماحهم ... قوما وليسوا مجازيعا إذا نيلوا
لا يقع الطعن إلا في نحورهم ... ولا هم عن حياض الموت تهليل

(بلند بینی' بلند حوصلہ بہادر لوگ ہیں۔ لڑائی میں ان کا لباس داؤدؑ کی بنی ہوئی زرہیں ہیں۔ جو چمکیلی اور وسیع ہیں۔ ان کے حلقے باہم پیوست ہیں' گویا وہ گوکھرو کے مستحکم حلقے ہیں۔ اگر ان کے نیزے لوگوں پر پڑیں تو وہ آپے سے باہر نہیں ہوتے اور جب زخمی ہو جائیں تو جزع فزع نہیں کرتے۔ تیر صرف ان کے سینوں پر پڑتے ہیں اور میدان جنگ سے پسپا نہیں ہوتے)

کعب اور بجیر : بقول ابن ہشام' امام ابن اسحاق نے یہ قصیدہ بلا سند نقل کیا ہے۔ یہ قصیدہ حافظ بیہقی دلائل میں (ابو عبداللہ الحافظ' ابوالقاسم' عبدالرحمان بن حسن بن احمد اسدی' ابراہیم بن حسین' ابراہیم بن منذر حزامی' حجاج بن ذی الرقیبہ بن عبدالرحمان بن کعب بن زہیر بن ابی سلمی' ابیہ' جدہ) بیان کرتے ہیں کہ کعب اور **بجیر** پسران زہیر' دونوں گھر سے روانہ ہوئے اور **بجیر** نے مقام "ابرق عزاف" پہنچ کر کعب سے کہا' تم اس مقام میں ٹھہرے رہو' میں اس شخص (یعنی رسول اللہؐ) کے پاس جا کر سنوں کیا کہتا ہے۔ چنانچہ کعب وہاں ٹھہر گیا اور **بجیر** رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسلام کی دعوت پیش کی' وہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ کعب کو خبر ہوئی تو اس نے کہا

ألا أبلغا عني بجيرا رسالة ... على أي شيء ويب غيرك دلكا
على خلق لم تلف أما ولا أبا ... عليه ولم تدرك عليه أخا لكا
سقاك أبو بكر بكأس روية ... وأنهلك المأمون منها وعلكا

یہ اشعار' رسول اللہ ﷺ نے سنے تو اس کا قتل ہدر کر دیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو پالے' اس کا

کام تمام کرے۔ بجیر نے یہ اعلان نبوی کعب کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا خون ہدر کر دیا ہے اور اس کو کہا کہ میرا خیال ہے تو بچ نہ سکے گا۔ بعد ازاں پھر لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جو شخص بھی آکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ دیتا ہے' آپ اس کی بات قبول کر لیتے ہیں اور گذشتہ جرائم معاف کر دیتے ہیں۔ میرا خط پاتے ہی تم بلا تاخیر مسلمان ہو جاؤ اور چلے آؤ۔ چنانچہ کعب مشرف بہ اسلام ہوا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں مدحیہ قصیدہ کہا' پھر سیدھا مدینہ آیا' مسجد نبوی کے دروازہ پر اونٹ بٹھایا اور مسجد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کے حلقہ میں ''تشریف فرما تھے۔ کبھی اس طرف متوجہ ہو کر گفتگو کرتے اور کبھی اس کی طرف التفات فرماتے۔ کعب کا بیان ہے کہ قیاس و قرینہ سے پہچان کر میں آپ کے پاس آبیٹھا۔ مسلمان ہو کر میں نے کلمہ توحید اور رسالت کا اقرار کیا اور امان طلب کی۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کیا کعب بن زہیر۔ پوچھا تم ہی ہو جس نے اشعار کہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے استفسار فرمایا ابوبکر وہ کون سے اشعار ہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔

سقاك بها المأمور كأسا روية   وأنهلك المأمور منها وعلك

(تم کو مامور نے لبریز پیالہ پلایا اور مامور نے اس سے بار بار پلایا)

یہ سن کر اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے اس طرح نہیں کہا۔ پوچھا پھر کس طرح' تو اس نے کہا میں نے کہا ہے۔

سقاك بها المأمون كأسا روية   وأنهلك المأمون منها وعلك

یعنی ''مامور'' کی بجائے ''مامون'' بدل کر کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مامون۔ پھر اس نے یہ اپنا قصیدہ لامیہ سارا سنایا۔ **بانت سعاد فقلبی الیوم متبول**

استیعاب از ابن عبدالبر میں ہے کہ کعب جب اس شعر پر پہنچا۔

إن الرسول لنور يستضاء به   مهند من سيوف الله مسلول

نبئت أن رسول الله أوعدني   والعفو عند رسول الله مأمول

تو رسول اللہ ﷺ نے ہم نشینوں کو اشارہ کر کے کہا' سنو۔

یہ واقعہ موسیٰ بن عقبہ نے بھی اپنے مغازی میں بیان کیا ہے' وللہ الحمد والمنہ۔

بقول امام ابن کثیر' بعض روایات میں مذکور ہے کہ جب اس نے یہ قصیدہ سنایا تو آپ نے اس کو بردہ اور ردائے مبارک عطا فرمائی۔ شاعر صرصری نے بھی یہ واقعہ بعض مدحیہ اشعار میں نظم کیا ہے اور ابن اثیر نے بھی اسد الغابہ میں یہ بیان کر کے کہا ہے کہ یہ وہی چادر ہے جو خلفاء کے پاس تھی۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں' یہ واقعہ مشہور واقعات میں سے ہے لیکن میں نے متداول کتابوں میں' عمدہ سند کے ساتھ بالکل نہیں دیکھا' واللہ اعلم۔ مروی ہے کہ جب اس نے کہا۔ **بانت سعاد فقلبی الیوم متبول** تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا سعاد کون ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میری بیوی ہے' یہ سن کر آپ نے فرمایا وہ جدا نہیں ہوئی۔ مگر یہ روایت درست نہیں۔ بشرط صحت گویا اس کا گمان ہو کہ مسلمان ہونے سے اس کی بیوی جدا ہو

گئی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جدائی سے اس کا مقصد حسی اور معنوی جدائی ہے نہ کہ حکمی' واللہ اعلم۔

انصار کا اعتراض : ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے نقل کیا ہے کہ کعب نے "اذا عرد السود التنابیل" کہا تو انصار نے کہا' اس کا مصداق اس نے ہمیں قرار دیا ہے کہ انصاری نے اس کو ڈانٹا تھا تو قریش کی اس نے مدح سرائی کی ہے۔ چنانچہ انصار ناراض ہوئے پھر اس نے مسلمان ہونے کے بعد انصار کی مدح و ستائش میں کہا اور ان کے مصائب و آلام کا ذکر کیا جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں پیش آئے۔

من سره كرم الحياة فلا يزل   في مقنب من صالحي الأنصار
ورثوا المكارم كابراً عن كابر   إن الخيار هموا بنوا الاخيار
المكرهين السمهرى بأذرع   كسوالف الهندى غير قصار
والناظرين بأعين محمرة   كالجمر غير كليلة الأبصار
والبائعين نفوسهم لنبيهم   للموت يوم تعانق وكرر

(جس کو عمدہ زندگی بسر کرنے کی مسرت ہو وہ انصار کے مجاہد سواروں میں رہے۔ جو اچھے اخلاق کے اپنے اکابر اور آباء و اجداد سے وارث ہوئے یہ بہتر لوگ بہتر لوگوں کی اولاد ہے۔ یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے سمہری نیزے خوب چلاتے ہیں' لمبی تلواروں کی مانند۔ وہ انگاروں کی طرح سرخ اور تیز نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ جنگ و جدال کے روز اپنے نبیؐ کے حکم پر اپنی جانوں کو موت کے لئے پیش کرتے ہیں)

والقائدين الناس عن أديانهم   بالمشرق وبالقنا الخطار
يتطهرون يرونه نسكا لهم   بدماء من علقوا من الكفار
دربوا كما دربت بطون خفية   غلب الرقاب من الأسود ضوارى
وإذا حللت ليمنعوك إليهم   أصبحت عند معاقل الاغفار
ضربوا علياً يوم بدر ضربة   دانت لوقعتها جميع نزار

(وہ اپنے دین سے لوگوں کا دفاع کرتے ہیں تلوار اور لچکدار نیزے سے۔ وہ کفار کے خون سے طہارت کو عبادت سمجھتے ہیں۔ وہ بطن خفیہ کے خونخوار' موٹی گردنوں والے شیروں کی طرح شکار کے عادی ہیں۔ جب تو ان کے پاس اپنی حفاظت کے لئے آئے "گویا" تو پہاڑی بکروں کے محفوظ مقام میں پہنچ گیا۔ انہوں نے علی بن مسعود بن مازن غسانی کو جنگ بدر میں مارا کہ سب بنی نزار اس کی وجہ سے سرنگوں ہو گئے)

لو يعلم الأقوام علمي كله   فيهم لصدقني الذين أمارى
قوم إذا خوت النجوم فانهم   للطارقين النازلين مقارى

(اگر اقوام عالم کو جن کے بارے میری طرح پوری معلومات ہوں تو میری وہ لوگ تائید کریں جن سے میرا نزاع ہے۔ وہ لوگ قحط سالی کے ایام میں رات کو آنے والے مہمانوں کے لئے بڑے بڑے برتنوں میں کھانا تیار رکھتے ہیں)

مسجد میں : ابن ہشام کا بیان ہے کہ جب کعب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قصیدہ بانت سعاد پڑھا تو

آپ نے فرمایا تم نے انصار کا ذکر خیر کیوں نہ کیا وہ اس کے اہل اور مستحق ہیں تو کعب نے مذکور بالا قصیدہ رائیہ کہا۔ علی بن زید بن جدعان سے منقول ہے کہ کعب بن زہیر نے قصیدہ بانت سعاد مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا اس روایت کو بیہقی نے (ابراہیم بن منذر کی سند سے معن بن عیسٰی از محمد بن عبدالرحمان افطس از ابن جدعان) مرسل بیان کیا ہے۔ استیعاب میں امام ابن عبدالبر نے کعب بن زہیر کے حالات میں بیان کیا ہے کہ کعب اور بجیر اپنے ہم عصر مشاہیر شعراء میں سے اعلیٰ اور عمدہ اشعار کہنے والے پرگو اور بہت شعر کہنے والے شاعر تھے' مگر کعب اپنے بھائی سے بھی فائق شاعر تھا۔ اور ان کا والد زہیر بن ابی سلمٰی ان سے بھی اعلیٰ درجے کا شاعر تھا۔

کعب بن زہیر کے عمدہ اشعار میں سے یہ اشعار ہیں جو بقول صاحب اسد الغابہ بعثت سے ایک سال قبل فوت ہوا اور کعب کی تاریخ وفات کسی نے بیان نہیں کی۔

لو كنت أعجب من شيء لأعجبني　　سعي الفتى وهو مخبوء له القدر

يسعى الفتى لأمور ليس يدركها　　فالنفس واحدة والهم منتشر

والمرء ما عاش ممدود له أمل　　لا تنتهي العين حتى ينتهي الأثر

(اگر مجھے کسی بات سے تعجب ہوتا تو میرے نزدیک نوجوان کی تگ و دو' جس کے انجام سے وہ بے خبر ہے نہایت تعجب خیز بات ہے۔ نوجوان بہت سے امور کی تلاش و جستجو اور حصول کی کوشش میں رہتا ہے مگر ان کو حاصل نہیں کر سکتا۔ جان ایک ہے اور جنجال بہت۔ آدمی کے سانس کے ساتھ آس امید قائم ہے' نگاہ امید' نقش پا کے اختتام تک ختم نہیں ہوتی)

بقول امام سہیلی' کعب بن زہیر نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں یہ عمدہ اشعار کہے۔

تخري به الناقة الأدماء معتجرا　　بالبرد كالبدر جلى ليلة الظلم

ففي عطافيه أو أثناء بردته　　ما يعلم الله من دين ومن كرم

(گندم گوں اونٹنی پر آپ سر پر چادر اوڑھے سوار ہیں بدر منیر کی طرح منور جو تاریک رات میں نمودار ہو۔ آپ کی چادر کے دونوں کناروں یا چادر کے اثنا میں اللہ ہی جانتا ہے کہ کس قدر دین کا جوش و جذبہ اور کرم وجود ہے)

۸ھ کے مشہور واقعات اور وفیات : ۸ھ ماہ جمادیٰ میں غزوہ موتہ ہوا اور اس سال ماہ رمضان میں مکہ فتح ہوا بعد ازاں ماہ شوال میں حنین میں غزوہ ہوازن بپا ہوا اور بعد ازاں طائف کا محاصرہ کیا۔ پھر ماہ ذی قعد میں جعرانہ سے عمرہ کیا بعد ازاں مدینہ واپس چلے آئے بقول واقدی' رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ماہ ذی قعد ۸ھ کے آخر میں پہنچے۔

جزیہ : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ۸ھ میں عمرو بن عاص کو' جیفر اور عمرو ابنائے جلندی ازدی کی طرف روانہ کیا ان کے اور گرد و نواح کے مجوسیوں اور اعراب سے جزیہ وصول کیا۔

فاطمہ کلابی : ماہ ذی قعد ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت ضحاک بن سفیان کلابی سے شادی کی۔ اس نے آپ سے پناہ مانگی تو آپ نے اس کو جدا کر دیا۔ بعض کے نزدیک آپ نے اس کو اختیار دیا تو اس

نے دنیا کے مال و دولت کو پسند کیا' آپ نے اس کو جدا کر دیا۔

ابراہیمؑ : ماہ ذی الحجہ ۸ھ میں ماریہ قبطیہ کے شکم اطہر سے حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ پیدا ہوئے۔ امہات المومنین نے نرینہ بچہ پیدا ہونے پر اس سے رشک کیا۔ سلمیٰ کنیز رسول اللہ ﷺ دایہ اور قابلہ تھی۔ اس نے ابو رافعؓ کو بتایا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو مبارک باد دی۔ آپ نے اس کو خوشی میں ایک غلام دیا اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کو رضاعت کے لئے ام برہ خولہ بنت منذر بن اسید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار' زوجہ براء بن اوس بن خالد بن جعد بن عوف بن مبذول کے سپرد کر دیا۔

عزیٰ : ۲۵ ماہ رمضان ۸ھ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے' عزیٰ کا بت کدہ مسمار کیا۔ بقول واقدی ۸ھ میں بمقام رہاط' ہذیل کا سواع بت' جس کی وہ پرستش کرتے تھے' حضرت عمروؓ بن عاص نے مسمار کیا اور اس کے خزانہ میں کچھ نہ پایا اسی سال مشلل میں انصار کا بت منات سعد بن زید اشہلی نے منہدم کیا اس سلسلہ میں ہم --- ابن کثیر--- نے سورہ نجم میں **ومناۃ الثالثہ الاخری** --- کے ذیل میں ایک نہایت عمدہ مفصل بحث بیان کی ہے۔ بقول امام ابن کثیر' امام بخاری نے فتح مکہ کے ذکر کے بعد خثعم کے اس بت کدہ کی تخریب کا واقعہ بیان کیا ہے جس کی خثعم پرستش کرتے تھے اور اس کو کعبہ یمانیہ کے کہتے تھے جو مکہ میں واقعہ کعبہ کے مشابہہ اور متوازی تھا اور بیت اللہ کو کعبہ شامیہ کہتے تھے۔

امام بخاری' حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تم ذوالخلصہ کو مسمار کر کے مجھے راحت مہیا نہ کرو گے؟ عرض کیا' کیوں نہیں چنانچہ میں احمس قبلہ کے ڈیڑھ سو شاہ سواروں کو لے کر روانہ ہوا' اور میں گھوڑے کی پشت پر جم کر نہ بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا تو آپ نے میرے سینہ پر اس شدت سے ہاتھ مارا کہ ہاتھ کا نشان میرے سینہ پر نمایاں ہو گیا اور دعا دی۔ خدایا اس کو گھوڑے کی پشت پر جمادے اور اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ چنانچہ میں بعد ازیں گھوڑے سے کبھی نہیں گرا۔

ذوالخلصہ یمن میں ایک بت کدہ تھا اور خثعم اور بجیلہ قبیلہ اس کی پرستش کرتے تھے۔ اس میں بت تھے اور وہ اس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ حضرت جریرؓ وہاں آئے اس کو جلا کر خاکستر کر دیا اور توڑ پھوڑ دیا۔ جریر یمن میں آئے تو وہاں ایک آدمی تیروں سے فال کھولتا تھا اس کو کسی نے بتایا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کا قاصد موجود ہے اگر اس نے تجھے دیکھ لیا تو وہ تیرا سر قلم کر دے گا۔ وہ تیروں سے فال کھول ہی رہا تھا کہ حضرت جریرؓ وہاں آگئے۔ تو آپ نے فرمایا تو ان تیروں کو توڑ دے اور کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہو جا ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا چنانچہ اس نے وہ تیر توڑ ڈالے اور مسلمان ہو گیا۔

پھر جریرؓ نے ابو ارطاۃ احمسی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس کارنامہ کی بشارت کے لئے روانہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! بخدا' والذی ۔بعثک بالحق! میں ذوالخلصہ کو خارشی اونٹ کی طرح سیاہ چھوڑ کر آیا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے احمس کے

سواروں اور پیادہ لوگوں کے لئے پانچ مرتبہ دعا فرمائی۔ اس روایت کو مسلم نے متعدد طرق سے (اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم از جریر بن عبداللہ بجلیؓ) اسی طرح بیان کیا ہے۔ **الحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات**

غزوۂ تبوک

اے ایمان والو! مشرک تو پلید ہیں سو اس برس کے بعد مسجد حرام کے نزدیک' نہ آنے پائیں اور اگر تم تنگ دستی سے ڈرتے ہو' تو آئندہ اللہ اگر چاہے تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (۹/۲۸) ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں۔ یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ (۹/۲۹)

حضرت ابن عباس' مجاہد' عکرمہ' سعید بن جبیر' قتادہ' اور ضحاک وغیرہ متعدد مفسرین سے مروی ہے کہ جب حج وغیرہ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مسجد حرام اور کعبہ کے قریب پھٹکنے سے منع فرمادیا تو قریش نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ موسم حج میں منڈیاں اور بازار تباہ ہو جائیں گے ہمارے منافع اور معیشت پر زد پڑے گی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس منافع اور مفاد کے عوض اہل کتاب سے جنگ و جدال کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائیں یا ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے روم سے جنگ کرنے پر عزم کر لیا۔ کیونکہ وہ سب لوگوں سے آپ کے قریب تر آباد تھے اور اسلامی دعوت کے بھی سب سے زیادہ لائق تھے' اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ قرب کے باعث اہل کتاب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (۹/۱۲۳) "اے ایمان والو! اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان لو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے روم کے خلاف' رجب ۹ھ نومبر ۶۳۵ء میں جنگ کرنے کا عزم کیا تو اس وقت شدید گرمی اور تنگ دستی کا دور تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کر دیا اور گرد و نواح کے اعراب قبائل کو بھی جنگ میں ساتھ چلنے کے لئے بلا لیا چنانچہ آپ کے ساتھ قریباً تیس ہزار افراد جمع ہو گئے۔ (کما سیاتی) اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بلاوجہ پیچھے رہنے والے منافقوں اور کوتاہی کرنے والوں پر عتاب کیا' سخت مذمت کی' زجر و توبیخ کی اور سخت ڈانٹ پلائی اور ان کو بری طرح ذلیل و رسوا کیا اور ان کے بارے قرآن اتارا۔ (جس کی شب و روز تلاوت ہوتی ہے) اور سورہ براۃ میں ان کی حقیقت حال کو واضح بیان کیا۔ (جیسا کہ ہم نے یہ تفسیر میں مفصل بیان کیا ہے) اور مسلمانوں کو ہر حال میں جنگ میں شامل ہونے کا حکم دیا۔ (۹/۴۱) تم ہلکے ہو یا بوجھل (ہر حال میں) نکلو اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔ اگر مال نزدیک ہوتا اور سفر ہلکا ہوتا تو وہ

ضرور تیرے ساتھ ہوتے لیکن انہیں مسافت لمبی نظر آئی اور اب اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہو سکتا تو ہم تمہارے ساتھ ضرور چلتے' اپنی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

بعد ازیں فرمایا "اور ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان سب کے سب کوچ کریں۔ سو کیوں نہ نکلا' ہر فرقے میں سے ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔" (۹/۱۲۲)

ناسخ آیت : بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت (۹/۱۲۲) کی ناسخ ہے اور بعض اس کے قائل نہیں (بلکہ تخصیص پر حمل کرتے ہیں) واللہ اعلم۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ذوالحج ۸ھ اور رجب ۹ھ کا درمیانی حصہ قریباً سات ماہ قیام فرمایا۔ پھر لوگوں کو روم کے خلاف جنگ کرنے کی تیاری اور بندوبست کا حکم فرمایا۔ امام زہری' یزید بن رومان' عبداللہ بن ابی بکر' عاصم بن عمر اور قتادہ وغیرہ ہمارے اہل علم میں سے ہر ایک نے غزوہ تبوک کے بارے وہ بیان کیا ہے جو اس کو معلوم ہوا اور بعض وہ واقعات بیان کرتے جن کو دوسرے نہیں بیان کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو غزوہ روم کی تیاری کا حکم فرمایا' یہ تنگ دستی کا دور تھا' شدید گرمی کا موسم تھا اور قحط سالی کا زمانہ تھا اور کھجور کا پھل بھی پک چکا تھا۔ لوگ پھلوں اور سایہ میں قیام پسند کرتے تھے' اندریں حالات جنگ میں جانا ناپسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی جنگ کے لئے جاتے تو توریہ اور کنایہ سے کام لیتے مگر غزوہ تبوک میں' آپ نے لوگوں کو علی الاعلان اور برملا بتا دیا طویل مسافت شدید حرارت اور دشمن کی بکثرت کی وجہ سے تاکہ لوگ جہاد کے لئے اپنی پوری تیاری کر لیں۔ آپ نے سب کو جہاد کا ارشاد فرمایا اور ان کو بتایا کہ روم کے خلاف جنگ کا قصد ہے۔

جد کا بہانہ : رسول اللہ ﷺ سامان سفر کی تیاری میں محو تھے' ایک روز آپ نے جد بن قیس یکے از بنی سلمہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے جد! کیا امسال روم سے جنگ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ مجھے عدم شرکت کی اجازت دیتے ہیں اور فتنہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔ واللہ میری سب برادری جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ عورتوں پر کوئی فریفتہ نہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھ لیا تو صبر نہ کر سکوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر کر فرمایا (قد اذنت لک) میں تجھے جنگ میں نہ جانے کی اجازت دیتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا (۹/۴۹) اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ مجھے تو اجازت ہی دے دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے' خبردار وہ فتنہ میں پڑ چکے ہیں اور بے شک دوزخ کافروں پر احاطہ کرنے والی ہے۔

منافقوں کی روش : اور منافق ایک دوسرے کو جہاد سے نفرت' اسلام میں شک و شبہات اور آپؐ کے بارے افواہیں اڑاتے ہوئے کہتے تھے' گرمی کے موسم میں جنگ میں نہ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے فرمایا (۹/۸۱) اور کہا گرمی میں مت نکلو کہہ دو کہ دوزخ کی آگ کہیں زیادہ گرم ہے۔ کاش یہ سمجھ سکتے' سو وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ ان اعمال کے بدلہ جو کرتے رہے ہیں۔

فتنہ بردار سویلم کا گھر جلا دیا : ابن ہشام (ثقہ راوی' محمد بن طلحہ بن عبدالرحمان' اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ بن حارثہ' ابیہ' جدہ سے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا ہے کہ چند منافق "سویلم یہودی" کے مکان پر جو جاسوم کے پاس واقع ہے۔ اجتماع کرتے ہیں اور غزوہ تبوک میں لوگوں کو شامل ہونے سے روکتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ کو چند صحابہ کے ہمراہ ان کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ سویلم کی رہائش گاہ کو رہاشیوں سمیت نذر آتش کر دے چنانچہ حضرت طلحہ نے یہ کام انجام دیا اور ضحاک بن خلیفہ گھر کی پشت سے کود پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور اس کے رفقاء بھی کود کر بھاگ گئے (اور ضحاک بن خلیفہ اس لغزش کے بعد تائب ہو گیا اور اس کی حالت درست ہو گئی۔ (ملاحظہ ہو الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج۔۲ ص۔۲۶۶) ضحاک نے کہا۔

كادت وبيت الله نار محمد يشيط بها الضحاك وابن أبيرق

ظللت وقد طبقت كبس سويلم أنوء على رجلي كسيراً ومرفق

سلام عليكم لا أعود لمثلها أخاف ومن تشمل به النار يحرق

(رب کعبہ کی قسم! قریب تھا کہ آتش محمد میں ضحاک اور ابن ابیرق جل کر خاکستر ہو جاتا۔ اور اس نے سویلم کے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا میں اپنے شکستہ پاؤں اور کہنی کے بل اٹھتا تھا۔ تم پر سلامتی ہو' میں دوبارہ ایسی لغزش نہ کروں گا اور میں خدا سے خائف ہوں اور جس پر آگ محیط ہو جائے وہ جل جاتا ہے)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ دیا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام نے سفر کی تیاری میں پوری کوشش کی اور لوگوں کو بھی پوری تیاری اور مستعدی کا حکم دیا اور سرمایہ داروں کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے اور سواریاں دینے پر رغبت دلائی اور آمادہ کیا۔ چنانچہ سرمایہ داروں نے سواریاں پیش کیں اور راہ خدا میں خوب چندہ دیا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے اس قدر مال دیا کہ کسی نے ایسا نہیں دیا۔

ابن ہشام ایک ثقہ راوی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے "جیش عسرہ" میں' غزوہ تبوک کے سلسلہ میں ایک ہزار دینار دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (**اللّٰھم ارض عن عثمان فانی عنہ راض**) یااللہ! عثمانؓ پر راضی ہو' میں بھی اس پر راضی ہوں۔

امام احمد (ہارون بن معروف' ضمرہ' عبداللہ بن شوذب' عبداللہ بن قاسم) **کثہ مولیٰ** عبدالرحمان بن سمرۃؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جیش عسرہ کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ اپنے کپڑے میں ہزار دینار لائے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی گود میں ڈال دیا۔۔ رسول اللہ ﷺ ان کو ہاتھ سے الٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے "**ماضر ابن عفان ماعمل بعد الیوم**" آج کے بعد' ابن عفان کوئی عمل کرے اس کو نقصان دہ نہیں۔ اس روایت کو ترمذی نے (محمد بن اسماعیل' حسن بن رافع) ضمرہ سے نقل کر کے "حسن غریب" کہا ہے۔

بر سر منبر چندہ کی اپیل : مسند احمد میں (عبداللہ بن احمد سے مروی ہے کہ ابو موسیٰ عنزی' فرقد ابی طلحہ) عبدالرحمان بن حباب سلمی سے بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور جیش عسرہ کی اعانت و نصرت پر لوگوں کو آمادہ کیا اور اکسایا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ بن عفان نے کہا میرے ذمہ سو اونٹ مع

ان کی جھولوں اور پالانوں کے ہے۔ پھر آپ نے منبر سے اتر کر ترغیب دلائی تو حضرت عثمانؓ نے کہا' میرے ذمہ ایک سو اور اونٹ ہے۔ مع ان کے جھولوں اور پالانوں کے' سلمی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ اس طرح ہاتھ کو حرکت دے رہے تھے (عبدالصمد راوی نے اپنا ہاتھ اس انداز میں ہلا کر دکھایا) اور فرمایا (**ماعلی عثمان ماعمل بعد هذا**) بعد ازیں عثمان جو عمل کرے اسے نقصان دہ نہیں۔

اس روایت کو اسی طرح امام ترمذی (محمد بن یسار' ابوداؤد طیالسی) سکن بن مغیرہ ابی محمد مولی آل عثمان سے نقل کرتے ہیں' بقول ترمذی یہ اس سند سے "غریب" ہے۔

امام بیہقی (عمرو بن مرزوق) سکن بن مغیرہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے تین بار کہا اور حضرت عثمانؓ نے تین صد اونٹ مع ان کے جھولوں اور پالانوں کے اپنے ذمہ لے لئے۔ عبدالرحمان سلمی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بر سر منبر فرما رہے تھے **ماضر عثمان بعدها --- او قال بعد الیوم**

ابوداؤد طیالسی (ابوعوانہ' حصین بن عبدالرحمان' عمرو بن جلوان) احنف بن قیس سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ سے سنا کہ وہ سعد بن ابی وقاص' علی' زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرما رہے تھے خدارا بتاؤ! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ میں ساز و سامان دے گا' اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔ میں نے فوج کو سامان دیا مع ان کے مہار اور عقال (زانو بند) کے۔ اس روایت کو امام نسائی نے حصین بن عبدالرحمان سے نقل کیا ہے۔

بکائین (رونے والوں) وغیرہ معذور افراد کے جنگ سے پیچھے رہنے والوں کا بیان :

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو' تو ان میں دولت مند بھی تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دے کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ ہو جائیں۔ وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہ جائیں اور ان کے دلوں پر مہر کر دی گئی ہے سو وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان والے ہیں وہ اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے باغ تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور بہانے کرنے والے گنوار آئے تاکہ انہیں رخصت مل جائے اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا تھا جو ان میں سے کافر ہیں۔ عنقریب انہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔ ضعیفوں پر اور مریضوں پر اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے جو خرچ کریں کوئی گناہ نہیں ہے' جب اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیر خواہی کریں۔ نیکو کاروں پر کوئی الزام نہیں ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ تیرے پاس آئیں کہ تو انہیں سواری دے تو تو نے کہا' میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمہیں اس پر سوار کر دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے' الزام ان لوگوں پر ہے جو دولت مند ہیں اور تم سے اجازت طلب کرتے ہیں اس بات سے وہ خوش ہیں کہ پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ رہ جائیں اور اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے پس وہ نہیں سمجھتے (۸۶ تا

(۹/۹۳)

ہم (ابن کثیر) نے ان آیات کی تفسیر و توضیح پر تفسیر ابن کثیر میں خوب بحث کی ہے جو کافی و وافی ہے' واللہ اعلم' وللہ الحمد والمنہ۔ ان رونے والوں کا یہاں ذکر مقصود ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے کہ آپؐ ان کو سواری دیں کہ وہ اس جنگ میں ان کے ہمراہ جا سکیں آپ کے پاس وہ سواری نہ پا کر روتے ہوئے واپس چلے آئے اس بات پر افسوس کرتے ہوئے کہ وہ فی سبیل اللہ جہاد' اور اس میں خرچ کرنے سے محروم رہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ انصار وغیرہ میں سے سات افراد تھے۔ سالم بن عمیر یکے از بنی عمرو بن عوف' علیہ بن زید برادر بنی حارثہ' ابو لیلیٰ عبدالرحمان بن کعب از بنی مازن بن نجار' عمرو بن حمام بن جموح برادر بنی سلمہ' عبداللہ بن مغفل مزنی' بقول بعض عبداللہ بن عمرو مزنی' ھرمی بن عبداللہ برادر بنی واقف' عرباض ساریہ نزاری۔

ابو لیلیٰ اور ابن مغفل : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابو لیلیٰ اور عبداللہ بن مغفل دونوں رو رہے تھے۔ ان سے ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری نے پوچھا کیوں رو رہے ہو' تو انہوں نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ سواری عطا فرما دیں اور ہم آپ کے ہاں سے سواری نہ پا سکے اور ہمارے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ ہم ان کے ہمراہ جانے کا اہتمام کر سکیں چنانچہ ابن یامین نے اپنی سواری دے دی اور وہ اس پر سوار ہو کر گئے اور کچھ ان کو کھجوریں بھی دے دیں اور وہ دونوں نبی علیہ السلام کے ہمراہ چلے گئے۔

انوکھا طرز : یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے مزید بیان کیا ہے کہ حضرت علیہؓ بن زید رات کو گھر سے باہر گئے۔ مقدر کے مطابق نماز پڑھی اور رو کر عرض کیا' یااللہ! تو نے جہاد کا حکم فرمایا ہے۔ اور اس میں ترغیب دلائی ہے اور تو نے اتنا مال و دولت نہیں دیا کہ جس سے جہاد کے قابل ہو سکوں اور نہ ہی تو نے اپنے رسول کو سواری دی ہے جو وہ مجھے عطا کر سکیں۔

خدایا جو میرے مال و جان اور عزت و آبرو میں کسی مسلمان نے بے جا تصرف اور ظلم و ستم کیا ہے' وہ میں اسے معاف کرتا ہوں اور صدقہ و خیرات کرتا ہوں۔ دعا کے بعد وہ لوگوں کے ہمراہ شامل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' ام شب صدقہ کرنے والا کہاں ہے تو حاضرین میں سے کوئی نہ اٹھا' آپ نے دوبارہ فرمایا صدقہ کرنے والا کہاں ہے' وہ کھڑا ہو جائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے صورت حال سے آگاہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو! بخدا' والذی نفسی بیدہ! تیرا نام مقبول شدہ زکوۃ والوں میں لکھا گیا ہے۔ (اس مقام پر بیہقی نے ایک اور روایت بیان کی ہے)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا واقعہ : حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابو العباس محمد بن یعقوب' احمد بن عبدالحمید مازنی' ابو اسامہ' برید' ابو بردہ) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے بیان کرتے ہیں کہ چند احباب نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس سواری طلب کرنے کے لئے بھیجا' وہ غزوہ تبوک کے "جیش عسرہ" میں آپ کے ہمراہ تھے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! مجھے میرے احباب نے آپ کی خدمت میں سواریوں کی خاطر بھیجا ہے تو آپ نے فرمایا' واللہ! میں تمہیں کوئی سواری نہ دوں گا۔ میں نے یہ سوال آپ سے غصہ کی حالت میں کیا اور مجھے اس کا علم نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے نہ دینے اور اس اندیشے سے کہ آپؐ مجھ پر رنجیدہ ہیں میں غمناک واپس چلا آیا اور احباب کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے آگاہ کیا۔ معمولی دیر کے بعد میں نے بلال کی منادی سنی' عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری کہاں ہے؟ میں نے اس کو اپنی موجودگی کی اطلاع دی تو اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی بات سنیں! وہ آپ کو بلا رہے ہیں جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے تین بار فرمایا "ان دو مشکیزوں کو پکڑ لو" ان چھ اونٹوں کے بارے فرمایا جو آپ نے اس وقت سعدؓ سے خریدے تھے۔ اور کہا کہ ان کو اپنے احباب کے پاس لے جا۔ اور ان کو بتا کہ اللہ یا اس کے رسول نے تمہیں سواری کے لئے دیئے ہیں۔

میں نے یہ اونٹ ان کے حوالے کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ تمہاری سواری کے لئے عطا فرمائے ہیں' لیکن بخدا میں تمہیں سوار نہ ہونے دوں گا یہاں تک کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ اس شخص کے پاس چلے جس نے رسول اللہ ﷺ کا جواب سنا تھا جب میں نے سوال کیا تھا اور آپ نے پہلی دفعہ منع فرما کر دوسری دفعہ مجھے یہ سواریاں عطا کی تھیں۔ میرے متعلق یہ بدگمانی نہ کرو' میں نے وہ بات بتائی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے نہ فرمائی ہو تو انہوں نے کہا واللہ! آپ ہمارے نزدیک قابل اعتماد ہیں ہم وہی کریں گے جو آپ چاہیں گے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ ان کو اپنے ہمراہ لے کر ان لوگوں کے پاس لے کر چلے آئے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی کہ آپ نے پہلے نہ دیا اور دوبارہ بلا کر دیا۔ چنانچہ ان سامعین نے ان کو بالکل اسی طرح بتایا جیسا کہ حضرت ابوموسیٰؓ نے بتایا تھا۔

اس روایت کو امام مسلم اور امام بخاری نے ابو کریب از ابو اسامہ بیان کیا ہے اور ایک متفق علیہ روایت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اشعری لوگوں کے ہمراہ سواری طلب کرنے کے لئے حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا واللہ! میں آپ کو سواری نہیں دے سکتا اور نہ ہی میرے پاس ہے۔ پھر آپ کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے اور آپ نے چھ اونٹ بغیر پالان کے دیئے اور ہم نے ان کو لے لیا پھر ہم نے آپس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور یہ ہمارے لئے بابرکت نہ ہو گا چنانچہ ہم نے واپس جا کر "آپ کو بتایا" تو آپ نے فرمایا واللہ! میں نے تم کو سواری نہیں دی بلکہ اللہ نے دی ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا' واللہ! میں ان شاء اللہ کسی بات کا حلف اٹھاؤں اور اس سے بہتر دوسری بات کو پاؤں تو وہی کرتا ہوں جو بہتر ہو' اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسلمانوں کا ایک گروہ دیر تک رسول اللہ ﷺ سے غائب رہا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بغیر کسی شک و شبہ کے پیچھے رہ گیا (اور جنگ میں شریک نہ ہو سکا) اس گروہ میں سے ہیں (۱) کعب بن مالک بن ابی کعب برادر بنی سلمہ (۲) مرارہ بن ربیع برادر بنی عمرو بن عوف (۳) ہلال بن امیہ برادر بنی واقف اور (۴) ابو خیثمہ برادر بنی سالم بن عوف' یہ لوگ راست باز تھے اور پختہ مسلمان تھے۔ میں

---- ابن کثیر ---- کہتا ہوں کہ ان میں سے پہلے تین کا قصہ مفصل بیان ہو گا جس کے بارے سورہ توبہ میں (۹/۱۱۸) آیت نازل ہوئی۔ باقی رہا ابو خیثمہؓ تو وہ واپس آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے کا عزم کر لیا۔ (کما سیاتی)

تبوک کی طرف : یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کر لی اور سفر کا عزم کر لیا تو جمعرات کو روانہ ہوئے اور "ثنیة الوداع" میں فروکش ہوئے آپ کے ہمراہ تیس ہزار سے زائد فوج تھی (اور عدو اللہ' عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے لشکر کا پڑاؤ آپ سے نیچے ڈالا اور بزعم مورخین یہ دونوں لشکروں میں سے زیادہ کم نہ تھا) جب رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی معہ دیگر منافقوں اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے پیچھے رہ گیا اور ساتھ شامل نہ ہوا۔

امیر مدینہ : ابن ہشام کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محمد بن سلمہ انصاری کو امیر مدینہ مقرر کیا اور بقول داروردی' آپ نے سباع بن عرفطہ کو غزوہ تبوک کے سال مدینہ کا امیر اور جانشین مقرر فرمایا۔

حضرت علیؓ بمنزلہ حضرت ہارونؑ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اہل بیت پر محافظ مقرر کیا اور منافقین نے یہ افواہ اڑائی کہ آپؐ ان کو گراں اور بوجھ سمجھ کر ان سے سبکدوش ہو گئے ہیں۔ جب یہ افواہ پھیل گئی تو حضرت علیؓ لیس ہو کر جرف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کو افواہ سے مطلع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دروغ گو ہیں' میں نے تو تمہیں اہل و عیال پر محافظ مقرر کیا ہے۔ بنابریں واپس جاؤ' میرے اور اپنے اہل و عیال کی نگہداشت کرو۔ اے علی! کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ نسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی۔ الا یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت علیؓ جرف سے واپس آگئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص کی معرفت سعدؓ سے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپؐ علیؓ کو بات فرما رہے تھے۔ امام بخاری اور مسلم نے یہ حدیث (شعبہ از سعد بن ابراہیم از ابراہیم بن سعد) حضرت سعد بن ابی وقاص سے بیان کی ہے۔

ابوداؤد طیالسی اپنی سند میں (شعبہ' حکم' مصعب بن سعد) حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علیؓ کو اہل بیت پر محافظ مقرر کیا تو حضرت علیؓ نے کہا کیا یارسول اللہ! آپ مجھ کو خواتین اور بچوں میں جانشین بنا کر چھوڑ رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا اے علی! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تمہیں میری طرف سے وہ مقام و مرتبہ حاصل ہو جو ہارون کا موسیٰؑ سے تھا بجز اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس روایت کو مسلم اور ترمذی نے قتیبہ سے بیان کیا ہے اور امام احمد نے سند میں قتیبہ کے علاوہ محمد بن عباد سے بھی بیان کیا ہے اور یہ دونوں حاتم بن اسماعیل سے بیان کرتے ہیں اور بقول ترمذی یہ حدیث حسن صحیح اور اس سند سے غریب ہے۔

ابو خیثمہ مالک بن قیس : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کے چند روز بعد'

شدید گرمی کے روز' ابو خیثمہؓ اپنے گھر واپس آیا اور اپنی بیویوں کو باغ کے چھپر میں پایا کہ انہوں نے چھپر میں چھڑکاؤ کیا ہوا ہے' پانی یخ ہے اور اس کے لئے انہوں نے کھانا تیار کر رکھا ہے۔ جب وہ باغ کے اندر آیا چھپر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اس نے اپنی بیویوں اور ان کے عیش و عشرت کا جائزہ لیا تو اس نے کہا' رسول اللہ ﷺ تو دھوپ' آندھی اور گرمی میں سفر پر ہوں اور ابو خیثمہ' ٹھنڈے سائے' تیار کھانے اور خوبرو بیوی کے ہمراہ اپنے مال و متاع میں مقیم ہو۔ یہ قرین انصاف نہیں۔ واللہ! میں کسی ایک کے بھی چھپر میں نہ داخل ہوں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملوں۔ اس نے کہا زاد راہ تیار کرو۔ سامان سفر تیار کرایا تو وہ اپنی آبپاشی والی سواری پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی تلاش و جستجو میں روانہ ہو گیا یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جا پایا جب آپ تبوک میں فروکش تھے۔

راستہ میں عمیر بن وہب جمحی سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کا متلاشی تھا' راستہ میں دونوں اکٹھے چلتے رہے۔ جب وہ تبوک کے قریب پہنچے تو ابو خیثمہ نے ابن وہب جمحی سے عرض کیا میں خطاوار ہوں۔ میری خواہش ہے کہ تم ذرا یہاں رکو اور میں تنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں' تو اس نے یہ تجویز تسلیم کر لی جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پڑاؤ کے قریب ہوا تو لوگوں نے کہا یہ کوئی راستہ پر سوار چلا آرہا ہے تو رسول اللہ نے فرمایا "کن ابا خیثمه" ابو خیثمہ ہو' چنانچہ سب نے کہا واللہ یا رسول اللہ! وہ ابو خیثمہ ہے۔ قریب پہنچ کر اس نے سلام عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے ابو خیثمہ! افسوس! پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے اس کے لئے خیر و برکت کی دعا کی۔

عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن اسحاق کے مطابق ابو خیثمہ کا قصہ بیان کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں خریف کے موسم میں گئے تھے۔

ابن ہشام کا بیان ہے کہ ابو خیثمہ مالک بن قیس نے یہ اشعار کہے۔

لما رأيت الناس في الدين نافقوا أتيت التي كانت أعف وأكرما
وبايعت بالمني يدى لمحمد فلم أكتسب إثما و لم أغش محرما
تركت خضيبا في العريش وصرمة صفايا كراما بسرها قد تحمما
وكنت إذا شك المنافق أسمحت الى الدين نفس شطره حيث يمما

(جب میں نے دیکھا کہ لوگ دین میں منافقت کر رہے ہیں تو میں نے وہ طریقہ اختیار کیا جو پاک اور عمدہ تھا۔ میں نے دائیں ہاتھ سے محمد ﷺ کی بیعت کی اور میں نے گناہ اور حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ میں نے چھپر میں مہندی والی عورت چھوڑی ہے اور عمدہ نخلستان جس کی گدری کھجور سیاہ ہو چکی۔ منافق شک و ریب میں مبتلا ہو تو میرا دل دین کی طرف مائل ہوتا ہے جہاں بھی ہو)

یونس بن بکیر (محمد بن اسحاق' بریدہ' سفیان' محمد بن کعب قرظی) عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو ایک آدمی پیچھے رہنے لگا تو لوگ کہتے یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص پیچھے رہ گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے' اس کی بات چھوڑو' اگر اس میں خیر و رشد ہوئی تو اللہ اس کو

تمہارے ساتھ ملا دے گا۔ اگر کوئی اور بات ہوئی تو اللہ تم کو اس سے راحت بخشے گا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ : یہاں تک کہ کسی نے کہا یارسول اللہ ﷺ ابوذر پیچھے رہ گیا ہے اور اس کا اونٹ سست رفتار ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **دعوه ان یک فیه خیر فسیلحقه الله بکم وان یک غیر ذلک تقدارا حکم الله منه** (ترجمہ گزر چکا ہے) حضرت ابوذرؓ نے اپنے اونٹ کے تیز چلنے کا انتظار کیا جب تیز نہ ہوا تو انہوں نے اپنا زاد راہ اٹھا کر پشت پر رکھ لیا اور پیدل چلنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ اس دوران منزل میں فروکش ہو چکے تھے۔ کسی مسلمان نے دیکھ کر کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ کوئی راستے پر آرہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوذر ہو گا! جب لوگوں نے ذرا غور سے دیکھا تو وہ کہنے لگے واللہ! یارسول اللہؐ وہ ابوذرؓ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحمت کرے وہ تنہا چل رہا ہے۔ تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی زندہ اٹھایا جائے گا۔

انقلاب برپا ہوا اور حضرت ابوذر کو "ربذہ" میں منتقل کر دیا گیا جب نزع کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے رات کو غسل اور کفن دے کر راستہ کے وسط میں رکھ دینا۔ جو پہلا قافلہ تمہارے پاس سے گزرے' اس کو بتانا یہ ابوذرؓ ہے۔ حسب وصیت انہوں نے اسی طرح کیا۔ چنانچہ ایک قافلہ آیا اور اس کو معلوم نہ تھا وہ چلتا رہا قریب تھا کہ وہ آپ کی نعش کو روند ڈالتا۔ دیکھا تو معلوم ہوا وہ ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ' اہل کوفہ کے ایک قافلہ میں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے دریافت کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ ابوذرؓ کا جنازہ ہے تو وہ دھاڑیں مار کر رونے لگے اور بتایا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا تھا کہ ابوذر پر خدا رحمت کرے' وہ تنہا چلے گا' تنہا فوت ہو گا اور تنہا ہی اس کا حشر ہو گا۔ چنانچہ وہ قافلہ اترا اور ان کو خود حضرت ابن مسعودؓ نے دفن کیا۔ سند حسن ہے لیکن اصحاب ستہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

"ساعۃ عسرۃ" کی تفسیر : امام احمد' عبداللہ بن محمد بن عقیل سے **"الذین اتبعوه فی ساعة العسرة"** (۹/۱۱۷) کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں دو اور تین مجاہد ایک اونٹ پر سوار تھے۔ سخت گرمی کا موسم تھا' ایک روز پیاس نے ستایا تو وہ اونٹوں کو ذبح کر کے اوجھ کا پانی پینے لگے۔ "یہ ہے پانی کی قلت" اسی طرح اخراجات اور سواریوں میں بھی قلت تھی۔

عبداللہ بن وھب' حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے دریافت ہوا کہ **"ساعة العسره"** (۹/۱۱۷) کے بارے کچھ فرمایئے تو آپؓ نے بتایا کہ غزوہ تبوک کی طرف ہم سخت گرمی کے موسم میں روانہ ہوئے۔ ہم ایک "منزل" میں فروکش ہوئے تو پیاس نے ستایا یہاں تک کہ ہمارا گمان تھا کہ ہماری گردنیں منقطع ہو جائیں گی (اور حالات اس قدر نازک ہو گئے) کہ ہم میں سے کوئی کجاوے کی تلاش میں جاتا تو بھی کمزوری کے باعث اس کو موت کا خطرہ لاحق رہتا تھا حتیٰ کہ ایک آدمی اپنا اونٹ ذبح کرتا اور اس کی اوجھ نچوڑ کر پی لیتا اور باقی ماندہ کو اپنے جگر پر رکھ لیتا۔

معجزانہ بارش : حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دعا میں بھلائی کا خوگر بنایا

ہے پس اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے آپ نے فرمایا اے ابوبکر! کیا تو یہ پسند کرتا ہے؟ حضرت ابوبکر نے ہاں کہا تو رسول اللہ ﷺ نے اوپر کو ہاتھ بلند کئے اور دعا کی۔ دعا سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے ہلکی بارش کے بعد اتنی تیز بارش برسی کہ ہم نے اپنے سب برتن پانی سے بھر لئے۔ پھر ہم نے بارش کے اثرات دیکھے تو وہ ہمارے پڑاؤ تک محدود تھی' اس سے متجاوز اور دور تک نہ تھی۔ یہ سند جید ہے اور اس کو اصحاب ستہ نے بیان نہیں کیا۔

ابن اسحٰق' عاصم بن عمر بن قتادہ کی معرفت ابنائے قوم سے بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ حجر میں قیام کے دوران پیش آیا تھا اور اپنے ایک ہم سفر' منافق کو کہا' افسوس! اس کے بعد بھی نبوت میں کوئی شک کی گنجائش ہے تو اس نے کہا (اس میں کیا اعجاز ہے) بادل آیا اور برس گیا۔

زید بن لصیت منافق : مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ لوگ اس کی تلاش و جستجو میں سرگرداں تھے۔ اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے عمارہ بن حزم انصاریؓ کو جو آپ کے پاس تھا کہا' کہ ایک آدمی نے یہ بات کہی ہے کہ یہ محمدؐ جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور آسمان کی باتیں بتاتا ہے اور اس کو اپنی ناقہ کا علم تک نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واللہ! میں وہی جانتا ہوں جو مجھے اللہ بتاتا ہے اور ناقہ کے بارے اللہ نے مجھے بتایا ہے یہ فلاں وادی میں ہے۔ اس کی مہار ایک درخت میں الجھ گئی ہے' جاؤ اس کو لے آؤ۔ پھر عمارہ انصاری اپنے ڈیرے پر گیا تو اس نے ان کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے اس نکتہ چینی کے بارے بتائی تھی۔ ڈیرے پر موجود اشخاص میں سے کسی نے کہا یہ بات تو زید بن لصیت نے کہی تھی اور یہ زبیر بھی وہاں موجود تھا تو عمارہؓ اس کی گردن پر لات مار کر کہہ رہا تھا کہ میرے ڈیرے پر آفت کا پرکالہ ہے اور مجھے معلوم نہیں اے دشمن خدا چلا جا ہمارے ساتھ نہ بیٹھ۔

بعض کا خیال ہے کہ زید تائب ہو گیا تھا اور بقول بعض وہ نفاق پر فوت ہوا۔

طعام میں معجزانہ برکت : حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ناقہ کے قصہ کے مشابہہ ایک قصہ ابن مسعود سے بھی مروی ہے۔ (اعمش' ابوصالح' ابوہریرہ) ابوسعید خدری سے بیان کرتے ہیں (یہ شک اعمش کو لاحق ہوا ہے) کہ غزوہ تبوک میں لوگ بھوک سے دوچار تھے' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ سواریاں ذبح کرنے کی اجازت مرحمت فرما دیں تو ہم ذبح کر کے کھالیں اور چربی کو استعمال کر لیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت فرما دی۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر سواریاں ذبح کر دی گئیں تو سواریاں کمیاب ہو جائیں گی۔ عرض ہے کہ آپ ان کا باقی ماندہ زاد سفر منگوا لیں اور اللہ تعالیٰ سے اس میں خیر و برکت کی دعا کریں۔ امید ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرما دے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دے کر چرمی دستر خوان منگوایا اور اس کو بچھا کر لوگوں کو باقی ماندہ "زادراہ" لانے کا حکم فرمایا یہاں تک کہ ایک آدمی مٹھی بھر مکئی لاتا' دوسرا مٹھی بھر کھجوریں لاتا اور اسی طرح تیسرا روٹی کا ٹکڑا لاتا' رفتہ رفتہ دستر خوان پر کچھ طعام جمع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے برکت و افزائش کی دعا فرما کر اعلان کیا اپنے برتن لے آؤ۔ چنانچہ وہ اپنے برتن لے آئے اور لشکر میں موجود ہر برتن کو لبریز کر لیا اور

پیٹ بھر کر کھالیا پھر بھی کچھ باقی بچ رہا تو آپ نے فرمایا میں شاہد ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ جو شخص وحدانیت اور رسالت پر کامل یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس روایت کو امام مسلم نے (ابو کریب از ابو معاویہ از اعمش) بیان کیا ہے اور امام احمد نے (سہیل از ابیہ از ابو ہریرہ) بیان کیا ہے اور انہوں نے غزوہ تبوک کا نام نہیں لیا بلکہ مطلق غزوہ کا ذکر کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کا تبوک جاتے ہوئے "حجر" میں ثمود کے مکانات سے گزرنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب "حجر" کے پاس سے گزرے تو وہاں اترے۔ اور لوگوں نے اس کے کنوئیں سے پانی لیا اور جب روانہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ ثمود کے کنوؤں کا پانی مت پیئو اور نہ ہی نماز کے لئے وضو کرو اور جو تم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو' اور خود بالکل نہ کھاؤ۔ یہ قصہ ابن اسحاق نے بلا سند بیان کیا ہے۔

امام احمد (معمر بن بشر' عبداللہ بن مبارک' معمر' زہری' سالم بن عبداللہ) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب "حجر" کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا کہ تم ان لوگوں کے مکانات میں' جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا مت جاؤ مگر روتے ہوئے۔ مباوا تمہیں وہ عذاب پہنچے جو ان کو پہنچ چکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری پر اپنا سر ڈھانپ لیا۔

اس روایت کو امام بخاری نے (عبداللہ بن مبارک اور عبدالرزاق از معمر) بیان کیا ہے۔ امام مالک' عبداللہ بن دینار کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم ان ہلاک شدہ لوگوں کے مکانات میں نہ جاؤ مگر یہ کہ تم روتے ہو' اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو ان کے مکانات میں مت جاؤ مباوا تم بھی ان کی طرح عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔

اس روایت کو امام بخاری نے امام مالک اور سلیمان بن بلال کی معرفت عبداللہ بن دینار سے بیان کیا ہے۔ اور امام مسلم نے ایک اور سند سے عبداللہ بن دینار سے نقل کیا ہے۔

ناقہ والے کنوئیں پر : امام احمد (عبدالصمد' صخر بن جویریہ' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک کے سال رسول اللہ ﷺ "حجر" میں ثمود کے مکانات کے پاس فروکش ہوئے۔ لوگوں نے ان کنوؤں میں سے پانی لیا جن سے ثمودی پانی پیتے تھے۔ آٹا گوندھا' ہانڈیوں میں ڈالا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ ہانڈیاں الٹا دیں اور گوندھا ہوا آٹا اونٹوں کو کھلا دیں۔ پھر وہاں سے چل کر اس کنوئیں پر پڑاؤ ڈالا جس سے ناقہ پانی پیتی تھی اور ان کو ہلاک شدہ قوم کے علاقہ میں جانے سے منع فرما دیا۔ "مجھے خطرہ ہے کہ تم بھی ثمود کی طرح عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ لہٰذا ان کے مکانوں میں نہ جاؤ۔ اس حدیث کی سند شرط صحیحین پر ہے اور اصحاب ستہ نے اس کو بیان نہیں کیا۔

امام بخاری' اور امام مسلم نے اس حدیث کو (انس بن عیاض' ابو ضمرہ' عبیداللہ بن عمر' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے۔ بقول امام بخاری اسامہ نے عبیداللہ بن عمر کی متابعت کی ہے۔ نیز امام مسلم نے اس کو

(شعیب بن اسحاق از عبید اللہ از نافع) بیان کیا ہے۔

ابو رغال : امام احمد (عبدالرزاق، معمر، عبداللہ بن عثمان، ابوالزبیر) حضرت جابرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب "حجر" کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا، معجزات کا مت سوال کرو، صالح علیہ السلام کی قوم نے معجزے کا سوال کیا تھا، اونٹنی اس راہ سے آتی اور اس سے واپس چلی جاتی۔ انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور ناقہ کو ہلاک کر ڈالا وہ ایک روز سارا پانی پی جاتی اس روز ثمودی اس کا دودھ پیتے چنانچہ انہوں نے اس کو ہلاک کر دیا سو ان پر چیخ کا عذاب مسلط ہو گیا۔ صرف ایک مرد کے علاوہ جو حرم میں تھا سب کے سب نیست و نابود ہو گئے۔ دریافت کیا گیا یارسول اللہ ﷺ! وہ کون ہے۔ فرمایا وہ ابو رغال ہے۔ جب وہ حدود حرم سے باہر نکلا تو وہ اپنی قوم والے عذاب کا شکار ہو گیا۔ اس کی سند صحیح ہے اور صحاح ستہ میں موجود نہیں۔

اپنے دفاع سے عاجز ہوں گے : امام احمد (یزید بن ہارون، مسعودی اسماعیل بن واسط، محمد بن ابی کبشہ انماری) ابو کبشہ انماری سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے لوگ اہل حجر کے کھنڈرات میں جلدی جلدی داخل ہونے لگے تو رسول اللہ ﷺ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اعلان فرمایا "الصلوۃ جامعہ" راوی کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ سواری کی مہار تھامے فرما رہے تھے کہ تم مغضوب قوم کے علاقہ میں کیوں داخل ہوتے ہو۔ تو ایک شخص نے عرض کیا حیرت و استعجاب کی خاطر۔ تو آپؐ نے فرمایا میں آپ کو اس سے زیادہ تعجب خیز بات بتاتا ہوں۔ تم ہی میں سے ایک آدمی، تم کو عہد رفتہ کے واقعات بتاتا ہے اور مستقبل کی پیش گوئی کرتا ہے۔ استقامت اختیار کرو اور سیدھے رہو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب میں مبتلا کرنے کی پروانہ نہیں کرتا۔ اور آئندہ ایسی اقوام پیدا ہوں گی جو اپنا دفاع نہ کر سکیں گی۔ (اس کی سند حسن ہے اور صحاح ستہ میں نہیں ہے)

آندھی کی پیش گوئی اور دو آدمیوں کی خلاف ورزی : یونس بن بکیر (ابن اسحاق، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، عباس) سہل بن سعد ساعدی یا عباس بن سعد۔ (یہ شک میری جانب سے ہے) کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام "حجر" کے پاس سے گزرے اور وہاں اترے تو لوگوں نے ان کے کنوئیں سے پانی لیا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ ان کنوؤں سے نہ پانی پیؤ اور نہ نماز کے لئے وضو کرو، آج رات کوئی اپنے ڈیرے سے باہر جائے تو اس کے ہمراہ اس کا ساتھی ہو، سب نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، ماسوائے بنی ساعدہ کے دو آدمیوں کے، ایک ان میں سے رفع حاجت کے لئے باہر نکلا اور دوسرا اونٹ کی تلاش میں، جو حاجت کے لئے باہر نکلا تھا۔ اس کا پاخانے پر ہی گلا گھٹ گیا اور دوسرے کو آندھی نے اٹھا کر جبل طی میں پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کیا میں نے تم کو ساتھی کے بغیر باہر نکلنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر آپ نے گلا گھٹے ہوئے کے لئے دعا فرمائی وہ صحت یاب ہو گیا باقی رہا دوسرا تو وہ تبوک سے آپ کے پاس پہنچا (اور زیاد از ابن اسحاق کی روایت میں ہے) کہ جب آپؐ مدینہ واپس آئے تو اس کو طی قبیلہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچایا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مجھے بتایا کہ عباس بن سہل نے ان دونوں آدمیوں کا نام مجھے بتایا تھا لیکن اس نے مجھے ان کے نام صیغہ راز میں رکھنے کا کہا کہ ان کے نام نہ بتائے۔

باغ کا تخمینہ : امام احمد (عفان' وھیب بن خالد' عمرو بن یحیٰی' عباس بن سہل بن سعد ساعدی) حضرت ابو حمید ساعدیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے "وادی القریٰ" میں پہنچے تو ایک خاتون اپنے نخلستان میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے کہا' اس کے پھل کا تخمینہ لگاؤ سب نے اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے "دس وسق" کا تخمینہ لگایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کو کہا' باغ کی پیداوار کو ماپ لینا حتیٰ کہ ہم ان شاء اللہ واپس آئیں گے۔

آپ وہاں سے روانہ ہو کر تبوک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام شب سخت آندھی چلے گی۔ اس میں کوئی آدمی کھڑا نہ ہو جس کے پاس اونٹ ہے وہ اس کا عقال اور "زانو بند" مضبوطی سے باندھ لے۔ ابو حمید ساعدی کا بیان ہے کہ ہم نے حسب فرمان اونٹوں کو باندھ لیا۔ رات کو سخت آندھی چلی تو ایک آدمی کھڑا ہوا' اس کو آندھی نے کوہ طی میں پھینک دیا۔

ایلہ کا بادشاہ اور امن کا پروانہ : پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس "ایلہ" کا حکمران آیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سفید خچر پیش کیا' اور آپ نے اس کو ردائے مبارک اور ایک چادر عطا فرمائی اور اس کو امن کا پروانہ بھی لکھ کر دے دیا۔ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس روانہ ہوئے ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے چلتے چلتے وادی القریٰ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا تیرے باغ کی کتنی پیداوار ہوئی؟ تو اس نے کہا دس وسق (رسول اللہ ﷺ کے تخمینہ کے مطابق)

بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں عجلت سے واپس جا رہا ہوں' جو شخص جلدی جانا چاہے وہ تیاری کر لے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا "ھذہ طابہ" یہ طابہ ہے اور جبل احد کو دیکھ کر فرمایا' یہ کوہ احد ہے' یہ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔ کیا میں انصار کے گھرانوں کی بابت بتاؤں؟ عرض کیا فرمایئے یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا سب سے بہتر بنی نجار ہیں پھر بنی عبدالاشہل کا خاندان اور تیسرے نمبر پر بنی ساعدہ۔ مزید سنو! انصار کے ہر خاندان میں خیر و برکت ہے۔ امام بخاری اور مسلم نے متعدد اسناد سے عمرو بن یحیٰی سے نقل کیا ہے۔

دو نمازوں کو جمع کرنا : امام مالک رحمہ اللہ (ابوالزبیر' ابو الطفیل عامر بن واثلہ) حضرت معاذ بن جبلؓ سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ گئے۔ آپ ظہر اور عصر جمع فرماتے' نیز مغرب اور عشاء جمع فرماتے۔ ایک روز نماز ظہر کو لیٹ کیا' پھر آپ روانہ ہوئے' بعد ازاں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھا۔ پھر آپ نے پڑاؤ کیا' پھر سفر پر روانہ ہوئے' مغرب اور عشاء دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

معجزہ : پھر آپ نے مژدہ سنایا کہ کل ان شاء اللہ تم تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے۔ مزید سنو! کافی دن چڑھے وہاں پہنچو گے' جو شخص اس چشمہ کے پاس آئے وہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے تاوقتیکہ میں نہ

آجاؤں۔ ساعدی کا بیان ہے ہم وہاں پہنچے تو دو آدمی ہم سے قبل پہنچ چکے تھے اور چشمہ کا پانی تھوڑا تھوڑا تسمہ کی طرح بہہ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے۔ انہوں نے ہاں کہا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو برا بھلا کہا اور جو اللہ کو منظور تھا پھر صحابہ نے چشمہ سے معمولی معمولی چلو بھر کر پانی نکالا' یہاں تک کہ ایک برتن میں کچھ پانی جمع ہو گیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا چہرہ مبارک اور ہاتھ دھوئے پھر اس پانی کو چشمہ میں ڈال دیا تو چشمہ سے بہت زیادہ پانی بہہ پڑا اور لوگوں نے پیا۔

باغات کا مژدہ : بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تیری عمر دراز ہوئی تو' تو عنقریب ان مقامات میں گلزار اور باغات دیکھے گا۔ امام مسلم نے اس حدیث کو مالک سے بیان کیا ہے۔

تبوک میں آپ کا کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دینے کا بیان : امام احمد (ابو النضر ہاشم بن قاسم' یونس بن محمد مئودب اور حجاج بن محمد' لیث بن سعد' یزید بن ابی حبیب' ابوالخیر' ابو الخطاب) حضرت ابوسعید خدری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں کھجور کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کہ کیا میں آپ کو بہتر اور بد تر آدمیوں کے بارے بتاؤں؟" تو آپ نے فرمایا" بہتر آدمی وہ ہے جس نے اپنے گھوڑے کی پشت پر یا اونٹ کی پیٹھ پر یا پیدل راہ خدا میں جہاد کیا حتیٰ کہ اس کو موت نے آلیا اور بد ترین فاسق و فاجر اور گمراہ وہ شخص ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کی بات پر توجہ نہیں دیتا۔ امام نسائی نے اس کو (قتیبہ از لیث) نقل کیا ہے اور ان کا بیان ہے کہ میں ابو الخطاب کو نہیں جانتا۔

امام بیہقی (یعقوب بن محمد زہری' عبدالعزیز بن عمران' مصعب بن عبداللہ' منظور بن جمیل بن سنان --- یا یسار (تیموریہ مخطوطہ کے مطابق) ابوہ) حضرت عقبہ بن عامر جہنی سے بیان کرتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ایک رات سو گئے اور سورج نکلے بیدار ہوئے تو آپ نے بلال کو کہا' کیا میں نے کہا نہ تھا کہ فجر کا خیال رکھنا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ! نیند کی وجہ سے میرا خیال نہ رہا' جیسا کہ آپ کا۔ پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے تھوڑی دور منتقل ہوئے اور نماز ادا کی۔ پھر باقی ماندہ روز و شب سفر کیا اور صبح دن چڑھے تبوک پہنچ گئے وہاں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا اے لوگو! سب سے زیادہ سچی بات "کتاب اللہ" ہے۔ اور سب سے مضبوط سہارا' ورع و تقویٰ کی بات ہے سب سے بہتر دین' ابراہیمؑ کا دین ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمدؐ کا طریقہ ہے اور تمام گفتار سے بہتر اللہ کا ذکر ہے اور سب قصوں اور کہانیوں سے بہتر یہ قرآن ہے اور سب سے بہتر امور فرائض و واجبات ہیں اور سب سے بد ترین کام ایجاد بندہ اور بدعات ہیں اور سب سے اچھی راہنمائی انبیاءؑ کی راہنمائی ہے اور سب سے اشرف موت جام شہادت نوش کرنا ہے۔ اور سب سے زیادہ اندھا پن رشد و ہدایت کے بعد گمراہی و ضلالت ہے۔ بہتر عمل وہ ہے جو نفع دے اور بہتر ہدایت وہ ہے جس پر عمل ہو۔ بد ترین اندھا پن دل کا اندھا ہونا ہے۔ اونچا ہاتھ یعنی دینے والا --- نیچے والے اور لینے والے سے بہتر ہوتا ہے۔ کم بقدر کفایت' زیادہ مال اور غافل کرنے والے سے بہتر ہوتا ہے۔ بد ترین معذرت موت کے وقت ہے۔ بد ترین پشیمانی وہ ہے جو قیامت کے روز ہو۔ بعض لوگ جمعہ میں دیر کر کے آتے ہیں بعض

لوگوں کے دل خدا کی یاد میں اور اس کے ذکر میں نہیں لگتے۔ سب سے بڑا جرم جھوٹی زبان ہے۔ بہترین تونگری' دل کی غنی اور تونگری ہے۔ بہترین اور کار آمد توشہ تقویٰ ہے۔ اصل دانائی اللہ کا خوف ہے۔ دل کی تمام باتوں میں سے بہتر یقین و ایمان ہے۔ دینی باتوں میں شک و شبہ کفر ہے نوحہ اور میت پر چیخنا اور چلانا جاہلیت اور کفر کی خصلتوں میں سے ہے۔ خیانت جہنم کا ٹکڑا ہے۔ برا شعر' ابلیس کا القاء ہے۔ شراب گناہ کی بنیاد ہے۔ عورتیں شیطان کے جال ہیں' جوانی دیوانی اور جنون کا ایک حصہ ہے۔ سب سے بدترین کمائی سود کی ہے' سب سے بدترین کھانا' یتیم کا مال ہڑپ کرنا ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔ بدبخت وہ ہے جو شکم مادر میں ہی برا لکھ دیا گیا۔ تم میں سے ہر کوئی چار ہاتھ کی تنگ و تاریک قبر میں جانے والا ہے اور معاملہ آخرت پر موقوف ہے۔ اعمال کا انجام اور انحصار آخرت پر موقوف ہے۔ بدترین وہ راوی ہیں جو جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں اور ہر آنے والی چیز قریب ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق و فجور ہے۔ مسلمان سے قتال اور لڑائی کفر ہے۔ اور اس کی غیبت اللہ کی معصیت ہے۔ اور مسلمان کا مال و متاع' اس کے قتل و خون کی طرح قابل حرمت ہے اور جو شخص اللہ پر قسم کھائے گا کہ اللہ ضرور ایسا کرے گا مثلاً فلاں کو جنت دے گا اور فلاں کو دوزخ' تو اللہ اس کو جھوٹا کر دے گا۔ جو شخص اللہ سے مغفرت طلب کرے گا اللہ اسے معاف کر دے گا۔ جو شخص درگزر کرے گا اللہ اس سے درگزر کرے گا جو شخص غصہ پی جائے' اللہ اس کو صلہ و ثواب دے گا۔ جو شخص مصیبت پر صبر کرے گا اللہ اسے اس کا معاوضہ دے گا اور جو شخص ریا و نمود اور شہرت کا طالب ہو گا اللہ بھی اس کو سب کے سامنے جتا جتا کر عذاب دے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ اس کو کئی گنا اجر دے گا اور شخص گناہ کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا۔ الٰہی! مجھے اور میری امت کو بخش۔ (یہ جملہ سہ بار کہا) پھر فرمایا میں اپنے اور تمہارے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس میں نکارت ہے اور اس کی سند میں ضعف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نمازی کے آگے سے گزرنے کی سزا : امام ابوداؤد (احمد بن سعید ہمدانی اور سلیمان بن داؤد' ابن وھب' معاویہ' سعید بن غزوان) غزوان سے بیان کرتے ہیں کہ میں حج کو جاتے ہوئے تبوک میں ٹھہرا تو ایک اپاہج نظر آیا میں نے اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا میں آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں۔ میری زندگی میں وہ کسی کو مت بتانا وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں ایک کھجور کے پاس فروکش ہوئے اور فرمایا اس طرف ہمارا قبلہ ہے پھر آپ نے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی۔ اپاہج نے کہا' میں آیا اور میں اس وقت دوڑتا پھرتا لڑکا تھا اور چلتا چلتا رسول اللہ ﷺ اور اس کھجور کے درمیان سے گزر گیا۔ تو آپ نے بددعا کی' اس نے ہماری نماز کو قطع کر دیا ہے اللہ اس کے نقش پا کو مٹا دے۔ اس کا بیان ہے میں اپنے قدموں پر آج تک نہیں کھڑا ہو سکا۔

امام ابوداؤد (سعید' عبدالعزیز تنوخی' یزید بن نمران کا غلام) یزید بن نمران سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے تبوک میں ایک اپاہج دیکھا پوچھا تو اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ میں گدھے پر سوار آپ کے سامنے سے گزر گیا تو آپ نے بددعا کی خدایا! اس کا نقش پا قطع کر دے چنانچہ اس کے بعد میں چل

نہیں سکا اور ایک روایت میں ہے۔ (قطع صلاتنا قطع اللہ اثرہ)

معاویہ بن ابی معاویہ کی غائبانہ نماز جنازہ : اصابہ میں ہے معاویہ بن معاویہ ممکن ہے ان کے والد کی کنیت ابو معاویہ ہو۔ حافظ بیہقی (یزید بن ہارون' علاء ابو محمد ثقفی) حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ ہم تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آفتاب خوب روشن طلوع ہوا۔ میں نے اس کی ایسی شعاع اور روشنی کبھی نہ دیکھی تھی۔ چنانچہ جبرائیلؑ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' جناب جبرائیل! کیا بات ہے کہ آج سورج خوب آب و تاب سے طلوع ہوا ہے' میں نے اس کی ایسی روشنی اور شعاعیں کبھی نہیں دیکھیں۔ تو بتایا کہ یہ کیفیت اس بنا پر ہے کہ آج مدینہ میں معاویہ بن ابو معاویہ مزنی فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتے ان کی نماز جنازہ کے لئے بھیجے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا' یہ کس وجہ سے؟ بکثرت قل ھو اللہ الخ پڑھنے کی وجہ سے۔ اگر میں زمین سمیٹ دوں تو کیا یا رسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے تو آپ نے "ہاں" فرمایا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور واپس آ گئے۔

اس حدیث میں شدید غرابت اور نکارت ہے۔ محدثین اس غرابت اور نکارت کو علاء بن زید کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اس میں انہوں نے جرح کی ہے۔

قل ھو اللہ کی فضیلت اور منکر روایت : امام بیہقی (علی بن احمد بن عبدان' احمد بن عبید صفار' ہاشم بن علی' عثمان بن ہیثم' محبوب بن ھلال' عطا بن ابی میمونہ) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے آ کر بتایا اے محمد! کہ معاویہ بن ابو معاویہ مزنی فوت ہو چکا ہے کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنا چاہتے ہیں؟ آپ نے "ہاں" فرمایا۔ جبرائیلؑ نے پر مارا تو روئے زمین کا ہر درخت اور ٹیلہ لرز گیا پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کے پیچھے ملائکہ کی دو صف تھیں اور ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا اے جبرائیل! اللہ کے ہاں اس کو یہ مقام و مرتبہ کیوں کر حاصل ہوا تو بتایا کہ "قل ھو اللہ احد" الخ' کے ساتھ محبت و عقیدت کی وجہ سے' وہ اس سورت کو اٹھتا بیٹھتا' آتا جاتا ہر حال میں پڑھتا تھا۔

عثمان بن ہیثم کا بیان ہے کہ میں نے والد سے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کہاں تھے تو انہوں نے بتایا تبوک علاقہ شام میں اور معاویہ لیثی مدینہ میں فوت ہوا۔ اس کی چارپائی رسول اللہ ﷺ کے سامنے کر دی گئی یہاں تک کہ آپ نے اس کو دیکھا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی (یہ حدیث بھی اس سند سے منکر ہے۔)

تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس قیصر کے قاصد کی آمد : امام احمد (اسحاق بن عیسیٰ' یحییٰ بن سلیم' عبداللہ بن عثمان بن خیثم) سعید بن ابی راشد سے بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات حمص میں --- یا مصر میں حلبیہ مخطوطہ کے مطابق --- ہرقل کے قاصد تنوخی سے ہوئی جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے آیا تھا۔ وہ میرا ہمسایہ تھا' جو نوے سال کے لگ بھگ تھا۔ میں نے عرض کیا' کیا آپ مجھے مکتوب ہرقل' بنام رسول اللہ ﷺ اور مکتوب رسول اللہ ﷺ بنام ہرقل کی بابت بتائیں گے تو اس نے کہا کیوں نہیں! سنئے' رسول اللہ ﷺ تبوک تشریف لائے اور آپ نے دحیہ کلبی کو مکتوب دے کر ہرقل کے پاس روانہ کیا جب اس کو رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی موصول ہوا تو اس نے روم کے علماء اور اہل کاروں

کا اجلاس طلب کیا اور جلسہ گاہ کے تمام دروازے مقفل کر دیئے اور خطاب میں کہا' محمد ﷺ اسی مقام پر فروکش ہے جہاں تم دیکھ رہے ہو۔ اس نے مجھے پیغام ارسال کیا ہے اور تین تجاویز کی راہنمائی کی ہے۔ (۱) کہ میں اس کے دین کا تابع اور پیروکار بن جاؤں (۲) کہ ہم اس کو جزیہ پیش کریں اور علاقہ ہمارا ہو گا (۳) یا ہم اس سے جنگ کریں۔

واللہ! تم خوب جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ تمہارا مواخذہ ہو گا' آؤ! ہم اس کے دین کے تابع ہو جائیں یا اس کو جزیہ پیش کر دیں۔ یہ سن کر جلسہ گاہ میں یکایک اشتعال پیدا ہو گیا اور سامعین آپے سے باہر ہو کر نعرہ لگانے لگے' کیا تو ہمیں عیسائیت کے ترک اور ارتداد کی دعوت دے رہا ہے' یا یہ کہ ہم ایک حجازی کے غلام بن جائیں۔ جب ہرقل نے معلوم کر لیا کہ اگر وہ یہاں سے چلے گئے تو روم میں اس کے خلاف بغاوت برپا کر دیں گے تو اس نے ان کو مطمئن کیا اور قریب تھا کہ اطمینان و سکون پیدا نہ ہو تاکہ اس نے کہا' میں نے تو یہ بات تمہاری دینی صلاحیت اور حمیت معلوم کرنے کے لئے کہی تھی۔ پھر اس نے ایک تجیبی عرب کو بلایا جو عرب کے عیسائیوں کا سربراہ تھا اور اس کو حکم دیا کہ ایسا عالم تلاش کر' جس کا حافظہ تیز ہو اور عربی زبان کا ماہر ہو' کہ میں اس کو محمد ﷺ کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجوں ان کے خط کے جواب کے سلسلہ میں۔

چنانچہ وہ مجھے لے آیا اور ہرقل نے مجھے مکتوب سپرد کر کے کہا کہ محمد ﷺ کے پاس میرا مکتوب لے جا اور ان کی باتوں میں سے' میرے لئے تین باتیں نوٹ کرنا (۱) دیکھو! کہ وہ اپنے مکتوب میں سے جو اس نے مجھے ارسال کیا ہے کس بات کا ذکر کرتا ہے (۲) یاد رہے کہ جب وہ میرا مکتوب پڑھے تو کیا رات کا ذکر کرتا ہے (۳) محمد ﷺ کی پشت دیکھو' کیا ان کی پشت پر کوئی انوکھی سی چیز ہے۔

تنوخی کا بیان ہے کہ میں ہرقل کا خط لے کر تبوک آگیا۔ دیکھتا ہوں کہ آپؐ صحابہؓ کے مابین چشمہ کے پاس گوٹ مارے تشریف فرما ہیں۔ میں نے پوچھا تمہارا صاحب اور رئیس کہاں ہے؟ بتایا گیا کہ یہ آپؐ ہیں۔ میں چلتا' چلتا ان کے سامنے جا بیٹھا اور خط ان کے سپرد کر دیا۔ آپ نے اس خط کو گود میں رکھ کر پوچھا' کس قبیلہ سے تعلق ہے؟ عرض کیا میں تنوخی ہوں' پھر آپؐ نے فرمایا کیا اپنے باپ ابراہیم کے دین حنیف اور اسلام کی طرف کچھ رغبت ہے۔ میں نے عرض کیا' میں ایک قوم کا قاصد ہوں اور ان کے دین کا پیرو ہوں۔ میں اس دین سے دستبردار نہ ہوں گا یہاں تک کہ میں ان کے پاس واپس پہنچ جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا (۲۸/۵۶) "بے شک تو ہدایت نہیں کر سکتا جسے تو چاہے لیکن اللہ ہدایت کرتا ہے جسے چاہے اور وہ ہدایت والوں کو خوب جانتا ہے۔"

اے تنوخی! میں نے ایک مکتوب کسریٰ کو لکھا تھا اللہ اسے ہلاک کرنے والا ہے اور اس کے ملک کو۔ نیز میں نے نجاشی کو ایک خط تحریر کیا تھا' اس نے اس کو پھاڑ دیا اللہ اس کو اور اس کے ملک کو تباہ کرنے والا ہے اور میں نے ایک مکتوب تیرے بادشاہ کو تحریر کیا تھا اس نے اس کو محفوظ کر لیا۔ جب تک زندگی میں خیریت اور بھلائی ہے لوگ اس سے طاقت کو محسوس کرتے رہیں گے۔

میں نے کہا' یہ ان تین باتوں میں سے ایک ہے جس کی مجھے میرے بادشاہ نے وصیت کی تھی پھر میں نے ترکش سے تیر نکالا اور اس بات کو تلوار کے پہلو پر لکھ لیا۔

پھر محمد ﷺ نے اس خط کو دائیں جانب بیٹھے ہوئے شخص کے حوالے کر دیا' میں نے پوچھا اس خط کو کون پڑھ کر سنائے گا؟ انہوں نے کہا معاویہ۔ میں سنتا ہوں کہ میرے بادشاہ کے خط میں تحریر ہے۔ "تم مجھے اس جنت کی طرف دعوت دیتے ہو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ تو فرمایئے جہنم کہاں ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' واہ کیسی تعجب خیز بات ہے جب دن نمودار ہو جاتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے۔ پھر میں نے ترکش سے تیر لیا اور اپنی تلوار کے پہلو پر کندہ کر لیا۔

قاصد کا حق : جب میرے خط سے فارغ ہوئے تو فرمایا بے شک تیرا حق ہے اور تو قاصد ہے کاش! تو ہمارے پاس سے تحفہ پاتا جس کی ہم تجھ پر نوازش کرتے ہم لوگ مسافر اور تہی دست ہیں۔

یہ سن کر لوگوں میں سے کسی نے بلند آواز سے کہا جناب! میں اس کو تحفہ پیش کرتا ہوں چنانچہ اس نے کجاوہ کھولا تو وہ زرد رنگ کا حلہ لئے آرہا ہے۔ اور اس کو میری گود میں رکھ دیا میں نے پوچھا عطیہ لانے والا کون ہے؟ تو معلوم ہوا عثمانؓ ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس قاصد کی کون میزبانی کرے گا تو ایک انصاری نے عرض کیا جی میں! چنانچہ انصاری مجلس سے کھڑا ہو گیا اور میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا جب ہم لوگوں کے انبوہ سے باہر نکلے تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے تنوخی! ادھر آؤ' تو میں تیز تیز چلتا ہوا اسی مجلس میں آگیا جس میں پہلے تھا۔ پھر آپ نے اپنی پشت سے کپڑا ہٹا کر فرمایا' ادھر آ' تو اس کا مامور ہے۔ چنانچہ میں آپ کی پشت مبارک کی طرف آیا تو کیا دیکھتا ہوں! کہ پشت پر مہر نبوت ہے۔ کندھے کی نرم ہڈی کے مقام پر بڑے کوئلے کی مانند۔ یہ حدیث غریب ہے' اس کی سند پر اعتراض نہیں۔ امام احمد اس میں منفرد ہیں۔

مکتوب نبوی برائے یحنہ بن رؤبہ و باشندگان ایلہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک پہنچے تو "یحنہ بن روبہ' شاہ ایلہ" آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جزیہ پر صلح کر لی۔ اسی طرح جرباء اور اذرح کے باشندگان نے بھی آپ کی خدمت میں جزیہ پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکتوب دیا جو ان کے پاس موجود ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ پروانہ امن ہے اللہ تعالیٰ' محمد نبی اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے' برائے یحنہ بن رؤبہ اور باشندگان ایلہ' ان کی کشتیوں اور قافلوں کے لئے بحر و بر میں' نیز ان کے ہمراہ اہل شام' اہل یمن اور سمندری لوگوں کے لئے۔ پس جو شخص ان میں سے معاہدے کی خلاف ورزی کرے گا' اس کا مال اس کی جان کے بغیر جو پکڑے گا وہ اس کے لئے طیب و طاہر ہو گا اور اہل ایلہ کو روا نہیں کہ وہ آنے جانے والوں کو پانی سے منع کریں نیز بری اور بحری راستوں سے بھی روکنا جائز نہیں۔ (یونس بن بکیر نے از ابن اسحاق یہ اضافہ بھی بیان کیا ہے) یہ تحریر رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے جہیم بن صلت اور شرحبیل بن حسنہ نے قلم بند کی۔

مکتوب نبوی برائے اہل جرباء و اذرح : بہ روایت یونس از ابن اسحاق 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' یہ مکتوب محمدؐ نبی اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہے جرباء اور اذرح کے باشندگان کے لئے۔ بے شک وہ اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کی امان اور پناہ میں ہیں۔ ہر ماہ رجب میں ان پر سو دینار اور سو اوقیہ عمدہ "چاندی" واجب الاداء ہے۔ مسلمانوں (اور جو مسلمان ان کے پاس پناہ گزین) کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک کرنا' اللہ ان کا کفیل اور ضامن ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ نبی علیہ السلام نے ان کو پروانہ امن کے ہمراہ اپنی چادر بھی بطور امان عطا کی۔ بعد ازاں اس چادر کو ابوالعباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار کے عوض خرید لیا۔

نبی علیہ السلام کا حضرت خالدؓ بن ولید کو اکیدر دومہ کی طرف روانہ کرنا : بقول ابن اسحاق رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو اکیدر دومہ بن عبدالملک کنانی کی طرف روانہ فرمایا۔ وہ دومہ کا حکمران تھا اور عیسائی تھا' رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالدؓ کو بتایا کہ تو اسے نیل گائے کا شکار کرتا ہوا پائے گا۔ حضرت خالدؓ روانہ ہوئے اور چلتے چلتے قلعہ کے اتنا قریب پہنچ گئے کہ قلعہ نظر آ رہا تھا' موسم گرما کی چاندنی رات تھی۔ اکیدر اپنی بیوی کے ہمراہ قلعہ کی چھت پر تھا اور گائے محل کے پھاٹک کو سینگ مار رہی تھی تو اس کی بیوی نے کہا' ایسا منظر بھی کبھی دیکھا ہے! تو اکیدر نے جواب دیا واللہ! کبھی نہیں دیکھا تو بیوی نے کہا اس کا شکار کون نظرانداز کرے؟ تو اکیدر نے کہا کوئی بھی نہیں۔

چنانچہ اس نے قلعہ سے اتر کر گھوڑے پر زین ڈلوائی' اس کے ہمراہ اس کے بھائی حسان کے علاوہ خاندان کے دیگر لوگ بھی تھے۔ یہ سب شکار کا سامان لئے قلعہ سے باہر نکلے تو رسول اللہ ﷺ کے لشکر سے دوچار ہو گئے چنانچہ اکیدر کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کے بھائی حسان کو تہ تیغ کر دیا گیا وہ "سونے" سے آراستہ ریشمی قبا زیب تن کئے ہوئے تھا۔ خالدؓ نے اس کو اتار کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی آمد سے قبل بھیج دیا۔

ابن اسحاق' عاصم بن عمر بن قتادہ کی معرفت' حضرت انس بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ریشمی قبا پیش کی گئی تو صحابہؓ اس کو چھو کر حیرت و استعجاب کا اظہار کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کیا تم اس کی خوبی اور ملائمت سے حیرت زدہ ہو۔ واللہ! والذی نفسی بیدہ! جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے خوب تر اور ملائم ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید نے اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اس کو آپؐ نے جان کی امان دے دی اور جزیہ پر اس سے مصالحت کر لی۔ آپ نے اس کو گھر واپس جانے کی اجازت مرحمت فرما دی اور وہ اپنے محل میں واپس چلا آیا۔ بجیر بن بجرۃ طائی نے اس بارے کہا۔

تبارك سائق البقرات إني☆ رأيت الله يهدي كل هاد
فمن يك حائدا عن ذي تبوك☆ فانا قد أمرنا بالجهاد

(اللہ تعالیٰ نیل گائیوں کو لانے والا بابرکت ہے میں نے دیکھا ہے کہ اللہ ہر ہدایت والے کو ہدایت بخشتا ہے۔ جو

شخص تبوک والے نبی سے منحرف ہو تو ہو' پس ہمیں تو جہاد کا حکم دیا گیا ہے)
بیہقی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شاعر کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا "اللہ تیرے منہ کے دانت سلامت رکھے" چنانچہ ستر برس کی عمر میں بھی اس کی داڑھیں اور دانت صحیح سلامت تھے۔

سابق روایت پر اضافہ : ابن لہیعہ' ابوالاسود کی معرفت عروہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تبوک سے واپسی کے وقت حضرت خالدؓ کو چار سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ اس نے مذکور بالا روایت کے مطابق بیان کر کے کہا ہے کہ حضرت خالدؓ نے اس کو حکمت عملی اور تدبیر سے قلعہ سے اتارا اور اکیدر کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں' ۸۰۰ سو قیدی' ہزار اشتر' چار صد زرہ اور چار صد نیزے پیش کئے تھے۔

ایلہ کے حکمران یحنہ بن روبہ نے اکیدر دومہ کا قصہ سنا تو وہ بھی صلح کی خاطر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر آیا اور تبوک میں وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے' واللہ اعلم۔
یونس بن بکیر' سعد بن اوس کی معرفت بلال بن یحییٰ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ غزوہ "دومتہ الجندل" میں مہاجرین کے امیر تھے اور حضرت خالدؓ اعراب کے سپہ سالار تھے' واللہ اعلم۔

وادی مشقق میں پانی کا معجزہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں قریباً تین ہفتہ کے قیام کے بعد واپس مدینہ چلے آئے' راستہ پر "وادی مشقق" میں ایک معمولی سا چشمہ تھا' جس سے معمولی پانی بہہ رہا تھا' جو دو تین آدمیوں کو سیراب کر سکتا تھا اس کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص اس چشمہ پر ہم سے پہلے پہنچ جائے' وہ ہماری آمد تک اس سے نہ پیئے" چنانچہ چند منافق وہاں پہلے پہنچ گئے اور سارا پانی پی گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے' تو اس میں کچھ پانی نہ تھا تو پوچھا اس پر کون پہلے آیا ہے تو آپ کو بتایا گیا فلاں فلاں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں نے ان کو روکا نہ تھا کہ میری آمد تک پانی نہ پئیں' پھر آپ نے ان کو برا بھلا کہا اور بد دعا کی۔ پھر آپ نے سواری سے اتر کر دست مبارک چشمہ کے نیچے رکھا' پھر مشیت ایزدی کے موافق ہاتھ میں پانی ڈالنے لگے' پھر آپ نے اس کو چھڑکا اور ہاتھ پھیرا اور مشیت ایزدی کے موافق دعا کی تو اس چشمہ سے پانی پھوٹ پڑا (جیسا کہ پانی کی آواز سننے والے کا بیان ہے) کہ اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح تھی' لوگوں نے پیا اور اپنی ضرورت کے موافق بھر لیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم زندہ رہے یا تم میں سے کوئی زندہ رہے تو وہ اس وادی کے بارے سنے گا کہ وہ گردونواح کی سب وادیوں سے سبز ہے۔

عبداللہ ذوالبجادین متوفی ۹ھ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے بتایا کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود بیان کیا کرتے تھے کہ میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ میں ایک رات بیدار ہوا اور لشکر کے ایک گوشہ میں روشنی نظر آئی۔ میں اس کو دیکھنے کے لئے' اس کی سمت روانہ ہوا تو وہاں رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو موجود پایا کہ عبداللہ ذوالبجادین فوت ہو چکا ہے۔ اس کی قبر تیار ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ قبر کے اندر کھڑے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اس

کی نعش آپ کو پکڑا رہے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں "ادنیا الی اخاکما" اسے میرے قریب کرو انہوں نے آپ کے قریب کر دیا اور آپؐ نے قبر میں لٹا دیا تو فرمایا اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی رہ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آرزو کیا کرتے تھے کاش! میں اس قبر میں مدفون ہوتا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ "ذوالبجادین" اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ مسلمان ہونا چاہتا تھا مگر اس کی قوم مانع تھی۔ قوم نے اس قدر تنگ کیا کہ وہ ان میں سے سکونت ترک کر کے چلا آیا اور اس کے پاس صرف ایک موٹا کمبل تھا۔ اس نے کمبل پھاڑ کر دو ٹکڑے کر لئے' ایک کا تہ بند بنا لیا اور دوسرا اوپر اوڑھ لیا پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کا نام "ذوالبجادین" رکھ دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا بعض پر اظہار افسوس : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ (زہری' ابن اکیمہ لیثی' ابورہم غفاری کا بھتیجا) ابورہم کلثوم بن حصین جو بیعت رضوان میں شامل تھے' سے بیان کرتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک میں' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ "اخضر" مقام میں ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا' مجھے اونگھ ستا رہی تھی اور میں جاگنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میری سواری رسول اللہ ﷺ کی سواری کے قریب ہو گئی اور میں سواری کے قرب سے پریشان تھا' مبادا رکاب میں آپ کے پاؤں کو تکلیف پہنچاؤں' چنانچہ میں' اپنی سواری کو آپ سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ چلتے چلتے راستہ میں مجھے نیند آ گئی اور میری سواری' آپ کی سواری سے مزاحم ہو گئی اور آپ کے پاؤں سے میرا پاؤں ٹکرا گیا۔ میں آپ کے کلمہ "حس" سے بیدار ہوا تو عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار فرمایئے۔

پھر رسول اللہ ﷺ مجھ سے بنی غفار کے جنگ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی بابت دریافت فرمانے لگے۔ میں آپ کو بتانے لگا تو آپؐ نے مجھ سے پوچھا' گل فام' دراز قامت' کھوسا اور طبعی بے ریش لوگوں کا کیا حال ہے؟ میں نے بتایا وہ غزوہ میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر آپ نے پوچھا سیاہ فام' گھنگریالے بال والے پست قامت لوگوں کا کیا حال ہے؟ عرض کیا واللہ! ان صفات کے حامل لوگوں کو میں اپنے قبیلہ میں سے نہیں جانتا تو آپؐ نے فرمایا ارے کیوں نہیں' ان کے "شبکہ شرخ" چشمہ پر اونٹ اور مویشی ہیں۔ میں نے بنی غفار میں ان کے بارے خوب غور و خوض کیا' یہاں تک کہ مجھے یاد آیا کہ وہ "اسلم" قبیلہ کے لوگ ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ "اسلم" قبیلہ کے لوگ ہیں اور ہمارے حلیف ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب وہ خود غزوہ میں شامل نہ ہو سکا تھا تو اسے کیا امر مانع تھا کہ وہ کسی چوکس آدمی کو جہاد میں اونٹ دے کر بھیج دیتا' مجھے مہاجر انصار' غفار اسلم قبیلہ کا غزوہ سے پیچھے رہ جانا نہایت شاق گراں اور ناگوار گزرا ہے۔

آپؐ کی ہلاکت کا منصوبہ : ابن لہیعہ' عروہ بن زبیر سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ واپس آ رہے تھے تو منافقوں کے ایک گروپ نے رسول اللہ ﷺ کو غفلت اور لاشعوری میں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا کہ آپ کو راستہ میں گھاٹی کی چوٹی سے گرا دیں۔

چنانچہ آپ کو اس سازش کے بارے بتا دیا گیا تو آپ نے لوگوں کو وادی کے اندر چلنے کا ارشاد فرمایا اور خود گھاٹی پر چڑھ گئے اور وہ منافق بھی ڈھاٹے باندھ کر آپ کے ہمراہ چلنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمارؓ بن یاسرؓ اور حضرت حذیفہؓ بن یمان کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم فرمایا تھا۔ عمارؓ مہار پکڑے ہوئے تھے اور حذیفہؓ پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ آپ ان کے ہمراہ گھاٹی پر چل رہے تھے انہوں نے منافقوں کی آواز سنی کہ منافقوں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوئے اور حضرت حذیفہ نے آپ کی غضبناکی کو بھانپ لیا تو ان کی طرف لاٹھی لے کر لپکے اور لاٹھی ان کی سواریوں کے منہ پر ماری۔

منافقوں نے حضرت حذیفہؓ کو اس حالت میں دیکھا تو سمجھ گئے کہ ان کی سازش کا حذیفہؓ کو علم ہو چکا ہے اور وہ فوراً لوگوں میں مل جل گئے۔ پھر حضرت حذیفہؓ نے دوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو پا لیا اور سرعت رفتاری کا اشارہ دیا حتیٰ کہ آپ گھاٹی کو عبور کر گئے اور لوگوں کی آمد کے انتظار میں کھڑے ہو گئے اور حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کیا تم نے ان لوگوں کو پہچان لیا تھا تو انہوں نے عرض کیا' رات کی تاریکی کی وجہ سے میں صرف ان کی سواریوں کی شناخت کر سکا ہوں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے عمارؓ اور حذیفہؓ سے پوچھا اس قافلے کے عزائم کے بارے تم کچھ جانتے ہو؟ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے منصوبہ کے بارے ان کو بتایا' نیز ان کے نام بتائے اور ان کے نام صیغہ راز میں رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ یہ سن کر انہوں نے عرض کیا یا رسول! کیا آپ ان کے قتل اور گردن زدنی کا حکم نہیں فرماتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ناگوار سمجھتا ہوں کہ لوگ باہمی باتیں کریں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔

صرف حضرت حذیفہؓ کو ان کے ناموں کا علم تھا : ابن اسحاق نے بھی یہ قصہ بیان کیا ہے۔ مگر اس نے یہ بیان کیا ہے کہ صرف حضرت حذیفہؓ کو ان منافقین کے ناموں سے آگاہ کیا تھا اور یہی قرین قیاس ہے۔ واللہ اعلم۔ اور اس کی تائید ابو درداء کے اس کلام سے ہوتی ہے جو اس نے علقمہ تلمیذ ابن مسعود سے کہی تھی۔ اے اہل کوفہ! کیا تم میں ابن مسعود صاحب سواد اور وساد نہیں ہیں۔ (یعنی چپکے چپکے باتیں سننے کے مجاز اور صاحب تکیہ) اور کیا تم میں آپ کے خاص راز دان نہیں ہیں یعنی حذیفہؓ اور کیا تم میں وہ شخص نہیں ہے جس کو اللہ نے شیطان سے بچایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زبانی یعنی عمار بن یاسر۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا میں تم سے حلفاً پوچھتا ہوں کیا میرا شمار ان منافقوں میں ہے تو حضرت حذیفہؓ نے کہا جی نہیں۔ سنئے! آپ کے بعد میں کسی کا نام لے کر نفاق سے مستثنیٰ نہ کروں گا' یعنی میں رسول اللہ ﷺ کے راز کو افشا نہ کروں گا۔

چودہ افراد منافق تھے : امام ابن کثیر فرماتے ہیں منافق چودہ افراد تھے اور بعض بارہ بیان کرتے ہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان منافقین کے پاس حضرت حذیفہؓ کو بھیجا اور انہوں نے ان سب کو اکٹھا کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس قبیح سازش اور منصوبے سے آگاہ کیا۔ پھر ابن اسحاق نے ان کے نام گنوائے اور ان کے بارے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا

وھموا بما لم ینالوا (۹/۷۵)

امام بیہقی (محمد بن مسلمہ' ابو اسحاق' اعمش' عمرو بن مرہ' ابو البختری) حضرت حذیفہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے جا رہا تھا اور عمار پیچھے سے ہانک رہا تھا یا اس کے برعکس ہم چلتے چلتے ایک گھاٹی پر پہنچ گئے تو بارہ اشخاص راستہ میں آپ کے آڑے آئے تو میں نے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے ان کو للکارا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے پوچھا کیا تم نے ان لوگوں کو پہچان لیا تھا؟ عرض کیا جی نہیں' یا رسول اللہ ﷺ وہ ڈھاٹھے باندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے ان کی سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا یہ تاقیامت نفاق پر گامزن رہیں گے۔ نیز پوچھا کیا ان کے منصوبے کا علم ہے؟ عرض کیا جی نہیں' تو آپ نے فرمایا وہ گھاٹی میں اژدھام اور ہجوم کر کے رسول اللہ ﷺ کو نیچے گرانا چاہتے تھے۔

عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ان کے قبائل میں پیغام نہ بھیجیں گے کہ ہر قوم اپنے منافق کا سر قلم کر کے آپ کے پاس بھیج دے۔ آپ نے فرمایا بالکل نہیں' مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ عرب آپس میں باتیں کریں کہ محمدؐ اپنی قوم کا قاتل ہے۔ (وہ ان کے ذریعہ لڑائی کرتا رہا) یہاں تک کہ اللہ نے ان کی بدولت اس کو غالب کر دیا تو ان کے قتل کے درپے ہو گیا ہے پھر آپ نے بددعا کی' خدایا! ان پر "دبیلہ" بھیج' عرض کیا یا رسول اللہؐ! دبیلہ کیا مرض ہے۔ فرمایا یہ آتشیں شعلہ ہے جو ان کے دل کی رگ پر پڑے گا اور ہلاک کر دے گا۔

صحیح مسلم میں (شعبہ' قتادہ' ابو نضرہ) حضرت قیس بن عبادہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمارؓ سے کہا' بتاؤ یہ جو حضرت علیؓ کے بارے تم نے کارنامہ انجام دیا کیا یہ تمہاری اپنی رائے تھی یا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں وصیت کی تھی؟ تو عمار نے کہا' رسول اللہ ﷺ نے ہمیں کوئی خاص بات نہیں بتائی جو باقی لوگوں کو نہ بتائی ہو۔ مگر حذیفہؓ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک بات بتائی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صحابہ میں بارہ منافق ہیں ان میں آٹھ وہ ہیں جو جنت میں نہ جائیں یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے (۴۰/۷) ایک روایت میں دوسری سند سے قتادہ سے مروی ہے کہ میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں نہ داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے۔ ان میں سے آٹھ کی ہلاکت "دبیلہ" سے ہو گی۔ دبیلہ ایک آتشیں شعلہ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان رونما ہو گا یہاں تک کہ وہ ان کے سینوں سے بہہ نکلے گا۔

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ حذیفہؓ سے مروی ہے کہ وہ منافق چودہ یا پندرہ تھے اور حلفاً کہتا ہوں کہ بارہ ان میں سے اللہ اور اسکے رسول کے مخالف اور محارب ہیں۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان میں سے تین نے معذرت کی کہ نہ ہم نے منادی کرنے والے کو سنا اور نہ ہم نے اسکے مقصد کو سمجھا۔

مفصل حدیث : اس حدیث کو مسند میں امام احمد (یزید بن ہارون' ولید بن عبد اللہ بن جمیع) ابو الطفیل سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی پر سے گزریں گے کوئی اور اس راستہ پر نہ آئے۔ رسول اللہ ﷺ کی سواری

کے آگے حذیفہ چل رہے تھے اور عمار پیچھے سے ہانک رہے تھے یکایک چند لوگ اونٹوں پر سوار ڈھاٹے باندھے ہوئے آئے اور انہوں نے عمار کو گھیر لیا وہ رسول اللہ ﷺ کی سواری ہانک رہا تھا اور وہ ان کی سواریوں کو مارنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حذیفہؓ کو (جو سواری کی مہار تھامے آگے چل رہے تھے) فرمایا بس' بس' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی سے نیچے اتر آئے اور عمار سواریوں کو بھگا کر واپس چلے آئے تو آپ نے پوچھا اے عمار! کیا ان لوگوں کو پہچان لیا ہے۔ اس نے عرض کیا میں نے اکثر سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ مگر سوار ڈھاٹا باندھے ہوئے تھے پھر آپ نے پوچھا؟ کیا تجھے ان کے عزائم کا علم ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کو بدکا دیں اور آپ کو نیچے گرا دیں' پھر عمار نے کسی صحابی سے سرگوشی کی تو اس نے کہا' خدارا بتاؤ گھاٹی والے کتنے افراد تھے تو بتایا چودہ تھے۔ اس نے کہا اگر میں بھی ان میں شمار ہو جاؤں تو وہ پندرہ ہو گئے پھر عمارؓ نے کہا ان میں سے تین افراد کی رسول اللہ ﷺ نے معذرت قبول کر لی ان کا اعتراف تھا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی آواز نہ سنی اور نہ ہی ہمیں ان کے عزم و ارادہ کا علم تھا۔ چنانچہ حضرت عمارؓ کا بیان ہے کہ میں شاہد ہوں کہ باقی ماندہ بارہ اشخاص دنیا اور آخرت میں اللہ اور اس کے رسول کے مخالف اور برسرپیکار ہیں۔

مسجد ضرار کا قصہ : سورہ توبہ میں ہے "اور جنہوں نے نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے لئے مسجد بنائی ہے اور واسطے گھات لگانے ان لوگوں کے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی لڑ چکے ہیں اور البتہ قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں' تو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ اس میں کھڑا ہو' اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے' بھلا جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھائی کے کنارے پر رکھی جو گرنے والی ہے پھر وہ اسے دوزخ کی آگ میں لے گری' اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا جو عمارت انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں کھٹکتی رہے گی۔ مگر جب ان کے دل کے ٹکڑے ہو جائیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (۹/۱۱۰) ہم نے اپنی تفسیر --- ابن کثیر --- میں ان آیات کریمہ کے بارے خوب بحث و تمحیص کی ہے جو کافی و وافی ہے۔ وللہ الحمد۔

مسجد ضرار کی رخصت : ابن اسحاق نے اس مسجد کی تعمیر کی کیفیت' جس کے بانی ظالم تھے بیان کی ہے اور نبی علیہ السلام کے حکم کی ماہیت مسجد کے تباہ و برباد کرنے کے بارے غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ میں آمد سے قبل ذکر کی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقوں کے ایک گروپ نے مسجد قبا کے قریب مسجد کی شکل و صورت ایسی عمارت تعمیر کی اور ان کا ارادہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ اس میں نماز پڑھیں تاکہ جس فساد و عناد اور کفر کے پھیلانے کا انہوں نے عزم کیا ہے۔ وہ لوگوں میں رائج ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس میں نماز پڑھنے سے محفوظ رکھا۔

اور یہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف پا بہ رکاب تھے' جب وہاں سے واپس لوٹے تو مدینہ سے ایک ساعت کی مسافت پر "ذی اوان" میں فروکش ہوئے۔ تو اس مسجد کے بارے وحی (**والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا**) الخ نازل ہوئی۔ ضرار:۔ اس بنا پر کہ انہوں نے "مسجد قبا" کی مشابہت کا ارادہ کیا تھا۔ کفر:۔ اس وجہ سے کہ اللہ کے ساتھ کفر اور جمود کی خاطر تعمیر کی تھی۔ تفریق:۔ اس باعث کہ مسجد قبا کی جماعت میں افتراق و انتشار پھیلانے کی غرض سے بنائی تھی۔ ارصاد:۔ اس سبب سے کہ جو شخص قبل ازیں اللہ اور اس کے رسول سے برسرپیکار رہے وہ اس کی کمین گاہ ہے وہ ہے ابوعامر راہب فاسق قبحہ اللہ۔

ابوعامر کو رسول اللہؐ نے جب دعوت اسلام پیش کی تو اس نے اسلام قبول نہ کیا بلکہ مکہ چلا آیا اور ان کو جنگ پر آمادہ کیا اور غزوہ احد برپا کیا (اور اس کا انجام ہم بیان کر چکے ہیں) جب اس کی "تحریک" کامیاب نہ ہوئی تو وہ شاہ روم قیصر کے پاس چلا آیا کہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف تعاون حاصل کرے۔ یہ ابوعامر' ہرقل کے دین پر قائم تھا اور عرب کے عیسائیوں میں سے تھا۔ اور اپنی منافق برادری کے ساتھ مراسلت کرتا تھا ان سے وعدے کرتا اور امیدیں دلاتا اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا تھا' اس کی مراسلت اور خط و کتابت ہروقت جاری رہتی اور قاصد کی آمدورفت بھی۔

چنانچہ انہوں نے ظاہری شکل و صورت میں اس کو مسجد قرار دیا اور درحقیقت یہ جنگ و جدال کا اڈا' ابوعامر راہب' "فاسق" کے پاس سے آنے والوں کا ٹھکانا' اور اس کے ہم نوا منافقوں کا مرکز تھا۔ بنابریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کمین گاہ ہے ان کی جو اللہ اور اس کے رسول سے' پہلے سے برسرپیکار رہے۔ پھر فرمایا کہ اس کے بانی قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصد تو صرف بھلائی تھا۔ اللہ نے ان کی تکذیب کی "کہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ جھوٹے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس میں کبھی نہ کھڑے ہوں۔ اس میں "قیام" اور نماز پڑھنے سے اس وجہ سے منع فرمایا تاکہ اس کی سازش دم توڑ جائے اور آپ کو مسجد قبا میں قیام پر آمادہ کیا جس کی بنیاد اول یوم سے ہی تقویٰ اور طہارت پر قائم ہے۔ **لمسجد اسس علی التقوٰی** (۹/۱۰۸) سے مراد مسجد قبا ہے۔ قرآن کا ظاہری سیاق و سباق اس پر دلالت کرتا ہے اور متعدد احادیث میں اس کے نمازیوں کی طہارت و پاکیزگی کی تعریف و ستائش بیان ہوئی ہے۔

مسجد قبا یا مسجد نبوی : اور مسلم شریف میں جو بیان ہوا ہے کہ اس سے مراد "مسجد نبوی" ہے یہ بھی اس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ جب "مسجد قبا" کی بنیاد "اول یوم" سے "تقویٰ" اور خلوص پر رکھی گئی ہے تو "مسجد نبوی" کی بنیاد بالاولیٰ تقویٰ و خلوص پر ہو گی اور فضیلت و خوبی میں اس سے زیادہ لائق اور فائق ہو گی۔ تفسیر میں ہم نے اس پر بالاستیعاب بحث کی ہے' وللہ الحمد۔ غرضیکہ رسول اللہ ﷺ جب "ذی اوان" میں فروکش ہوئے تو مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا اس کے بھائی عاصم کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ مسجد ضرار (جس کے بانی ظالم ہیں) میں جائیں اور اس کو جلا کر خاکستر کر دیں۔ چنانچہ وہ حسب ارشاد گئے اور مسجد ضرار کو جلا دیا اور اس کے بانی تتر بتر ہو گئے۔

اس کے بانی بارہ تھے : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مسجد ضرار کے بانی بارہ اشخاص تھے۔ (۱) خذام بن

خالد' اس کے گھر کے پہلو میں یہ مسجد ضرار تعمیر تھی (۲) ثعلبہ بن حاطب (۳) معتب بن قشیر (۴) ابو حبیبہ بن ازعر (۵) عباد بن حنیف برادر سہل بن حنیف (۶) جاریہ بن عامر (۷) مجمع بن جاریہ (۸) زید بن جاریہ (۹) نبتل بن حارث (۱۰) یخرج جو بنو ضبیعہ کی طرف منسوب ہے (۱۱) بجاد بن عثمان یہ بھی بنی ضبیعہ میں سے ہے (۱۲) ودیعہ بن ثابت جو "بنی امیہ" کی طرف منسوب تھا۔

نماز کا اہتمام اور رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابن عوفؓ کی اقتدا کرنا : امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کی اقتدا میں نماز فجر ادا کی' آپؐ دوسری رکعت میں آکر شامل ہوئے اور یہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ وضو کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ بھی تھے۔ واپس آنے میں ذرا دیر ہو گئی تو تکبیر کے بعد حضرت عبدالرحمانؓ آگے کھڑے ہو گئے' جب نماز سے فارغ ہوئے تو نمازیوں نے اس بات کو ایک سانحہ اور المیہ تصور کیا تو آپؐ نے فرمایا تم نے اچھا کیا اور درست کیا۔ یہ بخاری کی مرویات میں سے ہے۔

معذور لوگ برابر کے حصہ دار : امام بخاری (احمد بن محمد' عبداللہ بن مبارک' حمید طویل) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپسی میں' مدینہ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا مدینہ میں بعض لوگ ایسے موجود ہیں کہ تم نے جو سفر کیا اور جو بھی میدان طے کیا وہ تمہارے ساتھ تھے۔ عرض کیا یارسول اللہ! وہ مدینہ میں قیام کے باوصف اس اجر کے مستحق ہیں فرمایا وہ مدینہ میں تھے اور عذر کی بنا پر شریک سفر نہ ہو سکے' امام بخاری اس سند میں منفرد ہیں۔

کوہ احد ہم سے پیار کرتا ہے : امام بخاری (خالد بن مخلد' سلیمان' عمرو بن یحییٰ' عباس بن سہل بن سعد) حضرت ابو حمید سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ تبوک سے واپس آئے اور مدینہ کے قریب ہوئے تو آپؐ نے فرمایا یہ شہر "طابہ" ہے۔ اور یہ جبل احد ہے وہ ہم سے پیار کرتا ہے ہم اس سے پیار و محبت کرتے ہیں اور امام مسلم نے اس روایت کو سلیمان بن بلال سے بیان کیا ہے۔

استقبال : امام بخاری (عبداللہ بن محمد' سفیان' زہری) حضرت سائبؓ بن یزید سے بیان کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی کے وقت میں بھی بچوں کے ہمراہ "ثنیة الوداع" تک رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے گیا' اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے اور ترمذی نے اس کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ بیہقی (ابو نصر بن قتادہ' ابو عمرو بن مطر' ابو خلیفہ) حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو خواتین' بچے اور بچیاں یہ اشعار پڑھنے لگیں۔

طلع البدر علینا　　من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　ما دعا للہ داع

("ثنیة وداع" سے ہم پر بدر منیر طلوع ہوا ہے۔ جب تک کوئی دعا کرنے والا دعا کرے ہم پر شکر واجب ہے)

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ ان اشعار کو ہمارے علماء مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچنے پر بیان کرتے ہیں نہ

کہ تبوک سے براستہ ثنیۃ الوداع مدینہ میں آمد کے وقت' واللہ اعلم۔ اس اختلاف کی بنا پر ہم نے یہ اشعار یہاں بھی بیان کر دیئے ہیں۔ (لیکن زاد المعاد میں اس کے برعکس ہے۔ ندوی)

حدیث حضرت کعب رضی اللہ عنہ : امام بخاری (یحییٰ بن بکیر' لیث' عقیل' ابن شہاب) عبدالرحمان بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن کعب اپنے والد کا قائد اور راہنما تھا' جب اس کا والد نابینا ہو گیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے والد کعب سے سنا وہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کر رہے تھے کہ میں ماسوائے غزوہ تبوک کے کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہا۔ علاوہ ازیں میں غزوہ بدر سے پیچھے رہ گیا مگر آپ نے کسی پیچھے رہنے والے کو عتاب نہ کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ قریش کے تجارتی قافلہ کی نیت سے تشریف لے گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے ساتھ اچانک بغیر کسی وعدہ لڑائی میں اکٹھا کر دیا' اور میں "لیلۃ عقبہ" میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر تھا جہاں ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ قول و قرار کیا --- مجھے تو غزوہ بدر میں حاضر ہونا' لیلہ عقبہ سے زیادہ محبوب نہیں اگرچہ جنگ بدر کا شہرہ لوگوں میں اس سے زیادہ ہے --- اور میرا حال یہ تھا کہ غزوہ تبوک کے دوران میں خوب چاق و چست اور سرمایہ دار تھا جب میں آپؐ کو چھوڑ کر پیچھے رہ گیا' واللہ میرے پاس قبل ازیں دو سواریاں کبھی نہ جمع ہوئی تھیں اس جنگ میں میرے پاس دو سواریاں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جنگ کو جاتے تو توریہ کرتے اشارہ کنایہ سے کام لیتے' یہاں تک کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سخت گرمی کے موسم' میں تشریف لے گئے اور دور دراز کا سفر درپیش تھا۔ بے شمار اور طاقت ور دشمن سے مقابلہ تھا چنانچہ مسلمانوں کو صاف صاف بتا دیا کہ اچھی طرح تیاری کر لیں اور سامان جنگ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں بس آپؐ نے مسلمانوں کو صاف صاف اس جنگ کے متعلق بتا دیا۔

رجسٹر نہ تھا : مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بہت تھے۔ کسی دفتر اور رجسٹر میں ان کے نام درج نہ تھے۔ حضرت کعبؓ کا بیان ہے کہ جنگ سے غیر حاضر ہونے والا سمجھتا تھا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل نہ ہو' اس کا نام رسول اللہ ﷺ کو معلوم نہ ہو سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک میں ایسے موسم میں تشریف لے گئے جب پھل پک چکا تھا اور سایہ پیارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ہمراہ مسلمان سامان سفر کی تیاری میں ہمہ تن مشغول تھے' میں بھی روزانہ سامان سفر کی تیاری کے لئے نکلتا اور خالی ہاتھ واپس آجاتا۔ اور کچھ تیاری نہ کرتا اور دل میں سوچتا کہ جب چاہوں زادراہ تیار کر لوں گا۔ اتنی جلدی کی ضرورت کیا ہے؟ اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ لوگوں نے محنت مشقت اٹھا کر اپنا سامان جمع کر لیا۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ایک روز روانہ ہو گئے اور میں نے ہنوز اپنا سامان سفر تیار نہ کیا تھا اور دل میں سوچتا ایک یا دو دن میں تیاری کر کے آپ سے مل جاؤں گا۔ جب وہ روانہ ہو گئے تو میں نے صبح کو سامان تیار کرنا چاہا لیکن اس روز بھی خالی پھر آیا کوئی تیاری نہ کی پھر اگلے روز بھی ایسا ہی ہوا خالی لوٹ آیا اور کوئی تیاری نہ کی۔ میرا برابر یہی حال رہا (کہ آج نکلتا ہوں کل نکلتا ہوں) اور لوگ جلدی جلدی روانہ ہوئے اور دور نکل گئے۔ میرا ارادہ ہوا کہ میں بھی سفر کروں اور ان سے مل جاؤں --- کاش میں ایسا کرتا --- مگر تقدیر

میں نہ تھا' پھر میں جب رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہونے کے بعد گھر سے باہر نکلتا اور پھر کر دیکھتا تو مجھے بہت رنج ہوتا کہ مجھے وہ شخص نظر آتا جو منافق کہلاتا تھا یا ضعیف و ناتواں معذور لوگ۔ رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر میرا نام نہ لیا جب تبوک پہنچے تو آپ لوگوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے اور فرمایا کعب کا کیا حال ہے تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! وہ اپنے خوش لباس اور حسن و جمال پر اترا کر رہ گیا ہے تو معاذ بن جبل نے کہا تو نے بری بات کہی' واللہ! یارسول اللہ! ہم تو اس کو اچھا اور سچا مسلمان سمجھتے ہیں یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو رہے۔

حضرت کعبؓ کا بیان ہے کہ جب مجھے یہ خبر معلوم ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ واپس آرہے ہیں' میرا غم تازہ ہو گیا اور میں جھوٹے بہانوں کی فکر کے درپے ہو گیا اور یہ فکر لاحق ہو گیا کہ کل میں آپ کے غیظ و غضب سے کیسے بچوں گا اور اس بارے اپنے ہر عقلمند عزیز سے مشورہ لیا اور جب یہ خبر آئی کہ رسول اللہ ﷺ قریب آپہنچے ہیں تو سب جھوٹے خیالات میرے دل سے چھٹ گئے اور میں نے سمجھ لیا کہ جھوٹا عذر پیش کر کے گلو خلاصی نہ کراؤں گا اور میں نے سچ کہنے کا عزم کر لیا اور صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے۔ آپ کا دستور تھا کہ جب سفر سے واپس آتے پہلے مسجد میں آتے دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کی ملاقات کے لئے بیٹھ جاتے۔ چنانچہ آپ تشریف فرما تھے کہ پیچھے رہنے والے منافق آتے عذر بہانے پیش کرتے اور قسمیں کھاتے ایسے لوگوں کی تعداد اسی سے زائد تھی۔ رسول اللہ نے ان کی ظاہر بات کو تسلیم کر لیا ان سے بیعت لی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی اور باطن کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ میں حاضر خدمت ہوا۔ سلام عرض کیا' آپ غصہ والے آدمی کی طرح مسکرائے پھر فرمایا "تعال" قریب آؤ اور میں آکر آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے پوچھا اے کعب! تو کیوں پیچھے رہ گیا؟ کیا تو نے سواری نہ خریدی تھی؟

عرض کیا یارسول اللہ! واللہ! میں اگر کسی دنیا دار کے سامنے اس وقت بیٹھا ہوتا تو بہانہ پیش کر کے اس کے غصہ سے بچ جاتا اور میں جدل و مناظرہ کی قوت سے بھی بہرہ ور ہوں۔ مگر واللہ! میں جانتا ہوں۔ اگر آج آپ کے سامنے ایسی باتیں کروں جو آپ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہو تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے۔ اگر آپ سے سچی بات کہوں تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے مگر میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا امیدوار ہوں۔ واللہ! مجھے کوئی عذر لاحق نہ تھا' میرے برابر کوئی طاقتور اور سرمایہ دار نہ تھا' جب میں آپ سے پیچھے رہ گیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تو سچ کہا۔ کعب! تو چلا جا انتظار کر' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے کوئی فیصلہ نازل فرما دے۔ پس میں اٹھ چلا تو بنی سلمہ کے کچھ لوگ اٹھ کر میرے پیچھے آئے اور کہنے لگے' واللہ! ہماری دانست میں تو تم نے قبل ازیں کوئی قصور نہیں کیا اور تجھ سے یہ بھی نہ ہو سکا کہ دیگر پیچھے رہ جانے والوں کی طرح کوئی عذر' بہانہ پیش کر دیتا اور رسول اللہ ﷺ کی دعاء مغفرت تیرے گناہ کے لئے کافی ہو جاتی' وہ برابر مجھ کو طعن و ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ واپس جا کر میں اپنی پہلی بات کی تردید کر دوں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا اور بھی کوئی ہے جس نے میری

طرح اقرار کیا ہو' انہوں نے کہا دو آدمیوں نے تیری طرح سچ کہا ہے اور ان کو بھی آپ نے یہی فرمایا جو تجھ سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ دو شخص کون ہیں' تو بتایا وہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی ہیں۔ انہوں نے ایسے دو نیک آدمیوں کا نام لیا جو غزوہ بدر میں شریک ہو چکے تھے' وہ دونوں میرے لئے اسوہ اور اچھا نمونہ ہیں چنانچہ جب میرے سامنے ان کا نام آیا تو میں اپنے اقرار جرم پر پختہ ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جنگ سے پیچھے رہ جانے والوں میں سے صرف ہم تینوں سے بات کرنے سے منع کر دیا۔ اب لوگوں نے ہم سے پرہیز شروع کر دیا اور بالکل کورے ہو گئے حتیٰ کہ مدینہ میری نگاہ میں اجنبی شہر ہو گیا اور یہ پہلے سا نہ تھا جس کو میں جانتا تھا' ہم پچاس روز اس بیگانگی کی حالت میں رہے۔ لیکن میرے دونوں ساتھی کمزور پڑ گئے اور گھر میں بیٹھے روتے رہتے اور میں ان سے جوان اور طاقتور تھا' میں گھر سے باہر آتا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کرتا' بازاروں میں گھومتا مگر کوئی شخص مجھ سے بات نہ کرتا۔

آپ کو سلام کہہ کر اندازہ لگانا : میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا' نماز کے بعد آپ "مصلیٰ" پر تشریف فرما ہوتے۔ میں سلام عرض کرتا اور دل میں کہتا کیا میرے سلام کے جواب میں آپ نے ہونٹ ہلا کر جواب دیا بھی ہے یا نہیں۔ پھر میں آپ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور دزدیدہ نگاہ سے آپ کو دیکھتا اور جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو آپ میری طرف متوجہ ہوتے اور جب میں آپ کی طرف التفات کرتا تو آپ منہ پھیر لیتے۔

ابو قتادہؓ کی بے رخی : جب اس طرح بیگانگی میں ایک عرصہ گزرا تو میں جا کر' ابو قتادہ --- چچازاد بھائی اور محبوب دوست --- کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور اس کو سلام کہا واللہ! اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا جناب ابو قتادہ! خدارا بتاؤ کیا تو مجھے سمجھتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں' تو پھر بھی اس نے جواب نہ دیا پھر میں نے اس سے یہی بات سہ بار کی تو بلاخر اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ یہ سن کر میں اشکبار ہو گیا اور دیوار پھلانگ کر واپس چلا آیا۔

شاہ غسان کا مکتوب : میں ایک روز مدینہ کے بازار میں گھوم رہا تھا کہ ایک شامی کسان مدینہ میں غلہ فروخت کرنے آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کوئی ہے جو مجھے کعب بن مالک کے بارے بتائے لوگ اس کو اشارہ کر کے بتانے لگے اور وہ میرے پاس آ گیا۔ اس نے مجھے شاہ غسان کا مکتوب دیا جو ایک ریشمی غلاف میں بند تھا اس میں تحریر تھا۔ امابعد! مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ تیرا صاحب --- محمدؐ --- تجھ سے ناراض ہے۔ اللہ نے تمہیں ذلت و رسوائی اور ضیاع کے لئے پیدا نہیں کیا۔ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تم سے بہتر سلوک کریں گے۔ میں نے شاہی مکتوب پڑھنے کے بعد کہا یہ بھی ایک آزمائش ہے۔ میں نے وہ خط لے کر تنور کے اندر جھونک دیا اور ہم اسی مقاطعہ کی حالت میں بدستور رہے۔ یہاں تک کہ پچاس میں سے چالیس روز گزر گئے تو رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اس نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ تو اپنی بیوی سے علیحدہ رہ۔ میں نے مزید وضاحت سے پوچھا طلاق دے دوں یا کیا کروں اس نے بتایا طلاق نہیں بلکہ تم اس سے الگ رہو' قریب نہ جاؤ (اور میرے ساتھیوں کو بھی ایسا ہی پیغام ارسال کیا) چنانچہ میں نے اپنی بیوی سے کہا تو اپنے

والدین کے پاس چلی جا اور وہیں ان کے پاس قیام کر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا فیصلہ کر دے۔

ہلال کی بیوی : حضرت کعبؓ کا بیان ہے کہ ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بوڑھا پھونس ہے۔ اس کا خدمت گار بھی کوئی نہیں۔ کیا آپ ناپسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام کاج کروں۔ آپؐ نے فرمایا بالکل نہیں' لیکن وہ تیرے قریب نہ آئے۔ تو اس نے کہا واللہ! اسے ایسی خواہش کی طرف خیال تک نہیں' واللہ! وہ تو تب سے اب تک رو' دھو رہا ہے۔ حضرت کعبؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے بھی بعض عزیزوں نے کہا جیسا کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی سے خدمت لینے کی آپؐ سے اجازت طلب کر لی اگر تو بھی اجازت طلب کر لیتا تو بہتر تھا' میں نے کہا واللہ! اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب نہ کروں گا۔ خدا معلوم رسول اللہ ﷺ مجھے کیا جواب دیں۔ میں ایک نوجوان آدمی ہوں۔

بشارت : چنانچہ میں نے بعد ازیں دس یوم اسی طرح بسر کئے حتیٰ کہ ہمارے مقاطعہ پر پورے پچاس روز گزر گئے۔ جب میں پچاسویں رات کی فجر کی نماز پڑھ کر اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا اور میں اسی حال میں پریشان و افسردہ بیٹھا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ (**ضاقت علی نفسی وضاقت علی الارض بما رحبت**) میری جان مجھ پر دوبھر ہو رہی تھی اور زمین باوجود اپنی کشادگی کے تنگ تھی' تو میں نے منادی کی آواز سنی جو جبل سلع پر چڑھ کر بلند آواز سے اعلان کر رہا تھا اے کعب! مبارک ہو' خوش ہو جا' میں یہ سن کر سجدہ ریز ہو گیا اور سمجھ گیا کہ مشکل حل ہو گئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد ہی لوگوں کو ہماری توبہ قبول ہونے کے بارے مطلع کر دیا تھا تو لوگ ہمیں مبارک باد دینے لگے اور میرے ساتھیوں کے پاس بھی مبارک باد دینے والے پہنچ گئے۔

ایک شخص میری طرف گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور ایک "اسلمی" دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے مبارک باد دی' ظاہر ہے کہ آواز' گھوڑے کی رفتار سے تیز تھی جب میرے پاس وہ شخص بشارت لے کر آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی میں نے اس کو اپنا لباس اتار کر اس خوشخبری کے صلہ میں دے دیا۔ واللہ اس کے وقت میرے پاس اس لباس کے علاوہ کچھ نہ تھا پھر میں نے لباس مستعار لے کر پہنا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا آیا راستہ میں لوگ مجھے جوق در جوق مل رہے تھے اور توبہ کی مبارک باد دے رہے تھے "**لیھننک توبۃ اللہ علیک**" میں چلتا چلتا مسجد میں داخل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں اور صحابہؓ بھی آپ کے گرد و نواح ہیں' تو طلحہ بن عبید اللہ دوڑتا ہوا میری طرف آیا' اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔ واللہ! ان کے علاوہ کسی مہاجر نے مجھے مبارک باد نہ دی اور طلحہؓ کا حسن سلوک مجھے آج تک یاد ہے۔

حضرت کعبؓ کا بیان ہے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا تو آپ نے (جبکہ آپ کا چہرہ مسرت و بہجت سے منور تھا) فرمایا' تو اپنی گذشتہ زندگی کے سب سے بہتر دن پر خوش ہو جا۔ عرض کیا' کیا یہ خوشخبری آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا میری جانب سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ منور ہو جاتا اس قدر روشن ہوتا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے ہم آپ کی اس کیفیت سے آشنا تھے۔ پھر میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی اور شکریہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے خیرات کر کے الگ ہو جاتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو وہ تمہارے لئے بہتر ہو گا تو عرض کیا میں اپنا خیبروالا حصہ اپنے پاس رکھ لیتا ہوں (اور باقی خیرات کر دیتا ہوں) میں نے پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ کی وجہ سے نجات بخشی ہے اور میں اپنی توبہ کے شکریہ میں عہد کرتا ہوں کہ میں تاحیات سچ بولوں گا۔ واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی بدولت کسی مسلمان پر اتنا فضل و کرم کیا ہو جتنا مجھ پر کیا ہے۔ جب سے میں نے آپؐ سے سچ عرض کیا تھا' اس وقت سے آج تک میں نے دانستہ جھوٹ نہیں بولا اور امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے باقی ماندہ زندگی میں بھی جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرمایا (۹/۱۱۷) اور اللہ نے نبی کے حال پر رحمت سے توجہ فرمائی اور مہاجروں اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی بے شک وہ ان پر شفقت کرنے والا مہربان ہے اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کیا گیا تھا یہاں تک کہ جب ان پر زمین باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہو گئیں اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کوئی پناہ نہیں' سوائے اس کی طرف آنے کے' پھر اپنی رحمت سے ان پر متوجہ ہوا تاکہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ (۱۱۹/۹)

کعب کا بیان ہے' واللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اس سے بڑا احسان نہیں کیا جتنا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولنے کی توفیق دے کر کیا اور جھوٹ سے بچایا۔ اگر میں جھوٹ بولتا تو دوسرے جھوٹ بولنے والوں کی طرح ہلاک ہو جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل فرمائی' تو جھوٹ بولنے والوں کے بارے اتنی سخت بات کہی جو کسی کے بارے کبھی نہ کہی۔ (۹/۹۵) جب تم ان کی طرف پھر جاؤ گے' تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو' سو تم ان سے درگزر کرو' بے شک وہ پلید ہیں اور جو کام کرتے رہے ہیں ان کے بدلے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ وہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے خوش ہو جاؤ' اگر تم ان سے خوش بھی ہو جاؤ تو بھی اللہ نافرمانوں سے خوش نہیں ہوتا۔ (۹/۹۶)

خلفوا کا معنی : کعب کا بیان ہے کہ ہم تینوں کا معاملہ معرض التوا میں ڈال دیا گیا ان لوگوں کی نسبت' جن کا عذر' رسول اللہ ﷺ نے قبول کر لیا جب انہوں نے حلف اٹھا کر معذرت کی چنانچہ آپ نے ان سے بیعت لی اور ان کے لئے دعاء مغفرت کی' لیکن ہمارا معاملہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آنے تک ملتوی کر دیا پس اسی وجہ سے فرمایا (**وعلى الثلاثة الذين خلفوا**) (۹/۱۱۸) اور ان تینوں پر بھی جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا' اس

آیت سے ہمارا جنگ سے تخلف اور پیچھے رہنا مراد نہیں۔ بلکہ اس سے مراد ہے تاخیر و التوا ہے ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے حلف اٹھا کر عذر پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول کر لیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے زہری سے اسی طرح نقل کیا ہے اور ابن اسحاق نے زہری سے امام بخاری کے سیاق و بیان کی طرح نقل کیا ہے اور ہم --- ابن کثیر --- نے تفسیر میں مسند احمد سے نقل کیا ہے اور اس میں معمولی اضافے ہیں' وللہ الحمد۔

ان نافرمانوں کا بیان جو پیچھے رہ گئے تھے : علی بن طلحہ والبی' حضرت ابن عباس سے (۹/۱۰۴) کے تحت بیان کرتے ہیں اور کچھ اور بھی ہیں کہ انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے انہوں نے اپنے نیک اور بد کاموں کو ملا دیا ہے قریب ہے کہ اللہ انہیں معاف کر دے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ دس افراد تھے جو رسول اللہ ﷺ سے غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ جب وہ آپ کی واپسی کے بعد حاضر ہوئے تو ان میں سے سات اشخاص نے خود کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ لیا جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو پوچھا یہ کون ہیں' حاضرین نے عرض کیا ابولبابہؓ اور اس کے رفقا ہیں جو آپ کے ہمراہ جنگ میں شریک نہ تھے (اور بندھے رہیں گے) یہاں تک کہ آپؐ ان کو کھولیں اور ان کا عذر قبول فرمادیں' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نہ ان کو کھولوں گا اور نہ ہی ان کا عذر قبول کروں گا حتیٰ کہ اللہ عزوجل ہی ان کے کھولنے کا حکم دے۔ ان لوگوں نے مجھ سے انحراف کیا اور مسلمانوں کے ہمراہ جنگ کرنے سے پیچھے رہ گئے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کے حلف کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بھی کہا' کہ ہم بھی اپنے آپ کو نہ کھولیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں کھولنے کا حکم نازل فرمائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا "واخرون اعترفوا بذنوبهم" (۹/۱۰۲) (اور لفظ عسیٰ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو وجوب کا معنی دیتا ہے)

یہ مذکور بالا آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کی طرف آئے ان کو کھولا اور ان کا عذر قبول کیا۔ چنانچہ وہ اپنے مال لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ ہمارا مال و متاع ہے اس کو ہماری جانب سے خیرات کر دیجئے اور ہمارے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا صدقہ قبول کرنے کا مجھے اللہ نے حکم نہیں دیا پھر اللہ نے نازل فرمایا (۹/۱۰۳) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لے کہ اس سے ان کے ظاہر کو پاک اور باطن کو صاف کر دے اور انہیں دعا دے بے شک تیری دعا ان کے لئے تسکین ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (۹/۱۰۶) اور کچھ اور لوگ ہیں جن کا کام اللہ کے حکم پر موقوف ہے خواہ انہیں عذاب دے یا انہیں معاف کر دے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود کو باندھا نہ تھا اور ان کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا **لقد تاب اللّٰه** الخ' (۹/۱۱۷) عطیہ بن سعید عوفی نے بھی ابن عباس سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حضرت ابولبابہؓ : سعید بن مسیب' مجاہد اور ابن اسحاق نے جنگ بنی قریظہ میں ابولبابہ کا واقعہ اور اس کا فعل ذکر کیا ہے کہ اس نے خود کو باندھ لیا تھا یہاں تک کہ اس کی توبہ قبول ہوئی۔ بعد ازاں وہ غزوہ تبوک

سے بھی پیچھے رہ گیا اور اس نے اپنے آپ کو ستون سے باندھ لیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمائی اور اس نے اپنا سارا مال صدقہ کر دینا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا اس کا ثلث اور تیسرا حصہ صدقہ کر دینا کافی ہے۔ بقول مجاہد اور ابن اسحاق اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی **واخرون اعترفوا بذنوبهم** (۹/۱۰۲) حضرت سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ پھر اس کے بعد اس سے اسلامی امور کے بارے صدق و صفائی ہی نظر آئی۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ شاید سعید' مجاہد اور ابن اسحاق نے حضرت ابولبابہؓ کے باقی رفقاء کا ذکر اس وجہ سے نہیں کیا اور صرف اس کے نام پر اکتفا کیا ہے کہ وہ بمنزلہ ان کے زعیم اور قائد کے تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس کے بیان سے واضح ہے' واللہ اعلم۔

۳۶ منافقوں کے نام بتائے : امام بیہقی (ابو احمد زبیری' سفیان ثوری' سلمہ بن کہیل' عیاض بن عیاض' ابوہ) حضرت ابن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور خطبہ کے دوران فرمایا تم میں بعض منافق ہیں میں جس کا نام لوں' وہ کھڑا ہو جائے پھر آپ نے "قم یا فلان" فرما کر ۳۶ افراد کے نام گنوائے۔ پھر فرمایا بے شک تم میں منافق ہیں اللہ تعالیٰ سے خیر و عافیت طلب کرو' بعد ازاں عمرؓ ایک نقاب پوش کے پاس سے گزرے ان کی آپس میں سلام دعا تھی اس نے خیر و عافیت پوچھی تو حضرت عمرؓ نے اس کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتا کر کہا "**بعدا لک سائر الیوم**"

بقول امام ابن کثیرؒ۔ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی چار اقسام ہیں۔ (۱) اجازت یافتہ اور اجر و ثواب سے مالا مال' مثلاً حضرت علیؓ' حضرت محمدؓ بن مسلمہ اور حضرت ابن ام مکتومؓ (۲) معذور یعنی ضعیف و ناتواں اور مریض (۳) تنگ دست' مثلاً بکائین اور رونے والے (۴) نافرمان گنہ گار' وہ ہیں "تین" ابولبابہ وغیرہ اور منافقین' ملامت و مذمت یافتہ

تبوک سے آپؐ کی واپسی کے بعد کے حوادثات و واقعات : امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابو العباس محمد بن یعقوب' ابو البختری' عبداللہ بن شاکر' زکریا بن یحییٰ' عم ابی زخر بن حصین) جدہ حمید بن منہب سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا خریم بن اوس بن حارثہ بن لام سے سنا وہ بیان کر رہے تھے کہ تبوک سے واپسی کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ہجرت کر کے گیا تو میں نے حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے سنا وہ عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی مدح و ستائش بیان کرنا چاہتا ہوں تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہو' تمہارے دانت سلامت رہیں۔ تو انہوں نے کہا۔

من قبلها طبت في الظلال وفي	مستودع حيث يخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر	أنت ولا نطفة ولا علق
بل نطفة تركت السفين وقد	ألجم نسرا وأهله الغرق
تنقل من صالب الى رحم	اذا مضى عالم بدا طبق

(قبل ازیں آپ سایوں میں خوش و خرم رہے اور ایسے مقام میں جہاں پتے جوڑ کر لباس بنایا جاتا ہے یعنی جنت میں۔

پھر تو روئے زمین پہ آیا بشر تھا نہ بوٹی نہ بستہ خون۔ بلکہ تو پانی کی بوند تھا جو کشتی میں سوار ہوا' نسراء اور اس کے پرستاروں کو غرق کر دیا۔ تو پشت سے رحم میں تبدیل ہوتا رہا' جب ایک زمانہ گذر جاتا تو دوسرا قرن نمودار ہو جاتا)

حتى احتوى بيتك المهيمن من　خندف علياء تحتها النطق

وانت لما ولدت أشرقت الارض　فضاءت بنورك الأفق

فنحن في ذلك الضياء وفي النور　وسبل الرشاد نخترق

(تا آنکہ اس نے خندف کے عالی مقام اور نگہبان خاندان کو محفوظ کر دیا اور وہ خاندان نطق و گویائی سے آراستہ ہے۔ آپ کی ولادت کے وقت زمین روشن ہوگئی اور آپ کی روشنی سے آفاق منور ہو گئے۔ ہم اس روشنی' نور اور نیکی کے راستوں میں چلتے ہیں)

اس واقعہ کو حافظ بیہقی نے ابو السکن زکریا بن یحییٰ طائی سے بھی بیان کیا ہے اور یہ واقعہ اس کے ایک جزء میں مروی ہے۔

شیما بنت نفیلہ : امام بیہقی نے اس واقعہ میں اضافہ بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سفید رنگ "حیرہ" مجھے دکھایا گیا ہے اور یہ ہے شیماء بنت نفیلہ ازدیہ' سفید خچر پر سیاہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اگر ہم "حیرہ" شہر میں داخل ہوئے اور اس کو ایسی ہی صفات سے موصوف پایا تو وہ میری ہوگی' تو آپ نے فرمایا (هي لك) وہ تیری ہے۔

خریم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد "ارتداد" کی لہر دوڑ گئی اور طی قبیلہ سے کوئی مرتد نہ ہوا اور ہم قرب و جوار کے عرب لوگوں سے اسلام پر جہاد کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے قیس قبیلہ سے جہاد کیا اس میں عیینہ بن حصن تھا اور بنی اسد سے جنگ کی' ان میں طلحہ بن خویلد تھا اور خالد بن ولید ہمارے مدح سرا تھے ان کے مدحیہ اشعار میں سے ہیں۔

جزى الله عنا طيئا في ديارها　بمعترك الابطال خير جزاء

هموا أهل رايات السماحة والندى　إذا ما الصبا ألوت بكل خباء

همو اضربوا قيسا على الدين بعدما　أجابوا منادي ظلمة وعماء

(اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے طی قبیلہ کو ان کے علاقہ میں بہادروں کے معرکہ کی وجہ سے جزائے خیر دے۔ وہی لوگ سخاوت و فیاضی کے علم بردار ہیں جب کہ بادِ صبا پر خیمہ کے گرا دے۔ ان ہی لوگوں نے قیس قبیلہ کی دین کی خاطر سرکوبی کی' بعد ان کے مرتد ہو جانے کے)

پھر حضرت خالدؓ مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ ہوئے' ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر ہم بصرہ کی سمت چلے' چنانچہ کاظمہ میں ہرمز سے ہماری ٹکر ہوگئی۔ اس کا لشکر ہماری فوج سے زیادہ تھا' عجم میں ہرمز سے زیادہ عرب اور اسلام کا کوئی دشمن نہ تھا۔ چنانچہ حضرت خالدؓ نے میدان میں آکر اس کو مبارزت اور روبرو لڑائی کی دعوت دی تو وہ بھی میدان میں آگیا اور اس کو حضرت خالدؓ نے تہ تیغ کر دیا پھر انہوں نے یہ کارروائی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو لکھ کر ارسال کر دی تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت خالدؓ کو اس کا

سلب اور لباس عطا کر دیا اور صرف اس کی ٹوپی' ایک لاکھ درہم کی تھی۔ اہل فارس کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی آدمی عالی رتبہ اور رئیس مقرر ہوتا تو اس کے لئے ایک لاکھ کی ٹوپی بنواتے تھے۔ پھر ہم براستہ "طف" حیرہ کے لئے روانہ ہوئے تو جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق سب سے پہلے شیما بنت نفیلہ ملی وہ سفید خچر پر سوار تھی اور سیاہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھی۔ میں نے کہا کہ "یہ میری ہے" اسے رسول اللہ ﷺ نے ہبہ کر دیا تھا۔ خالدؓ نے اس بات کی شہادت اور بینہ طلب کی تو میں نے شہادت پیش کر دی اور شہادتی تھے محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری' چنانچہ خالدؓ نے یہ میرے سپرد کر دی۔

دس سو سے زائد گنتی : پھر اس کا بھائی عبدالمسیح صلح کی خاطر میرے پاس آیا اور اس نے کہا یہ مجھے فروخت کر دو۔ میں نے کہا واللہ! ایک ہزار درہم سے کم نہ لوں گا تو اس نے مجھے یہ رقم دے دی اور میں نے شیماء کو اس کے سپرد کر دیا۔ مجھے کسی نے کہا اگر تم ایک لاکھ بھی مانگ لیتے تو وہ ادا کر دیتا میں نے کہا۔ مجھے معلوم ہی نہ تھا کہ "دس سو" سے بھی زائد گنتی ہوتی ہے۔

وفد ثقیف کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا : قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ثقیف کا محاصرہ ترک کر کے واپس آئے تو آپؐ سے ان کے بارے بددعا کرنے کی درخواست کی گئی تو آپؐ نے ان کے حق میں رشد و ہدایت کی دعا فرمائی۔ اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مالک بن عوف نضری جب دائرہ اسلام میں داخل ہوا تو آپ نے اس پر انعامات کی بارش کر دی اور اس کو اپنی قوم کے مسلمانوں کا امیر مقرر کر دیا پھر وہ ثقیف کے علاقہ میں جہاد کرتا اور ان کو اسلام میں داخل ہونے پر مجبور کرتا۔ نیز ابوداؤد کی روایت کے مطابق بیان ہو چکا ہے کہ صخر بن علیہ احمسیؓ نے ثقیف کا متواتر محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے حکم پر قلعہ سے اتار لیا۔ اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی حسب اجازت مدینہ لے آیا۔

حضرت عروہ ثقفیؓ کا اسلام اور شہادت : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رمضان ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ تبوک سے مدینہ تشریف لائے اور اسی ماہ میں ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور ان کا قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کا حصار ترک کر کے واپس چلے آئے تو عروہ بن مسعود ثقفی' مدینہ پہنچنے سے قبل ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا اور اس نے عرض کیا کہ وہ اپنی قوم کے پاس اسلام کی تبلیغ کی خاطر واپس چلا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا --- جیسا کہ اس کی قوم کا بیان ہے --- (انهم قاتلوك) وہ تجھے قتل کر دیں گے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ ان کی سرشت میں اچھے کام سے رک جانے کی نخوت اور سطوت ہے تو حضرت عروہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کے ہاں ان کی کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ عزیز ہوں اور ان کا مطاع و مقتدا ہوں' چنانچہ وہ تبلیغ اسلام کی خاطر اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا اس امید پر کہ وہ اس کی قدر و منزلت کی بدولت مخالفت نہ کریں گے۔

جب وہ اپنے بالاخانہ میں پہنچا اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا اور ان کو اسلام کی دعوت پیش کی تو

انہوں نے ہر طرف سے تیروں کا مینہ برسا دیا چنانچہ اس کو ایک تیر لگا اور وہ شہید ہو گیا۔ بنی مالک کا خیال ہے کہ اس کا قاتل اوس بن عوف برادر بنی سالم ہے اور احلاف کا گمان ہے کہ اس کا قاتل وھب بن جابر از بنی عتاب ہے۔ پھر عروہؓ سے دیت کے بارے سوال ہوا تو اس نے کہا یہ ایک اعزاز ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور شہادت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے نوازا ہے۔ میرا بھی مقام و مرتبہ ان شہیدوں ایسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہاں سے روانہ ہونے سے قبل شہید ہوئے تھے بس مجھے بھی ان کے ہمراہ دفن کر دو' پھر ان کو شہداء کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ مورخین کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے فرمایا تھا کہ اس کی مثال اپنی قوم میں ایسی ہے جیسے صاحب یاسین کی اپنی قوم میں تھی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بھی عروہ ثقفی کا قصہ اسی طرح بیان کیا ہے مگر اس کا خیال ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوبکرؓ کے حج کے بعد کا ہے۔ حافظ بیہقی نے بھی اس کی اتباع کی ہے مگر یہ بعید از قیاس ہے اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوبکر کے حج سے قبل کا ہے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے۔

وفد ثقیف مدینہ میں : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عروہ ثقفی کی شہادت کے بعد' چند ماہ تک قبیلہ ثقیف خاموش رہا' پھر انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ وہ گرد و نواح کے مسلمانوں سے نبرد آزما نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ عمرو بن امیہ از بنی علاج کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ وہ اپنے ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے عبدیالیل بن عمرو بن عمیر کو بھیجا اور اس کے ہمراہ املان کے دو اشخاص تھے اور بنی مالک کے تین افراد یعنی حکم بن عمرو بن وھب بن معتب' شرحبیل بن غیلان بن سلمہ بن معتب' عثمان بن ابی العاص اوس بن عوف از بنی سالم اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔ موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ یہ وفد قریباً ۱۵ افراد پر مشتمل تھا ان کا رئیس کنانہ بن عبد یالیل تھا اور عثمان بن ابی العاص سارے وفد سے کم سن تھا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو وہ "قناۃ" پر فروکش ہوئے' وہاں انہوں نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ ثقفی کو موجود پایا وہ اپنی باری کے مطابق صحابہ کی سواریاں چرا رہے تھے۔ ان کو آتے دیکھ کر' وہ رسول اللہ ﷺ کو' ان کی آمد کی بشارت دینے کے لئے دوڑے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے راستہ میں ملاقات ہو گئی تو ان کو صورت حال سے آگاہ کیا کہ **ثقیف** کا وفد اسلام قبول کرنے اور بیعت کی خاطر آ رہا ہے بشرطیکہ رسول اللہ ﷺ ان کی شرائط قبول کر لیں اور بقایا قوم کے بارے پروانہ امن تحریر کر دیں۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت مغیرہ ثقفی سے کہا اور اس کو قسم دلائی کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ خوشخبری مجھ کو پہنچانے دو۔ حضرت مغیرہ مان گئے تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی بشارت سنائی۔ پھر مغیرہؓ ان کے پاس چلے گئے۔ اور اپنی سواریوں کو ان کے ہمراہ چھوڑ دیا اور ان کو "مسنون سلام" کا طریقہ بتانے لگے مگر انہوں نے جاہلیت کے طریقہ پر ہی سلام عرض کیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو مسجد نبوی میں ان کے لئے خیمہ نصب کر دیا گیا۔ خالد بن سعید بن عاص کی معرفت رسول اللہ ﷺ کا ان کے ساتھ رابطہ قائم تھا چنانچہ خالدؓ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ان کا کھانا لاتے تو وہ تب کھاتے

جب ان سے قبل خالد کھانا تناول کرنے لگتے اور خالدؓ بن سعید ہی ان کے مکتوب کے کاتب تھے۔

بت مسمار نہ کرنا : من جملہ ان کی شرائط میں سے یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے "بت" کو تین سال تک نہ توڑیں' وہ برابر سوال میں تخفیف کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک سال کے عرصہ کا مطالبہ کیا اور رسول اللہ ﷺ ان کے مطالبے سے مسلسل انکار کر رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک ماہ کے وقفہ کا سوال کیا کہ ان کے احمق اور جاہل لوگوں کی دل جوئی ہو سکے مگر رسول اللہ ﷺ متواتر انکار کر رہے تھے بجز اس بات کے کہ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو ان کے ہمراہ اس کے مسمار کے لئے روانہ کریں گے۔

نماز نہ پڑھنا : نیز ان کا یہ بھی مطالبہ تھا کہ وہ نماز نہ پڑھیں گے اور اپنے ہاتھ سے بتوں کو نہ توڑیں گے تو آپ نے فرمایا' بدست خود بتوں کا مسمار کرنا تو اس کی ہم تمہیں تکلیف نہیں دیتے باقی رہا نماز نہ پڑھنا' تو جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی خیر و برکت نہیں۔ تو انہوں نے کہا یہ شرط ہم آپ کی قبول کرتے ہیں گو اس میں ذلت اور کمینہ پن ہے۔

امام احمد (عفان' محمد بن مسلمہ' حمید' حسن) عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا تاکہ یہ ان کی رقت قلبی کا باعث ہو پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے چند شرائط پیش کیں کہ ان کو غزوات میں شامل نہ کیا جائے۔ ان سے عشر اور جزیہ نہ وصول کیا جائے اور کسی غیر کو ہم پر امیر نہ مقرر کیا جائے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فوج میں عدم شمولیت اور جزیہ کی عدم وصولی تو یہ مطالبات منظور ہیں نیز کوئی اجنبی تمہارا عامل اور امیر نہ ہو گا اور اس دین میں کوئی خیر و برکت نہیں جس میں نماز نہیں۔

عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے قرآن سکھایئے اور قوم کا امام نامزد فرما دیجئے' اس روایت کو امام ابوداؤد نے (ابوداؤد طیالسی از حماد بن سلمہ از حمید) بیان کیا ہے۔

اسلام کے بعد زکوٰۃ اور جہاد : ابوداؤد (حسن بن صباح' اسماعیل بن عبدالکریم' ابراہیم بن عقیل بن معقل بن منبہ) وھب سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے ثقیف کی بیعت کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شرائط پیش کی تھیں کہ زکوٰۃ جہاد سے ان کو مستثنیٰ قرار دے دیا جائے اور میں نے بعد ازیں رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد زکوٰۃ اور جہاد پر عمل پیرا ہو جائیں گے۔

عثمانؓ کو امام نامزد کر دیا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مکتوب تحریر کروا دیا تو حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کو ان کا امیر نامزد کر دیا وہ ان سب سے کم سن تھا کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ میری نظر میں یہ کم سن لڑکا اسلامی مسائل کے سمجھنے اور قرآن کے پڑھنے میں سب سے زیادہ شوقین اور حریص ہے۔

علمی حرص : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ وفد کے ارکان جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوتے تو عثمان بن ابی العاص کو اپنے ڈیروں میں چھوڑ آتے جب وہ دوپہر کو واپس آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلا آتا' آپ سے قرآن پڑھتا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نیند میں ہوتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آجاتا۔ اس کی یہی عادت رہی حتیٰ کہ وہ اسلامی مسائل میں فقیہ بن گیا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی اس سے شغف تھا۔

امام کو نصیحت : ابن اسحاق (سعید بن ابی مند' مطرف بن عبداللہ بن شخیر) حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے ثقیف کی طرف روانہ فرمایا تو مجھ سے آخری بات یہ فرمائی اے عثمان! نماز میں اختصار کر' اور نمازیوں میں سے سب سے کمزور نمازی کا اندازہ کر' کیونکہ ان میں بوڑھے' بچے' کمزور اور حاجت مند ہوتے ہیں۔

امام احمد (عفان' حماد بن سلمہ' سعید جریری' ابو العلاء' مطرف) حضرت عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے میری قوم کا امام بنا دیں تو آپ نے فرمایا تو ان کا امام ہے۔ اور تو امام ہوتے ہوئے کمزور مقتدی کا خیال رکھ' اور بلا اجرت موذن مقرر کر۔ اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے حماد بن سلمہ سے بیان کیا ہے اور امام ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ' اسماعیل بن علیہ) محمد بن اسحاق سے بیان کیا ہے۔ امام احمد (عفان' وہب (اور معاویہ بن عمر از زائدہ) یہ دونوں عبداللہ بن عثمان بن خیثم' داؤد بن ابی عاصم) حضرت عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے جب طائف پر عامل مقرر کیا تو روانگی کے وقت آخری بات یہ فرمائی جب تو امام ہو تو ہلکی نماز پڑھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے "سورہ علق" اور اس جیسی سورتوں کو مقرر فرما دیا۔

امام احمد (محمد بن جعفر' شعبہ' عمرو بن مرہ) سعید بن مسیب سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری وصیت یہ تھی کہ جب تو امام ہو تو ان کو ہلکی نماز پڑھا' اس روایت کو امام مسلم نے محمد بن مثنیٰ اور بندار از محمد بن جعفر از عبد ربہ سے بیان کیا ہے۔ امام احمد (ابو احمد زبیری' عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابلی طائفی' عبداللہ بن حکم) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے طائف پر عامل مقرر کیا تو آخری بات مجھے یہ فرمائی کہ لوگوں کو ہلکی نماز پڑھا۔

امام احمد (یحییٰ بن سعید' عمرو بن عثمان' موسیٰ بن طلحہ) عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی قوم کی امامت کرائے پھر نصیحت فرمائی کہ جو شخص کسی قوم کا امام ہو' وہ ان کو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان نمازیوں میں کمزور' بوڑھے اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں جب وہ تنہا نماز پڑھ رہا ہو' تو جیسے چاہے پڑھے' اس روایت کو امام مسلم نے عمرو بن عثمان سے بیان کیا ہے۔

امام احمد (محمد بن جعفر' شعبہ' نعمان بن سالم' اشیاخ از ثقیف) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنی قوم کی امامت کرا اور جب تو امام ہو تو ان کو ہلکی نماز پڑھا' کیونکہ نماز میں بچے' بوڑھے' کمزور' مریض اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔

خنزب شیطان اور اس سے بچاؤ : امام احمد (ابراہیم بن اسماعیل' جریری) ابو العلاء بن شخیر سے بیان

کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ شیطان میرے اور میری نماز و قرات کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ خنزب شیطان ہے۔ جب تو اسے محسوس کرے تو تین بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ اور تین بار ہی اپنی بائیں طرف تھوک میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا وسوسہ مجھ سے دور کر دیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے سعید بن جریری سے نقل کیا ہے۔

مجرب دم جھاڑ : امام مالک' امام احمد' امام مسلم اور اصحاب سنن (نافع بن جبیر بن مطعم) عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے "جسم میں درد" کے بارے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کیا تو آپ نے فرمایا کہ درد کے مقام پر اپنا ہاتھ رکھ' تین بار بسم اللہ پڑھ اور سات بار "**اعوذ بعزة الله وقدرته من شرما اجدوا احاذر**" (بعض روایات میں ہے) کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا درد دور فرمایا دیا۔ چنانچہ میں اپنے عزیز و اقارب اور دیگر لوگوں کو اس پر عمل کی تاکید کرتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے خود دم کیا : امام ابن ماجہ (محمد بن بیار' محمد بن عبداللہ انصاری' عیینہ بن عبدالرحمان بن جوش' ابوہ) عثمان بن ابی العاص سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے طائف پر عامل مقرر کیا تو نماز میں مجھے وسوسے سے اور خیالات آنے لگے یہاں تک کہ مجھے معلوم نہ رہتا کہ میں نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ چنانچہ میں اس شیطانی حرکت میں مبتلا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ آیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو فرمایا ابن ابی العاص' عرض کیا "جی ہاں" یارسول اللہؐ! پوچھا! کیونکر آئے ہو! عرض کیا یارسول اللہؐ مجھے نماز میں ایسے وہم و خیال آتے ہیں کہ معلوم نہیں رہتا کہ میں نے کس قدر نماز پڑھی ہے تو آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے۔ قریب آجا میں آپ کے قریب ہوا اور پاؤں کے "پب" کے بل بیٹھ گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور منہ میں تھوک کر فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا! آپ نے یہ عمل سہ بار کیا اور فرمایا گھر چلے جاؤ' عثمان کا بیان ہے کہ بخدا! بعد ازیں مجھے ایسی کیفیت نہیں لاحق ہوئی۔ (تفرد بہ ابن ماجہ)

سحری اور افطاری : ابن اسحاق (عیسیٰ بن عبداللہ' عطیہ بن سفیان بن ربیعہ ثقفی) یکے از ارکان وفد سے بیان کرتے ہیں کہ جب ہم نے اسلام قبول کر کے' رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باقی ماندہ ماہ رمضان کے روزے رکھے تو بلال ہماری سحری اور افطاری کا سامان لایا کرتا تھا۔ وہ سحری کا کھانا لاتا تو ہم کہتے فجر تو طلوع ہو چکی ہے۔ وہ تاخیر سے سحری کھانے کے بارے کہتا میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو کھانا کھاتے چھوڑا ہے۔ وہ ہمارا افطاری کا کھانا لاتا تو ہم کہتے ہمارے خیال میں تو ابھی پورا سورج غروب نہیں ہوا تو وہ کہتا میں آیا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے کھانا شروع کر دیا تھا۔ پھر وہ برتن سے لقمہ اٹھا کر کھالیتا۔

امام احمد' ابوداؤد اور ابن ماجہ (عبداللہ بن عبدالرحمان بن یعلی طائفی' عثمان بن عبداللہ بن اوس) اوس بن حذیفہ سے بیان کرتے ہیں کہ وفد ثقیف میں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے "احلاف" کو مغیرہ بن شعبہ کے ہاں ٹھہرایا اور بنی مالک کو اپنے خیمہ میں اتارا عشاء کے بعد' ہر رات رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' کھڑے کھڑے بیان فرماتے طویل قیام کی وجہ سے ایک پاؤں پر سارا بوجھ

دے دیتے اور دوسرے کو آرام دیتے۔ زیادہ تر مکہ میں قریش کے ہاتھوں جو اذیتیں اٹھائی تھیں وہ بیان کرتے پھر فرماتے میں غم و اندوہ نہیں کرتا' ہم مکہ میں کمزور ناتواں تھے۔ جب ہم مدینہ میں چلے آئے۔ تو لڑائی کے ڈول ہمارے اور ان کے درمیان یکساں ہوتے کبھی وہ غالب کبھی ہم غالب۔

ایک رات آپ وقت مقررہ پر تشریف نہ لائے تو عرض کیا' آج آپ ذرا دیر سے تشریف لائے تو فرمایا قرآن کے ورد کا حصہ باقی تھا اسے مکمل کئے بغیر آنا پسند نہ کیا۔۔۔ اوس کا بیان ہے کہ میں نے صحابہؓ سے پوچھا کہ وہ قرآن کو کتنے حصوں میں تقسیم کرتے تھے تو انہوں نے بتایا تین' پانچ' سات' نو' گیارہ اور تیرہ پر۔ (سورہ حجرات سے لے کر آخر تک) حزب مفصل ایک ہی حزب ہے۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب وہ فارغ ہو کر' اپنے وطن کو واپس روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہمراہ ابوسفیانؓ بن حرب اور مغیرہ بن شعبہؓ کو بت کے مسمار کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ بھی ان کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ چلتے چلتے وہ طائف پہنچے تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کو آگے کرنا چاہا تو انہوں نے انکار کر کے کہا آپ ہی اپنی قوم کے پاس جائیں۔ اور ابوسفیان "ذوالھرم" میں اپنے مال میں ٹھہر گئے۔ جب حضرت مغیرہؓ وہاں چلے گئے تو بت پر چڑھ کر اس پر کدال چلانے لگے اور ان کی قوم "بنی معتب" ان کے دفاع میں مستعد ہو گئی مبادا حضرت عروہؓ کی طرح تیر مارا جائے یا کوئی اور تکلیف پہنچائی جائے۔ اور ثقفی عورتیں برہنہ سر روتی چلاتی نکلیں۔۔ ۔

☆

(ہم دفاع کرنے والوں پر ماتم کرتی ہیں۔ کمینوں نے اس کو دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ لڑائی میں انہوں نے اچھا سلوک نہیں کیا)

بت خانے کا مال : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت مغیرہؓ کلہاڑے سے وار کرتے تھے اور حضرت ابوسفیانؓ واہ واہ کہہ رہے تھے جب حضرت مغیرہؓ نے اس کو مسمار کر دیا اور اس کا مال اور زیورات حضرت ابوسفیانؓ کے سپرد کر دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس بت کے مال و دولت سے ہم عروہ بن مسعودؓ اور اس کے بھائی اسود بن مسعود والد قارب بن اسود کے قرضہ جات ادا کر دیں۔ بقول امام ابن کثیرؒ اسود بحالت شرک فوت ہوا ہے۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے قارب بن اسود کی دل جوئی اور تعظیم کی خاطر قرضہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

عقیدت اندھی : موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ وفد ثقیف قریباً ۱۵ ارکان پر مشتمل تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا کہ قرآن مجید سن سکیں لیکن پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ربا' زنا اور شراب خوری کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سب باتوں کو ان پر حرام قرار دے دیا پھر انہوں نے اپنے "بت" کے بارے دریافت کیا کہ آپؐ اس سے کیا سلوک کریں گے۔ تو آپؐ نے فرمایا اس کو مسمار کر دو۔ تو انہوں نے کہا کہیں یہ ہو سکتا ہے بھلا؟ اگر اس بت کو معلوم ہو جائے کہ آپ سے مسمار کرنا چاہتے ہیں تو سارے شہر کو تباہ کر دے گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے

کہا افسوس! اے ابن عبد یالیل! تو کس قدر نادان ہے۔ یہ بت تو محض پتھر ہے تو انہوں نے کہا اے ابن خطاب! ہم آپ کے ساتھ بات نہیں کر رہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود ہی مسمار کر دیں۔ ہم تو اس کو کبھی ہاتھ لگانے کے نہیں تو آپ نے فرمایا میں کچھ لوگوں کو بھیج کر اس ذمہ داری سے تمہیں سبکدوش کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا وثیقہ لکھوا لیا۔

عجب اسلوب بیان : انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ مسمار کرنے والوں سے قبل وہ قوم کے پاس پہنچ جائیں جب وہ وطن واپس پہنچ گئے تو قوم نے ان کا استقبال کیا اور سفر کی روئیداد طلب کی تو انہوں نے رنج و حزن کا اظہار کیا اور بتایا کہ وہ ایسے جابر' تند خو اور سنگدل انسان کے پاس سے آئے ہیں جو تیغ و سنان کے بل بوتے پر غالب آیا' آمر اور مستبد ہے۔ اس نے عرب کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ ربا' زنا اور مے نوشی کو حرام قرار دے دیا ہے اور "ربہ" بت کے مسمار کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔

یہ سن کر ثقیف قبیلہ کے لوگ بدکے اور اعلانیہ کہا ہم اس کی کبھی اطاعت و پیروی نہ کریں گے۔ چنانچہ وہ قتل و قتال کے لئے تیار ہو گئے۔ اسلحہ جمع کر لیا اور ان پر دو تین روز یہی کیفیت طاری رہی تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مرعوب کر دیا تو وہ اس جنگ و جدال کی کیفیت سے باز آئے۔ اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کیا۔

پھر انہوں نے ارکان وفد سے التجا کی کہ ان کے پاس واپس جاؤ اور ان ہی شرائط کے ماتحت ان سے مصالحت کرو' تو ارکان وفد نے بتایا کہ ہم ان شرائط کے تحت ان سے صلح کر چکے ہیں اور ہم نے تو ان کو سب لوگوں سے زیادہ متقی' اور سب سے زیادہ وفادار اور سب سے زیادہ مہربان اور راست باز پایا ہے۔ سنو! ہمارا یہ سفر اور فیصلہ ہمارے تمہارے سب کے لئے مبارک ہے فیصلہ کی جزئیات پر غور کرو اور اللہ تعالیٰ کی خیر و عافیت قبول کرو۔ یہ سن کر انہوں نے استفسار کیا کہ تم نے اس بات کو کیوں مخفی رکھا تو بتایا کہ ہمارا ارادہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی نخوت اور سطوت و غرور نکال دے' پھر وہ فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اور کئی روز کے بعد' ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد آئے۔ میر کارواں خالد بن ولید تھے اور ان میں مغیرہ بن شعبہ بھی موجود تھے انہوں نے "لات" کے مسمار کرنے کا عزم کیا تو ثقیف کے مرد و زن اور بچے یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں بھی گھروں سے باہر نکل کر ان کے گرد و نواح جمع ہو گئیں اور ثقیف کے عوام کا یہ خیال نہ تھا کہ یہ مسمار ہو سکے گا۔ اور ان کا گمان تھا کہ وہ محفوظ و مصئون رہے گا۔

ہنسی مذاق اور اندھی عقیدت : پھر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کدال پکڑ کر اپنے رفقا سے کہا کہ میں آپ کو ثقیف کی بچگانہ حرکت سے ہنساؤں گا۔ حضرت مغیرہؓ نے کدال کی ضرب لگائی پھر گر کر' ہاتھ پاؤں مارنے لگے' تو طائف کے باشندوں نے زور دار نعرہ مارا اور خوش ہو کر کہنے لگے مغیرہ کو خدا نے تباہ کر دیا ہے۔ اور اس کو "ربہ" بت نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور وہ مغیرہ کے رفقاء کو مخاطب کر کے کہنے لگے جس کا دل چاہے وہ اس کے قریب ہو کر ہاتھ تو لگائے۔ عقیدت مندوں کے یہ الفاظ سن کر حضرت مغیرہؓ نے

اٹھ کر کہا واللہ! اے قوم ثقیف! یہ کمینی بد ذات دیوی' محض پتھر اور مٹی کا ڈھیر ہے۔ اللہ عزوجل سے خیرو عافیت طلب کرو اور اس کی عبادت کرو پھر حضرت مغیرہؓ نے دروازے پر ضرب لگائی اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ پھر اس کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ان کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی شامل ہو گئے اور انہوں نے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی یہاں تک کہ اس کو پیوند خاک کر دیا۔

یہ منظر دیکھ کر اس کا مجاور اور ناظم کہنے لگا' اگر اس کی بنیاد کھودیں گے تو وہ غضبناک ہو کر ان کو زمین میں دھنسا کر غرق کر دے گا۔ تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت خالدؓ سے عرض کیا اجازت دیجئے میں اس کی اساس اور بنیاد بھی کھود ڈالتا ہوں۔ چنانچہ اس کی بنیاد کھود کر مٹی باہر نکال دی گئی اور اس کا کیچڑ اور گارا بنا دیا۔ ثقیف کے لوگ یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے۔ پھر یہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے اس بت کا مال و متاع اسی روز تقسیم کر دیا اور وہ دین کی عظمت اور رسول اللہ ﷺ کی نصرت و مدد کا شکر بجالائے۔

مکتوب گرامی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب جو آپ نے تحریر کروایا تھا یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محمد نبیؐ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے' بنام جمیع اہل اسلام' کہ وج وادی کے شکار اور اس کے خار دار درخت کو نہ کاٹا جائے جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے' اس کو کوڑے مارے جائیں اور لباس اتار لیا جائے اگر اس پر بھی وہ باز نہ آئے تو اس کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے اور بے شک یہ امر نبی محمدؐ کا ہے۔ خالد بن سعید نے یہ مکتوب محمد رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے تحریر کیا۔ اس کی کوئی خلاف ورزی نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی پابندی نہ کرنے والا اپنی ذات پر ظلم کرنے والا ہو گا۔

لیہ اور حدیث وج پر بحث : امام احمد (عبداللہ بن حارث مکی مخزومی' محمد بن عبداللہ بن انسان طائفی (مخزومی مکی نے ان کی تعریف و ستائش کی)' ابوہ عبداللہ) حضرت عروہ بن زبیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم "لیہ" وادی سے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آئے اور "سدرہ" کے پاس پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ اس کے محاذ میں "قرن" کے کنارے کھڑے ہو گئے اور "مجبس" وادی کو نگاہ کے سامنے کر کے کھڑے ہوئے یہاں سب لوگ آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "وج" وادی کا شکار اور اس کا درخت خاردار اللہ کا حرام کردہ حرم ہے اور یہ واقعہ نبی علیہ السلام کے "طائف کا محاصرہ کرنے سے" قبل کا ہے۔

محمد طائفی کیا ہے : اس روایت کو ابوداؤد نے محمد بن عبداللہ بن انسان طائفی سے بیان کیا ہے اور ابن حبان نے اس کو "ثقات" میں بیان کیا ہے اور ابن معین نے اس کو "لیس بہ بباس" کہا ہے۔ بعض نے اس میں جرح کی ہے۔ امام احمد اور بخاری وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اور امام شافعی نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے مقتضی کے مطابق عمل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن ابی کی موت کا بیان : ابن اسحاق (زہری' عروہ) حضرت اسامہ بن زیدؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کی مرض موت میں عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس میں

موت کے آثار دیکھ کر فرمایا واللہ! میں آپ کو یہود کی محبت سے منع کیا کرتا تھا تو اس نے کٹ حجتی سے کہا اسعد بن زرارہؓ بھی تو یہود کو برا سمجھتے تھے پھر کیا ہوا؟ کیا وہ موت سے بچ گیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی شوال کے آخری ایام میں بیمار ہوا اور ذوالقعدہ میں بیس روز بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ جس روز فوت ہوا' رسول اللہ ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لیے گئے۔ جس وقت وہ جان کنی کی حالت میں تھا تو آپ نے فرمایا میں نے آپ کو یہود کی محبت سے منع کیا تھا۔ تو اس نے کہا اسعد بن زرارہ بھی تو ان سے بغض رکھتا تھا تو اس کو کیا مفاد پہنچا' پھر اس نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ عتاب اور سرزنش کا موقعہ نہیں ہے۔ یہ موت کا موقعہ ہے۔ آپ میرے غسل میں شامل ہوں اور مجھے وہ قمیص عطا فرمادیں جو آپ نے زیب تن کی ہوئی ہے۔ اس کا مجھے کفن دینا' میری نماز جنازہ پڑھانا اور میرے لیے استغفار کی دعا کرنا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیا۔

حافظ بیہقی نے (سالم بن عجلان' سعید بن جبیر) حضرت ابن عباس سے واقدی کے بیان کے مطابق ذکر کیا ہے' واللہ اعلم۔ اسحاق بن راھویہ کا بیان ہے کہ میں نے ابواسامہ سے پوچھا کیا تم کو عبیداللہ نے نافع کی معرفت حضرت ابن عمرؓ سے یہ مذکور ذیل روایت بیان کی ہے؟ ابو اسامہ نے اعتراف کرتے ہوئے "ہاں" کہا کہ جب عبداللہ بن ابی فوت ہوا تو اس کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کفن کے لیے قمیص طلب کی۔ آپ نے اس کو قمیص عطا فرمادی پھر اس نے نماز جنازہ کی درخواست کی اور رسول اللہ ﷺ نماز جنازہ کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھاتے حالانکہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ "تو ان کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے اگر ستر بار بھی ان کے لئے بخشش مانگے تب بھی اللہ تعالیٰ ہرگز ان کو بخشنے والا نہیں۔" (۹/۸۰) میں اب ستر بار سے زائد مغفرت طلب کروں گا۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا وہ منافق ہے۔ کیا آپ منافق کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۹/۸۴) "اور ان میں سے جو مرجائے کسی پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھ اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے۔" یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ از سند ابی اسامہ۔

رحمت عالم : اور بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں روز ایسا ایسا کہا تھا اور فلاں روز ایسا ویسا کہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا عمر! چھوڑو' مجھے دو باتوں کا اختیار ہے اگر مجھے معلوم ہو کہ میں ستر دفعہ سے زیادہ استغفار کروں تو اس کو بخش دیا جائے گا تو میں ستر بار سے زائد مغفرت کی دعا کردوں گا۔ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا **ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ** (۹/۸۴) حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی جرات و جسارت پر بڑی حیرت ہوئی' حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔

میت کو قبر سے نکالنا : سفیان بن عیینہ' عمرو بن دینار سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عبداللہ بن ابی کو قبر میں داخل کر دیا گیا تھا پھر آپؐ کے امر سے اسے قبر سے باہر نکالا گیا آپ نے اس کی نعش کو گھٹنوں یا رانوں پر رکھ کر اپنا لعاب دہن اس پر تھوکا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی' واللہ اعلم۔ صحیح بخاری میں ایسی ہی سند سے مذکور ہے کہ آپؐ نے اس کو اپنی قمیص مکافات عمل اور بدلہ کے طور پر پہنائی تھی کیونکہ اس نے عباس کو اس وقت قمیص پہنائی تھی جب وہ مدینہ آئے تھے تو اس کی قمیص کے بغیر کوئی قمیص پوری نہ آئی تھی۔

ثعلبہ بن حاطب : امام بیہقی نے اس مقام پر ثعلبہ بن حاطب کا قصہ ذکر کیا ہے کہ وہ کس طرح کثرت مال اور سرمایہ کی فراوانی سے فتنہ میں مبتلا ہو گیا اور اس نے آپ کو زکوٰۃ نہ ادا کی۔ ہم نے اس واقعہ کو **لئن اتانا من فضله** (۹/۷۵) کی تفسیر کے تحت بیان کیا ہے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک' رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ انصار کے غزوات کو شمار کرتے ہیں۔ اور آپ کے ہمراہ دوران غزوات انصار کے مواطن اور پر خطر مقامات پر ثابت قدمی اور استقلال کا اظہار کرتے ہیں۔ بقول ابن ہشام یہ اشعار عبدالرحمان بن حسان سے منقول ہیں ؎

ألست خير معد كلها نفرا ومعشراً إن هموا عموا وإن حصلوا

قوم هموا شهدوا بدراً بأجمعهم مع الرسول فما ألوّا وما خذلوا

وبايعوه فلم ينكث به أحد منهم ولم يك في إيمانه دخل

ويوم صبّحهم في الشعب من أحد ضرب رصين كحر النار مشتعل

ويوم ذي قرد يوم استثار بهم على الجياد فما خانوا وما نكلوا

(کیا آپ تمام کائنات سے مردانگی اور قوم کے لحاظ سے بہتر نہیں ہیں اگرچہ وہ سب جمع اور اکٹھے ہو جائیں۔ انصار وہ قوم ہے جو تمام تر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر میں شریک ہوئی۔ نہ انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت کیا نہ انہوں نے آپ کو چھوڑا۔ انصار نے آپ کی بیعت کی اور کسی نے ان میں سے بیعت کو توڑا نہیں اور نہ ہی کسی کے ایمان میں عیب اور نقص تھا۔ اور جب ان کو احد کی گھاٹی میں "شدید شمشیر زنی" لے آئی جو آگ کی حرارت کی مانند شعلہ بار تھی۔ اور جنگ ذی قرد (محرم ۷ھ) میں جب ان کے ذریعہ' گھوڑوں پر سوار ہو کر بدلہ لیا انہوں نے نہ خیانت کی اور نہ ہی وہ بزدل ہوئے)

وذا العشيرة جاسوها بخيلهم مع الرسول عليها البيض والاسل

ويوم ودان أجلوا أهله رقصا بالخيل حتى نهانا الحزن والجبل

وليلة طلبوا فيها عدوهم لله والله يجزيهم بما عملوا

وليلة بحنين جالدوا معه فيها يعلّهم في الحرب إذ نهلوا

وغزوة يوم نجد ثم كان لهم مع الرسول بها الاسلاب والنفل

(اور وہ اپنے گھوڑوں پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جمادی اخری ۲ھ) ذوالعشیرہ میں گھس گئے جو تلواروں اور نیزوں کے ساتھ مسلح تھے۔ (صفر ۲ھ میں) غزوہ ودان میں اس کے باشندوں کو گھوڑوں پر رقص کرتے ہوئے جلاوطن کر دیا یہاں تک کہ ہمیں پتھریلی زمین اور پہاڑوں نے آگے جانے سے روک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاطر انہوں نے بیشتر راتیں اپنے دشمن کی گھات میں گزاریں اور ان کے اعمال کا اللہ ان کو بدلہ دے گا۔ اور غزوہ حنین کی رات انصار نے آپؐ کے ہمراہ جنگ کیا آپ ان کو یکے بعد دیگرے جنگ میں روانہ کرتے تھے۔ اور وہ غزوہ نجد میں شامل تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ' وہاں ان کو اسلاب (مقتولین کا لباس) اور مال غنیمت میسر آیا)

وغزوة القاع فرقنا العدو به كما يفرق دون المشرب الرسل
ويوم بويع كانوا أهل بيعته على الجلاد فآسوه وما عدلوا
وغزوة الفتح كانوا في سريته مرابطين فما طاشوا وما عجلوا
ويوم خيبر كانوا في كتيبته يمشون كلهم مستبسل بطل
بالبيض ترعش في الأيمان عارية تعوج بالضرب أحيانا وتعتدل

(اور "غزوہ القاع" میں ہم نے دشمن کو بھگا دیا جیسے گھاٹ سے مویشی بھگا دیئے جاتے ہیں۔ اور جب جہاد پر بیعت کی گئی تو وہ اس میں شامل تھے' وہ آپ کے غم خوار تھے اور انہوں نے پہلو تہی نہیں کی۔ اور فتح مکہ میں وہ آپ کے لشکر کے ساتھ مورچوں میں تھے اور انہوں نے کم عقلی اور عجلت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اور غزوہ خیبر میں وہ آپ کے لشکر میں رواں دواں تھے سب بہادر اور جنگی ہیرو تھے۔ ہاتھوں میں ننگی تلواریں لرز رہی تھیں وہ کبھی ٹیڑھی ضرب لگاتیں اور کبھی سیدھی)

ويوم سار رسول الله محتسبا إلى تبوك وهم راياته الاول
وساسة الحرب إن حرب بدت لهم حتى بدا لهم الاقبال فالقفل
أولئك القوم أنصار النبي وهم قومي أصير اليهم حين أتصل
ماتوا كراما ولم تنكث عهودهم وقتلهم في سبيل الله إذ قتلوا

(جب رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف احتساب اور خالص خدا کی رضا مندی کے لئے چلے انصاری ان کے ہر اول دستہ میں علم بردار تھے۔ اگر لڑائی کا موقعہ آئے تو وہ لڑائی کے ماہر اور رمز شناس ہیں حتیٰ کہ ان کے لئے پیش رفت اور واپس لوٹنا واضح ہو جائے۔ وہ قوم نبی کی انصار اور مددگار ہے اور وہی میری قوم ہے اسی سے میرا رشتہ ہے اور ناطہ جب انتساب کروں۔ وہ عزت و احترام سے فوت ہوئے۔ ان کے عہد و پیمان ٹوٹے نہیں۔ جب بھی وہ قتل ہوئے اللہ کی راہ میں ہی ان کا قتل ہونا مقدر تھا)

حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو امیر حج بنا کر بھیجنا : رمضان ۹ھ میں' رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں' اہل طائف کے وفد آنے کے ذکر کے بعد (جیسا کہ بیان ہو چکا ہے) امام ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقایا رمضان' شوال اور ذی قعد مدینہ میں مقیم رہے۔ پھر ۹ھ کے یوم حج میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو مسلمانوں کا امیر حج بنا کر بھیجا۔ اور مشرکین بھی موسم حج میں اپنے مقامات پر اعمال حج ادا

کر رہے تھے ان کو ابھی بیت اللہ کے حج سے منع نہ کیا گیا تھا اور بعض مشرکوں سے آپؐ کا "معین مدت" تک عہد قائم تھا۔

جب حضرت ابو بکرؓ اپنے مسلمان رفقا کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے اور اپنے گھر سے نکل کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ "براۃ" کی ابتدائی آیات سے لے کر (اذان من اللّٰه ورسوله الى الناس) کے آخر تک نازل فرمائیں' بعد ازاں ابن اسحاق نے ان آیات کی تفسیر و تشریح بیان کی ہے اور ہم --- ابن کثیر --- نے ان آیات پر تفسیر میں سیر حاصل بحث کی' وللہ الحمد والمنہ۔ الغرض رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت علیؓ کو روانہ کیا کہ وہ بھی ان کے ساتھ ہوں اور حضرت علیؓ خود مشرکوں کو "اعلان برات" رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے سنائیں کہ وہ آپؐ کے ابن عم اور چچازاد بھائی تھے۔

اعلان برات منیٰ میں : امام ابن اسحاق (حکم بن حکیم بن عباد بن حنیف کی معرفت) ابو جعفر محمد بن علی سے بیان کرتے ہیں کہ سورہ توبہ جب رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تو آپؐ حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنا کر بھیج چکے تھے۔ کسی نے کہا یارسول اللہ! اگر آپ ان آیات کو (تحریر کر کے) ابو بکر کے پاس بھیج دیتے تو --- یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اعلان برات" مشرکین کو' صرف میرے خاندان کا فرد ہی پہنچائے گا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر کہا' "سورہ براۃ" کی ابتدائی آیات پر مشتمل "اعلان برات" کا پیغام تم مکہ لے جاؤ اور لوگ جب منیٰ میں ذوالحج کو جمع ہوں تو ان میں اعلان کر دو کہ کافر اور غیر مسلم جنت میں داخل نہ ہو گا۔ امسال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کر پائے گا۔ برہنہ شخص بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ "معین مدت" کا معاہدہ ہے وہ "مقررہ مدت" تک قائم رہے گا۔

مشرک اور برہنہ شخص نہ حج کرے نہ طواف : رسول اللہ ﷺ کی ناقہ "عضبا" پر سوار ہو کر حضرت علیؓ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان سے پوچھا' امیر یا مامور' امام یا مقتدی؟ تو علیؓ نے عرض کیا مقتدی اور مامور ہوں۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے مسلمانوں کے حج کا اہتمام کیا (اور مشرکین ۹ھ میں جاہلیت کے رسم و رواج کے مطابق اپنے منازل اور مقامات میں مقیم تھے) پھر ۱۰ ذوالحج کے روز یوم النحر میں حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام لوگوں کو پہنچایا۔ اعلان کے روز سے لے کر چار ماہ تک کی آپ نے مہلت دی' کہ ہر کوئی اپنی "جائے پناہ" اور علاقے میں پہنچ جائے' بعد ازاں کسی مشرک کے لئے کوئی عہد و پیمان اور امان نہیں ہے۔ بجز اُس کے' جس کا رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ ہو چکا ہے اور یہ معاہدہ بھی معین مدت تک قائم رہے گا۔ چنانچہ بعد ازاں کسی مشرک نے نہ حج کیا اور نہ کسی نے برہنہ ہو کر طواف کیا۔ پھر دونوں مدینہ واپس چلے آئے۔ (یہ روایت اس سند سے مرسل ہے)

"۹ھ میں حضرت ابو بکرؓ امیر حج تھے" کے عنوان سے امام بخاری (سلیمان بن داؤد ابوالربیع' فلیح' زہری' حمید بن عبدالرحمٰن) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ۹ھ کے موسم حج میں (حجتہ الوداع سے قبل ایک سال) چند اشخاص کے ہمراہ لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے روانہ کیا تھا کہ امسال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے۔

دوسرے مقام پر امام بخاری (عبداللہ بن یوسف' لیث' عقیل' ابن شہاب' حمید بن عبدالرحمان) حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ ۹ھ کے موسم حج میں' مجھے ابو بکرؓ نے "قربانی کے روز" منیٰ میں اعلان کرنے والوں کے ہمراہ بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔ حمید بن عبدالرحمان کا بیان ہے کہ (حضرت ابو بکرؓ کے روانہ ہونے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا اور ان کو "برات" کے اعلان کا حکم فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ علیؓ نے بھی قربانی کے روز اہل منیٰ میں "برات" کا اعلان کیا کہ امسال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگا شخص طواف کرے۔

"حج اکبر" کا روز' دس ذوالحج' قربانی کا روز ہے : "کتاب الجہاد" میں امام بخاری (ابوالیمان' شعیب' زہری' حمید بن عبدالرحمان) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ منیٰ میں قربانی کے روز' حضرت ابو بکرؓ نے مجھے اعلان کرنے والوں میں بھیجا کہ (لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان) حج اصغر' کا روز قربانی کا روز ہے۔ اس کو "اکبر" اس بنا پر کہتے ہیں کہ لوگ "عمرہ" کو "حج اکبر" کہتے ہیں۔ ۹ھ کے موسم حج میں حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں کو یہ پیغام اعلانیہ بتا دیا چنانچہ ۱۰ھ حجتہ الوداع میں' جس میں رسول اللہ ﷺ نے خود حج کیا' کسی مشرک نے حج نہ کیا۔ اس روایت کو امام مسلم نے زہری سے نقل کیا ہے۔

محرز بن ابو ہریرہؓ نے پوچھا : امام احمد (محمد بن جعفر' شعبہ' مغیرہ' شعبی' محرز بن ابی ہریرہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو جب رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ محرز نے پوچھا آپ کیا اعلان کرتے تھے تو بتایا کہ ہم یہ اعلان کرتے تھے کہ مسلم جنت میں داخل ہو گا۔ کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے' جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے اس کی مدت چار ماہ تک ہے۔ چار ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد' اللہ اور اس کا رسولؐ اس سے بیزار ہے۔ امسال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں پکارتا رہا اور اعلان کرتا رہا یہاں تک کہ میری آواز ماند پڑ گئی۔

معاہدہ کی تفصیل : یہ سند جید ہے' لیکن اس میں راوی کے اس "قول" کی وجہ سے نکارت پائی جاتی ہے کہ (من کان لہ عہد' فاجلہ الی اربعۃ اشہر) یعنی جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ اس کی مدت چار ماہ تک ہے۔ یہ مسلک بھی بعض کا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جس شخص کے ساتھ معاہدہ قائم ہے اس کی مدت وقت مقرر تک ہے۔ خواہ چار ماہ سے زائد ہو۔ اور جس معاہدے کا وقت بالکل معین نہیں ہے اس کی مدت چار ماہ تک ہے اور باقی رہا تیسری قسم کا معاہدہ جس کی مدت مہلت کے روز سے چار ماہ سے کم ہے اس میں احتمال ہے کہ اس کو اول قسم کے ساتھ ملحق کیا جائے کہ اس کا معاہدہ' مدت کے اختتام تک ہے خواہ وہ مدت چار ماہ سے کم ہو اور یہ بھی احتمال قائم ہے کہ اس کو بھی چار ماہ تک مہلت دی جائے۔ کیونکہ وہ بلا معاہدہ لوگوں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے' واللہ اعلم۔

امام احمد (عفان' حماد' سماک) حضرت انسؓ بن مالک سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے "اعلان

برات" دے کر حضرت ابوبکر کو بھیج دیا تھا۔ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس "برات" کا میں خود اعلان کروں گا یا میرے خاندان کا کوئی فرد' چنانچہ آپ نے وہ "اعلان برات" حضرت علیؓ کو دے کر بھیج دیا۔ اس روایت کو ترمذی نے حماد بن سلمہ سے نقل کیا ہے اور حضرت انسؓ کی اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔

کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے؟ : عبداللہ بن احمد الدین (محمد بن جابر' سماک' حلس) حضرت علیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکر کے پیچھے بھیجا تو جحتہ میں حضرت علیؓ سے انہوں نے یہ مکتوب پکڑ لیا پھر حضرت ابوبکرؓ نے واپس آکر عرض کیا یارسول اللہ! کیا میرے بارے کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن جبرائیلؑ نے مجھے آکر کہا ہے کہ (اعلان برات" آپؐ خود لوگوں تک پہنچائیں یا آپ کے خاندان کا کوئی شخص۔ اس حدیث کی سند بھی ضعیف ہے اور متن حدیث میں نکارت ہے۔ واللہ اعلم۔ امام احمد (سفیان بن عیینہ' ابواسحاق) زید بن شیع ہمدانی سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت علیؓ سے پوچھا موسم حج میں آپ کو حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ نے کیا پیغام دے کر بھیجا تھا؟ تو انہوں نے کہا چار پیغامات دے کر روانہ کیا تھا۔ جنت میں صرف مسلمان داخل ہو گا' ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہ کرے' جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے وہ معاہدہ اپنی مدت تک قائم رہے گا' اس سال کے بعد مشرک شخص حج نہ کرے۔ امام ترمذی نے بھی اس روایت کو (سفیان بن عیینہ از ابواسحاق سبیعی از زید بن شیع ہمدانی از علی) بیان کیا ہے اور اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

امام ترمذی کا بیان ہے کہ اس روایت کو شعبہ نے ابواسحاق سبیعی سے بیان کیا ہے۔ اور ابواسحاق کا استاد زید بن اثیل بتایا ہے نیز اس روایت کو سفیان ثوری نے ابواسحاق سے اس کے بعض اساتذہ کی معرفت علیؓ سے بیان کیا ہے میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو ابن جریر نے (معمر از ابواسحاق از حارث از علیؓ) بھی بیان کیا ہے۔

ابن جریر (محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم' ابوزرعہ وھب اللہ بن راشد' حیوہ بن شریح' ابن صخر' ابومعاویہ بجلی کوفی) ابوالصہباء البکری سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے "یوم حج اکبر" کی بابت حضرت علیؓ سے پوچھا تو بتایا کہ رسول اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا اور مجھے بھی ان کے ساتھ "سورہ براۃ" کی چالیس آیات دے کر روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر عرفہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو عرفات میں خطبہ دیا' خطبہ پورا کرنے کے بعد' میری طرف متوجہ ہو کر کہا جناب علیؓ آئیے! رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچائیے۔ چنانچہ میں نے کھڑے ہو کر "سورہ برات" کی چالیس آیات تلاوت کیں۔ پھر ہم واپس "منیٰ" میں چلے آئے۔ میں نے جمرہ کو کنکریاں ماریں اور قربانی کی' پھر سر منڈایا' اور مجھے معلوم ہوا کہ عرفات میں بروز عرفہ حضرت ابوبکرؓ کے خطاب میں سب لوگ جمع نہ تھے چنانچہ میں ان کے خیموں میں ان کو تلاش کر کے یہ آیات ان کے سامنے تلاوت کرتا رہا۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ بدیں وجہ میں سمجھتا ہوں کہ تم نے یہ سمجھ لیا کہ یہ پیغام قربانی کے روز سنایا

تھا' سنو! یہ پیغام یوم عرفہ میں پہنچایا تھا۔ تفسیر میں ہم نے اس مقام کی پوری توضیح کی ہے۔ احادیث و آثار کی جملہ اسانید کو ہم نے مفصل بیان کیا ہے۔ جو کافی ہے' وللہ الحمد والمنہ۔

حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ ۳۰۰ صحابہ : واقدی کا بیان ہے کہ مدینہ سے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ تین سو صحابہؓ گئے جن میں حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف شامل ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ پانچ قربانیاں تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے بیس قربانیاں بھیجی تھیں۔ پھر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے حضرت علیؓ کو روانہ کیا' وہ آپؐ کے ساتھ "عرج" مقام میں جا ملے اور انہوں نے موسم حج میں حجاج کے سامنے "برات" کا اعلان کیا۔

۹ھ کے اہم واقعات : میں سے ماہ رجب میں غزوہ تبوک ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

نجاشی کی وفات : واقدی کا بیان ہے کہ رجب ۹ھ میں حبشہ کا حکمران نجاشی فوت ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی۔

حضرت ام کلثومؓ کی وفات : شعبان ۹ھ [illegible]رت ام کلثوم دختر رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں۔ حضرت اسماءؓ بنت عمیس اور حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب نے غسل دیا' بعض کا بیان ہے کہ انصاری خواتین نے ان کو غسل دیا' جن میں ام عطیہ بھی شامل تھیں۔

قبر میں اترنے کی عجب توجیہ : میں --- ابن کثیر --- کہتا ہوں کہ یہ صحیحین میں موجود ہے۔ نیز حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے دفن کا ارادہ کیا تو فرمایا قبر میں وہ شخص اترے جس نے اس شب اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو تو ان کے شوہر حضرت عثمانؓ قبر میں نہ اترے اور ابو طلحہ انصاری نے ان کو دفن کیا۔ احتمال ہے کہ آپ کے اس "فرمان" کا یہ مطلب ہو کہ جو لوگ قبر کھودنے اور دفنانے کا رضاکارانہ طور پر اہتمام کرتے تھے مثلاً ابوعبیدہ اور ابو طلحہ وغیرہ ان لوگوں میں سے وہ شخص قبر کے اندر اترے جس نے آج رات اپنے اہل سے ہم بستری نہ کی ہو۔ کیونکہ یہ بات بعید ہے کہ ام کلثومؓ کے علاوہ بھی حضرت عثمانؓ کی کوئی بیوی ہو۔ یہ احتمال بعید اور دور از فہم معلوم ہوتا ہے' واللہ اعلم۔

۹ھ میں ہی ایلہ کے حکمران' جرباء اور اذرح کے باشندوں اور والئی دومتہ الجندل نے آپ سے مصالحت کی جیسا کہ وضاحت سے بیان ہو چکا ہے۔

مسجد ضرار : ۹ھ میں مسجد ضرار کو مسمار کیا جس کو' مسجد کی طرز تعمیر پر منافقین کے ایک گروہ نے بنایا تھا اور یہ دراصل اسلام کے خلاف سازش کا اڈہ تھی۔ رمضان ۹ھ میں ہی **ثقیف** کا وفد آیا اور انہوں نے اپنی قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے صلح کی اور "لات" کو مسمار کر دیا گیا۔

معاویہ لیثی اور عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ : تبوک میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت معاویہؓ بن معاویہ لیثی یا مزنی کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے میدان تبوک میں ان کی نماز جنازہ پڑھی (بشرطیکہ حدیث صحیح ہو) اور منافقین کے سربراہ عبداللہ بن ابی کی بھی اسی سال نماز جنازہ پڑھی۔

اس سال رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کی امارت کے فرائض سرانجام

دیئے اور اسی سال عرب قبائل کے اکثر وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی لئے ۹ ہجری کو "وفدوں کا سال" کہتے ہیں۔ اب ہم امام بخاری وغیرہ محدثین کی اقتداء کرتے ہوئے "کتاب الوفود" کے نام سے ایک مستقل عنوان قائم کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے والے وفدوں کا بیان

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ مکہ فتح ہو گیا' تبوک کا معرکہ انجام کو پہنچ گیا اور قبیلہ **ثقیف** کا وفد مسلمان ہو کر بیعت سے سرفراز ہو گیا' تو ہر طرف سے عرب کے وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھے ابوعبیدہ نے بتایا کہ وفدوں کی آمد نو ہجری میں تھی اور اس سال کو "وفدوں کا سال" کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں سارا عرب قریش کا منتظر تھا کیونکہ قریش' لوگوں کے امام اور ان کے راہنما تھے' حرم اور بیت اللہ کے متولی تھے' اسماعیل بن ابراہیم علیہم السلام کی خالص اولاد تھے' اور بلا اختلاف عرب کے زعیم اور قائد تھے اور قریش ہی رسول اللہ ﷺ کے خلاف حرب و ضرب کے علم بردار تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا اور قریش آپ کے تابعدار ہو گئے اور اسلام نے ان کو مسخر اور مطیع کر لیا تو عرب سمجھ گئے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ لڑنے اور ان کے ساتھ عداوت کی استطاعت نہیں رکھتے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۳/۱۱۰) "جب اللہ کی مدد اور فتح آچکی اور آپ نے لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھ لیا تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے اور اس سے معافی مانگئے۔ بے شک وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔"

حدیث عمرو بن مسلمہ میں بیان ہو چکا ہے کہ عرب کے تمام قبیلے یہ انتظار کر رہے تھے کہ مکہ فتح ہو جائے تو ہم مسلمان ہو جائیں۔ چنانچہ وہ کہتے۔ اسے اور اس کی قوم کو (باہمی جنگ و جدال کی حالت میں) چھوڑ دو' اگر وہ ان پر غالب اور فتح یاب ہو گیا تو وہ سچا نبی ہے پس جب مکہ فتح ہو گیا ہر قوم نے اسلام قبول کرنے کی عجلت کی۔ اور میری قوم نے بھی جلد ہی اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ جب عمرو بن مسلمہ اسلام قبول کر کے آیا تو اس نے کہا واللہ! تمہارے پاس سچے نبی کی طرف سے آیا ہوں اس نے بتایا ہے کہ فلاں نماز' فلاں وقت پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھو اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور جو شخص قرآن زیادہ جانتا ہو وہ امامت کرے۔ (یہ مکمل حدیث صحیح بخاری میں ہے)

بعض وفد فتح مکہ سے قبل آئے : میں --- ابن کثیر--- کہتا ہوں کہ ابن اسحاق' واقدی' بخاری اور پھر بیہقی نے ان کے بعد' ان وفدوں کا ذکر کیا ہے جن کے آمد کی تاریخ ۹ھ سے قبل ہے بلکہ فتح مکہ سے بھی قبل ہے سورہ (۱۰/۵۷) میں ہے تم میں سے اور کوئی اس کے برابر ہو نہیں سکتا۔ جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا یہ ہیں کہ اللہ کے نزدیک جن کا بڑا درجہ ہے' ان لوگوں پر جنہوں نے بعد میں خرچ

کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک جزا کا وعدہ کیا ہے۔ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ فتح مکہ کے روز آپ نے فرمایا تھا۔ اب کوئی ہجرت نہیں۔ بلکہ جہاد اور نیت ہے۔ پس ان وفدوں میں امتیاز کرنا ضروری امر ہے۔ جو فتح مکہ سے قبل آئے جن کا آنا "ہجرت" شمار ہوتا ہے۔ اور جو فتح مکہ کے بعد آئے جن سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی اور نیکی کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن لاحق اور بعد میں آنے والا سابق اور مقدم کی طرح زمانے اور فضیلت میں مساوی نہیں' واللہ اعلم۔

علاوہ ازیں جن ائمہ نے "وفود" کے بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے انہوں نے بہت سی مفید باتوں کا ذکر نہیں کیا۔ بحمد اللہ ہم انکے بیانات کا بھی ذکر کریں گے۔ اور جن باتوں کی آگاہی ضروری معلوم ہوئی ہم ان پر متنبہ بھی کریں گے۔ جن باتوں کو انہوں نے نظر انداز کر دیا ہے ہم ان شاء اللہ ان کو بیان کریں گے۔

مزینہ کا سب سے پہلا وفد : محمد بن عمرو اقدی م ۲۰۷ھ (کثیر بن عبداللہ مزنی' ابوہ جدہ سے) بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلا وفد' رجب ۵ ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مضر میں سے' مزینہ قبیلہ کے چار سو افراد کا وفد آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے وطن کو ان کی ہجرت گاہ قرار دے دیا اور فرمایا تم جہاں بھی ہو مہاجر ہو' پس اپنے مال مویشی کے پاس چلے جاؤ' چنانچہ وہ اپنے وطن میں واپس چلے آئے۔

خزاعی مزنی : نیز واقدی نے ہشام بن کلبی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مزینہ قبیلہ میں سے سب سے قبل خزاعی بن عبد نہم مع دس افراد کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے اپنی قوم کے اسلام کی بیعت کی۔ جب وہ قوم کے پاس واپس گیا تو قوم کو حسب گمان نہ پایا اور وہ اس سے دست بردار ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسانؓ کو فرمایا کہ وہ ہجو کہے بغیر اشارے کنائے سے چھیڑ چھاڑ اور تعریض کرے۔ چنانچہ حضرت حسانؓ نے چند اشعار کہے۔ یہ اشعار جب خزاعی کو معلوم ہوئے تو اس نے اپنی قوم کے پاس شکوہ کیا تو وہ سب اکٹھے ہو کر مسلمان ہو گئے اور وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔

فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ نے مزینہ قبیلہ کا علم اس کے سپرد کیا۔ خزاعی اس روز ایک ہزار تھے اور یہ خزاعی عبداللہ ذوالبجادین (م ۹ھ در تبوک) کا بھائی ہے۔

باب وفد بنی تمیم : کے عنوان کے ذیل میں امام بخاری' حضرت عمرانؓ بن حصین سے بیان کرتے ہیں کہ بنی تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم! بشارت قبول کرو' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مژدہ سنایا ہے تو کچھ عطا بھی کرو' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ پر خفگی کے آثار دیکھے گئے۔ پھر یمن کا وفد آیا تو آپ نے فرمایا' بشارت قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے اسے قبول نہیں کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے قبول کر لیا۔

امام بخاری' حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ابوبکر نے کہا قعقاع بن سعید بن زرارہ کو امیر مقرر فرما دیجئے تو حضرت عمرؓ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجئے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا آپ تو صرف میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا

میرا ارادہ آپ کی مخالفت کا بالکل نہیں۔ وہ دونوں آپس میں الجھ پڑھے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو سورہ (۴۹/۱) نازل ہوئی اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو' حتیٰ کہ پوری سورت نازل ہوئی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے وفد آنے شروع ہوئے تو عطارد بن حاجب تمیمی مع چند اشراف کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں اقرع بن حابس' زبرقان بن بدر' عمرو بن اہتم' حتحاب بن یزید نعیم بن یزید' قیس بن حارث اور قیس بن عاصم از بنی سعد' شامل تھے۔ بقول ابن اسحاق ان میں عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری بھی شامل تھا۔

اقرع بن حابس اور عیینہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح مکہ' حنین اور غزوہ طائف میں شریک تھے۔ جب بنی تمیم کا وفد آیا تو یہ وفد کے ساتھ تھے جب مسجد نبوی میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو "حجروں کے پیچھے" سے پکارنا شروع کر دیا اے محمدؐ! باہر آؤ! تو رسول اللہ ﷺ ان کے چلانے سے آزردہ ہوئے اور باہر تشریف لے آئے۔ انہوں نے کہا اے محمدؐ! ہم آپ کے پاس فخرو کبر اور خود ستائی کے اظہار کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے شاعر اور خطیب کو اظہار مدعا کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے خطیب کو اجازت دیتا ہوں وہ خطاب شروع کرے' چنانچہ عطارد بن حاجب تمیمی نے کھڑے ہو کر کہا

عطارد کا خطاب : خدا کا شکر ہے جس کا ہم پر فضل و کرم ہے۔ اور وہی اس کا اہل اور حق دار ہے۔ جس نے ہمیں بادشاہ بنایا اور خزانوں کے مالک بنایا۔ ہم اس کی بدولت نیکی اور احسان کرتے ہیں اور اس نے ہمیں مشرقی اقوام میں معزز تر بنایا' اکثریت عطا کی' اور سازو سامان سے نوازا' لوگوں میں ہمارے برابر کون ہے' کیا ہم لوگوں کے رئیس اور سربراہ نہیں۔ کیا ہم فضل و کرم میں ان سے بڑے نہیں' ہمارے ہم پلہ ہونے کا جس کو دعویٰ ہو۔ وہ اپنے اوصاف و فضائل گنائے جو ہم نے گنائے ہیں اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ کہہ سکتے ہیں لیکن ہم اپنے مناقب و محاسن میں مبالغہ آرائی سے شرم و حیا کرتے ہیں اور ہم اس سے خوب آشنا ہیں میرا یہ بیان ہے۔ اب تم ہمارے جیسی بات کہو اور ہم سے بہتر کہو۔ یہ کہہ کر عطارد تمیمی بیٹھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس از بنی حارث کو فرمایا کھڑے ہو کر اس کے خطاب کا جواب دو تو اس نے کھڑا ہو کر کہا۔

حضرت ثابتؓ کا خطاب : اس ذات کی تعریف جس نے زمین و آسمان بنائے اور اپنا حکم ان میں نافذ کیا' اس کا امر اس کی کائنات پر محیط ہے۔ ہر چیز اس کے فضل و کرم سے نمودار ہے۔ اپنی قدرت سے اس نے ہم کو بادشاہت عطا کی اور اپنے بندوں میں سے بہترین شخص کو "رسول" منتخب کیا جو سب سے عالی نسب ہے۔ سب سے بڑھ کر راست گو ہے اور سب سے زیادہ خوش اخلاق ہے۔ خدا نے اس پر قرآن اتارا اور اس کو اپنی مخلوق پر امین بنایا' وہ جملہ عالم کا انتخاب ہے۔ پھر اس نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ چنانچہ اس پر مہاجر ایمان لائے جو اس کی قوم اور اس کے عزیز و اقارب سے ہے۔ وہ سب سے عالی نسب اور حسن و جمال کے پیکر ہیں اور بلند کردار ہیں۔ اس کے بعد' ہم انصار نے رسول اللہ ﷺ کی

دعوت پر لبیک کہا' ہم اس کے انصار و مددگار ہیں اور اس کے رسول کے وزیر ہیں' ہم لوگوں سے برسرپیکار رہیں گے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنے مال و جان کو محفوظ کرلیتا ہے اور جو شخص انکار کرتا ہے ہم فی سبیل اللہ ہمیشہ اس سے جہاد کرتے ہیں اس کا کشف و خون ہم پر آسان اور سہل ہے۔ میں اپنی اس بات پر اکتفا کرتا ہوں۔ اپنے اور آپ کے لئے نیز جمیع مومن مرد و زن کے لئے مغفرت کا طالب ہوں' والسلام علیکم۔

پھر زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر کہا۔

نحن الكرام فلا حيّ يعادلنا ... منّا الملوك وفينا تنصب البيع

وكم قسرنا من الأحياء كلهم ... عند النهاب وفضل العز يتبع

ونحن يطعم عند القحط مطعمنا ... من الشواء إذا لم يؤنس الفزع

مما ترى الناس تأتينا سراتهم ... من كل أرض هويا ثم نصطنع

(ہم معزز لوگ ہیں کوئی قبیلہ ہمارے ہم پلہ نہیں۔ ہمارے قبیلے سے بادشاہ ہیں اور ہم میں گرجے تعمیر کئے جاتے ہیں۔ اور ہم نے کتنے ہی قبیلوں کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا۔ اور معزز شخص کی خوبی قابل اتباع ہوتی ہے۔ ہم قحط کے وقت بھنا ہوا گوشت کھلاتے ہیں جبکہ گھبراہٹ اور خوف کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ لوگ ان کے اونچے مقام کو دیکھ کر ہر طرف سے جلدی جلدی چلے آتے ہیں پھر ان سے حسن سلوک کرتے ہیں)

فننحر الكوم عبطا في أرومتنا ... للنازلين إذا ما أنزلوا شبعوا

فما ترانا إلى حي نفاخرهم ... إلا استفادوا وكانوا الرأس تقتطع

فمن يفاخرنا في ذاك نعرفه ... فيرجع القوم والاخبار تستمع

إنا أبينا ولم يأبى لنا أحد ... إنا كذلك عند الفخر نرتفع

(ہم کوہان والے فربہ اونٹ مہمانوں کے لئے اپنے قبیلہ میں ذبح کرتے ہیں جب ان کی مہمانی ہوتی ہے تو وہ شکم سیر ہوتے ہیں۔ جس قبیلے سے بھی تو ہمیں فخر و خود ستائی کرتے دیکھے گا وہ ہم سے قصاص کی درخواست کرتے ہیں اور ان کے سر کٹ چکے ہیں۔ اس بارے جو ہم سے فخر و ستائش میں مقابلہ کرتا ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ جب قوم واپس لوٹتی ہے تو اس کی خبریں سنی جاتی ہیں۔ ہم سب کی بات رد کر دیتے ہیں اور ہماری بات کی کوئی تردید نہیں کر سکتا ہم اسی طرح فخر و مباہات کے مقام میں سربلند ہوتے ہیں)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ اس وقت موجود نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف کسی کو بھیجا چنانچہ وہ کہتے ہیں جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور تمیمی شاعر کھڑا ہوا اس نے جو کہنا تھا' کہا۔ (میں نے اشارے کنائے میں اس کی تردید کی اور اس کے قافیہ کے مطابق کہا) جب زبرقان تمیمی فخریہ اشعار کہہ کر فارغ ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حسان! کھڑا ہو اور اس کے فخر و غرور کا جواب دے۔ پھر حضرت حسانؓ نے کہا۔

إن الذوائب من فهر وإخوتهم ... قد بينوا سنة للناس تتبع

رضی بھا کل من کانت سریرتہ تقوی الالہ وکل الخیر یصطنع

قوم إذا حاربوا ضروا عدوھم أو حاولوا النفع في أشیاعھم نفعوا

سجیۃ تلک منھم غیر محدثۃ إن الخلائق - فاعلم - شرھا البدع

إن کان فی الناس سباقون بعدھم فکل سبق لأدنی سبقھم تبع

(قبیلہ فہر کے شرفاء اور ان کے بھائیوں کے لوگوں کو وہ راستہ بتا دیا ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں۔ جس کا باطن' اللہ سے ڈرتا ہو وہ اس کو پسند کرتا ہے اور ہر کار خیر کیا جاتا ہے۔ وہ لوگ دشمن سے برسرپیکار ہوں تو ان کے لئے مضرت رساں ہوتے ہیں یا وہ اپنے گروہ کو نفع پہنچانے کا عزم کرتے ہیں۔ یہ عادات ان کی سرشت میں ودیعت ہیں اور واضح رہے کہ سب سے بری عادات نوپیدا اور بدعات ہوتی ہیں۔ ان کے بعد لوگوں میں اگر کوئی نیکی کی طرف رجحان کرنے والا ہے تو نیکی کی طرف ہر فرد میلان رکھنے والا ان کے ادنیٰ نیک شخص کا تابع ہو گا)

لا یرفع الناس ما أوھت أکفھم عند الدفاع ولا یوھون ما رفعوا

إن سابقوا الناس یوما فاز سبقھم أو وازنوا أھل مجد بالندی منعوا

أعفۃ ذکرت فی الوحی عفتھم لا یطمعون ولا یردیھم طمع

لا یبخلون علی جار بفضلھم ولا یمسھم من مطمع طبع

إذ نصبنا لحی لم ندب لھم کما یدب إلی الوحشیۃ الذرع

(دفاع کے وقت ان کے ہاتھوں سے جو چیز پست ہو جائے لوگ اس کو سرفراز نہیں کر سکتے اور جس کو یہ سرفراز کریں اس کو وہ پست و ذلیل نہیں کر سکتے۔ اگر وہ کبھی لوگوں سے مسابقت میں مقابلہ کریں تو ان کا فرد کامیاب ہو گا یا وہ اہل مجد شرف سے سخاوت میں مقابلہ کریں تو وہ ان کو مات کر دیں گے۔ وہ پاک دامن عفیف ہیں وحی میں ان کی پاک دامنی کا ذکر ہے۔ وہ حرص و طمع سے پاک ہیں اور نہ ہی ان کو حرص و آرزو قہر و ذلت میں ڈالتا ہے۔ وہ ہمسایہ کو اپنے احسان سے محروم نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کی طبیعت میں طمع اور حرص ہے۔ جب ہم کسی قبیلہ سے محاذ آرائی کرتے ہیں تو ہم ان کی طرف پیش قدمی میں آہستہ نہیں چلتے جیسا کہ نیل گاؤ کی طرف اس کا شیر خوار بچہ آہستہ چلتا ہے) .

نسموا إذا الحرب نالتنا مخالبھا إذا الزعانف من أظفارھا خشعوا

لا یفخرون اذا نالوا عدوھم وإن أصیبوا فلا خور ولا ھلع

کأنھم في الوغی والموت مکتنع أسد بحلیۃ فی أرساغھا فدع

خذ منھم ما أتوا عفوا إذا غضبوا ولا یکن ھمک الأمر الذی منعوا

فإن فی حربھم - فاترک عداوتھم - شرا یخاض علیہ السم والسلع

(جب لڑائی کے ناخن ہمیں زخمی کرتے ہیں تو ہم پیش قدمی کرتے ہیں جب کہ بزدل لوگ اس کے ناخنوں سے ڈرتے ہیں۔ جب وہ دشمن پر قابو پا لیتے ہیں تو فخر نہیں کرتے اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو وہ بزدلی اور جزع و فزع کا اظہار نہیں کرتے۔ موت سر پر منڈلا رہی ہو تو وہ لوگ جنگ میں گویا شیر ہیں۔ گھوڑوں کے ایک دستہ میں جو

پاؤں کے تلوے زمین پر نہیں لگاتے۔ جب وہ غضبناک ہوں تو ان سے وہی پکڑ لے جو وہ خود بخود عطا کریں اور جس کو وہ روک لیں اس کے لینے کا تیرا ارادہ نہ ہو۔ ان کی عداوت کا خیال ترک کر دو۔ کیونکہ ان کی لڑائی میں ایسا شر ہے جس میں زہر اور بدمزہ تلخ درخت کا رس مخلوط ہو)

أكرم بقوم رسول الله شيعتهم إذ تفاوتت الأهواء والشيع
أهدى لهم مدحتي قبل يؤازره فيما أحب لسان حائك صنع
فإنهم أفضل الأحياء كلهم إن جد في الناس جد القول أو شمعوا

(رسول اللہ ﷺ کی قوم اور ان کی گروہ کس قدر مکرم و محترم ہے جب خواہشات اور گروپ باہم متفاوت ہوں۔ فصیح بلیغ زبان نے ان کی خدمت میں "مدح" پیش کی ہے دل اس کا معاون ہے اس کی خواہش کے مطابق۔ وہ سب قبائل سے افضل ہیں خواہ لوگوں میں وہ سنجیدگی سے بات کریں یا ہنسی مذاق میں)

ابن ہشام کا بیان ہے کہ بنی تمیم کے بعض ماہر شعراء نے مجھے بتایا کہ بنی تمیم کے وفد میں جب زبرقان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا۔

أتيناك كيما يعلم الناس فضلنا إذا اختلفوا عند احتضار المواسم
بأنا فروع الناس في كل موطن وأن ليس في أرض الحجاز كدارم
وأنا نذود المعلمين إذا انتخوا ونضرب رأس الأصيد المتفاقم
وإن لنا المرباع في كل غارة تغير بنجد أو بأرض الأعاجم

(ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ لوگ ہمارے فضل و مجد سے آگاہ ہو جائیں جب وہ موسم حج میں اختلاف کریں۔ کہ ہم (یعنی عوام) بڑے لوگوں سے کمتر ہوتے ہیں ہر مقام میں اور یہ کہ ارض حجاز میں بنی دارم کا ہم سر کوئی نہیں۔ جب بہادر لوگ نخوت سے چلیں تو ہم ان کو دھکیل دیتے ہیں ہم بڑے متکبر کے سر پر تلوار کا وار کرتے ہیں۔ ہر مال غنیمت میں ہمارا چوتھا حصہ ہوتا ہے وہ غارت گر نجد میں لوٹ ڈالیں یا عجم میں)

حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا فی البدیہہ جواب دیا۔

هل المجد إلا السؤدد العود والندى وجاه الملوك واحتمال العظائم
نصرنا وآوينا النبي محمداً على أنف راض من معد وراغم
بحي حريد أصله وثراؤه بجابية الجولان وسط الأعاجم
نصرناه لما حل بين بيوتنا بأسيافنا من كل باغ وظالم

(مجد و شرف نام ہے۔ بزرگی' تجربہ کاری' سخاوت' شاہوں کے جاہ و جلال اور مصائب کے برداشت کا۔ ہم نے نبی محمد ﷺ کی مدد کی اور ان کو پناہ دی' معد قبیلہ کی رضامندی اور ناراضگی کے باوصف۔ ایک منفرد قبیلہ کے ساتھ اس کا اصل وطن اور بادشاہت عجمیوں کے وسط میں واقع "جابیہ جولان" میں ہے۔ جب آپ ہمارے شہر کے درمیان مقیم ہوئے تو ہم نے اپنی تلواروں کے ساتھ ہر سرکش اور ظالم سے آپ کی امداد اور نصرت کی)

جعلنا بنينا دونه وبناتنا وطبنا له نفسا بفيء المغانم

ونحن ضربنا الناس حتى تتابعوا على دينه بالمرهفات الصوارم
ونحن ولدنا من قريش عظيمها ولدنا نبي الخير من آل هاشم
بني دارم لا تفخروا إن فخركم يعود وبالا عند ذكر المكارم

(ہم نے آپ کے سامنے اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو قربان کر دیا۔ ہمارا دل ان سے خوش ہو گیا مال غنیمت کے مقابلہ میں۔ ہم نے قاطع تلواروں کے ساتھ لوگوں سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ ان کے دین کے پیروکار ہو گئے۔ ہم نے قریش کے عظیم کو جنم دیا اور ہم نے آل ہاشم کے "نبی خیر" کو جنم دیا۔ اے بنی دارم! فخر نہ کرو' تمہارا فخر و غرور' فضائل کے بیان کے وقت وبال جان بن جائے گا)

هبلتم علينا تفخرون وأنتم لنا خول من بين ظئر وخادم
فان كنتمُ جئتم حقن دمائكم وأموالكم أن تقسموا في المقاسم
فلا تجعلوا لله نداً وأسلموا ولا تلبسوا زيا كزى الاعاجم

(عقل کے اندھو! تم ہم پر فخر کرتے ہو حالانکہ تم ہمارے نوکر چاکر ہو۔ بعض تم سے ہمارے بچوں کو دودھ پلانے والے ہو اور بعض خدمت گار۔ اگر تم اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے آئے ہو' مبادا وہ مال غنیمت میں تقسیم ہو جائیں۔ تو اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور مسلمان ہو جاؤ اور عجمیوں کا لباس نہ پہنو)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب حضرت حسانؓ اپنے اشعار پڑھ کر فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا۔ باپ کی قسم! تیرے یہ اشعار الہامی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا خطیب ہمارے خطیب سے خوش بیان ہے اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور ان کا لب و لہجہ ہماری آوازوں سے بلند ہے۔ جب وہ باہمی مفاخرت سے فارغ ہوئے تو وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو تحائف سے خوب نوازا۔

عمرو بن اہتم اور زبرقان : عمرو بن اہتم اور زبرقان کم سن تھا' اس کو اپنے ڈیرے میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ قیس بن عاصم نے اسکے بارے کہا' جو اس سے عداوت رکھتا تھا یا رسول اللہ! ایک ہمارا فرد ڈیرے پر ہے۔ وہ نوجوان لڑکا ہے اور وہ ایسا ویسا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اسکو ان سب کے برابر عطیہ عطا فرمادیا' جب عمرو بن اہتم کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اس نے قیس بن عاصم کی ہجو اور مذمت کی۔

ظللت مفترش الهلباء تشتمني عند الرسول فلم تصدق ولم تصب
سدناكم سؤدداً رهواً وسؤددكم بادٍ نواجذه مقع على الذنب

(تو رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی دبر بچھائے ہوئے مجھے گالی دیتا ہے۔ تو نے سچ نہ کہا اور نہ ہی درست بات کی۔ ہم نے تم پر مسلسل سرداری اور ریاست کے فرائض انجام دیئے اور تمہاری سرداری کی باچھیں کھلی ہوئی ہیں' دم پر بیٹھی ہوئی ہے)

بیہقی (یعقوب بن سفیان' سلیمان بن حرب' حماد بن زید) محمد بن زبیر حنظلی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زبرقان بن بدر' قیس بن عاصم اور عمرو بن اہتم حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اہتم سے کہا زبرقان کی بابت بتایئے (باقی رہا قیس بن عاصم تو میں اس کے بارے نہیں پوچھتا غالب

گمان ہے کہ آپؐ اس سے واقف ہوں) تو اس نے کہا' وہ اپنے عزیز و اقارب میں مطاع اور مقبول ہے' قوی حجت والا فصیح و بلیغ ہے' اپنی رعایا کی حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ سن کر زبرقان نے کہا' اس نے جو کہنا تھا کہا اس کے علاوہ بھی وہ میری خوبیاں جانتا ہے تو عمرو بن اہتم نے دوبارہ کہا میری دانست میں' تو تو بے مروت' مختصر اونٹوں والا' تیرا والد احمق اور ماموں کمینہ ہے۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دونوں مرتبہ درست کہا ہے اس نے پہلے مجھے خوش کیا تو میں نے اس کے بہترین اوصاف بیان کئے پھر اس نے مجھے ناراض کیا تو میں نے اس کے بدترین عیوب بیان کئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔ (یہ روایت اس سند سے مرسل ہے)

یہ مرسل اور سند سے موصول بیان ہوئی ہے۔ حافظ بیہقی (ابو جعفر کامل بن احمد المستملی' محمد بن محمد بن احمد بن عثمان بغدادی' محمد بن عبداللہ بن الحسن علاف در بغداد' علی بن حرب طائی' ابو سعد بن ہیثم بن محفوظ' ابوالمقوم یحیٰ بن یزید انصاری' حکم' مقسم) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن عاصم' زبرقان بن بدر اور عمرو بن اہتم از قبیلہ تمیم بیٹھے تھے تو زبرقان نے فخریہ انداز میں کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں تمیم کا رئیس ہوں ان میں مطاع اور مقبول ہوں ظلم و زیادتی سے ان کی حفاظت کرتا ہوں اور ان کے حقوق کا محافظ اور کفیل ہوں اور یہ عمرو بن اہتم ان حقائق کو جانتا ہے تو عمرو بن اہتم نے کہا وہ واقعی فصیح و بلیغ قادر الکلام شاعر ہے' اپنے حقوق کا محافظ ہے عزیز و اقارب میں مطاع و مقتدا ہے۔

تو زبرقان نے کہا' علاوہ ازیں بھی وہ میری خوبیوں سے آگاہ ہے۔ مگر حسد کے مارے بیان نہیں کرتا' تو عمرو بن اہتم نے کہا ہاں! میں تجھ سے حسد کرتا ہوں' واللہ! تیرا ماموں کمینہ ہے والد احمق ہے اور تو تو دو نتیہ ہے' قبیلہ میں بے توقیر ہے' واللہ! یا رسول اللہ! میں نے پہلے بھی صحیح کہا تھا اور اب بھی میں نے کذب بیانی سے کام نہیں لیا' لیکن میرا دستور ہے جب راضی ہوں تو بہترین اوصاف بیان کرتا ہوں اور جب ناراض ہوں تو بدترین عادات بیان کرتا ہوں۔ مگر دونوں دفعہ میں نے صداقت کا دامن نہیں چھوڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔ یہ سند نہایت غریب ہے۔

باعث آمدن بنی تمیم : واقدی نے ان کی آمد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ وہ خزاعہ کے خلاف برسر پیکار تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف عیینہ بن بدر فزاری کو پچاس افراد کا سپہ سالار بنا کر روانہ کیا۔ ان میں کوئی انصاری اور مہاجر نہ تھا۔ چنانچہ وہ گئے اور بنی تمیم میں سے گیارہ مرد' گیارہ خواتین اور تیس بچے گرفتار کر لائے۔ ان اسیروں کے باعث بنی تمیم کے شرفاء کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مشہور ہے کہ یہ وفد اسی یا نوے افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں عطارد' زبرقان' قیس بن عاصم' قیس بن حارث' نعیم بن سعد' اقرع بن حابس' رباح بن حارث اور عمرو بن اہتم بھی شامل تھے۔

یہ لوگ مسجد میں آئے تو بلال ظہر کی اذان کہہ چکے تھے اور نمازی رسول اللہ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے۔ اس وفد نے جلد بازی سے کام لیا اور رسول اللہ ﷺ کو حجرات کے پیچھے سے آوازیں دینی شروع کیں تو ان کے بارے سورۂ حجرات کی (۴۹/۴-۳) آیات نازل ہوئیں۔

پھر واقدی نے ان کے خطیب اور شاعر کا ذکر کیا ہے۔ اور نبی علیہ السلام نے ہر فرد کو بارہ اوقیہ سے کچھ زائد چاندی عطا کی اور عمرو بن اہتم کو کم سنی کی وجہ سے صرف پانچ اوقیہ دی، واللہ اعلم۔

بقول ابن اسحاق کے بارے سورہ حجرات کی یہ آیات نازل ہوئیں۔ "بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کے پاس نکل کر آتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔ (۴۹/۴-۳)

ابن جریر (ابو عمار حسینی بن حریث مروزی، فضل بن موسیٰ، حسین بن واقد، ابواسحاق) حضرت براء بن عازب سے آیت (۴۹/۳) کے بارے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے محمدؐ! "ان حمدی زین وذمی شین، فقال ذالک اللّٰه عزوجل" یہ سند جید ہے اور متصل ہے۔ حسن بصری اور قتادہ سے مرسل مذکور ہے۔

مذکور آدمی کا نام بھی ذکر ہوا ہے : امام احمد (عفان، وھیب، موسیٰ بن عقبہ، ابوسلمہ، عبدالرحمان) اقرع بن حابس سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے دوبار یا محمدؐ! کہا (اور ایک روایت میں ہے یارسول اللہ ﷺ کہا) اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا یارسول اللہ! (میں ایسا شہرہ آفاق شخص ہوں) کہ میرا تعریف کرنا زینت و خوبی ہے اور مذمت کرنا داغ اور دھبہ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شان تو اللہ عزوجل کی ہے۔

بنی تمیم کی فضیلت : امام بخاری (زہیر بن حرب، جریر بن عمارہ بن قعقاع، ابوزرعہ) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے بنی تمیم کے بارے تین باتیں سنی ہیں ان سے محبت کرنے لگا ہوں۔ (۱) میری امت میں سے یہ لوگ دجال پر سب سے سخت ہیں۔ (۲) حضرت عائشہؓ کے پاس ایک تمیمی کنیز اسیر تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو آزاد کر دے، یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ (۳) ان کا مال زکوٰۃ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔ امام مسلم نے بھی اس کو زہیر بن حرب سے بیان کیا ہے۔

یہ حدیث قتادہ کے ان ہجویہ اشعار کی تردید کرتی ہے جو صاحب حماسہ وغیرہ نے نقل کئے ہیں۔

تميم بطرق اللؤم أهدى من القطا ولو سلكت طرق الرشاد لضلت

ولو أن برغوثا على ظهر قملة رأته تميم من بعيد لولت

(بنی تمیم، طعن و ملامت کے راستوں میں "قطا" پرندے سے بھی زیادہ راہ پانے والے ہیں اگر وہ رشد و ہدایت کی راہ پر چلیں تو گم راہ ہو جائیں۔ اگر وہ دور سے پسو کو جوں کی پشت پر سوار دیکھ لیں تو دم دبا کر بھاگ جائیں)

بنی عبدالقیس کا وفد : امام بخاری (ابواسحاق، ابوعامر عقدی، قرہ) ابوحمزہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا میرے پاس ایک گھڑا ہے۔ جس میں نبیذ (کھجور کا شربت) بنایا جاتا ہے۔ میں شیریں اور میٹھا رہنے تک اس کو پیا کرتا ہوں بعض اوقات بہت پی لیتا ہوں اور لوگوں کے پاس دیر تک بیٹھتا ہوں تو ڈرتا ہوں کہیں فضیحت نہ ہو۔ (لوگ کہیں یہ نشہ باز ہے) حضرت ابن عباسؓ نے کہا عبدالقیس قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپؐ نے فرمایا، خوش آمدید! اچھے آئے نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ

(جنگ کے بعد مسلمان ہوتے تو ذلت و رسوائی ہوتی) انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کے مشرک حائل ہیں۔ ہم آپ تک صرف حرام مہینوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ آپؐ ہم سے دین کی تمام باتوں کا خلاصہ بیان کر دیجئے اگر ہم ان پر عامل ہوں تو بہشت میں داخل ہوں اور اپنے باقی ماندہ لوگوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ آپ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ (۱) اللہ پر ایمان لانا' تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ وہ ہے اس بات کی گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ (۲) نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) لوٹ اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور چار باتوں سے منع کرتا ہے۔ (۱) دبا یعنی کدو کے تونبے (۲) نقیر یعنی کریدی ہوئی لکڑی کے برتن میں (۳) حنتم یعنی سبز لاکھی مرتبان یا گھڑے میں (۴) مزفت یعنی روغنی برتن میں نبیذ بھگونے سے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے قرہ بن خالد از ابوحمزہ بیان کیا ہے اور مسلم و بخاری میں ابوحمزہ سے متعدد اسناد سے مروی ہے۔ مسند میں ابوداؤد طیالسی (شعبہ' ابوحمزہ) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس عبدالقیس قبیلہ کا وفد آیا تو آپ نے پوچھا کس قوم سے پیوستہ ہو تو انہوں نے عرض کیا "ربیعہ سے" تو آپؐ نے مرحبا فرمایا خوش آمدید! اچھے آئے نہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ' پھر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم ربیعہ قبیلہ سے وابستہ ہیں ہم آپ کی خدمت میں بہت دور سے حاضر ہوئے ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کافر حائل ہیں ہم حرام مہینوں کے سوا اور مہینوں میں آپ کے پاس نہیں آسکتے مختصر باتیں فرمائیے۔ (جس پر عمل کریں) اور اپنے اہل وطن کو بھی ان کی تعلیم دیں اور اس باعث جنت میں داخل ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں۔ (۱) میں تم کو اللہ وحدہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں جانتے ہو اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے وہ ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنے کی گواہی دینا اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی دینا۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا اور چار برتنوں میں نبیذ اور کھجور کے شربت تیار کرنے سے منع کرتا ہوں (۱) دبا (۲) حنتم (۳) نقیر یا مقیر (۴) اور مزفت (ان الفاظ کی تشریح مذکور بالا روایت میں گزر چکی ہے) ان کو خوب یاد رکھو اور اپنے اہل وطن کو ان امور کی دعوت دو' امام مسلم اور بخاری نے اس روایت کو شعبہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

حلم اور سنجیدگی : امام مسلم نے اس روایت کو (سعید بن ابی عروبہ' قتادہ' ابو نضرہ) ابوسعید سے ان کے قصہ کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ نیز مسلم شریف میں یہ اضافہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالقیس کے اشج کو مخاطب فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ حلم و بردباری اور تامل و سنجیدگی (اور ایک روایت میں ہے (اللہ اور اس کا رسول ان کو پسند کرتا ہے) تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ دو باتیں کسبی ہیں یا وھبی میں نے خود حاصل کی ہیں یا اللہ تعالیٰ نے میری فطرت میں ودیعت کی ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری جبلت میں ودیعت کی ہیں تو اشج نے کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے میری فطرت میں ایسی دو عادتیں پیدا کی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

امام احمد (ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم' مطر بن عبدالرحمان' ہند بنت وازع) وازعؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں اور اشج (منذر بن عامر یا عامر بن منذر) وغیرہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہمارے ساتھ ایک آسیب زدہ شخص بھی تھا' جب ہمارے رفقاء نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو سواریوں سے کود کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کی دست بوسی کی۔

بعد ازاں اشج اپنی سواری سے اترا' سواری کو باندھا اور تھیلا نکالا اور اس کو کھول کر اس سے سفید کپڑے نکال کر پہنے پھر اس نے باقی سواریوں کو باندھا بعد ازاں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اشج! تجھ میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسولؐ پسند کرتا ہے حلم اور بردباری اور سنجیدگی' عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں نے از خود ان کو حاصل کیا ہے یا اللہ تعالیٰ نے میری فطرت میں پیدا کی ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے یہ تیری جبلت میں پیدا کی ہیں تو اس نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ میں ایسی دو عادتیں پیدا کی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

آسیب زدہ کا علاج : وازعؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ میرا ماموں آسیب زدہ ہے۔ آپؐ اس کے لئے دعا فرما دیں تو آپ نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ اسے میرے پاس لاؤ' وازع نے کہا میں نے بھی اشج کا دستور اپنایا اور اسے لباس پہنا کر لایا۔ آپؐ نے اس کو پیچھے سے اٹھایا یہاں تک کہ ہم نے آپؐ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی پھر آپ نے اس کی پشت پر مار کر کہا' "اخرج عدواللّٰہ" اے اللہ کے دشمن! نکل جا پھر اس نے ہماری طرف اپنا چہرہ پھیرا تو وہ ایک تندرست آدمی کی طرح دیکھ رہا تھا۔

دست بوسی : امام بیہقی' ہود بن عبداللہ بن سعد کی معرفت اس کے دادا مزیدہ عبری سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے گفتگو کے دوران فرمایا اس سمت سے ایک قافلہ رونما ہو گا وہ مشرقی لوگوں میں سے بہتر ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اٹھے اور اس سمت متوجہ ہوئے تو ۱۳ افراد پر مشتمل ایک وفد سے ملاقات ہوئی پوچھا کون سی قوم سے ہو؟ بتایا "بنی عبدالقیس" سے پوچھا تجارت کی غرض سے آنا ہوا؟ تو انہوں نے کہا جی نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا' کہ نبی علیہ السلام نے ابھی تمہارا ذکر خیر کیا ہے پھر وہ حضرت عمرؓ کے ہمراہ چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو حضرت عمرؓ نے کہا یہ ہیں تمہارے "صاحب" جن کو تم ملنا چاہتے ہو۔ چنانچہ وہ سواریوں سے کود پڑے بعض ان میں سے آہستہ چلتے ہوئے آئے اور بعض دوڑتے ہوئے اور بعض ان سے بھی تیز رفتار بھاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کی "دست بوسی" کی۔

اشج سواریوں میں پیچھے رہا' اس نے قوم کا سامان اکٹھا کیا' پھر وہ آرام سے چلتا ہوا آیا اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ چوما تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اشج! تیری ذات میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔ اس نے عرض کیا یہ وھبی اور فطری ہیں یا میری حاصل کردہ تو آپؐ نے فرمایا یہ جبلی اور فطرتی ہیں تو اس نے کہا الحمدللّٰہ الذی جبلنی علی مایحب اللّٰہ ورسولہ

جارود عیسائی : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جارود بن عمرو بن حنش برادر عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا (بقول ابن ہشام جارود بن بشر بن معلیٰ عیسائی' عبدالقیس کے وفد کے ہمراہ آیا) ابن اسحاق ایک ثقہ راوی کی معرفت حسن (یا حسین بقول ابن ہشام) سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر گفتگو کی تو آپ نے اس کے سامنے "اسلام" پیش کیا اور اس کی طرف بلایا اور اس کو رغبت دلائی تو اس نے کہا اے محمدؐ! میں ایک آسمانی دین پر قائم ہوں اور میں اپنا دین ترک کر کے آپ کا دین اختیار کرتا ہوں کیا آپ میرے دین کے ضامن ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں ضامن اور کفیل ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری اس سے بہتر دین کی طرف راہنمائی فرمائی ہے۔ پھر وہ اور اس کے رفقا مسلمان ہو گئے۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے سواری طلب کی تو آپ نے فرمایا واللہ! میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے۔ تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! وطن واپس جاتے ہوئے راستہ میں لوگوں کے بھٹکے ہوئے اونٹ ملتے ہیں کیا ہم ان پر سوار ہو کر وطن پہنچ سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا' نہیں! ان سے پرہیز کرو' یہ تو آگ کی سوزش ہے۔ چنانچہ جارود واپس قوم کے پاس چلا گیا وہ اسلام پر قائم رہا اور تاحیات بڑی سختی سے دین اسلام کا پابند رہا۔

اس نے ارتداد کا زمانہ پایا جب اس کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہو گئی اور عیسائیت کو اختیار کر لیا تو اس نے "دین حق" کی شہادت دی اور لوگوں کو اسلام کی دعوت پیش کی اے لوگو! میں گواہ ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' اور بے شک محمدؐ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ اور جو شخص یہ شہادت نہ دے میں اس کو کافر کہتا ہوں۔

علا بن حضرمی امیر بحرین : قبل از فتح مکہ' رسول اللہ ﷺ نے علاء بن حضرمی کو منذر بن ساوی عبدی کی طرف سفیر بنا کر روانہ کیا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام پختہ تھا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اہل بحرین کے ارتداد سے قبل ہی فوت ہو گیا تھا اور علا بن حضرمی اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بحرین کا امیر تھا۔

جواثی بستی : بنابریں امام بخاری نے (ابراہیم بن طہمان از ابو حمزہ از ابن عباس) نقل کیا ہے کہ مسجد نبوی کے بعد پہلا جمعہ بحرین کی "جواثی" بستی میں' عبدالقیس کی مسجد میں پڑھا گیا۔

ظہر کی دو رکعت کی نماز کی تاکید : امام بخاری نے حضرت ام سلمہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفد عبدالقیس کی آمد کے باعث ظہر کے فرض کے نماز کے بعد کی دو رکعات مؤخر کر دیں یہاں تک کہ ان کو بعد از نماز عصر گھر میں پڑھا۔

وفد کب آیا : میں --- ابن کثیر --- کہتا ہوں کہ ابن عباس کی روایت سے یہ عیاں ہے کہ عبدالقیس کا وفد فتح مکہ سے قبل آیا تھا کیونکہ ان کا بیان ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر قبیلہ حائل ہے ہم آپ کے پاس صرف حرام مہینوں میں ہی پہنچ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ثمامہ کا قصہ اور بنی حنیفہ کے وفد کے ہمراہ مسیلمہ کذاب کا آنا : باب وفد بنی حنیفہ اور قصہ ثمامہ کے تحت امام بخاری (عبداللہ بن یوسف' لیث بن سعد' سعید بن ابی سعید) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ سوار نجد کی طرف روانہ کئے' وہ بنی حنیفہ کے ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لے آئے اور اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے ثمامہ! تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا اچھا ہے۔ اے محمدؐ! اگر آپ مجھے مار ڈالیں تو ایسے آدمی کو ماریں گے جس کا خون رایگاں نہ جائے گا اگر آپ احسان کریں تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے' اور اگر آپ مال و دولت چاہتے ہیں تو جتنا مانگیں حاضر ہے۔ (وہ بندھا رہا) یہاں تک کہ دوسرا دن آگیا۔

پھر آپؐ نے پوچھا اے ثمامہ! تیرا کیا حال ہے' تو اس نے کہا' میں تو عرض کر چکا ہوں اگر آپ نوازش کریں تو ایک "قدردان" پر نوازش کریں گے آپ اسے باندھا ہوا چھوڑ کر چلے گئے یہاں تک کہ تیسرا روز آگیا۔ پھر آپؐ نے پوچھا اے ثمامہ! کیا بات ہے' تو اس نے عرض کیا میں تو بتا چکا ہوں تو آپؐ نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو چنانچہ وہ مسجد کے قریب نخلستان میں چلا گیا۔ غسل کر کے مسجد میں واپس آیا تو اس نے کہا' اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ ﷺ

اے محمدؐ! واللہ! روئے زمین کا کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے مجھے زیادہ برا اور مبغوض نہ تھا اور اب آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے واللہ! آپ کے دین سے زیادہ' مجھ کو کسی دین سے نفرت نہ تھی اب آپ کا دین سب ادیان سے مجھ کو پسند ہے۔ واللہ آپ کے شہر سے زیادہ مجھ کو کسی شہر سے وحشت نہ تھی اب آپ کا شہر سب شہروں سے مانوس اور پیارا ہے۔

آپؐ کے لشکر نے مجھے گرفتار کیا اور میرا عمرہ کا عزم تھا۔ اب آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ نے اس کو مژدہ سنا کر عمرہ کرنے کی اجازت دی جب وہ مکہ میں آیا تو کسی نے کہا' کیا تو بے دین ہو چکا ہے تو اس نے کہا نہیں تو' بلکہ میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا ہوں۔ واللہ! یمامہ سے تم کو گندم کا ایک دانہ بھی میسر نہ ہو گا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں۔

امام بخاری نے اس روایت کو دوسرے مقام پر بھی ذکر کیا ہے۔ امام مسلمؒ' ابوداؤد اور نسائی نے **قتیبہ** کے واسطہ سے لیث سے بیان کیا ہے۔

ترتیب بخاری پر اعتراض : امام بخاری کا اس واقعہ کو "وفود" کے سلسلہ میں بیان کرنا قابل اعتراض ہے کیونکہ ثمامہ خود نہ آیا تھا بلکہ اسے گرفتار کر کے اور باندھ کر کے لایا گیا اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا طرفہ یہ کہ امام بخاری کا اس واقعہ کو ۹ھ کے "وفود" کے ساتھ بیان کرنا ایک اور اعتراض ہے۔ کیونکہ قصہ کے بیان سے واضح ہے کہ یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے کہ اہل مکہ نے اس کو مسلمان ہونے کا طعنہ دیا تھا اور کہا تھا (اصبوت) کیا تو بے دین ہو گیا اور اس نے دھمکی دی تھی کہ یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی بر آمد نہ ہو گا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں تو ثابت ہوا کہ مکہ اس وقت "دار حرب" تھا اہل مکہ ابھی تک اسلام سے سرفراز نہ ہوئے تھے' واللہ اعلم۔

بنابریں حافظ بیہقی نے "ثمامہ کا قصہ" فتح مکہ سے معمولی عرصہ قبل ذکر کیا ہے اور یہی قرین قیاس ہے لیکن ہم نے اس کو محض امام بخاریؒ کی اتباع کی خاطر یہاں بیان کیا ہے۔

مسیلمہ کذاب مدینہ میں : امام بخاری (ابو الیمان، شعیب، عبداللہ بن ابی حسین، نافع بن جبیر) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مسعود میں مسیلمہ کذاب مدینہ آیا تھا اور مطالبہ کر رہا تھا اگر محمدؐ اپنے بعد، مجھے اپنا جانشین نامزد کریں تو میں ان کی تابعداری کرتا ہوں، مسیلمہ اپنے ساتھ قوم کے بہت سے افراد کو لایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ کو اپنے ہمراہ لے کر مسیلمہ کذاب کے پاس تشریف لائے۔ آپ کے دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی۔ آپ نے مسیلمہ اور اس کے رفقا کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا "اگر تو مجھ سے یہ چھڑی مانگے تب بھی میں نہیں دینے کا، اور تو اللہ کے نوشتہ تقدیر سے تجاوز نہیں کر سکتا، اگر تو مسلمان نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ تجھے تباہ کر دے گا، اور میں تو سمجھتا ہوں تو وہی شخص ہے جس کا حال اللہ، مجھے خواب میں دکھا چکا ہے اور میری طرف سے یہ ثابت بن قیس تجھے جواب دے گا۔" یہ فرما کر آپ واپس چلے آئے۔

حضرت ابن عباس نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کہ "تو وہی شخص ہے جس کا حال مجھ سے خواب میں بیان کیا گیا ہے" کا مطلب پوچھا تو حضرت ابو ہریرہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں "سونے کے دو کنگن" ہیں تو مجھ کو فکر لاحق ہوا اور خواب ہی میں مجھے حکم ہوا ان پر پھونک مارو، میں نے پھونکا تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ میرے بعد، دو جھوٹے شخص نبوت کا دعویٰ کریں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

خواب میں سونا نظر آنا : امام بخاری (اسحاق بن منصور، عبدالرزاق، معمر، ہشام بن امیہ) حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں محو خواب تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے اور یہ مجھے ناگوار گزرے تو مجھے خواب ہی میں بتا دیا گیا کہ ان پر پھونک مارو، میں نے پھونکا تو وہ دونوں غائب تھے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ سمجھی کہ دو کذاب متنبی ہیں جن کے درمیان میں مقیم ہوں ایک صنعا والا اور دوسرا یمامہ والا۔

مسیلمہ کا قیام اپنی بیوی کے پاس : امام بخاری، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ مسیلمہ کذاب مدینہ آیا اور بنت حارث کے گھر میں مقیم ہوا اور یہ بنت حارث بن کریز اس کی بیوی تھی۔ اور یہ ام عبداللہ بن عامر بن کریز کی کنیت سے معروف ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت بن قیس (خطیب رسول اللہ ﷺ) بھی تھے اور آپؐ کے دست مبارک میں چھڑی تھی آپؐ اس کے گھر میں آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر بات کی تو مسیلمہ کذاب نے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ تنہا حکومت کریں اور اپنی وفات کے بعد ہمیں دے دیں۔ تو آپ نے فرمایا اگر تو یہ حقیر سی چھڑی بھی مانگے تو میں دینے کا نہیں، کجا حکومت تمہیں دوں اور میں تجھ کو وہی شخص سمجھتا ہوں جس کے بارے مجھے خواب دکھایا گیا ہے اور یہ ثابت بن قیسؓ میری جانب سے تیرے ساتھ گفتگو کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ یہ بات کر کے واپس تشریف لے آئے۔

عبیداللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابن عباس سے رسول اللہ ﷺ کے خواب کے بارے پوچھا تو ابن عباس

نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نیند میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں میں ان سے گھبرا گیا اور مجھے برے معلوم ہوئے خواب میں مجھے حکم ہوا میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ دونوں اڑ گئے' میں نے ان کی تعبیر سمجھی کہ دو کذاب متنبی پیدا ہوں گے۔ عبید اللہ کا بیان ہے کہ ایک اسود عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

مسیلمہ کی شعبدہ بازی : محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان میں مسیلمہ کذاب بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن حارث بن عبد الحارث بن ہماز بن ذھل بن الزول بن حنیفہ تھا اس کی کنیت ہے۔ ابو ثمامہ یا ابوہارون اس نے اپنا نام "رحمان" تجویز کیا تھا "رحمان الیمامہ" کے نام سے پکارا جاتا تھا قتل کے روز اس کی عمر ۱۵۰ سال تھی اور وہ شعبدہ بازی کے کئی طریقے جانتا تھا چنانچہ وہ تنگ منہ والی بوتل میں انڈا داخل کر دیتا تھا۔ اور یہ اس کا موجد ہے' پرندے کے پر کاٹ کر جوڑ دیتا تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ اس کے پاس پہاڑ سے ایک ہرنی آتی ہے۔ اور وہ اس کا دودھ دوہتا ہے۔ ہم اس ملعون کے "قتل کے بیان" میں اس کے مزید حالات بیان کریں گے۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وفد بنی حنیفہ کا قیام' بنت حارث' ایک انصاری اور نجاری خاتون' کے ہاں تھا اور مدینہ کے بعض اہل علم کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کے لوگ مسیلمہ کذاب کو چادروں کے سایہ تلے' رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے دست مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی جس کے کنارے پر پتے تھے جب وہ کپڑوں کے سایہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے آپؐ سے گفتگو کی اور حکومت میں اشتراک کا سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو مجھ سے اس چھڑی کا بھی سوال کرے تو میں نہ دوں گا' "حکومت تو کجا؟"

وہ تم سے کم تر نہیں : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اہل یمامہ میں سے بنی حنیفہ کے ایک شیخ نے مجھے بتایا کہ مسیلمہ کا واقعہ اس کے برعکس ہے۔ اس کا خیال ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور انہوں نے مسیلمہ کو اپنے ڈیرے میں چھوڑ دیا جب وہ اسلام قبول کر چکے تو عرض کیا یارسول اللہ! ہم اپنے ایک ساتھی کو ڈیرے میں پیچھے چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے سازوسامان کا نگاہ بان ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھی ان کے مطابق انعامات سے نوازا اور فرمایا "اما انہ لیس بشرکم مکانا" "وہ تم سے کمتر نہیں کہ وہ اپنے رفقاء کے سامان کا نگہبان ہے" رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی مقصد تھا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے واپس لوٹ آئے اور مسیلمہ کو اس کا عطیہ دے دیا جو رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا جب وہ "یمامہ" میں پہنچے تو وہ "عدو اللہ" مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویدار بن بیٹھا اور ان کو جھوٹی خبریں سنانے لگا اور اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نبوت میں شریک بنا دیا گیا ہوں اور اس نے وفد میں شامل لوگوں سے کہا' جب تم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرا ذکر کیا تو کیا آپ نے فرمایا نہ تھا "**اما انہ لیس بشرکم مکانا**" "وہ تم سے کمتر نہیں" یہ جملہ اسی وجہ سے فرمایا تھا کہ آپؐ کو معلوم تھا کہ میں ان کے ہمراہ نبوت میں شریک ہوں پھر وہ ان کو مسجع اور مقفی کلام سنانے لگا اور بزعم خود قرآن کے مشابہ باتیں کرنے لگا۔ لقد

انعم اللّٰہ علی الحبلٰی اخرج منہا نسمتہ تسعٰی من بین صفاق وحشا' اللہ تعالیٰ کا حاملہ پر احسان ہے کہ اس سے رواں دواں روح کو پیدا کیا' آنتوں اور باریک جھلی کے درمیان سے۔ شراب نوشی اور بدکاری کو ان کے لئے حلال قرار دے دیا اور نماز معاف کر دی۔ بایں ہمہ وہ رسول اللہ ﷺ کو نبی تسلیم کرتا تھا قبیلہ بنی حنیفہ اس کے ساتھ اس امر میں متفق تھا ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سا واقعہ پیش آیا۔

رحال بن عنفوہ اور دیگر معلومات : سہیلی وغیرہ کا بیان ہے کہ رحال بن عنفوہ --- اس کا نام نہار ہے --- مسلمان ہوا اور اس نے کچھ قرآن پڑھا اور مدت تک رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا۔ وہ ابو ہریرہؓ اور فرات بن حیان کے ساتھ بیٹھا تھا رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا تم میں سے ایک کی واڑھ جہنم میں جبل احد سے برابر ہو گی' حضرت ابو ہریرہ اور فرات کو اسی وعید کا برابر خوف رہا یہاں تک کہ رحال' مسیلمہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور اس نے جھوٹی گواہی دی کہ مسیلمہ کو رسول اللہ ﷺ نے نبوت میں شریک بنا لیا تھا اور اس کو کچھ قرآن (جو اسے یاد تھا) سکھا دیا اور مسیلمہ نے ادعا کیا کہ وہ قرآن اس پر نازل ہوا ہے۔ چنانچہ اس باعث قبیلہ بنی حنیفہ میں عظیم فتنہ برپا ہوا اور حضرت زید بن خطابؓ نے' جنگ یمامہ میں اس کو قتل کر دیا۔ (کما سیاتی)

بقول سہیلی' مسیلمہ کے موذن کا نام "حجیر" ہے اور لڑائی کے امور کا منتظم تھا محکم بن طفیل اور سجاح بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئی اس کی کنیت تھی "ام صادر" اور مسیلمہ نے اس کے ساتھ شادی کر لی۔ مسیلمہ کے اس کے ساتھ نہایت فحش اور عریاں واقعات منقول ہیں۔ سجاح کے موذن کا نام ہے زہیر بن عمرو یا جنبہ بن طارق اور یہ بھی منقول ہے کہ شبث بن ربعی اس کا موذن تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا اور یہ سجاح بھی حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا اسلام پختہ تھا۔

مکتوب : یونس بن بکیر' ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول اللہ ﷺ کو ایک مکتوب لکھا تھا' "من جانب مسیلمہ رسول اللہ' بنام محمد رسول اللہ ﷺ' سلام علیک' امابعد' میں تیرے ساتھ حکومت میں برابر کا شریک بنا دیا گیا ہوں نصف حکومت ہماری اور نصف تمہاری لیکن قریش ایسی قوم ہے جو زیادتی کرتی ہے۔"

دو قاصد یہ خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب لکھوایا۔ "من جانب محمد رسُول اللہؐ بنام مسیلمہ کذاب' ہدایت کے تابعداروں پر سلام ہو' اما بعد! زمین کا مالک اللہ ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور نیک انجام پرہیزگاروں کا ہے۔"
یہ ۱۰ھ کے اختتام کا واقعہ ہے۔

قاصد کا احترام : یونس بن بکیر (ابن اسحاق' سعد بن طارق' سلمہ بن نعیم بن مسعود) نعیم بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے دو قاصد اس کا خط لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے ان سے پوچھا کیا تم بھی اس جیسا عقیدہ رکھتے ہو۔ تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے

فرمایا اگر قاصدوں کے قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا تو میں تمہارے سر قلم کر دیتا۔

ابوداؤد طیالسی (مسعودی، عاصم، ابووائل) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کے جو دو قاصد ابن نواحہ اور ابن اثال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپؐ نے ان سے پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، تو انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ہے اگر میں قاصد کے قتل کو روا سمجھتا تو تم کو قتل کر دیتا۔ بقول ابن مسعود، یہ دستور مسلم ہے کہ قاصد قتل نہ کئے جائیں۔ حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ اسامہ بن اثال سے تو اللہ تعالیٰ نے سبکدوش کر دیا باقی رہا ابن نواحہ تو اس کے بارے میرے دل میں ہمیشہ خلق رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی، بقول حافظ بیہقی اسامہ بن اثال تو مسلمان ہو گیا اس کے اسلام قبول کرنے کی حدیث بیان ہو چکی ہے۔

ابن نواحہ : ابو زکریا بن ابواسحاق مزنی (ابو عبداللہ محمد بن یعقوب، محمد بن عبدالوہاب، جعفر بن عون، اسماعیل بن ابی خالد) قیس بن ابی حازم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو بتایا کہ میں بنی حنیفہ کی ایک مسجد کے پاس گزرا ہوں وہ ایسی قرات پڑھ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل نہیں کی۔

والطاحنات طحنا والعاجنات عجنا والخابزات خبزا والثاردات ثردا واللاقمات لقما

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کی طرف کسی کو بھیجا وہ ان کو لے کر آگیا، وہ ستر آدمی تھے، ان کا رئیس عبداللہ بن نواحہ تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا اور وہ قتل کر دیا گیا پھر عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم ان کو شیطان سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ ہم ان کو شام میں دھکیل دیتے ہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے کفایت کر دے۔

مہمانی اور نوازش : واقدی کا بیان ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد قریباً پندرہ ارکان پر مشتمل تھا۔ ان کا رئیس سلمٰی بن حنظلہ تھا اور ان میں رحال بن عنفوہ، طلق بن علی، علی بن سفان، مسیلمہ بن حبیب کذاب بھی شامل تھے۔ مسلمہ بنت حارث کے گھر میں یہ لوگ ٹھہرے اور ان کی مہمانی اور ضیافت کا خوب انتظام کر دیا گیا۔ صبح، شام کبھی ان کی تواضع روٹی اور گوشت سے اور گاہے روٹی اور دودھ سے اور بعض اوقات روٹی اور گھی سے اور کبھی کھجور سے ہوتی تھی۔

جب وہ مسجد میں آئے تو مسلمان ہو گئے اور مسیلمہ کذاب کو اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے۔ جب انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو آپؐ نے ان کو پانچ پانچ اوقیہ چاندی کے تحائف سے نوازا اور مسیلمہ کذاب کو بھی اس قدر عطیہ دیا جب کہ انہوں نے بتایا کہ وہ ہماری قیام گاہ میں ہے تو آپ نے فرمایا **(ام انہ لیس بشرکم مکانا)** جب وہ واپس آئے تو انہوں نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے آگاہ کیا۔ مسیلمہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ اس وجہ سے فرمایا تھا کہ آپؐ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ان کے بعد حکومت میری ہے۔ یہ ملعون، رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے چمٹ گیا یہاں تک کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

گرجا مسمار کرنے اور اس جگہ مسجد بنانے کا حکم : واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان

کو ایک برتن دیا اس میں آپؐ کے وضو کا باقی ماندہ پانی تھا آپ نے گرجے کو مسمار کر کے اس جگہ پر وضو کے پانی کے چھڑکنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس جگہ مسجد بنا لیں چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کیا رسول اللہ ﷺ کے "آخری ایام" کے بیان میں اسود عنسی کے قتل کا ذکر ہو گا اور مسیلمہ کذاب کے قتل کا بیان حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے ایام میں ہو گا اور بنی حنیفہ کے حالات کا ذکر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

وفد اہل نجران : امام بخاری' حضرت حذیفہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ عاقب اور سید نجران کے دو رئیس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ مباہلہ کرنے کی غرض سے' پھر ایک نے دوسرے سے کہا' واللہ! اگر وہ سچے پیغمبر ہوں اور ہم ان سے مباہلہ کریں تو ہم اور ہماری اولاد سب کی خرابی ہو گی۔ بالآخر ان دونوں نے کہا (ہم مباہلہ نہیں کرتے) جو آپ مانگیں اور طلب کریں وہ حاضر ہے۔ اور ہمارے ہمراہ ایک ایماندار شخص کو بھیج دیجئے گزارش ہے کہ صرف ایماندار شخص ہی ہمارے ساتھ بھیجیں تو آپؐ نے فرمایا میں تمہارے ہمراہ صرف پکے ایماندار شخص کو بھیجوں گا۔ یہ سن کر سب صحابہؓ آپ کے فرمان کے منتظر تھے پھر آپ نے فرمایا اے ابوعبیدہ بن جراح کھڑا ہو' جب وہ کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس امت کا امین اور معتمد ہے۔ اس روایت کو امام بخاری اور مسلم نے شعبہ از ابواسحاق بھی بیان کیا ہے۔

مکتوب رسول اللہ : بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل' ابوالعباس محمد بن یعقوب' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' سلمہ بن یسوع' ابوہ) جدہ (بقول یونس یہ عیسائی تھا مسلمان ہو گیا) کہ رسول اللہ ﷺ نے طس سلیمان سورہ نمل (۳۰/۲۷) کے نزول سے قبل اہل نجران کو مکتوب لکھا' بہ نام نامی' الٰہ ابراہیم و اسحاق و یعقوب' محمدؐ نبی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بہ نام اسقف نجران' اسلام قبول کر' سلامت رہے گا' پس تمہارے پاس ابراہیمؑ اسحاقؑ اور یعقوبؑ کے معبود کی حمد و ثنا کا تحفہ ارسال کرتا ہوں امابعد! میں تمہیں بندوں کی عبادت چھوڑ کر' اللہ کی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمہیں بندوں کی دوستی ترک کر کے اللہ کے ساتھ دوستی کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم یہ تسلیم نہ کرو تو جزیہ ادا کرو۔ اگر تم جزیہ دینا بھی قبول نہ کرو تو پھر میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔ والسلام۔

مکتوب پر غور و خوض : جب اسقف کو یہ مکتوب موصول ہوا اس نے پڑھا تو گھبرا گیا اور نہایت خوف زدہ ہو گیا اور اس نے ایک نجرانی شرحبیل بن وداعہ ہمدانی کو پیغام بھیجا۔ دستور تھا کہ جب کوئی مشکل درپیش ہو تو ایہم' سید اور عاقب سے قبل اسی کو مدعو کیا جاتا تھا' چنانچہ اسقف نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب شرحبیل کو دیا اس نے پڑھا تو اسقف نے پوچھا اے ابو مریم! کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے ذریت اسماعیلؑ میں نبوت کا وعدہ کیا تھا کیا تجھے یقین نہیں کہ یہ وہی آدمی ہے۔ مزید برآں نبوت کے بارے میری کوئی رائے نہیں اگر کوئی یہ دنیاوی معاملہ ہوتا تو میں اپنی رائے کا اظہار کرتا اور سوچ سمجھ کر سودمند مشورہ دیتا تو اسقف نے کہا' آپ تشریف رکھیں' شرحبیل اس کے پہلو میں بیٹھ گیا تو اسقف نے ایک نجرانی عبداللہ بن شرحبیل اصبحی حمیری کو پیغام بھیجا اس کو مکتوب دکھا کر رائے طلب کی تو اس نے بھی شرحبیل ہمدانی ایسا جواب دیا۔ اسقف نے اس کو بھی کہا آپ تشریف رکھیں وہ اپنے مقام پر بیٹھ

گیا تو پھر ایک نجرانی جبار بن فیض از بنی حارث بن کعب یکے از بنی حماس کو بلایا اس کو بھی مکتوب دکھایا اور اس سے رائے طلب کی تو اس نے شرحبیل ہمدانی اور عبداللہ حمیری کی رائے سے اتفاق کیا۔ اسقف نے کہا آپ تشریف رکھیں۔ وہ بیٹھ گیا۔

جب اس معاملہ میں اتفاق رائے ہو گیا تو اسقف نے ناقوس بجانے کا حکم دیا ناقوس بجایا گیا۔ آگ روشن کر دی گئی اور گرجوں پر کمبل آویزاں کر دیئے گئے' جب دن کے وقت کوئی مہم درپیش ہوتی تو ان کا یہی دستور تھا اور جب رات کو کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو بھی ناقوس بجاتے' آگ روشن کرتے اور گرجوں پر کمبل آویزاں کرتے۔ ناقوس کی آواز سن کر اور آگ کی روشنی دیکھ کر وادی کے زیریں اور بالا حصے کے سب لوگ جمع ہو گئے --- وادی نجران کا طول' تیز رفتار سوار کے ایک دن کے سفر کے برابر تھا اس میں ۷۳ بستیاں ایک لاکھ بیس ہزار فوجی تھے --- اس عظیم اجتماع کے سامنے اس نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا اور ان کی رائے طلب کی۔ سب اہل الرائے نے بالاتفاق یہ جواب دیا کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی عبداللہ بن شرحبیل اصبحی حمیری اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے صورت حال کی خبر لائیں۔

وفد کی روانگی مدینہ کی طرف : چنانچہ وفد روانہ ہو گیا جب وہ مدینہ کے قریب پہنچے تو سفر کا لباس اتار دیا اور نیا لباس زیب تن کر کے فخرو غرور سے ٹخنوں سے نیچے لٹکا دیا اور سونے کی انگوٹھیاں پہن لیں اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلام عرض کیا۔ نبی علیہ السلام نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا اور دیر تک آپ سے کلام کرنے کے درپے رہے۔ آپ نے ان سے "اس لباس کی وجہ سے" گفتگو نہ کی تو وہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف کی تلاش میں نکلے۔

ان کی' ان دونوں سے جان پہچان تھی' ان کو انصار اور مہاجرین کی ایک مجلس میں موجود پایا۔ عرض کیا جناب عثمان اور جناب عبدالرحمانؓ! آپ کے نبیؐ نے ہماری طرف ایک مکتوب ارسال کیا تھا' ہم اس کا جواب دینے کی خاطر حاضر ہوئے ہیں' ہم نے سلام عرض کیا' جواب ندارد' دیر تک کلام کے منتظر رہے آپ نے کلام بھی نہیں کیا تو بتاؤ اب کیا رائے ہے؟ کیا ہم واپس لوٹ جائیں؟ اتفاقاً حضرت علیؓ بھی مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمانؓ نے ان سے پوچھا جناب ابوالحسن! ان کے بارے آپ کی رائے کیا ہے؟ تو حضرت علیؓ نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا نیا لباس اور انگوٹھیاں اتار دیں اور وہی سفر والا لباس پہن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

آغاز : چنانچہ انہوں نے ایسا کیا (آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے) سلام عرض کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا پھر آپ نے فرمایا اس خدا کی قسم! جس نے مجھے برحق مبعوث کیا ہے۔ وہ پہلی بار آئے تو ان کے ہمراہ شیطان تھا۔ پھر باہمی سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ انہوں نے پوچھا عیسیٰؑ کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟ ہم عیسائی ہیں' اپنی قوم کے پاس واپس جائیں گے اگر آپ نبی ہیں تو عیسیٰؑ کے بارے آپ کی رائے ہمارے لئے فرحت و مسرت کا باعث ہو گی۔

آیات مباہلہ : تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امروز میرے پاس ان کے بارے کوئی علم نہیں، تم قیام کرو یہاں تک کہ میں عیسیٰؑ کے بارے اللہ کا فرمان بتا دوں، چنانچہ دوسرے روز صبح کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۵۹/ ۳) بے شک عیسیٰؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اسے مٹی سے بنایا، پھر اسے کہا کہ ہو جا پھر ہو گیا حق وہی ہے جو تیرا رب کہے، پھر تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو (۶۰) پھر جو کوئی مجھ سے اس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آ چکا ہے۔ تو کہہ دے آؤ، ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں، اپنی مائیں اور تمہاری مائیں بلائیں پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں ان پر جو جھوٹے ہیں۔

انہوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان آیات کے بتانے کے بعد، دوسرے روز رسول اللہ ﷺ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو کمبل سے لپیٹے ہوئے مباہلہ کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی پشت کے قریب حضرت فاطمہؓ آ رہی تھیں، اس وقت آپ کی متعدد بیویاں تھیں۔

شرحبیل کی دانشمندی : یہ منظر دیکھ کر شرحبیل نے اپنے دونوں رفیقوں سے کہا، آپ کو معلوم ہے کہ وادی نجران کے سب لوگوں نے میری رائے کو تسلیم کیا۔ واللہ! میں اس بات کو ایک المیہ سمجھتا ہوں واللہ! اگر یہ شخص طاقتور بادشاہ ہوتا تو پورے عرب سے پہلے ہم لوگ ہوتے جو اس کے مرکز پر حملہ آور ہوتے اور اس کی بات کو ایسا ٹھکرا دیتے کہ ہمارے بارے اس شخص اور اس کے اصحاب کے دل سے رنج و الم کی کیفیت زائل نہ ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ ہمیں مصائب سے دوچار کر دیتے اور ہم پورے عرب سے اس کے نزدیک تر ہمسایہ ہیں۔ اگر یہ شخص نبی اور رسول ہوا اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا تو روئے زمین پر ہمارے بال اور ناخن تک محفوظ نہ رہیے گا یہ سن کر اس کے دونوں رفقاء نے کہا اے ابو مریم! کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے ہے کہ میں ان کو حکم تسلیم کر لوں میرے خیال میں ایسا شخص کبھی ظالمانہ فیصلہ نہیں صادر کرتا تو رفقاء نے کہا آپ جانیں اور وہ۔

چنانچہ شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر کے عرض کیا، میں آپ کے سامنے مباہلہ سے بہتر تجویز پیش کرتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے تو اس نے عرض کیا اب سے لے کر کل صبح تک آپ کے حکم کے تابع ہیں آپ کا ہر حکم ہمارے بارے جائز ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا شاید کوئی تیرے بعد اعتراض اور ملامت کرے تو اس نے عرض کیا، میرے ان دونوں ساتھیوں سے دریافت کر لیجئے انہوں نے کہا وادی کے سب لوگ شرحبیل کی رائے کا احترام کرتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مباہلہ نہ کیا، وہ دوسرے روز آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان کو یہ مکتوب لکھوا دیا۔

مکتوب : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ صلح نامہ محمدؐ نبی، امی رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کے لئے تحریر کروایا۔ گو ان کے ہر پھل، تمام سونے چاندی اور غلاموں میں آپ کا حکم نافذ ہے۔ مگر آپ نے ان پر احسان کیا اور دو ہزار "حلہ" کے عوض سب کچھ ترک کر دیا ہر ماہ رجب کے اندر ان پر ایک ہزار حلہ دینا واجب ہے اور ہر ماہ صفر میں ایک ہزار "حلہ" صلح نامہ میں تمام شرائط بیان کئے یہاں تک کہ اس تحریر کے شاہد ہیں

ابوسفیان بن حرب غیلان بن عمرو' مالک بن عوف از بنی نصر' اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ رضی اللہ عنہم اور آپؐ نے یہ تحریر کروائی۔

یہ مکتوب لے کر وہ نجران کی طرف روانہ ہو گئے اور اسقف کے ہمراہ اس کا ماں جایا بھائی اور ابن عم ابو علقمہ بشر بن معاویہ بھی تھا۔ وفد نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب گرامی اسقف کے سپرد کر دیا۔ اسقف اس کو پڑھ رہا تھا' اس کا بھائی بشر بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں سوار تھے کہ بشر بن معاویہ ابو علقمہ کی سواری ٹھوکر کھا کر گر پڑی تو بشر نے بہ صراحت رسول اللہ ﷺ کو ہلاکت و فلاکت کی بددعا دی تو اسقف نے اسے کہا واللہ! تو نے ایک نبی اور رسولؐ کے بارے ہلاکت و تباہی کی بددعا کی تو بشر نے یہ سن کر کہا واللہ! میں اس کی کجاوے کی گرہ تک نہ کھولوں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنی سواری کا منہ مدینہ کی طرف موڑ دیا اور اسقف نے اپنی سواری موڑ کر اسے کہا' مجھ سے بات سمجھ' میں نے نبی اور رسول اس وجہ سے کہا ہے کہ عرب میرا یہ کلام اس کو پہنچا دیں اس اندیشہ سے کہ وہ خیال کریں کہ ہم نے اس کا حق لے لیا یا ہم نے اسی کی بات پر لبیک کہا ہے۔ یا ہم اس نبی کے اتنا مطیع اور ماتحت ہو گئے ہیں جتنا کوئی عرب بھی نہیں ہوا۔ حالانکہ ہم ان سے معزز ہیں اور مضبوط قلعہ میں محفوظ ہیں۔

یہ سن کر بشر بن معاویہ نے کہا واللہ! میں تیرا یہ عذر لنگ کبھی بھی مانوں گا پھر اس نے اسقف سے پلٹتے ہوئے سواری کو ہانکا اور یہ رجز پڑھتا ہوا چلا۔

الیک تغدوا قلقا وضینھا معترضا فی بطنھا جنینھا
مخالفا دین النصاری دینھا

(یا رسول اللہ! آپ کی طرف (یہ ناقہ) دوڑ رہی ہے' اس کا تنگ' ڈھیلا ہے۔ اس کے پیٹ میں اس کا بچہ ہے۔ اس کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے)

یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوا وہیں مقیم رہا اور آپؐ کے وصال کے بعد شہید ہوا۔

راہب بن ابو شمر زبیدی : یہ وفد نجران میں واپس آیا اور گرجا میں مقیم راہب بن ابو شمر زبیدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کو بتایا کہ ارض تہامہ میں نبی مبعوث ہو چکا ہے اور اس نے مباہلہ کی دعوت پیش کی تھی اور ہم نے مسترد کر دی ہے اور ابو علقمہ بشر بن معاویہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا ہے۔ یہ سن کر راہب زبیدی نے کہا مجھے سیڑھی لگا کر اس گرجا سے نیچے اتارو ورنہ میں گرجا سے خود کو گرا دوں گا۔ انہوں نے اس کو گرجے سے اتار دیا تو وہ تحفہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔ تحفہ میں پیالہ اور عصا کے علاوہ وہ چادر بھی تھی جسے خلفاء زیب تن کیا کرتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر عرصہ دراز تک وحی سنتا رہا پھر وہ وعدہ کر کے کہ عنقریب دوبارہ آئے گا' واپس لوٹ آیا۔ اس کے مقدر میں اسلام نہ تھا' وہ واپس نہ آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اسقف ابو الحارث اور وثیقہ : اسقف ابو الحارث' سید' عاقب اور معززین قوم کے ہمراہ رسول اللہ

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہ کر وحی سنتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسقف ابوالحارث اور اس کے بعد والے دیگر اساقفہ نجران کو یہ وثیقہ تحریر کروا دیا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم من جانب محمد نبیؐ' برائے اسقف ابوالحارث و دیگر اساقفہ نجران کہان اور رہبان جو کم و بیش ان کے قبضہ میں ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ضمانت میں ہے۔ کوئی اسقف' راہب اور کاہن تبدیل نہ کیا جائے گا' ان کے حقوق' حکمرانی اور رسم و رواج میں مداخلت نہ ہو گی۔ جب تک وہ مصالحانہ اور خیر خواہانہ رویہ اپنائے رکھیں گے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور ضمانت میں رہیں گے نہ ان پر ظلم ہو گا اور نہ وہ ظلم کریں گے۔ (اس وثیقہ کو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے لکھا)

نمائندگان قوم : محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ نصاریٰ نجران کا وفد' ساٹھ افراد پر مشتمل تھا' ان میں سے یہ چودہ ارکان ارباب بست و کشاد تھے۔ (۱) عاقب عبدالمسیح (۲) سید اتم یا ایہم (۳) ابو حارثہ بن علقمہ (۴) اوس بن حارث (۵) زید (۶) قیس (۷) یزید (۸) نبیہ (۹) خویلد (۱۰) عمرو (۱۱) خالد (۱۲) عبداللہ اور (۱۳) یحنس۔ (یہ کل تیرہ ہیں غالباً چودھواں نام ساقط ہو گیا ہے)

اور ان منتخب ارکان کے تین نمائندے تھے (۱) عاقب عبدالمسیح' وہ ان کا امیر اور مشیر اعلیٰ تھا اور وہ اس کی رائے کا احترام کرتے تھے (۲) سید' ایہم' وہ ان کا فریاد رس اور سواریوں کا نگران تھا (۳) ابوحارثہ بن علقمہ' ان کا اعلیٰ پادری اور افضل و اکرم تھا۔ یہ بکر بن وائل کے عرب خاندان کا چشم و چراغ تھا لیکن اس نے نصرانیت کو قبول کر لیا تھا۔ روم نے اس کی خوب تعظیم و تکریم کی اور اس کے لئے گرجے تعمیر کئے۔ دینی صلابت و پختگی اور تقشف کی بدولت اس کو اپنا رئیس اور مخدوم سمجھتے تھے۔ بایں ہمہ وہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت سے خوب آگاہ تھا لیکن دنیاوی شرف و جاہ قبول حق سے مانع ہوا۔

جاہ و مال اسلام قبول کرنے سے مانع رہا : یونس بن بکیر' کرز (یا کوز بقول ابن ہشام) بن علقمہ سے بیان کرتے ہیں کہ نصاریٰ نجران کا وفد ساٹھ ارکان پر مشتمل تھا' ان میں سے ۲۴ افراد انکے اشراف اور رؤسا میں سے تھے ان میں سے تین اشخاص صاحب بست و کشاد تھے' عاقب' سید اور ابوحارثہ یکے از بکر بن وائل' یہ ابوحارثہ ان کا لاٹ پادری اور شیخ المدارس تھا وہ اسکی خوب تعظیم و تکریم اور توقیر بجالاتے تھے اور اس پر مال و دولت نچھاور کرتے تھے اسکی علمی وجاہت اور دینی اجتہاد کی خاطر گرجے تعمیر کرتے تھے۔

جاہ پرست عالم اور سادہ لوح جاہل : جب وہ نجران سے روانہ ہوئے تو ابوحارثہ اپنی خچر پر سوار ہو گیا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کرز بن علقمہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ ابوحارثہ کی سواری نے ٹھوکر کھائی تو کرز نے کہا محمد ہلاک ہو' تو ابو حارثہ نے کہا آپؐ نہیں بلکہ تو ہلاک و برباد ہو' تو کرز نے پوچھا' بھائی! یہ کیسے؟ تو اس نے کہا واللہ! یہ وہی نبی ہے جس کے ہم چشم براہ اور منتظر تھے تو کرز نے پوچھا' اس بات کا علم ہوتے ہوئے آپ کو قبول اسلام سے کیا مانع ہے؟ تو اس نے کہا۔ نصاریٰ کے شریفانہ اور کریمانہ کردار نے ہمیں اسلام سے باز رکھا ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں شرافت و عظمت بخشی اور مخدوم بنایا' یہ لوگ اسلام کی عداوت اور مخالفت پر کمربستہ ہیں اگر میں دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤں تو وہ ہر چیز سلب کر لیں گے۔ کرز

نے یہ بات سن کر اپنے دل میں مضمر اور مخفی رکھی یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

عیسائیوں کا مسجد نبوی میں نماز ادا کرنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ مسجد نبوی میں عمدہ اور زرق برق لباس پہنے ہوئے داخل ہوئے اور نماز عصر کا وقت آچکا تھا' وہ مشرق کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے لگے تو آپ نے فرمایا' کچھ نہ کہو' نماز پڑھنے دو' اور وفد کے نمائندہ تھے ابوحارثہ بن علقمہ' سید اور عاقب۔ وہ سوال جواب کرتے رہے یہاں تک ان کے بارے سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات اور مباہلے کا اعلان نازل ہوا انہوں نے مباہلہ سے دستبرداری کا اظہار کیا اور مصالحت کے بعد رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے کسی امین اور معتمد شخص کو ان کے ہمراہ بھیجنے کی درخواست کی تو آپ نے ان کے ساتھ حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ امین امت کو روانہ فرمایا۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں بیان ہو چکا ہے۔ اور ہم نے یہ قصہ سورہ آل عمران کی تفسیر میں بالاستیعاب بیان کیا ہے۔

وفد بنی عامر' نیز عامر بن طفیل اور اربد بن مقیس کا واقعہ : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بنی عامر کا وفد حاضر ہوا۔ عامر بن طفیل' اربد مقیس بن جز بن جعفر بن خالد اور جبار بن سلمٰی بن مالک بن جعفر' وفد کے ارکان تھے۔ اور یہ تینوں قوم کے رئیس اور شیطان صفت تھے۔ عدواللہ' عامر بن طفیل رسول اللہؐ کی خدمت میں محض غداری اور خیانت کی خاطر آیا تھا حالانکہ اس کی قوم نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ سب قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ تو بھی اسلام قبول کر لے تو اس نے جواب دیا واللہ! میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھوں گا یہاں تک کہ عرب میرے تابع ہو جائے کیا میں اس قریشی جوان کے تابع ہو جاؤں؟

سازش : پھر اس نے اربد کے ساتھ مل کر ایک سازش تیار کی کہ ہم اس "شخص" کے پاس گئے تو میں "اس" کو تجھ سے غافل اور بے دھیان کر دوں گا' جب میں ایسا کر دوں گا تو اس پر تلوار کا وار کر دینا چنانچہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو عامر نے عرض کیا' اے محمد! مجھ سے دوستانہ تعلق پیدا کیجئے۔ آپ نے فرمایا واللہ! بالکل نہیں حتیٰ کہ تو اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان لائے وہ دوبارہ سہ بار یہی کہتا رہا اور اربد سے سازش پر عمل درآمد کا منتظر تھا اور اربد کو کچھ سوجھتا نہ تھا جب عامر نے اربد کا رویہ معلوم کر لیا تو اس نے پھر کہا اے محمد! مجھ سے دوستی قائم کیجئے' تو آپ نے فرمایا بالکل نہیں حتیٰ کہ تو دائرہ اسلام میں داخل ہو جائے جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی فرمائش اور التجاء تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے دھمکی دی کہ سنو واللہ! میں تیرے خلاف سواروں اور پیادوں کی فوج لے آؤں گا جب وہ یہ کہہ کر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بددعا فرمائی الٰہی! مجھے عامر بن طفیل سے کفایت کر۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے باہر نکلے تو عامر نے اربد کو کہا میں نے جس سازش پر عمل درآمد کیلئے کہا تھا تو تیرا دل دماغ کہاں غائب ہو گیا تھا واللہ! دنیا میں تجھ سے زیادہ میرا کوئی دشمن نہیں واللہ! آج کے بعد مجھے تیری ذات سے کوئی خطرہ باقی نہ رہے گا (میں تیرا کام تمام کر دوں گا) اس نے کہا تیرا باپ مرے' جلد بازی سے کام نہ لے۔ واللہ! جب بھی میں تیری فرمائش پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا تو' تو میرے اور "ان"

کے درمیان حائل ہو جاتا اور تو ہی نظر آتا تو کیا میں تجھ پر تلوار کا وار کر دیتا۔

وہ اپنے وطن کی طرف واپس چلے تو راستہ میں اللہ تعالیٰ نے عامر کی گردن میں طاعون پیدا کر دیا اور بنی سلول کی ایک عورت کے ہاں اس کو موت کی نذر کر دیا اور وہ کہنے لگا اے بنی عامر! کیا گلٹی ہے؟ اونٹ کی گلٹی ایسی' بنی سلول کی خاتون کے گھر میں' اور ابن ہشام کے الفاظ میں **(اغدہ کغدہ الابل و موت فی بیت سلولیة)** کیا گلٹی ہے اونٹ کی گلٹی کی طرح اور موت ہے سلولیہ عورت کے گھر میں۔

عامر بن طفیل : بیہقی (زبیر بن بکار' فاطمة بنت عبدالعزیز بن مئولہ' ابوہ عبدالعزیز) جدھا مئولہ بن حمیل (یا مئولہ بن کثیف بن حمل' قاموس) سے بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عامر! مسلمان ہو جا! تو اس نے کہا بشرطیکہ خانہ بدوشوں پر میری حکمرانی ہو اور مکانوں میں قیام پذیر لوگوں پر آپ کی حکومت ہو۔ آپ نے اس کا مطالبہ مسترد کرتے ہوئے پھر فرمایا مسلمان ہو جا تو اس نے کہا میں مسلمان ہوتا ہوں بشرطیکہ "اہل دبر" خانہ بدوش مری قلمرو میں ہوں اور "اہل مدر" مکانوں میں رہائش پذیر آپ کی حکمرانی میں ہوں آپ نے اس کی تجویز نہ تسلیم کی تو وہ واپس جاتا ہوا دھمکی دے رہا تھا اے محمد! میں تیرے خلاف نوجوان شاہ سواروں کا لشکر جرار لے کر آؤں گا اور ہر کھجور کے تنے کے ساتھ گھوڑا باندھ دوں گا تو آپ نے بدعا فرمائی **(اللّٰھم اکفنی عامرا واھد قومہ)** الٰہی! مجھے عامر سے کفایت کر اور اس کی قوم کو ہدایت نصیب کر' وہ وطن جانے کے لئے روانہ ہوا تو مدینہ کے قریب ہی اپنے خاندان کی عورت مسماۃ "سلولیہ" سے ملاقات ہو گئی تو وہ سواری سے اتر کر اس کے گھر میں سو گیا اور اس کے حلق میں گلٹی نکل آئی تو وہ نیزہ ہاتھ میں لئے کود کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور گھوڑے پر چکر لگاتا ہوا کہہ رہا تھا **(غدة کغدة البعیر و موت فی بیت سلولیہ)** وہ برابر یہ جملہ دہرا رہا تھا کہ گھوڑے سے گر کر جہنم رسید ہوا۔

مئولہ : "الاستیعاب" میں حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ مئولہ بن کثیف ضبابی کلابی' عامری از بنی عامر بن صعصعہ بیس سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا اور سو سال اسلامی زندگی بسر کر کے اللہ کو پیارا ہوا۔ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے "ذولسانین" کے لقب سے مشہور تھا اس کا بیٹا عبدالعزیز اس سے "روایت" نقل کرتا ہے۔ اور اس نے اس سے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا ہے۔ **(غدة کغدة البصیر و موت فی بیت سلولیہ)**

زبیر بن بکار' (ظمیا بنت عبدالعزیز بن مئولہ بن کثیف بن جمیل بن خالد بن عمرو بن معاویہ (ضباب) بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ' عبدالعزیز ابوھا) اپنے والد مئولہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیس سال کی عمر میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر کے آپؐ کے دائیں ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے اونٹوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لا کر "نبت لبون" زکوٰۃ میں پیش کی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ابوہریرہؓ کے ساتھ رہا اور سو سال اسلامی زندگی بسر کی۔ فصاحت و بلاغت کی بنا پر "ذولسانین" نام تھا۔

ترتیب واقعات پر اعتراض : امام ابن کثیر فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عامر بن طفیل کا

واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے گو امام محمد بن اسحاق اور حافظ بیہقی نے اس کو "فتح مکہ" کے بعد کے واقعات میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ حافظ بیہقی (حاکم' اصم' محمد بن اسحاق' معاویہ بن عمرو' ابواسحاق فزاری' اوزاعی' اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ) حضرت انسؓ سے "بیئر معونہ" کے واقعہ میں بیان کرتے ہیں کہ عامر بن طفیل نے حضرت انسؓ کے ماموں حرام بن ملحان کو شہید کیا اور "بیئر معونہ" کے تمام شرکاء کو ماسوائے عمرو بن امیہ کے غداری اور خیانت سے شہید کر دیا۔ (جیسا کہ گزر چکا ہے)

اوزاعی' یحییٰ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن طفیل پر مسلسل تیس روز بددعا کرتے رہے' خدایا! تو جس طرح بھی چاہتا ہے عامر بن طفیل سے کفایت کر اور اس پر وہ چیز مسلط کر جو اسے موت کے گھاٹ اتار دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر طاعون کو مسلط کر دیا۔ ہمام از اسحاق بن عبداللہ از انسؓ قصہ ابن ملحان میں مروی ہے کہ عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا میں آپؐ کے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں۔ (۱) ہموار اور نشیبی مقامات پر مکانوں میں آباد لوگوں پر آپ کی حکمرانی ہو گی اور خانہ بدوش میری قلمرو میں ہوں گے۔ (۲) میں آپ کے بعد' آپ کا جانشین اور خلیفہ ہوں گا۔ (۳) یا پھر میں غطفان کا اس پر سوار دو ہزار کا لشکر جرار لے کر آپؐ سے برسرپیکار ہوں گا۔ پھر وہ ایک خاتون کے گھر میں طاعون کا شکار ہو گیا اور اس نے کہا گلٹی ہے اونٹ کی گلٹی کی طرح اور موت ہے بنی فلاں کی ایک خاتون کے گھر میں۔ (میں ایسی حالت سے بیزار ہوں) میرا گھوڑا لاؤ' وہ سوار ہوا اور گھوڑے کی پشت پر جہنم رسید ہوا۔

اربد پر بجلی گری : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ واپسی میں یہ وفد "بنی عامر" کے علاقہ میں موسم سرما میں پہنچا تو قوم ان کے استقبال کے لئے آئی' تو لوگوں نے اربد سے پوچھا کیا روئیداد ہے؟ تو اس نے کہا کچھ نہیں۔ واللہ! اس نے محض ایک خدا کی عبادت کی دعوت پیش کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ اگر وہ اب میرے پاس ہو تو میں اسے تیر مار کر موت کے گھاٹ اتار دوں۔ ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کی خاطر اپنے گھر سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اونٹ سمیت اس پر بجلی گرا دی اور اس نے دونوں جلا کر راکھ کر دیا۔ بسر بن ربیعہ شاعر' اربد بن قیس کا اخیافی اور ماں جایا بھائی تھا اس نے مرثیہ کہا۔

ما أن تعري المنون من أحد لا والد مشفق ولا ولد
أخشى على أربد الحتوف ولا أرهب نوء السماك والاسد
فعين هلا بكيت أربد إذ قمنا وقام النساء في كبد
إن يشغبوا لا يبال شغبهم أو يقصدوا في الحكوم يقتصد
حلو أريب وفي حلاوته مر لصيق الاحشاء والكبد

(موت کسی کو نہیں چھوڑتی' نہ مہربان باپ کو نہ پیارے بیٹے کو۔ مجھے اربد پر موت کا تو خطرہ لاحق تھا لیکن سماک اور اسد تارے کی گردش کا خوف نہ تھا۔ اے چشم! تو اربد پر کیوں نہ اشکبار ہوئی۔ جب ہم اور خاندان کی خواتین جانکاں مصیبت میں تھے۔ اگر وہ شور و شغب کرتے تو وہ ان کے شوروغل کی پرواہ نہ کرتا اگر وہ فیصلہ جات میں اعتدال

اختیار کرتے تو وہ بھی معتدل رہتا۔ شیریں کلام دانشور تھا' اس کی شیرینی میں یک گونہ تلخی تھی جو آنتوں اور جگر سے پیوستہ ہو جاتی تھی)

وعین ھلاّ بکیت اربد إذ ألوت ریاح الشتاء بالعضد
وأصبحت لاقحا مصرّمة حتی تجّت غوابر المدد
اشجع من لیث غابةٍ خم ذو نھمة فی العلا ومنتقد
لا تبلغ العین کل تھمتھا لیلة تمسی اجیاد کالفِدد
الباعث النوح فی مآتمه مثل الضباء الابکار بالجرد

(اے چشم! تو اربد پر کیوں نہ آبدیدہ ہوئی جب موسم سرما کی ہوائیں اس کے بازو کو ادھر ادھر پلٹا رہی تھیں۔ وہ ہوا ثمربار اور پھل ختم کرنے والی ہو گی' یہاں تک کہ باقی ماندہ مدد عظیم ہو گئی۔ وہ جنگل کے خونخوار شیر سے زیادہ بہادر تھا۔ وہ بلندیوں کا خواہشمند تھا اور کامران تھا۔ اس کی نگاہ اپنی ہر خواہش تک نہیں پہنچ سکی جس رات عمدہ گھوڑے آدمیوں کی طرح چیخنے چلانے لگے۔ وہ نوحہ گروں کو چٹیل میدان میں اپنے ماتم کی مجلس میں بھیجنے والا ہے قطار در قطار نوخیز ہرنیوں کی طرح)

فجعنی البرق والصواعق بالفا رس یوم الکریھة النجد
والحارب الجابر الحریب إذا جاء نکیبا وإن یعد یعد
یعفو علی الجھد والسؤال کما ینبت غیث الربیع ذو الرصد
کل بنی حرة مصیرھمُ قل وإن کثروا من العدد
إن یغبطوا یھبطوا وإن امروا یوما فھم للھلاك والنفد

(مجھے بجلی کی گرج اور چمک نے ایسے شاہ سوار کے صدمہ سے دوچار کیا جو لڑائی کے وقت بہادر تھا۔ جنگجو' لٹے پٹے آدمی کا نقصان پورا کرنے والا' جب وہ پلٹ کر آجائے اگر وہ دوبارہ آئے تو وہ بھی دوبارہ مدد کو آتا ہے۔ غربت اور سوال کو ایسے ختم کرتا ہے جیسا کہ موسم ربیع کا متوقع بادل چٹیل میدان میں روئیدگی پیدا کرتا ہے۔ ہر آزاد اور شریف انسان کی وہ پناہ گاہ خواہ وہ کم و بیش ہوں۔ اگر وہ اس پر رشک کریں تو وہ زوال پذیر ہو جائیں اگر ان کو حکم دیا جائے تو وہ ہلاکت و بربادی کے انتظار میں ہیں)

ابن اسحاق نے لبید بن ربیعہ شاعر کے اپنے اخیافی بھائی اور اربد بن قیس کے مرثیہ میں بہت اشعار بیان کئے ہیں ہم نے اختصار کی خاطر انکو نظرانداز کر دیا ہے اور جو بیان کئے ہیں ان پر ہی اکتفا کیا ہے۔

سورہ رعد : ابن ہشام کا بیان ہے کہ زید بن اسلم نے عطاء بن یسار کے حوالے سے ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ عامر اور اربد کے بارے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا (۸/۱۳) اللہ کو معلوم ہے کہ جو کچھ ہر مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اور جو کچھ پیٹ میں سکڑتا گھٹتا اور بڑھتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا اندازہ ہے پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا بلند مرتبہ ہے۔ تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے یا پکار کر کہے اور جو شخص رات میں کہیں چھپ جائے یا اس میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں۔ ہر شخص

کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے ہیں اس کے آگے اور پیچھے اللہ کے حکم سے اس --- محمدؐ --- کی نگہبانی کرتے ہیں (۱۱/۱۳) بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے اور جب اللہ کسی قوم --- بنی عامر کے اربد کی گرج چمک سے ہلاکت --- کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا۔ وہی ہے جو تمہیں خوف یا امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا اور بھاری بادلوں کو اٹھاتا ہے اور رعد اس کی پاکی کے ساتھ اس کی تعریف کرتا ہے اور سب فرشتے اس کے ڈر سے اور بجلیاں بھیجتا ہے پھر انہیں جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے۔ اور یہ تو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ بڑی قوت والا ہے۔ (۱۳/۱۳) ہم نے سورۂ رعد کی ان آیات مبارکہ پر مکمل بحث کی ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

سورہ رعد کی (۸/۱۳) آیات کا شان نزول : ابن ہشام نے مذکور بالا روایت جو معلق بیان کی ہے وہ پوری سند سے حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی معجم کبیر میں مسعدہ بن سعد عطار (ابراہیم بن منذر حزامی' عبدالعزیز بن عمران' عبدالرحمان اور عبداللہ پسران زید بن اسلم' زید بن اسلم ابوہما' عطاء بن یسار) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل' مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ تشریف فرما تھے وہ آکر آپ کے سامنے بیٹھ گئے' عامر نے کہا جناب محمدؐ! اگر میں اسلام قبول کر لوں تو مجھے کیا دیں گے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے حقوق بھی مسلمانوں کے مساوی ہوں گے۔ جو ان کو ملے گا وہ تجھے ملے گا اور جو ان کے ذمہ ہو گا وہ تیرے بھی ذمہ ہو گا یہ سن کر عامر نے کہا اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو آپ مجھے اپنی وفات کے بعد خلافت اور حکومت سونپ دیں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرا اور تیری قوم کا حق نہیں' ہاں تیرے لئے گھوڑوں کی لگامیں ہیں (یعنی تجھے فوج کی قیادت سونپ دیں گے) تو اس نے کہا نجد کے گھوڑوں کی لگامیں اور قیادت تو اب بھی میرے ہاتھ میں ہے۔ آپ خانہ بدوشوں پر میری حکومت تسلیم کر لیں اور خود مکانوں میں رہنے والوں کی سکونت پر اکتفا کریں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بالکل نہیں" جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر جا رہا تھا تو اس نے کہا سنو! واللہ! میں تیرے خلاف اس قدر سوار اور پیادہ لشکر لاؤں گا کہ تل دھرنے کی جگہ باقی نہ ہو گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے روک دے گا۔"

سازش : اربد اور عامر دونوں باہر چلے گئے تو عامر نے اربد سے کہا میں محمدؐ کو باتوں میں الجھا کر تجھ سے غافل کر دوں گا تو موقعہ پا کر تلوار سے قتل کر دینا جب تم نے محمدؐ کو قتل کر دیا تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ لوگ دیت پر راضی ہو جائیں گے اور جنگ و جدال سے احتراز کریں گے' پھر ہم ان کو دیت ادا کر دیں گے۔ اربد نے اس سازش کو عملی جامہ پہنانے کی حامی بھر لی۔ تو دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس چلے آئے تو عامر نے کہا یا محمدؐ! ذرا ادھر آیئے مجھے آپ سے بات کرنی ہے' تو رسول اللہؐ اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور وہ دونوں (اربد اور عامر) دیوار کے پاس کھڑے تھے اور رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ گفتگو کرنے لگے تو اربد نے تلوار سونتنے کا ارادہ کیا اور اپنا ہاتھ تلوار کے دستہ پر رکھا تو ہاتھ تلوار کے قبضہ پر بے حس و

حرکت ہو گیا اور وہ تلوار نہ سونت سکا۔ عامر کے مطابق اربد نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے سے ذرا دیر کر دی تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کی حرکت پر مطلع ہوئے تو ان کے پاس سے چلے آئے۔

اربد اور عامر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آئے اور چلتے چلتے "حرہ واقم" میں پہنچ کر ٹھہر گئے اور حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت اسیدؓ بن حضیر بھی ان کے پاس پہنچ گئے تو انہوں نے کہا "اے ملعونو! اے خدا کے دشمنوں یہاں سے چلے جاؤ" تو عامر نے سعدؓ سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو بتایا یہ اسید بن حضیر الکتائب ہے چنانچہ وہ دونوں یہاں سے چل دیئے "رقم" میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے بجلی گرا کر اربد کو بھسم کر دیا۔ عاصم وہاں سے چل کر "حرہ" میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو طاعون کی گلٹی میں مبتلا کر دیا اور بادل نخواستہ اس کو بنی سلول کی خاتون کے ہاں رات بسر کرنی پڑی اور اپنے حلق کی گلٹی کو چھو کر کہنے لگا' اونٹ کی گلٹی کی طرح گلٹی ہے۔ سلولیہ خاتون کے گھر میں مرنے سے نفرت ہے۔ پھر اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑا دوڑا دیا یہاں تک کہ واپسی میں گھوڑے پر ہی اس کی روح پرواز ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کے بارے سورہ رعد کی (۸۔۱۳/۱۳) پانچ آیات نازل فرمائیں۔ اربد اور عامر کے واقعہ کے بارے بیان ہو چکا ہے کہ یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے اور اس مذکور بالا روایت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ اس میں سعد بن معاذ متوفی ۴ یا ۵ ھ کا ذکر موجود ہے' واللہ اعلم۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت طفیل بن عامر دوسیؓ کی مکہ میں آمد اور ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بھی بیان ہو چکا ہے۔ اور واپسی میں اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کیسے پیدا کیا اور پھر اس کو کوڑے کے کنارے اور سرے پر بدل دیا' ہم نے یہ واقعہ مکی زندگی میں مفصل بیان کیا ہے' یہاں اعادہ کی کوئی ضرورت نہیں' حافظ بیہقی وغیرہ کی طرح۔

ضمام بن ثعلبہ کا اپنی قوم کی نمائندگی کرنا : ابن اسحاق (محمد بن ولید بن نویفع' کریب) حضرت ابن عباسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا نمائندہ بنا کر روانہ کیا وہ مدینہ آیا اور مسجد نبوی کے دروازے پر سواری کا زانو باندھ کر مسجد میں داخل ہوا' رسول اللہ ﷺ صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ (ضمام' تنومند دلیر' گھنے بالوں والا اور دو گیسوؤں والا آدمی تھا) وہ آیا۔ اور صحابہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پوچھا ابن عبدالمطلب کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں' تو اس نے کہا اے محمد! تو آپ نے "ہاں" کہا' پھر اس نے کہا اے ابن عبدالمطلب! میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں اور ذرا سختی سے پوچھوں گا' ناراض نہ ہو جایئے گا۔ تو آپ نے فرمایا جو پوچھنا ہو پوچھو' ناراض نہ ہوں گا' تو اس نے کہا۔ میں آپ کے معبود آپ سے قبل کے لوگوں کے معبود اور آپ سے بعد کے لوگوں کے معبود کی قسم دلا کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر کہا' میں آپ کو اللہ کی قسم دلا کر کہتا ہوں' جو تیرا الہ ہے اور تیرے سے پہلے لوگوں کا الہ ہے اور تیرے سے بعد والے لوگوں کا الہ ہے۔ کیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم ان تمام بتوں کو جن کی ہمارے آباء عبادت کرتے تھے چھوڑ دیں آپ نے فرمایا "ہاں" اس نے پھر پوچھا' میں آپ کو اللہ کی حلف دلا کر پوچھتا ہوں جو تیرا خدا ہے اور آپ سے پہلے لوگوں کا خدا ہے اور آپ سے بعد والے لوگوں کا خدا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں پانچ وقت نماز کی تلقین کریں۔ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر اس نے اسلام کے فرائض' زکوٰۃ' روزہ اور حج اور دیگر احکام کی بابت بار بار پوچھا اور ہر فریضہ کے ساتھ وہ اسی طرح قسم دلاتا رہا جس طرح وہ پہلے قسم دلا کر پوچھتا تھا یہاں تک کہ وہ مسائل پوچھ کر فارغ ہو گیا تو اس نے اقرار کیا کہ میں شاہد ہوں' اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔ اور میں ان فرائض کو بجالاؤں گا اور ممنوع باتوں سے اجتناب کروں گا۔ مزید بر آں اس میں کم و بیشی نہ کروں گا۔ پھر وہ اپنے اونٹ کی طرف لوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "دو گیسوؤں والے نے اگر تہ دل سے کہا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔"

پھر اس نے اپنے اونٹ کا زانو بند کھولا اور روانہ ہو گیا حتیٰ کہ اپنی قوم کے پاس پہنچ گیا قوم اس کے پاس جمع ہو گئی۔ اس کے کلام کا آغاز تھا کہ لات اور عزیٰ برا ہے۔ قوم نے کہا' رک جا ضمام! برص' جذام اور جنون میں مبتلا ہونے سے ڈر' تو اس نے کہا' افسوس! واللہ! یہ نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور اس پر قرآن نازل کیا ہے جس کے ذریعہ تم کو تمام جاہلی رسوم سے نجات دلائی ہے اور میں شاہد ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں اس کے ہاں سے تمہارے پاس کچھ امور لایا ہوں جس کے کرنے کا آپ نے حکم دیا اور جس سے بچنے کی آپ نے تلقین کی ہے۔ راوی کا بیان ہے واللہ! شام تک اس کے ہاں سب مرد و زن مسلمان ہو گئے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ ہم نے کسی قوم کا نمائندہ اور وافد ضمامؓ سے افضل و اعلیٰ نہیں سنا۔

اس حدیث کو امام احمد (یعقوب بن ابراہیم زہری' ابوہ) ابن اسحاق سے اسی طرح بیان کرتے ہیں اور امام ابوداؤد نے (سلمہ بن فضل' محمد بن اسحاق' سلمہ بن کہیل اور محمد بن ولید بن نویفع' کریب) حضرت ابن عباس سے اس کی مثل نقل کیا ہے اور اس بیان سے واضح ہے کہ وہ قبل از فتح مکہ اپنی قوم کے پاس واپس چلا آیا تھا کیونکہ عزیٰ کو فتح مکہ کے ایام میں حضرت خالدؓ بن ولید نے مسمار کیا تھا۔

رجب ۵ھ میں ضمام کی آمد : واقدی (ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ' شریک بن عبداللہ بن ابی نمر' کریب) حضرت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ رجب ۵ھ میں بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو اپنا نمائندہ بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا وہ تنومند' گھنے بالوں والا اور دو گیسوؤں والا دلیر مرد تھا وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ سے نہایت درشتی اور تلخ لب و لہجہ سے سوال کیا کہ آپ کو کس نے مبعوث کیا ہے اور کیا دے کر مبعوث کیا ہے اور اسلامی فرائض کی بابت دریافت کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تسلی بخش جواب دیا تو وہ مسلمان ہو کر قوم کے پاس واپس آیا اور اس نے قوم کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کیا اور شام تک اس کی

قوم کے سب مرد و زن مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے مساجد تعمیر کیں اور نماز کے لئے اذان کہی۔

امام احمد (ہاشم بن قاسم' سلیمان بن مغیرہ' ثابت) حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے مسائل کے بارے سوال کرنے سے روک دیئے گئے تھے اور ہم خوشی محسوس کرتے تھے کہ کوئی سمجھ دار دیہاتی آئے اور ہماری موجودگی میں آپ سے مسائل پوچھے۔ چنانچہ ایک بدوی اور دیہاتی آیا اور اس نے عرض کیا یا محمد! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ آپؐ کا خیال ہے کہ اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے تو آپ نے فرمایا اس نے درست کہا' پھر اس نے پوچھا آسمان کا خالق کون ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ! پھر اس نے دریافت کیا زمین کا خالق کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ' پھر اس نے سوال کیا ان پہاڑوں کو کس نے نصب کیا ہے اور ان میں معدنیات کس نے ودیعت کی ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پھر اس نے کہا' اس ذات کی قسم' جس نے زمین و زمان پیدا کئے اور اس پر ان پہاڑوں کو نصب کیا' کیا اللہ نے آپ کو رسول بنا کر مبعوث کیا ہے۔ آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا آپ کے قاصد کا بیان تھا کہ شب و روز ہم پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس نے پوچھا اس خدا کی قسم' جس نے آپ کو رسول مبعوث کیا' کیا اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اس کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ نے "ہاں" کہا۔ اس نے مزید پوچھا کہ آپ کے قاصد کا پیغام تھا کہ ہمارے مال و دولت میں زکوٰۃ واجب ہے تو آپؐ نے اس کی تصدیق کی۔ اس نے کہا اس خدا کی قسم' جس نے آپ کو رسول بنایا ہے کیا اللہ نے ہی آپ کو اس زکوٰۃ کا حکم دیا ہے؟ آپ نے "ہاں" فرمایا اس نے پوچھا آپ کے قاصد کا خیال ہے کہ ہمارے ذی استطاعت اور سرمایہ دار پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے تو آپ نے فرمایا اس نے صحیح کہا۔ حج والا فقرہ درست نہیں کہ حج اس وقت فرض نہ تھا ممکن ہے کسی راوی سے سہواً اس میں ذکر ہو گیا ہو' سبحان من لا یسھو' (ندوی)

ان سوالات کے بعد وہ جاتا ہوا کہہ رہا تھا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا ہے۔ میں ان میں کمی بیشی نہ کروں گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے تہ دل سے کہا ہے تو وہ جنت میں ضرور داخل ہو گا۔ یہ حدیث صحیحین وغیرہ میں متعدد اسناد اور مختلف الفاظ سے حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ امام مسلم نے اس روایت کو (ابو النضر ہاشم بن قاسم از سلیمان بن مغیرہ) بیان کیا ہے اور امام بخاری نے اس کو اس سند سے معلق نقل کیا ہے ایک اور سند سے بھی اس کو بیان کیا ہے۔

امام احمد (حجاج' لیث' سعید بن ابی سعید' شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر) حضرت انس بن مالکؓ سے بیان کرتے ہیں کہ مسجد میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شتر سوار آیا اس نے مسجد کے پاس اونٹ بٹھایا اور اس کے زانو باندھے پھر اس نے پوچھا تم میں سے محمد ﷺ کون ہے اور حالانکہ رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان تکیہ پر جلوہ افروز تھے تو ہم نے اشارہ کر کے کہا یہ سفید فام تکیہ پر براجمان ہیں۔ تو اس نے کہا اے ابن عبد المطلب! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے آپ کی بات سن لی تو اس نے کہا جناب محمدؐ! میں آپ سے پوچھتا ہوں اور سوال میں ذرا درشتی ہو گی' آپ خفا نہ ہو جایئے گا۔ آپ نے فرمایا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو'

تو اس نے کہا' میں آپ سے آپ کے رب اور قبل ازیں لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے "ہاں" فرمایا پھر اس نے پوچھا خدارا بتایئے! کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال بھر میں ہم رمضان کے روزے رکھیں تو آپ نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے کہا' میں آپ کے فرمان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا نمائندہ ہوں اور میں ہوں ضمام بن ثعلبہ یکے از بنی سعد بن بکر۔

امام بخاری نے اس روایت کو (عبداللہ بن یوسف' لیث بن سعد) سعید مقبری سے بیان کیا ہے۔ امام ابوداؤد نسائی اور امام ابن ماجہ نے بھی اس کو لیث سے نقل کیا ہے۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ امام نسائی نے اس روایت کو (لیث از ابن عجلان وغیرہ از سعید مقبری از شریک از انس) بیان کیا نیز اس حدیث کو (عبیداللہ عمری از سعید مقبری از ابوہریرہ) بھی بیان کیا ہے۔ ممکن ہے ان دونوں سندوں سے سعید مقبری سے مروی ہو۔

وفد ضماد ازدی : قبل ازیں ہم امام احمد (یحییٰ بن آدم' حفص بن غیاث' داؤد بن ابی ہند' سعید بن جبیر' ابن عباسؓ) سے بیان کر چکے ہیں جس میں ضماد ازدی کا رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں قبل از ہجرت آنا اس کا اور اس کی قوم کا اسلام لانا مفصل مذکور ہے جو یہاں اعادہ سے بے نیاز کرتا ہے۔ **وللہ الحمد والمنہ**

زید الخیل کے ہمراہ بنو طے کا وفد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں طے قبیلہ کا وفد آیا ان کا رئیس زید الخیل تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ سے گفتگو کی آپ نے اسلام کی دعوت پیش کی تو وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام قبول کرنا خلوص دل سے تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جیسا کہ طے کے معتبر آدمیوں سے منقول ہے) جس عربی کی بھی میرے پاس خوبی بیان کی گئی' ملاقات کے بعد وہ اس سے کم تر ثابت ہوا۔ سوائے زید الخیل کے کہ اس کی مدح سرائی' اس کی خوبیوں اور اخلاق سے کم تھی پھر آپ نے اس کا نام "زید الخیر" تجویز فرمایا اور اس کو فیہ اور دیگر اراضی کی جاگیر عطا کی اور اس کو وثیقہ لکھ دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ سے وداع ہو کر قوم کی طرف روانہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید اگر مدینہ کے بخار سے تندرست بچ نکلا تو --- (راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمی اور "ام ملام" کے علاوہ کوئی اور نام لیا جو وہ صحیح سمجھ نہ سکا) جب وہ نجد کے علاقہ میں "فردہ" چشمہ پر پہنچا تو وہ بخار میں مبتلا ہو گیا اور اس بخار میں فوت ہو گیا' موت کے آثار محسوس کر کے اس نے کہا۔

أمرتحل قومي المشارق غدوة وأترك في بيت بفردة منجد

(کیا میری قوم صبح کو مشارق کی طرف سفر کرنے والی ہے۔ اور میں "فردہ" چشمہ پر اونچی قبر میں تنہا چھوڑ دیا جاؤں گا)

راوی کا بیان ہے کہ جب وہ فوت ہو گیا تو اس کی بیوی نے اپنی نادانی' کم عقلی اور دین میں ناپختگی کے باعث اس کے تمام خطوط اور وثیقے جو اس کے ہمراہ تھے نذر آتش کر دیئے۔

میں --- ابن کثیر --- کہتا ہوں کہ بخاری میں ابوسعید سے بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سونا بھیجا تھا جو مٹی میں مخلوط تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ زید الخیل' علقمہ بن علاثہ' اقرع بن حابس اور عتبہ بن بدر میں تقسیم فرما دیا یہ انشاء اللہ آئندہ مفصل حضرت علیؓ کو یمن کی طرف روانہ کرنے کے

بیان میں ذکر ہو گا۔

عدی بن حاتم طائی کا واقعہ : "وفد طے اور حدیث عدی" کے عنوان کے تحت امام بخاری' عدی بن حاتم سے بیان کرتے ہیں ہم ایک وفد میں حضرت عمرؓ (خلیفہ رسول) کے پاس آئے وہ ایک ایک آدمی کا نام لے کر بلاتے جاتے تھے (مجھ کو نہ بلایا) تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! کیا آپ مجھے نہیں جانتے تو انہوں نے کہا' کیوں نہیں خوب جانتا ہوں تم نے اسلام قبول کیا جب یہ کافر تھے' تم اس وقت آئے جب یہ لوگ نہ حاضر ہوئے تم نے وفاداری کی جب ان لوگوں نے دغابازی کی اور تم نے حق پہچان لیا جب انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر عدی نے کہا اس پر مجھ کو (میرا نام نظرانداز کرنے کی) کچھ پروا نہیں۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ میری معلومات کے مطابق' عدی بن حاتم کہا کرتا تھا کہ جب سے آپؐ کا نام نامی سنا تھا کسی عرب کو مجھ سے زیادہ آپ سے نفرت نہ تھی۔ میں معزز اور رئیس تھا' عیسائی تھا اور اپنی قوم سے چوتھا حصہ وصول کرتا تھا اور میں بزعم خود اپنے دین کا پابند تھا اور شاہی آداب کے لحاظ سے میں اپنی قوم کا بادشاہ تھا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی سنا تو میں نے ان سے نفرت کی میں نے اپنے عربی غلام کو کہا (جو اونٹوں کا چرواہا تھا) تیرا باپ نہ رہے' میرے لئے عمدہ تیز رفتار اور فربہ اونٹ تیار رکھ اور ان کو مجھ سے قریب تر باندھ جب تجھے معلوم ہو' کہ محمدی فوج نے اس علاقہ میں قدم رکھ دیا ہے تو مجھے فوراً اطلاع کر' اس نے ایسا ہی کیا' پھر وہ ایک روز صبح سویرے میرے پاس آیا تو اس نے کہا جناب عدی! محمدی فوج کے آنے پر جو تیرا پروگرام تھا' اس کو اب بروئے کار لا' میں نے علم دیکھے ہیں ان کے بارے میں نے پوچھا تو معلوم ہوا یہ محمدی فوج ہے۔ چنانچہ میں نے اسے کہا اونٹوں کو محل کے قریب لے آ' وہ لے آیا تو میں نے اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر دیا پھر میں نے سوچا کہ میں شام میں اپنے دینی بھائیوں کے پاس چلا چلوں میں حوشیہ راستے پر روانہ ہوا (جو شام اور نجد کے درمیان ہے) اور بنت حاتم کو آبادی میں ہی چھوڑ دیا' میں شام پہنچ گیا اور وہاں ٹھہر گیا۔

بھائی کا بہن سے سلوک : محمدی لشکر میرے بعد آیا' دیگر اسیروں کے ساتھ انہوں نے بنت حاتم کو بھی پکڑ لیا اور اس کو بھی قبیلہ طے کے اسیروں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ (اور رسول اللہ ﷺ کو میرے متعلق شام میں منتقل ہونے کی خبر پہنچ چکی تھی) مسجد کے دروازہ کے متصل' ایک کمرہ میں اسیروں کو رکھا جاتا تھا وہاں بنت حاتم کو ٹھہرا دیا گیا' رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے (وہ خوش کلام عورت تھی) اس نے عرض کیا یارسول اللہؐ! والد فوت ہو چکا ہے۔ ہمراہ آنے والا غائب ہو چکا ہے مجھ پر احسان فرمایئے' اللہ آپ پر احسان فرمائے گا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا' تیرے ہمراہ آنے والا کون ہے؟ اس نے عرض کیا عدی بن حاتم آپ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول سے بھاگ جانے والا۔

اس کا بیان ہے کہ آپ مجھے وہیں بند چھوڑ کر چلے گئے۔ دوسرا دن ہوا تو میرے پاس سے پھر گزرے میں نے گذشتہ روز والا سوال کیا اور آپ پھر وہی جواب دے کر چلے گئے۔ تیسرا روز آیا تو پھر میرے پاس سے گزرے اور میں مایوس ہو چکی تھی۔ آپؐ کے پیچھے سے ایک آدمی نے مجھے اشارہ کیا کہ کھڑی ہو کر' ان

سے عرض کر۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! والد فوت ہو گیا ہے' نمائندہ اور وافد غائب ہو گیا ہے' آپ مجھ پر احسان فرما دیں' اللہ تعالیٰ آپ پر احسان فرمائے گا۔ آپ نے فرمایا میں نے احسان کر دیا' واپسی کے لئے جلد بازی مت کرنا۔ قوم کا کوئی قابل اعتماد ساتھی مل جائے' جو تجھے منزل مقصود تک پہنچا دے' تو مجھے اطلاع دینا۔ (بنت حاتم کا بیان ہے میں نے اس آدمی کے بارے پوچھا جس نے مجھے بات کرنے کا اشارہ کیا تھا تو معلوم ہوا وہ حضرت علیؓ ہیں) میں وہیں آپ کے ہاں مقیم رہی کہ بلی یا قضاعہ قبیلہ کے لوگ آئے اور میرا ارادہ تھا کہ میں شام میں اپنے بھائی کے پاس جاؤں' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری قوم کے کچھ لوگ آئے ہیں ان میں میرے قابل اعتماد لوگ ہیں پھر آپ نے مجھے لباس اور سواری عطا کی اور سامان سفر بھی عطا فرمایا۔ میں ان کے ساتھ روانہ ہوئی اور چلتے چلتے شام پہنچ گئی۔

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ واللہ! میں اپنے اہل و عیال میں بیٹھا تھا میں نے دیکھا کہ ایک عورت ہماری طرف آ رہی ہے۔ میں نے (دل میں) کہا بنت حاتم ہے' غور سے دیکھا تو وہی ہے۔ جب وہ میرے پاس آ گئی تو بے تکان برا بھلا کہنے لگی' ارے ظالم' قطع رحمی کرنے والے' اپنے بال بچوں کو لے آیا' اپنے باپ کی نشانی اور عورت ذات کو چھوڑ آیا' عدی کہتا ہے میں نے عرض کیا اے پیاری بہن! اچھی بات ہی کہو' واللہ! (میں شرمندہ ہوں) میرے پاس اس جرم کا کوئی بہانہ اور عذر نہیں' مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے پھر وہ میرے ہاں مقیم ہو گئی۔ (وہ سلیقہ شعار اور عقلمند عورت تھی) میں نے اس سے پوچھا کہ "اس آدمی" کے بارے تیری کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا واللہ! میرا خیال ہے کہ تو ان کے پاس فوراً چلا جا' اگر وہ نبی ہوا تو اس کی طرف جانے والا فضل و کرم کا مستحق ہے۔ اگر وہ بادشاہ ہے تو' تو معزز و مبارک ہو گا اور تیرا مقام عالی ہو گا۔

عدی کا بیان ہے کہ میں نے سوچا واللہ! یہی رائے قابل قدر ہے۔ چنانچہ میں وہاں سے روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ پہنچ گیا۔ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے' میں نے سلام کہا تو آپ نے پوچھا کون ہے؟ عرض کیا عدی بن حاتم' پھر رسول اللہ ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے گھر کی طرف لے کر روانہ ہو گئے' واللہ آپ مجھے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک عمر رسیدہ ضعیف عورت ملی اس نے آپ کو ٹھہرا لیا آپ دیر تک کھڑے کھڑے اس کی بات سنتے رہے۔ میں نے دل میں کہا' واللہ! یہ بادشاہ نہیں' پھر رسول اللہ ﷺ مجھے گھر میں لے آئے گھر میں آئے تو چرمی تکیہ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے' میری طرف کر کے کہا' اس پر تکیہ لگا کر بیٹھ جاؤ۔ عرض کیا نہ' نہ بلکہ آپ اس پر ٹیک لگا کر تشریف رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا (نہیں) بلکہ تم بیٹھو۔ میں اس پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور رسول اللہ ﷺ بغیر تکیہ کے زمین پر بیٹھ گئے میں نے دل میں سوچا' واللہ! یہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! بتاؤ کیا تم کوسی اور عیسائیت کے علم بردار نہ تھے عرض کیا کیوں نہیں! پھر پوچھا کیا تو اپنی قوم سے چوتھا حصہ وصول نہ کرتا تھا؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا یہ عیسائی مذہب میں تیرے لئے روا نہ تھا؟ عرض کیا جی ہاں' واللہ میں سمجھ گیا کہ آپ نبی مرسل ہیں نامعلوم اور متروک باتوں کو بھی جانتے ہیں۔ پھر فرمایا اے عدی! شاید تم کو اسلام قبول کرنے سے یہ امر مانع ہو کہ یہ لوگ تہی دست اور محتاج ہیں واللہ! عنقریب

ان کے ہاں مال کی ریل پیل ہو جائے گی حتیٰ کہ صدقہ لینے والا موجود نہ ہو گا۔ شاید تم کو دشمنوں کی اکثریت اور ان کی اقلیت دین اسلام اختیار کرنے سے روک رہی ہے۔ واللہ! عنقریب تو سنے گا کہ ایک عورت تنہا قادسیہ سے سوار ہو کر بیت اللہ کے حج کو چلے آ رہی ہے۔ اس کو کوئی خوف و خطرہ نہ لاحق ہو گا۔ شاید تجھ کو مسلمان ہونے سے یہ امر مانع ہو کہ تم دیکھتے ہو کہ حکومت اور سلطنت پر غیر مسلم قابض ہیں' خدا کی قسم! تم عنقریب سنو گے کہ ملک بابل کے (سفید محلات) اہل اسلام کے زیر تصرف ہوں گے۔

حضرت عدیؓ کا بیان ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا' ان تین میں سے دو پیشین گوئیاں رونما ہو چکی ہیں اور ایک باقی ہے' واللہ! وہ بھی ظہور پذیر ہو گی' میں ارض بابل کے سفید محلات تو دیکھ چکا ہوں وہ مسلمانوں کے زیر تصرف ہیں' میں نے وہ خاتون دیکھی جو قادسیہ سے شتر سوار ہو کر آئی اس نے بغیر کسی خوف کے بیت اللہ کا حج کیا۔ بخدا! تیسری پیش گوئی بھی معرض وجود میں آئے گی' مال و دولت بکثرت ہو گا کہ خیرات لینے والا کوئی نہ ہو گا۔

امام ابن اسحاقؒ نے یہ روایت بلا سند بیان کی ہے۔ اس کے شواہد دیگر اسناد سے موجود ہیں۔

امام احمد (محمد بن جعفر' شعبہ' سماک بن حرب' عباد بن حبیش) عدیؓ بن حاتم سے بیان کرتے ہیں کہ محمدی لشکر آیا' میں اس وقت شام میں دمشق کے ایک محلہ عقرب میں مقیم تھا' انہوں نے میری پھوپھی اور دیگر لوگوں کو گرفتار کر لیا اور لا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ یہ آپؐ کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوئے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! والد فوت ہو گیا ہے۔ نمائندہ اور ہمراہ آنے والا الگ ہو گیا ہے اور میں عمر رسیدہ بوڑھی ہوں' کوئی کام کاج نہیں کر سکتی' مجھ پر احسان فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ پر احسان کرے گا' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیرا وافد اور ہمراہ آنے والا کون ہے؟ عرض کیا عدی بن حاتم ہے۔ فرمایا وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے فرار ہو گیا ہے پھر آپ نے مجھ پر احسان کیا جب آپ واپس چلے گئے تو آپ کے پہلو میں ایک آدمی (غالباً علیؓ) نے کہا ان سے سواری طلب کرو' پھر میں نے سواری کا سوال کیا تو آپ نے سواری دینے کا حکم فرمایا عدی کا بیان ہے پھر وہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا تم نے ایسا شرمناک اور ناگفتہ بہ کام کیا ہے کہ تیرا والد ایسا نہیں کیا کرتا تھا۔

اس نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہر حال حاضر ہو' شوق سے یا خوف سے رغبت سے یا نفرت سے۔ ان کے پاس فلاں آیا' اس نے مال و دولت پایا اور فلاں آیا اس نے جاہ و جلال پایا۔ حضرت عدی نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس ایک خاتون اور دو یا ایک بچہ تھا آپ نے ان سے اپنا رشتہ بیان کیا تو میں سمجھ گیا کہ آپ کسریٰ اور قیصر ایسے بادشاہ نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! کس چیز نے تجھے فرار پر آمادہ کیا؟ تو اس بات سے فرار ہے کہ لا الہ الا اللہ کہا جائے' کیا اللہ کے علاوہ بھی کوئی معبود ہے؟ تم فرار پر کیونکر مجبور ہوئے؟ کہا "اللہ اکبر" کہنے سے' کیا اللہ عزوجل سے بھی کوئی چیز بڑی ہے' یہ سن کر میں مسلمان ہو گیا' میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ ترو تازہ اور منور ہو گیا ہے پھر آپ نے فرمایا (مغضوب علیھم) غضب خدا میں گرفتار لوگوں سے مراد یہود ہیں (ضالین) اور گمراہ لوگوں سے مراد عیسائی

ہیں۔ پھر چند لوگوں نے آپ سے سوال کیا' تو حمد و ثنا کے بعد آپ نے فرمایا۔

خطبہ : امابعد! اے لوگو! تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم ضرورت سے زائد مال میں سے "راہ خدا" میں دو۔ آدمی ایک "صاع" ہی دے' "صاع" کا کچھ حصہ دے' مٹھی بھر دے' مٹھی سے کم ہی دے۔ راوی کا بیان ہے کہ زیادہ تر مجھے یہی یاد ہے کہ آپ نے فرمایا ایک کھجور دے (نہ سہی) تو کھجور کی پھانک ہی دے۔ سنو! تم میں سے ہر شخص کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہونے والی ہے۔ وہ تم سے پوچھنے والا ہے (جو میں بتا رہا ہوں) کیا میں نے تجھے سماعت و بصارت سے نہیں نوازا تھا' کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دے رکھی تھی؟ تو کیا لایا پھر وہ اپنے آگے پیچھے' دائیں بائیں نگاہ کرے گا اور کسی چیز کو نہ پائے گا' پھر دوزخ کی آگ سے بچاؤ محض اس کا چہرہ ہو گا پس آتش دوزخ سے بچو گو آدھی کھجور کی خیرات سے ہی' اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو بھلی بات سے۔ مجھے تم پر فقر فاقے کا خطرہ نہیں' اللہ تمہارا مددگار ہو گا وہ تمہیں دے گا۔ (یا زیادہ وہ تم پر فتوحات کے دروازے کھول دے گا) تمہاری سلطنت وسیع ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک عورت حیرہ اور یثرب کے درمیان سفر کرے گی' اسے اپنی سواری پر چوری کا خطرہ بھی نہ ہو گا۔ اس روایت کو امام ترمذی نے شعبہ اور عمرو بن ابی قیس دونوں کی معرفت سماک سے بیان کیا ہے اور اس کے بارے کہا حسن غریب **لا نعرفه الا من حديث سماك**

حضرت عدی کی زبانی : امام احمد (یزید' ہشام بن حسان' محمد بن سیرین' ابوعبیدہ بن حذیفہ) گمنام راوی سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عدیؓ بن حاتم سے کہا' ایک حدیث کا مجھے آپ کے بارے علم ہوا ہے۔ میں وہ آپ سے سننا چاہتا ہوں' اس نے کہا بہت اچھا' جب مجھے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا علم ہوا تو میں نے آپ کی بعثت کو نہایت برا سمجھا اور اپنے گھر سے نکل کر روم میں آگیا (ایک روایت میں ہے) قیصر کے پاس پہنچ گیا اور میں نے اپنے اس قیام کو' رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے بھی بڑھ کر کریہہ اور برا سمجھا اور میں نے دل میں سوچا کاش میں "اس آدمی" کے پاس چلا جاتا' واللہ! اگر وہ کاذب اور جھوٹا ہے تو مجھے اس سے نقصان نہ ہو گا' اگر وہ سچا ہے تو مجھے معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں چلا آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں نے کہا عدی بن حاتم (آیا ہے)' میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے تین بار فرمایا مسلمان ہو جا' سلامت رہے گا۔ میں نے عرض کیا میں بھی ایک دین کا حامل ہوں۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہارے دین کو' تم سے بہتر جانتا ہوں۔ عرض کیا' آپ میرے دین کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا "ہاں" کیا تو رکوسیہ فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا' تو اپنی قوم کا "چوتھائی حصہ" کھا جاتا ہے۔ عرض کیا کیوں نہیں' پھر آپ نے فرمایا یہ تیرے دین میں روا نہیں ہے۔ عرض کیا "جی ہاں" آپ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ میں نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ آپؐ نے فرمایا' جو چیز تجھے اسلام قبول کرنے سے مانع ہے' وہ میں خوب جانتا ہوں' تیرا خیال ہے کہ "اس" کے تابع صرف ناتواں' کمزور اور ضعیف لوگ ہیں پورا عرب ان کے خلاف نبرد آزما ہے' کیا تو نے "حیرہ" شہر دیکھا ہے عرض کیا دیکھا تو نہیں سنا ہے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ اس دین کو پایہ تکمیل تک پہنچائے گا یہاں تک کہ ایک خاتون "حیرہ" سے تنہا آئے گی اور بغیر کسی کی پناہ کے' بیت اللہ کا

طواف کرے گی' کسریٰ بن ہرمز کے خزانے' مسلمانوں کے لئے کھل جائیں گے۔ میں نے (حیرت و استعجاب کا اظہار کرتے ہوئے) کہا "ابن ہرمز کے خزانے" آپ نے فرمایا ہاں' کسریٰ بن ہرمز کے خزانے' اور مال و دولت کی اس قدر فراوانی ہو گی کہ کوئی خیرات قبول نہ کرے گا۔

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ خاتون حیرہ سے آتی ہے اور بغیر کسی کی پناہ اور کفالت کے بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی جاتی ہے اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانے فتح کئے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے' تیسری پیش گوئی بھی ضرور پوری ہو گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

امام احمد (یونس بن محمد' حماد بن زید' ایوب' محمد بن سیرین' ابوعبیدہ بن حذیفہ) رجل غیر معروف (حماد اور ہشام نے محمد بن ابی عبیدہ سے بیان کیا ہے اور "رجل" کا ذکر نہیں کیا) کہ میں لوگوں سے حدیث عدی بن حاتم پوچھتا تھا' وہ میرے پاس ہی ہوتے' ان سے نہ پوچھتا۔ چنانچہ میں ایک روز ان کے پاس آیا اور پوچھا تو آپ نے "ہاں" کہا اور حدیث بتائی۔

بیہقی (ابوعمرو ادیب' ابوبکر اسماعیلی' حسن بن سفیان' اسحاق بن ابراہیم' نضر بن شمیل' اسرائیل' سعد طائی' محل بن خلیفہ) حضرت عدی بن حاتمؓ سے بیان کرتے ہیں' میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک آدمی نے آپ سے فقر و فاقہ کا اظہار کیا' دوسرا آیا' اس نے رہزنی اور ڈکیتی کا شکوہ کیا تو فرمایا' اے عدی بن حاتم! کیا تو نے "حیرہ" دیکھا ہے؟ عرض کیا دیکھا تو نہیں سنا ہے۔ فرمایا اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو' تو دیکھ لے گا کہ ایک عورت "حیرہ" سے چل کر آئے گی اور بیت اللہ کا طواف کرے گی۔ اللہ کے سوا' اس کو کسی کا خوف نہ ہو گا۔ میں نے دل میں سوچا طے کے ڈکیت' جنہوں نے علاقہ میں فتنہ و فساد بپا کر رکھا ہے کدھر جائیں گے۔ اگر تیری عمر دراز ہوئی تو' تو دیکھ لے گا کہ کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح ہوں گے میں نے بطور تعجب عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے' آپ نے فرمایا ہاں' کسریٰ بن ہرمز کے۔ اگر تو دیر تک زندہ رہا تو دیکھ لے گا کہ ایک آدمی مٹھی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا' خیرات لینے والے کو تلاش کرے گا' وہ کسی کو خیرات کا طلب گار نہ پائے گا۔ تم میں سے ہر ایک کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہو گی' درمیان میں کوئی ترجمان نہ ہو گا۔ وہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا سوائے جہنم کے اس کو کچھ نظر نہ آئے گا' اور بائیں طرف دیکھے گا تو اس کو صرف جہنم ہی نظر آئے گی۔

عدی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' تم دوزخ کی آگ سے بچو' گو آدھی کھجور خیرات کر کے' اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو بھلی بات ہی سے۔ حضرت عدیؓ کا بیان ہے کہ میرا مشاہدہ ہے کہ میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ کوفہ سے آئی اور اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اس کو سوائے خدا کے کسی کا خوف نہ تھا اور میں ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے۔ اگر تمہاری زندگی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی باقی پیش گوئی کو بھی معرض وجود میں دیکھ لو گے۔ اس روایت کو مکمل طور پر امام بخاری نے محمد بن حکم کی معرفت' نضر بن شمیل سے بیان کیا ہے۔ ایک اور سند سے (سعدان بن بشر' سعد بن ابی مجاہد طائی'

محل بن خلیفہ) عدیؓ سے بھی بیان کیا ہے۔ امام احمد اور امام نسائی نے (شعبہ از سعد ابو مجاہد طائی) بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس واقعہ کو عدی بن حاتم سے بیان کرنے والوں میں عامر بن شرحبیل شعبی بھی شامل ہیں۔ اس نے مذکور بالا حدیث کی طرح بیان کیا اور کہا ہے "اس کو صرف اللہ کا خوف ہو گا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیئے کا۔"

حدیث شق تمرہ : بخاری اور مسلم میں بہ ترتیب (شعبہ اور زہیر بن معاویہ، ابو اسحاق، عبداللہ بن مغفل بن مقرن مزنی) حضرت عدیؓ بن حاتم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "آتش دوزخ سے بچو گو آدھی کھجور خیرات کر کے" اور امام مسلم کے الفاظ ہیں "جو شخص تم میں سے آتش دوزخ سے بچنے کی استطاعت رکھتا ہے، خواہ آدھی کھجور خیرات کر کے ہی، وہ ایسا کرے۔"

حدیث بنت حاتم اور صفات مومن : حافظ بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ، ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یوسف، ابوسعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد الکوفی، ضرار بن صرد، عاصم بن حمید، ابو حمزہ ثمالی، عبدالرحمان بن جندب) کمیل بن زیاد نخعی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا، سبحان اللہ! تعجب ہے کہ اکثر لوگ نیکی اور اخلاق مکارم سے بے رغبت اور بے نیاز ہیں، ایسا شخص حیرت انگیز ہے کہ اس کے پاس اس کا مسلمان بھائی کسی ضرورت کے لئے آتا ہے اور وہ اس کا تعاون نہیں کر سکتا تو اگرچہ وہ ثواب کا امیدوار نہ ہو اور نہ ہی عذاب سے خائف ہو تو بھی اس کے لئے لائق اور لازم ہے کہ وہ مکارم اخلاق اور خوش اطواری کی طرف پوری توجہ دے کیونکہ خوش اخلاقی راہ نجات کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

ایک آدمی نے اٹھ کر عرض کیا فداک ابی وامی، میرے ماں باپ صدقے، یا امیرالمومنین آپ نے یہ بات، رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ اثبات میں جواب دے کر فرمایا "ہاں" اس سے بھی بہتر بات سنی ہے۔ جب اسیران طے کو لایا گیا تو ایک لڑکی کھڑی ہوئی، گلفام، سرخ لب، صاف ستھری دراز گردن بلند بینی، میانہ قد، میانہ سر، پرگوشت ٹخنے، موٹی پنڈلیاں، نحیف پہلو، میں نے اسے دیکھا تو سراپا حیران تھا اور میں نے دل میں سوچا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کی درخواست کروں گا۔ اس کو میری فے کے حصہ میں رکھ دیں۔ جب اس نے بات کی تو اس کی فصاحت و بلاغت، اس کے حسن و جمال پر فائق تھی۔ اس نے عرض کیا یا محمد! اگر آپ کا خیال ہو کہ آپ ہمیں آزاد کر دیں اور قبائل عرب کو ہمارے خلاف خوشی کا موقعہ فراہم نہ کریں تو بہتر ہے۔ کیونکہ میں رئیس قوم کی بیٹی ہوں میرا والد، ذمہ داری کا احساس کرتا تھا، اسیروں کو رہا کراتا تھا، بھوکے کو کھلاتا تھا، ننگے کو لباس دیتا تھا، مہمان نوازی کرتا تھا، لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا اور سلام کو عام رواج دیتا تھا اور ضرورت مند کو کبھی ناکام نہیں لوٹاتا تھا۔ میں ہوں حاتم طائی کی بیٹی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لڑکی! واقعی یہ صفات و حالات مومنوں کی ہیں، اگر تیرا باپ مسلمان ہوتا تو ہم اس پر کلمہ ترحم بولتے۔ اس کو رہا کر دو کیونکہ اس کا والد مکارم اخلاق اور اچھی عادات کو پسند کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ بھی عمدہ عادات کو پسند کرتا ہے۔ ابوبردہ بن نیار نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی خوش اخلاقی کو پسند کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کوئی شخص حسن اخلاق کے

بغیر جنت میں نہ جائے گا۔ اس حدیث کا مضمون بہتر ہے۔ سند غریب ہے اور سلسلہ سند بھی عجیب ہے۔ ایسے اوصاف کا آخرت میں مفید ہونا' ایمان و ایقان کے ساتھ مشروط ہے۔ اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جنہوں نے کبھی بھی زندگی میں نہیں کہا اے اللہ! بروز قیامت میرے گناہ بخش دینا۔

واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو ربیع الآخر ۹ھ میں علاقہ طے کی طرف روانہ کیا اور اپنے ہمراہ اسیر لائے جن میں عدی بن حاتم کی ہمشیرہ بھی تھی۔ اور دو تلواریں بھی لائے جو ان کے بت خانہ میں تھیں ایک کا نام "رسوب" اور دوسری کا "مخذم" ہے حارث بن ابی سمر نے ان تلواروں کا اس بت کے لئے نذرانہ پیش کیا تھا۔

دوس اور طفیل بن عمرو کا قصہ : ابونعیم (سفیان' ابن ذکوان یعنی عبداللہ بن زیاد' عبدالرحمان اعرج) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ طفیل دوسیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا کہ دوس قبیلہ ہلاک ہو گیا' اس نے نافرمانی کی اور اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ ان کے لئے بددعا کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خدایا! دوس کو ہدایت نصیب کر اور ان کو (میرے پاس) لے آ۔ اس سند سے امام بخاری' منفرد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد : امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا تو راستہ میں کہا۔

یا لیلۃ من طولھا وعنائھا   علی أنھا من دارۃ الکفر نجت

(اس رات کی درازی اور دشواری ناقابل فراموش ہے مگر اس نے مجھے دارا لکفر سے نجات بخش دی)

راستے میں میرا غلام فرار ہو گیا اور جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر بیعت کر لی ابھی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ غلام آ گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ یہ تیرا غلام ہے؟ اور میں نے کہا وہ اللہ کی خاطر آزاد ہے چنانچہ میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ اس روایت میں امام بخاری (اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن ابی حازم) منفرد ہیں۔

امام بخاری نے حضرت طفیل دوسیؓ کی آمد کا جو ذکر کیا ہے یہ قبل از ہجرت تھا اگر ان کی آمد کو' بعد از ہجرت تصور کیا جائے تو قبل از فتح مکہ ہو گی کیونکہ دوس قبیلہ کے ہمراہ حضرت ابوہریرہؓ بھی تھے اور حضرت ابوہریرہؓ کی آمد سنہ ۷ھ میں تھی جب رسول اللہ ﷺ قصبہ خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں' خیبر کے فتح ہونے کے بعد پہنچے اور آپؐ نے ان کو مال غنیمت میں سے کچھ دیا' یہ واقعہ برمحل مفصل بیان ہو چکا ہے۔

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد : امام بخاری (شعبہ' سلیمان بن مہران اعمش' ذکوان ابوصالح سمان) حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس یمنی آئے ہیں وہ نرم دل ہیں اور زندہ دل ہیں۔ ایمان اہل یمن کا ہے اور حکمت و دانائی بھی یمن ہی کی ہے۔ فخر اور غرور' اونٹوں والوں میں ہے۔ سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہے' اس روایت کو امام مسلم نے شعبہ سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری (ابوالیمان' شعیب' ابوالزناد' اعرج) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **اتاکم اهل الیمن اضعف قلوبًا و ارق افئدة الفقه یمان والحکمه یمانیه**

امام بخاری (اسماعیل' سلیمان' ثور' ابوالمغیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان یمن کا ہے۔ اور فتنہ وہاں ہے اور وہیں سے شیطان کا سینگ نمودار ہو گا۔ اس روایت کو امام مسلم نے (شعیب' زہری' سعید بن مسیب' ابوہریرہ) بیان کیا ہے۔ امام بخاری (شعبہ' اسماعیل' قیس) ابو مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان وہاں ہے اور ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا' جلد بازی اور سنگدلی' فدا دین اور متکبر لوگوں میں ہے جو اونٹوں کے دموں کے پاس چلاتے رہتے ہیں جہاں سے شیطان کے دو سینگ نمودار ہوں گے یعنی ربیعہ اور مضر۔ نیز امام بخاری اور امام مسلم نے (اسماعیل بن ابی خالد' قیس بن ابی حازم) ابو مسعود عقبہ بن عمرو سے بھی بیان کیا ہے۔

امام بخاری' حضرت عمران بن حصینؓ سے بیان کرتے ہیں کہ بنی تمیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم! بشارت قبول کرو' تو انہوں نے کہا' جب آپ نے ہمیں بشارت کا مژدہ سنایا ہے تو کچھ عطا بھی فرمایئے یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ بدل گیا۔ تو اس کے بعد کچھ یمنی لوگ آئے تو آپؐ نے فرمایا تم بشارت قبول کرو جبکہ بنی تمیم نے قبول نہیں کی۔ تو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم نے بشارت کا مژدہ قبول کر لیا۔ اس روایت کو امام ترمذی اور امام نسائی نے ثوری سے بیان کیا ہے۔

یہ تمام روایات' اہل یمن کے وفد کی فضیلت سے آگاہ کرتی ہیں اور ان میں وفد کی آمد کے وقت کا تعین نہیں۔ بنی تمیم کے وفد کا آنا اگرچہ اہل یمن کے بعد تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی آمد اشعریوں کی آمد کے متصل ہو بلکہ اشعریوں کے وفد کی آمد تو ان سے قبل ہے کیونکہ وہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ' حضرت جعفرؓ بن ابی طالب اور دیگر مہاجرین (جو حبشہ میں تھے) کے ہمراہ آئے تھے اور یہ آمد فتح خیبر ۷ھ کے بعد ہوئی جیسا کہ ہم برموقع مفصل بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ مقولہ بھی بیان ہو چکا ہے "واللہ! مجھے معلوم نہیں کہ مجھے جعفرؓ کی آمد کی زیادہ خوشی ہے یا فتح خیبر کی۔" واللہ اعلم۔

عمان اور بحرین کا قصہ : امام بخاری (**قتیبہ** بن سعید' سفیان' محمد بن منکدر) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سہ بار فرمایا اگر بحرین سے مال غنیمت آیا تو میں تجھے اس' اس طرح دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک بحرین سے مال نہ آیا جب حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مال غنیمت آیا تو اعلان کرا دیا کہ جس کا رسول اللہ ﷺ پر قرض ہے یا کوئی وعدہ ہے تو وہ میرے پاس آجائے۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس حاضر ہو کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا (**لو قد جاء مال البحرین اعطیتک هکذا وهکذا ثلاثا**) حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے منہ موڑ لیا۔ بعد ازیں پھر ملاقات ہوئی اور میں نے مانگا تو آپ نے نہ دیا۔ میں پھر تیسری بار آیا اور سوال کیا تو مجھے کچھ نہ دیا۔ بالآخر میں نے ان سے عرض کیا کہ میں آیا اور آپ نے نہ دیا' پھر آیا اور آپ نے پھر بھی نہ دیا' پھر تیسری بار بھی آپ نے نہ دیا تو اب آپؓ عطا کر دیں یا بخل سے کام لیں (اور نہ دیں) تو حضرت ابوبکر نے کہا کیا تم مجھ کو بخیل

سمجھتے ہو؟ بخل سے بڑھ کر کون سا عیب ہے؟ تین بار انہوں نے یہی کہا' پھر کہا' میں نے جب بھی آپ کو منع کیا اور نہ دیا اس وقت میرا ارادہ دینے کا ہی تھا۔ امام بخاری نے یہاں اسی طرح بیان کیا ہے اور امام مسلم نے اس کو بذریعہ عمرو ناقد' سفیان بن عیینہ سے بیان کیا ہے۔

امام بخاری (عمرو' محمد بن علی) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا (حضرت ابوبکرؓ نے مجھے لپ بھر کر دیا) اور کہا اس کو شمار کر۔ میں نے اس کو گنا تو وہ پانچ سو تھے پھر حضرت ابوبکر نے کہا دو بار اور اتنے اتنے لے لے۔ امام بخاری نے اس روایت کو (علی بن مدینی' سفیان بن عیینہ' عمرو بن دینار' محمد بن علی ابو جعفر) جابرؓ سے بھی قتیبہ بن سعید از سفیان کی روایت کے مطابق بیان کیا ہے۔ نیز امام بخاری اور مسلم نے اور اسناد سے (سفیان بن عیینہ' عمرو' محمد بن علی) حضرت جابرؓ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے اس کو کہا اور اس نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر درہموں کا "لپ" بھرا' ان کو شمار کیا تو وہ پانچ سو ہوئے' اس سے دو چند اور دیا تو کل پندرہ سو درہم اس کو دیئے۔

فروہ بن مسیک مرادی کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ فروہ بن مسیک مرادی' شاہان کندہ سے علیحدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مراد اور ہمدان قبیلہ کے درمیان قبل از اسلام ایک معرکہ بپا ہوا تھا' ہمدان نے ان کو خوب قتل کیا اور اس جنگ کا نام "دوم" ہے اور ہمدان قبیلہ کا قائد اور علم بردار اجدع بن مالک تھا (اور بقول ابن ہشام مالک بن خریم ہمدانی تھا) فروہ بن مسیک مرادی نے اس جنگ کے بارے کہا۔

مررن على لفات وهن خوص ینازعن الأعنة ينتحينا
فان نغلب فغلابون قدما وإن نغلب فغير مغلبينا
وما إن طبنا جبن ولكن منايانا وطعمة آخرينا
كذاك الدهر دولته سجال تكر صروفه حينا فحينا
فبينا ما نسر به ونرضى ولو لبست غضارته سنينا

(وہ سواریوں کے جتھے کے پاس سے گزریں ان کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں وہ مہاروں کو کھینچ رہی تھیں ایک طرف جاتی ہوئیں۔ اگر ہم غالب آجائیں تو زمانہ قدیم سے ہی ہم غالب رہے ہیں' اگر ہم مغلوب اور شکست کھا جائیں تو ہم مغلوب رہنے والے نہیں ہیں۔ ہماری فطرت اور عادت بزدلی نہیں ہے لیکن ہماری موتیں مقدر تھیں اور دوسروں کا رزق اور معاش۔ اسی طرح زمانہ ہے۔ اس کا انقلاب فتح و شکست ہے۔ گردش ایام وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ہم مسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور اس کو پسند کرتے تھے اگرچہ سالہا سال تک اس کی تروتازگی اور آسائش رہے)

إذا انقلبت به كرات دهر فألفى في الأولى غبطوا طحينا
فمن يغبط بريب الدهر منهم يجد ريب الزمان له خؤنا
فلو خلد الملوك إذاً خلدنا ولو بقى الكرام إذاً بقينا

سأفني ذلكم سروات قومي ☆ كما أفنى القرون الأولينا

(جب حوادثات زمانہ کا اس پر انقلاب آجائے۔ تو ان میں ایسے لوگوں کو پائے گا جو پس جانے اور نابود ہونے پر رشک کریں گے۔ جو ان میں سے حوادثات زمانہ پر رشک کرتا اور خوش ہوتا ہے وہ ان گردش ایام کو خائن اور بدعہد پائے گا۔ اگر بادشاہ ہمیشہ رہے ہوتے تو ہم بھی ہمیشہ رہتے اگر شرفاء کے لئے بقا ہوتی تو ہم بھی باقی رہتے۔ حوادثات زمانہ نے میری قوم کے شرفا کو تباہ کر دیا جیسا کہ گردش ایام نے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب فروہ مرادی شاہان کندہ سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے کہا۔

لما رأيت ملوك كندة أعرضتْ ☆ كالرجل خان الرجل عرق نسائها

قربت راحلتي أؤم محمداً ☆ أرجو فواضلها وحسن ثرائها

(جب میں نے شاہان کندہ کو دیکھا کہ انہوں نے بے وفائی کی اور منہ موڑ لیا ہے۔ اس ٹانگ کی طرح جو "عرق نسا" (ٹانگ میں ایک درد) کے باعث دوسری سے خیانت کرتی ہے۔ میں نے اپنی سواری کو محمدؐ کے پاس جانے کے لئے قریب کیا میں اس کے منافع اور حسن ثروت کا امیدوار ہوں)

جب فروہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو آپ نے پوچھا اے فروہ! جنگ روم میں تیری قوم کو جو صدمہ پہنچا تھا کیا تجھے ناگوار گزرا ہے؟ تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ! جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہنچے جو میری قوم کو جنگ روم میں پہنچا ہے وہ اس کو ناگوار نہ گزرے گا؟ تو آپ نے فرمایا بے شک اس صدمہ نے اسلام میں تیری قوم کے وقار میں اضافہ کیا ہے پھر آپؐ نے اس کو مراد، زبید اور مذحج قبائل پر عامل مقرر کر دیا اور اس کے ہمراہ خالد بن سعید بن عاص کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے روانہ کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک آپ کے ساتھ رہا۔

عمرو بن معدی کرب کا زبید کے چند افراد کے ہمراہ آنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عمرو بن معدی کرب نے کہا جب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر پہنچی تو قیس بن مکشوح مرادی سے کہا تو اپنی قوم کا رئیس ہے اور معلوم ہوا کہ محمدؐ قریش حجاز میں ظہور پذیر ہوا ہے کہتے ہیں کہ وہ نبی ہے آؤ اس کے پاس چلیں معلوم کریں اگر وہ واقعی نبی ہوا تو یہ بات ہم پر مخفی اور راز نہ رہے گی ہم اس کی اتباع کریں گے، اگر وہ نبی نہ ہوا تو ہم اس کی معلومات حاصل کر لیں گے۔ یہ سن کر قیس نے اس کی رائے کی تضحیک کی۔ پھر عمرو بن معدی کرب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور آپ پر ایمان لا کر مسلمان ہو گیا۔ قیس مرادی کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے عمرو کو دھمکی دی کہ اس نے میری رائے کو کوئی اہمیت نہیں دی اور میری مخالفت کی ہے۔ تو عمرو نے اس سلسلہ میں کہا۔

أمرتك يوم ذي صنعاء ☆ أمراً بادياً رشده

مرتك باتقاء الله ☆ والمعروف تتعده

خرجت من المنى مثل الخمير غرّه وتده
تمناني على فرس عليه جالساً أسده

(ذی صنعاء کے روز میں نے تجھے ایسے امر کی بابت کہا تھا جس کی اچھائی واضح تھی۔ میں نے تجھے اللہ کے تقویٰ اور نیکی کا مشورہ دیا تھا تو نے اس سے تجاوز کیا۔ تو نے غلط اندازہ لگایا ہے جیسے گدھے کو اس کی کھونٹی نے فریب میں مبتلا کر دیا تھا۔ اس نے مجھے گھوڑے پر آرزو کی ہے کہ جس پر اس کا شیر بیٹھا ہوا ہے)

عليّ مفاضة كالنهي هي أخلص ماؤه جدده
ترد الرمح منثني السنان عوائراً قصده
فلو لاقيتني للقيت ليثاً فوقه لبده
تلاقي شنبثا شثن البراثن ناشراً كتده

(مجھ پر زرہ ہے۔ وسیع و عریض' مثل تالاب کی چمکیلی جس کا پانی' اس کی تہ تک پہنچا ہوا ہے۔ جو نیزے کو لوٹا دیتی ہے' نیزے کے بھالے کو جدا کرتی ہے کہ وہ ریزہ ریزہ ہو کر ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اگر تو مجھے ملتا تو ایسے شیر سے ملتا جس کے اوپر اس کی ریال ہے۔ تو ایک مضبوط پنجے والے شیر سے ملاقات کرتا جس کا کندھا بلند ہے)

يسامي القرن ان قرن تيممه فيعتضده
فيأخذه فيرفعه فيخفضه فيقتصده
فيدمغه فيحطمه فيخمضه فيزدرده
ظلوم الشرك فيما أحرزت أنيابه ويده

(مدمقابل سے وہ مقابلہ کرتا ہے اگر وہ اس کا قصد کرے اور اس کو کاٹ دیتا ہے۔ وہ اس کو پکڑتا ہے اور اوپر اٹھا کر نیچے پٹخ دیتا ہے اور اس کو نشانہ بناتا ہے۔ اور اس کا دماغ پھوڑ دیتا ہے اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے اور اس کو چباتا ہے اور نگل جاتا ہے۔ شرک کے ارتکاب کرنے والے کو اس میں جو اس کی داڑھوں اور ہاتھ نے جمع کیا)

عمرو بن معدی کرب : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ عمرو بن معدی کرب' اپنی قوم زبید میں مقیم رہا فروہ بن مسیک مرادی ان کا امیر اور رئیس تھا جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو عمرو مرتد لوگوں میں شامل ہو گیا اور اس نے فروہ مرادی کی ہجو کی۔

وجدنا ملك فروة شر ملك حمار ساف منخره بثفر
وكنت إذا رأيت أبا عمير ترى الحولاء من خبث وغدر

(ہم نے فروہ کی حکومت کو بدترین پایا' وہ گدھا ہے جس کے نتھنے نے شرم گاہ کو سونگھا ہے۔ اور جب تو ابو عمیر کو دیکھے گا تو' تو بچہ دانی کو دیکھے گا اس کی خباثت اور خیانت سے)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں پھر عمرو بن معدی مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام پختہ ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں وہ متعدد فتوحات اور جنگوں میں شامل ہوا۔ اس کا شمار شجاع لوگوں' شہرہ آفاق بہادروں اور بہترین شاعروں میں تھا۔ فتح نہاوند میں شمولیت کے بعد ۲۱ھ میں فوت ہوا۔ بعض کہتے ہیں جنگ

قادسیہ میں شریک تھا اور شہید ہو گیا۔ امام ابن عبدالبر کا بیان ہے وہ ۹ھ یا ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جیسا کہ ابن اسحاق اور واقدی نے بیان کیا ہے۔ میں --- ابن کثیر --- کہتا ہوں کہ امام شافعی کے کلام میں ایسی بات موجود ہے جس سے یہ واضح ہے' واللہ اعلم۔ یونس' ابن اسحاق سے بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن معدی کرب نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا اور اس نے اس سلسلہ میں کہا۔

إنني بالنبي موقنة نفسي ‏ وإن لم أر النبي عيانا
سيد العالمين ضراً وأدناهم ‏ إلى الله حين بان مكانا
جاء بالناموس من لدن الله ‏ كان الأمين فيه المعانا
حكمة بعد حكمة وضياء ‏ فاهتدينا بنورها من عمانا
ورکبنا السبيل حين رکبناه ‏ جديداً بكرهنا ورضانا

(میرا نبی علیہ السلام پر ایمان و یقین ہے اگرچہ میں نے آپؐ کو بالمشافہ نہیں دیکھا۔ آپ ساری کائنات کے سردار ہیں اور سب سے اللہ کے قریب تر ہیں۔ جب آپ کا مقام منصب نبوت واضح ہوا۔ وہ اللہ کی طرف سے شریعت لے کر آیا ہے اور وہ اس میں امین ہے۔ جس کی اعانت کی گئی ہے۔ وہ سراسر دانائی اور روشنی ہے۔ اس کی روشنی کے باعث ہم نے اپنے اندھا پن سے ہدایت و رہنمائی پائی۔ ہم اپنے نئے راہ پر گامزن ہو گئے ہیں اپنی رضامندی اور عدم رضا کے باوصف)

وعبدنا الإله حقا وكنا ‏ للجهالات نعبد الأوثانا
وائتلفنا به وكنا عدواً ‏ فرجعنا به معاً اخوانا
فعليه السلام والسلام منا ‏ حيث كنا من البلاد وكانا
إن نكن لم نرى النبي فانّا ‏ قد تبعنا سبيله إيمانا

(ہم نے برحق اللہ کی عبادت کی ہے اور ہم اپنی جہالت کے باعث بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اس کے باعث ہم متحد ہو گئے حالانکہ ہم باہم دشمن تھے اور اس کی وجہ سے ہم سب بھائی بھائی بن گئے ہیں۔ اس پر سلامتی ہے اور ہماری جانب سے سلام ہے۔ ہم اور آپؐ جہاں بھی ہوں۔ اگرچہ ہم نے نبی علیہ السلام کو دیکھا نہیں' ہم نے اس کے دین کی ایمان کے ساتھ پیروی کی ہے)

کندہ کے وفد میں اشعث بن قیس کی آمد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ بقول زہری کہ وہ کندہ کے اسی ارکان کے وفد میں آیا وہ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے بال آراستہ کئے ہوئے تھے۔ سرمہ لگایا ہوا تھا۔ عمدہ یمنی کپڑے کے جبے زیب تن تھے جن کے دامن حاشیے اور گریبان پر ریشمی تھے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم مسلمان نہیں ہو' عرض کیا کیوں نہیں' ہم مسلمان ہیں تو فرمایا یہ ریشمی لباس زیب تن کیوں ہے؟ یہ سن کر انہوں نے اس کو پھاڑ کر پھینک دیا۔

آکل المرار : اشعث بن قیس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں اور آپ بھی

"آکل المرار" کی نسل سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اس نسب کو عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث کے پاس بیان کرو۔

مغالطے کا سبب : یہ دونوں تجارت پیشہ تھے جب عرب میں گھومتے اور ان سے سوال ہوتا کہ تم کس قوم سے ہو تو وہ بتاتے کہ ہم "بنی آکل المرار" سے ہیں یعنی خود کو کندہ قبیلہ کی طرف منسوب کرتے کہ اس علاقہ میں معزز و محترم ہوں کیونکہ کندہ قبیلہ حکمران تھا۔ عباس اور ربیعہ کے اس مقولہ (نحن بنو آكل المرار) کی بنا پر کندہ قبیلہ کا یہ خیال تھا کہ قریش قبیلہ ان میں سے ہے۔

نسب : آکل المرار حارث بن عمرو (ابن ہشام میں ہے بن حجر بن عمرو) بن معاویہ بن بنی حارث بن معاویہ بن ثور بن مرتع بن معاویہ بن کندی یا کندہ۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا کہ ہم کندہ سے نہیں ہیں ہم ہیں نضر بن کنانہ کی اولاد' ہم اپنی ماں پر تہمت نہیں لگاتے اور نہ ہی اپنے باپ کا انکار کرتے ہیں۔ یہ سن کر اشعث بن قیس نے کہا واللہ! اے کندہ قبیلہ کے لوگو! میں نے جس شخص کو سن لیا کہ وہ قریش کو نضر بن کنانہ کی اولاد نہیں سمجھتا اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگاؤں گا۔ (یہ حدیث متصل بھی مروی ہے)

امام احمد (بہز اور عفان' حماد بن سلمہ' عقیل بن طلحہ سلمی' مسلم بن ہیصم) حضرت اشعث بن قیسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں وفد کندہ' میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ وہ مجھے اپنے سے بہتر نہیں سمجھتے تھے' عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کا ابن عم اور چچا زاد ہوں کہ قریش قبیلہ ہماری شاخ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم لوگ نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں پر تہمت نہیں لگاتے۔ اور نہ ہی اپنے باپ سے انحراف کرتے ہیں تو اشعث بن قیس نے کہا' واللہ! میں نے جس شخص سے سنا کہ وہ قریش کو نضر بن کنانہ کی اولاد نہیں سمجھتا' اس کو (قذف کی حد) اسی کوڑے لگاؤں گا۔ اس روایت کو امام ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ' یزید بن ہارون' نیز محمد بن یحییٰ از سلیمان بن حرب' نیز ہارون بن حیان) عبدالعزیز بن مغیرہ سے بیان کیا ہے ان تینوں نے حماد بن سلمہ کے ذریعہ اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد (شریح بن نعمان' ہشیم' مجالد' شعبی) اشعث بن قیس سے بیان کرتے ہیں کہ وفد کندہ میں' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھ سے پوچھا' کیا کوئی اولاد ہے' عرض کیا۔ آپ کی طرف آمد کے وقت' بنت جمد سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ (ولوددت ان مكانه سبع القوم)

آپ نے فرمایا یہ بات مت کہہ کیونکہ وہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور جب فوت ہو جائیں تو باعث اجر ہیں' تو نے اگرچہ یہ کہا ہے۔ بے شک اولاد' بزدلی اور حزن و غم کا باعث ہوتی ہے۔ (تفرد بہ احمد) یہ حدیث حسن اور عمدہ سند والی ہے۔

نبی علیہ السلام کے پاس اعشیٰ بن مازن کا آنا : عبداللہ بن امام احمد (عباس بن عبدالعزیز عنبری' ابوسلمہ عبید بن عبدالرحمان حنفی' جنید بن امین بن ذروہ بن نضلہ بن طریف بن نھصل حرمازی' ابیہ امین' ابیہ ذروہ) ابیہ نضلہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہماری برادری کا ایک آدمی اعشیٰ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کا نام تھا عبداللہ اعور' اس کی

بیوی کا نام "معاذہ" تھا وہ ماہ رجب میں "ہجر" سے اپنے اہل و عیال کے لئے غلہ لینے چلا گیا۔ اس کی عورت' اس کے جانے کے بعد' سرکشی اور بدخوئی کی وجہ سے بھاگ گئی۔ اور اس نے مطرف بن نہشل بن کعب بن قمیثع بن ذلف بن اضحم بن عبداللہ بن حرماز' کی پناہ لے لی۔ اس نے اس کو غائب کر دیا جب وہ سفر سے واپس آیا اور اس کو گھر میں موجود نہ پایا تو پوچھا (وہ کہاں ہے) اس کو معلوم ہوا کہ وہ سرکشی اور نافرمانی کی وجہ سے بھاگ گئی ہے اور مطرف بن نہشل کے ہاں پناہ گزین ہے۔ چنانچہ وہ مطرف کے پاس آیا اور اسے کہا اے ابن عم! کیا میری بیوی معاذہ تیرے پاس ہے؟ وہ مجھے واپس کر دو' تو اس نے کہا وہ میرے پاس نہیں' اگر میرے پاس ہوتی بھی تو بھی واپس نہ کرتا' مطرف اعشیٰ سے طاقتور تھا' چنانچہ اعشیٰ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپؐ سے پناہ لی اور اس نے کہا۔

یا سید الناس وديان العرب   اليك اشكو ذربة من الذرب
كالذئبة العنساء فی ظل السرب   خرجت أبغيها الطعام فی رجب
فخلفتنی بنزاع وهرب   اخلفت الوعد ولطت بالذنب
وقذفتنی بين عصر مؤتشب   وهن شر غالب لمن غلب

(اے سید عالم! اور عرب کے حاکم! میں بدزباں عورتوں میں سے آپ کے پاس ایک بدزبان عورت کی شکایت کرتا ہوں۔ وہ تنہا بھگاڑی کی طرح تھی' گھر کے سایہ میں۔ میں ماہ رجب میں' اس کی خاطر غلہ لینے گیا تھا۔ وہ مجھے پریشانی اور رنج و الم میں چھوڑ گئی ہے۔ اس نے وعدہ خلافی اور بے وفائی کی ہے اور گناہ میں آلودہ ہو گئی ہے۔ اور اس نے مجھ کو اہل عصر میں آماج گاہ بنا دیا ہے۔ اور وہ بدترین غالب اور فتح مند ہیں جس پر غالب آجائیں)

مکتوب گرامی : تو رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا (**وهن شر غالب لمن غلب**) اور اعشیٰ نے آپؐ کے پاس اپنی بیوی کا شکوہ کیا اور اس کی کرتوت بتائی کہ وہ ہمارے آدمی مطرف بن نہشل کے پاس ہے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس کو مطرف کے نام ایک مکتوب دیا "اس کی بیوی معاذہ کو چھوڑ دے اور اسے اس کے حوالے کر دے" رسول اللہ ﷺ کا مکتوب اس کو موصول ہوا اور پڑھ کر سنایا گیا تو اس نے کہا معاذہ! تیرے بارے یہ رسول اللہ ﷺ کا مکتوب ہے۔ اب میں تجھے اس کے حوالے کرتا ہوں تو اس نے کہا' میرے بارے اس سے عہد و پیمان لے لو' اور اس کے نبی کی امان لے لو کہ میری بدکرداری کی مجھے سزا نہ دے۔ چنانچہ مطرف نے اس سے اس کے بارے عہد لے لیا اور اس کے سپرد کر دیا تو اعشیٰ نے کہا۔

لعمرك ما حبی معاذة بالذی   يغيره الواشی ولا قدم العهد
ولا سوء ما جاءت به إذ ازالها   غواة الرجال إذ يناجونها بعدی

(تیری زندگی کی قسم! معاذہ سے میری محبت ایسی نہیں ہے جس کو چغل خور اور دیرینہ ملاقات بدل دے۔ اور نہ اس کی بدکرداری جب کہ غلط لوگوں نے اس سے میرے بعد سرگوشی کر کے مجھ سے جدا کر دیا تھا)

صرد بن عبداللہ ازدی کا اپنی قوم کے وفد میں آنا : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ قبیلہ ازد کے ایک وفد میں' صرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام میں

پختگی کا اظہار کیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ نے ازدی مسلمانوں پر امیر مقرر کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ ان مسلمانوں کو ساتھ لے کر اپنے گردونواح کے قبائل یمن کے مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو۔

چنانچہ اس نے جرش کا محاصرہ کر لیا جہاں یمن کے قبائل آباد تھے اور خثعم قبیلہ کو معلوم ہوا کہ ان پر عبداللہ ازدی حملہ آور ہونے والے ہیں تو وہ بھی جرش میں شامل ہو گئے اس نے قریباً ایک ماہ تک محاصرہ جاری رکھا وہ قلعہ بند ہو کر اس سے محفوظ رہے وہ مایوس ہو کر' محاصرہ ترک کر کے' واپس چلا آیا' چلتے چلتے وہ "جبل لشکر" کے قریب پہنچ گیا تو اہل جرش نے یہ سمجھا کہ وہ شکست کھا کر واپس لوٹ گیا ہے تو وہ اس کے تعاقب میں نکلے۔ اس نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا اور ان کا بے بہا خون بہایا۔

جبل لشکر اور پیش قدمی : اہل جرش نے بھی مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے دو آدمی بھیجے ہوئے تھے جو عصر کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپؐ نے پوچھا جبل لشکر کس علاقہ میں ہے؟ تو دونوں جرشیوں نے کھڑے ہو کر عرض کیا' یارسول اللہ! ہمارے علاقہ میں "کشر جبل" ہے اور اہل جرش اس کو اسی طرح کشر ہی کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کشر نہیں بلکہ لشکر ہے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اس کا کیا حال ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اونٹ وہاں اب ذبح کئے جا رہے ہیں پھر وہ دونوں جرشی حضرت ابوبکرؓ یا حضرت عثمانؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے تو انہوں نے کہا افسوس! رسول اللہ ﷺ نے اب تمہاری قوم کی تباہی اور ہلاکت کی خبر دی ہے تم کھڑے ہو کر عرض کرو' کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ قوم سے عذاب رفع فرمائے چنانچہ انہوں نے دعا کی درخواست کی اور آپ نے دعا فرمائی خدایا! ان سے قتل و غارت رفع کر دے وہ دونوں واپس وطن آئے تو ان کو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے ان کو اطلاع دی تھی اسی روز وہ قتل ہوئے پھر اہل جرش کے باقی ماندہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور مسائل سے آگاہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی بستی کا گردونواح ان کے لئے حمیٰ اور چراگاہ قرار دے دیا۔

شاہان حمیر کے نمائندہ کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا : بقول واقدی یہ رمضان ۹ھ کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شاہان حمیر کے نمائندے --- حارث بن عبد کلال' نعیم بن عبد کلال' نعمان قیل ذی رعین' معافر اور ہمدان --- ان کے اسلام کا پیغام اور خط لے کر حاضر ہوئے۔ زرعہ ذی یزن نے مالک بن مرہ رھاوی کو اپنے اسلام شرک اور مشرکین سے الگ ہونے کا پیغام دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ارسال کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے نام مکتوب لکھا۔

مکتوب گرامی : بسم اللہ الرحمان الرحیم منجانب محمد رسولؐ اللہ نبی' بنام حارث بن عبد کلال' نعیم بن عبد کلال' نعمان قیل ذی رعین' معافر اور ہمدان' امابعد' میں تمہارے پاس' اللہ کی حمدوثنا کا تحفہ ارسال کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں علاقہ تبوک سے واپسی کے بعد ہمیں تمہارے نمائندے کی خبر موصول ہوئی' مدینہ میں اس نے ہم سے ملاقات کی' تمہارا پیغام پہنچایا اور تمہارے حالات سے آگاہ کیا اور تمہارے

اسلام قبول کرنے اور مشرکوں کو قتل کرنے کی بھی اس نے داستان سنائی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنی ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے۔

اگر تم اصلاح احوال کرو' اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ارسال کرو' نبی علیہ السلام کا حصہ اور پسند کردہ مال بھی ارسال کرو۔ اور مسلمانوں پر' اراضی کی پیداوار میں جو فرض ہے وہ یہ ہے کہ چشمہ سے سیراب شدہ اور بارانی اراضی میں پیداوار کا دسواں حصہ اور عشر ہے نہری اور کنوؤں سے سیراب شدہ اراضی کی پیداوار میں نصف عشر اور بیسواں حصہ ہے۔ چالیس اونٹ پر بنت لبون ہے' تیس پر "ابن لبون" پانچ اونٹ پر ایک بکری اور ہر دس اونٹ پر دو بکریاں ---- چالیس گائے پر ایک گائے اور ہر تیس گائے پر تبیع نر ہو یا مادہ' ---- ہر چالیس باہر چرنے والی بکریوں پر ایک بکری ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اس نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔ اور جو شخص اس سے زائد ادا کرے وہ اس کے لئے مزید بہتر ہے۔

جو شخص زکوٰۃ ادا کرے اور اپنے اسلام کا برملا اظہار کرے۔ مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کا تعاون کرے' اس کا شمار مسلمانوں میں ہے' اس کے وہی حقوق ہیں جو مسلمانوں کے ہیں اور اس پر وہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو مسلمانوں پر' وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور امان میں ہے ---- جو یہودی یا عیسائی اسلام قبول کرے اس کا بھی وہی حق ہے جو ایک مسلمان کا ہے اور اس کی وہی ذمہ داری ہے جو ایک مسلمان کی ہے' ---- اور جو شخص اپنے مذہب و ملت اور یہودیت و عیسائیت پر قائم رہے اس کو جبراً روکا نہ جائے گا۔ اس پر (بجائے زکوٰۃ کے) جزیہ ہے' ہر بالغ مرد و زن آزاد اور غلام پر' معافری کپڑے کی قیمت کے مساوی پورا دینار' یا اس کی قیمت کے برابر کپڑا ---- جو شخص یہ زکوٰۃ اور جزیہ ادا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی حفاظت اور امان میں ہو گا اور جو شخص ادا نہ کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہو گا۔

مکتوب گرامی : امابعد! کہ رسول اللہ محمد نبی ﷺ نے زرعہ ذی یزن کے پاس مکتوب ارسال کیا کہ جب تیرے پاس میرے فرستادہ لوگ --- معاذ بن جبل' عبداللہ بن زید' مالک بن عبادہ' عقبہ بن نمر' مالک بن مرہ اور ان کے رفقاء --- پہنچیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تمہارے علاقے کا جو جزیہ اور صدقہ (زکوٰۃ) ہے وہ جمع کر کے میرے فرستادہ لوگوں کو پہنچا دو۔ ان کا امیر معاذ بن جبلؓ ہے وہ خوش بخوش واپس آئے' امابعد! بلاشبہ' محمدؐ بھی شاہد ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں' اور بے شک محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

مالک بن مرہ رھاوی نے مجھے بتایا ہے کہ شاہان حمیر میں سے آپ (زرعہ) نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے اور مشرکین کو قتل کیا ہے۔ میں آپ کو خیر و برکت کی بشارت دیتا ہوں اور آپ کو حمیر کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہوں' خیانت نہ کرو' باہمی ایک دوسرے کے تعاون سے دست کش نہ ہو' یقیناً رسول اللہ ﷺ تمہارے غنی اور فقیر' مالدار اور محتاج سب کے مولیٰ اور دوست ہیں سنو! صدقہ اور زکوٰۃ محمدؐ

اور آل محمد کے لئے حرام ہے اور یہ زکوٰۃ محتاج مسلمانوں اور مسافروں پر تقسیم کی جاتی ہے۔

مالک رہاوی نے پورے حالات بتا دیئے ہیں اور اس نے پس پشت تمہاری سفارت کی حفاظت کی ہے میں تم کو اس کے ساتھ بہتر سلوک کی تلقین کرتا ہوں' میں نے تمہارے پاس' اپنے نیک لوگ' متدین اور ممتاز اہل علم بھیجے ہیں میں تم کو ان کے ساتھ اچھے سلوک کی ہدایت کرتا ہوں یہ لوگ مقتدا اور پیشوا ہیں۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

نہایت قیمتی جوڑا : امام احمد (حسن' عمارہ' ثابت' انسؓ) بیان کرتے ہیں کہ شاہ ذی یزن نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک "حلہ" بھیجا جو اس نے ۳۳ اونٹ اور ۳۳ ناقہ کے عوض خریدا تھا۔ اس روایت کو امام ابوداؤد نے (عمرو بن عون واسطی' عمارہ بن زاذان صیدلانی' ثابت بنانی) حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے۔

مکتوب بنام عمرو بن حزم : اس مقام پر عمرو بن حزم کے مکتوب کی روایت امام بیہقی (ابو عبداللہ الحافظ' ابوالعباس اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' ابن اسحاق' عبداللہ بن ابوبکر) ابوہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے کہا' ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا یہ وہ مکتوب ہے جو آپؐ نے عمرو بن حزم کو دیا تھا جب آپ نے اس کو اہل یمن کی طرف بھیجا تھا' دین سمجھانے سنت کی تعلیم دینے اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے۔ آپ نے اس کو ایک مکتوب اور میثاق لکھ کر دیا اور اس میں جو کچھ بتانا تھا وہ بتایا چنانچہ آپ نے لکھا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم' یہ مکتوب اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے ہے۔ اے مسلمانو! عہد پورا کرو' یہ وہ عہد ہے جو رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کو سپرد کیا گیا جب آپؐ نے اس کو یمن بھیجا تھا' آپؐ نے اس کو تمام امور میں تقویٰ اور خدا خوفی کا حکم دیا بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ہمراہ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور جو نیک کام انجام دیتے ہیں۔ نیز اس کو تلقین کی کہ وہ حق پر گامزن رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا ہے۔ اور لوگوں کو خیرو رشد کی بشارت دے' اور خیرو رشد کی ہی تلقین کرے' لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے اور ان کو دینی مسائل بتائے اور ممنوع باتوں سے منع کرے اور کوئی شخص قرآن کو طہارت کے بغیر نہ چھوئے۔ اور لوگوں کے حقوق بتلائے اور ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرے' حق کے وصول کرنے میں ان کے ساتھ نرم سلوک کرے اور ظلم و ستم میں شدت سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ظلم و جور کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اس سے منع کیا ہے فرمایا سنو! اللہ کی لعنت اور پھٹکار ظالموں پر ہے جو راہ خدا سے روکتے ہیں اور لوگوں کو جنت کی خوشخبری دے اور اس کے موافق عمل کی تاکید کرے' لوگوں کو دوزخ اور دوزخیوں کے اعمال سے ڈرائے۔

لوگوں سے محبت و الفت سے پیش آئیں یہاں تک کہ وہ دین سمجھ لیں اور لوگوں کو حج کے مسائل اور مناسک کی تربیت دیں اور حج کے سنن و واجبات سے آگاہ کریں اور جو اللہ تعالیٰ نے احکام دیئے ہیں ان کی تعلیم دے' عمرہ' حج اصغر ہے اور حج' حج اکبر ہے اور نمازیوں کو "چھوٹے کپڑے" میں نماز پڑھنے سے منع کرے' مگر یہ کہ بڑا کپڑا ہو اور اس کے دونوں کناروں کو اپنے کندھوں پر مخالف سمت پر ڈالے ایک کپڑے

میں گوٹ مار کر بیٹھنے سے منع کرے کہ اس کی شرم گاہ ننگی ہو اور گرمی میں سر کے بالوں کو باندھنے سے منع کرے۔ اگر لوگوں کے درمیان جنگ بپا ہو تو ان کو اپنے خاندانوں اور قبیلوں کو جنگ کے لئے بلانے کو منع کرے' بلکہ ان کی دعوت اور پکار اللہ کے احکام کی طرف ہو' جو شخص اللہ کے احکام کی طرف دعوت ترک کر کے قبائل اور خاندانوں کو دعوت دے تو ان پر تلوار سے حملہ کریں یہاں تک کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی طرف ان کی دعوت اور مراجعت ہو۔

لوگوں کو پورا وضو کرنے کا حکم دیں کہ چہرے ہاتھ کہنیوں تک اور پاؤں ٹخنوں تک دھوئیں اور سر کا مسح کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بروقت نماز پڑھنے کا حکم دیں نیز رکوع اور سجود کے مکمل کرنے کا حکم دیں۔ نماز فجر کو غلس اور تاریکی میں پڑھے۔ ظہر جلدی سے زوال سورج کے بعد فوراً ہی پڑھے اور نماز عصر جبکہ سورج کامل کھڑا ہو۔ (مبدرۃ) اور نماز مغرب جب سورج غروب ہو جائے اور رات آجائے' ستاروں کے نمودار ہونے تک ملتوی نہ کرے اور نماز عشاء کو رات کے ابتدائی حصہ میں ہی پڑھے۔

مال غنیمت سے پانچواں حصہ لینے کا حکم فرمایا۔ زرعی پیداوار میں مسلمانوں پر چشمہ سے سیراب شدہ اور بارانی اراضی میں عشر اور دسواں حصہ ہے (نہری) اور کنوؤں سے سیراب شدہ اراضی کی پیداوار میں نصف عشر اور بیسواں حصہ ہے۔ ہر دس اونٹوں پر دو بکریاں اور بیس اونٹوں پر چار بکریاں اور ہر چالیس باہر چرنے والی بکریوں پر ایک بکری ہے۔ اور ہر بیس گائے میں' ایک تبیعہ ہے نر ہو یا مادہ' یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے اور جو شخص اس میں اضافہ کرے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔

جو یہودی یا عیسائی بلا جبر و اکرام اسلام قبول کرے وہ مسلمانوں میں شمار ہو گا۔ اس کے حقوق بھی مسلمانوں ایسے ہیں اور اس کی ذمہ داریاں بھی مسلمانوں جیسی ہیں' جو یہودی یا عیسائی اپنی ملت پر قائم رہے۔ اس کو دین بدلنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ان کے ہر مرد و زن آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ واجب ہے یا اس کے مساوی پارچہ جات جو غیر مسلم یہ ادا کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ اور امان میں ہو گا اور جو اس کو ادا نہ کرے اور انکار کرے تو وہ اللہ اور اس کے رسول اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔ **صلوات اللہ علی محمد والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

بقول حافظ بیہقیؒ' اس روایت کو (سلیمان بن داؤد' زہری' ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم' ابوہ محمد) جدہ عمرو بن حزم سے مفصل اور مطول بیان کرتے ہیں' بکثرت اضافوں کے ساتھ۔

میں --- ابن کثیر--- کہتا ہوں اسی سند سے امام نسائی نے سنن میں یہ روایت خوب طویل بیان کی ہے۔ "کتاب المراسیل" میں امام ابوداؤد نے بھی اس کو بیان کیا ہے میں نے "سنن" میں اس کے جملہ متون اور اسانید مفصل بیان کئے ہیں' وللہ الحمد والمنہ۔ "وفود" کے بعد ہم بیان کریں گے کہ نبی علیہ السلام نے امراء کو یمن کی طرف روانہ کیا لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اور ان سے زکوٰۃ اور خمس کی وصولی کے لئے اور امراء ہیں' معاذ بن جبل' ابوموسیٰ اشعری' خالد بن ولید اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

جریر بن عبداللہ بجلی کا آنا اور اسلام قبول کرنا : امام احمد (ابوقطن' یونس) مغیرہ بن شبل سے بیان

کرتے ہیں کہ حضرت جریرؓ نے کہا جب میں مدینہ منورہ کے قریب ہوا تو سواری کو بٹھا کر' اپنا صندوق کھولا' پھر میں نے لباس زیب تن کیا اور نبی علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور لوگ مجھے آنکھوں سے گھورنے لگے میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ہم نشین سے کہا یاعبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد کیا ہے تو اس نے کہا ہاں' رسول اللہ ﷺ نے خطبہ کے اثنا میں تیرا ذکر خیر کیا تھا کہ اس دروازے پر یا گلی سے اہل یمن میں سے بہترین آدمی نمودار ہو گا۔ اس کے چہرے پر شاہانہ سج دھج ہے۔ جریر کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے اس انعام و اکرام پر' اللہ کا شکر ادا کیا' ابو قطن راوی نے یونس سے پوچھا تو نے یہ بات جریر سے سنی ہے یا مغیرہ سے تو اس نے کہا ہاں مغیرہ سے سنی ہے۔ اس روایت کو امام احمد' ابو نعیم اور اسحاق بن یوسف سے امام نسائی' فضل بن موسیٰ سے اور یہ تینوں (یونس' ابواسحاق سبیعی' مغیرہ بن شبل یا ابن شبل' عوف بجلی کوفی) حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں اور عوف بجلی جریر سے صرف یہی ایک روایت بیان کرتے ہیں۔

امام نسائی (قتیبہ' سفیان بن عیینہ' اسماعیل بن ابی خالد' قیس بن ابی حازم) حضرت جریرؓ سے پورا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ **یدخل علیکم من هذا الباب رجل علی وجهه مسحة ملک** (الحدیث) اور یہ حدیث صحیحین کی شرط کی حامل ہے۔

امام احمد (محمد بن عبید' اسماعیل' قیس) حضرت جریرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے' رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پاس آنے سے کبھی نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھا تو آپؐ نے مجھے مسکراتے ہوئے دیکھا۔ اس روایت کو امام ابوداؤد کے علاوہ سب اصحاب سنن نے اسماعیل بن ابی خالد از قیس بن حازم بیان کیا ہے اور متفق علیہ روایت میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گھوڑے پر سے گر جانے کی شکایت کی تو آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر دعا کی' خدایا اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا۔

اس روایت کو امام نسائی نے (قتیبہ' سفیان بن عیینہ' اسماعیل' قیس) حضرت جریرؓ سے بیان کیا اور اس میں ہے **یدخل علیکم من هذا لباب اجل علی وجهه مسحة ملک** پھر اس نے مذکور بالا روایت کی طرح بیان کیا۔

امام بیہقی (ابوعبداللہ الحافظ' ابوعمرو عثمان بن احمد سماک' حسن بن سلام سواق' محمد بن مقاتل خراسانی' حصین بن عمر احمسی' اسماعیل بن ابی خالد یا قیس بن ابی حازم) حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس پیغام بھیجا اور پاس بلا کر پوچھا جریر! کس مقصد کے لئے آئے ہو' عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے کے لئے تو آپؐ نے مجھ پر اپنی چادر ڈال دی اور صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا "جب کسی قوم کا شریف آدمی تمہارے پاس آئے تو اس کی تعظیم و تکریم کرو۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے جریر! میں آپؓ کو اس امر کی شہادت کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور تم اللہ اور روز محشر پر ایمان لاؤ' اچھی اور بری تقدیر کو منجانب اللہ سمجھو فرض نماز پڑھو

اور زکوٰۃ بھی ادا کرو' اور میں نے یہ ساری باتیں تسلیم کر لیں۔ بعد ازیں جب بھی مجھ سے ملاقات ہوئی تو آپؐ مسکرا دیتے۔ (اس سند سے یہ حدیث غریب ہے)

امام احمد (یحییٰ بن سعید قطان' اسماعیل بن ابی خالد' قیس بن ابی حازم) حضرت جریر بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ (یہ حدیث مسلم اور بخاری میں اسماعیل بن ابی خالد سے منقول ہے۔ نیز مسلم اور بخاری میں زید بن علاثہ از جریر بھی مروی ہے)

امام احمد (ابوسعید' زائد' عاصم' سفیان ابووائل) حضرت جریر سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپؐ مجھ پر شرط عائد کریں کیونکہ آپ شرائط کے بارے بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا میں تیری بیعت اس شرط پر لیتا ہوں کہ تو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے' نماز قائم کرے' زکوٰۃ ادا کرے' ہر مسلمان کی خیرخواہی کرے اور شرک سے بیزاری کا اظہار کرے۔

روایت کے طرق : اس روایت کو امام نسائی نے (شعبہ از اعمش از ابووائل از جریر) بیان کیا ہے۔ ایک اور سند میں (اعمش از منصور از ابووائل از ابو نخیلہ از جریر) بھی مذکور ہے' واللہ اعلم۔

نیز امام نسائی نے (محمد بن قدامہ از جریر از مغیرہ از ابووائل اور شعبی) از جریر بھی بیان کیا ہے۔ اس روایت کو جریر سے عبداللہ بن عمیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اور اس سند میں امام احمد منفرد ہیں اور اس روایت کو جریرؓ سے ان کا بیٹا عبیداللہ بن جریر بھی بیان کرتا ہے۔ اس سند میں بھی امام احمد منفرد ہیں' مذکور بالا روایت میں نخیلہ درست ہے۔ ابو نخیلہ نہیں' اس روایت کو امام احمد اور نسائی نے بیان کیا ہے۔ نیز اس روایت کو امام احمد (غندر' شعبہ' منصور' ابووائل' رجل غیر معروف) حضرت جریرؓ سے بیان کرتے ہیں' بظاہر یہ غیر معروف راوی ابو نخیلہ معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ذی الخلصہ کا مسمار کرنا : قبل ازیں بیان کر چکے ہیں کہ جریرؓ جب مسلمان ہوا تو نبی علیہ السلام نے اس کو "ذی الخلصہ" بت کی طرف روانہ کیا جس کا پوجا خثعم اور بجیلہ قبیلہ کرتا تھا۔ یہ "کعبہ یمانیہ" کے نام سے معروف تھا' وہ اس کو مکہ مکرمہ کے کعبہ کے مشابہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ مکہ والا "کعبہ شامیہ" ہے اور یہ "کعبہ یمانیہ" ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ "کعبہ یمانیہ" سے مجھے آرام و راحت دلاتے ہو؟ تو اس وقت' اس نے نبی علیہ السلام سے اظہار کیا کہ وہ گھوڑے کی پشت پر سے گر جاتا ہے تو نبی علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر مارا (اس قدر زور سے مارا کہ) وہ اثر انداز ہوا اور دعا کی خدایا! اس کو گھوڑے کی پشت پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا' چنانچہ وہ بعد ازیں گھوڑے پر سے گرے نہیں۔

وہ ذی الخلصہ' معبد کی طرف اپنی قوم "احمس" کے ایک سو پچاس افراد میں روانہ ہوئے اس کو مسمار کر کے' نذر آتش کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ خارشی اونٹ کی طرح سیاہ ہو گیا اور نبی علیہ السلام کے پاس ابوارطاۃ کو خوشخبری دینے کیلئے روانہ کیا۔ اس نے خوشخبری سنائی تو نبی علیہ السلام نے پانچ بار ان کے پیادہ اور گھوڑ

سواروں کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ مسلم بخاری وغیرہ میں یہ حدیث مفصل مذکور ہے۔ جیسا کہ ہم اس کا فتح مکہ کے بعد' عزیٰ بت خانہ کی' حضرت خالدؓ کے ہاتھوں بربادی کے بعد' تبعاً" اور ضمناً" بیان کر چکے ہیں۔

موزوں پر مسح : یہ ظاہر ہے کہ جریر بجلیؓ کا اسلام قبول کرنا' فتح مکہ کے کافی عرصہ بعد تھا کیونکہ امام احمد (ہشام بن قاسم' زیاد بن عبداللہ بن علاثہ بن عبدالکریم بن مالک جزری' مجاہد) جریر بن عبداللہ بجلیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ سورہ مائدہ کے نزول کے بعد میں مسلمان ہوا۔ اور میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ "موزوں" پر مسح کر رہے تھے۔ (تفرد بہ احمد) یہ سند عمدہ اور جید ہے الا یہ کہ مجاہد اور جریرؓ کے درمیان انقطاع ہو۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ کو' موزوں پر مسح کرنے کی حدیث جریرؓ بہت بھلی معلوم ہوتی تھی کیونکہ جریرؓ سورہ مائدہ اترنے کے بعد اسلام لائے تھے۔

حجتہ الوداع میں بیان ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہا تھا اے جریر! لوگوں کو خاموش کرا آپ نے اس کو یہ حکم اس لئے دیا تھا کہ بلند آواز والے تھے۔ جریر' قد آور تھے' ان کا جوتا ایک ہاتھ لمبا تھا' نہایت خوبصورت تھے' بایں ہمہ وہ سب سے زیادہ نگاہ نیچی رکھتے تھے۔ بنابریں حدیث صحیح میں مروی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے "اچانک نگاہ پڑنے" کے بارے سوال کیا تو فرمایا اپنی نگاہ نیچی رکھ۔

شاہ یمن' وائل بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن یعمر حضرمی' ابن ہنید کا آنا

بقول ابن عبدالبر' وہ حضرموت کے قبائل اور شاہوں میں سے تھا' ان کے والد کا شمار بھی ان کے شاہوں میں تھا۔ مشہور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آمد سے قبل' صحابہؓ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے پاس "شاہ زادونٹ اور ابناء ملوک میں سے ایک شاہزادہ آئے گا" وہ آئے تو آپ نے ان کو مرحبا کہا' ان کے لئے اپنی چادر پھیلائی اور اس پر ان کو اپنے قریب بٹھایا اور دعا کی' خدایا! وائل اور اس کی اولاد در اولاد میں برکت کر اور ان کو حضرموت کے قبائل پر عامل مقرر کر دیا۔ ان کو تین مکتوب دیئے' ایک مہاجر ابی امیہ کے نام تھا' دوسرا حضرموت کے سرداروں کے نام تھا۔ آپؐ نے ان کو جاگیر عطا کی۔

انقلابات زمانہ : ان کے ہمراہ حضرت معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کو روانہ کیا' وہ ان کے ہمراہ پیدل تھے۔ حضرت معاویہؓ نے ان سے گرمی کی حرارت کی شکایت کی تو انہوں نے کہا' سواری کے سایہ میں چلتا رہ تو حضرت معاویہ نے کہا' یہ کافی نہیں' اگر آپ مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیں تو بہتر ہو۔ یہ سن کر وائل نے کہا چپ رہ' تو شاہوں کے ردیفوں اور پیچھے بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہے۔ حضرت وائل بن حجر نے طویل عمر پائی' یہاں تک کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے دور میں ان کے پاس آئے تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کو پہچان لیا اور خوش آمدید کہا اور اپنے قریب بٹھایا۔ پھر انہیں وہ بات یاد دلائی اور گراں بہا عطیہ پیش کیا تو انہوں نے قبول کرنے سے معذرت کی کہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند کو دے دو۔ حافظ بیہقی نے اس قصہ کا بعض حصہ بیان کیا ہے اور اشارہ دیا ہے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اس کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

امام احمد (حجاج' شعبہ' سماک بن حرب' علقمہ بن وائل) وائل بن حجر سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جاگیر عطا کی اور میرے ہمراہ معاویہؓ کو بھیجا کہ یہ جاگیر مجھ کو دے دے یا بتا دے۔ راستہ میں معاویہؓ

نے کہا مجھے اپنے پیچھے بٹھالو' تو میں نے کہا تو بادشاہوں کے پیچھے بیٹھنے کا اہل نہ ہے۔ پھر اس نے کہا مجھے اپنا جوتا دے دو میں نے کہا' سواری کے سایہ میں چلو۔ ان کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ کی خلافت کے دوران' میں ان کے پاس آیا اور امیر معاویہؓ نے مجھے اپنے شاہی تخت پر بٹھایا اور پرانا قصہ یاد دلایا۔ اس نے کہا' "پیچھے تو کیا" کاش میں نے اس کو اپنے آگے بٹھالیا ہوتا۔ اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے شعبہ سے بیان کیا اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

لقیط بن عامر منتفق ابو رزین عقیلی کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا : عبداللہ بن امام احمد کا بیان ہے کہ ابراہیم بن حمزہ بن محمد بن حمزہ بن مصعب زبیری نے میری طرف تحریر کیا کہ میں نے یہ حدیث لکھ کر' آپ کے پاس روانہ کی' میں نے اس کو اساتذہ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اس تحریر کے مطابق جو میں نے آپ کو بھیجی ہے۔ میں نے سنا ہے۔ پس یہ حدیث تو مجھ سے بیان کر' اس نے کہا' مجھے بتایا (عبدالرحمان بن مغیرہ حزامی نے' عبدالرحمان بن عیاش سمعی انصاری قبائی یکے از بنی عمرو بن عوف' دلہم بن اسود بن عبداللہ بن حاجب بن عامر بن منتفق عقیلی' ابوہ اسود) اپنے عم لقیط بن عامرؓ (دلہم کا بیان ہے کہ مجھے یہ حدیث ابوالاسود نے عاصم بن لقیط سے بیان کی) سے کہ وہ اپنے رفیق سفر نہیک بن عاصم بن مالک کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلا' لقیط کا بیان ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے ہمراہ روانہ ہوا اور مدینہ میں' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رجب کے آخر میں پہنچے۔

نماز فجر کے بعد خطاب : ہم آئے تو رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہو کر صحابہؓ میں کھڑے ہو کر خطاب فرما رہے تھے۔ اے لوگو! میں نے چار روز سے تمہیں خطاب نہیں کیا' توجہ کرو' میں تمہارے گوش گزار کرتا ہوں' بتاؤ! کیا کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کو' اس کی قوم نے بھیجا ہو کہ وہ معلوم کرے کہ رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں' پھر ممکن ہے اسے حدیث نفس اور غبار خاطر نے غافل کر دیا ہو' یا ساتھی کی باتوں میں منہمک ہو گیا ہے یا اس کو ضلالت و گمراہی نے بے پرواہ کر دیا ہو۔ سنو! میں مسئول اور جوابدہ ہوں کہ کیا میں نے لوگوں کو تبلیغ کی! آگاہ رہو! اور سنو! سکون سے زندگی بسر کر سکو' خبردار! بیٹھ جاؤ' خبردار! بیٹھ جاؤ' چنانچہ لوگ بیٹھ گئے' مگر میں اور میرا ساتھی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ہمہ تن ہماری طرف متوجہ ہو گئے تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس کچھ علم غیب ہے! یہ سن کر آپ مسکرائے (نفی میں) سر ہلا کر کہا' بقاء خداوندی کی قسم! یاد رہے کہ میں تو اپنی گم شدہ چیز اور سقہ بھی تلاش کرتا ہوں' آپ نے فرمایا غیب کی پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے اور آپ نے ہاتھ کی انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا' میں نے عرض کیا وہ کون سی ہیں فرمایا (۱) موت کا علم' وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کسی ایک کی موت کب ہو گی اور تم نہیں جانتے (۲) نطفہ کا علم' جب وہ مادہ کے رحم میں ہوتا ہے' وہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے (۳) کل کا علم اور جو کچھ تو کل کو کھانے والا ہے۔ (وہ جانتا ہے) اور تو نہیں جانتا (۴) بارش کے وقت کا علم وہ تمہیں دیکھتا ہے کہ تم مایوس اور خوف زدہ ہو اور ہنستا ہے کہ اس کو معلوم ہے کہ تمہارا یہ خوف و ہراس عنقریب ختم ہو جائے گا۔ لقیط کا بیان ہے کہ میں نے کہا' تب تو ہم مسکرانے والے رب' کے فضل و

کرم سے محروم نہ ہوں گے (۵) قیامت کے دن کا علم۔

عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں وہ باتیں بتائیں جو لوگ نہیں جانتے اور آپ جانتے ہیں کیونکہ ہم ایسے قبیلہ سے ہیں کہ کوئی بھی ہماری تصدیق نہ کرے گا۔ نہ مذحج قبیلہ جو ہم سے فائق ہے اور نہ ہی خثعم جو ہم سے دوستانہ رکھتا ہے اور نہ ہی ہمارا اپنا قبیلہ جن سے ہمارا رشتہ ہے۔

آئندہ کے حالات : آپؐ نے فرمایا' دنیا میں تم کچھ وقت بسر کرو گے' پھر تمہارا نبی وفات پا جائے گا پھر کچھ عرصہ تم گزارو گے' پھر ایک چیخ سنی جائے گی۔ تیرے خدا کی قسم! کہ ارض پر ہر چیز ہلاک اور فنا ہو جائے گی اور وہ فرشتے بھی جو رب کے پاس ہیں۔ تنہا تیرا رب زمین پر جلوہ افروز ہو گا' کہ ارض بھی سنسان ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا' جو عرش کے قریب سے برسے گی تیرے خدا کی قسم! کہ ارض پر ہر مقتل اور مدفن' قتل گاہ اور قبر پر برسے گی اور قبریں پھٹ جائیں گی یہاں تک کہ مردہ کو اللہ تعالیٰ سر کی جانب سے پیدا کرے گا اور وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا' تیرا کیا حال ہے؟ وہ کہے گا' یارب! کل یا "آج" وہ زندگی سے بہرہ ور تھا' سمجھے گا کہ وہ ابھی ابھی اپنے اہل و عیال سے جدا ہوا ہے۔

لقیط نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ ہمارے اعضاء کیسے جمع کرے گا اور نئی زندگی کیونکر بخشے گا' مخالف ہواؤں نے ہمیں اڑا دیا ہو گا' اور بوسیدگی نے فنا کر دیا ہو گا اور درندوں نے ہمیں کھا لیا ہو گا۔ فرمایا میں تجھے ایک مثال سے آگاہ کرتا ہوں' یہ مثال اللہ تعالیٰ کے انعامات میں سے زمین میں ہے۔ تم نے اس کو دیکھا کہ یہ بنجر خشک ہے۔ اور خیال کیا کہ اللہ اس کو کبھی باغ و بہار نہ بنائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر بارش برسائی' پھر معمولی عرصہ بعد تم اس کو دیکھو گے وہ تمے کی طرح ہریالی سے سرسبز ہے۔ تیرے معبود کی قسم! وہ تمہارے اعضاء کو بارش سے اکٹھا کرنے کی نسبت زمین پر نباتات اگانے سے زیادہ قادر ہے۔ پس تم اپنی قبروں سے اور اپنی قتل گاہوں سے باہر نکل آؤ گے تم خدا کی طرف دیکھو گے اور وہ تمہیں دیکھے گا۔

لقیط کہتا ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیونکر ممکن ہے' زمین پر تو انسانوں کا ہجوم ہو گا اور اللہ تعالیٰ یکتا و تنہا ہے' وہ ہمیں کیسے دیکھے گا اور ہم بہ یک وقت اسے کیسے دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا' میں تمہارے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں' یہ مثال' اللہ کے انعامات میں سے سورج اور چاند میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی چھوٹی سی مخلوق ہے۔ تم بہ یک وقت اس کو دیکھتے ہو اور وہ تم پر جلوہ فگن ہے۔ تمہیں ان کے دیکھنے میں کوئی دقت اور مزاحمت پیش نہیں آتی۔ تیرے معبود کی قسم! اللہ تعالیٰ شمس و قمر کی نسبت' اس امر پر زیادہ قادر ہے کہ وہ تم کو دیکھے اور تم اس کو دیکھو۔ عرض کیا یارسول اللہ! جب ہم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو وہ ہم سے کیا سلوک کرے گا؟ فرمایا تم اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاؤ گے تمہارے اعمال نامے اس کے سامنے کھلے ہوں گے' تمہاری کوئی چیز بھی مخفی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں پانی کا ایک چلو لے کر تم پر چھڑکے گا' خدا کی قسم! اس پانی کا ایک نہ ایک قطرہ ہر ایک کے منہ پر ضرور پڑے گا۔ مسلمان کے چہرے کو' تو وہ سفید چادر کی طرح منور کر دے گا۔ لیکن کافر کی ناک پر کالے کوئلہ کی طرح نشان کر دے

گا۔

پھر تمہارے نبی میدان محشر سے لوٹیں گے اور ان کے پیچھے صالح لوگ بھی پھر تم "آتشی پل" کو عبور کرو گے تم میں سے کسی کا پاؤں انگارے پر پڑے گا اور وہ حس اور اف کہے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ اس کا وقت ہے۔ بعد ازاں تم رسول اللہ ﷺ کے پاس حوض پر پیاسے آؤ گے' واللہ میں نے اس پر کسی کو دوبار پیاسا نہیں دیکھا۔ تیرے خدا کی قسم! جو بھی تم میں سے ہاتھ پھیلائے گا' اس کے ہاتھ میں جام کوثر آجائے گا یہ پانی اس کو بول و براز اور پادنے سے پاک کر دے گا۔ سورج اور چاند چھپا دیئے جائیں گے۔ تم ان کو نہ دیکھ پاؤ گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم دیکھیں گے کیسے؟ فرمایا تمہارے اس وقت دیکھنے کے موافق (یہ وقت تھا طلوع آفتاب کا روز روشن میں)

پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے نیک اور بد اعمال کا کیسے بدلہ ملے گا؟ فرمایا نیکی کا بدلہ دس گنا اور برائی کا برابر برابر' مگر یہ کہ اللہ معاف فرما دے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! دوزخ اور بہشت کی بابت فرمایئے' فرمایا تیرے معبود کی قسم! دوزخ کے سات دروازے ہیں' دو دروازوں کے درمیان' اتنی مسافت ہے کہ سوار ستر سال چلتا رہے اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس کے بھی دو دروازوں کے درمیان سوار کے ستر سال تک چلنے کا فاصلہ ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جنت میں کیا دیکھیں گے؟ فرمایا صاف شفاف شہد کی نہریں' شراب کی نہریں' جس میں نہ سردرد ہے اور نہ ندامت و پشیمانی' دودھ کی نہریں' جس کا مزا تبدیل نہ ہو گا اور پانی کی نہریں ہیں جو صاف و ستھرا اور عمدہ ہے۔ پھل اور میوہ جات' تیرے معبود کی قسم! جو تم جانتے ہو۔ اور نہیں بھی جانتے۔ اور ایسے ہی اس کے ساتھ بہترین پھل اور طیب و طاہر بیویاں' عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا جنت میں بیویاں بھی ہوں گی؟ کیا ان میں سے بھلی اور نیک بھی ہوں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک بیویاں' نیک شوہروں کے لئے ہوں گی' تم ان سے لذت حاصل کرو گے' ٹھیک دنیا کی لذت کی طرح' وہ بھی تم سے لطف اندوز ہوں گی لیکن سلسلہ ولادت نہ ہو گا۔

عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! آخری وہ نعمتیں کون سی ہیں جن کو ہم پائیں گے اور انتہائی ہمارے انعامات کون سے ہیں جن پر انتہا اور غایت ہو گی؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ؐ سے کس بات پر بیعت کروں تو آپ نے دست مبارک پھیلا کر فرمایا نماز قائم کرنے پر' زکوٰۃ ادا کرنے پر اور شرک سے کنارہ کش ہونے پر اور اللہ کے ساتھ کسی غیر کو شریک نہ بنانے پر۔

عرض کیا (یا رسول اللہ ﷺ) اور ہمارے لئے مشرق و مغرب کی حکمرانی ہو گی' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور انگلیوں کو پھیلا دیا اور سمجھے کہ میں کوئی ناقابل تسلیم شرط پیش کرنے والا ہوں تو میں نے عرض کیا ہم جہاں چاہیں سکونت اختیار کریں اور ہر شخص اپنے فعل کا ذمہ دار اور جواب دہ ہو گا۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ پھیلا کر فرمایا یہ تیرا حق ہے جہاں چاہو رہائش کرو اور ہر کوئی اپنے فعل کا ذمہ دار ہے۔ لقیط نے کہا پھر ہم واپس چلے تو آپ نے فرمایا یہ دونوں ساتھی متقی لوگوں میں سے ہیں --- تیرے معبود کی قسم --- دنیا اور آخرت میں۔

تو ان میں سے کعب بن حراریہ یکے از بنی کلاب نے عرض کیا یارسول اللہؐ! ان میں سے بنی منتفق بھی اس کے بات کے اہل ہیں؟

اس کا بیان ہے کہ ہم واپس روانہ ہوئے (اور مجھے کچھ یاد آیا) اور میں نے پلٹ کر --- اس نے بات مکمل کرنے کے بعد کہا --- پھر عرض کیا یارسول اللہؐ! کیا جاہلیت میں فوت ہونے والوں میں سے کسی کو بھلائی ملے گی؟ (آپ کے جواب دینے سے قبل) قریش کے معمولی اور عام آدمی نے کہا' واللہ! تیرا باپ منتفق تو دوزخ میں ہے۔ لقیط کا بیان ہے گویا کہ اس کی بات سن کر میرے تو تن بدن میں آگ لگ گئی' کیونکہ میں اپنی برادری کا سربراہ تھا (اور اس نے برملا کہا تھا) میں نے سوچا اور ارادہ کیا کہ میں پوچھوں' یارسول اللہ ﷺ اور آپ کے والد شریف' مگر دوسرا فقرہ اس سے زیادہ بہتر تھا عرض کیا یارسول اللہؐ اور آپؐ کا اہل اور قبیلہ فرمایا بخدا میرا قبیلہ بھی۔ تیرا کسی عامری یا قریش مشرک کی قبر کے پاس سے گزر ہو تو اس کو مخاطب کر کے کہہ کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے کہ میں تجھے غمناک بات بتاؤں کہ تو اپنے پیٹ کے بل' اندھے منہ دوزخ میں گھسیٹا جائے گا۔

عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟ وہ تو وہی عمل کرتے تھے جس کو وہ بہتر سمجھتے تھے اور ان کا غالب گمان تھا کہ وہ صالح لوگ ہیں' تو آپ نے فرمایا یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے بعد ایک نبی مبعوث کیا ہے جس نے نبی کی نافرمانی کی وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے۔ اور جس نے فرماں برداری کی وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہے۔ یہ حدیث نہایت غریب ہے اور اس کے بعض فقروں میں نکارت اور عجوبہ پن ہے "کتاب البعث والنشور" میں حافظ بیہقی نے اس کو بیان کیا ہے اور "العاقبہ" میں عبدالحق اشبیلی نے نقل کیا ہے اور "التذکرہ فی احوال الاخرۃ" میں قرطبی نے ذکر کیا ہے "کتاب البعث والنشور" میں یہ انشاء اللہ مفصل بیان ہو گی۔

زیاد بن حارث صدائیؓ کی آمد : حافظ بیہقی (ابواحمد اسد اباذی در اسد اباذ' ابو بکر بن مالک قطیعی' ابوعبدالرحمان مقری' عبدالرحمان بن زیاد بن انعم' زیاد بن نعیم حضری) زیاد بن حارث صدائیؓ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی اور عرض کیا کہ آپؐ نے میری قوم کی طرف (جہاد کے لئے) لشکر روانہ کیا ہے آپ لشکر کو واپس بلا لیجئے' میں اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے اور طاعت اختیار کرنے کا ذمہ دار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا' جاؤ لشکر کو لوٹا لاؤ' عرض کیا میری سواری تھک گئی ہے (وہ چلتی نہیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو بھیجا وہ ان کو واپس بلا لایا۔

مکتوب نبوی : زیاد صدائی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی قوم کو خط لکھا' چنانچہ میری قوم کا وفد مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہا' اے صدائی! تو اپنی قوم کا مطاع اور مقبول رئیس ہے۔ عرض کیا یارسول اللہؐ میری سعی و کاوش کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ان کا امیر مقرر کر دوں؟ عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہؐ! چنانچہ آپؐ نے میری امارت کا ایک حکم نامہ تحریر فرمایا' عرض کیا' یارسول اللہ! ان کے صدقات میں سے'

مجھے کچھ عنایت فرمایئے تو آپ نے "ہاں" فرمایا۔

ایک اور مکتوب بھی میرے لئے تحریر فرمایا۔ یہ ایک سفر کا واقعہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کسی "منزل" پر فروکش تھے۔ اس منزل کے باشندے اپنے "عامل" کی شکایت لے کر حاضر ہوئے کہ اس نے ہماری آپس میں جاہلی دور کی چپقلش کے باعث ظلم کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حیرت سے پوچھا کیا اس نے ایسا کیا ہے انہوں نے اس امر کی تصدیق کی تو آپ نے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا (اور میں بھی ان میں موجود تھا) کہ مسلمان آدمی کے لئے "امارت" میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

بے جا سوال : زیاد صدائی کا بیان ہے کہ آپ کی یہ بات میرے دل میں اتر گئی پھر کوئی اور شخص آیا اور اس نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے خیرات دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص غنی اور مالدار ہونے کے باوصف لوگوں سے سوال کرتا ہے اور ان کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو یہ سوال "سر درد" اور پیٹ کی بیماری ہے۔ سائل نے دوبارہ کہا آپ مجھے زکوٰۃ دیجئے تو آپ نے فرمایا زکوٰۃ کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ نے کسی نبی اور ولی کی بات کو پسند نہیں کیا' اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس میں فیصلہ فرمایا ہے اور اس کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے اگر تیرا شمار ان اقسام میں ہے تو میں تجھے زکوٰۃ کا مال دے دیتا ہوں۔ صدائی کا بیان ہے کہ آپ کی یہ بات بھی میرے دل میں اتر گئی کہ میں غنی اور سرمایہ دار ہوں اور میں نے بھی آپؐ سے زکوٰۃ کا سوال کیا تھا۔

معجزہ پانی میں افزائش کا : رسول اللہ ﷺ نے شروع رات اور آغاز شب میں سفر اختیار کیا میں آپؐ کے قریب رہا۔ صحابہؓ آپ سے الگ بھی ہو جاتے تھے اور پیچھے بھی رہ جاتے تھے ایک وقت ایسا آیا کہ میرے علاوہ آپ کے پاس کوئی نہ تھا جب نماز فجر کا وقت ہوا تو آپ کے حکم سے میں نے اذان کہی' میں بار بار پوچھتا رہا یارسول اللہ! اقامت کہوں' آپ مشرق کی جانب دیکھ کر فرماتے ابھی نہیں جب فجر صاف نمودار ہو گئی تو آپؐ سواری سے اترے' رفع حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو آپ کے آس پاس صحابہ جمع ہو گئے اور آپ نے پوچھا اے صدائی! کیا پانی موجود ہے عرض کیا معمولی سا ہے۔ بقدر کفایت نہیں ہے تو آپ نے فرمایا اس کو ایک برتن میں ڈال کر' میرے پاس لاؤ' میں نے حکم کی تعمیل کی' تو آپؐ نے اپنا دست مبارک اس میں رکھ دیا میں نے دیکھا تو آپ کی دو انگلیوں کے درمیان سے چشمہ ابل رہا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اللہ عزوجل سے شرم محسوس نہ ہوتی تو ہم تنہا پی لیتے اور برتنوں میں جمع کر لیتے (چونکہ سب سے زیادہ حیادار ہوں) تم صحابہ میں اعلان کر دو کہ جس کو پانی کی ضرورت ہو (وہ آجائے) چنانچہ میں نے اعلان کیا جس کو ضرورت تھی اس نے لے لیا۔

پھر آپ جماعت کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدائی نے اذان کہی ہے اور جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے۔ صدائی کہتا ہے پھر میں نے تکبیر کہی۔

معذرت : جب رسول اللہ ﷺ نماز فجر سے فارغ ہو گئے تو میں نے وہ دونوں مکتوب پیش کر کے عرض

کیا' یارسول اللہ! مجھے ان دونوں خطوط سے درگزر فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا معلوم ہوا؟ عرض کیا یارسول اللہ! میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ مسلمان آدمی کے لئے "امارت" و حکومت میں کوئی بھلائی اور مفاد نہیں' اور میں مسلمان ہوں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں' نیز میں نے آپؐ سے سنا آپ سائل کو فرما رہے تھے جو شخص غنی اور مال کے ہوتے ہوئے لوگوں سے سوال کرتا ہے' اس کے لئے یہ سوال سردرد اور پیٹ کی بیماری ہے۔ میں نے آپ سے "صدقہ" کا سوال کیا تھا حالانکہ میں غنی اور سرمایہ دار ہوں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا بات وہی ہے مرضی ہو تو قبول کرو' مرضی ہو تو امارت چھوڑ دو۔ عرض کیا میں تو چھوڑتا ہوں تو آپؐ نے فرمایا ایسا آدمی بتاؤ جسے میں تمہارا امیر مقرر کر دوں' میں نے آپ کو ایک آدمی کے بارے بتایا جو وفد کے ہمراہ آیا تھا آپ نے اس کو امیر مقرر کر دیا۔

کنکریوں پر دم کرنا : پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمارا کنواں ہے۔ موسم سرما میں تو اس کا پانی وافر ہوتا ہے ہم اس پر مقیم رہتے ہیں اور موسم گرما میں' اس کا پانی کم پڑ جاتا ہے تو ہم دوسرے چشموں پر اپنی رہائش اختیار کر لیتے ہیں اب ہم مسلمان ہو چکے ہیں ہمارے گردونواح ہمارے مخالف اور غیر مسلم ہیں ہمارے کنوئیں کے بارے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمارا پانی وافر رہے اور ہم سب اس پر قیام پذیر رہیں۔ اور علیحدہ علیحدہ رہنے پر مجبور نہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو ہاتھ میں مسلا اور ان میں خیروبرکت کی دعا کی اور فرمایا ان سنگ ریزوں کو لے جاؤ جب کنوئیں کے پاس پہنچو تو بسم اللہ پڑھ کر ایک ایک کر کے اس میں ڈال دو۔ صدائی کا بیان ہے کہ ہم نے آپ کے فرمان کی تعمیل کی۔ بعد ازیں ہم کنوئیں کی تہہ نہ دیکھ پائے۔ اس حدیث کے ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں شواہد موجود ہیں۔

واقدی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے "عمرہ جعرانہ" سے واپسی کے بعد' حضرت قیس بن سعد بن عبادہ کو' چار سو افراد پر امیر مقرر کر کے صداء کے علاقہ کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا تو انہوں نے اپنا ایک نمائندہ روانہ کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپؐ میری قوم سے اسلامی لشکر واپس بلوا لیں۔ میں ان کے اسلام قبول کرنے کا ذمہ دار ہوں (آپ نے لشکر واپس بلوا لیا) تو پھر پندرہ ارکان پر مشتمل ان کا وفد آیا اور حجتہ الوداع میں ان کا سو آدمی شریک ہوا۔ واقدی نے (ثوری' عبدالرحمان بن زیاد بن انعم' زیاد بن نعیم' زیاد بن حارث) صدائیؓ سے' اس کا اذان والا قصہ بیان کیا ہے۔

حارث بن حسان بکری کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا : امام احمد (زید بن حباب' ابوالمنذر سلام بن سلیمان نحوی' عاصم بن ابی النجود' ابووائل) حارث بکری سے بیان کرتے ہیں کہ علاء بن حضرمی متوفی ۲۱ھ کے خلاف شکایت کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ ربذہ مقام پر ایک عمر رسیدہ تمیمی بڑھیا بیٹھی تھی جو اپنے قافلے سے بچھڑ چکی تھی اس نے کہا یاعبداللہ! مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایک کام ہے کیا آپ مجھے ساتھ لے جا سکتے ہیں؟ میں نے اس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا' میں مدینہ میں آیا تو مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ سیاہ علم لہرا رہا ہے اور حضرت بلالؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے تلوار حمائل کئے کھڑا ہے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا عمرو بن عاصؓ کو روانہ کر رہے ہیں۔ میں وہاں بیٹھ گیا جب رسول

اللہ ﷺ گھر تشریف لے گئے تو میں نے اجازت طلب کی۔ اجازت کے بعد' میں نے آپ کے پاس جا کر سلام عرض کیا تو آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کنا چھٹی اور رنجش ہے؟ عرض کیا جی ہاں! ہم نے ان کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔

میں بنی تمیم کی عمر رسیدہ بڑھیا کے پاس سے گزر رہا تھا جو اپنے قافلہ سے پیچھے رہ چکی تھی۔ اس نے مجھ سے' آپؐ کے پاس پہنچانے کا سوال کیا تھا وہ دروازہ پر آپ کی منتظر ہے۔ وہ اندر آئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! اگر آپ ہمارے اور تمیموں کے درمیان حد فاصل اور بیس لائن مقرر کرنا چاہیں تو "دھنا" وادی کو حد فاصل بنا دیں۔ یہ سن کر وہ بڑھیا مارے غصے کے لال پیلی ہو گئی اور اس کا سانس اکھڑ گیا' کہنے لگی یارسول اللہؐ! آپ کا مضر قبیلہ کہاں پریشان پھرے گا۔

وافد عاد کی مثال : میں نے عرض کیا میری مثال تو پہلے لوگوں کی مثال ہے کہ "بھیڑ اپنی موت کو اٹھا لائی۔" میں اس کو لاد کر لایا اور کیا معلوم تھا کہ یہ میرے مخالف ہو گی۔ میں اللہ اور اس کے رسول سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں عاد کے پیغام رساں اور وافد عام کی طرح ہوں۔

اس نے پوچھا اور "وافد عاد" کیا ہے۔ وہ اس واقعہ سے بخوبی آگاہ تھی لیکن وہ مجھ سے سننا چاہتی تھی۔ میں نے کہا قوم عاد قحط سالی میں مبتلا تھی انہوں نے قیل (بن عنز) کو نمائندہ بنا کر بھیجا وہ (مکہ میں) معاویہ بن بکر کا مہینہ بھر مہمان رہا' وہ اس کو شراب پلاتا اور اس کے پاس دو گویا لونڈیاں جرازنا نامی رہتیں۔ جب پورا ماہ گزر گیا تو کوہ ہائے "مھرہ" کے پاس جا کر اس نے دعا کی' خدایا! تو جانتا ہے کہ میں کسی مریض کے علاج کے لئے نہیں آیا کہ میں اس کا علاج کروں نہ کسی اسیر کو رہا کرانے کی غرض سے آیا ہے کہ اس کا فدیہ ادا کروں' الٰہی! تو قوم عاد پر برسا جو بھی برسانا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے پاس سے افق پر سیاہ بادل نمودار ہوئے فلک سے آواز آئی ان میں سے پسند کر' تو اس نے ان میں سے سیاہ بادل کی طرف اشارہ کیا اس سے آواز آئی (تم نے اس کو پسند کیا ہے) اس کو پسند کر لے یہ ہے خاکستر بنا کر بھسم کرنے والا' کسی عادی کو زندہ نہ چھوڑے گی۔ میری شنید ہے کہ انگوٹھی کے حلقہ کی برابر ان پر ہوا کا دھانہ کھلا اور وہ سب ہلاک ہو گئے۔

ابووائل راوی کا بیان ہے کہ اس نے درست کہا کہ جب کوئی اپنا وفد روانہ کرتا تو اسے نصیحت کرتا کہ وافد عاد کا شیوہ نہ اختیار کرے۔

ایک غلطی پر تنبیہہ : اس روایت کو ترمذی اور نسائی نے ابوالمنذر سلام بن سلیمان نحوی سے بیان کیا ہے اور ابن ماجہ نے (ابوبکر بن ابی شیبہ' ابوبکر بن عیاش' عاصم بن ابی النجود) حارث بکری سے بیان کیا۔ درمیانی راوی ابووائل کا ذکر نہیں کیا۔ امام احمد نے بھی (ابوبکر بن عیاش از عاصم) از حارث بیان کیا ہے۔ اور درست یہی ہے کہ عاصم اور حارث کے درمیان ابووائل راوی کا واسطہ ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

عبدالرحمان بن ابی عقیل کا اپنی قوم کے ہمراہ آنا : بیہقی (ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف موسیٰ' ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی' علی بن جعد' عبدالعزیز' احمد بن یونس' زہیر' ابوخالد یزید اسدی' عون بن ابی جحیفہ' عبدالرحمان بن علقمہ ثقفی) عبدالرحمان بن ابی عقیل سے بیان کرتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ہمراہ رسول اللہ

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا ہم مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی کے دروازوں پر سواریاں بٹھائیں۔ جس شخص کی ملاقات کے لئے ہم جا رہے تھے وہ سب لوگوں سے زیادہ ہمیں ناپسند تھا اور جب ملاقات سے واپس آئے تو وہ سب دنیا سے عزیز تر تھا۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! کہ آپؐ نے سلیمانؑ کی بادشاہت کی طرح اللہ سے بادشاہت کا سوال کیوں نہ کیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا ممکن ہے تیرا نبی' اللہ کے ہاں سلیمان کی حکمرانی سے بھی افضل و اعلیٰ ہو' اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایک خصوصی دعا عطا کی ہے۔ بعض نے اس کو دنیا کے لئے استعمال کر لیا وہ اسے مل گئی' بعض نے اپنی قوم کے خلاف استعمال کی وہ ہلاک ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے دعاء مستجاب عطا کی میں نے اس کو بروز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھا ہے۔

طارق بن عبداللہ اور اس کے رفقا کی آمد : حافظ بیہقی (ابو خباب کلبی' جامع بن شداد محاربی) طارق بن عبداللہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں "ذی مجاز" میلے میں تھا کہ ایک آدمی جبہ زیب تن کئے ہوئے تھا اس نے کہا اے لوگو! لا الہ الا اللہ' کہو' کامیاب ہو جاؤ گے' اور ایک آدمی اس کو پیچھے سے پتھر مار رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو! یہ جھوٹا اور دروغ گو ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے تو معلوم ہوا یہ ہاشمی ہے' خود کو اللہ کا رسول خیال کرتا ہے۔ پھر پوچھا یہ مارنے والا کون ہے؟ معلوم یہ ان کا چچا عبدالعزیٰ (ابولہب) ہے جب اکثر لوگ مسلمان ہو کر ہجرت کرنے لگے تو ہم بھی ربذہ سے مدینہ کی کھجور خرید کرنے آئے جب مدینہ کے باغات اور نخلستان کے قریب آئے تو میرا خیال ہوا اگر لباس تبدیل کر لیں تو اچھا ہے۔ ایک آدمی نظر آیا وہ معمولی لباس زیب تن کئے ہوئے ہے اس نے سلام کہا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ عرض کیا ربذہ سے' پھر پوچھا کہاں کا قصد ہے؟ عرض کیا مدینہ کا۔ خیال ہے پھر پوچھا' وہاں تمہیں کیا ضرورت ہے؟ عرض کیا مدینہ کی کھجور کے خریدار ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ ہمارے ساتھ ایک دانا خاتون تھی اور نکیل دار ایک سرخ اونٹ تھا تو اس نے پوچھا کیا یہ اونٹ فروخت کرو گے' عرض کیا ہاں! اتنی کھجور کے عوض۔ اس نے ہم سے قیمت میں کوئی کمی نہ کرائی اور اونٹ کی مہار پکڑ کر لے گیا۔ جب وہ مدینہ کی دیواریوں اور باغات میں اوجھل ہو گیا تو ہم نے کہا' ہم نے اچھا نہیں کیا واللہ! نہ ہم نے کسی معروف آدمی سے سودا کیا اور نہ ہی اس سے قیمت لی۔

راوی کا بیان ہے کہ جو دانا خاتون ہمارے ساتھ تھی اس نے کہا واللہ! میں نے ایسا آدمی دیکھا ہے گویا اس کا چہرہ بدر منیر کا ٹکڑا ہے۔ تمہارے اونٹ کی قیمت کی میں کفیل اور ضامن ہوں۔

یکایک وہ آدمی آیا اور اس نے اپنا تعارف کرایا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں' لو یہ تمہاری کھجوریں ہیں کھاؤ اور شکم سیر ہو کر کھاؤ' ماپ لو اور پوری کر لو' ہم نے ماپ کر لیں اور پوری پائیں۔ پھر ان سے کھجوریں کھائیں پھر ہم مدینہ میں آئے اور مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو وہ صاحب منبر پر لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے ہم نے آپ کے خطبہ کے یہ الفاظ سنے صدقہ و خیرات کیا کرو' صدقہ کرنا تمہارے لئے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ' نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ دینے والا' لینے والے سے افضل ہے۔ اپنی والدہ' والد' بہن بھائی اور عزیز و اقارب کو دو۔ ناگہاں بنی یربوع یا انصار میں سے ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ! جاہلی

دور میں' ہمارے ان کے ذمہ کچھ خون اور قتل ہیں تو آپ نے تین بار فرمایا کہ والد کے ظلم کا مواخذہ اپنی اولاد پر نہ ہو گا خیانت و قصور میں نہ پکڑا جائے گا۔

امام نسائی نے صرف فضیلت صدقہ کی حدیث' یوسف بن عیسیٰ' فضل بن موسیٰ' یزید بن زیاد بن ابی الجعد' جامع بن شداد' طارق بن عبداللہ محاربی سے بیان کی ہے۔ نیز حافظ بیہقی نے (حاکم' اصم' احمد بن عبدالجبار' یونس بن بکیر' یزید بن زیاد) جامع بن طارق سے پوری طویل روایت نقل کی ہے جیسا کہ بیان ہو چکی ہے اس میں ہے کہ دانا خاتون نے کہا' ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے ایسے مرد کا چہرہ دیکھا ہے کہ وہ غدر اور خیانت نہ کرے گا۔ میری دانست میں اس کا چہرہ بدر منیر کے مشابہ ہے۔

علاقہ معان کے حکمران' فروہؓ بن عمرو جزامی کے قاصد کی آمد : ابن اسحاق کا بیان ہے کہ فروہؓ بن عمرو بن نافرہ جذامی اور نفاثی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں' اپنے اسلام قبول کرنے کی اطلاع کے لئے قاصد روانہ کیا اور سفید خچر کا تحفہ پیش کیا۔ فروہ مملکت روم کا گورنر تھا عرب کے ملحقہ علاقے پر۔ اس کا قیام معان علاقہ شام میں تھا جب شاہ روم کو اس کے مسلمان ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس نے اس کو طلب کر کے اپنے پاس قید کر لیا اور اس نے اپنے قید خانہ میں کہا۔

طرقت سليمى موهنا أصحابى　　والروم بين الباب والقرو ـ
صد الخيال وساءه ما قد رأى　　وهممت أن أغفى وقد أبكانى
لا تكحلن العين بعدى إثمدا　　سلمى ولا تدين للاتيان
ولقد علمت أبا كبيشة أننى　　وسط الأعزة لا يحص لسانى

(رات کی آخری حصہ میں سلمٰی کا تصور آیا میرے رفقاء کے ہمراہ اور رومی قابض تھے دروازے اور پانی حوضوں کے درمیان۔ خیال منقطع ہو گیا اور اس کو منظر نے غمناک کر دیا میں نے ہلکی سی نیند کا ارادہ کیا اور اس نے رلا دیا۔ اے سلمٰی! میرے بعد آنکھوں میں سرمہ نہ لگا اور نہ تو آنے کے لئے رسوائی برداشت کر۔ ابوکبشہ! تو تجھے معلوم ہے کہ میں اپنے عزیز و اقارب میں معزز ہوں' میری بات کی مخالفت نہیں ہوتی)

فلئن هلكت لتفقدنّ أخاكم　　ولئن بقيت ليعرفن مكانى
ولقد جمعت أجل ما جمع الفتى　　من جودة وشجاعة وبيان

(اگر میں درجہ شہادت پا لوں تو تم اپنے بھائی کو مفقود پاؤ گے اگر میں زندہ بچ گیا تو وہ میری قدر و منزلت پہچان لیں گے۔ میں نے سخاوت و شجاعت اور فصاحت کی اہم خوبیاں جن سے کوئی نوجوان آراستہ ہوتا ہے اپنے اندر جمع کر لی تھیں)

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رومیوں نے فلسطین میں چشمہ عفریٰ کے پاس اس کے قتل کا عزم کر لیا تو اس نے کہا۔

ألا هل أتى سلمى بأن حليلها　　على ماء عفرى فوق احدى الرواحل
على ناقة لم يضرب الفحل أمها　　يشذّ به أطرافها بالمناجل

(کیا سلمیٰ کو یہ خبر معلوم ہو گئی ہے کہ اس کا شوہر عفری کے چشمہ پر ایک ناقہ پر سوار ہے۔ ایسی اونٹنی کہ نر نے اس کی ماں سے جفتی نہیں کی کہ اس کے پہلو درانتیوں سے کاٹے گئے ہیں)

بقول امام زہری' جب اس کو قتل گاہ میں لایا گیا تو اس نے کہا۔

أبلغ سراة المسلمين بأنني　سلم لربي أعظمي ومقامي

(کہ مسلمانوں کے سردار کو بتا دو کہ میری ہڈیاں اور میرا قیام سب میرے رب کے مطیع ہے)

پھر انہوں نے اس کی گردن قطع کر کے اس چشمہ پر قتل کر دیا۔ رضی اللّٰہ عنہ وارضاہ وجعل الجنۃ مثواہ

حضرت تمیم داریؓ کا آنا : ابو عبداللہ سہل بن محمد بن نصرویہ مروزی در نیسابور (ابو بکر محمد بن احمد بن حسن قاضی' ابو سہل احمد بن زیاد قطان' یحییٰ بن جعفر بن زبیر' وہب بن جریر' ابوہ' غیلان بن جریر' **شعبی**) فاطمہ بنت قیس سے بیان کرتے ہیں کہ تمیم داری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے بتایا کہ انہوں نے سمندر میں سفر کیا' ان کی کشتی بھٹک گئی اور وہ ایک جزیرہ میں اتار دیئے گئے اور اس میں وہ پانی کی جستجو میں نکلے تو ایک لمبے بالوں والے انسان سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا تو کون ہے تو اس نے کہا میں "جساسہ" ہوں' مزید دریافت کیا تو اس نے کہا میں نہیں بتا سکتا' لیکن تم اس جزیرہ میں چلے جاؤ۔ چنانچہ ہم وہاں گئے تو وہاں ایک آدمی زنجیروں میں بندھا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ ہم نے کہا عرب لوگ ہیں۔ تو اس نے پوچھا نبی جو تم میں مبعوث ہوا ہے اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے بتایا' ان پر لوگ ایمان لائے ہیں' ان کی تصدیق کی ہے اور ان کی پیروی کی ہے۔ تو اس نے کہا' یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم مجھے چشم زعر کی بابت بتاؤ گے؟ ہم نے اس کے بارے بتایا تو خوشی کے مارے اچھل پڑا۔ قریب تھا کہ وہ دیوار پھاند جائے پھر اس نے پوچھا بیسان کے نخلستان کا کیا حال ہے؟ کیا وہ ابھی تک بار آور ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ وہ بار آور ہے تو اس نے پھر خوشی سے چھلانگ لگائی۔ پھر اس نے کہا اگر مجھے باہر نکلنے کی اجازت ہوئی تو میں طیبہ کے علاوہ سارے علاقہ کو پامال کر دوں گا۔

فاطمہ بنت قیس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے یہ قصہ لوگوں کو بتایا اور آپؐ نے فرمایا یہ طیبہ ہے۔ اور وہ ہے دجال کا قصہ۔

اس حدیث کو امام احمدؒ' امام مسلم اور سنن اربعہ کے مؤلفین نے متعدد اسناد سے **شعبی** کی معرفت فاطمہ بنت قیس سے نقل کیا ہے۔ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ ام المومنین کی روایت سے اس کا شاہد بیان کیا ہے۔ عنقریب کتاب الفتن میں اس حدیث کی جملہ اسناد اور متن بیان ہوں گے۔

واقدی نے لخم قبیلہ کے داری وفد کا ذکر کیا ہے وہ دس افراد پر مشتمل تھا۔

بنی اسد کا وفد : واقدی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ۹ھ کے آغاز میں بنی اسد کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور وہ دس ارکان پر مشتمل تھا' فرار بن ازور' وابصہ بن معبد' طلیحہ (جس نے نبوت کا دعویٰ کیا پھر مسلمان ہو گیا اور اس کا ایمان پختہ تھا) اور نفادہ بن عبداللہ بن خلف' وفد میں شامل تھے ان کے

رئیس' حضرمی بن عامر نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم قحط سالی کے ایام میں اندھیری راتوں میں چلتے ہوئے آپ کی خدمت میں خود بخود حاضر ہوئے ہیں۔ آپؐ نے ہماری طرف کسی کو بھیجا بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے نازل فرمایا (۴۹/۱۷) یہ لوگ اسلام لا کر اپنا احسان تجھ پر جتاتے ہیں تو ان سے کہہ دے اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو' بلکہ اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا رستہ دکھلایا اگر تم سچے مسلمان ہو۔

ان میں ایک قبیلہ "بنی زنیہ" بھی تھا آپ نے ان کا نام "بنی رشدہ" تبدیل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نفادہ بن عبداللہ بن خلف سے ایسی اونٹنی طلب فرمائی جو سواری کے لئے عمدہ ہو۔ اور اپنے بچہ کے بغیر ہی دودھ دیتی ہو۔ اس نے اپنے ریوڑ میں تلاش کی اور ایسی اونٹنی نہ پائی۔ پھر اپنے چچازاد سے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس کو دوہنے کو ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس دودھ میں سے پیا اور باقی ماندہ اس کو پلایا اور آپؐ نے دعا فرمائی یااللہ! اس اونٹنی میں برکت فرما اور جس نے تحفہ بھیجا ہے اس کے مال و دولت میں بھی۔ (عرض کیا یا رسول اللہؐ! اور لانے والے کے مال و دولت میں بھی) اور جو اس کو لایا ہے اس کے مال و دولت میں بھی۔

بنی عبس کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ وہ نو افراد تھے واقدی نے ان کے نام بھی بتائے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا میں تمہارا دسواں ہوں اور آپؐ نے طلحہ بن عبیداللہ کو حکم دیا اس نے ان کو علم باندھ کر دیا اور ان کا "شعار" اور خصوصی تعارف "یا عشرہ" تجویز کیا۔۔۔۔۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ان سے خالد بن سنان عبسی (جس کا تعارف "ایام جاہلیت" کے عنوان کے تحت بیان ہو چکا ہے) کے بارے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا اس کی کوئی اولاد نہیں'۔۔۔۔۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ان کو روانہ کیا کہ وہ شام سے آنے والے قریش کے تجارتی قافلہ کی تاک اور گھات میں رہیں' اس بات کا تقاضا ہے کہ ان کا وفد فتح مکہ سے قبل آیا تھا' واللہ اعلم۔

بنی فزارہ کا وفد : واقدی' عبداللہ بن محمد بن عمر جمحی کی معرفت' ابووجزہ سعدی سے بیان کرتے ہیں کہ ۹ھ میں غزوہ تبوک سے رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو بنی فزارہ کا سترہ افراد کا وفد' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو لاغر اونٹوں پر سوار تھا اور اسلام کا معترف تھا۔ ان میں خارجہ بن حصن اور حارث بن قیس بن حصن بھی موجود تھا۔

دعا کی استدعا : ان سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے علاقہ کا حال دریافت کیا تو ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہؐ! ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے مال مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ باغات خشک ہو گئے ہیں اور اہل و عیال فاقے سے ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا فرمائی۔ **اللّٰھم اسق بلادک وبھائمک وانشر رحمتک واحی بلدک المیت** (یااللہ! اپنے علاقہ پر اور مال و مویشی پر بارش برسا اور اپنی رحمت پھیلا اور اپنے بے آباد اور بے آب علاقہ کو زندگی بخش) **اللّٰھم اسقنا غیثا مغیثا مریا مریعا طبقا واسعا عاجلا غیر آجل نافعا غیر ضار** (یااللہ! ہم کو [illegible] بارش سے [illegible]' خوشگوار

خوشحالی لانے والا' دور دراز تک فوری تاخیر سے نہ ہو' مفید ہو نقصان وہ نہ ہو) **اللھم اسقنا سقیا رحمة ولا سقیا عذاب ولا ھدم ولا غرق ولا محق** (الہٰی! رحمت کی بارش ہو' عذاب کی بارش نہ ہو' ڈھانے والی نہ ہو' غرق کرنے والی نہ ہو' مٹا دینے والی نہ ہو) **اللھم اسقنا الغیث وانصرنا علی الاعداء** (یااللہ! بارش برسا اور دشمن پر مدد فرما)

چنانچہ دعا کے بعد بارش برسی اور ہفتہ تک آسمان آبر آلود رہا اور خوب بارش برسی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر چڑھ کر دعا فرمائی **اللھم حوالینا ولا علینا علی الآکام والظراب وبطون الا ودیة ومنابت الشجر** (یااللہ ہمارے گردونواح برسا اور ہم پر نہ برسا' ٹیلوں پر برسا' چھوٹے چھوٹے پہاڑوں پر' وادیوں کے اندر اور درختوں کے اگنے کے مقامات پر) دعا کے بعد مدینہ کے افق سے بادل یوں چھٹ گیا جیسا کہ کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

بنی مرہ کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ تبوک سے واپسی کے بعد ۹ھ میں یہ وفد آیا اس کے ۱۳ ارکان تھے ان میں حارث بن عوف بھی شامل تھا نبی علیہ السلام نے ہر ایک کو دس اوقیہ چاندی کا تحفہ دیا اور حارث بن عوف کو بارہ اوقیہ۔ انہوں نے ذکر کیا کہ ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے تو آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی **اللھم اسقھم الغیث** (الہٰی! ان پر بارش برسا) جب وہ اپنے وطن واپس لوٹے تو معلوم ہوا کہ جس روز رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اسی روز بارش ہوئی۔

بنی ثعلبہ کا وفد : واقدی محمد بن ابراہیم' یکے از بنی ثعلبہ سے بیان کرتا ہے کہ ۸ھ میں جب رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے واپس آئے تو ہمارا چار افراد کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ ہم اپنی باقی ماندہ قوم کے نمائندہ ہیں اور وہ اسلام کے معترف ہیں چنانچہ آپ نے ہماری ضیافت اور میزبانی کا حکم دیا ہم نے وہاں چند روز قیام کیا پھر "الوداع" کہنے آئے تو آپ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ان کو بھی عطیہ دے جیسا کہ "وفود" کو تو عطیہ دیا کرتا ہے چنانچہ وہ چاندی کا ایک بڑا سارا ٹکڑا لایا اور ہر فرد کو پانچ اوقیہ چاندی عطا کی اور بتایا کہ ہمارے پاس درہم موجود نہیں اور ہم وطن واپس چلے آئے۔

بنی محارب کا وفد : واقدی نے محمد بن صالح کی معرفت ابووجزہ سعدی سے نقل کیا ہے کہ حجتہ الوداع ۱۰ھ میں بنی محارب کا دس افراد کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ ان میں سواء بن حارث اور اس کا بیٹا خزیمہ بن سواء بھی شامل تھا وہ رملہ بنت حارث کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ حضرت بلالؓ صبح شام ان کا کھانا لایا کرتے تھے' وہ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ وہ اپنے باقی ماندہ لوگوں کے اسلام کے ذمہ دار ہیں۔ میلوں اور موسم حج میں ان سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا کوئی مخالف سخت گیر اور بدکلام نہ تھا۔ وفد کے ارکان میں ایک ایسا شخص تھا جس کو رسول اللہ ﷺ نے پہچان لیا اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے مجھے زندگی بخشی یہاں تک کہ تو نے میری تصدیق کی اور فرمایا کہ یہ دل اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔

معجزہ : اور رسول اللہ ﷺ نے خزیمہ بن سواء کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور وہ سفید پوش ہو گیا اور ان کو عطیہ سے نوازا جیسا کہ وفد کو عطیہ ملا کرتے تھے پھر وہ اپنے وطن واپس چلے گئے۔

بنی کلام کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ بنی کلاب کا تیرہ افراد پر مشتمل وفد ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ ان میں لبید بن ربیعہ شاعر اور جبار بن سلمیٰ بھی شامل تھے۔ حضرت کعب بن مالکؓ اور لبید شاعر کا باہمی دوستانہ تھا' حضرت کعبؓ نے اس کو خوش آمدید کہا اور اس کی تعظیم و تکریم کی اور اسے تحفہ پیش کیا۔ وفد کے ارکان' حضرت کعبؓ کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے "اسلامی طرز" پر سلام کہا اور انہوں نے بتایا کہ ضحاک بن سفیان کلابی نے ان میں کتاب و سنت (جس کی تبلیغ کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے) کی اشاعت کا کام کیا ہے اور اس نے اللہ کے دین کی طرف دعوت دی ہے۔ انہوں نے اس کی بات کو قبول کر لیا اور ضحاک نے ان کے مالداروں سے زکوٰۃ لے کر فقراء اور ضرورت مند لوگوں میں تقسیم کر دی ہے۔

بنی رؤاس بن کلاب کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ عمرو بن مالک بن قیس بن بجید بن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا پھر وہ وطن واپس چلا گیا اور ان کو اللہ کے دین کی دعوت پیش کی تو انہوں نے کہا' جب تک ہم بنی عقیل سے اپنے مقتولوں کا بدلہ نہ لے لیں ہم اسلام قبول نہ کریں' ----- چنانچہ بنی رؤاس اور بنی عقیل کی باہمی لڑائی ہوئی اور مذکور بالا عمرو بن مالک نے بنی عقیل کا ایک آدمی قتل کر دیا ----- اس کا بیان ہے کہ میں اپنے ہاتھ باندھ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور آپ کو میرے اس قتل کی اطلاع پہنچ چکی تھی) اور آپؐ نے فرمایا تھا اگر وہ میرے پاس آیا تو میں اس کے ہاتھ کی کڑی اور زنجیر پر ماروں گا۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلام مسنون کہا تو سلام کا جواب نہ دیا اور منہ پھیر لیا پھر میں آپ کی دائیں جانب سے آیا تو پھر بھی منہ پھیر لیا بائیں طرف سے آیا تو پھر بھی منہ پھیر لیا اور پھر سامنے سے آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک اللہ عز و جل معافی کو پسند کرتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے۔ آپ مجھ سے راضی ہو جائیں اللہ آپ سے راضی ہو گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں راضی ہو گیا۔

بنی عقیل بن کعب کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے ان کو "عقیق بنی عقیل" بطور جاگیر عطا کر دی۔ اس علاقہ میں کھجوروں کے باغات اور چشمے ہیں اور آپؐ نے اس کے بارے ایک وثیقہ لکھ دیا۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم یہ جاگیر محمد رسول اللہ ﷺ نے ربیع مطرف اور انسؓ کو عطا کر دی ہے۔ ان کو عقیق کی جاگیر عطا کر دی ہے جب تک وہ نماز پڑھتے رہیں زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور اسلامی احکام سن کر اطاعت کرتے رہیں۔ ان کو کسی مسلمان کا حق نہیں دیا اور یہ مکتوب اور وثیقہ مطرف کے پاس ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لقیط بن عامر بن منتفق بن عامر بن عقیل ابو رزین عقیلی آیا اور آپ نے اس کو چشمہ نظیم عطا کیا۔ یہ مفصل قصہ ابھی گزر چکا ہے۔ وللہ الحمد المنہ۔

بنی قشیر بن کعب کا وفد : یہ غزوہ حنین اور حجتہ الوداع سے قبل کا واقعہ ہے۔ اس وفد میں قرہ بن ہبیرہ بن عامر بن سلمۃ الخیر شامل تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے اس کو عطیہ سے نوازا اور اس کو

ایک چادر پہنائی اور قوم کے صدقات پر عامل مقرر کیا اس نے واپسی کے وقت کہا۔

حباها رسول الله إذ نزلت به وأمكنها من نائل غير منفد
فأضحت بروض الخضر وهي حثيثة وقد انجحت حاجاتها من محمد
عليها فتى لا يردف الذم رحله يروى لأمر العاجز المتردد

(رسول اللہ ﷺ نے اس کو نوازا جب وہ سواری آپ کے پاس آئی' اور اس کو نہ ختم ہونے والا عطیہ دیا۔ اور یہ سرسبز باغ میں پہنچ گئی ہے اور یہ سبک رفتار ہے اور اس نے اپنی ضروریات محمدؐ سے پوری کر لی ہیں۔ اس پر ایک نوجوان سوار ہے مذمت و برائی اس کے قریب نہیں پھٹکتی' عاجز اور پریشان حال کے معاملات میں وہ غور کرتا ہے)

بنی بکا کا وفد : مذکور ہے کہ یہ وفد ۹ھ میں آیا اور تین افراد پر مشتمل تھا' ان میں معاویہ بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء بھی شامل تھا۔ وہ اس وقت سو سال کا تھا اور اس کے ہمراہ اس کا بیٹا بشر بھی تھا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کو چھو کر اپنے بڑھاپے میں برکت حاصل کرتا ہوں اور میرا یہ بیٹا میرے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے' آپ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور اس کو سفید بکریاں عطا کیں اور برکت کی دعا فرمائی۔ بعد ازیں قحط اور خشک سالی کی مصیبت سے محفوظ رہے۔ محمد بن بشر بن معاویہ نے اس بارے کہا۔

وأبي الذي مسح الرسول برأسه ودعا له بالخير والبركات
أعطاه احمد إذ أتاه أعنزاً عفرا نواحل لسن باللحيات
يملأن وفد الحي كل عشية ويعود ذاك الملئ بالغدوات
بوركن من منح وبورك مانحا وعليه مني ما حييت صلاتي

(میرا والد وہ ہے جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے خیر اور برکات کی دعا کی۔ احمد نبی نے اس کو عطیہ دیا سفید بکریاں "لاغر" گویا وہ زندہ نہیں۔ وہ رات کو قبیلہ کے وفد کو "دودھ" سے پر کر دیتی ہیں اور یہی فراوانی صبح کو ہوتی ہے۔ مبارک عطیہ ہے اور عطیہ دینے والا بھی مبارک ہے جب تک میں زندہ رہوں اس پر میری طرف سے سلام ہے)

وفد کنانہ : واقدی نے اپنی اسانید سے بیان کیا ہے کہ حضرت واثلہؓ بن اسقع رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ غزوہ تبوک کے لئے تیاری کر رہے تھے۔ وہ آپؐ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ کر واپس اپنی قوم کے پاس چلے گئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے عزم و ارادے سے مطلع کیا تو ان کے والد نے کہا واللہ! میں تجھے کبھی بھی سواری نہ دوں گا۔ ان کی ہمشیرہ نے ان کی یہ بات سنی اور وہ مسلمان ہو گئی اور ان کو سامان سفر دے کر روانہ کر دیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعب بن عجرہ کے اونٹ پر سوار ہو کر تبوک چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے واثلہ کو اکیدر دومہ کی طرف حضرت خالدؓ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ جب وہ واپس آئے اور واثلہ نے کعب بن عجرہ کو حسب شرط مال غنیمت میں سے حصہ پیش کیا تو کعبؓ نے کہا میں نے تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سواری دی تھی۔

وفد اشجع : واقدی کا بیان ہے' ۵ھ میں غزوہ خندق کے سال' اشجع کے قبیلہ کے سو ارکان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کا رئیس مسعود بن رخیلہ تھا۔ وہ "شعب سلع" میں فروکش ہوا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کو کھجور کے تھیلے دینے کا حکم دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ غزوہ بنی قریظہ سے رسول اللہ ﷺ فارغ ہو چکے تو ان کا سات سو افراد کا وفد آیا رسول اللہ ﷺ نے ان سے صلح کر لی اور وہ وطن واپس لوٹ گئے' بعد ازیں وہ مسلمان ہو گئے۔

وفد باہلہ : فتح مکہ کے بعد' باہلہ کا رئیس مطرف بن کاہن آیا اور مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم کے لئے امن و امان حاصل کیا اور آپؐ نے اس کو ایک مکتوب لکھ دیا' اس میں اسلام کے فرائض اور مسائل بیان تھے۔ یہ مکتوب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے لکھا۔

وفد بنی سلیم : قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی قیس بن نشبہ' رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا' اس نے آپؐ کا کلام سنا اور کچھ مسائل دریافت کئے۔ آپ نے ان کا جواب دیا اور اس نے یہ سب جوابات ذہن نشین کر لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت پیش کی اور وہ مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم بنی سلیم کو جا کر بتایا کہ میں نے روم کے ترجمان فارس کے زمزمہ' عرب کے اشعار' کاہنوں کی کہانت اور شاہان حمیر کا کلام سنا ہے۔ محمدؐ کا کلام' ان کے کلام کے مشابہ نہیں ہے تم میری بات مانو اور اپنا حصہ لے لو۔ وہ فتح مکہ کے سال' رسول اللہ ﷺ کو "قدید" مقام پر ملے۔ وہ سات سو تھے یا ایک ہزار ان میں عباس بن مرداس کے علاوہ سربر آوردہ اور اعیان کی ایک جماعت تھی وہ مسلمان ہوئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! آپ ہمیں فوج کے مقدمہ میں رکھیں اور ہمارا علم سرخ ہو' اور ہمارا شعار (مخصوص علامت) "مقدم" ہو' آپؐ نے ان کی بات تسلیم کر لی۔ چنانچہ یہ لوگ فتح مکہ' طائف اور غزوہ حنین میں شامل ہوئے۔

راشد سلمی : راشد بن عبد ربہ سلمی بت پرست تھا۔ اس نے ایک روز بت کو دیکھا کہ اس پر دو لومڑ پیشاب کر رہے ہیں تو اس نے کہا۔

أرب يبول الثعلبان برأسه لقد ذل من بالت عليه الثعالب

(کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر دو لومڑ پیشاب کریں جس پر لومڑ پیشاب کریں وہ ذلیل و رسوا ہے)

پھر اس نے ضرب لگائی اور بت کو توڑ ڈالا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور مسلمان ہو گیا' رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیرا نام؟ اس نے کہا' غاوی بن عبد العزیٰ' آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام ہے راشد بن عبد ربہ' اور اس کو موضع رھاط بطور جاگیر دیا' اس میں "عین الرسول" نامی چشمہ جاری ہے۔ یہ قبیلہ بنی سلیم کا بہترین شخص ہے۔ قوم کا علم اس کو دیا اور فتح مکہ وغیرہ غزوات میں شریک ہوا۔

بنی ہلال بن عامر کا وفد : عبد عوف بن احرم وفد میں شامل تھا وہ مسلمان ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ قبیصہ بن مخارق بھی شامل تھا' جس کی "صدقات" میں روایت مروی ہے۔ زیاد بن عبد اللہ بن مالک بن نجیر بن ھدم' ابن رویبہ بن عبد اللہ بن ھلال بن عامرؓ مدینہ میں داخل ہوا تو اس نے اپنی خالہ حضرت میمونہؓ بنت حارث ام المومنین کے گھر کا رخ کیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ گھر

آئے تو اسے دیکھ کر ناراض ہوئے اور گھر سے واپس چلے گئے۔ پھر آئے تو حضرت میمونہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ میرا بھانجا ہے۔ پھر آپؐ زیاد کو لے کر باہر چلے آئے' نماز ظہر پڑھی اور زیاد کو قریب کر کے اس کے لئے دعا کی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر ناک تک پھیرا۔ بنی ھلال کہتے تھے ہم اپنے میں زیاد کے چہرے کی برکت محسوس کرتے رہے۔ کسی شاعر نے زیاد بن عبداللہ کے بیٹے علی کے بارے کہا۔

إن الـذي مسـح الرسـول برأسـه ودعـا لـه بالخير عنـد المسـجد
أعنـي زيـاداً لا أريـد سـواءه مـن عـابر أومتهـم أو منجـد
مـا زال ذاك النـور فـي عرنينـه حتـى تبـوأ بيتـه فـي ملحـد

(بے شک وہ شخص جس کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا اور مسجد میں اس کے لئے دعاء خیر کی۔ اس سے میری مراد صرف زیاد ہے نہ کوئی راہ رو' یا تہامہ یا نجد کی طرف جانے والا نہیں۔ اس کی ناک میں یہ نور ہمیشہ منور رہا یہاں تک کہ وہ قبر میں دفن ہو گیا)

بنی بکر بن وائل کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ جب ان کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپؐ نے قس بن ساعدہ کے بارے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا یہ تمہارے قبیلہ سے نہ تھا بلکہ ایاد کے خاندان سے تھا۔ جاہلی دور میں وہ موحد ہو گیا تھا۔ عکاظ میلہ میں آیا وہ لوگوں کا اجتماع تھا (اور اس نے خطاب کیا) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو قس کا کلام سنایا' بشیر بن خصاصیہ' عبداللہ بن مرثد اور حسان بن خوط بھی وفد میں شامل تھے۔ حسان کی اولاد میں سے کسی نے کہا۔

أنـا وحسـان بـن خـوط وأبـي رسـول بكـر كلهـا إلى النبـي

(میں' میرا والد اور حسان بن خوط' بنی بکر کے قاصد تھے نبی علیہ السلام کی طرف)

وفد بنی تغلب : یہ وفد سولہ افراد پر مشتمل تھا۔ مسلمان اور عیسائی مخلوط تھے' عیسائی سونے کی صلیب پہنے ہوئے تھے۔ یہ وفد رملہ بنت حارث کے مکان پر فروکش تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عیسائیوں سے اس شرط پر صلح کی کہ وہ عیسائی اعتقاد کے مطابق اپنی اولاد کو "زرد" پانی میں نہ رنگیں اور مسلمان ارکان وفد کو تحفے دیئے۔

تجیب کا وفد : واقدی کا بیان ہے کہ تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد ۹ھ میں آیا اور آپ نے ان کو دوسرے وفود کی نسبت زیادہ تحائف دیئے اور ان کے ایک لڑکے سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تیری کیا ضرورت ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کرے اور مجھ پر رحمت فرمائے اور مجھے "غنی دل" بنائے تو آپ نے دعا فرمائی' یااللہ! اس کو بخش دے' اس پر رحمت کر' اور اس کو "غنی دل" بنادے چنانچہ وہ سب لوگوں سے زاہد تھا اور مال و دولت سے بے نیاز تھا۔

وفد خولان : یہ دس ارکان کا وفد شعبان ۱۰ھ میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے بت "عمیانس" یا "عم انس" کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا' ہم نے اس سے بہتر "معقواد" کو بدل لیا ہے۔ واپس چلے گئے تو اس کو مسمار کر دیں گے اور انہوں نے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا' واپس جا کر بت کو مسمار

کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے حلال اور حرام امور کی تعمیل کی۔

وفد جعفی : یہ لوگ "دل" کے کھانے کو حرام سمجھتے تھے جب ان کا وفد مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو "دل" کا گوشت کھانے کا حکم دیا چنانچہ وہ بھون دیا گیا اور ان کے رئیس نے وہ کھایا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ایمان کی تکمیل اس کے کھانے پر موقوف ہے چنانچہ اس نے کپکپاتے ہوئے ہاتھ سے پکڑا اور کھا لیا اور اس نے کہا

علی أنی أکلت القلب کرھا وترعد حین مسته بنانی

(میں نے دل کا گوشت بادل نخواستہ کھایا' جب میں نے پکڑا تو میرے پورے کانپ رہے تھے)

ازد کے وفد کا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنا : معرفۃ الصحابہ میں حافظ ابونعیم نے اور ابوموسیٰ مدینی نے سوید بن حارث سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہمارا سات ارکان کا وفد حاضر ہوا اور میں ساتواں فرد تھا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ہم کلام ہوئے تو آپ نے ہماری وضع قطع اور لباس سے خوش ہو کر پوچھا تم کیسے ہو؟ عرض کیا ایمان دار ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے مسکرا کر فرمایا ہر بات کی ایک حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے۔ تمہارے کلام اور ایمان کا کیا راز اور حقیقت ہے؟ عرض کیا یہ پندرہ باتوں پر مبنی ہے۔ پانچ ان میں سے وہ ہیں جن کا آپ کے نمائندوں نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم ان پر ایمان لائیں اور پانچ امور پر انہوں نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور باقی پانچ وہ ہیں جن کے ہم جاہلیت میں خوگر تھے اور اب تک ان پر ہم قائم ہیں۔ الا یہ کہ آپ ان میں سے کسی کو ناگوار سمجھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا وہ پانچ باتیں کون سی ہیں جن پر میرے قاصدوں نے ایمان لانے کا حکم دیا تھا عرض کیا انہوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ' ملائکہ' کتب سماوی' رسل و انبیاء اور موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان لائیں۔ پھر پوچھا وہ کون سی پانچ باتیں ہیں جن پر عمل کرنے کا انہوں نے حکم دیا تھا؟ عرض کیا کلمہ توحید' اقامت صلوۃ' ادائے زکوۃ' صوم رمضان اور صاحب استطاعت کے لئے حج بیت اللہ' یہ ہیں پانچ ارکان جن پر عمل کا حکم دیا تھا۔

پھر پوچھا وہ کون سی پانچ علاوات ہیں جن کے تم جاہلیت میں پابند تھے تو انہوں نے عرض کیا' خوشحالی میں شکر' مصیبت میں صبر' قضاء پر رضا' جنگ میں استقلال' دشمن کے مصائب پر خوش نہ ہونا۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دانشور اور صاحب علم ہیں' قریب تھا کہ وہ اپنی دانشوری کی بدولت انبیاءؑ کی صفات کے مشابہہ ہو جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا اگر تم ان کے پابند ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو میں چاہتا ہوں کہ تم ان باتوں میں اور پانچ باتوں کا اضافہ کر لو تو پوری بیس ہو جائیں گی۔ خورد و نوش کے بغیر تم کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرو' فالتو مکان تعمیر نہ کرو' جس چیز کی تمہیں کل ضرورت پیش نہ آئے اس میں رغبت نہ کرو' خدا سے ڈرو' جس کی طرف تمہارا لوٹنا ہے اور جس کے سامنے تم کو پیش ہونا ہے اور اس حیات ابدی میں رغبت کرو' جس کی طرف تم جا رہے ہو' اور اس میں زندہ جاوید رہو گے۔ یہ سن کر وفد رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہوا اور وصیت کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔

وفد کندہ : یہ وفد قریباً پندرہ سواروں پر مشتمل تھا۔ اشعث بن قیس کندی ان کا قائد اور رئیس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کو دس اوقیہ چاندی عطا کی' اور اشعث بن قیس کو بارہ اوقیہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

وفد صدف : وفد میں قریباً پندرہ شتر سوار تھے' وہ آئے اور رسول اللہ ﷺ برسر منبر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ سلام کیے بغیر وہ بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم مسلمان ہو؟ عرض کیا "جی ہاں" تو آپ نے فرمایا تم نے سلام کیوں نہیں کیا' چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر کہا **السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** تو آپ نے جواب میں کہا وعلیکم السلام اور ان کو بیٹھ جانے کا حکم دیا وہ بیٹھ گئے اور نبی علیہ السلام سے انہوں نے نماز کے اوقات کی بابت دریافت کیا۔

وفد خشین : رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر کی تیاری میں مصروف تھے کہ ابو ثعلبہ خشنی آیا پھر وہ آپؐ کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوا بعد ازیں پندرہ افراد کا وفد آیا اور اس نے اسلام قبول کیا۔

وفد بنی سعد وغیرہ : واقدی نے ان درج ذیل وفود کا ذکر کیا ہے' (۱) بنی سعد ھذیم (۲) بلی (۳) بہرا (۴) بنی عذرہ (۵) سلامان (۶) جہینہ (۷) بنی کلب (۸) اور جرمی (عمر بن سلمہ جرمی کا ذکر صحیح بخاری میں مذکور ہے اور قبل ازیں بیان ہو چکا ہے)' (۹) ازدہ (۱۰) غسان (۱۱) حارث بن کعب (۱۲) ہمران (۱۳) سعد العشیرہ (۱۴) قیس (۱۵) داری قبیلہ (۱۶) وفد زھادی (۱۷) بنی عامر (۱۸) مسیج (۱۹) بجیلہ (۲۰) خثعم (۲۱) حضرموت (اس وفد میں وائل بن حجر حضرمی بھی مذکور ہے نیز اس میں حمید' مخوس' مشرج اور ابضعہ چار بار حضرمی معاہدوں کا بھی ذکر ہے۔ مسند احمد میں ایک روایت میں ان کے علاوہ ان کے بھائی عمر کے نعوت و صفات بھی مذکور ہیں ان کے بارے واقدی نے ایک طویل بحث نقل کی ہے) (۲۲) ازد عمان (۲۳) غافق (۲۴) بارق (۲۵) دوس (۲۶) ثمالہ (۲۷) حدار (۲۸) اسلم (۲۹) جذام (۳۰) مھرہ (۳۱) حمیر (۳۲) نجران (۳۳) اور حسیان۔ واقدی نے ان وفود پر نہایت تفصیل سے بات کی ہے۔ ہم قبل ازیں بعض وفود کے بارے بیان کر چکے ہیں اور ہمارا یہ بیان ہی کافی ہے' واللہ اعلم۔

درندوں کا وفد : شعیب بن عبادہ' عبدالمطلب بن عبداللہ بن حنطب کی معرفت بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہؓ میں مدینہ کے اندر تشریف فرما تھے کہ ایک بھیڑیا سامنے آکر چلایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے پاس درندوں کا نمائندہ آیا ہے اگر چاہو تو تم اس کے "کچھ حصہ مقرر" کر دو' وہ اس سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر چاہو تو تم اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور تم محتاج رہو چنانچہ جو چیز وہ لے جائے وہ اس کا رزق ہے۔ تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! اس کو کچھ دینے پر ہمارا دل آمادہ نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ' یعنی چوری چھپے ان سے اچک لے جا' اور وہ تیز تیز چلتا ہوا چلا گیا۔ (یہ روایت اس سند سے مرسل ہے)

بھیڑیا بولتا ہے : یہ بھیڑیا' اس بھیڑیئے کے مشابہ ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے' جس کو بیان کیا ہے

امام احمد نے (یزید بن ہارون' قاسم بن فضل حرانی' ابو نضرہ) حضرت ابوسعید خدریؓ سے کہ بھیڑیئے نے حملہ کر کے بکری کو پکڑ لیا اور چرواہے نے اس سے کوشش کر کے چھڑا لیا تو بھیڑیئے نے اپنی دم کے بل بیٹھ کر کہا' کیا تجھے اللہ سے خوف نہیں ہے کہ تو نے مجھ سے' وہ رزق چھین لیا ہے' جو اللہ نے مجھے دیا تھا تو اس نے کہا' تعجب انگیز بات ہے کہ بھیڑیا اپنی دم کے بل بیٹھ کر' مجھ سے انسانوں کی طرح بات کرتا ہے۔ یہ سن کر بھیڑیئے نے کہا میں تجھے اس سے بھی تعجب خیز بات بتاؤں کہ یثرب میں محمد رسول اللہ ﷺ لوگوں کو گذشتہ واقعات سے آگاہ کرتا ہے۔ حضرت ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ چرواہا بکریوں کو ہانکتا ہوا مدینہ میں لے آیا اور ان کو ایک گوشہ میں کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ ماجرا آپ کے گوش گزار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کا حکم دیا اور اعلان کیا گیا تو (لوگ جمع ہو گئے) پھر آپ تشریف لائے اور چرواہے کو کہا' ان کو بتا' اس نے ان کو بتایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس نے سچ کہا ہے۔ جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی قسم! کہ قیامت سے قبل ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ درندے انسانوں سے بات کریں گے اور آدمی سے اس کے کوڑے کا پھندنا' اس کی جوتی کا تسمہ بھی بات کرے گا اور اس کی ران' اس کی بیوی کی کرتوت سے آگاہ کرے گی۔

اس روایت کو امام ترمذی نے (سفیان بن وکیع بن جراح' وکیع) قاسم بن فضل سے بیان کیا ہے اور اس کو حسن غریب اور صحیح کہا ہے اور بتایا ہے کہ ہم اس حدیث کو صرف قاسم بن فضل کی سند سے جانتے ہیں اور قاسم مذکور محدثین کے نزدیک ثقہ اور مامون و محفوظ راوی ہے۔ یحیٰ بن معین اور ابن مہدی نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ کو امام احمد نے (ابوالیمان' شعیب بن ابی حمزہ' عبداللہ بن ابی الحسین' مہران) ابوسعید خدری سے' اس سے بھی مفصل بیان کیا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے (ابوالنضر' عبدالحمید بن بھرام' شہر) حضرت ابوسعید خدری سے بھی بیان کیا ہے اور یہ بھی اس کے مشابہ ہے' واللہ اعلم۔ اور یہ سند اصحاب سنن اربعہ کی شرائط کی حامل ہے مگر انہوں نے اس کو بیان نہیں کیا۔

جنات کے وفد : قبل از ہجرت مکہ میں جنات کے "وفود" کے آنے کا ذکر ہو چکا ہے۔ سورہ احقاف (۲۹/۴۶) کی تفسیر کے تحت ہم نے اس بارے بالاستیعاب بحث کی ہے۔ اس کے بارے جو احادیث و آثار مروی ہیں وہ سب ہم نے بیان کر دیئے ہیں اور سوادؓ بن قارب کاہن جو مسلمان ہو گیا تھا کی حدیث بھی بیان کی ہے اور جو اس نے اپنے مسلمان ہمزاد سے خبریں بیان کی ہیں وہ بھی نقل کر دی ہیں' جب اس نے کہا۔

عجبت للجن وانجاسها وشدها العيس باحلاسها
تهوى إلى مكة تبغي الهدى ما مؤمن الجن كارجاسها
فانهض إلى الصفوة من هاشم واسم بعينيك إلى راسها

(میں جنات اور ان کے تعویذ گنڈوں اور پالان والے اونٹوں پر عزم سفر سے حیرت و استعجاب میں ہوں۔ وہ مکہ کی جانب ہدایت کی جستجو میں جاتے ہیں' مومن جن ان کے پلیدوں کی طرح نہیں۔ ہاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف جا اور اپنی آنکھوں سے اس کے سر مبارک کو دیکھ)

پھر اس کا کلام

عجبت للجن وتطلابها وشدها العيس باقتابها

تهوى إلى مكة تبغي الهدى ليس قُدامها كأذنابها

فانهض إلى الصفوة من هاشم واسم بعينيك إلى بابها

(مجھے جنات اور ان کی تلاش و جستجو اور پالان والے اونٹوں پر ان کے عزم سے تعجب ہے۔ وہ مکہ کی سمت رشد و ہدایت کی تلاش میں کھنچے چلے جاتے ہیں۔ ان کے اعلیٰ' ادنیٰ جیسے نہیں۔ ہاشم کے برگزیدہ اور منتخب انسان کی طرف جا اور اپنی آنکھوں سے ان کے دروازے کی طرف دیکھ)

پھر اس کا کلام

عجبت للجن وتخبارها وشدها العيس باكوارها

تهوى إلى مكة تبغي الهدى ليس ذوو الشر كاخيارها

فانهض إلى الصفوة من هاشم ما مؤمنوا الجن ككفارها

(میں نے جنات اور ان کے بات معلوم کرنے اور اونٹوں پر پالانوں کے ساتھ عزم سفر پر تعجب کیا۔ وہ مکہ کی طرف ہدایت کی جستجو میں جا رہے ہیں' ان کا شرارتی ان کے نیک ایسا نہیں۔ ہاشم کے پسندیدہ شخص کی طرف جا' مسلمان جن' کافر جنات کی طرح نہیں ہیں)

یہ اور اس قسم کے واقعات' مکہ میں' جنات کے وفود' کے متعدد بار آنے پر دلالت کرتے ہیں اور مکی زندگی کے حالات میں ہم نے یہ بقدر کفایت بیان کر دیا ہے۔ **وللّٰہ الحمد والمنہ وباللّٰہ التوفیق۔**

ایک منکر اور موضوع روایت شیطان کے مسلمان ہونے کی : اس مقام پر حافظ بیہقی نے ایک نہایت غریب بلکہ منکر اور موضوع روایت بیان کی ہے۔ اس کا مخرج عزیز اور کمیاب ہے۔ ہم نے بھی حافظ بیہقی کے مطابق اس کو بیان کرنا پسند کیا ہے۔ اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس نے "دلائل النبوہ" میں "ھامہ بن ھیثم بن قیس بن ابلیس' کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا اور اس کا اسلام قبول کرنا" عنوان قائم کیا ہے۔

حافظ بیہقی (ابوالحسن محمد بن الحسین بن داؤد علویؒ' ابونصر محمد بن حمدویہ بن سہل القاری المروزی' عبداللہ بن حماد آملی' محمد بن ابو معشر' ابو معشر' نافع) حضرت ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ تہامہ کے کسی پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بوڑھا عصا بکف آیا۔ اور اس نے نبی علیہ السلام کو سلام کہا اور آپؐ نے اس کا جواب دیا اور فرمایا جنات کا گن گن کرنا اور گنگنانا ہے تو کون ہے' اس نے بتایا میں ہوں ھامہ بن ھیثم بن لاقیس بن ابلیس تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ابلیس کا پڑپوتا ہوا تیری کتنی عمر ہے۔ اس نے کہا میں نے تھوڑی ہی عمر بسر کی تھی۔ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا میں اس وقت چند سال کا بچہ تھا بات سمجھتا تھا' ٹیلوں پر سے گزرتا تھا' کھانا خراب کرنے اور قطع رحمی کا حکم دیتا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خضاب لگانے والے بوڑھے اور ملامت سے خائف جوان کا یہ بہت برا ہے۔

نوح کے ساتھ : تو ھامہ نے کہا' ایسی بات کے اعادہ سے معاف کیجئے' میں اللہ عزوجل کی طرف رجوع اور توبہ کرتا ہوں کہ میں نوح علیہ السلام کے پاس مسجد میں' ان پر ایمان لانے والے لوگوں کے ہمراہ تھا۔ میں ان کو قوم پر بددعا کرنے کے بارے میں ملامت اور ڈانٹ ڈپٹ پلاتا رہا (وہ اس فعل پر نادم ہوئے) اور رو پڑے یہاں تک کہ مجھے بھی رلا دیا اور انہوں نے کہا لامحالہ میں اس بات پر نادم اور پشیمان ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میرا شمار جاہلوں میں ہو۔

ھامہ نے کہا میں نے عرض کیا اے نوح! میں ہابیل بن آدم ایسے سعید اور شہید کے انسان کے قتل میں شریک تھا۔ کیا میری توبہ کی کوئی سبیل اور صورت ہے؟ اس نے کہا اے ہام' نیکی کا ارادہ کر اور افسوس و پشیمانی سے پہلے اس کو کر گزر کہ میں نے اپنی طرف نازل شدہ کتاب میں پڑھا ہے کہ جو شخص بھی توبہ کرے' خواہ کتنا ہی گنہ گار ہو' اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ باوضو ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے دو سجدے کر' میں نے فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی تو اس نے مجھے بلایا اور کہا اپنا سر سجدہ میں اٹھا کہ تیری توبہ کی قبولیت آسمان سے نازل ہو چکی ہے۔ میں پھر اللہ کے حضور سجدہ میں گر گیا۔

ھود کے ساتھ : میں ھود علیہ السلام کے پاس ان کی مسجد میں ان پر ایمان لانے والے لوگوں کے ساتھ تھا۔ میں ان کو' قوم پر بددعا کرنے پر عتاب کرتا رہا' یہاں تک وہ خود روئے اور مجھے بھی رلایا اور انہوں نے کہا میں اس بددعا پر نادم اور پشیمان ہوں اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

میں یعقوبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور یوسفؑ کے ساتھ محفوظ مکان میں تھا۔ الیاسؑ سے وادیوں میں ملاقات کرتا تھا اور میں اب بھی ان کو ملا ہوں موسیٰ بن عمرانؑ سے بھی میری ملاقات ہوئی تھی انہوں نے مجھے تورات پڑھائی تھی اور مجھے پیغام دیا تھا کہ عیسیٰؑ سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔ میری ملاقات عیسیٰؑ سے ہوئی میں نے ان کو موسیٰ کا سلام کہا اور عیسیٰؑ نے پیغام دیا اگر محمدؐ سے ملاقات ہو تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اشکبار ہوئے اور روتے ہوئے فرمایا جب تک دنیا قائم رہے عیسیٰؑ پر سلامتی ہے اور اے ھام! ادائے امانت کے صلہ میں تجھ پر بھی سلامتی ہو۔

اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ میرے ساتھ وہی سلوک کریں جو موسیٰ نے میرے ساتھ کیا تھا۔ انہوں نے مجھے تورات سکھائی تھی' اس نے کہا۔ پھر اسے رسول اللہ ﷺ نے بھی سورہ واقعہ' سورہ المرسلات' سورۂ نباء' اذا الشمس کورت' معوذتین اور سورہ اخلاص پڑھائی اور فرمایا اے ھامہ! اپنی ضرورت بتاتے رہو اور ملاقات کرتے رہو۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ ہمارے پاس نہیں آیا نامعلوم وہ اب زندہ ہے یا نہیں۔

حافظ بیہقی کا بیان ہے کہ یہ محمد بن ابی معشر' اس سے بڑے بڑے اہل علم نے روایت بیان کی ہے۔ مگر محدثین اس کو ضعیف کہتے ہیں اور یہ حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو اس سے زیادہ قوی ہے' واللہ اعلم۔

الحمدللہ! سیرت النبی ﷺ جلد دوم مکمل ہوئی۔